

بر عون یکدیگر و کافضل خلافتی زمین

کلمه تمثال است که در این کتاب است که در این کتاب است



ساختن



و در این کتاب است که در این کتاب است

ساختن و شمع که در این کتاب است

بہ عرصہ مکینوں کا فضل خلافت میں

کچھ سال تک رہا اور ان کے عقائد میں بہت سے تبدیلیاں آئی ہیں

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U4005

المختصر



از تالیف علامہ مولانا محمد رفیع خاں صاحب دہلی

مطبعہ شری کتب خانہ مفتاح اربعہ مفتوحہ

نمبر	احوال مندرجہ	تقسیم	نمبر	احوال مندرجہ	تقسیم	نمبر	احوال مندرجہ	تقسیم
۱	شہر ایبٹ آباد	۴	۱	فیروز شاہ کی لاٹ	۵	۱	شہر ایبٹ آباد	۴
۲	نضلیع ایبٹ آباد	۱	۲	مسجد بیرون دی دروازہ	۱	۲	سبکی	۱
۳	مینا	۱	۳	گوچی محل	۱	۳	بپوڑی	۱
۴	بھوش	۱	۴	مقیہ محمد اسماعیل	۱	۴	جبار	۱
۵	سہسوان	۱	۵	گرواگیر	۱	۵	دادری	۱
۶	چانچر	۱	۶	شہر باجی	۱	۶	دوبانہ	۱
۷	چچوڑی	۱	۷	حال طلب صاحب	۵	۷	دروہ	۱
۸	واڈوہ	۱	۸	قافاہ شیخ نعمت اللہ	۶	۸	جبار خ گاہ	۱
۹	وہتا	۱	۹	شہر دوانی	۱	۹	گروبانہ	۱
۱۰	دوڑی	۱	۱۰	قصر توشام	۱	۱۰	رستمک	۱
۱۱	دورابہ سوری	۱	۱۱	قصر اکریمہ	۱	۱۱	اندری	۱
۱۲	بکری	۱	۱۲	قصر فتح آباد	۱	۱۲	گاہرہ	۱
۱۳	بسیان	۱	۱۳	قصر تپہ	۱	۱۳	جارت	۱
۱۴	نور بکنت	۱	۱۴	قصر نوپانہ	۱	۱۴	جھیر کا علاقہ	۱
۱۵	گرواگیر	۱	۱۵	قصر میرزا	۱	۱۵	شہر جھیر	۱
۱۶	جیند	۱	۱۶	سرسہ	۱	۱۶	نیلیم آباد	۱
۱۷	نابھہ	۱	۱۷	قصر کھنیر	۱	۱۷	کاڈمہ	۱
۱۸	کھنیر	۱	۱۸	پانی پت	۱	۱۸	کانڈہ	۱
۱۹	کھنیر	۱	۱۹	ضلع پانی پت یا کھنیر	۱	۱۹	موتھم	۱
۲۰	کھنیر	۱	۲۰	شہر کرنال	۱	۲۰	تارنول	۱
۲۱	جگا دھری	۱	۲۱	شہر گروہ	۱	۲۱	چٹوڑی	۱
۲۲	کری	۱	۲۲	پروکھہ	۱	۲۲	دوہ	۱
۲۳	کلنور	۱	۲۳	کھنیر	۱	۲۳	علاقہ پیاپتہ	۱
۲۴	روپڑ	۱	۲۴	اسرانا	۱	۲۴	شہر جھار	۱
۲۵	سینیدین	۱	۲۵	کھنیر	۱	۲۵	جیل خانہ کاکان	۱
۲۶	نور دھری	۱	۲۶	شہر گروہ یا شہر کٹ	۱	۲۶	نور شاہ جیند	۱
۲۷	کپتھل	۱	۲۷	سینوین پت	۱	۲۷	جامع مسجد	۱
۲۸	لاڈوہ	۱	۲۸	سینا لکا	۱	۲۸		

صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ
۴۴	لیٹو کھیری	۶۵	پھنڈری	۴۱	مدکی	۴۵	لیٹو کھیری	۶۵	پھنڈری
۴۵	موننگ	۴۶	بلاس پور	۴۲	قندیلہ بھوٹ	۴۶	موننگ	۴۶	بلاس پور
۴۶	مالاٹا	۴۷	چکور	۴۳	موضع کڑی	۴۷	مالاٹا	۴۷	چکور
۴۷	ٹالپور	۴۸	نیر ویشاہ	۴۴	موضع پنجہ	۴۸	ٹالپور	۴۸	نیر ویشاہ
۴۸	مستی نرند	۴۹	کھوس پور	۴۵	موضع بھتی والہ	۴۹	مستی نرند	۴۹	کھوس پور
۴۹	سنا پوری	۵۰	جکراون	۴۶	کھوبایہ	۵۰	سنا پوری	۵۰	جکراون
۵۰	نارائن گڑھ	۵۱	کھنٹا	۴۷	گجی کی	۵۱	نارائن گڑھ	۵۱	کھنٹا
۵۱	ناپہ	۵۲	کوٹ کپیرا	۴۸	موضع امیر	۵۲	ناپہ	۵۲	کوٹ کپیرا
۵۲	تین والہ	۵۳	سرای کشمیری خان	۴۹	موضع فیکہ	۵۳	تین والہ	۵۳	سرای کشمیری خان
۵۳	پٹاری	۵۴	پانچنی وارڈ	۵۰	موضع کھنٹا	۵۴	پٹاری	۵۴	پانچنی وارڈ
۵۴	چورا	۵۵	میان	۵۱	الٹوکی	۵۵	چورا	۵۵	میان
۵۵	بھل	۵۶	مالیہ کوٹلہ	۵۲	کھنٹا	۵۶	بھل	۵۶	مالیہ کوٹلہ
۵۶	پنچور	۵۷	طود	۵۳	موضع بھائی کوٹ	۵۷	پنچور	۵۷	طود
۵۷	پیشالہ	۵۸	موضع طینی آباد	۵۴	موضع گورہ ہسار	۵۸	پیشالہ	۵۸	موضع طینی آباد
۵۸	راجلی	۵۹	راج پور	۵۵	موضع بھندہ	۵۹	راجلی	۵۹	راج پور
۵۹	شاہ آباد	۶۰	سید ہاشم پور	۵۶	موضع دودھ	۶۰	شاہ آباد	۶۰	سید ہاشم پور
۶۰	شاہ پور	۶۱	سنگ پوری	۵۷	موضع کانوئی	۶۱	شاہ پور	۶۱	سنگ پوری
۶۱	سردھوا	۶۲	سجراؤن	۵۸	موضع گھنٹ	۶۲	سردھوا	۶۲	سجراؤن
۶۲	شہر سرہند	۶۳	صدر خان کا کوٹ	۵۹	موضع کھنٹا	۶۳	شہر سرہند	۶۳	صدر خان کا کوٹ
۶۳	علاقہ سرہند	۶۴	تھارا	۶۰	موضع کھنٹا	۶۴	علاقہ سرہند	۶۴	تھارا
۶۴	سلطان خان والہ	۶۵	وٹی پور	۶۱	موضع کھنٹا	۶۵	سلطان خان والہ	۶۵	وٹی پور
۶۵	سنگھو	۶۶	اٹلی پور	۶۲	موضع کھنٹا	۶۶	سنگھو	۶۶	اٹلی پور
۶۶	ستنا	۶۷	شہر فیروز پور	۶۳	موضع کھنٹا	۶۷	ستنا	۶۷	شہر فیروز پور
۶۷	قندیلہ	۶۸	موضع فیروز پور	۶۴	موضع کھنٹا	۶۸	قندیلہ	۶۸	موضع فیروز پور
۶۸	شہر لودھیانہ	۶۹	دھرم کوٹ	۶۵	موضع کھنٹا	۶۹	شہر لودھیانہ	۶۹	دھرم کوٹ
۶۹	موضع لودھیانہ	۷۰	فرید کوٹ	۶۶	موضع کھنٹا	۷۰	موضع لودھیانہ	۷۰	فرید کوٹ
۷۰	موضع لودھیانہ	۷۱	اند گڑھ	۶۷	موضع کھنٹا	۷۱	موضع لودھیانہ	۷۱	اند گڑھ
۷۱	موضع لودھیانہ	۷۲	کھنٹا پور	۶۸	موضع کھنٹا	۷۲	موضع لودھیانہ	۷۲	کھنٹا پور

فهرست کتب

کتاب

ردیف	احوال مندرجہ	تفصیل نام و صفی	احوال مندرجہ	تفصیل نام و صفی	احوال مندرجہ	ردیف
۱۳۳	درہ ناگوان	۱۳۹	استغلا	۱۳۹	درہ ناگوان	۱۳۳
"	نگیا	"	منگنم	"	"	"
۱۳۴	نوائے گزہ یا نوائے کوٹ	۱۴۱	فصلہ نمکین	۱۴۱	نوائے گزہ یا نوائے کوٹ	۱۳۴
"	مرالے کا گزہ	"	منگابو	"	"	"
"	نیرنگ	"	درہ تنگ رنگ	"	"	"
"	نسک	"	کوہ دارو	"	"	"
"	اوربا	"	مان رنگ دہ	"	"	"
۱۳۵	درہ پنگ	"	دومر	"	"	۱۳۵
"	پوادی	۱۴۲	منگلا	۱۴۲	"	"
"	پنگی	"	درہ پنگ	"	"	"
"	پرنس	"	کوہ نمونری	"	"	"
"	قادر یا نیرنگ	"	کوہ ڈھول	"	"	"
۱۳۶	رکام	۱۴۳	دیو جی لال	۱۴۳	"	۱۳۶
"	کوہ رانک	"	گنڈا اوتھیل	"	"	"
"	رام پور	"	دریا ویاپ	"	"	"
۱۳۷	سپی	۱۴۴	پاور	۱۴۴	"	۱۳۷
"	درہ رنگ	"	سپید	"	"	"
"	سپلین	"	سپینی	"	"	"
"	شمال درہ	"	دریا و رنگ	"	"	"
۱۳۸	شیشی	۱۴۵	درہ پنگ	۱۴۵	"	۱۳۸
"	شین	"	پونا	"	"	"
"	درہ شہار	"	پولانگ	"	"	"
"	شکی	"	اشن	"	"	"
۱۳۹	سنگا درہ	"	وانگر	"	"	۱۳۹
۱۴۰	سوانگ	"	پچید	"	"	۱۴۰
"	سکلا	"	شالوی	"	"	"
"	سندھ درہ	"	لیستی	"	"	"
۱۴۱	دریا ویاپ	۱۴۶	"	۱۴۶	دریا ویاپ	۱۴۱

دریا ویاپ

دریا ویاپ

دریا ویاپ

صفحہ	احوال سندھ	تتمیم صفحہ	احوال سندھ	تتمیم صفحہ	احوال سندھ	صفحہ
۱۶۶	نہر بیتی	۱۶۶	پنجاب کے قصوبوں اور شہروں	۱۶۶	۱۶۵	حاجی پور
۱۶۸	دریائے رابی	"	تعمیرات و قدیم و جدید عمارتیں	"	"	ٹٹوان
۱۶۸	شاہ نہرائے نری	"	قلعہ جات کے ذکر میں	"	"	کرتاپور
۱۶۹	نہر کرن	"	شہرہ المندھر	"	"	علاؤ پور
"	نہر منہلی	۱۸۷	فادر	"	۱۶۶	بھکڑاٹھ
"	دریائے چناب	۱۸۸	لوان شہر	"	"	راہون
۱۷۱	دریائے پوچھہ	"	نگوڑہ	"	"	بلوچ
"	نار پوریک	۱۸۹	کپورتھل	"	"	گروہنڈک
۱۷۲	نالہ آگ	"	ذکر ریاست کپورتھل	"	۱۶۷	دیر ہلال
"	نالہ گوندل	۱۹۰	پنگواٹھ	"	"	ہری کی
"	نالہ نہر سب پور	۱۹۱	ہادی آباد	"	"	شہرہ اتر
"	نالہ توی	"	سراٹھ کے نور محل	"	"	ننوتھان
"	نالہ کھیت	"	آدم پور	"	"	کرتاپور
"	نالہ کپورتھل	"	شاہوکیٹ	"	"	کپورتھل
"	نالہ کپورتھل	"	پلیسیان	"	"	کپورتھل
"	نالہ ہندن راہ	"	ادی	"	"	سراٹھ کے نور محل
"	نالہ ڈاک	"	گوندل راہ	"	"	اچالہ
"	نالہ سکھ پور	"	پلیسیان	"	"	سراٹھ کے نور محل
"	نالہ کپورتھل	"	قصہ سلطان پور	"	"	سراٹھ کے نور محل
"	نالہ کپورتھل	"	مشین پور	"	"	سراٹھ کے نور محل
"	دریائے جیلم	"	نلوٹھاری راجہ سلطان	"	"	سراٹھ کے نور محل
۱۷۵	دریائے سندھ	"	ہوشیار پور	"	"	سراٹھ کے نور محل
۱۸۲	پنجاب کے پانچوں دریاؤں	۱۹۰	قصہ اوانو	"	"	سراٹھ کے نور محل
"	کریا پور	"	شاہوٹھ	"	"	سراٹھ کے نور محل
"	دوآبہ سبب جالندھر	۱۹۳	کپورتھل	"	"	سراٹھ کے نور محل
"	دوآبہ باری	"	انڈرٹ	"	"	سراٹھ کے نور محل
"	دوآبہ پنجاب	"	دیوبند	"	"	سراٹھ کے نور محل
"	دوآبہ پنج	"	مکھیا پور	"	"	سراٹھ کے نور محل
"	دوآبہ سندھ	۱۹۵	لوڈہ	"	"	سراٹھ کے نور محل

صفحه	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحه	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحه	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحه
۲۰۹	شاہ پور	تقسیم	۲۲۰	خط پور	تقسیم	۲۲۰	شاہ پور	تقسیم	۲۲۰
۲۱۰	سجھان پور	تقسیم	۲۲۱	بھین	تقسیم	۲۲۱	سجھان پور	تقسیم	۲۲۱
۲۱۱	گاندوان	تقسیم	۲۲۲	منہ سالہ	تقسیم	۲۲۲	گاندوان	تقسیم	۲۲۲
۲۱۲	ہر گوبند پور	تقسیم	۲۲۳	شہر قصبہ	تقسیم	۲۲۳	ہر گوبند پور	تقسیم	۲۲۳
۲۱۳	فتح آباد	تقسیم	۲۲۴	قصبہ پٹی	تقسیم	۲۲۴	فتح آباد	تقسیم	۲۲۴
۲۱۴	ڈیرہ ہانگ	تقسیم	۲۲۵	نوشہرہ	تقسیم	۲۲۵	ڈیرہ ہانگ	تقسیم	۲۲۵
۲۱۵	سکریہ	تقسیم	۲۲۶	قصبہ سہو سنگ	تقسیم	۲۲۶	سکریہ	تقسیم	۲۲۶
۲۱۶	شہر لاہور	تقسیم	۲۲۷	سہو	تقسیم	۲۲۷	شہر لاہور	تقسیم	۲۲۷
۲۱۷	سراسر سہو	تقسیم	۲۲۸	الکون	تقسیم	۲۲۸	سراسر سہو	تقسیم	۲۲۸
۲۱۸	سراسر پٹواری تھانہ	تقسیم	۲۲۹	دھڑ	تقسیم	۲۲۹	سراسر پٹواری تھانہ	تقسیم	۲۲۹
۲۱۹	قنبر لاہور	تقسیم	۲۳۰	اکیم گرن	تقسیم	۲۳۰	قنبر لاہور	تقسیم	۲۳۰
۲۲۰	شالار بار	تقسیم	۲۳۱	تھانہ ناخ	تقسیم	۲۳۱	شالار بار	تقسیم	۲۳۱
۲۲۱	مقبورہ شاہ ہانگیر	تقسیم	۲۳۲	قصبہ پٹواری	تقسیم	۲۳۲	مقبورہ شاہ ہانگیر	تقسیم	۲۳۲
۲۲۲	سراسر شاہ جانی	تقسیم	۲۳۳	قصبہ گدیان	تقسیم	۲۳۳	سراسر شاہ جانی	تقسیم	۲۳۳
۲۲۳	مقبورہ آصف آباد	تقسیم	۲۳۴	موتی	تقسیم	۲۳۴	مقبورہ آصف آباد	تقسیم	۲۳۴
۲۲۴	مقبورہ گاندوان	تقسیم	۲۳۵	گاندوان	تقسیم	۲۳۵	مقبورہ گاندوان	تقسیم	۲۳۵
۲۲۵	قنبر گاندوان	تقسیم	۲۳۶	جہڑ وال	تقسیم	۲۳۶	قنبر گاندوان	تقسیم	۲۳۶
۲۲۶	سراسر گاندوان	تقسیم	۲۳۷	سجھان پور	تقسیم	۲۳۷	سراسر گاندوان	تقسیم	۲۳۷
۲۲۷	مقبورہ گاندوان	تقسیم	۲۳۸	سکری	تقسیم	۲۳۸	مقبورہ گاندوان	تقسیم	۲۳۸
۲۲۸	نیو کالج	تقسیم	۲۳۹	پاک پٹن	تقسیم	۲۳۹	نیو کالج	تقسیم	۲۳۹
۲۲۹	سینٹ ال	تقسیم	۲۴۰	سجھان پور	تقسیم	۲۴۰	سینٹ ال	تقسیم	۲۴۰
۲۳۰	ریل کاپڑا	تقسیم	۲۴۱	شیر گڑھ	تقسیم	۲۴۱	ریل کاپڑا	تقسیم	۲۴۱
۲۳۱	سارہ مارا پور	تقسیم	۲۴۲	جھڑا پور	تقسیم	۲۴۲	سارہ مارا پور	تقسیم	۲۴۲
۲۳۲	موضع ترک	تقسیم	۲۴۳	چوک	تقسیم	۲۴۳	موضع ترک	تقسیم	۲۴۳
۲۳۳	موضع اچھرا	تقسیم	۲۴۴	بھین	تقسیم	۲۴۴	موضع اچھرا	تقسیم	۲۴۴
۲۳۴	کانہ	تقسیم	۲۴۵	فتح پور	تقسیم	۲۴۵	کانہ	تقسیم	۲۴۵
۲۳۵	نیاز بیک	تقسیم	۲۴۶	مرہ	تقسیم	۲۴۶	نیاز بیک	تقسیم	۲۴۶

ردیف	احوال مسدود	تاریخ	احوال مندرجہ	تاریخ	احوال مندرجہ	ردیف
۲۶۰	پسور	۲۶۰	موقوفہ کوئٹہ لالہ والہ	۲۶۰	ماقشا آباد	۲۶۰
۲۶۱	قادر سید ہاشم	۲۶۱	کریالی	۲۶۱	شیر پورہ	۲۶۱
۲۶۲	کمال والہ	۲۶۲	خیر والہ	۲۶۲	قصبہ پورہ	۲۶۲
۲۶۳	ہوسک کلاں	۲۶۳	ایہالی	۲۶۳	پانی پتہ	۲۶۳
۲۶۴	کوتہ پورہ	۲۶۴	سید پورہ	۲۶۴	پانی پتہ	۲۶۴
۲۶۵	سیرالی	۲۶۵	سید پورہ	۲۶۵	پانی پتہ	۲۶۵
۲۶۶	پاکلی	۲۶۶	پاکلی	۲۶۶	پانی پتہ	۲۶۶
۲۶۷	وہالہ	۲۶۷	سید پورہ	۲۶۷	پانی پتہ	۲۶۷
۲۶۸	پورہ	۲۶۸	پاکلی	۲۶۸	پانی پتہ	۲۶۸
۲۶۹	سید پورہ	۲۶۹	سید پورہ	۲۶۹	پانی پتہ	۲۶۹
۲۷۰	پانی پتہ	۲۷۰	سید پورہ	۲۷۰	پانی پتہ	۲۷۰
۲۷۱	کوتہ پورہ	۲۷۱	سید پورہ	۲۷۱	پانی پتہ	۲۷۱
۲۷۲	ایہالی	۲۷۲	ایہالی	۲۷۲	پانی پتہ	۲۷۲
۲۷۳	کوتہ پورہ	۲۷۳	ایہالی	۲۷۳	پانی پتہ	۲۷۳
۲۷۴	سید پورہ	۲۷۴	ایہالی	۲۷۴	پانی پتہ	۲۷۴
۲۷۵	پانی پتہ	۲۷۵	ایہالی	۲۷۵	پانی پتہ	۲۷۵
۲۷۶	کوتہ پورہ	۲۷۶	ایہالی	۲۷۶	پانی پتہ	۲۷۶
۲۷۷	ایہالی	۲۷۷	ایہالی	۲۷۷	پانی پتہ	۲۷۷
۲۷۸	کوتہ پورہ	۲۷۸	ایہالی	۲۷۸	پانی پتہ	۲۷۸
۲۷۹	پانی پتہ	۲۷۹	ایہالی	۲۷۹	پانی پتہ	۲۷۹
۲۸۰	کوتہ پورہ	۲۸۰	ایہالی	۲۸۰	پانی پتہ	۲۸۰
۲۸۱	ایہالی	۲۸۱	ایہالی	۲۸۱	پانی پتہ	۲۸۱
۲۸۲	کوتہ پورہ	۲۸۲	ایہالی	۲۸۲	پانی پتہ	۲۸۲
۲۸۳	پانی پتہ	۲۸۳	ایہالی	۲۸۳	پانی پتہ	۲۸۳
۲۸۴	کوتہ پورہ	۲۸۴	ایہالی	۲۸۴	پانی پتہ	۲۸۴
۲۸۵	ایہالی	۲۸۵	ایہالی	۲۸۵	پانی پتہ	۲۸۵
۲۸۶	کوتہ پورہ	۲۸۶	ایہالی	۲۸۶	پانی پتہ	۲۸۶
۲۸۷	پانی پتہ	۲۸۷	ایہالی	۲۸۷	پانی پتہ	۲۸۷
۲۸۸	کوتہ پورہ	۲۸۸	ایہالی	۲۸۸	پانی پتہ	۲۸۸
۲۸۹	ایہالی	۲۸۹	ایہالی	۲۸۹	پانی پتہ	۲۸۹
۲۹۰	کوتہ پورہ	۲۹۰	ایہالی	۲۹۰	پانی پتہ	۲۹۰
۲۹۱	پانی پتہ	۲۹۱	ایہالی	۲۹۱	پانی پتہ	۲۹۱
۲۹۲	کوتہ پورہ	۲۹۲	ایہالی	۲۹۲	پانی پتہ	۲۹۲
۲۹۳	ایہالی	۲۹۳	ایہالی	۲۹۳	پانی پتہ	۲۹۳
۲۹۴	کوتہ پورہ	۲۹۴	ایہالی	۲۹۴	پانی پتہ	۲۹۴
۲۹۵	پانی پتہ	۲۹۵	ایہالی	۲۹۵	پانی پتہ	۲۹۵
۲۹۶	کوتہ پورہ	۲۹۶	ایہالی	۲۹۶	پانی پتہ	۲۹۶
۲۹۷	ایہالی	۲۹۷	ایہالی	۲۹۷	پانی پتہ	۲۹۷
۲۹۸	کوتہ پورہ	۲۹۸	ایہالی	۲۹۸	پانی پتہ	۲۹۸
۲۹۹	پانی پتہ	۲۹۹	ایہالی	۲۹۹	پانی پتہ	۲۹۹
۳۰۰	کوتہ پورہ	۳۰۰	ایہالی	۳۰۰	پانی پتہ	۳۰۰

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۳۰۱	دھول	۳۱۱	بال ناخندہ جوگی کا ٹیلہ	۳۲۰	حضرو	۳۱۱	بالی
۳۰۲	میرپور	۳۱۲	کٹاس	۳۲۱	فستق جنگ	۳۱۲	۱۱
۳۰۳	دولت نگر	۳۱۳	پنڈ دادن خان	۳۲۲	ہٹا پور	۳۱۳	۱۱
۳۰۴	گجرات	۳۱۴	کوہ نمک	۳۲۳	رودودر	۳۱۴	۱۱
۳۰۵	جلال پور	۳۱۵	دھنی چکوال	۳۲۴	نالہ پور	۳۱۵	۱۱
۳۰۶	کھنجاہ	۳۱۶	تلہ گنگ	۳۲۵	دریا کے سوان	۳۱۶	۱۱
۳۰۷	کچھوال	۳۱۷	خوشاب	۳۲۶	پنڈا پور	۳۱۷	۱۱
۳۰۸	قلعہ دارہ	۳۱۸	سٹوٹھوٹا	۳۲۷	کوہ مری	۳۱۸	۱۱
۳۰۹	شادی وال	۳۱۹	سازنگ کوٹ	۳۲۸	اوشہرہ	۳۱۹	۱۱
۳۱۰	گھنٹاں	۳۲۰	سنگیرا	۳۲۹	لیتہ	۳۲۰	۱۱
۳۱۱	ٹوٹنگہ	۳۲۱	قلعہ دولا	۳۳۰	دریاخان	۳۲۱	۱۱
۳۱۲	کوبار	۳۲۲	کارا والا	۳۳۱	کوٹ سلطان	۳۲۲	۱۱
۳۱۳	گیانہ	۳۲۳	کالی سرائے	۳۳۲	بھسک	۳۲۳	۱۱
۳۱۴	گٹاٹ	۳۲۴	دریا کے کالی	۳۳۳	میان والی بھٹی	۳۲۴	۱۱
۳۱۵	گادو آباد	۳۲۵	جھیا	۳۳۴	داؤد خیل	۳۲۵	۱۱
۳۱۶	چیلان	۳۲۶	سیانی	۳۳۵	تعلقہ ادریس	۳۲۶	۱۱
۳۱۷	بھوکا لہان	۳۲۷	علاقہ کوٹ	۳۳۶	پیلان	۳۲۷	۱۱
۳۱۸	ہریا	۳۲۸	علاقہ گلیان	۳۳۷	روٹھری	۳۲۸	۱۱
۳۱۹	چیلیان	۳۲۹	علاقہ لالہان	۳۳۸	گندہان	۳۲۹	۱۱
۳۲۰	کارل	۳۳۰	علاقہ ہاکوٹ	۳۳۹	موجھو	۳۳۰	۱۱
۳۲۱	شاہ پور	۳۳۱	علاقہ ننگ	۳۴۰	سوی خیل	۳۳۱	۱۱
۳۲۲	کانووال	۳۳۲	علاقہ مردک	۳۴۱	وان بھڑان	۳۳۲	۱۱
۳۲۳	بھسک	۳۳۳	راول پٹی	۳۴۲	ہرنوٹی	۳۳۳	۱۱
۳۲۴	دودی گٹاٹ	۳۳۴	حسن آباد	۳۴۳	منٹھ گڑھ	۳۳۴	۱۱
۳۲۵	سای وال	۳۳۵	پنڈی گلیپ	۳۴۴	خان گڑھ	۳۳۵	۱۱
۳۲۶	جھسٹلم	۳۳۶	قلعہ نمک و موضع گنگ	۳۴۵	کوٹ اودھو	۳۳۶	۱۱
۳۲۷	رہناس	۳۳۷	نوپور شاہان	۳۴۶	سجنت پور	۳۳۷	۱۱

صفحه	احوال مندرجہ	صفحه	احوال مندرجہ	صفحه	احوال مندرجہ	صفحه	احوال مندرجہ
۳۲۵	زنگ پور	۳۲۹	دیرہ نسیخ خان	۳۲۹	زنگ پور	۳۲۹	زنگ پور
۳۲۶	دریا پور بندہ کیار کٹر	۳۳۰	گورانک	۳۳۰	دریا پور بندہ کیار کٹر	۳۳۰	دریا پور بندہ کیار کٹر
۳۳۱	قصبہ کے بیان میں	۳۳۱	کاہری	۳۳۱	قصبہ کے بیان میں	۳۳۱	قصبہ کے بیان میں
۳۳۲	شہر دیرہ غازی خان	۳۳۲	لونی	۳۳۲	شہر دیرہ غازی خان	۳۳۲	شہر دیرہ غازی خان
۳۳۳	شہر و اجل	۳۳۳	ما جگدہ	۳۳۳	شہر و اجل	۳۳۳	شہر و اجل
۳۳۴	شہر جام پور	۳۳۴	میری	۳۳۴	شہر جام پور	۳۳۴	شہر جام پور
۳۳۵	قصبہ راجن پور	۳۳۵	مچن خیل	۳۳۵	قصبہ راجن پور	۳۳۵	قصبہ راجن پور
۳۳۶	کوٹ مٹھن	۳۳۶	مٹھن خیل	۳۳۶	کوٹ مٹھن	۳۳۶	کوٹ مٹھن
۳۳۷	قصبہ پھان	۳۳۷	راجہ پل	۳۳۷	قصبہ پھان	۳۳۷	قصبہ پھان
۳۳۸	نگاہ	۳۳۸	خضر خیل	۳۳۸	نگاہ	۳۳۸	نگاہ
۳۳۹	موضع کوسہ	۳۳۹	پنگو	۳۳۹	موضع کوسہ	۳۳۹	موضع کوسہ
۳۴۰	دائرہ دین پناہ	۳۴۰	خلع بنون	۳۴۰	دائرہ دین پناہ	۳۴۰	دائرہ دین پناہ
۳۴۱	حاجی پور	۳۴۱	شہر لیسپ گڑھ بانہون	۳۴۱	حاجی پور	۳۴۱	حاجی پور
۳۴۲	سیت پور	۳۴۲	قلعہ لیسپ گڑھ	۳۴۲	سیت پور	۳۴۲	سیت پور
۳۴۳	لستی پناہ علی	۳۴۳	لکی	۳۴۳	لستی پناہ علی	۳۴۳	لستی پناہ علی
۳۴۴	نور پور	۳۴۴	دری پلارہ	۳۴۴	نور پور	۳۴۴	نور پور
۳۴۵	سنگر	۳۴۵	طوطہ نری	۳۴۵	سنگر	۳۴۵	سنگر
۳۴۶	ہولہ	۳۴۶	عمر خان خیل	۳۴۶	ہولہ	۳۴۶	ہولہ
۳۴۷	پتھالی	۳۴۷	موسی خیل	۳۴۷	پتھالی	۳۴۷	پتھالی
۳۴۸	شکر کوٹ	۳۴۸	نار	۳۴۸	شکر کوٹ	۳۴۸	شکر کوٹ
۳۴۹	نوشہرہ	۳۴۹	بازار راجہ خان	۳۴۹	نوشہرہ	۳۴۹	نوشہرہ
۳۵۰	دیرہ اسماعیل خان	۳۵۰	کاڑا باغ	۳۵۰	دیرہ اسماعیل خان	۳۵۰	دیرہ اسماعیل خان
۳۵۱	کلا پٹی و تحصیل کلا پٹی	۳۵۱	بلا پٹی	۳۵۱	کلا پٹی و تحصیل کلا پٹی	۳۵۱	کلا پٹی و تحصیل کلا پٹی
۳۵۲	پلوٹ	۳۵۲	پنگو	۳۵۲	پلوٹ	۳۵۲	پلوٹ
۳۵۳	پہاڑ پور	۳۵۳	پشاور	۳۵۳	پہاڑ پور	۳۵۳	پہاڑ پور
۳۵۴	گڑھی خضوہ	۳۵۴	اکوٹرا	۳۵۴	گڑھی خضوہ	۳۵۴	گڑھی خضوہ
۳۵۵	مانک	۳۵۵	قلعہ نسیخ گڑھ	۳۵۵	مانک	۳۵۵	مانک
۳۵۶	چودھوان	۳۵۶	نسیخ گڑھ	۳۵۶	چودھوان	۳۵۶	چودھوان
۳۵۷	کھورائے	۳۵۷	کھورائے	۳۵۷	کھورائے	۳۵۷	کھورائے
۳۵۸	ہشت نگر	۳۵۸	ہشت نگر	۳۵۸	ہشت نگر	۳۵۸	ہشت نگر
۳۵۹	جمروہ	۳۵۹	جمروہ	۳۵۹	جمروہ	۳۵۹	جمروہ
۳۶۰	متونی	۳۶۰	متونی	۳۶۰	متونی	۳۶۰	متونی
۳۶۱	شہیار گڑھی	۳۶۱	شہیار گڑھی	۳۶۱	شہیار گڑھی	۳۶۱	شہیار گڑھی
۳۶۲	شہر پور	۳۶۲	شہر پور	۳۶۲	شہر پور	۳۶۲	شہر پور
۳۶۳	نوشہرہ	۳۶۳	نوشہرہ	۳۶۳	نوشہرہ	۳۶۳	نوشہرہ
۳۶۴	کوٹ پٹا	۳۶۴	کوٹ پٹا	۳۶۴	کوٹ پٹا	۳۶۴	کوٹ پٹا
۳۶۵	دامان کوہ کراچی	۳۶۵	دامان کوہ کراچی	۳۶۵	دامان کوہ کراچی	۳۶۵	دامان کوہ کراچی
۳۶۶	نیز پور اور سرحدی پہاڑ	۳۶۶	نیز پور اور سرحدی پہاڑ	۳۶۶	نیز پور اور سرحدی پہاڑ	۳۶۶	نیز پور اور سرحدی پہاڑ
۳۶۷	بیان میں	۳۶۷	بیان میں	۳۶۷	بیان میں	۳۶۷	بیان میں
۳۶۸	دریا کالی یا جوسہ شیر	۳۶۸	دریا کالی یا جوسہ شیر	۳۶۸	دریا کالی یا جوسہ شیر	۳۶۸	دریا کالی یا جوسہ شیر
۳۶۹	کوہ چاہ	۳۶۹	کوہ چاہ	۳۶۹	کوہ چاہ	۳۶۹	کوہ چاہ
۳۷۰	کوہ غیر	۳۷۰	کوہ غیر	۳۷۰	کوہ غیر	۳۷۰	کوہ غیر
۳۷۱	کوہ سوات	۳۷۱	کوہ سوات	۳۷۱	کوہ سوات	۳۷۱	کوہ سوات
۳۷۲	ذکر عبد الغفور لغوی	۳۷۲	ذکر عبد الغفور لغوی	۳۷۲	ذکر عبد الغفور لغوی	۳۷۲	ذکر عبد الغفور لغوی
۳۷۳	کوہ ازنگہ برنگ	۳۷۳	کوہ ازنگہ برنگ	۳۷۳	کوہ ازنگہ برنگ	۳۷۳	کوہ ازنگہ برنگ
۳۷۴	باجوٹ	۳۷۴	باجوٹ	۳۷۴	باجوٹ	۳۷۴	باجوٹ
۳۷۵	علاقہ دھند	۳۷۵	علاقہ دھند	۳۷۵	علاقہ دھند	۳۷۵	علاقہ دھند
۳۷۶	کوہ شیر	۳۷۶	کوہ شیر	۳۷۶	کوہ شیر	۳۷۶	کوہ شیر
۳۷۷	کوہ خیر	۳۷۷	کوہ خیر	۳۷۷	کوہ خیر	۳۷۷	کوہ خیر
۳۷۸	لندی خانان	۳۷۸	لندی خانان	۳۷۸	لندی خانان	۳۷۸	لندی خانان
۳۷۹	کوہ کلی	۳۷۹	کوہ کلی	۳۷۹	کوہ کلی	۳۷۹	کوہ کلی
۳۸۰	کوہ مشید	۳۸۰	کوہ مشید	۳۸۰	کوہ مشید	۳۸۰	کوہ مشید
۳۸۱	سنگناہ	۳۸۱	سنگناہ	۳۸۱	سنگناہ	۳۸۱	سنگناہ
۳۸۲	پیراہ	۳۸۲	پیراہ	۳۸۲	پیراہ	۳۸۲	پیراہ
۳۸۳	علاقہ کوہ کرم	۳۸۳	علاقہ کوہ کرم	۳۸۳	علاقہ کوہ کرم	۳۸۳	علاقہ کوہ کرم
۳۸۴	روہ کرم	۳۸۴	روہ کرم	۳۸۴	روہ کرم	۳۸۴	روہ کرم
۳۸۵	کوہ بدلیان	۳۸۵	کوہ بدلیان	۳۸۵	کوہ بدلیان	۳۸۵	کوہ بدلیان

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۲۷۹	دریا سب سے نیچی باگمیل	۲۷۹	ایرج سید ونگا	۲۷۹	قصبہ بکیرت
۳۸۰	گلیری درہ	۳۸۰	پکا چھوٹا	۳۸۰	مانشہرہ
۳۸۱	دریا سے کل	۳۸۱	راجن پور	۳۸۱	گدھی جیب اللہ
۳۸۲	کوہ غونڈ	۳۸۲	ساروہ	۳۸۲	نیشہ لشکر
۳۸۳	علاقہ خوشست	۳۸۳	سپنرل کوٹ	۳۸۳	اگرور
۳۸۴	علاقہ وزیری	۳۸۴	کوہ شمالی اور اسکے علاقہ قلعہ جہم	۳۸۴	بالاکوٹ
۳۸۵	کوہ ویراڈ	۳۸۵	بیان بین	۳۸۵	موضع شکاری
۳۸۶	کوہ شیرانی	۳۸۶	مزارہ کی ملک کی بیان بین	۳۸۶	کاگان
۳۸۷	ملک کا گران	۳۸۷	فلاح مزارہ	۳۸۷	بقیہ الہامیہ خلع مزارہ
۳۸۸	نالہ پورا	۳۸۸	فانپور	۳۸۸	سکندر پورہ
۳۸۹	ساروہ	۳۸۹	بانک راسے	۳۸۹	گدھی سدی خان
۳۹۰	کوہ پارو	۳۹۰	سراسے صالح	۳۹۰	نوشہرہ
۳۹۱	ریاست بھاو پور کے علاقہ کے ذکرین	۳۹۱	کوٹ نجیب اللہ	۳۹۱	درہ بند
۳۹۲	خاص شہر بھاو پور	۳۹۲	قصبہ دریش	۳۹۲	پکھلی
۳۹۳	ریاست بھاو پور	۳۹۳	شہر مری پور	۳۹۳	کشمیر کے شہر و قصبوں
۳۹۴	احمد پور	۳۹۴	مرکش گڑھ	۳۹۴	دریا وں و قصبوں جھیلوں
۳۹۵	قاسم کا	۳۹۵	قصبہ بکیرہ و قلعہ بکیرہ	۳۹۵	وکانوں کے ذکرین
۳۹۶	خان بیلہ	۳۹۶	ہلکانڈ	۳۹۶	توایخ کشمیر
۳۹۷	خان گڑھ	۳۹۷	قصبہ تربیلہ	۳۹۷	شہر سری نگر
۳۹۸	خان پور	۳۹۸	قصبہ کھلاٹ	۳۹۸	جھیل ڈل
۳۹۹	خیر پور	۳۹۹	ایسٹ آباد مع چھاؤنی	۳۹۹	بانغ شالامار
۴۰۰	ماروٹ	۴۰۰	شروان	۴۰۰	قلعہ مری پربت
۴۰۱	میر گڑھ	۴۰۱	قصبہ کچی	۴۰۱	تخت سلیمان
۴۰۲	سور گڑھ	۴۰۲	بیر	۴۰۲	جامع مسجد
۴۰۳	مبارک پور	۴۰۳	موضع نازہ	۴۰۳	دوسری مسجد
۴۰۴	نہرواکہ	۴۰۴	دھنور	۴۰۴	دلاور خان کا باغ
۴۰۵	ناسوکی	۴۰۵	رجو جیہ	۴۰۵	شیخ باغ
۴۰۶	نوشہرہ	۴۰۶		۴۰۶	

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۴۰۱	کارخانہ پیشینہ	۴۰۱	غار آری راسے	۴۰۱	آسک ناگ
۴۰۲	حمام	۴۰۲	گنگہ جٹن	۴۰۲	جوی ہنسی
۴۰۳	چار پیار	۴۰۳	اکر سرہر	۴۰۳	دریا جلیہ دری بالدر
۴۰۴	پان پور	۴۰۴	چار پیارک	۴۰۴	دریا سے دیشو پاوشا
۴۰۵	پیدائش زعفران	۴۰۵	سویکیم قتلہ	۴۰۵	جوی رینی آکرہ
۴۰۶	اچھول	۴۰۶	موضع قتلہ	۴۰۶	نالہ راستان
۴۰۷	پرنسپل پھاٹ	۴۰۷	چتر رگین	۴۰۷	جوی خلی پوتہ
۴۰۸	پہو خال	۴۰۸	غین المذمت	۴۰۸	جوی راشی
۴۰۹	نندن سر	۴۰۹	کوہ سرخ بستہ	۴۰۹	جوی خلی بالہ
۴۱۰	فتح پنجال	۴۱۰	ہلدر	۴۱۰	جوی آب سفید
۴۱۱	دیم	۴۱۱	امروہی	۴۱۱	نالہ چوشتی کل
۴۱۲	رجوڑی	۴۱۲	مینا سنگین	۴۱۲	تار سر داسر
۴۱۳	بھس	۴۱۳	دودھ ناگ	۴۱۳	نالہ خلی بی
۴۱۴	سرا سے نو شہرہ	۴۱۴	بسم ناگ	۴۱۴	نہر شالامار و نشاط باغ
۴۱۵	پونچھ	۴۱۵	کھنڈ ناگ	۴۱۵	دودھ گنگا
۴۱۶	ہری پور	۴۱۶	ایلا پتر	۴۱۶	جوی آبیچ
۴۱۷	ہراوگ	۴۱۷	سکھ ناگ	۴۱۷	دریا سے سمنہ
۴۱۸	کھنڈ	۴۱۸	گل ناگ	۴۱۸	تالاب مانسہرہ
۴۱۹	کرا ناگ	۴۱۹	شن ناگ	۴۱۹	تالاب پھم سر
۴۲۰	کنا ناگ یا قیس ناگ	۴۲۰	بانت ناگ	۴۲۰	جوی تاوی ساز
۴۲۱	در ناگ	۴۲۱	ششم ناگ	۴۲۱	جوی تاوی بی
۴۲۲	لکھنؤ	۴۲۲	چوہر ناگ	۴۲۲	جوی بندہ پور
۴۲۳	نبیلہ ناگ	۴۲۳	کشتہ سر	۴۲۳	جوی آکرہ گلان
۴۲۴	امرا تھہ	۴۲۴	خوشال سر	۴۲۴	پونہ نار
۴۲۵	حضرت شیب	۴۲۵	اچار سر	۴۲۵	جوی شگل
۴۲۶	پون سمنہ	۴۲۶	پیشہ	۴۲۶	دریا سے ہرو
۴۲۷	واسک ناگ	۴۲۷	سری	۴۲۷	جوسے دگن
		۴۲۸	دریا سے بھت	۴۲۸	جوسے دیج
		۴۲۹	جوی ساندہ	۴۲۹	جوسے مندری
		۴۳۰	جوی کادری	۴۳۰	

صفحہ	حوالہ مندرجہ	صفحہ	حوالہ مندرجہ	صفحہ	حوالہ مندرجہ
۵۱۳	جوی و دروہ کل	۴۱۸	نوبت فی	۴۱۸	تحفہ عالی ریاست جہون
	جوی نوشہرہ		نقشہ واری	۴۱۹	امر گڑھ
	جوی بھت مکی		پانچ		چینیانی
	جوی سنگرونی		سٹاٹس	۴۲۰	ریاست
۴۱۶	سہرا		پانچ پھن		ناروہ
	شکر	۴۲۰	کھکھو		چینی
	شہو بیان		نبت و لالہ جہانگٹ		گوندی
۴۱۵	اسلام آباد		کشتور کے بیان میں	۴۲۱	پٹنگ جیل
	سٹاٹس آباد		زراہستان		کھپارو
	دریائے کش گنگ	۴۲۱	اسکرو	۴۲۲	کراکڑہ اور انگریزی سکھ
	دب	۴۲۲	تواریخ تبت خود		سکھ پڑی علاقہ کے
۴۱۶	مانس بیل		لداخ		بیان میں
	ٹن	۴۲۳	تواریخ تبت و لداخ		شہر کنگڑہ
	دھشی پور	۴۲۴	شہر لی		قلعہ کنگڑہ
	شہاد آباد	۴۲۵	دریائے لی	۴۲۵	ریاست وکرمٹ کنگڑہ
۴۱۷	شہاد پور	۴۲۶	چھوڑ جیل	۴۲۶	دھرم سال یا کڑہ جیلاکس
	چھتر		پورہ ریشو		جیلاکھی
	پٹن		پوکیہ		بادون
	سکام		دراس	۴۲۷	نور پور
	کرکھ		بان و اس	۴۲۸	تیر کوک ناٹھ
	کنگنابل	۴۲۹	زنکار		ہری پور
	کنشابل		کلیتری		سلطان پور
۴۱۸	کنشال		کاک کلکت		علاقہ کاک
	درہ بٹل	۴۳۰	کشتور	۴۳۱	ننگر
	تالاب ولہ	۴۳۱	سور و درون		سری گڑھ
	ہندی پور یا ہندی پور		جہون کی ریاست اور		گمانی
۴۱۹	کارک ول		علاقہ کے بیان میں		چیمہ
	دریائے لدر		کشیبر کے	۴۳۲	لاٹل
			شہر جیل		

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۲۲۶	پاکلی ماڈر	۲۵۱	آرام شاہ	۲۵۱	پاکلی ماڈر	۲۲۶	پاکلی ماڈر
۲۲۷	پرمور کد پیرن	۲۵۲	شمس الدین اہمیش	۲۵۲	پرمور کد پیرن	۲۲۷	پرمور کد پیرن
۲۲۸	کوہن مہیش	۲۵۳	رضیہ بیگم	۲۵۳	کوہن مہیش	۲۲۸	کوہن مہیش
۲۲۹	مندی مع ذکر ریاست	۲۵۴	برام شاہ	۲۵۴	مندی مع ذکر ریاست	۲۲۹	مندی مع ذکر ریاست
۲۳۰	گر	۲۵۵	علاء الدین مسعود	۲۵۵	گر	۲۳۰	گر
۲۳۱	کمالا کڈہ	۲۵۶	غیاث الدین بلبن	۲۵۶	کمالا کڈہ	۲۳۱	کمالا کڈہ
۲۳۲	سکیت	۲۵۷	کیٹباد	۲۵۷	سکیت	۲۳۲	سکیت
۲۳۳	چوہتلی	۲۵۸	فیروز شاہ غلی	۲۵۸	چوہتلی	۲۳۳	چوہتلی
۲۳۴	چوسی	۲۵۹	علاء الدین غلی	۲۵۹	چوسی	۲۳۴	چوسی
۲۳۵	سیبہ	۲۶۰	شہاب الدین فیروز شاہ	۲۶۰	سیبہ	۲۳۵	سیبہ
۲۳۶	گیگر	۲۶۱	غیاث الدین تغلق	۲۶۱	گیگر	۲۳۶	گیگر
۲۳۷	بسوتی	۲۶۲	سایمان محمد تغلق	۲۶۲	بسوتی	۲۳۷	بسوتی
۲۳۸	پنجاب کو حکام سکندر	۲۶۳	فیروز شاہ	۲۶۳	پنجاب کو حکام سکندر	۲۳۸	پنجاب کو حکام سکندر
۲۳۹	مسلمان خان کو حال	۲۶۴	تغلق شاہ ابو بکر شاہ	۲۶۴	مسلمان خان کو حال	۲۳۹	مسلمان خان کو حال
۲۴۰	سلطان محمود غزنوی	۲۶۵	محمد شاہ بن فیروز شاہ	۲۶۵	سلطان محمود غزنوی	۲۴۰	سلطان محمود غزنوی
۲۴۱	سلطان مسعود	۲۶۶	ناصر الدین محمود شاہ	۲۶۶	سلطان مسعود	۲۴۱	سلطان مسعود
۲۴۲	سلطان مودود	۲۶۷	خضر خان	۲۶۷	سلطان مودود	۲۴۲	سلطان مودود
۲۴۳	ابو الحسن علی بن مودود	۲۶۸	منارک شاہ	۲۶۸	ابو الحسن علی بن مودود	۲۴۳	ابو الحسن علی بن مودود
۲۴۴	سلطان عبدالرشید	۲۶۹	محمود شاہ بن فرید خان	۲۶۹	سلطان عبدالرشید	۲۴۴	سلطان عبدالرشید
۲۴۵	سلطان ابراہیم	۲۷۰	بطلول لودی	۲۷۰	سلطان ابراہیم	۲۴۵	سلطان ابراہیم
۲۴۶	سلطان مسعود ثانی	۲۷۱	سکندر لودی	۲۷۱	سلطان مسعود ثانی	۲۴۶	سلطان مسعود ثانی
۲۴۷	سلطان ارسلان شاہ	۲۷۲	ابراہیم لودی	۲۷۲	سلطان ارسلان شاہ	۲۴۷	سلطان ارسلان شاہ
۲۴۸	سلطان برام شاہ	۲۷۳	ہمایون شاہ	۲۷۳	سلطان برام شاہ	۲۴۸	سلطان برام شاہ
۲۴۹	خمسو شاہ	۲۷۴	شیر شاہ افغان	۲۷۴	خمسو شاہ	۲۴۹	خمسو شاہ
۲۵۰	ملک خسرو	۲۷۵	اسلام شاہ	۲۷۵	ملک خسرو	۲۵۰	ملک خسرو
۲۵۱	سلطان علاء الدین تغلق	۲۷۶	فیروز شاہ	۲۷۶	سلطان علاء الدین تغلق	۲۵۱	سلطان علاء الدین تغلق
۲۵۲	قطب الدین ایبک	۲۷۷	عادل شاہ	۲۷۷	قطب الدین ایبک	۲۵۲	قطب الدین ایبک
۲۵۳	نراج الدین یلدر	۲۷۸	محمد شاہ	۲۷۸	نراج الدین یلدر	۲۵۳	نراج الدین یلدر

پہلی

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	اح
------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	--------------	-------	------	----

رقم	احوال مندرجہ	تقسیم مندرجہ	احوال مندرجہ	تقسیم مندرجہ	احوال مندرجہ	رقم
۵۲۶	نزار محمد کھیل و مشور بیان	۵۲۶	خانقاہ شاہ ہمدان	۵۲۶	جو ال دیوی کامندر	۵۲۶
۵۲۷	مقیوہ سید جان کوہنری	۵۲۷	مقیوہ شیخ نور الدین دی	۵۲۷	پیر سنگل	۵۲۷
۵۲۸	مجدد سید خان	۵۲۸	پندرون کی پشنگا ہون	۵۲۸	چیمہ صاحب	۵۲۸
۵۲۹	سید ملانی	۵۲۹	کا حال	۵۲۹	کاشی	۵۲۹
۵۳۰	مسجد بادشاہی	۵۳۰	مجدد کانی	۵۳۰	نیر شنگ کچہ پار	۵۳۰
۵۳۱	زیارات عالیات	۵۳۱	بھیرن کاتان	۵۳۱	پھول و بنگلہ کا مستحقان	۵۳۱
۵۳۲	زیارات موجودہ قلعہ الہیہ	۵۳۲	غیر بارہ پشنگا	۵۳۲	پیشو دیوی کامندر	۵۳۲
۵۳۳	زیارات و کمانہ مقبرہ سید	۵۳۳	کورہ ازین سنگا	۵۳۳	سری اراٹھ	۵۳۳
۵۳۴	نزارات مجروحہ شاہ مقیم	۵۳۴	بجیت سنگا کی سادہ	۵۳۴	پشنگا	۵۳۴
۵۳۵	مقیوہ شیخ طاووس شہر کچی	۵۳۵	رام مقیم	۵۳۵	شنگا و پوچ	۵۳۵
۵۳۶	روہ خواجہ فرید شکر چکی	۵۳۶	مالاب امرتہ	۵۳۶	گیت سنگا	۵۳۶
۵۳۷	مقیوہ قلعہ سید جان چکی	۵۳۷	ترن تارن	۵۳۷	لٹو صاحب	۵۳۷
۵۳۸	روہ سید احمد شہر کچی	۵۳۸	پشنگا کادریہ	۵۳۸	شارکا دیوی	۵۳۸
۵۳۹	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۳۹	پشنگا صاحب	۵۳۹	پشنگا و کچی قوم سنگا	۵۳۹
۵۴۰	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۴۰	پشنگا	۵۴۰	پشنگا	۵۴۰
۵۴۱	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۴۱	پشنگا	۵۴۱	پشنگا	۵۴۱
۵۴۲	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۴۲	پشنگا	۵۴۲	پشنگا	۵۴۲
۵۴۳	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۴۳	پشنگا	۵۴۳	پشنگا	۵۴۳
۵۴۴	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۴۴	پشنگا	۵۴۴	پشنگا	۵۴۴
۵۴۵	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۴۵	پشنگا	۵۴۵	پشنگا	۵۴۵
۵۴۶	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۴۶	پشنگا	۵۴۶	پشنگا	۵۴۶
۵۴۷	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۴۷	پشنگا	۵۴۷	پشنگا	۵۴۷
۵۴۸	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۴۸	پشنگا	۵۴۸	پشنگا	۵۴۸
۵۴۹	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۴۹	پشنگا	۵۴۹	پشنگا	۵۴۹
۵۵۰	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۵۰	پشنگا	۵۵۰	پشنگا	۵۵۰
۵۵۱	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۵۱	پشنگا	۵۵۱	پشنگا	۵۵۱
۵۵۲	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۵۲	پشنگا	۵۵۲	پشنگا	۵۵۲
۵۵۳	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۵۳	پشنگا	۵۵۳	پشنگا	۵۵۳
۵۵۴	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۵۴	پشنگا	۵۵۴	پشنگا	۵۵۴
۵۵۵	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۵۵	پشنگا	۵۵۵	پشنگا	۵۵۵
۵۵۶	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۵۶	پشنگا	۵۵۶	پشنگا	۵۵۶
۵۵۷	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۵۷	پشنگا	۵۵۷	پشنگا	۵۵۷
۵۵۸	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۵۸	پشنگا	۵۵۸	پشنگا	۵۵۸
۵۵۹	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۵۹	پشنگا	۵۵۹	پشنگا	۵۵۹
۵۶۰	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۶۰	پشنگا	۵۶۰	پشنگا	۵۶۰
۵۶۱	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۶۱	پشنگا	۵۶۱	پشنگا	۵۶۱
۵۶۲	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۶۲	پشنگا	۵۶۲	پشنگا	۵۶۲
۵۶۳	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۶۳	پشنگا	۵۶۳	پشنگا	۵۶۳
۵۶۴	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۶۴	پشنگا	۵۶۴	پشنگا	۵۶۴
۵۶۵	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۶۵	پشنگا	۵۶۵	پشنگا	۵۶۵
۵۶۶	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۶۶	پشنگا	۵۶۶	پشنگا	۵۶۶
۵۶۷	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۶۷	پشنگا	۵۶۷	پشنگا	۵۶۷
۵۶۸	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۶۸	پشنگا	۵۶۸	پشنگا	۵۶۸
۵۶۹	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۶۹	پشنگا	۵۶۹	پشنگا	۵۶۹
۵۷۰	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۷۰	پشنگا	۵۷۰	پشنگا	۵۷۰
۵۷۱	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۷۱	پشنگا	۵۷۱	پشنگا	۵۷۱
۵۷۲	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۷۲	پشنگا	۵۷۲	پشنگا	۵۷۲
۵۷۳	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۷۳	پشنگا	۵۷۳	پشنگا	۵۷۳
۵۷۴	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۷۴	پشنگا	۵۷۴	پشنگا	۵۷۴
۵۷۵	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۷۵	پشنگا	۵۷۵	پشنگا	۵۷۵
۵۷۶	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۷۶	پشنگا	۵۷۶	پشنگا	۵۷۶
۵۷۷	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۷۷	پشنگا	۵۷۷	پشنگا	۵۷۷
۵۷۸	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۷۸	پشنگا	۵۷۸	پشنگا	۵۷۸
۵۷۹	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۷۹	پشنگا	۵۷۹	پشنگا	۵۷۹
۵۸۰	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۸۰	پشنگا	۵۸۰	پشنگا	۵۸۰
۵۸۱	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۸۱	پشنگا	۵۸۱	پشنگا	۵۸۱
۵۸۲	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۸۲	پشنگا	۵۸۲	پشنگا	۵۸۲
۵۸۳	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۸۳	پشنگا	۵۸۳	پشنگا	۵۸۳
۵۸۴	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۸۴	پشنگا	۵۸۴	پشنگا	۵۸۴
۵۸۵	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۸۵	پشنگا	۵۸۵	پشنگا	۵۸۵
۵۸۶	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۸۶	پشنگا	۵۸۶	پشنگا	۵۸۶
۵۸۷	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۸۷	پشنگا	۵۸۷	پشنگا	۵۸۷
۵۸۸	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۸۸	پشنگا	۵۸۸	پشنگا	۵۸۸
۵۸۹	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۸۹	پشنگا	۵۸۹	پشنگا	۵۸۹
۵۹۰	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۹۰	پشنگا	۵۹۰	پشنگا	۵۹۰
۵۹۱	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۹۱	پشنگا	۵۹۱	پشنگا	۵۹۱
۵۹۲	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۹۲	پشنگا	۵۹۲	پشنگا	۵۹۲
۵۹۳	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۹۳	پشنگا	۵۹۳	پشنگا	۵۹۳
۵۹۴	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۹۴	پشنگا	۵۹۴	پشنگا	۵۹۴
۵۹۵	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۹۵	پشنگا	۵۹۵	پشنگا	۵۹۵
۵۹۶	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۹۶	پشنگا	۵۹۶	پشنگا	۵۹۶
۵۹۷	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۹۷	پشنگا	۵۹۷	پشنگا	۵۹۷
۵۹۸	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۹۸	پشنگا	۵۹۸	پشنگا	۵۹۸
۵۹۹	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۵۹۹	پشنگا	۵۹۹	پشنگا	۵۹۹
۶۰۰	روہ شیش باوا الہیہ کچی	۶۰۰	پشنگا	۶۰۰	پشنگا	۶۰۰

کلیان جات

صفحه	احوال مندرج	صفحه	احوال مندرج	صفحه	احوال مندرج	صفحه	احوال مندرج
۵۵۳	کاملون جاب	۵۵۹	بیاپه	۵۵۹	مهند و مریه	۵۵۹	مهند و مریه
۵۵۴	گفتن جاب چو خور بپوت	۵۶۰	بیمبر و پیر	۵۶۰	بیشوی	۵۶۰	بیشوی
۵۵۵	کورای و ساهی جاب	۵۶۱	پیکلی واره	۵۶۱	بی شفی	۵۶۱	بی شفی
۵۵۶	ماهی جاب	۵۶۲	تیلی	۵۶۲	شاکتک	۵۶۲	شاکتک
۵۵۷	دورک جاب	۵۶۳	لور و ترکمان	۵۶۳	پیری	۵۶۳	پیری
۵۵۸	مهند جاب	۵۶۴	چیتا و پونی	۵۶۴	کوشا و پینی	۵۶۴	کوشا و پینی
۵۵۹	چو و چو شول جاب	۵۶۵	چیتور	۵۶۵	مردگی	۵۶۵	مردگی
۵۶۰	قوم سبال و کمال و پیر و...	۵۶۶	چار	۵۶۶	بسته	۵۶۶	بسته
۵۶۱	و کله و کپیر	۵۶۷	چنگر	۵۶۷	واد و پیتی	۵۶۷	واد و پیتی
۵۶۲	شب گونی جاب	۵۶۸	قانی	۵۶۸	اورای	۵۶۸	اورای
۵۶۳	کاشف گونی جاب	۵۶۹	لعل	۵۶۹	گلار و دای	۵۶۹	گلار و دای
۵۶۴	قوم پکاوه	۵۷۰	ساشی	۵۷۰	مهر و پیر کاک	۵۷۰	مهر و پیر کاک
۵۶۵	تور و پوت	۵۷۱	کلی زنی	۵۷۱	چو و پیر حاج	۵۷۱	چو و پیر حاج
۵۶۶	سید	۵۷۲	لیانه	۵۷۲	نکست	۵۷۲	نکست
۵۶۷	قریشی	۵۷۳	مصلی	۵۷۳	اکره و دای	۵۷۳	اکره و دای
۵۶۸	مصل	۵۷۴	میرانی	۵۷۴	چو کتری	۵۷۴	چو کتری
۵۶۹	بشمان	۵۷۵	تشییری	۵۷۵	انت گرشا و پیر و پینای	۵۷۵	انت گرشا و پیر و پینای
۵۷۰	شیخ	۵۷۶	شیخ و پورای	۵۷۶	شکر و پیری	۵۷۶	شکر و پیری
۵۷۱	خواج	۵۷۷	سپیدی	۵۷۷	اور و پوت	۵۷۷	اور و پوت
۵۷۲	دوگر	۵۷۸	قصاب	۵۷۸	وود و داهاری	۵۷۸	وود و داهاری
۵۷۳	کیمو	۵۷۹	مفتی و پیر و...	۵۷۹	مهر و پیر اهل اسلام	۵۷۹	مهر و پیر اهل اسلام
۵۷۴	ساح و پیران	۵۸۰	چنگی و کوب	۵۸۰	سختی و مسلمان	۵۸۰	سختی و مسلمان
۵۷۵	قوم پیر و...	۵۸۱	زنی و پیری	۵۸۱	سختی و پیر و...	۵۸۱	سختی و پیر و...
۵۷۶	ریاست قلات	۵۸۲	طواف یعنی کسی که...	۵۸۲	تفتیش و...	۵۸۲	تفتیش و...
۵۷۷	گنج	۵۸۳	سند	۵۸۳	صوفی	۵۸۳	صوفی
۵۷۸	ارکین	۵۸۴	پیر و...	۵۸۴	فر و...	۵۸۴	فر و...
۵۷۹	مافرد	۵۸۵	مهند و...	۵۸۵	پیر و...	۵۸۵	پیر و...



بسم الله الرحمن الرحيم



الله أكبر خالق جن و بشر خداوند کریم غفور الرحیم سب اعلیٰ رزق دنی و الا بعد و خاص عام ذو الجلال و الاکرام قادر بی چون
 اصانع گوناگون جن و انشی قدرت کی رنگینی سترنگ رنگ کے رنگ بنائے طرح طرح کے جلوئی دکھلائی
 کہیں گلزار کہیں خار کہیں خندان کہیں بھار کہیں ری و ان کہیں رنگ طمان کہیں خوشی کہیں گداری
 کہیں جوانی کہیں پیری کہیں غنچ کہیں گل کہیں باقی کہیں تل کہیں ظلمت کہیں نور اسکی قدرت کا کھجور
 رمانی اگر آٹھ جاے پر وہ دیدہ باطن سے غفلت کا بہ جہان میں ہار سو آشی نظر نور اسکو وحدت کا
 عیان ہو حق ہی حق ہر آن اسکو ختم حق میں میں و حقیقت میں اگر ہو دعو کوئی طالب حقیقت کا ہر خدا رسول
 قبول شفعہ انبیا جن جنہ اللہ اللہ ختم المرسلین میر وین الیٰ حضرت حاکم جن و بشر تفسیر پاک صاحب لواکالکلیج
 علاج سراج احمد جتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات ماسکات ہی جسکو نور نور تھوہر کائنات ہی حق نے
 اسکو شاہنشاہ کیا حقیقت کے علم سے آگاہ کیا عرش پر کلاما دیدار دکھلا ماتحت کا جام ملا یا تھوہر نہ کیا بیہوش
 متناز کیا **واہ** واہ کیا ذات ہی ذات نبی بہ حق نے رکھا ہی محمد جکا نام ہو دوسری جیکے ہی بود اہل بود
 ہو جکی ہستی سے ہی ہستی کو قیام ہو دوسری جیکے ہی شمس قمر ہو ذات ہی جیکے ہی ہو کل خاص و عام ہو
 خیر خواہ خلق باطن نکو خیر دنیا خیر دین خیر الکرام ہو ہرچ امی سرور و صدق دل پیش و بدیم برکات و نیلہ السلام
 من بعد نبیہ ہر علام سرور و عطف مفتی شرع الامجد ہو کائنات مفتی علام محمد قرشی لاہوری خدمت میں
 صاحبان علم و ہنر کے یہ عرض کر رہے کہ دنیا قلم کا گلدستہ کرامات و خیریتہ الاصفیا و گنج تاریخ و کان تاریخ
 جبار و من چون کی تالیف و تصنیف ہو ذرا غت پاچکا فارغ نہ بیٹھ سکا اور ارادہ کیا کہ اب ایک دو کتاب لکھ کر

احوال میں زبان اردو درجہ لکھی اس شوق میں ایک سال کامل حالات کی تلاش و پیمائش رہی اور بہت سی سہمی کی
 جو بعد احوال کہہ کر بدیع کتب فارسی و انگریزی کے حاصل ہوا اس مختصر میں یہاں مذراج پایا اور مخزن پنجاب نام رکھا
 پنج حصوں میں تقسیم کی

پہلا حصہ

تیلج یا جو جنات کے سیدانی ملک کے حال میں جو فی زمانہ گورنمنٹ پنجاب کے متعلق سہما سہمین یا پنج قسم ہیں۔
 پہلی تقسیم دریاؤں اور جہیلوں کی حالت میں دوسری تقسیم شہر پار کے ضروری احوال تعداد و قیود و قیود
 و تقسیم صنعت و حرفت کی ذکر میں تیسری تقسیم بادشاہوں اور اجونی رئیسوں و جاگیرداروں کے بیان میں
 چوتھا ملک میں جاگرتے اور اجا میں متحدہ گورنمنٹ انگریزی کی چوتھی تقسیم تیلج پار سے جنات کے شہروں
 و قبضوں و قلعوں و قدیمی سکانون و سجاد و پرستگاریوں وغیرہ کے بیان میں بعد محل حال مسندہ فوج انگریزی
 ہندوستانی جو ضلع کے متعلق پر تحریر ہوا ہے پانچویں تقسیم تیلج پار سے جنات کے کورستانی ملک
 اور دس کے شہروں و قبضوں و ریاستوں و قلعوں و گھاٹیوں و دروں و دریاؤں و جہیلوں و گاؤں و گھرانوں

دوسرا حصہ

دریائے تیلج کے دھنر کنارے سے لیکر کل پنجاب کے سیدانی اور مغربی پہاڑی ملک کے حال میں اس میں آٹھ تقسیم ہیں
 پہلی تقسیم پنجاب کے دریاؤں و جہیلوں و قلعہ و غیر ضروری حالات کی ذکر میں تیسری تقسیم پنجاب
 و تیلج پار و دیگر ملک و ضلع و رقبہ قسمت و ارمحکات مدارس و پولیس و ریل و تاریخی و غیرہ تیسری تقسیم
 دریاؤں کی ضروری حالات اور ان کے چشموں و رفتار و مسافت و طول و عرض کے ذکر میں اور محل حال ان گاؤں
 اور دیوں کا جو ان سے منکلی یا داخل ہوتی ہیں چوتھی تقسیم پنجاب کے پانچوں و آہوں اور ان کے عرض
 طول کے بیان میں پانچویں تقسیم پانچوں و آہوں کی اندر کی شہروں اور قبضوں اور ریاستوں کے
 ذکر میں بعد احوال بعض تعمیرات قدیم و جدید و باغات و قلعہ جات چھٹا شہروں و متعلق ہیں چھٹی تقسیم
 دریاؤں و مسندہ کے پار کے ملک کے شہروں و قبضوں کی تشریح میں ساتویں تقسیم علاقہ تیلج پار و دوسری
 دریاؤں و دیوں و سرحدی پہاڑوں کے احوال میں آٹھویں تقسیم بہاولپور کی ریاست اور دہانگو
 ملک کے تفصیل میں

تیسرا حصہ

پنجاب کے گورنمنٹ اور اسکے علاقوں کی احوال میں اس میں آٹھ تقسیم ہیں پہلی تقسیم تیلج پار و اسکے ملک اور
 دیگر متعلقہ حالات میں دوسری تقسیم تیلج پار کے پہاڑوں اور دہانگو شہروں و قبضوں و دریاؤں و جہیلوں

درملا حصہ

دہلیوں و کانوں کی ذکر میں **تیسری تقسیم** بت ولدان و ملکیت و شہاد و غیرہ کے بیان میں چوتھی تقسیم کوہ جوں اور دھانکی ریاست اور بعضی شہروں و قلعوں کی ذکر میں پانچویں تقسیم کوہ کانگرہ اور اس ضلع کی شہروں و قلعوں و ریاستوں کی تشریح میں جو سرکار انگریزی کے ماتحت ہیں

چھٹا حصہ

پنجاب کے حاکموں اور ناظموں کے ذکر میں اسپن تین تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم مسلمان بادشاہوں و حاکموں و ناظموں کے ذکر میں جو سلاطین و خاندانوں سے چٹائی و درانی سلطنت کی اخیر تک پنجاب میں حاکم رہے دوسری تقسیم سکھوں کے ظہور و عروج و حکومت کے بیان میں گرونانک کے عہد و مہاراجہ رنجیت سنگھ و ولایت سنگھ کی انفرادی حاکمانہ تیسری تقسیم انگریزوں کے ہندوستانی فوج کی فساد و خونریزی کے تذکرے میں جو سال ۱۷۵۷ء میں شروع ہوئی

ہفتم حصہ

پنجاب کے سیدان اور کوہستان کے متفرق احوال میں اسپن چار تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم مسلمانوں و ہندوؤں کی عبادت و وزارت و مقام و پرستشگاہوں کی ذکر میں دوسری تقسیم ہندو مسلمانوں کی قوموں کی بیان میں - تیسری تقسیم ہندو مسلمانوں کی مذہب عقاید کی تفصیل میں چوتھی تقسیم تجارت و آمد و برد و پیداوار و صنایع و تحائف کی احوال میں *

قطعہ تاریخ نظم کتاب

۱۲۹۵

ہوئی جیوت نسل از دہی سے نہی تیار پنجابی تو ایرخ عجیب و سیر دل رسال از کہ کیا اہل پنجابی تو ایرخ

بھلا حصہ

تاریخ سے دریا جیوت کے لکے احوال میں جو حکم مالک کو رنٹ پنجاب کے متعلق ہے اسپن پانچ تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم اس ملک کو دریاؤں اور جھیلوں کے تذکرہ میں *

دربارے میں

اسکا نام جاری کیا ہوا ہے میں خون اور شہور جتنا ہے جو کہ ہمارے ملک ہندوستان کے لکھنؤ کو سیراب کرتا ہے اور یہاں سے لگ بھگ ۱۵۰۰ کی تمام برساتل ہو جاتا ہے اول یہ دریا جنوب مغربی پہاڑوں کوہ ہمالہ بھاہ چھوڑی جو دس ہزار آٹھ سو چالیس فیٹ ہند کی میدان سے اٹھتا ہے اس کے چشمے کے پاس پانچویں فیٹ کے فاصلہ پر گرم چشمہ کوہ چھوڑی کے بہت سے جاری ہیں اور ان پہاڑوں کی ڈھلیوں میں گہاڑوں پر اس قدر کثرت کے ساتھ برف پڑتی ہے کہ پہاڑوں کے اوپر اور پھٹا برف کے جم جاتے ہیں جس میں آگ کی آواز دہراؤں کے اندر سے جبار گرم چشموں کا گرم پانی گذرتا ہے تو اس کی گرمی سے برف پگھل پگھل کر ایک چھوٹا سا

چشمہ پانی کا جبکہ اندازہ تین فیٹ چوڑا اور ایک یا دو فیٹ گہرا ہے روان ہوتا ہے وہی چشمہ گویا آغاز تھا
 اس دریا کا شمار ہوتا ہے اس مقام تک دمی سردی اور برف کی کثرت کے سبب پہنچ نہیں سکتا اور اگر جائے
 تو بہن میں ہو جائے زندہ بھر نہ آئے اس زمانہ میں ہوا سے دو کس صاحبان انگریز کے کہ وہ یہی ٹری حکمت
 علی سے صرف حال دریافت کرنیکی مراد سے وہاں گئے تھے اور کوئی مسافر و سیاح وہاں تک نہیں گیا
 جب اس چشمے کا پانی بہار کی بلندی سے نیچے کی گھاٹیوں میں آتا ہے تو اور گرم چشموں کے پانی ہی جو
 اس نواح میں بکثرت جاری ہیں اس سے ملکر اور کچھ دھوپ کی گرمی سے برف پگھل کر پانی بکثرت نہیں
 ہو جاتا ہے اور ایک چھوٹی سی دریا کی صورت پا کر وہاں سے جنوب مغرب کو راستہ لیتا ہے پہر چشمہ
 آٹھ میل کے فاصلہ پر آکر دریائے برائی لنگا جھٹا ہے پراگئی و چوران و گہران و سیرنی و قندی میں گئی اور
 زیادہ ہے اس میں اگر شامل ہو جاتا ہے شمول کی مقام سے پہر یہ دریا ٹری زور و شور سے بلندی سے
 آتی ہے کو آرتا ہوا بعد طے کرنے مسافت آٹھ میل اور سولہ میل چشمہ سے کوٹ ننگ کے پاس آ پہنچتا ہے
 جو اسکے چشمہ سے پانچزار چھتیس فیٹ نیش میں ہے اس سے خیال کر لینا چاہیے کہ سولہ میل میں یہ دریا
 فی میل تین سو چودہ فیٹ بلندی سے بہتی ہے کو آرتا پہر وٹانے پانچ میل نیچے کو آکر دریائے برائی کے
 کنارے بہاڑ سے نکل کر اس میں آ پڑتا ہے پہر وٹانے تین میل نیچے دریائے بنال اور پہر آٹھ میل نیچے
 دریائے گالہ اکوہ ٹونس کے مقام سے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے پہر چار میل نیچے کو آکر دریائے برائی
 وٹانے چار میل ٹیکر دریائے کنتی و منی طرف سے آکر اس میں شامل ہو جاتے ہیں پہر پندرہ میل اور ٹیکر دریائے
 اگلہ جو ایک ٹڈا اور آب چوڑا ہے بائیں طرف سے آکر اس سے مل جاتا ہے ان دریاؤں کے سوا بعض
 راستہ کے اندر اور پشمارند یوں اور چشموں کے پانی بائیں و دائیں دونوں سمت آکر اس میں مل جاتے ہیں
 دریائے اگلہ کی شمول کے مقام سے رخ اس دریا کا جنوب مغرب کی سمت سے بدل کر خاص مغرب کی سمت
 ہو جاتا ہے وٹانے تیرہ میل آگے ٹیکر دریائے ٹونس ٹری زور و شور سے بہتا ہوا اس میں آ پڑتا ہے وٹانے
 دس میل نیچے دریائے گری اس سے شمول پاتا ہے دریائے ٹونس کی شمول کے مقام کو دانا مان وٹانے
 کی سطح سے ایکزار چھ سو چھیاسی فیٹ بلند ہو کر کرتے ہیں دریائے ٹونس و گری کے شامل ہونے کی بعد چوران
 اسکی بہت اور رفتار اسکی تیز ہو جاتی ہے اتقد کہ برسات میں چھ سو گرا و پھر دیون میں ایکسیر کے چوران اور
 گہران بارہ سے لیکر چودہ فیٹ تک ہوتی ہے اور پانی ہی صفا پاکیزہ ایسا کہ مچھلیاں پانی کے اندر تیری
 نظر آتی ہیں پہر ایک میل نیچے اس مقام کے دریائے سن اسکے بائیں طرف سے اگر شامل ہو جاتا ہے دریا
 اس میں ایکٹامی دریا کو ہمالہ کا ہے جو ایکزار چار سو تتر فیٹ کی بلندی سے نیش کو اگر جنوب مشرق کی

سب متقابل جنبہ کے تہا ہوا اور ویرہ دون کے پہاڑ کو سیراب کرتا ہوا جنہا میں اگر تہا ہے آسن کی شمول کی بعد
 دریائے جہنا پہلے بہت مغرب اور پھر جنوب کی طرف کو تہا ہوا اور کوہ سوا ملک کے گھاٹیوں اور غاروں کے
 اندر ہوتا ہوا بارہ میل سے گزرتا ہوا کشمیر کے ہوا میدان میں داخل ہو جاتا ہے طول اس دریا کا چھ
 سے لیکر منہ کی میدان تک بعضی پورخ ایک سو تیس میل اور بعض ستاون میل فرماتے ہیں اس طرح کہ اگر دریا کے راستے
 اور اس کے پچھلے رخ سے شمار کر لے جاؤں تو بیشک ایک سو تیس میل اور اگر سید ہے راستہ کے حساب سے شمار ہو تو فقط
 ستاون میل شمار میں آتے ہیں منہ کے میدان کے دخول کا مکان ایک ہزار دو سو پچھتر فیٹ سطح سمندر سے بلند
 ہے اور سو فیٹ فی میل خیمہ سے لیکر منہ کے میدان تک کی نیش شمار میں آتی ہے میدان میں اگر دریا
 بہت سی شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے اور درود ورتک ملک کو اس کی سیرابی سے فائدہ پہنچتے ہیں
 اور سوداگری کا مال بھی بھاڑتے اس دریا کے ذریعہ سے بہت آتا ہے خصوصاً دیو دار و چیر و تھون وغیرہ
 لاکھوں روپیہ کی لکڑی سودا اگر لوگ پہاڑوں کے اوپر سے اس میں بہنکٹیتے ہیں اور وہ تیرتی ہوئی
 میدان میں آتی جاتی ہیں دہلی کے نیچے اس دریا پر چھٹے تک کشتیوں کا پہل بندھا رہتا ہے مگر برسات کے تین چھ
 میں کل ٹوٹ کر آمد رفت مسافروں کی کشتیوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے دہلی کے مقام سے اجرائے اس
 دریا کا خاص شوق کی سمت ہو کر استہ میں جکر کہتا اور کبھی شرق اور کبھی جنوب شرق کی سمت کو چلتا ہوا
 آگہ آباد کے قلعہ کے نیچے پہنچ کر گنگا سے ملتا ہے کل سافت و طول اس کا دہلی سے آگہ آباد تک باہر دریا
 چھ سو اسیں میل ہے اور استہ میں دریا سے مان و چٹیل و سندھ و تہ و گانی پانچ دریا دہنی طرف
 و دریا کے منہ و سنگور و رند میں دریا میں سمت سے درود ورتک سے آگہ اس میں داخل ہوتے جاتے ہیں
 ان کے سوا اسے اور بھی شمار نہ میں نالے کو ہی و میدانی دونوں سمت سے آگہ کے ساتھ شامل ہوتے ہیں
 پچھلے حصہ اس دریا کا بہت بڑا ہے وہاں ہم کہیں ایک میل اور کہیں دو میل اور کہیں اس سے زیادہ چور ہوتا
 اور تیز روی بھی سخت تر ہوتی ہے اور بسا بے شک اس کے تہ میں شہر و ٹیکے و پھلیاں بے شمار ہیں جہاں نہ ہوں
 نہیں چل سکتا نہ دریا میں رہنے کے گنگ سے اس مقام تک کہ گنگ سے شامل ہوتا ہے بہت بڑا ہے
 مگر آبی تین تہوں پر اس کے ذریعہ سے شہر کالی داتا دہ و شہر آگہ و دہلی وغیرہ میں جو اسکے کنارے
 اور آباد ہیں بڑی کثرت سے سوداگری کا مال آکر فروخت ہوتا ہے اس دریا کے کنارے بلند اور بلند
 ہیں اور تیز روی اور پانی بھی اس میں دریاؤں سے زیادہ ہے اسکے تہ میں پہاڑی تھریٹیلے و گنگا
 نچلے حصہ میں اسکے پھلیاں و گرنجہ اور بوکن و سنار و کھریال وغیرہ بڑے بڑے جانور بہت ہیں کل طول
 اس کا چھ سے لیکر گنگا کی شمول تک تہ سو ساٹھ میل ہے اور دریاؤں کے شمول کے مقام سے آگہ

کا قلعہ بڑا مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے شمول کے مقام پر یہ دو نو دریا پر آبی میں مساوی نہیں بلکہ گنا زیادہ گہری
 اور پانی اسکا زبردستی باطل و مکدر و کم رفتار اور جہاں نہایت تیز و مصفا ہے پانی جھکا بلور کی طرح آبدار و
 شفاف ہے و لو کہ پانیوں میں صرف بقدر فرق ہے کہ گنگا کا پانی ذائقہ دار و شیرین جہاں کے پانی
 ہے نہاد و لو کہ جہاں نہایت تیز و لالین پرستش جاتے ہیں اور چونکہ شمول اسکا آخر کار گنگا کے ساتھ
 ہوتا ہے یہ بھی ایک جہہ اسکی بزرگی کا خیال کر لیتے ہیں اور یہ بھی ہندوؤں کا قول ہے کہ دریائے ہرستی
 جو ہند کے سینہ انور پر بہتی ہے اس میں گھسن جاتا ہے وہ زمین کے اندر اندر بہتا ہوا یہاں آتا ہے اور آگہ آباد
 کے ایک سبج کے نیچے زمین سے باہر نکلا گنگا کے ساتھ شامل ہوتا ہے اگرچہ پانی کا تھوڑا سبج کے نیچے سے ضرور نکلا
 مگر یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آیا یہ وہی ہرستی دریائے جو اتنی دو زمین کے نیچے ہوتا ہوا یہاں اگر ظاہر
 ہوتا ہے فیروز شاہ کی محاصرہ کی ہندوؤں میں یہ نہر ٹہری اور برانی دشمنوں پر آب چوری اور گہری
 قابل حجاز رانی کے ہے پہلے یہ نہر جہاں کے دھنے کنارے سے سمت جنوب مغرب جھکا کر بہنے لگے راستے میں
 سیل کے دھرت کے مقام تک پہنچتی ہے پھر وہاں سے چنک ندی میں داخل ہو کر مانی تک اور پھر دریا سیل
 شمال مغرب کے سمت کو چلتی ہوئی حصار تک ملتی ہے حصار کی مقام تک کل طول اس نہر کا دمان ہے لکڑا کیس
 سچا سیل گنا جاتا ہے حصار سے پھر خیل کے کہو داہوار اسٹہ اسکا سو قوف ہو جاتا ہے اگر طغیانی کے وقت
 یہہ اپنا راستہ آپ لیتی ہوئی بیکانیر کے غریبی ریگستان تک پہنچ جاتی ہے وہاں پانی اسکا رنگ کے
 ٹیلوں کے اندر جذب ہو جاتا ہے مگر بعض اوقات جب بہت فیضانی ہوتی ہے تو دمان سے یہ دریا گہری میں ملکر
 اسکے ذریعہ سے تلج میں جا رہی ہے پھر کو اول فیروز شاہ بادشاہ قلعہ نے کہو دوا یا اور ہریانہ کی جنگ کو جو
 اسکی شکار گاہ تھی لے گیا جہاں فیض آج تک جاری ہے مگر اسکے مرنے کے بعد حکام کی غفلت سے کئی مرتبہ یہ نہر
 ہو گئی اور پانی کا اجر اسو قوف ہو گیا تھا پھر شاہجہان بادشاہ نے اپنی سلطنت کے وقت اسکی اجرا پر توجہ کی اور
 نواب علیمر دان خان شہیدی کو اسکے اجرا کی کام پر مامور کیا اسنے بڑی سعی و کوشش کے ساتھ اسکا کام میں تندی
 کر کے اسکو پھر جاری کیا اور اسکے دمان سے اسی سیل نیچے ایک درخت کہو و کر دلی کو لایا اسوقت سے یہ
 بہت تک جاری رہی مگر جب فرخ سیر و محمد شاہ کے وقت جب اسکی خبر گیری نہ ہوئی تو پھر اسکا اجرا بند ہو گیا اور
 انگریزی عمارت تک مستور بند رہی اگرچہ احمد شاہ درانی کے وقت میں ایک لاکھ روپیہ صرف ہو کر اسکی صفائی
 ہوئی اور تھوڑی مدت تک اسکا پانی ہی جاری ہوا مگر پھر بند ہو گئی آخر انگریزی عمارت سے وقت لڑنے لگا
 اسکی صفائی کی طرف توجہ ہوئی اسکا کام میں اسکی صفائی کا کام شروع ہو کر شہر میں ختم ہوا تب سے یہ نہر
 بہ جاری ہے دلی کی خضر اور اسکا سراسر ایک ہی پراگی اگر چند شاخوں میں منقسم ہو جاتی ہے پہلے پہل صفائی

اسکی بریر کی مقام سے بہادر گڑھ تک ایک سو اکیاون میل ہوئے دوسری شاخ جو برہنک کو جاتی ہے تیا لیس میل
 پہر تیسری شاخ جو دارا کو جاتی ہے پتیس میل و چوتھی شاخ بارہ میل ہے عرض کل طول اس نھر کا مہ اسکی شاخوں
 کی دوسو چالیس میل شمار میں آیا علی مردوان خان کی نھر اسکو بادشاہی نھر اور دہلی کی نھر بھی
 کہتے ہیں فی الحقیقت یہ نھر بھی فیروز شاہ کی نھر کی ایک شاخ ہے جسکو نواب علی مردوان خان شہدائی شاہجہان
 بادشاہ کی حکم سے موضع بریر کے پاس فیروز شاہ کی نھر کے دانہ سے جو دریا ہے جسنا سے کالاکا ہے اسی سیل
 نیچے جنوب کی سمت کو تیر میل لمبی کہو در دہلی تک لایا اپنی دانہ سے یہ پچیس فیٹا چوڑی چکر مختلف سمتوں
 اور مختلف رستوں اور پھاڑوں کے پاس سے گذرتی ہوئی دہلی تک جاتی ہے اور پھر شہر کے اندر سے ہوتی
 ہوئی قلعہ میں جاتی ہے اور قلعہ کے چمنوں اور فورون کو کسی شاخین نیکر پر آب کرتی ہے پہر کل شاخون کی
 ایک شاخ نیکر جنبا میں جا پڑتی ہے دہلی کے سفدہ سے اول اس نھر سے شہر اور قلعہ میں بہت رونق پڑتی اب
 وہ انتظام بالکل درہم و برہم ہو گیا ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت ^{۱۶۵۸} ع میں اسکی کہو د اسی کا کام شروع
 ہو کر ^{۱۶۵۸} ع تک جاری رہا اور اس عرصہ میں کل کام کہو د اسی اور تعمیر عمارات بیرونی و اندرونی شہر و
 قلعہ کا باختمام ہو چکا اسوقت پچیس لاکھ روپیہ سالانہ اسکی آمدنی تھی سو اس میں سے ایک نھر نھر بادشاہی
 خزانہ میں داخل نہیں ہوتا تھا تمام و کمال اسکی صفائی اور عمارت کے صرف میں صرف ہوجاتا تھا ^{۱۶۵۸} ع
 جب نواب صفدر جنگ کی سرکشوں کا واقعہ دہلی میں وقوع میں آیا اور سلطنت میں سخت بی نظامیان واقع ہوئے
 تو یہ نھر بھی عدم خبر گیری کے سبب بند ہو گئی اور شاہان دہلی سے کوئی اسکی اجراء کی طرف متوجہ نہ ہوا
 احمد شاہ درانی کے کہ اسنے دہلی کو فتح کر کر ایک لاکھ روپیہ اسکی صفائی کے اور خرچ کیا تو بھی قرار و قی
 اجراء اسکا ظہور میں نہ آیا آخر لاٹو سنگ صاحب بہادر اسکی آجرا کی طرف متوجہ ہوئی اور ^{۱۶۵۸} ع میں اسکی
 صفائی کا کام جاری فرمایا پہلے صفائی اسکی جوار پور کے مقام سے شروع ہو کر اسی اصلی راستہ سے پانی
 اسکا بہادر سے تک پہونچا پھر دانے آگے چلا کر نھر دریا سے آتر الامین والی گئی و مان سے چلک ویا
 سو آت میں داخل ہوئی بہر دانے براہ دور و دور کر نال و پونا وغیرہ دہلی میں آہونچی اور یہ کل کام
 چار سال کے عرصہ میں انجام پا کر ^{۱۶۵۸} ع میں باختمام ہو چکا **نھر و اب** یہ نھر بھی شاہجہان بادشاہ کے
 وقت کی پرانی نھر ہے شاہجہان کے حکم سے اسکو بھی علی مردوان خان جنبا کے بائیں کنارے سے فیروز شاہ
 کی نھر کے دانہ کے پاس سے کہو در لایا تھا اور کچھ دور تک یہ نھر اور فیروز شاہ کی نھر بائیں پاس پہونچی
 چلی آتی ہیں دانہ سے ایک پتیس میل چکر یہ دو اب کے علاقہ میں پہونچ جاتی ہے اسوا اسے اسکا نام نھر
 دو اب شاہان جنبا کی سلطنت کی صنف کے وقت یہ نھر بھی بند ہو گئی تھی مگر لاٹو سنگ صاحب بہادر کے

میں اسکی صفائی کی طرف ہی متوجہ ہوے اور پہلے کہو دانی اسکی فیض آباد کے مقام سے شروع ہوئی اور سڑک نام
 ایک یہ کام جاری کرنا ختم ہو گیا اسکے باقی سے تمام دو اہ کامک سیراب ہو گئے بلکہ اگلی دفعت کا یہہاراؤ
 دفعت ہے کہ ایک اور پھر کمال سے پانچ میل کے فاصلے ترقی کرنا سے جناب سے کہو دکر لہ ہیا نہ کو لائی جاوے
دریائے ہسولی یہ ایک چوٹا سا دریا دگوار حضرت ملی کا ہے اول یہہ نارول سے چند میل پہلے سے جوب
 کے طرف سے شمال مشرق کو بہک جھرمین آتا ہے پھر اسی سمت یعنی شمال مشرق کو چلتا ہوا ابھڑے کرنے راستے
 پھر میل کے گورگاؤن میں پہنچتا ہے وہاں سے ہر پانچ میل دہلی کے طرف کو بہہ کر شہر ملی سے چند میل
 نسبت شمال دہلی کی نہر میں داخل ہو جاتا ہے **نالہ خشک** یہہ چوٹا سا دریا لہ پانی کا سرمنہ کے میدان میں
 جاری ہے جو دریائے سرستی کے اندر سے ہو کر نکلتا ہے پھر وہاں سے جنوب مغرب کی گوشہ کے سمت کو بہتا ہوا او
 بہت سے علاقوں کو سیراب کرتا ہوا سفیدن کے مغرب کی طرف پہنچ کر فیروز شاہ کی نہر میں داخل ہو جاتا ہے
 پھر وہ اور نہر دو نو ملکہ کانیر کی ریگستان اور پھر نہر کے میدانوں میں پہل کر خشک ہو جاتے ہیں جو جھار سے
 بفاصلہ ستیس میل کے واقع ہیں کل لمبا دور ہے اس دریا کا ایک سو چالیس یا ایک سو ساٹھ میل کا شمار ہوتا ہے
دریائے مارکٹ اس سرور کی ریاست کے علاقہ اور ناہن پہاڑ کی گھاٹیوں سے یہہ دریا نکلتا ہے او
 حشر سے تھوڑی دور جنوب مغرب کی گوشہ کے طرف چل کر سرمنہ کے میدان میں آتا ہے پھر وہاں سے ہی اسی
 سمت یعنی جنوب مغرب کو بہتا ہوا ستیس میل کا رہتا ہے اپنے حشر سے ملے کر دریائے سرستی میں داخل ہو جاتا ہے
 اس دریا کی مشرق کو سرستی اور مغرب کو دریائے گھر بہتے ہیں مگر جہاں تیوں میں طیفانی ہوتی ہے تو تیوں
 اپنی کناروں سے اوچل کر ایک ہو جاتے ہیں اور کوسوں تک در و در پانی انکا پہل جاتا ہے اور زمینداروں
 انکی طیفانی سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور پیداوار شمالی و مکی دماش وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے مخرج این تیوں
 دریاؤں کا ایک ہی پہاڑ ہے جو آنتیس میل تک برابر پہلا ہوا چلا گیا ہے **دریائے ششدرستی** منڈو کی
 عقیدہ میں یہہ دریا نہایت تہرک ہے اور اسکے پانی سے غسل کرنا بڑا ثواب ہے اور کہتے ہیں کہ اصل میں
 سرستی برہاجی کی لڑکی کا نام ہے جو عقل کی دیوتا کہلاتی ہے اسنے اپنے آپ کو اس دریا کی صورت میں
 ظاہر کیا ہے اور چونکہ یہہ تہا نیس کے آگے عین میدان گورنگ کے جنگل میں جا کر گم ہو جاتی ہے اصل میں پانی کا
 جذب نہیں ہوتا بلکہ زمین کے اندر گھر کر آگہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا نکلتا ہے اور وہاں سے تھوڑی دور چل کر
 گنگا و جہنا کے شامل ہو جاتا ہے باعث اسکا یہہ ہے کہ جب یہہ سرستی پہاڑ سے اتری تو اسکے ساتھ میں کتاب یعنی
 عقل کی پوتی تھی اسکو وہ دیکھتی ہوئی گورنگ کے میدان تک پہنچی وہاں اکش یعنی ہوتے اسپر حلقہ آوے
 ہوئے اور جا آگہ اس سے وہ کتاب چھین لیں اسوقت وہ مذہبی کی صورت بن کر شرم کے مارے زمین میں گھر گئی

اور زمین کے اندر ہی اندر بہتی ہوئی لنگا کے پاس آہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا پہنچی اور زمین سے باہر نکل کر
 لنگا میں شامل ہوئی اور اصل میں یہ دریا سرسوتر کی پہاڑ ناہن کی جنوب مشرقی گوشہ سے نکلتا ہے اور جنوب مشرق
 کی سمت کو چل کر جیتیں سیل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو ایک دریا پہاڑی ندی جکا نام کہہ کر کہیں سے اس کے شامل
 ہو جاتی ہے پھر تھوڑا سا راستہ اسی سمت کو چل کر یہ دریا دوشاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے مشرقی شاخ کا نام
 چتھنگ اور مغربی کا نام سرستی ہے ریاست کی موسم میں بہہ اور دریا کے گہر گرو مار کٹھ اٹینون ایک ہو جاتا ہے
 صرف وہ گاؤں جو اونچے ٹیلوں پر آباد ہیں اس کی طغیانی سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ پانی ان کا تار پھینچو
 و قدرتی نہروں اور ست میدانون کے دور دور تک پھیل جاتا ہے دوشاخوں کی تقسیم ہونے کے بعد یہ
 جنوب مغرب کے طرف کو بتیں سیل چل کر تھانہ تیرک پہنچتا ہے وہاں سے پہر مغرب کے سمت کو سرے سیل چل کر
 مار کٹھ اسے مل جاتا ہے پھر قریب چالیس میل کے اور چل کر دریا کے گہر سے شامل ہو جاتا ہے یہ شمول کی حالت
 اس کی اُس حالت میں ہیں کہ جب اسمین پانی کثرت سے ہوا اور اگر پانی کم ہو تو تھانہ تیرک سے آگے بڑھ کر گرونگ
 کے ریکی میدانون میں پانی اس کا بالکل جذب ہو جاتا ہے سردی کی موسم میں پانی اسمین بہت ہی کم ہوتا ہے
 اور دوسرے اسکے پانی کی سفیدی ایک بلنے آگے کی مانند دکھائی دیتی ہے ورنہ اس کے گہر گرو
 کو ہر سو رو و علاقہ ناہن کے پہاڑ سے نکل کر ٹپا لہ کی ریاست کے مشرقی و شمالی حد و زمین آتا ہے وائیں
 پھر ٹپا لہ کی ریاست کے علاقہ کو میراب کرتا ہوا اور کوہستانی اور میدانی علاقوں کے درمیان حد فاصل
 بناتا ہوا سرسند کے پاس آتا ہے وائیں آگے پھر انڈین سیل جنوبی سمت کو ریکی میدانون تک چل کر
 پانی اس کا جھل کی ریگ جذب کر لیتی ہے آگے کو چلنے نہیں دیتی مگر ریاست کے موسم میں برخلاف اسکے یہاں
 برقی طغیانی برپا جاتا ہے اور ایک سو چالیس میل کا راستہ جنوب مغرب کی طرف طے کر کرہ رانہ میں اور پھر ایک سو دو میل
 اسی سمت کو چل کر ٹپا لہ کی سرزمین میں جا پہنچتا ہے پھر یکا نیر کے ملک کا حد کے بار بار ہویاں کے پاس سے گزرتا ہے
 بائیں سیل کا راستہ طے کرتا ہوا شہر ہیر کے جنوب مغرب کی طرف فیروز شاہ کی محضر کے ساتھ مل جاتا ہے پھر دو
 مشمول ایک دوسرے کے بائیں سیل جنوب مغرب کو بہہ کر ہما ولیور کے متصل دریا سے گہرا یعنی تلج میں
 شامل ہو جاتے ہیں اور اگر گہر میں پانی کم ہو تو وینڈل کے مقام سے پانی اس کا آگے نہیں چلتا کچھ زمین
 اپنے اپنے ذراقتوں کی طرف لیجاتے ہیں اور کچھ ریگستان میں گم ہو جاتا ہے اسکے خلیے حصہ کے راستہ میں
 تمام ملک ہیرانہ و خیر ہے وہاں اس کا پانی زراعت کی کام میں صرف نہیں ہوتا شاہ باہر نے اس کا نام لکھ کر کٹھا
 جواب لکھ کر شہر چوڑاں اس کی اگرچہ کم ہے مگر گہراں زیادہ ہے طغیانی کے وقت گہراں اس کی تین گز تک
 پہنچ جاتی ہے ورنہ ہوا غم اس کی گز یا سو گز کے مقدار تک ہے سابی تھلا یہ ایک جوٹا سا دریا کوٹاہ

کی جنوبی گھاٹیوں سے نکلا کر اول شمال کی طرف بہتا ہے پھر وہاں سے مختلف راستوں اور سمتوں کو اتنی میل تک پہنچتا ہوا
 رور اور کوٹ قاسم کے مقام تک پہنچتا ہے پھر اُس مقام سے تیس میل تک ضلع گورگانوں اور جوہر تک پہنچتا ہوا
 ہوتی دریا کے دہنے کنارے کے طرف سے آسمین ٹال ہو جاتا ہے پوشیدہ نہر ہے کہ اگرچہ تبلیغ بار سے
 جس ملک کے سیلابی علاقہ میں بہت سی ندیں نالے نہریں قدرتی و مصنوعی جاری ہیں مگر جو آئین ٹری نہریں ہیں
 انہیں انکا ذکر اور تحریر ہو چکا انکی سوا سے خانپور کی ندی ٹڈیالہ کا دریا ناگرا ناگرا ٹی و نہر کٹورا و سوٹاگ خانوادہ و
 پورانی تبلیغ و خلاصی نالہ وغیرہ بہت ہیں جنکی علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے سے طوالت ہوتی ہے ان کے پانی سے
 تمام علاقے سیراب ہوتے ہیں اور آب پاشی کار و بہرہ کار میں داخل ہوتا ہے سوا سے اسکے اس میدان پانی
 کے جھیلین ہی تاکہ کو سیراب کیا کرتے ہیں جنہیں سے چند جھیل کا ذکر کیا جاتا ہے گوٹا نہ کی جھیل بہر جھیل
 دہلی سے چاس میل شمال مغرب کے سمت کو قصبہ گوٹا نہ کے پاس ہے اور وہی کی نہر سے ایک شاخ نکل کر
 جو رہتک کو جاتی ہے وہ بھی اسکے متصل بہتی ہے برسات کے موسم میں اسکا پانی چاس میل تک پہنچ جاتا ہے
 بلکہ جب طیلیر دان خان نے اس نہر کو بنایا اور پانی چھوڑا تو گوٹا نہ تک پانی براہ راست زمین میں پہنچ گیا ہوتا
 کہ گوٹا اس ملک میں طوفان آگیا اور ایک گاؤں جیکان نام محل پورہ شہر غرق ہو گیا گوٹا نہ کی جھیل
 بہر جھیل ملک کے بڑی جھیلوں میں شمار ہوتی ہے جو دہلی سے جنوب مغرب کے سمت کو اڑتالیس کس کے چھل
 پورہ واقع ہے اس جھیل سے رعایا کو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں اور قصبہ گوٹا نہ اسکے کنارے کے اور آباد
 ہے لکھنؤ کی جھیل اس جھیل کو دریاے ہوتی کی جھیل ہی کہتے ہیں برسات کے موسم میں جب بہر پورہ
 زمین سے تو غرض محل اسکا بہت بڑھ جاتا ہے اور دہلی سے سمت جنوب مغرب پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع
 ہے اور سرکار نے چھوٹی سی نہر اسکے اندر سے جاری کی ہے کیرت پور کی جھیل تبلیغ پار کے علاقہ
 میں بہر ہی ایک شہر جھیل کرت پور کے پاس ہے جھیل کے چاروں طرف انہوں کے ویرخت بکثرت ہیں
 جھیل کا ہند لوگ بڑا ادب کرتے اور تبرک سمجھتے ہیں ایک ہندو ہی عالیشان پریشکھاہ ہنود کی یہاں بنا ہوا ہے
 اس میں جھیل مرغابان بشمار ہیں مگر ہندو اونکو شکار نہیں کرتے اور نہ کسی کو شکار کرنے دیتے ہیں شہر اشیر
 کو چھبش کی جھیل اس جھیل کا فصل ذکر ہندو کی عبادت گاہوں اور شہروں کے مال میں لکھا جائیگا

و دوسری قصبہ شجاع مار کے ملک کی ضروری حالات تعداد و قبہ و مرد و مشہور
 و تقسیم زمین و ضلع و حدود و اربعہ کے ذکر میں

بہر ملک تبلیغ کے شرقی کنارے سے جہانک پہنچتا ہے جسکے شمال کی طرف کوہ ہما و شرق کی جنوب کی مالک

دشمالی اور جنوب میں یکساں علاقہ پٹیانہ مغرب میں دریائے ستلج ہے اور اگر کوستانی ملک بھی جو ماتحت گورنمنٹ پنجاب ہے اسکے ساتھ شمال کر کرد و دہلی ہو تو شمالی حد اسکی بہت اور چینی تار کے حد دوسرے ملحق ہو جائی اور خاص کر وہ ملک جس پر کام انگریزی حکومت کرتے ہیں تین قسمت اور دس اضلاع میں منقسم ہے اور تین ہزار اٹھ سو پینتالیس میل اسکا رقبہ زمین شمار میں آتا ہے پہلی قسمت دہلی کی اسمین ضلع دہلی و کرنال و گورکھ پور تین ضلع وکل رقبہ اسکا چار ہزار ساون میل مربع ہے دوسری قسمت حصار کی اسمین ضلع حصار و رتھک سہرہ تین ضلع اور آٹھ ہزار پانسو چھیالیس میل رقبہ تیسری قسمت اناہ لاکھ اسمین ضلع اناہ لاکھ میانہ و تھانہ سیر شاہ چار ضلع اور پانچ ہزار دوسو چھیالیس میل اسکا رقبہ ہے مگر اب تھانہ سیر کا ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون کے ساتھ ملا دیا گیا ہے اور ضلع فیروز پور گیارہواں ضلع شیلج پارک لاپور کی کشتہ سی سے علاقہ رکھتا ہے اگرچہ اس کتاب میں پنجاب کے علاقہات الگ الگ حصوں میں بیان ہوئے ہیں مگر کل پنجاب کی مردم شماری اسی بخاری میں شمار کی جائیگی کہ کل پنجاب میں جو ماتحت گورنمنٹ پنجاب کے ہے اسمین ایک کروڑ پچھتر لاکھ تیراؤن ہزار چھ سو چاراون آدمی آباد ہیں پچھلے بارہ سال میں پنجاب میں آبادی کی بدرجہ غایت ترقی ہوئی جو کہ قسمت دہلی و حصار اس زمانہ میں مالک مغربی و شمالی کے شامل تھی اب اگر ان دونوں قسمتون کی آبادی جو اکتیس لاکھ اڑتالیس ہزار اٹھ سو چالیس آدمی کی ہے منہا کیجاوے تو ایک کروڑ چوالیس لاکھ پینتالیس ہزار اٹھاسی آدمی باقی رہ جاتے ہیں ^{۱۸۵۷} میں جو مردم شماری ہوئی تھی اسکی رو سے اب آبادی بہت زیادہ ہو گئی ہے اسکا صرف ترقی آبادی کی ہے اور نیز یہ کہ اب کی مردم شماری جو بخاری ^{۱۸۵۷} میں ہوئی ہے نہایت صحت اور کوشش کے ساتھ ہوئی ہے چونکہ کل پنجاب میں چالیس لاکھ اکتیس ہزار نو سو پچھتر گھر ہیں ان کے اوپر اگر آباد کو پہلایا جاوے تو پچھلے صحیح آدمی فی گھر شمار میں آتے ہیں اور اس کل آبادی میں سے پچاؤن لاکھ تیرہ لاکھ ہزار پانسو چھپن مرد اور اسی لاکھ تیس ہزار ایک سو اڑتیس عورت ہیں اور یہ تمام مردم شماری تین فریق میں منقسم ہوئی ہے اول بالغ جنگی عمر اٹھارہ برس سے زیادہ ہے دوسرے وہ آدمی جنگی عمر بارہ اور اٹھارہ کے درمیان ہے تیسرے وہ جنگی عمر بارہ سال سے کم ہے سو پچھتر قسم کے بالغ مرد تیرہ لاکھ اکیس ہزار چھ سو اوچتر تین پینتالیس لاکھ تیرہ ہزار چار سو باون اور دوسرے قسم کے مرد اٹھ لاکھ چھیالیس ہزار تین اڑھ لاکھ و عورتیں اڑھ لاکھ ہزار تین سو تیرہ قسم کے مرد یعنی بارہ برس سے کم تیش لاکھ پینتالیس ہزار چھ سو ستاون عورتیں اٹھ لاکھ اڑتیس ہزار چوتیس عورتیں تفصیل شمار میں آئیں شمار مرد و عورت کا باقیہ عورتوں کے تفریق دار و کل میزان میں زیادہ ہے اور یہی کیفیت اور ملکوں کے ساتھ بھی ہے جو ایشیا میں خطہ ہندو کے قریب ہیں یورپ یعنی انگریز و غیرہ عیسائی کل پنجاب میں دوسو ہزار نو سو چاراون اور ساٹھ لاکھ پچتر گیارہ

لاکھ اوتیس ہزار سو اکیس درہند و کشتہ لاکھ چوبیس ہزار تین سو چوبیس مسلمان ترانویں لاکھ پچیس ہزار دو
ترہند و متفرق اقوام ہنگی چار بے مذہب نو لاکھ ہتر ہزار تین سو تر اسی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کل پنجاب
کی آبادی میں نصف سے زیادہ ہیں خصوصاً شمال مغربی حد کے ملک میں سوائے مسلمانوں کے اور کوئی قوم باہر
کے لوگ الٹا دیکھ کر حیرت میں آتے اور سکھوں کی سکونت قسمت لاہور و امرتسر میں زیادہ تر ہے اگرچہ علاقہ پٹیالہ
و جند و نابہہ و فرید کوٹ میں بھی انکی سکونت ہے۔

تیسری تقسیم بادشاہوں اور راجوں و رئیسوں و جاگیرداروں کے حاکم
جو اس ملک میں جا کم تھے اور جو اب میں معتمد کرہ حکومت انگریزی

مسلمانوں کی بادشاہت سے پہلے اس ملک بلکہ کل ہندوستان کی سرزمین میں ہندو راجے حکومت کرتے تھے
انکی تفصیل بہت طوالت میں آئے کے ساتھ مہاراجات وغیرہ ہندوؤں کی کتابوں میں درج ہے صحیح حال
قابل اطمینان انکی بسبب عدم موجودگی کتب تواریخ کے نہیں ملتی کیونکہ حملہ بے غزنیہ و غوریہ کے وقت ہندو
کتابخانے ہندو راجوں کے لوٹے اور جلانے گئے اس واسطے پچھلی تواریخ انکی بالکل نابود ہو گئی اور
اور جو نئی کتابیں سماعی تصنیف ہوئیں وہ چندان تسلی کے لائق نہیں ہیں مسلمان بادشاہوں سے پہلا باد
سلطان محمود غزنوی ہے جو غزنین سے آکر اول راجہ جہاں مال حاکم پنجاب پر فتحیاب ہوا پھر
پارہو کر آئے دہلی و قنوج و گوالیار و اجپور و گجرات کے راجوں کو شکست دی اور شہر متہرا و گجرات و تھانہ
سومات لوٹا ہندوؤں کے لاکھوں مندر گر گئے دین محمدی کے احکام پہلانے کا نکرہ و جوالا جب بشمار دود
اٹھا کر لے گیا مندر بارہ حملہ اسکے پے در پے ہوئے اور جطرت کو اسنے قدم بڑایا اقبال لازوال مشوای
کو آئینہ و فیروزنی پارکاب ہی جب وہ بادشاہ ہنرا حسرت و آہ چار سو اکیس سال اجبری میں مر گیا تو
سلطان مسعود اسکے بیٹے نے باب کی سنت کو جاری فرمایا مندر پڑھ آمانشی و سوئیں پت
وغیرہ قلعوں کو فتح کر کے بشمار دولت غزنین کو لے گیا اسکے بعد **شہزادہ الوالحی سلطان مسعود**
کی چوتھا بیٹا جو صرف پنجاب کا حاکم تھا وہ بھی ہاشمی تھا آما اور تھانہ تک لوٹ و غارت کرتا ہوا لاہور کو
چلا گیا پھر جب **سلطان ابراہیم مسعود** کا بیٹا تخت نشین ہوا تو اسنے بھی بے زور و شور کے
ساتھ ہند پوریش کی اور پے در پے فتوحات نمایان حاصل کر کے جاتے دفعہ ایک لاکھ قیدی ہندو
اپنے ساتھ باندھ کر لے گیا اسکے مرنے کے بعد کئی ایک بادشاہ غزنین میں حاکم ہوئے لیکن اس طرف کو کوئی
متوجہ نہ ہوا کیونکہ انکو اپنے گھر کے جگڑوں سے اتنی فرصت نہ ملی کہ دوسرے گھر کی خبر لینے کی انکو فکر ہو

دہلی کو روانہ ہوا پانی پت کے پاس فریقین میں سخت لڑائی ہوئی اور سیمون دھبی ہو کر گرفتار ہوا اور گردن مارا گیا اس بادشاہ نے دکن کا ملک فتح کیا ہندو راجوں کی لڑکیاں اپنے اور اپنے بیٹے کے نکاح میں لے لیں
اکبر آباد دہلیا قلعہ بنایا آباد آباد کیا رعیت کو دلشاد کیا اگلے دفتر میں کو ترمیم کیا کل ہندوستان وغیرہ کا ملک
بائیں صوبوں میں منقسم کیا ڈول فرزند احمد ارحم منجم خان مبارک خان اسکے وزیر تھے فیضی فیاضی ابو الفضل
میر تھے آخر کیا وہ سال تک استقلال سلطنت کی دنیا کو چھوڑا عالم غانی سے منہ پھڑا اسکے بعد نور الدین
محمد سلیم جہانگیر شاہ بادشاہ ہوا اسکے تخت نشینی کے بعد شہزادہ خسرو اسکے بیٹے نے چاہا کہ باپ
کو تخت سے اتار کر خود تخت نشین ہو اور بر ملا بغاوت اختیار کی آخر پنجاب میں آکر کرا گیا اور اسکے ہمراہی
بردگاراں اسکے روبرو بہت بری حالت کے ساتھ مقتول ہوئے اس بادشاہ کی ملکہ نور جہان بیگم غیاث
طہرانی کی لڑکی نے بادشاہ کی ہر طرح پر اثر اختیار کیا اور اپنی حکومت کا نقشہ چاہا بادشاہ برامی نام تھا
سلطنت و حکومت میں ملکہ کا ہنظام تھا اسکا باپ خواجہ غیاث وزیر اعظم تھا جبکہ حکومت کے نیچے سارا عالم
تھا یہ بادشاہ علم و حلم و سخا و عطا و نرم مزاجی میں مشہور ہے حضرت اسکی اخلاق حمیدہ کی دور دور ہے
اکیس سال آٹھ مہینے اسنے سلطنت کی آخر کشمیر میں جا کر ضیق النفس کی بیماری سے مر گیا تو شہزادہ
محمد شاہ جہان بادشاہ جہانگیر کا بیٹا تخت نشین ہوا اس میں سخاوت و شجاعت ذاتی جو ہر تہا
جلوس کے روز بہتر لاکھ اور ایک کروڑ اسی لاکھ روز کی جشن کے روز علما و علما و فقہاء وغیرہ کو انعام کیا اور
جو اس سے پہلے بادشاہ کے روبرو سجدہ تھیت کیا جاتا تھا اسکے حکم سے سو تو نہ ہوا ہزاروں سرزمین ہمارے
بانات مسجد بن مقبرے تعمیر ہوئے شاہ جہان آباد دلال قلعہ جامع مسجد دہلی میں مقبرہ ممتاز محل اگرہ میں باغ
شالامار و مقبرہ جہانگیر وغیرہ لاہور میں اسکے بنوائے ہوئے موجود ہیں اور ایک تخت طاووسی اکہ کے ڈر
رومیہ کی لاگت کا بنوایا اسپرٹری خوشی کے ساتھ اجلاس فرمایا مگر آخر کار درگاہ میں بیٹے کے قید
گرفتار آیا وہ اسی حالت میں جان بحق تسلیم ہوا باپ کے قید کرنے اور بہائیوں کے قتل کرنے کے بعد
محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہوا یہ بادشاہ بڑا عالم و فاضل شہزاد
محدث و منصف مشہور رہے اسکے وقت میں انگریز تبتا میہ نامی نے بس ہزار آدمی کا لشکر جمع کر کے
بادشاہ پر چڑھائی کی اور اگر ہک سنا و ضل کر لیا آخر مغلوب ہو کر مقتول ہوئی اور سیوا می برہٹہ و کہتر
شورش کر کہت ہیج ڈرائیون عالمگیر سے لڑا عالمگیر کو تخت میں ہزاروں تہا نہ ہمارے ہر تہا نہ کی جگہ
مسجد بن مقبرہ ہوئیں لاکھوں ہندو بزدل و دشمن مسلمان ہوئی ایک جامع مسجد لاہور میں قلعہ کے پاس لال تہر
کی عمارت کی ہوئی جسکی عمارت فدا می خان کو کر کے اہتمام سے مندرجہ ہر باختتام ہو چکی اس بادشاہ

نوسہ برس عمر پائی اور پنجاہ برس سلطنت کی آخر شوالہ ہجری میں فوت ہوا اسکے مرنے کے بعد محمد معتمد
عالم مجاہد شاہ عالمگیر کا بیٹا اپنے دو بیٹوں پر غالب اگر بادشاہ ہوا اور پانچ برس کی مہنی بادشاہت
 کی آخر شوالہ ہجری میں مر گیا اسنے اہل سنت و جماعت کا مذہب ترک کر کے شیعوں مذہب اختیار کیا تھا اسکے مرنے
 کے بعد اسکے چاروں بیٹوں میں لڑائی ہوئی مگر انہیں سے **میر الدین جہاندار شاہ** توانہ و الفقار
 کی حمایت سے بادشاہ بنا اور تین پہائی اسکے قتل ہوئے مگر یہ حکومت کی باب میں ناقابل نکلا اور سید عبد
 وحید علی خان امر اسے دربار سے فرخ سپر عظیم الشان کے بیٹے عالم گیر کے پوتے کو تخت پر بیٹھایا اور جہاندار
 معزول ہوا اور خود سید عبدالقدیر خان وحید علی خان مجاہد کل سلطنت کے مقرر ہوئے مگر آخر کار انہیں اور
 بادشاہ میں دشمنی پیدا ہوئی اور بادشاہ انکے ہاتھ سے قتل ہو کر **روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ**
 ہوا اسکے وقت میں سلطنت نہایت ضعیف ہو گئی اور مرہٹوں کے حامیہ درپے ہونے لگے باجی پور اور مرہٹہ کی
 فوج دہلی کے دروازہ تک پہنچی اور آصف جاہ نظام الملک ناظم دکن کا خود سر ہو گیا مگر بادشاہ ایراک
 دہلی میں آ کر قتل عام کی اور کروڑوں روپیہ نقد سونا و اہرات موتی تخت طاؤس سب دہلی کے خزانہ سے
 اٹھا کر لے گیا اور پھر آصف جاہ سلطنت کے ملک کا جو کابل کی سلطنت سے ملحق تھا اسنے اپنی سلطنت کے ساتھ
 اٹھالیا صوبہ گجرات بھی اپنی حکومت ملحدہ کر لی حضرت جنگ ناظم او وہ کا بھی اپنی سلطنت علیحدہ قائم کر ٹھہرا
 دکن کے ملک کے سوا سب گجرات و برار و اڑیسہ بھی مرہٹوں کی حکومت میں آ گیا مالوہ کے لوگ علیحدہ حاکم کے
 ماتحت ہو گئے پنجاب میں احمد شاہ درانی نے اپنی حکومت جمالی السی ایسی بنی نظامیوں کے ساتھ انہیں برسر
 یہ بادشاہ سلطنت کے کے جان بحق تسلیم ہوا اور ان **احمد شاہ** کے بیٹے تخت نشین ہوا اور چندی برس آرام
 بادشاہ رکھ کر انہوں نے اور معزول ہوا اور **شاہ عالم بادشاہ** نے تخت دہلی پر اجلاس کیا اسکے وقت میں
 مادیہ بھی سندھ میں احمد شاہ درانی کی لڑائی تمام پائی پت سے چم گیا ہوا تھا مالوہ کے ملک میں بڑا فساد پایا
 اور دور دور تک سکی علیحدہ رہی پہل گئی اسوقت دہلی چھین ڈالو الفکار والدہ مرزا خٹ خان وزیر مر گیا اور امیرین
 کی آپس میں دھونے لگے تو مادیہ بھی نے ایسے وقت کو غنیمت جانا اور بڑا بہاری لشکر لیکر دہلی آ پہنچا اور بادشاہ کی
 کل سلطنت پر حاوی ہو گیا صرف ایک شخص غلام قادر خان سپہ سالار خان شیرہ نجیب الدولہ روہیلہ کی طرف
 اسکے دل میں کٹھک باقی تھا تین سال کے بعد مادیہ بھی سندھ تو دہلی سے ہٹ کر آگیا اور غلام قادر خان نے سید اکبر
 دیکھ کر دہلی میں اپنا قبضہ کر لیا اور کل بادشاہی خزانہ لوٹ کر غوث گدہ اپنے گھر بھیج دیا اور بادشاہ پر تسلط ہو کر
 بخیر کی لوک سے دونوں ملک میں بادشاہ کی نکال الدین بہ بات شکر مادیہ بھی فی الفور ہٹ کر اسے واپس آیا اسکے آنے کی
 خبر پا کر غلام قادر دہلی سے غوث گدہ کو بہا گارا سندھ میں گھوڑے گھر پرا در قید ہو کر سندھ کے سامنے پیش ہوا اور بہت

جہی حالت سے مقتول ہوا ۸ ستمبر ۱۸۵۷ء میں انگریزی فوج ماتحت جنرل ایک صاحب کے علیگڑھ سے کوچ کر دہلی میں آئی اسوقت مرہٹہ کاشکریہ ماتحتی لوی پورکین صاحب فرانسس کے دہلی سے سکھابائین کنارے جہاں کے سپہین ٹرائی ہوئی جسکے خیر مرہٹہ کی فوج بہاگ نکلی اور کل ساز سامان دولت جاہ سیکھہ زین خزانہ انکا انگریزوں کو ملا بادشاہی انگریزوں کی حمایت کے سایہ میں بغیر غلامی زندگانی کرنے لگا بعد ازاں اکتوبر ۱۸۵۷ء میں مہاراجہ جیونت لہو ہولکر نے ستر ہزار فوج اور ایکویسٹین ضرب توپ کے ساتھ آکر دہلی کا محاصرہ کیا دہلی میں انگریزی فوج اسوقت صرف دو پلٹن و چار کینی ہندوستانی دو درجہ پتیعاہدہ سواروں اور دو پلٹن پتیعاہدہ پیادوں اور ایک پلٹن ٹوڑہ دار بندو قون والوں کی موجود تھیں انہیں سے پتیعاہدہ فوج تو فوراً بہاگ گئی بہرہی کرنیل بن حسب مکان اسفقلہ ٹبری بہادری کے ساتھ شہر کے حصار کی مضبوطی کر کر رہا اور چھلکے چھلکے ہونے کا جواتے کی ترکی دیتا رہا اور جب انہوں نے پوریان یعنی زینے لگا کر فسیل پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو سخت ہل کر گر اؤنگو سپہی کیا اور اس جلدی میں جو تین سرنگین مرہٹوں نے لگائی تھیں وہ بھی اوڑا نا بہول گئے بعد میں روز کے جنرل ایک صاحب نے فوج کے دہلی آئے پھونچو اور محاصرہ اٹھا دیا شاہ عالم جب نوے سال کی عمر کا مر گیا تو۔

اکبر شاہ ثانی قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور ایک لاکھ روپہ شاہرہ سرکار کچھی پتار ہار دہ مرگیا تو انھوں نے بہادشاہ قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور تمام عمر بآرام و خوشدلی گذرانی مگر اخیر کے وقت اوسکی عمر کے ایسا قحط وقوع میں آیا کہ شہر میں مصدہ پروازوں نے یہ خبر مشہور کی کہ بندو قون کو پہلی ولایت سے تیار تو اس کی بیڑ جس میں ہو راور گاسے کی چربی لگی ہوئی ہے اور ایسے کار تو سوں کی تقسیم کرنے سے سرکار کا یہ مشاہدہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا مذہب جاننا ہے اور بگ عیسائی ہو جاوین اور اس بات کا چرچا تمام ہندوستانی فوج میں پہلا اور افسران انگریزی نے ہر چند لسات میں نہایت شین کین بلکہ یہ بھی تجویز ہو گئی کہ وہ ان کو تو کھو نہہ سے نہ کاٹیں تاہم سے کاٹ کرین مگر دلوں سے وہ شہ نہ گیا اور اول تاریخ ماہ مئی ۱۸۵۷ء کو مرہٹہ کی جہادنی کے تیسرے رسالے اور بیویوں اور گیارہویں پلٹن ہندوستانی نے شورش کر کے جہادنی جلا دئی فہر قتل کیے جلیانہ کو توڑ دیا اور عیسائیوں کے زن و مرد بچہ خور و کلان جو مل گئے فوج کے یہ کام انجام کر کر دیا مصد فوج دہلی میں آئی اور ایک شور و جھڑپا ہوا کل فوج ہندوستانی دہلی کی بھی اونسو مل گئی اور انگریزوں کو قتل کر کر بہادشاہ ظفر کو تخت پر بٹھا کر بادشاہ بنایا یہ خبر سنکر جاجا لکھنؤ اور فرخ آباد دہری وغیرہ میں بجاوٹا پہلی اور کل فوج اپنے افسروں کو قتل کر کے دہلی میں پہونچی ادھر سے حکام پنجاب نے فوج مقتول گورہ اور سکھوں وغیرہ کی جمع کر دہلی کا محاصرہ کیا اور سپہین لڑائیاں ہو کر دہلی فتح ہوئی اور مصدوں کی فوج متفرق ہو کر چلی گئی دہلی کے فتح کے بعد بادشاہ گرفتار ہو کر بہاگ کے لگا کے کئی طرف جلاوطن ہوا اور وہاں ہی بہت ٹبری

حاجتین جان بحق تسلیم ہو اس بادشاہ پر خاندان چغتائی بادشاہوں کا خاتمہ ہوا اللہ باقی والکل فانی

ذکر ریاست جھرودا درسی و بھاد رگڑہ ابتدا سے انجام تک

اگرچہ یہ ریاست دہلی کے صفدہ کے بعد نسبت و نابو و ہو گئی ہے مگر رئیس یہاں کا حاکم با اختیار صاحب غرت و قار تھا اس واسطے تہوڑا احوال اسکا ورج کتابت ہے کہ رئیس جھجھ کے افغانان پھرچ کہلاتے تھے اور پڑے اسکے ولایت افغانی میں تمام حراوق رہتے تھے محمد شاہ بادشاہ کے وقت سے پہلے اولیٰ صفطی خان پھرچ سندھ و سوات میں آیا اور سرکار نواب علی زیدی خان صاحب جنگ نام صوبہ پنجاب و عظیم آباد میں جا کر نوکر ہوا اور خدمات تمامان کر کے پڑی غرت حاصل کی نوابی کا خطاب پایا مگر آخر کو باغی ہو کر اپنے آقا کے ساتھ کئی ٹرائیان لڑا اور مارا گیا اسکے مارے جانے کے بعد مرتضیٰ خان بیٹا اسکا اپنی فوج لیکر ابو النصر و خان صفدہ جنگ صوبہ دار اوڈہ واکر آباد کی خدمت میں حاضر ہو کر ملازم ہوا اور مدت تک صفدہ جنگ دار اسکے بیٹے پٹیل خان الدردہ کے پاس لڑ کر رہا مگر جب نواب آصف الدولہ مشہور مرزا اپنی کا وقت آیا تو اس سے ناراض ہو کر چلا آیا اور پانچھار سو آدمی لیکر دہلی ہو گیا مخف خان وزیر سلطنت نے اسکو بادشاہ کے حضور میں لے جا کر نوکر کر لیا اور جاگیر دلائی جب دہلی مرگیا تو فارسی خان اسکا بھائی اور اسماعیل خان و نجابت علی خان و بہادر خان اسکے بیٹے بدستور رہے و مکر م رہے پھر جب تسلط دہلی و راجی مرہٹہ کا دہلی میں ہوا تو اسنو انکی قدرت و منزلت کو بحال رکھا انہیں سے غارتی ہو کر چھوڑا کہ انکی زمینیں اور باقی سب اپنی اپنی جاگیروں پر قابض و متصرف رہی پھر جب صاحبان انگریز دہلی پر قابض ہوئے تو نجابت علی خان نے حضور جنرل لیک صاحب حاضر ہو کر جان فشانیان کیں اور خدمتایا جان بچا لایا اسکے عوض میں جو جب بند محروم ہو جو دہلیں انکو برٹشمنٹ و چو پٹ وغیرہ برکات میان دوا بکجا گیا کہین بحال رہی اور بالعموم برکات و رتبات کے برکات جھرودا درسی و بہادر گڑہ وغیرہ عطا ہوئے پھر جہاد آجہ جوت رامی ہو کر نے دہلی پر حملہ کیا تو اس ٹرائی میں ہی فیض طلب خان ہندوی نجابت علی خان کا زخمی ہوا اس واسطے جنرل لیک صاحب نے پرگنہ پاٹو دی اسکے جاگیر میں عطا فرمایا پھر جو محالات میان و آب کسی ضرورت کے سبب سرکار میں لے گئی گئی تو اسکے بدلے محالات جھرودا رنول و کانٹی و بادلی قلعہ غیر بمنظوری گورنر جنرل دوام کے واسطے انکو دیا گیا اور یہ خاندان سرکار انگریز بہادر کا کالی خیر خواہ اور دوست منظور ہو کر لارڈ گورنر جنرل بہادر کی مہربانی انپر روز افزون ہوئی اور انکی حیثیت و غرت و آبرو و سلاطین علاقہات انکو ملے بدین تفصیل *

جاگیر شجاع علی خان	بنام اسماعیل خان فیض محمد خان
جہور	دادری سوا سے ہو دناثرہ و جہال
کانوڑہ منہ قلعہ	نارنول
جاگیر اسماعیل خان سادہ گندہ	جاگیر فیض محمد خان پانودہ

کاشی

اور یہ شرطیں بوقت عطاسے جاگیر قرار پائیں کہ بندہ دست محالات مذکورہ کا وہ خود کرینگے سرکار سے نہ دینے تاکہ
اور چار سو سوار عند الضرورت سرکار میں دیا کرینگے اور چھٹے سرکار انگریزی کی تساجت میں حاضر ہینگے سلطان اس کے
شجاعت علی خان ان بركات میں رئیس علی مقدر ہوا اور سب اس کے رشتہ دار اس کے ماتحت شمار ہوئے دس سترک
اسنے ریاست کی ہر شے اپنے ہاتھ میں لے لی پھر فیض محمد خان اسکا بیٹا مسند نشین ہوا اسنے نظام ریاست کا کمال
دانا لیا کہ ساتھ کیا آخر چالیس سال کی عمر میں اسکا بیٹا مسند پر بیٹا اس کے
نراج میں کھلیت شجاعتی بہت تھی مگر عمارت کا شوق تھا اسنے عہد میں یہ فوت ہوا اور عبدالرحمان خان بیٹا اسکا تاج
ہوا یہ رئیس بڑا سخی و عالی حمت مشہور تھا اسکے وقت میں مفدہ دہلی کا برہما پور احمد خیر رضی اسکی تختی کہ صاحب
انگریز سے اسکی مگر جاوے مگر اجتماع مفدان سے بھی نہایت غافل تھا اور پاستا تھا کہ کی طرح دو ذوق سے تھی کہ
انہیں ایام میں شرفکف صاحب جٹ مجبٹ دہلی سے ایک اور صاحب افسر بریٹ کے دہلی سے بہال کو بھجور میں
ہوئے نواب نے انکو بھجور میں ملائکہ کہنا مناسب نہ جانا اور بغرت تمام روانہ بہت کوٹھی جو جٹ اس کر دیا اور
کوٹھی کے داروغہ کو لکھا کہ ان دونو صاحبوں کو بحفاظت و آرام و دان رکھو جب دونو صاحب و دان پہونچ
گئے تو سچے سے چند شریروں نے ملکر ایک سوار بلا اطلاع نواب کے کوٹھی کے داروغہ کے پاس پہنچ کر حکم ہو گیا
کہ نواب صاحب کا حکم ہے کہ ان صاحبوں کو دان نہ رکھو ہر ایک کی مرضی ہو چلے جاوےں جب داروغہ نے دونو صاحبوں
سے حکم سنایا تو بھجوری دانا سے چلے گئے دفعہ یہ کہہ گئے کہ اگر سہاری زندگی اور انگریزی حکومت باقی رہی
تو نواب صاحب نتیجہ اسکا بھجوری پائینگے جب یہ خبر نواب کو پہونچی تو بہت ملول ہوئے اور ہر چند تلاش کر اسی گئی
کہ میرا غم و دونو صاحبوں کا بخلا بعد ازاں جو پے درپے تحریرات شاہ دہلی کے فوج کی طلبی کے واسطے پہونچے تو
نواب نے عبداللہ خان ابراہیم خان کو تین سو سوار دکر مفدہ و دان کی آمد کے لئے بھی دہلی کو روانہ کر دیا مگر
جب پہونچا انگریزی فوج گورنر کا کہنے لگی و شمالی کی نواب کے نام بدھضیوں پہونچی کہ فوج انگریزی کا کام نہ تھا
مفدان کے واسطے کراںل میں جمع ہوتا ہے آپ کو چاہئے کہ خود اپنی فوج لیکر و دان آوےں اس جٹی کے
پہونچنے سے نواب ارادہ مصمم ہو گیا کہ خود کراںل کو جاوے مگر جب فوج کے افسر و دان کو بلا کر صلاح لی تو وہ اس

سُت پائے گئے اسلئے نواب ہی خاموش رہے مانتے میں ایک خط مسٹر ولیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگاون کا طلب
دوسو سوار اور ایک بلٹن اور دو ضرب توپ سواتیوں کے دفع فساد کے واسطے نواب کے نام کا پہونچا اسکی تعمیل
کے واسطے حکم روانگی فوج کا نافذ ہوا مگر منور تعمیل نہیں ہوئی تھی کہ اسلئے وزیر نے عقد الیون شام سنگھ
کے فوج میں بلوا ہو گیا اور فوج نے خود سر ہو کر شام سنگھ کو پکڑ لیا دوسرے روز بمشکل تمام ایک سو سوار گورگاون
روانہ ہوا مگر وہ سوار فرخ نگر کے مقام پر جا کر بٹھیرے اور تین روز کے بعد سنا کہ مفد ون کی پوریش کے سبب
فورڈ صاحب گورگاون سے چلے گئے یہ بات سنتے ہی وہ سوار جو گورگاون چلے آئے اسی عرصہ میں چند مہینے
باغیوں کے پنجہ سے بہاگ کر دہلی سے جھرمین پہونچیں وہ بچاؤت تمام رتھوں میں سوار کر کر قلعہ کانوئہ میں
گئیں اور دہلی کے قریب تے تگ ٹان زمین پر ۱۰ اگست ۱۸۵۷ء کو امجد علی رسالہ امفند ان دہلی کے طرف
جھرمین پہونچا اور فرمان شاہی سہمی نواب اور فوج درباب طلب پانچ لاکھ روپیہ واداد فوج پر کرنا نواب
بظاہر اسکی خاطر کی اور وعدہ وعید کر کے خدمت کیا مگر وہ روز کے بعد پھر امجد علی روپیہ کی تقاضا کی
نواب کے پاس آیا اور نیز ایک شخص محمد عظیم شہزادی نے قبضہ باولی علاقہ جھرمین اگر تحصیل سعالہ کی شروع
کی بہتر یا کہ نواب غصہ میں آیا اور فوج کو حکم تیار کیا مگر وہ دونوں دن سے ٹل کر چلے گئے مگر تیسرے
کو لشکر انگریزی دہلی کے فیصل گر اگر شہر میں داخل ہوا اسوقت عبدالصمد خان جن علیخان نواب کے فوج انصر
دہلی میں ہوئے وہاں سے بہاگ کر جھرمین پہونچا اور فوج مفد ون کی شہر سے بہاگ کر جا بسا بہل گئی اسوقت حکام
کے طرف سے مفد ون کی گرفتاری کے پروانجات جاری ہوئے اور انہی منور کا خط نواب کے نام کا پہونچا نواب نے مفد ون کو
پہنچا کشش کی اور علیخان دہلی کے خسر کو معہ حکیم عبدالحق مختار ریاست بلب گدہ وغیرہ بہت سے باغیوں کو گرفتار
کر حکام انگریزی کی خدمت میں بھیج دیا عرض جو حکم کہ دہلی سے اتارنا اسکی تعمیل فی الفور ہوتی رہی جب دہلی کے
تسلط سے سرکار انگریزی کو فراغت ملے تو گرد و پیش کے قظام میں مصروف ہوئے وکریل ٹول لارنس جان
صاحب جنٹل منسٹر دہلی ولیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگاون وکیتان ہارس صاحب وغیرہ معہ ایک کمپنی گورہ
دشمن ہزار فوج ہمارا جھرمین و ایک ہزار فوج سرکاری کے دہلی سے کوچ کر کے ساتوں اکتوبر ۱۸۵۷ء کو قیام
پاؤڈی آئے جو کہ اکبر علی خان رئیس پاٹوڈی خد کے ایام میں باغی لوگوں نے بہت تنگ کیا تھا اسسبب
انکی طرف رخ نکلیا اسواسطے اسکی ریاست بجال ہی اور لشکر و آڑی کو تارام مفد کے طرف مامور ہوا مگر وہ
بہاگ گیا وہاں سے لشکر انگریزی بقیام پاٹوڈہ جو جھرمین کے علاقہ سے ملحق الحد و ہے پہونچا اسلئے رئیس
وہاں انتظام رسد اور انگریزوں کی ضیافت کا کرایا اور خود بھی ساٹھ سوار و کے ساتھ وہاں پہونچا مگر تارام
حاصل ہوئی اور حکم ملا کہ بالفعل غم وادری کلان کا ہے وہاں سے واپس کر بقیام جھرمین ملاقات ہوئی اسواسطے

نواب جھوٹ کوٹ گیا جب لشکر دادرسی میں پہونچا تو بہادر جنگ خان رئیس دادرسی سے بے ہمتیا رطامات
 ہوئی اسوقت کسید حکام و اخلاص سے نہوا لاجو سوار نواب جھوٹ کے نامورہ دہلی گرفتار ہو کر آئے وہ گولی سے قتل
 کرانے گئے وہاں سے لشکر بمقام جھوٹ اس علاقہ جہر پہونچا اور طلبی نواب کی بحضرت منہ اندر آدیسوان
 ہتھیار کے عمل میں آئی اسوقت عبدالصمد خان و ابراہیم خان شیران نواب نے یہ صلاح دی کہ اب ہم ہمارے
 اسات کی بہنیں ہیں تاکہ آپ بوجہ خیر ملاقات کے واسطے جائیں اور کچھ اسکا شرف نیک اٹھائیں کہو نیکو زمانہ گذر گیا
 جب آپ نے ہمارا کہا نہ مانا اور شیران بے تدبیر کے کہنے سے ہمارے نواب دہلی کے مدد کو بھیجا تھا اور اب طلبی
 آپ کی صرف گرفتاری کی نظر سے ہے کہو نہ کہ اگر واقع میں یہ امر نہ ہوتا تو اولاً انتقام ابو وہ آپ سے ملاقات ہوتی
 اور اسوقت انتظار صرف در فوج کے آنے کی تھی اب جو اور فوج آگئی ہے اب آپ کی طلبی ہوتی ہے دوسری
 جو ہمارے سوار بے گناہ مارے گئے انکی باب میں کچھ آپ سے دریافت کیا جاتا ہے سیری صرف آپ کی ملاقات
 کرنے کے واسطے دس ہزار فوج کے لانے کی کیا ضرورت تھی اب ہمارے نزدیک انگریزوں سے توقع نہ کی
 نہیں ہے مقتضائے عقل نیک اندیش یہ ہے کہ آپ خود سری اختیار کیجئے و قلعہ تریا پست کو ترک کر کے کسی
 سمت کو چلے گئے اگر کوئی ہمارے پلنے کا ارج ہو گا تو اس سے ہم ٹھیکے ناجاری کی موت سے مرنا مردگان
 کام نہیں ہے فقط نواب نے یہ تقریر کر اسکا کہنا نہ مانا اور تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ افسران فوج انگریزی
 کے پاس حاضر ہو گیا انہوں نے سرسری ملاقات کر کے نواب کو نظر بند کر لیا اور خط سٹرسٹاڈرین صاحب کشن و ملی کا
 جو نواب کے نام تھا اس کے حوالے کیا آسمین لکھا تھا کہ غدر کے وقت تم سے کچھ نہک حلالی و خیر خواہی وقوع نہیں
 آئی اس واسطے ریاست تمہاری ضبط ہوئی اور تحقیقات اس امر کی کہ آیا برعکس خیر خواہی کے کچھ بدخواہی ہی تم سے ہوئی
 یا نہیں جہاں کو رطامات دہلی کرینگے جب نواب یہ خط پڑھ چکا تو صاحبان فوج نے آپ سے کہا کہ آپ ہم کو ایک
 اپنا حکم بنام پرنسپل نوکر ونگ لکھ کر دیدیں کہ وہ کل خزانہ نواب سیکہ زمین سرکار انگریزی کے توفیق کے دین چاہئے نواب نے انہیں
 ایک روانہ کر دیا ان کے ہاتھ لکھا کہ نام لکھو یا اس فرسٹ عمل دخل سرکار انگریزی کا جو میں ہو گیا اور نواب قید ہو کر دہلی میں آیا
 اور وہیں سے زیادہ تحقیقات سمجھنے کی ہوئی یہی حکم کار بست جو رضا جان کو رٹ جرم نبادت اور بدخواہی کا نواب کے نسبت ثابت ہو کر
 پانچویں فریاد پڑا اور نواب کے بارہوں بیٹوں کو بھیجو ملا کر اس سے ملاقات کرائی اور یہ تین تاریم و تیسرا م کو نواب حکم لکھا
 کہ کل تم بروز شنبہ چار بجے دن کے وقت یہاں سی پاؤ گے اگر کوئی آئے ور کہتے ہو تو بیان کر دو نواب حکم لکھا موش ہو گیا
 اور کچھ نواب ندیا لکے روز غسل کیا اور بیاریات نو و خضہ جرات کو اسکو ملازمت چاندنی ہمارا کسی رکھی تھی ہنوا
 کہہ بہتر فرمایا جو حسب الامارت حکام کے اس کے پاس خرچ کے واسطے موجود تھیں چلنا نہ سیکے قیدیوں کو تقسیم
 دین اور کچھ دھت نسبت تربت اپنی اولاد کے انہیں ماندوں کو کرتا رہا آخر میں وقت موعودہ پہونچا اور

ایک صاحب جمعیت ضروری کے دہان آئے اور نواب کو کراچی میں سوار کر دہلی کی کوتوالی میں لے گئے اور ایک گہری دن ہے یہاں ہی پڑھا دیا جب مر گیا تو نعش کو اوڑھ کر ایک گھڑی میں بٹھکوا دیا اسی روز سے نواب کا خانگی اسباب کی ضبطی ہو گئی اور کل زیور و سباب زمانہ و مردانہ و عیال و اطفال کا بقدر ایک کروڑ روپہ کے ضبط ہو کر داخل سرکار ہوا بلکہ عورات کی معرفت جامہ ملاشی سکیات کی بھی عمل میں آئی۔ اس سے پہلے ۴۰ ماہ نو برہمنہ ایم کرشل و گل لارنس صاحب پولیس کل خٹ داوری میں گئے اور وہاں جا کر اس ریاست کو بھی ضبط کیا اور بہادر جنگ خان میں کو مع فتح جنگ خان بیٹے اسکے کے نظر بند کر کے دہلی کر وانا کیا اور با اسکے و استون کو بہادر گڑھ میں بھیجا اور کل ملک متعلقہ ریاست جھج سے پرگنہ نازول کا مہاراجہ صاحب پالہ و پرگنات کانٹی و باول راجہ ناہرہ و پرگنہ داوری راجہ چند کو انکی خیر خواہی و خدمت گزار کی ایام غدر کے سرکار عطا ہوا بہادر جنگ خان میں داوری و بہادر گڑھ کو بعد تقرری ایکڑار و پیہ ماہواری نقد زربش کے لاہور آئے تھے کے واسطے حکم نافذ ہوا اور ابراہیم علی خان نے جسکو نواب نے اپنے سواروں کا فہرہ ناکر شاہ دہلی کے کہ کو بھیجا تھا دہلی میں یہاں ہی پائی اور نواب کے عورات جنگ پالہ زینہ اولاد تھی جھج سے خارج ہو کر وہاں پہنچا اور باقی انڈون کے واسطے پانی پت میں رہنے کا حکم نافذ ہوا اور گڑھ مہاراجہ کا بقدر اسکی حقیقت کو متفق

تذکرہ ریاست فرخ نگر

یہ ریاست بلوچوں کی ریاست مشہور تھی باقی اس ریاست کا دلیل خان بلوچ تھا جس نے فرخ سیر بادشاہ کے عہد میں فوجدار خان خطاب پایا و شہر فرخ آباد اس نے فرخ سیر بادشاہ کے نام پر آباد کیا اور اپنے متعلق ہر قوم وغیرہ اس میں آباد کئے اور ایک سید عالمشان قیسر کی نام اس شہر کا تاریخی مطابق شہر الحری ہے جو بعد محمد شاہ بادشاہ کے آباد ہوا جو جابے اس شہر کے رکھا گیا تھا اور جو قلعہ فوجدار خان نے یہاں بنوایا اسکی تاریخ ہی قلعہ فوجدار خان کسی شاعر نے بر محل نکالی ہے اس ماہ سے پہلے شہر ہجری ظاہر ہوتا ہے جو خان نے اپنے عہد میں جنگل کاٹ کر بڑی آبادی کی اور گڑھ سے جب ہر گیا تو بعد اسکے کا نگار خان اور چوہدری جانشین ہوئے اس کے وقت میں بعد حکومت تین سال کے ریاست میں تشریف آگیا اور وہ اس ریاست کی مدخل ہو گیا اور فرخ نگر وغیرہ ملک ہریانہ میں عمارت پور کی راجہ سورج مل کی ہو گئی اسکے بعد اسکا بیٹا چاہن سنگھ پور میں سنگھ خلف سورج مل پور نول سنگھ سورج مل کا بیٹا پور رنجیت سنگھ سورج مل کا بیٹا قاضی اس کے وقت میں موسیٰ بلوچ ہر اپنی ریاست کی تشریف آوی کی مگر میں ہوا اور پوشیدہ پوشیدہ اپنے بہتم قوموں اور زمینداروں کے آویسوں کے ساتھ سازش کر لی اور اس کام پر ڈیرہ ہزار آدمی آمادہ ہو گیا مگر جمعیت قلیل فدا آئندہ وہ کار فرما کثیر و آموختہ کے رد و بر و کچھ حقیقت نہ کہتے تھے سوائے اسکے شمشیر و خنجر کے بغیر کوئی توپ یا ہتھیار و ہتھیار نہ تھی اس وقت کے

سرو صاحب کے جاگیرین دیئے ہوئے تھے اسکو واگزار رہے وہ مر گیا تو زیالسا بیگم اسکی زوجہ جو ذات کی کشمیرین اہل طوائف میں سے تھی اسکے جاگیر پر قابض ہوئی اور نظام ریاست کا اسنے بوجہ جن کیا مادیہ اور اسنے ہمہ کے وقت اسنے پر گناہت ججز وغیرہ چھوڑ دیا اور عوض اسکے سرومنہ دیو دیانہ و برنا و بہاسو و برتہ و کوتاہ وغیرہ پر گناہت بیان دو آپ نے لئے اور سرومنہ کو دارالریاست ہتھ کر لیا انگریزوں کے وقت ہی اسکی جاگیر بدستور بحال ہی جب مر گئی تو نعل علاقہ اسکا سرکار انگریزی میں ضبط ہو گیا اور ایک ہزار سیانہی و ستارہ مسلمان اسکا ملازم جو پنجب سیانی کر کے مشہور تھے پنجاب میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس آکر نوکر ہو گیا مہاراجہ نے یہی انکا نام چیمون کی بلٹن رکھا ہے

ذکر ریاست جارج طاس صاحب فہماز صاحب انگریز کا

جارج طاس صاحب انگریز بھی بہت علمداری مرٹھوں کے ایک رئیس خود مختار ضلع سرپانہ وغیرہ میں ہو گئے اسنے پہلے پہلے شخص انگریزی جہازوں کی ٹبری میں ایک فیل عہدہ پر نوکر تھا اسنے پھر ہجری میں افغانستان سے ہند میں آکر سندھ اس میں آج کے صاحب و صلہ طالب و شتم تھا ذیل نوکری جہاز کی چھوڑ کر پانی میں آیا چند سال مان سر کے و مان سے شہر لاہور میں سرومنہ میں آکر سرمد کی بیگم زیب النساء کا نوکر ہوا اور اچھی اچھی خدمتیں سجالا کر غرت و توقیر حاصل کی بیگم نے اپنی ایک کنیز کو اسکی شادی کر دی اور وہی افسر بنا یا دت نامی وہ غازی نگر ان قوم سکھ سے جو بیگم کے علاقہ میں لوٹ مار کرتے تھے لڑتا رہا اور بیگم کو اپنی خدمات نمایاں سے خوش رکھا سات برس کے بعد بسبب دراندازی بعض دراندازوں کے مزاج بیگم کا اس سے برگشتہ ہو گیا اسنے اسے بیگم کی نوکری چھوڑ دی اور دوسو سو درجہ آرمودہ کے ساتھ سرومنہ سے نکل کر انوپ شہر کے پاس جو اسوقت سرحد علاقہ انگریزی کی تھی آکر تین بیٹے کے متقیم رہا اس امید پر کہ شاید کوئی سندھوستانی رئیس اسکو بلا کر نوکر رکھے شہر لاہور میں ایک خط آنا کہ اندر آؤ مرٹھ کا اس مضمون سے اسکے پاس آیا کہ اگر تمہارا نام آج کی نوکری چھوڑ کر آؤ گے تو معقول پاؤ گے اور ایازہ اوکھا لڑکا اور لڑکیاں مرٹھ صاحب بشیر اور اول اول مادہ ہو چکی سندھ کا نوکر تھا اور مادہ ہو سندھ نے اسکو نوکر رکھ کر دو بیٹین خلی آرمودہ کا رطل کین و ر افسر بنا یا دت سے بہت خوش ہو کر ان میں قابضان کین تو مادہ ہو سندھ نے اسکو اضلاع گوالیار و گوالیار کا ناظم بنایا اور ان اضلاع کی نظم و نسق اسنے کچھ عرصہ تک اچھا کیا اسکا نام میں اسنے بلا اجازت اسنے آنا کہ بندہ کی کندہ پوچھ کر اگرچہ بہت کوششوں کے ساتھ فتحیاب ہوا اگر نہایت زیر بار و قرضدار ہو گیا اس بد نظمی سے مادہ ہو سندھ

اس سے ناراض ہو کر اسکو موزوں کر دیا ازبیک بہرہ دار ایک دم صاحبِ داعیہ و عالی دماغ تھا اسنے فتح
میں اگرچہ دوسری اختیار کی اور اپنی باز دستگی زور سے اضلاع میوات کو منقطع کرنا ہوا ہر ماہ تک پہنچا
انہما سے سکھ لوگ جو اس ملک کو لوٹ رہے تھے پنجاب کو لوٹ گئے اور ہریانہ کے بہت سے حصہ میں علی
ایکماٹھہ راو کی شہر جری میں قائم ہو گئی اس فرخ کے وقت وہ ماہوں سے نہ تو باغی اور نہ تابع رہا
تیار بعض بعض اضلاع میں خود مختار و مالک اور بعض میں راج گداروں کا تھا اسنے قلعہ کانوہ کو ایسا دیا کہ کو
بنایا فقط جب باہر جلا میں صاحب اس کے پاس پہنچا تو اسنے اسکو آدمی ہوشیار و لائق کا راجان شمار تصور کر کے
ریاست کا مختار بنایا اور افسری فوج کی اس کے حوالے کی بعد وفات ماہ ہونہ بہرہ کے جہہ دولت امین
برادر زادہ بادشاہ کا جانشین ہوا ایسا کہ تھکرا اوسہی صاحبِ اطلب اس کے بعد باہر جلا میں پہنچے دہلی گیا اور
شاہ عالم بادشاہ کے یہاں سے خلعتِ فاخرہ حاصل کی غرض کہی سال تک ملاسن صاحب نے یہاں بیٹا لگا کر
کی کشور کشیاں کیں اور مذمت لاتی سجایا آخر جب آیا کہ تھکے راو نے سبب بندت مرض و حصول پنجاب
کے جہاں میں بکرو و کشی کی تو ملاسن صاحب حکم خود مختار بن گیا اور دور دور تک علامتِ تخت فتح کرنا ہوا
راجہ ٹیلا وغیرہ سے سرشتہ دوستی کا قائم کیا جب آیا کہ تھکے راو مرنے کے بعد باون اور برادر زادہ
اسکا جانشین ہوا تو اسنے بعض فساد انگیزوں کے کہنے سے بہت جوڑی کر کے جو کہ چھوڑ وغیرہ اس کے چھانے لگا کر
کو جاگیر میں دئی ہوئی تھی ضبط کر کے اپنی ریاست کے شامل کر لیا وہ ہر چند ملاسن صاحب باہر جلا اس کے کہ وہ
نوکر اس خاندان کا تھا اطاعت قبول کی اور کچھ خراج بھی دینا کیا مگر باون راو نے نانا اور نوٹ بھاگ
جیل پہنچی آخر کار بھاگ دیکر آپس میں صلہ و صفائی ہو گئی اس کام سے فراغت پا کر اسنے مقام کراٹ
سکھون کے ساتھ ایسا جنگ کیا کہ سپہیں ایک ہزار سکھہ مار گیا شہر حصار و خانگی پہنچے جنکو سکھوں نے بالکل اجاڑ
دیا تھا از سر نو آباد کر کے دارالریاست بنایا قلعہ جارج گڈہ جنکو اب جہاز گڈہ کہتے ہیں تعمیر کیا اور کل
ہریانہ کا جو دہلی سے نوے میل شمال و مغرب میں ہے ملاسن صاحب کے تصرف میں آیا جبکی وسعت ہوا تو شمال
اٹنی گوس اس قدر شرفاء و غریبا بھی ہو گئی اور اسکی ریاست کی حد شمالی صاحب سنگا ٹیلا و الیکے راج اور گوشہ
شمال و مغرب ملک پٹلیان اور غرب میں بیکانیر کے راج اور جنوب میں جی پور کی راج اور گوشہ جنوب مشرق
میں برکنہ و ادھی اور مشرق میں اضلاع سہیلہ دہلی اور گوشہ شمال و مشرق میں روہتک پانی پت وغیرہ
کی حدود سے ملتی تھی اور خاص قصبہ مانسی کو اسنے ایسا دارالحکومت بنایا اور اگر خاص حد اس کے ریاست کی
بیان کیا وے تو بہرہ کے شمالی حد میں اس کے دریا کے گہرے اور جنوب میں قصبہ ہل اور شرق میں مہم اور غرب
میں ہارو تھی اور آٹھ سو موضع اس میں شامل تھے یہی انتظام قرار و اتقی کے ملاسن صاحب نے اس کے ایسی نام کا

جاری کیا اور تو میں قلعہ شکن میدان کی لڑائی کی ڈھلوان میں شکر آراستہ کیا شان و شوکت شامانہ جامی یہاں تک
اُن کے پاس سپاس ضرب تو سپہ اور آٹھ ہینٹن ہزار ہزار آدمی کی اور ایک ہزار سو اور سارے تین ہزار پانچ
فوج جمع ہو گئی اور جابج گڈ اپنے بنائے ہوئے قلعہ میں جو چھو سے چار کوس پر ہے سامان جنگ و ذخیرہ جمع کیا
چند سال کے بعد اتفاق بننے طامس صاحب کا میواڑ کی ملک کی طرف ہوا چھوٹے اسکے ضابطہ خان ناظم جو نے نیز یاد
کی کہ علاقہ رڈاری عہداری دولت ام سندھ سے کہاں کی بھری ہوئی گاڑیاں تشریف لائے اور ویکٹاریت کے لٹ
کین گاڑی والوں نے ہتھانہ بکھا حضور بیرون صاحب پیدل لار فوج دولت ام سندھ کے گیا اور بیرون صاحب
کی حکم سے مشر لوٹس صاحب فرانسیس معہ چار ہینٹن و تو پانچاڑ اسٹے تدارک ضابطہ خان کے مامور ہوئے اسے پھر
اگر تو میں لگا دوں اور بندہ میں ورتک برابر لڑائی ہوتی رہی آخر ضابطہ خان ہمدرد اور لشکر مرشد کا مضبوط ہوا
اور لوٹس صاحب نے چند دوکانداروں اور ساموکاروں کو بکڑ کر لے گیا جب طامس صاحب ہوا سے واپس آیا
تو اسے شہر چھوڑے شہر ہزار روپیہ معاوضہ ان گاڑیوں کا چندہ کر کے بیرون صاحب کے پاس پہنچا قیدی
اپنے سنگانے اگرچہ گاڑیوں کے عوض میں تو شہر ہزار روپیہ بیرون صاحب کے وصول کر لیا مگر دل میں
جارج طامس کے نوکروں کی شوخی سے سخت تیرج و تاب کہانی اور کل یہ حال دولت اسے سندھ کی ہمت
میں جو اسوقت وہ مقام دکھن تھا لکھن پوجا و مان سے ایک خطنام طامس صاحب طرح جاری ہو کر چونکہ
اسوقت فیما بین ہماری و ہمارا اجڑ جوت اسے ہو گا والی اندور کی لڑائی ہو رہی ہے تنکو چاہئے کہ
اپنے آپ کو ہماری سلطنت کا ایک ملازم و جاگیردار تصور کر کر ہاتھ بیرون صاحب پیدل لار کے محار
ہو کر میں مصروف ہو کر بیرون صاحب کی اسپین جہان میں بیرون صاحب کا کیا کہ فی طرح طامس صاحب
کو اپنے پاس بلا کر قید کر لوں مگر طامس صاحب نے اپنی فوج کے ساتھ جا کر ملاقات کی اور بیرون صاحب طامس
کے گرفتار کرنے کا موقع ملا اور کہا کہ ہمارا بندہ یہ کا حکم ہے کہ تم علاقہ چھوڑے بالکل رستہ دو اور ہو کر ہمارا
سندھ کی ملازمتوں کے حوالے کر دو اس کے عوض میں تم کو سپاس ہزار روپیہ ہماری ملا کر گیا چونکہ یہ بات بیرون
صاحب کی طامس صاحب نے سنی تو اسی روز سے پہلے مجاورد و متاثر شروع ہوا اور مدت تک طامس صاحب
رستہ لڑا یہاں سندھ کے فوج سے لڑا تا آخر جب بیرون صاحب اور میں صاحب کی فوج کو مدد پہنچ گئی اور
طامس صاحب کے فوج کے قہر سے اسے گئے اور اس کا ران سندھ نے طامس صاحب کے سپاہیوں اور سپہ
کے دستوں کو جو اس کے علاقہ میں رہتے تھے قید کر لیا تو فوج طامس صاحب کی ہڈیل ہو گئی اور اپنی جان بچا کر
جسپام گل سے اپنے لاپرواہ ہو کر طامس صاحب کے ریاست سے دل اٹھایا اور انگریزی عہداری میں جا کر باقی عمر
درغایا کی طرح بسر کی

تذکرہ ریاست لوہارو

یہ ریاست ایک مسلمان نواب کی ہے اسکی شمال کو ضلع ہریانہ شرق میں ہجڑہ جنوب مغرب میں شیخاؤلی وغیرہ
 یکایک و ہریانہ ہے سطح اس ریاست کا دو سو میل مربع اور آبادی تخمیناً اٹھارہ ہزار آدمی کے ہے جب لارڈ
 ایک صاحب نے مرہٹوں کو دہلی سے نکالا تو لوہارو و سمر علاقہ متعلق کے ریاست الودین منتقل ہو گیا اور راجہ الودین
 یہ علاقہ نواب احمد بخش خان اپنے نائب کو بخش دیا بلکہ سرکار انگریزی نے بعض افسانوں کے خدمات کے علاوہ فوج
 کا جو جنوب کے طرف دہلی کے ہے اپنی طرف سے نواب احمد بخش خان کو عطا کیا جب نواب احمد بخش خان مر گیا تو
 شمس الدین خان اسکا بیٹا جانشین اپنے باپ کا ہوا اسوقت امین الدین خان فیض الدین خان حقیقی بہائی شمس الدین خان
 کے بموجب جیت اپنے باپ کے دعویدار احمد ریاست کے ہوئے اور قہر روبرو سے فریڈر صاحب سبٹ و
 کے پیش ہو صاحب مدد و حق نے بعد تحقیقات کو سبٹ مین رپوٹ کی کہ ان تینوں بہائیوں میں نواب کی وصیت
 کے بموجب حصص ہو جانے مناسب ہیں اسوقت نواب شمس الدین خان صاحب سبٹ کا دشمن ہو گیا اور اپنے
 نوکرانوں کے ماتھے سے اکتوبر ۱۸۵۳ء میں صاحب سبٹ کو قتل کر دیا پس وہ قہر راجہ ایک برس تک تحقیقات
 ہوتا رہا آخر جریم قتل بدست نواب شمس الدین خان کے ثابت ہو کر اسکو بہانسی دی گئی اور ریاست نہ رز پور
 کی ضبط ہو کر ضلع گورگاون میں شامل ہوئی اور خاص لوہارو و سمر علاقہ متعلق امین الدین و فیض الدین کے ماتھے
 ہوا اور مدت العمر نواب امین الدین خان اس ریاست پر قابض و متصرف رہا اس کے مرنے کے بعد نواب میرزا علاؤ الدین
 احمد خان ہمار جانشین اپنے باپ کا ہوا اس نے جانشینی کے وقت فیض الدین خان نے دعویٰ حصول ریاست کا کیا مگر
 کامیاب نہ ہوا اور چند سال بعد گایا اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن اس ریاست اسکو ملتی ہے نواب علاؤ الدین احمد خان
 رئیس حال برسے لائق و عالم و فاضل و بشارت کار گداز نیک نام خیر خواہ سرکار انگریز کے ہیں نظام اسکا ریاست میں
 بہت اچھا ہے پانچ فرزند اس رئیس کے میرزا امیر الدین و نصیر الدین و عزیز الدین و بشیر الدین و نصیر الدین موجود
 ہیں اور میرزا حسین علی خان ہمار رئیس حال کے بہائی بی بی کے لائق آدمی ہیں ہندو دہلی میں یہ ریاست
 وفادار ثابت ہوئی اس سبب سبکداری و برقرار رہی ۔

تذکرہ ریاست دوجا

قسمت حصار میں یہ بھی ایک مشہور ریاست ہے اسکا علاقہ دوجا ہے یہ ریاست لارڈ کراکس کے حکم سے بعض
 ان خدمات کے جو نواب عبدالصمد خان سے مرہٹوں کی لڑائی میں تلواریں آئی تھیں نواب مدد و حق کو عطا ہوئی
 اور سو اود دوجا کے ایک علاقہ ہو جو خراج ہی شامل اس ریاست کے ہو گیا اب یہ ریاست نواب علی محمد خان
 کے پوتے محمد حسن علی خان کو دلا گیا اس نے ہندو دہلی میں یہ رئیس بھی خیر خواہ و وفادار نکلا اسلئے یہ ریاست اسکی

قائم رہی محمد سعادت علی خان ولیعہد و محمد شہیر خان و محمد شہیر خان بہائی و محمد عبداللہ خان برادر چچہ زاد اس رئیس کے ماتحت کام کرتے ہیں کل سطح امین ریاست کا اکثر میل مربع ہے اور آبادی چھ ہزار آدمی سے زیادہ ہے پچاس سو اور ڈیڑھ سو یا وہ اس رئیس کے پاس نوکر ہے *

دگر ریاست پاٹو دی

یہ ریاست بھی بری ریاست جھو کی ایک شاخ ہے پہلے یہ ریاست لارڈ لیکٹنٹ بہادر نے سجدہ و حسن خدمات مہم مشن کے نواب فیض محمد خان بہنو سے نواب بنجابت علی خان رئیس جھو کو از رو سے منحور ۲۴- اکتوبر ۱۹۰۸ء مطابق ۱۹- ماہ رجب ۱۳۲۷ء عطا کیا یہ ریاست چالیس میل سمیت جنوب مغرب ملی کی اُس سرکر پر واقع ہے جو دہلی سے نارنول کو جاتی ہے صفحہ دہلی کے بعد باجوہ دیکر ریاست جھو کی ضبط ہو کر رئیس واکھا پہانسی یا گیا گریہ ریاست بسبب خیر خواہی و وفاداری کے اکر علی خان رئیس کو واکھا از رہی فی الحال فرمان این ریاست کے نواب محمد مختار حسین رئیس ہیں اور آمدنی کل این ریاست کی قریب پچاس ہزار روپیہ سالانہ کے ہے یہ ریاست قیمت دہلی کے متعلق ہے اور محمد اصغر علی خان سربراہ کار و امداد علی خان رشتہ دار نواب صاحب کے زور بازو اس ریاست کے دشمنان و محاربات ریاست ہیں *

دگر ریاست داوری

یہ ریاست جھو کے ریاست کی ایک شاخ تھی اور جب جھو کا علاقہ لارڈ لیکٹنٹ نے نواب بنجابت علی خان کو عطا کیا تو علاقہ داوری و بہادر گڑھ نواب محمد اسماعیل خان بنجابت علی خان کے بہائی کو ملا کر اسماعیل خان غفری فوت ہو گیا اور نواب بہادر جنگ خان اسکا بیٹا خور و سال رہ گیا سو اسے نواب بنجابت علی خان نے انتظام اس ریاست کا اپنے ذمہ پر لے لیا اور داوری میں چھاؤنی اپنی فوج کی مقرر کی جب بنجابت علی خان مر گیا تو نواب فیض محمد خان کے وقت میں بھی چند سال داوری میں چھاؤنی رہی جب بہادر جنگ خان بالغ ہوا تو اسے داوری میں اپنا عمل دخل کر لیا سو اسے نواب فیض محمد خان نے مطالبہ زلفضان عہد سرپرستی بخیر و صاحب پینٹ دہلی کے پیش کیا پھر بیان کہ اوقت سرپرستی و نا بالائی بہادر جنگ خان کے آمدنی علاقہ کی کم اور خرچ زیادہ تھا صاحب مدد و حق نے کل انتظام قرضہ بہادر جنگ خان کا کر کے کل دیہات پر گنہ داوری سے نواب فیض محمد خان کو دیدی اور باقی علاقہ بھی ایک لاکھ اٹھارہ ہزار ایک سو دس روپیہ سات آنہ و پائی حق بہادر جنگ خان بحال رکھا اور چونکہ واکھا تہہ بابت خسارہ جاگیر ایمان بالائی بہادر جنگ خان کے ذمہ پر تھی اور اسی ہزار روپیہ ایک مہاجن ہر نر این نام کے اسکے ذمہ پر واجب الی تھی سو اسے پر گنہ داوری و بہادر گڑھ کا بطور ہیکہ کیا رہ برس کے بحکم صاحب پنجاب دہلی کے حوالہ نواب فیض محمد خان کے ہو گیا اور آمدنی جاگیر میں سے پندرہ سو روپیہ ماہوار دی بہادر جنگ خان کو بطور حق

دینا قرار پایا مگر عبداللہ پہلے حکم محکمہ گورنری سے منسوخ ہو گیا اور کل علاقہ حوالہ بہادر جنگ کے ہوا اور اپنی خوشی ہو
 اسے بعض تین لاکھ پچتر ہزار روپیہ کے پرگنہ داری کا نواب فیض محمد خان کے پاس مچا دوس سال کے رہن
 رکھ دیا اس شرط پر کہ وہ پچاس ہزار روپیہ سال نواب بہادر جنگ کو اور کل تنخواہ سواروں کے جو سرکار میں
 دی جاتی ہیں دیا کرے بس پرگنہ داری کا رہن ہو کر بہادر گڑھ کا پرگنہ قبضہ و دخل بہادر جنگ کے راج
 میچا دوس سال رہن کے گزر گئے تو زور رہن میں سے صرف ایک لاکھ روپیہ دیا ہوا اسوا اسے داری کا علاقہ
 پھر دس برس کے میچا دوس سال کے دو لاکھ پچتر ہزار روپیہ کے نواب فیض علی فیض محمد خان کے بیٹے کے پاس
 رہن ہوا اور دس سال تک وہ پچاس ہزار سالانہ خرچ کا دنیا ہی توقف ہوا اور یہی شرط ہوئی کہ بعد اقبضا
 میچا جب اس ناکارہ رہن کرے تو ایک لاکھ روپیہ نکشت رہن کو روپیہ مگر یہ شرط نواب بہادر جنگ ان
 کے وقت منسوخ ہو کر پچاس ہزار روپیہ کا دنیا وقت نکست رہن کے قرار پایا اور بہادر جنگ خان سے یہاں دستے
 پچاس ہزار روپیہ نکشت دیکر علاقہ اپنا رہن سے و اگر اکر الیا اور باقی ماندہ روپیہ باقی طاعتیں ہزار روپیہ
 کے اکر دیا جب بعد فرو ہوئے معتمد دہلی کے فہر ان دہلی مختلف امور و فی کے واسطے تشریف لے گئے تو
 داری کے رئیس کی ہجرت کے رئیس سے پہلی ملاقات ہوئی مگر کچھ مواخذہ ہوا بعد از ان یہ رئیس ہجرت کا بخود
 دہلی پہنچا تو مہ ماہ نومبر ۱۸۵۷ء کو ڈاک لارنس صاحب پولیشکل اسٹیشن داری میں گئے اور مجرم سارنہندہ
 کے ریاست کو ضبط کر کے نواب بہادر جنگ خان و فتح جنگ خان اس کے بیٹے کو نظر بند کر کے دہلی پہنچا اور یہی گایا
 داری کے رہنے والے کو کہ جسے ہر زمانہ عدم سیاستی سرکاری ڈاک نشی کو مارڈالاتھا اسی خاص موقع پر ہستی
 دیا اور حکم دیا کہ لاش اسکی پدرہ روز تک برابر پہانسی کے اور لٹکی رہے پھر جب تحقیقات مقدمہ ریاست ہجرت
 کی ہو کر نواب عبدالرحمان خان پہانسی مل چکا تو نواب بہادر جنگ خان کی نسبت حکم حلا وطنی کا صادر ہوا اور بعد
 منقر ہوئے ایک ہزار روپیہ ماہواری گزارہ کے لاہور پہنچا گیا اور لاہور میں چند سال قیام کر کے فوت ہوا
 بیٹا اسکا فتح جنگ خان لاہور میں تھا ہے اور دوسروں روپیہ ماہواری نشین اسکو سرکار سے ملتی ہے

ذکر ریاست مالیر کوٹکہ

سنگرم باہر کے ملک میں یہ ریاست ہی اکیٹھی ہے مشہور ریاست ہے مورثا علی بہان کے رئیس کا شیخ صدر الدین
 زندہ پیر قوم سردانی افغان تہاں کے ساتھ نواب سکند علی خان رئیس حال کا شجرہ انساب پنجاب سامی وریانی
 اس طرح برتتا ہے کہ نواب سکند علی خان خلیفہ نواب محبوب علی خان بن امیر خان بن وزیر خان بن بہمن خان
 بن جمال خان بن شیر محمد خان بن خیر و خان بن بازید خان بن شیخ صدر الدین بن شیخ احمد زندہ پیر اور یہ
 شیخ احمد بھی سردانی بزرگ اپنے سے سری پال کے شاخ میں شیر موہن شہت تہا اور پانچم ٹیون میں

بڑا شیخ احمد کا شیخ صدر الدین المعروف بصدربجہان جو اپنے وقت میں ولی کامل اور پورے دیش خدائے سیدہ
 تھا اپنے اصلی وطن درابھن سے بقیہ سیر بندوستان کو آیا اور اسمتھام پرچہان پر قبضہ مالیک کو لیا ناما دست ہو چکا
 شیخ دریا کے ایک شاخ پر جسکے نشان اب بھی معلوم ہوتے ہیں مقیم ہو کر عبادت الہی شروع کی اسوقت مالیک کی آنکھ
 کا نام و نشان بھی نہ تھا صرف ایک چوٹا سا موضع جو ہم نام آنا دھنا شیخ کی عبادت خانہ کے قریب ایک عورت
 مالی نام سلمان سہتی تھی پہلے پہل وہی ضیفہ حضرت کی مرید ہوئی پھر سلطان بہلول لودھی بادشاہ نے اپنی
 وخت کی شادی صدر بھان سے کر دی تو حضرت کی بہت شہوری ہو گئی اور جو جو لوگ حضرت کی خدمت پر
 حاضر ہونے لگے اسوقت حضرت اس قبضہ کے آبادی کی بنا ڈالی اور نام اسکا اسی عورت مالی کے نام پر مالیر
 رکھا بعد آبادی اس قبضہ کے مسئلہ چربی میں شیخ صدر بھان کی وفات ہوئی اور اسی قبضہ میں دفن ہوئے
 فضل ایزد۔ اور عارف احمق انگلی تاریخ وفات نکلی اونکے دو منکوحہ ایک تاجپوت اور دوسری شہزادی
 تھی شہزادی کے بطنی اولاد اب تک ہزار مبارک کے مجاور ہیں اور دوسری عورت کے نکلی اولاد میں
 دس در و نواب چلے گئے ہیں صدر بھان کی پانچویں باچھی بشت کے بعد بادیہ خان رئیس ہوا اسنے مالیر
 کے پاس دسرا قبضہ کو ٹکڑے شہر بنا دیا و غمارات پختہ و خندق کے آباد کیا اور اپنی ریاست کی وسیع کرنے میں
 بہت نباشت کو شش کی اسکے بعد فیروز خان پیر شیر محمد خان جانشین ہوا پیر شیر محمد خان ہمراہ فوج ناظم سرحد کے
 کو روگو بند سنگہ کے ساتھ خوب لڑتا رہا اسنے اپنی ریاست میں موضع شیر پور آباد کیا کہ اب وہ موضع ریاست میں
 بتا ہے اسکے بعد غلام حسین حاکم ہوا جب ہر گیارہ سال خان شیشیر محمد خان کا گھسی نشین ہوا یہ بھی سکھوں
 لڑ کر تمام سرحد شہید ہوا اسکے بعد بہکن خان حاکم بنا احمد شاہ درانی والی کابل کی نظر اسکے خدمات نمایان
 اور تم قومی کے اسپرٹری مہربانی تھی اسنے اس ریاست کو وسیع بلکہ انکو سکھوں کو مضروب کیا آخر بہکن خان کے آنکھ
 رئیس ٹٹالہ سے لڑ کر شہادت پائی اسکے بعد بہاد خان اسکا چوٹا بھائی منیر پٹیا اسنے بھی سکھوں کے ساتھ
 لڑ کر جام شہادت نوش کیا اسکے وقت ٹٹالہ کے رئیس نے غالب کر اسکا بہت ماعلاقہ اپنی ریاست کے شاہ
 کر لیا اسکے بعد عمر خان اسد اللہ خان عطا اللہ خان اسکے چوتھے بھائی ایک دوسرے کے بعد مندر نشین ہوئے
 رہے عطا اللہ خان کے عہد میں رنجیت سنگہ والی لاہور شکر لیکر مالیر کو ٹکڑے پر چڑھ آیا اور ڈوڈیرہ لاکھ روپیہ
 نذرانہ مقرر فرمایا اسوقت کچھ تو بہان کے رئیس نے نقد واکیا اور باقی کے واسطے رئیس ٹٹالہ اور منیر پٹیا
 مناسن دیا منوں نے بعض ضمانت اپنی کے فوراً اپنے تہا سجات سلک میں پہلا دئے مگر انہوں نے باقی
 شیخ بار کے رئیسوں کی خوش نصیبی سے اس طرف کے کل ریاستیں زیر حکومت صاحبان انگریز کے آگے نہ اٹھ سکے
 کماصل و دخل بالکل اٹھ گیا اور جنرل اوکس لونی صاحب بذات خود کو ملی میں آکر سکھوں کے تہا سجات میں بیٹھا

کے علاقہ سے اٹھا دئے اور رئیس مالیر کو ملکہ کا دوبارہ عمل و دخل کھینچا گیا عطا اللہ خان کے مرثیہ کے بعد وزیر خان علی
 بیگ خان کا حاکم مقرر ہوا وہ فوت ہوا تو امیر خان اسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور عطا اللہ خان کی اولاد اپنے جاگیر پر قابض
 امیر خان سے پہلے رئیس مالیر کو ملکہ کے خالص صاحب کہلاتے تھے اسکو گورنمنٹ کے یہاں سے نوابی کا خطاب عطا ہوا
 ریاست ویدارج نے ترقی پائی امیر خان نے ۱۲۳۵ھ ہجری میں وفات پائی بجائے اسکے نواب محبوب علیخان
 سند نشین ہوا ۱۲۳۵ھ ہجری میں نواب محبوب علی خان نے یہی دنیا سے ناپائدار کو چھوڑا اور نواب سید علیخان
 محبوب علیخان کا بیٹا ریاست کا مالک بنا اسکے مرنے کے بعد نواب محمد ابراہیم علی خان سند نشین ہوا جو
 نے الحال موجود ہے خدا سلامت رکھے چراغ اہل دل نواب محبوب علی خان کی تاریخ وفات بتکل آمدنی
 اس ریاست کی ڈھائی لاکھ روپیہ سالانہ ہے جس میں سے ایک لاکھ روپیہ تو ذات خاص رئیس کے لئے ہے اور
 ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور سب حق داروں و حصہ داروں و جاگیر داروں و پنشن داروں کو تقسیم ہوتا ہے اور کل
 اس ریاست کا انیسو چالیس میل مربع ہے اور آبادی اکیس ہزار آدمی سے زیادہ ہے اور خاص تمام ریاست اس
 شکر پر چڑھیا ہے فیروز پور کو جاتی ہے پتالیں میل بہت شمال مغرب پٹیاہ سے واقع ہے جاگیر دار و امراء
 اس ریاست کے غایت علی خان وغیرہ برادران چچہ زاد و محمد رستم خان و غلام محمد خان رشتہ داران و شیخ کریم
 وزیر ہے اور میرمنشی کا عہدہ ایک شخص فتم جنگ خان کو ملا ہوا ہے اور برکت علی خان تحصیلدار کی کام دیتا ہے
 اور منشی نصیر اللہ سپران دلا دغا خان کی سربراہ کاری کے عہدہ پر ہوتا ہے اس میں نے سفندہ دہلی میں سرکار
 انگریزی کے ساتھ بڑی وفاداری کی اور خدمات نمایاں کجایا اسلئے مور و محتسب آفرین ہوا ۱۱
 ریاست پٹیاہ تسلیم کے پاور یا مقنون میں یہ ریاست ایک بڑی اور مشہور ریاست ہے یہاں کے رئیس کو خطاب مہاراجا
 کا گورنمنٹ سے عطا ہو چکا ہے جو فی زمانہ ان سکھوں کے ریاستوں میں سے اسکے ثانی کوئی ریاست نہیں ہے دولت جاہ و جہت
 و انتظام و عزت تو قیر میں ہی پنجاب میں اس رئیس کا کوئی ثانی نہیں ہے یہ ریاست ایک شاخ
 سکھان میں ہو لکھنوں کے ہے جبکہ حال سکھوں کے بارہ ہندون میں ہی آدیکھا مگر ہتمام پر ہی مختصر حال اس
 نادان کا تحریر ہوتا ہے کہ انکو بزرگ یعنی مور پٹیاہ کا نام پھول گوت براہمن قوم جاٹ سندھو تھا اسنے خفا میں
 کے ضعف کے وقت مینداری بہت پیدا کی اور اپنے نام پر وضع پھول آباد کیا اسکے چہ بیٹے تھے ایک تو کا
 دوسرا راماں تیسرا گتھو چوتھا چندو پانچواں جتو چھٹا سخت مل راماں کی اولاد میں سے ہے یہاں پر
 ایک آلا سنگ دوسرا دونا سنگ تیسرا سخت مل چوتھا سوہا سنگ پانچواں لد سنگ آلا سنگ نے اس ریاست کی بنیاد
 اور بہت سال تک اسے بڑو شمشیر منی ریاست میں داخل کر لیا اور بیگ خان مالیر کو ملکہ سے بھی گئی تھی
 صف آراء کو بہت علاقہ اسکا بھی دیا گیا پہلے اسنے موضع برنالہ آباد کیا پھر پٹیاہ کے آبادی کی بنیاد رکھی

اسکا قتلہ کر کے شہر کو آباد کیا اس شہر کا نام اول پٹی آلا یعنی آلا سنگھ کا حصہ تھا پھر کثرتِ استعمال سے پٹیا کہ شہر ہو گیا
 اس کے بعد ایک جاہلی میں جب احمد شاہ بادشاہ درانی یہاں آیا تو اس نے اول پر نالہ کے قلعہ کو لوٹا پھر پٹیا کی سمت کر
 متوجہ ہوا تو آلا سنگھ نے اطاعت قبول کی اور بادشاہ کے وزیر کے موفقت چار لاکھ روپیہ بادشاہ کو دیکر خطاب
 راجگی اور گدی ریاست کی حاصل کی جب احمد شاہ ملا گیا تو آلا سنگھ نے اور سکھوں کی اتفاق سے سرسند پر پور
 کر کے زیرِ نجان ناظم سرسند کو قتل اور شہر کو غارت کر کے او جاڑ دیا وہاں سے سکھوں کی دولت حاصل ہوئی اور کل
 سرزمین متعلقہ شہر سرسند پر قبضہ کیا ہو گیا اس وقت شہر پٹیا نے بڑی رونق پائی کہ بہت سے رعایا سرسند کے
 دہان سے آکر اس میں آئے آلا سنگھ کے مرنے کے بعد سردول سنگھ اور سردول سنگھ بعد اس کے سرسند نشین ہو
 اس کے وقت میں ایک تہہ اس کے بھائی مہی سہی بہت ننگے اس پر غلبہ پا کر اس کو ریاست سے بید کر دیا تو ان کی قوم پر تاقیہ پڑ گیا
 جیت ننگہ کر گیا تو اس کا لگا مقبوضہ بھی مہی سہی کے شمال ہو گیا اور سرسند ننگہ نے قلعہ بند فوج کر اکر اپنی ملک میں لایا اس کے مرنے کو
 اس کی بیٹی صاحب ننگہ نے ریاست بھائی اس کے عہد میں پے در پے چلی چھینک والی لاہور کے سیت پٹیا اور جیند غیر پر چڑھ کر
 وہ ان سے پے در پے نذر اے وصول کرنے لگا اس کا ارادہ تھا کہ پنجاب کے اور ریاستوں کی طرح تلج پار کے
 ریاستوں کو بھی خیریتا و نابو دکر دیوے ہو اس کے سب بیٹوں نے ملکر درخواست محفوظ رہنے اپنے کے محفوظ
 ایجنٹ دہلی کے گزرائی اور بعد منظور کی کے مٹھر کلف صاحب غیر انگریزی سخت ننگہ کے پاس لاہور میں آیا او
 خبر ل و کٹر لونی صاحب ایک بہاری فوج انگریزی لیکر لو دھیانہ میں داخل ہوا اور جہاں فی مقرر کی بعد سوال
 جواب کے دونوں سرکاروں میں دریلے تلج حد مقرر ہوئی اور یہ کل ریاستیں سخت ننگہ کے پنجہ سے محفوظ
 انگریزی حفاظت میں بنی لگین اس وقت یہ ملک محفوظ باگیر واروں اور ریاستوں کے قبضہ میں تھا گو رنٹ
 انگریزی کی مداخلت اس میں کچھ نہ تھی صرف ایک صاحب پولشکل کھٹ زیر حکم رنڈنٹ دہلی لو دھیانہ کے
 مقام میں بٹا تھا جب کوئی تنازع ان ریاستوں میں بابت سرحد وغیرہ برپا ہوتا تھا تو وہ قصہ کر دیتا تھا رفتہ رفتہ
 دخل سرکاری اس ملک میں بڑھتا ہوا گیا اس طرح کہ جو باگیر دار لاو لہ مر جاتا اور اس کا ملک سرکار انگریزی ضبط کر لیتی
 صاحب ننگہ کے مرنے کے بعد کم ننگہ لاکٹ ریاست کا بیٹا وہ سنٹ لیکر جاہلی میں رہ گیا اور راجہ نرند سنگھ نے راج
 پایا اس کے وفات کے بعد اب ہمارا راجہ ہند سنگھ اسکا بیٹا لاکٹ ارج صاحب تخت و تاج ہے یہ ہمارا راجہ ہے وہاں
 اپنے باپ کے خور و سال بگاتا مگر مذہب واری اس کا زبان نکال کے نظام ریاست بخوبی نہا رکھتا علاقہ اس
 ریاست کا پہلے سے زیادہ بڑھ گیا ہے کیونکہ کچھ علاقہ قحط تو یہاں کے رئیس نے خود خرید کر لئے ہیں اور اگر
 بعد نکالے جانے فوج گورگہ کے کوستان تسلیم کیا ریاست کیون تھل و گہاٹ اس ریاست کے ماتحتی سے نکالی
 گئی تھی مگر جب یہ رئیس بوقت سنگامہ آرائی فوج سکھی لاہور کے وفادار و خیر خواہ سرکار انگریزی کا سکھ تو

اور بھی علاقہ اسکو سرکار سے عطا ہوا اور کل رقبہ اس ریاست کا چار ہزار چوبیس سو پالیس میل مربع ہو گیا اور آبادی بھی تیرہ لاکھ دس ہزار نو سو ساٹھ آدمی کے شمار میں آگئے اب سو وقت سے بھی زیادہ ترقی ہو گئی کیونکہ اس زمین نے بوقت مسعود دہلی سرکار میں ضحیات نمایان داد کین در آمد و میں دل و جان سے مصروف رہا تو سرکار نے براہ قدر دانی علاقہ نازول وغیرہ جوہر کے ریاست کی قبضگی میں سے اسکو عطا کیا اور عزت بڑھائی کل علاقہ اس ریاست کا نہایت زرخیز آباد ہے غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے اور تجارت کی بہت فراطیت اس میں کے علاقہ میں حسب الحکم سرکار انگلیزی کے پردہ فروشی نہیں ہوتی کوئی عورت ہستی ہوئے نہیں پائی رعایا سے بچت محصول نہیں لیا جاتا شکرین کا بنانا راجہ کے ذمہ ہے علم و شہرت کی ترقی ہے جا جاد سے جا میں شراہ کا مینا اور پینا اور جوئے کا کھیلانچ ہے

ذکر ریاست مہاراجہ

اس ریاست کا رئیس بھی ہم جدی مہاراجہ تھا کہ اسکا مورث اعلیٰ ہی وہی ہول زمیندار ہے جسکا ذکر مہاراجہ ریاست کی نوکریں میں تحریر ہو چکا ہے مختصر حال اسکا یہ ہے کہ ہول کا بڑا بیٹا ملک کا تھا اسکا بڑا بیٹا گوردت سنگھ مہاراجہ اقبال ہوا اسنے وقت ضعف و غفلت جغرافیائی الا سنگھ براہ خیزہ کو لے کر ملک بڑا علاقہ زیر حکم کر لیا اور جمعیت محلول اسمہ خیا وہ سرگیا تو اسکا بیٹا صورت سنگھ پھر مہاراجہ اسکا ہمسر گیا گدی نشین ہوا اسنے اپنی ریاست بڑھائی اور شہر ناہر کے آبادی کی بنیاد رکھی شہر ناہر اور مہاراجہ کے ایک ہی جہیز اور سال میں نو روپے لگی تھی اسنے شہر آباد کر کے پختہ بنا دیا شہر کے گرد فصیحہ بھی بنائی ہوئی اور ہر گیارہ جونہ سنگھ نے گدی پائی اسکے وقت میں فیما بین مہاراجہ سنگھ دہلی مہاراجہ اور اسکے ایک بیٹے میں کے اور پرتاغ برہما اور نوٹ اجتماع فوج و لڑائی کی ہو چکی چونکہ رنجیت سنگھ دہلی لاہور اس خاندان کا دہوتا تھا جونہ سنگھ نے اپنی مدد کے واسطے اسکو طلب کیا ایسا عمدہ موقع اپنی بہبود کا رنجیت سنگھ کو چاہتا تھا تو وہ فی الفور لاہور سے چڑھ آیا اور یہاں پہنچ کر اسنے دونوں ریاستوں سے ذرا سے محلول وصول کئے اور اراضی تنہا رنجیت سنگھ کو دلا کر ملک اچھوت سنگھ کے بعد دیوانہ سنگھ نے راج پایا مگر سوجرم اسکے کیونکہ لڑ پیمانہ و مد کی وغیرہ میں وہ انگریزوں کے ساتھ مقابلہ پیش آیا اور سکھوں کی مدد کے بعد فیصلہ ہونے پر قندہ لاہور کے وہ گدی سے اتار لیا اور جلاد طعن کر کے لاہور پہنچا گیا اور جب تک حصار ناہر مہاراجہ کہہ کر سنگھ کی جوی میں قندہ نہر مخرج اسکو آمدنی ریاست سے ملتا تھا اسکی نفروں کے بعد مہاراجہ اسکا خور و سال مہر پینا گدی پر بیٹھا اور سب خور و سال اچھوت سنگھ کے گورنر شخص ریاست کے خیر خواہ کو سربراہ کاری عطا ہوئی چونکہ اس میں شہر بھی بوقت مسعود دہلی کے حتی الامکان خیر خواہی اور اد میں سرگرمی کی تھی اسنے علاقہ کا فہمی میں دہلی کے سرکار سے ایک چوبیس عطا ہوا اس علاقہ کا فہمی کے میں سو تیرہ گاؤں اس ریاست کے متعلق میں اور اسی ہزار آدمی کی آبادی

اور آہنی کل چار لاکھ روپیہ جہین چارم حصہ سرکار انگلینڈ کے خزانہ میں داخل ہوتا ہر شمالی طرف اس کا ایک ضلع لہ پھانہ اور تین طرف علاقہ ریاست پٹا لہ کاسب طول اسکا شمال شرقی خوب غیب کو پامیں میل اور چوڑائی پندرہ میل

درآمد

[illegible]

مذکورہ زمینیں ذخیرہ اور لائق الزراعة ہے **فائدہ** ستیج کے پاس سرداران باوقار و رہبان ذوقی لائق
 بااختیار جہد رہتے اسکا ذکر تحریر ہو چکا اگرچہ انکے سوا سے اور بھی سبک جاگیر دار و صاحبان ملک و مال مثل
 سردار لہنا سنگہ کلہیہ راجہ گوہر بخش سنگہ منی بازوہ سردار نرائن سنگہ سیالہ سردار جیون سنگہ پوریہ سردار شوکر مال
 شہزاد پوریہ سردار اوشم سنگہ رام پوریہ وغیرہ بہت ہیں جنکا ذکر موجب طوالت کتاب منظور ہو کر ذکر خیر لکھا
 منحصر اور پر موقع ذکر اونکی مسکن کے رکھا گیا اور بالفصل انکی تحریر حالات کے کوتاہ قلمی و قوم میں آئی اور ریاست
 فرید کوٹ اور مدوٹ کی اگرچہ متعلق ضلع فیروز پور و کشمیری لاہور میں ہیں لیکن اسباب کے کردہ یہی دریا سے ستیج
 باگہار اسے پار میں ذکر انکا احاطہ تحریر میں آتا ہے۔

دو کر ریاست فرید کوٹ

یہ ریاست ضلع فیروز پور میں ایک مشہور و با اختیار ریاست ہے ویش اس ریاست کے راجہ درمیں سنگہ راجہ کی
 خطات سے مخاطب ہیں اس کے شمال و مغرب مشرق تک حدود فیروز پور کے پرگنوں سے ملتی ہیں اور مغرب
 کی حدود ونگہ کی ملتی ہے شرق سے غزبہ چالیں سل اسکا لیبان و راونیس میل جنوب شمال کو چڑان ہے کل
 اسکا تین سو اٹھ میل مربع ہے آبادی اس کل ریاست کی پتالیس ہزار آٹھ سو بیانوین ہے پچھلے مردم شماری میں شمار
 میں آئی تھی یہ راجہ اور سردار کرمان سنگہ ولیہہ سنگہ سردار ورن میں ہے تقصیب و صوف بادشاہ تہہ مشہور ہیں
 ونگہ کی مہاشنگہ وزیر و شہزادان سردار علا سنگہ و سوداگر مل مقبران ہی انکے نہایت ہوشیار و جان نثار ہیں

ریاست ممدوٹ

عرضہ قریب تین سو چالیس ریسکا ہوا ہے کہ خنداومی قوم افغان قندھار کی طرف سے قبضہ تصور میں اگر سکونت پذیر
 ہوئے چونکہ پہلے ہی یہ قبضہ پٹانوں کا سکونت گاہ تھا آپس میں سبب ہم قومی کے اونکا بخوبی اتفاق ہو گیا اور سب
 خاندان کے لوگ گہوڑوں کی سوداگری اور سیاگری سے گزارہ کرتے رہے سمٹ انکے می میں جب سردار
 خندا سنگہ دگڑ اسنگہ ہنگیوں تصور پڑ پڑائی کی تو پٹانوں نے جمع ہو کر اونکا مقابلہ کیا اگرچہ قصور لٹ گیا مگر آخر کار
 پٹان ختم ہوئے اور سکھوں کو نکال دیا کہ قدر مدت کے بعد دوبارہ سکھ تصور پر حملہ آور ہوئے اور افغانان
 کو طبع کیا مگر بعد چند ہی سبب انتظامی گلاسنگہ ہنگی کے معزالہ میں خان افغان نے افغانوں کو جمع کر کے سکھوں کو
 تصور سے نکال دیا اور کوٹ رکن الدین خان کو تاراج کر کے خود سر حاکم بن گیا اس قلعہ سے اسکا ایک سب
 توٹے رہا تہہ ہزار رہ چہ نقد ملا جس سے اسکا پیشہ کام کامل ہو گیا یہ بات منکر خندا سنگہ ہنگی نے یہ تصور
 پوش کی و نظام الدین خان قطب الدین خان سیران معزالہ میں خان نے ایک بل جمعیت کے ساتھ اسکا مقابلہ
 کیا اور فتحیاب کے قبضہ گہوڑیان جو قصور سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے دیوان مجلس اسے کے قبضہ سے چھوڑ دیا

علاقہ اس کے قصبہ چوناہ و شام کوٹ و چونیاں وغیرہ ہی اپنے قبضہ و تصرف میں کیا اور دریا سے تلج سے اور ترک
مہروٹ کے پڑنے قلعہ کی جگہ تختہ قلعہ بنوایا۔ فتحیابی ان علاقوں کے ساتھ شہر توپ و تین چالیس ہزار فوج ہو
وہاں رہا۔ ریاست و قصبہ میں جمع ہو گئے آخر جب بخت سنگہ سانسی لاہور کا حاکم ہوا تو وہ قصبہ و والوں سے پی ڈی
چار لڑائیاں لڑا مگر افغانان قصبہ نے اپنا ملک ہاتھ سے چھوڑا۔ اس لئے میں نظام الدین خان حاکم قصبہ کو وصال
ممشیر وادہ اسکے لئے سبب کسی اوت کے مار ڈالا اس وقت قطب الدین خان مقام کوڈیان ہو جو وادہ اپنی بہائی
قتل کی خبر سیکر قصبہ میں آیا اور وصال خان کو اپنے بہائی کے قصاص میں داخل جنم کیا اور بہائی کی ریاست کا
جانشین ہوا۔ اس لئے میں بھر بخت سنگہ پشیخ ارفوج لیکر قصبہ پر چڑھا آیا اور قطب الدین خان کو شکست دے کر قصبہ
کو لوٹا تاہم علاقہ نواب قصبہ و چونیاں و کوڈیان وغیرہ نواب سے چھین لیا اس وقت نواب مجدد میں آگیا
اور اس علاقہ کو آباد کر کے سکونت اختیار کی غرض ریاست اس خاندان کی مغز الدین کے وقت سے قائم ہوئی پہلے
تہی بلکہ خود مغز الدین پہلے تجارت گہورون کی کرتا تھا اس لئے میں قطب الدین خان مقام اس قصبہ میں جاتا تھا
مگر کیا اور جمال الدین خان اور جلال الدین خان و فرزند چھوڑے جمال الدین خان شہر الہ آباد جانشین ہوا اسکے وقت
عہدہ آری صاحبان انگریز کی پنجاب میں ہو گئی اور نواب گورنر جنرل بہادر سے اسکو خلعت فاخرہ و خطاب نوابی کا
ملک ریاست کے اختیار و ستور اسکو ملے دیوانی فوجداری کلکٹری کے اختیار بھی اسکو عطا ہوئے اور سو سو ار کی نوکری
اس ریاست کے ذمہ مقرر ہوئی چونکہ جمال الدین خان نے رعایا پر سخت ظلم کیا اور بے درجے نالشیں انگریزوں کی
جہالتوں میں ہوئیں تو جمال الدین خان ریاست سے سیدخل ہوا لاہور خاص میں اسکو رہنے کی اجازت
ملی اور گزارہ ریاست سے مقرر ہوا اس لئے میں نواب نے بجا ہش جو حسب اجازت سرکار مقام باہمی وادہ ضلع فیروز
سکونت اختیار کی اور اس لئے میں وفات پائی اور باہم اسکے لڑکوں اور نواب جلال الدین خان اسکے بہائی کے ریاست
مقتضات دایر ہوئے اور سرکار انگریزی نے گدی نشینی اور خطابی ابی کا جلال الدین خان کو دیا اور مہروٹ کے منبر
کی اجازت دی اور خان بہادر خان محمد خان سپران جمال الدین خان کو جائیداد منقولہ میں سے ایک لاکھ روپہ کمشت
نقد ملا اور آئندہ کے لئے چھ ہزار روپہ سالانہ خان بہادر خان اور چار ہزار روپہ محمد خان کو ملنا تجویز ہوا اس
جلال الدین خان جاگیردار اس ریاست کا ہے اور اختیارات ازیری مجبوری کے ہی اسکو حاصل میں اور جاگیردار

چوتھی تقسیم تلج پارسو جنابک کے شہروں و قصبوں و قلعہ دار
قدیمی مکانات و معابد و پرستش گاہوں وغیرہ کے ذکر یہاں
اس علاقہ میں برسے برسے شہر و قصبہ نامی گرامی مشہور آباد ہیں جن میں مشہور و نامی بہت شہر و قصبہ

دار الخلافت ہند وراجون اور سلطان بادشاہوں کا ہے پہلے پہل اس شہر کو راجہ جیٹا شہر بنا دئے آباد کیا اور
اندلیست نام رکھا آبادی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بقدر تین ہزار اکیسواک سال کے وقوع میں
آئی تھی کئی سو برس تک وہ آبادی قائم رہی پھر سبسا دباہی کے وہ شہر بالکل ویران ہو کر آبادی اسکی بالکل
نہایت فنا ہو گئی جب زمانہ سلطنت راجہ دلو کا آیا تو اسنے یہ شہر دیکھا اور اپنے نام پر نام اسکا دیا کہ
وہ آبادی مدت تک قائم رہی مگر یہ دار الخلافت مقرر نہ تھا آخر راجہ انگلیال نے اسکو دار الخلافت مقرر کیا جسنے
سلطان بنگال سے بمقام ہر جہا کر اٹھی کی ادشکست پائی اور اسی کے بیٹے جی پال نے سلطان محمود غزنوی سے
جنگ کر کر نہایت کھائی شہاب الدین غوری کے حملے کے وقت راجہ ہانکا برتھی راج عرفیہ سے شہر اٹھا
وہ مارا گیا تو یہ شہر سلطان بادشاہوں کے قبضہ میں آکر دار الخلافت مقرر ہوا انکے وقت میں اسکی آبادی
ترقی پر ہو گئی کہ کل شہر تیس کوہن تک لہا اور بارہ کوہن تک چڑا تھا جب سلطان محمد تغلق کا وقت آیا تو
اپنی مزاج کے وحشی بن سے دلی کو اٹار کر دیوگدہ کو آباد کیا اور کل رعایا کو حکم دیا کہ یہاں سے اٹھ کر دیوگدہ میں
جا کر آباد ہوں دیوگدہ کا نام اسنے دولت آباد رکھا چنانچہ وہ ہی آباد ہوا اور دلی ہی آخر گئی رعایا خراب
خستہ ہو کر جا بجا بکلی گئے اسکے مرنے کے بعد یہ شہر آباد ہوا اور نہایت اوج پر آباد ہو گیا ہوا تھا کہ امیر تیمور
آکر اسکو لوٹا اور بڑی بڑی عمارتیں عمارتیں خاک کر دیں درگئی ورتک رعایا شہر کی بے آب و دانہ قدر
اکبرادشاہ کے وقت پھر اسکی آبادی اوج پر آئی اور پرانے حد و تک آبادی اسکی ہو گئی کہ اسکے پوتے
شاہجہان نے اگلا شہر موقوف کرکے تباہ شہر شاہجہان آباد و موجودہ حال تک بلوس شاہجہانی مطابق سنہ ۱۰۵۰ ہجری آباد
کیا پہلے مٹی اور پھر سے چار چھوٹے کے عرصہ میں دیرہ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر فضیل اسکی تیار ہوئی مگر دوسری مرتبہ
میں وہ اکثر فحاشات سے گر گئی اسواسطے اسکو بادشاہ نے پرچونہ اور پھر سے از سر نو سات برس کے عرصہ میں
بصرف چار لاکھ روپیہ کے بنوایا طول اسکا چھ ہزار چھ سو چونسٹھ گز کا ہے اور چار گز کی چوڑائی اور نو گز کی اونچائی
چودہ دروازے اور چودہ کھڑکیاں ہیں شہر کے بڑی بچہ و بلند دیوار ہے اور ایک طرف دریا بھی جہاں تہا ہے بازار اور
کوچے اسکے تنگ ہیں مگر جائزہ کی چوک بڑا بازار ہے جو شمال و مغرب قلعہ سے چکر دلی دروازہ تک اپنے میل
لہا اور سجاس نہایت چوڑا ہے اس بازار میں بچہ نہر سرخ نہر کی بنی ہوئی ہے اور دوسرا بازار جو قلعہ کے
شرق کی طرف سے غریب لاہوری دروازہ تک جاتا ہے اس میں ہی اسی طرح نہر بنی ہے یہ نہر چار گز
نواب حامد دان خان شاہجہان کے حکم سے لانا تھا حکم مختصر ذکر پہلے نہروں کے حال میں تحریر ہو چکا ہے شاہجہانی
عمار تین اس شہر میں بنے تھے اور اس چکاچمک توڑا ذکر انکے موقع پر آوے گا محمد شاہ بادشاہ کے وقت یہ شہر نہایت
آباد و مہیا ورتشاہ ایران سے آیا تو اسنے اسکو خوب قتل عام کی جاسے دفعہ میں کرور روپیہ نقد و سخت مال و

وجوہ کوہ نور وغیرہ اپنے ساتھ لاد کر لے گیا بعد ازاں برابر سبب ضعف سلطنت کے اس پر صدر سے آئے تھے اس وقت
 محلہ لاری انگریزی ہوئی تو پھر شہر آباد ہوا اور عاید اول شاد ہوئی مگر پھر شہر میں پوری فوج کی فساد کے وقت شہر
 اس شہر کی ہوئی کہ کسی نہیں ہوئی تھی پہلے تو رعیت ہمارے کو بھندہ و بچ لے لیا اور کئی مہینے تک وہ دل کوں کوں
 غارت کرتے رہے پھر جب انگریزوں نے شہر لیا تو شہر والوں کو فوج انگریزی لگے کامیاب کیا سزا روں جانیں تک
 ہو گئیں عورت مستورات بعد انکو دُن میں گر کر گیسٹین بنکر دُن مکانات منہدم ہو گئے لاکھوں روپیوں کا نقص
 و جانی لٹ گیا غرض شہر اور شہر والوں کا کچھ باقی نہ رہا بعد ہر شہر کی سماں ہوئی چلی یا اگرچہ امید نہ تھی کہ ایسا اثر ہو شہر
 پہ آتا ہو گا مگر صاحبان انگریز کی نیک نیتی اور حسن اخلاق سے اب پھر برابر آباد ہوتا چلا جاتا ہے دُن میں
 رونق پڑتی جاتی ہے مکانات پھر بن رہے ہیں شہر میں جو حال میں نکالی گئی ہیں بنائیت و نجیب در پڑنا ہیں
 اور غرض پچھلے جاری تھی اسکو کہیں نہیں ہے واسطے صفائی اور وسعت بازار کے پاٹ دیا ہے اور کہیں سے
 بہشت کر رہی ہوئی ہے **ضلع دہلی** ضلع دہلی کے متعلق چار تحصیل ہیں ایک حضور تحصیل دہلی کے
 دوسری تحصیل مہرولی تیسری تحصیل علی پور چوتھی تحصیل بلہ گڑھ شمال کے طرف اسکے باقی پتہ شرق میں
 دریائے جہان جو کہ اسکے اور ضلع میرٹھ و بٹنہ شہر کے درمیان بہتا ہے جنوب میں بلہ گڑھ و گورگانہ و غرب میں
 ریتھک بہادر گڑھ و جہڑ ہے اور کل سلیم اسکا سات سو اودناؤں میل مربع شہر ہیں ایسا ہے شہر امر متھ
 دہلی سے اول جو آبادی اسکی شمار میں آئی تو چار لاکھ چھتیس ہزار سات سو چالیس آدمی شمار ہیں اور جن میں ایک لاکھ
 اسی ہزار چھ سو چار آدمین منہر و کاشتکار اور ایک لاکھ چوبیس ہزار اسی آدمین منہر و غیر کاشتکار و منہر و غیر کاشتکار
 کاشتکار اور ایک لاکھ سات ہزار باسٹھ سلمان غیر کاشتکار وغیرہ اقوام متفرق تھے اور خاص شہر دہلی کی آبادی
 ایک لاکھ باؤن ہزار چار سو چھ آدمین ہے پھر ہزار چوبیس ہزار چوبیس آدمین سلمان شمار میں آئے تھے
 بعد غرض دہلی کے اگرچہ شہر کی آبادی وہ نسبت کم ضلع کی آبادی بڑھ گئی اور کتاب مجموعی رپورٹ سے معلوم ہے
 مردم شماری ضلع دہلی کے پانچ لاکھ چھ ہزار چوبیس سو نو آدمی ہیں اندراج باقی اب بھی مردم شماری ضلع دہلی کی
 جو سال ۱۸۸۱ء کے جنوری میں ہوئی ان میں بھی آبادی اس ضلع کی سب ضلعوں سے زیادہ نکلی اور فی ہر
 مربع چار سو چار آدمین آدمی شمار ہوئے یہ ضلع و حصوں میں تقسیم ہے شمالی و جنوبی ان دونوں حصوں میں ہندوؤں کی
 آبادی فی زمانہ غالب ہے مگر خاص شہر اور اسکے گرد و احاطہ میں سلمان بہت ہیں اور ہندو کم شرقی شمالی وغیرہ
 شمالی حصہ ضلع کا درہے چھتا اور اسکے شاخون سے سیراب ہوتا ہے ہندو دہلی کی حکمران و شاہی ہندو علیہ و علیہ
 کی ہندو ہیں اور ہندوئی نالہ جو کہ بادش کے موسم میں فرخ نگر کی پہل تک پہنچ جاتا ہے قریب دہلی کے شہر کے
 جنبا میں مل جاتا ہے جنوبی حصہ اس ضلع کا بنجر اور ناہوا و سلیم ہے زمین اسکی بہت مقامات شور اور کھودوں کی پانی

ہی شہر ہے خاص شہر دہلی کا سلم سندھ سے آٹھ سو فیٹ بلند ہے اور چونکہ دریا اور جہلم اس علاقہ میں بہت
 ہیں اسلئے بارشوں میں سر دبی زیادہ ہوتی ہے آب ہوا یہاں کی بہت اچھی مگر خشکی مایل ہے یہاں دریا اور یہاں کی
 ہر ایک قسم کا غلہ وسیع ہے لکھنؤ کے علاقہ میں معاملہ سرکاری اس علاقہ کا تین لاکھ اسیچاس ہزار چوبیس سو تر
 روپیہ قرار پایا تھا اور یہ تمام شہر کا قیام ہو گئی تھی مگر یہ بند و بست مفسدہ دہلی میں ٹوٹ گیا اور دوبارہ
 بند و بست تو عین ایسا ضلع میرٹھ کا اس ضلع کے ساتھ ملتا ہے جو اس سے زیادہ وسیع ہے قدرتی چشمے
 پانی کے اس میں بکثرت جاری ہے یہ صحنہ ضلع دہلی کا اول مانتا ہے لکھنؤ گورنمنٹ مالک مغربی شمالی
 کے قصبہ مفسدہ دہلی کے بعد پنجاب کی لکھنؤ کے زیر حکم ہو گیا خاص شہر کی زمین ہی بہت مقامات سے پست نامور
 ہے مگر یہاں کے خوش مزاج خوش پوش مودب خوش تقریر زبان آواز صاحب سابقہ عالم فاضل شاہ مشہور
 ہیں تھیں تین تین شاہین و علما اس شہر میں ہیں ایسے ایسے صاحب کمال ہو گئے ہیں کہ جسکی طرفوں سے
 بہری ہوئی ہیں اس زمانہ کے شعرا میں محمد ابراہیم ذوق اس شہر میں ایسا تھا کہ اسکو لوگ طوطی سمجھتے تھے بہادر
 ابو الفتح شاعر ہی تھے اور بادشاہی قلعہ بھی متعلق تھے انکی دیوان شعروں کی تمام جہان میں مشہور ہیں
 مفسدہ دہلی کے بعد تخت سے اتارے گئے اور جلاوطن کر کے رنگون بھیجے گئے وہاں جا کر وہ جان بحق تسلیم ہوئے
 ابو ظفر اسکی تاریخ ولادت اور ابو ظفر کمال تاریخ وفات ہے **مکانات** شہر دہلی کے عجیب عجیب عمارتیں
 بنے ہوئے ہیں قلم کو کہاں طاقت ہے کہ انکی تعریف لکے یا شمار میں لائے مگر تبر کا چند مکانات کا حال انہیں
 احاطہ تحریر میں آتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کی تعمیر و بن میں سے ایک قلعہ **قلعہ** بنیا د اس قلعہ کی بارہویں حجرہ
 سالہ جلوس شہنشاہ عجمی حکم شاہجہان بادشاہ کے رکھی گئی اور سیمان حاد و احمد سمارون کے تفویض کی ہیں
 کام شروع ہوا اور اہتمام تعمیر کا پہلے عزت خان اور پھر الہ وردی خان بہر کرت خان کے تفویض کیا گیا
 کے عرصہ اور بیسویں سال جلوس میں تعمیر قلعہ کی تمام ہوئی سر سے پانچ لاکھ چھ سو گز کا بنا ہوا ہے قطعہ
 بہت پہلو اول اسکا ہزار گز اور عرض چوبیس گز کا ہے جسکی کل زمین چھ لاکھ گز ہوئی اس حساب سے یہ قلعہ اگر
 کے قلعہ سے دو گنا ہے تفصیل اسکی پچیس گز اونچی اور بنیا د گیارہ گز گہری ہے اور آثار تفصیل کے دیواروں کا پتھر
 سے بندہ گز اور اس سے دس گز ہے اس قلعہ کے شرق کی طرف جہاں بہت ہے اور باقی تین طرف خندق کھدی
 ہوئی ہے جسکا محیط تین ہزار چوبیس گز کا ہے اور پچیس گز چوڑی اور دس گز گہری کہو در کھپتہ بنائی گئی ہے اور
 نہر کے پانی سے بہری جاتی ہے پچاس لاکھ روپیہ خاص تعمیر قلعہ اور پچاس لاکھ قلعہ کے اندرونی مکانات کی تیاری
 صرف ہوئے دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہیں ایک جنوبی طرف کا دہلی دروازہ دوسرا غربی طرف
 لاہور کی دروازہ ہے دو دروازے نہایت خوبصورت اور اونکے اوپر دریاں عجیب و غریب بنائے ہوئے ہیں انکی

قلعہ شہسب کے مکانات میں سے مکان آثار خانہ و شہسپا پول دیوان عام مسجد تخت نگین خاص محل اسد بیج شاہ محل
دیوان خاص حمام موتی محل موتی مسجد باغ حیات بخش مسجد ساون بہادرون شاہ بیج مہتاب باغ چہلہ لاہوری دروازہ
بیمارت سنگ مرمر وغیرہ بیش قیمت پتھرون سے ایسے پاکیزہ بنے ہیں کہ دیکھنے والوں کی جان میں جان تازہ ہوا
کل دروازے اس قلعہ کے چار دویسے اکیس برج دروازہ جو درج ششم ایک طرف قلعہ کے جھٹ منہ دریا
جنبا بہت ہے دریا کے پار ایک در قلعہ نہایت مضبوط اسلام شاہ بن شیر شاہ افغان کا بنایا ہوا موجود ہے اور
دریا کے اوپر دونوں طرف کی آمد و رفت کے واسطے ایک پل تختہ بنا ہوا ہے یہ کل رونق و زیبائش لال قلعہ
کے شہ نام تک ہی جب شہ نام میں مفسدہ دہلی کا رہا ہوا اور انگریزی صند و ستانی فوج نے دہلی میں جمع ہو کر
کئی مہینہ تک سرکار سے ہنگامہ آرائی کی اور بہادر شاہ ابو ظفر کو جہان جفتا ہی کے بعد برائے نام بادشاہ بنا
انہوں نے بادشاہ بنایا آخر حبلی فتح ہوئی تو بادشاہ جلا وطن ہوا اور قلعہ دہلی پر انگریزوں نے دخل کر
علی العموم کل مکانات اندرونی قلعہ کے مدار کر دیے اور صرف دیوان خاص موتی مسجد وغیرہ چند مکانات سکنا
سے باقی رہ گئے جامع مسجد شاہ جہان آباد میں نعل قلعہ سے ہرگز کی فاصلہ پر غرب کے طرف ایک
چوٹی سی ٹلی برج دس گز اونچا ہے مسجد جامع شاہ جہان نے بنوائی خوبی اور لطافت اسکی فی الحقیقت قابل
ہے اور کہہ شک نہیں کہ ایسی مسجد خوش قطع اور خوشنما اور کوئی مسجد روی زمین پر ہوگی یہ مسجد سر سے پاؤں
تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور اندر سے اجارہ تک سنگ مرمر اور جاجا سنگ سرخ میں سنگ مرمر کی بنائی
اور سنگ موسی کی سچی کاری کی ہوئی تھی برج اسکے تمام سنگ مرمر کے ہیں اور اس میں سنگ موسی کی داریاں
میں سویشی ال سنگ پتھری مطابق سنگ سال جلوس شاہ جہانی اس مسجد کی بنیاد بامقام سعد اللہ خان دیوان اعلیٰ اور
فاضل خان خاندان کے رکھی گئی اور ہر روز پانچ ہزار راج مرہ در دبلہ اور سنگ تراش اسکے عمارت میں
کام کرتے تھے اس مقام سے چھ برس کے عرصہ میں گیارہ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تیار ہوئی اس مسجد کے گنبد
نہایت خوشنما نوے گز طول اور چھ گز عرض کے ہیں اندر کوسات سو آٹھ سو اور باہر چھ سو کے طرف گیارہ دروازے
ان میں بہت لمبا اور پانچ دراز ہر دراز میں تیرے در پر یاد دی خط طہرا اور باقی دروں پر نام نامی شاہ جہان
اور تاریخ تعمیر و زوہر صراف سنگ موسی کی سچی کاری سے کہلا ہوا ہے ان دروں کے دونوں طرف بنار ہیں
نہایت بلند اور نہایت خوشنما رینہ دار بنے ہوئے ہیں جباہ پتھر ہیں تو بارہ دروں کے برجوں میں شہر کے
در و در سے کیسے نظر آتی ہے خصوصاً تمام شہر تو انہوں کے نیچے ایک گہڑا سا دکھائی دیتا ہے سنگ سال
میں سب گرنے بجنے کے شمالی مینار مسجد کا اور سے گر گیا اور اسکے صدمہ سے صحن کے فرش کا ہی بہت نقصان
ہو گیا انگریزی نے محمد اکبر ثانی بادشاہ کے ایام سے پہلے کو ہوا دیا اور فرش بھی درست کر دیا اس مسجد کے

تمام فرش سنگ مرمر کا ہے اور اس میں سنگ مرمر کی کچی کاری سے پہلے بنی ہوئی منبر ہی مسجد کا سنگ مرمر کا ہوا تھا
 وہ جگہ قطع بنا ہوا ہے کہ جسکی تحریفاً جامعہ تحریر و تقریر سے باہر ہے شمال کی طرف مسجد کے ایک لائن سنگ مرمر کا بنا ہوا مقام تھا
 شریفیہ کے بنا ہوا ہے اس میں کچھ تبرکات سات سو روکنا سات علیہ السلام و اولاد و اولاد رکھتے تھے جب فوج باغی کی فوج
 کے وقت یہ مسجد مرمر کا رنگریزی کے منظر میں آگئی تو وہ تبرکات اسے اٹھائے گئے لیکن جب غدر و فتنہ ہو گیا اور اس
 میں جو منظر تھا وہاں سے داکہ اور ہوائی تو بسبب اختلاف فرقہ سلیمان کے وہ تبرکات ان کے ہونے کے اور فرش مسجد کو گشتہ شرقی و غربی
 کی طرح میں ان تبرکات کو رکھا لیکن اس مسجد کا نہایت دلگشا اور فرحت بخش ایک چھتیل گنبر ہے اور اس کی دیوار ایک
 جوڑن سنگ مرمر کا بندہ کرتے بارہ گز کا واقعہ ہے جس کے وسط میں ایک بنواریہ لگا ہوا ہے جو برقعہ عیدین چھوڑا کرتا ہے
 مسجد کے صحن کے چاروں طرف ایوان ہائے خوشنما و اولاد ان ہائے فرحت و ازاد حیرہ ہائے دلکش و مکتا تھا
 فرحت بخش ہے ہوائی و چاروں طرف کو ان میں ہر برج بارہ درمی نہایت دلچسپ میں جنوبی اور شرقی دونوں
 کے سامنے نماز کا وقت دریافت کرنے کے لئے ایک ایسا ایڑہ ہندسی بنا ہوا ہے اس مسجد کے صحن دروازے
 ہر سے عالیشان اور ان میں برج کی ڈالنگ میں جنوبی دروازہ چھتیل قبر کے بازار کے طرف بہت خوشنما ہوا ہے
 اور دروازہ کے اوپر حجرہ کے محمول لایق اور دو باش ہے میں اس دروازے کے تین شیریاں ہیں ان میں
 نقش ہے ہر کو جمع عام ہو گیا ہے شمالی دروازہ مسجد کا پایہ والوں کے بازار کی طرف بہت خوبصورت و خوشنما ہے
 اس کے آٹھ تین شیریاں اور اوپر ہے جس کے چھتیل میں شرقی دروازہ خاص بازار کے طرف بہت بہت بڑا
 دروازہ ہے اس کے اوپر ہی بہت بڑے بڑے مکانات عالیشان بنے ہوئے ہیں اس دروازہ کے آٹھ شیر
 شیریاں ہیں ہر درز یہاں گزری ہوئی ہے ہر درز ہزاروں طرح کی جنس و مان اگر فروخت ہوتی ہے
 عرض قلم کو بار اہل جنس کے اس عالیشان مکان کی تحریف و تفسیر و زینت کا کوئی شکہ نہیں رہتی ہے
 ہر دروازے سے فاصلہ ہر ایک مقام مشہور و غیر و زینت کا کوئی شکہ نہیں رہتا ایک قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا ہے چوڑائی
 دہلی کے کھنڈرات کے گوشہ شمال و مغرب پر واقع ہے عمارت اس کی بہت فراخ اور چھتیل میں لاثانی و مان
 ایک ستون سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جسکو فیروز شاہ کی لاش کے تین سینیں فیٹ لٹائی اور دس فیٹ اونچ
 بنی ہوئی آواز سے وہ چوڑا ہے ہر ستون میں کچھ ہیں ہر دوسرے تبرکات ہیں جو تمام ستون اس کی
 ہر گز بنا ہوا ہے مورخان انگریزی کہتے ہیں کہ یہ شہر ہی تقدیر کا شہر فیروز شاہ نے کوہ سو الگ سے جہان
 راہ و دی کی کان ہے جس کے کنارے سے سفر کا وایا تھا اور اسکو اپنے یادگار کے واسطے ستون بنوا کر
 بہت شوق تھا چاہتا تھا کہ اس میں بھی فیروز شاہ تعلق کے سنگین ستون بنوائے ہوئے موجود ہیں جسے
 شہر دہلی کے باہر ایک بڑا مکان عالیشان لاکھ ہزار روپے کی تیاری کا بنا ہوا ہے جسکو لوگ شہر نشین کہتے ہیں

راجہ جی سنگھ انبہری کے راجہ نے حسب الحکم محمد شاہ بادشاہ کے بجا بجنوم بادشاہ کی خیم تیری کی تکمیل کے واسطے بنوایا
 تھا اس قطع پر جیسے کہ بنارس میں بنایا ہوا ہے لیکن اب یہ مکان بالکل خراب و برباد ہو گیا ہے **قطب شاہ کا**
مہینار زمیں جنوب کی طرف شہر دہلی کے ایک مینار بہت بلند بنایا ہوا ہے جسکو قطب صاحب کی لاٹ لگتے ہیں ایک
 مینار بقیہ چار میناروں میں سجد قوت الاسلام فیہ سلطان شمس الدین لکھنؤ غوری کا ہے اور اس مسجد کے کونڈرات
 ہی مینار کے پاس موجود ہیں بلکہ دوسرے مینار کی بنیاد موجود ہے شکل اسکی گادوم اور تمام دوسواونٹا لیس
 اور تین سو اٹھتر سو پانچ اور عمارت سرخ پتھر کی ہے کل مینار میں چار درجے کے ہیں جنکو چار نشتر میں کھینچ کر
 مینار کے اوپر بارہ آدمیوں کی جگہ ہے جہاں وہ بفراعت بیٹھ سکیں چند درجہ اور اسے پتھر کی تعمیر کشمیر
 سوا انکل غلط ہے کیونکہ اسکے پتھر دن میں برابر آیات قرآنی کندہ ہوئے ہیں جن سے لوگوں میں باعث گرتے بھلی
 اور آئے ہوئے حال کے نزدیک اس مینار کی ایک لمبی ہوٹ پڑ گئی اور اندر کے وسطی ستون میں جبکہ گرد گرد
 شیریاں بنی ہوئی ہیں دروازے آگئی تھی سرکار انگریزی نے بہت سے کاریگر معمار اور اسکے مرمت کیو اسطے لگوئے
 مگر کوئی عمدہ برائے اسکام کا ہوا آخر ایک انگریز انجنیر نے اسکی مرمت کی **لال دلی** دہلی میں بہ نام
 ایکٹ لارکا ہے جسکو لارڈ الینر صاحب گورنر جنرل بہادر نے عمارت سنگ مرمر اپنی حکومت کے وقت
 بنوایا تھا طول اسکا پانسو فٹ اور عرض ڈیڑھ سو فٹ ہے **مسجد ثواب روشن الدولہ**
 دہلی میں یہ ایک عجیب خوبصورت مسجد قلعہ کے متصل ثواب روشن الدولہ کی بنوائی ہوئی ہو جو دس عمارت
 اسکی نہایت مضبوط و سنگین ہے لوگ کہتے ہیں مسجد ہی مسجد ہی کہتے ہیں اسی میں بیٹھ کر نا در شاہ ایرانی نے دہلی
 کے قتل عام اور غارت کے واسطے حکم دیا تھا **کالی مسجد** یہ مسجد قدیمی و مضبوط عمارت کی شہر
 کے اندر موجود ہے چونکہ رنگ اسکا کالا ہے اسواسطے کہو کالی مسجد کہتے ہیں چاروں طرف اسکے چوٹی چوٹی
 سی برجیاں بنی ہوئی ہیں درختہ محراب عمارت ہے **گر حاکم دہلی** یہ گرجا خضار کے پریش کی
 جگہ بنی ہوئی ہے عمارت عالیشان و درختہ مکان ہے کرنل کینر صاحب نے ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کر اسکو نوآباد
 وہ صاحب بقاعدہ انگریزی فوج کے فیسر تھے اسکے تعمیر میں اسکو سرکار نے دہلی اور انگریزوں نے
 ہی روپیہ دیا تھا **مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کالی اوشی قدس سرہ**
 دہلی کے نواح کے مقبروں میں سے یہ بڑا عالیشان اور مشہور مکان ہے اسکے پاس پاس اور بھی مشایخ و علما
 و صلیحان ہوا بن شہزادوں کے مقبرے ہیں صاحب ثار بڑے شیخ دلی نامدار ہو گئے ہیں ذات کے سید
 جعفری جینی تھے وطن آب کا ماوراء النہر میں قبضہ اوش تھا ابو حفص اوشی کے پاس حضرت نے علم بردار جمہیر
 میں جا کر خواجہ معین الدین حسن بختیاری حشتی کی خدمت میں مرید ہوئے اور باطنی فیض پانچ فرقہ خلافت لیکر

دہلی کو آئے اور یہاں ہی قیام رکھا حضرت کے مرید لاکھون صاحب جلال و قال اہل کمال ہوئے ہیں جانشین خود
 فرید الدین گنجشکر ایک مثنوی حضرت کے ہی خلیفہ تھے سلطان شمس الدین شہنشاہ ہی حضرت کا مرید تھا گاکی لوگ
 حضرت کو اس واسطے کہتے تھے کہ حضرت درویشوں کو بزرگوار کرتے اپنی نعل میں سے گرم گرم کاکڑی یعنی روٹیاں
 نکالتے تقسیم کرتے تھے **سلسلہ چوتھی** میں حضرت کے وفات پائی اور اس مقام پر مدفون ہوئے ہر ایک بادشاہ نے
 باوجود قیامت یہاں نماز پڑھائی سلسلہ آپکا چلتی ہے اور اس خاندان کے مرید بھی مثنوی کہلاتے ہیں **مقبرہ**
خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی قدس سرہ دہلی شہر کے باہر غیاث پور کے دو دو
 این پورہ لکھنؤ کے مشہور و مبارک مقام ہے جس کے دیکھنے سے غلبہ برین یاد آتا ہے اسکے پاس دہلی
 لاکھون روپیہ کی تیاری کی ہے مقبرہ کے بننے میں جنکیر و انیسویں بادشاہوں شہزادوں علماء و صلحاء و مشائخ و متقدمین
 شاخین کے یہاں ہزار ہا ہزار آدمی جو ان آراشا جہان بادشاہ کی لڑکی کا مقبرہ ہی یہاں ہی ہے اسکے عمارت
 اوراد کی لطافت خود بخود رتی کا دال اگر تحریر ہو تو ایک فترت یا نئے صاحب مقبرہ خاندان جنتیہ یا سہل جنتیہ میں
 صاحب ہدایت و ارشاد تھے ظاہری علم میں ہی کل کے استاد تھے حضرت کے بزرگوں کا شہر سجادہ مقام تھا اور محمد
 بن احمد و انیسال حضرت کا نام تھا سلسلہ چوتھی میں آپ تولد ہوئے دہلی میں علم کی تعلیم پائی مدت اسی
 پڑھا یا آخرت کا شوق غالب ہوا دل اللہ کا طالب ہوا تو جو وہن میں بنا کر خواجہ فرید الدین گنجشکر مثنوی کے مرید ہوئے
 باطنی فیض یا دہلی کو مامور ہوئے مدت تک حضرت دہلی میں تھے لاکھون مریدوں کو خدا سے ملا یا فطرت خلافت
 پہنایا آخرت میں دہلی میں وفات پائی یہاں مدفون ہوئے شہنشاہ دین و عہدیم المثل حضرت کی تاریخ وفات
 خواجہ امیر خسرو شاعر ہی حضرت کے مرید تھے اور انکا مزار بھی حضرت کے پاس ہے سلسلہ آپکا چلتی ہے حضرت کی خاندان
 مرید نظامیہ سلسلہ کے مرید کہلاتے ہیں **مقبرہ روشن چراغ دہلی** دہلی کے مقبروں میں سے ہے
 ایک شہر کا مقام ہے زیارت گاہ خاص عام ہے صاحب مقبرہ سید نصیر الدین محمود نام ہے حضرت جنتیہ سید
 ہے سید سیدی حضرت کے باب کا نام تھا مولانا عبد الکریم شیروانی و افتخار الدین گیلانی سے حضرت نے علم پڑھا
 خواجہ نظام الدین دہلوی کے مرید ہو کر خلافت پائی روشن چراغ دہلی کا خطاب حاصل کیا ۵۵۵ھ میں فوت
 ہو کر یہاں مدفون ہوئے **مقبرہ ہمایوں شاہ دہلی** دہلی کے باہر جنوب کی سمت کہلاتا
 انسانی کون ہے ایک عجیب مقبرہ اور شہر کے مکان سے عمارت اسکی ایسی عالیشان ہے کہ دیکھنے سے روح کو
 انگلی حاصل ہوتی ہے اسکی تعمیر سیرا پاشک سرخ لگا ہوا ہے اور مضبوطی کا یہ حال کہ باد و گرد و خاک سے نہیں
 کسی جس کے ایک ایک عمارت اسکی تازہ نظر آتی ہے شہر میں عمارت اسکی نواسی بجیم روضہ ہمایوں کا
 نے شروع کی اور مولد میں کے عہد میں بھرت سولہ لاکھ روپیہ کے مقبرہ تیار ہوا **مقبرہ محروکی**

دہلی میں یہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے بازار اسکا اچھا ہے تجارت کا بازار گرم ہے اور بسبب اسکے
 کہ تحصیل اراحت صاحب غلم دہلی یہاں رہتا ہے آبادی اسکی اب بھی روز بروز ترقی رہتی ہے اسکے متعلق یہ کہنا
 علاقہ تحصیل جنوبی کہتے ہیں علی گڑھ یہ بھی ایک نامی گرامی قصبہ اور تحصیل کا مقام غلم دہلی میں ہے اسکے
 متعلق یہ کہنا کہ علاقہ تحصیل شمالی کہتے ہیں علی گڑھ یہ بھی ایک آباد قصبہ اور مشہور ریتی قلعہ دہلی میں ہے تجارت
 اسکی بچتا اور عمدہ بازار ہے اچھا اچھا مالدار اسکا ہوگا یہاں دوکان کر کے ہیں در آمد ہر تجارت کی بہت
 رہتی ہے اس قصبہ کو بعد محمد شاہ بادشاہ اور ابراہیم نے آباد کیا اور اپنی ریاست گاہ بنایا نام اسکا اچھا
 نام پر لیا گیا کہ دہلی اب علی گڑھ مشہور ہے اور جو لوگ اس کے لیے گئے ہیں غلم دہلی میں ہے اس قصبہ اور
 ماتحت صاحب غلم دہلی یہاں یہ کہ تحصیل مال کا کام دیتا ہے فرید آباد اور غلم دہلی یہ کہ تحصیل مال کا متعلق
 یہ قصبہ آباد ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کی طرف بارہ کوس شمار ہوتا ہے اس کو راج پوتہ بھی کہتے ہیں ایک آباد
 عمدہ مکان ہے بازار عالیشان ہے تجارت عام ہے فرید آباد اس کے اسکا نام ہے کہ شہر فرید آباد ہی اس قصبہ
 رضی خان نے جو کہ ہانگہ بادشاہ غازی کے وقت کل فوج کا بھتی تھا اسکو آباد کیا اور اسے نام فرید آباد رکھا
 غازی الدین گنگوہی کے قلعہ میں یہ ایک مشہور ریتی اور بڑا قصبہ ہے پختہ بازار ہے تجارت کی
 بہت ہے رعایا مالدار ہے جو دوکاندار ہے اس کے گھر کا سا ہوگا دھن غلم دہلی کے ماتحت ہے یہاں یہ کہ تحصیل
 ہوتا ہے تحصیل یہاں کی شہر میں ٹوٹ گئی دیہات کے قلعہ بلند شہر و مٹی شہر کے شامل ہو گئے نو آبادی
 حیدر آباد قصبہ آباد کیا اور اسے نام پر غازی گرام رکھا تحصیل اس کے منڈن ندی جاری ہے اس پر اس کے کپڑے
 صاحبان انگریز نے بڑی حکمت کے ساتھ بنایا ہے معدوم شہر غلم گورگانو کے متعلق یہ کہتا ہے کہ یہ ایک
 قصبہ آباد ہے باشندے یہاں کے بسبب مخالفت آب ہوا کے اکثر زرد رنگ ہوتے ہیں اور قصبہ کے پائے
 چشمہ گرم پانی کا جاری ہے لوح یہ ایک آباد قصبہ اور نامی گرامی مقام غلم گورگانو کے متعلق ہے
 اسکی خوشنما اور بازار اچھا ہے مگر آج ہو بہت خراب ہے کیونکہ برسات کے موسم میں چاروں طرف آبادی
 کے پانی بہ جاتا ہے اور ہو خراب ہو جاتی ہے اور پانی میں سے کہاری نکلتی ہے تھوڑا سا غلم گورگانو
 میں یہ کہ تحصیل کا مقام ہے تحصیل اراہن تحصیل مال کا کام دیتا ہے اور گورگانو کے قلعہ کے متعلق
 یہ بھی ایک نامی قصبہ اور مشہور ریتی ہے اور بسبب اسکے کہ یہ ہمارے اوپر آباد ہے اور اسکی بہت
 ہے اکثر گرمی کم ہوتی ہے علاقہ اسکا سرسبز و آباد غلہ کی پیدائش بہت ہوتی ہے تجارت قصبہ کی خوشنما اور
 بازار کشادہ تجارت بکثرت ہے ہندو مسلمان دونوں قومیں یہیں سکونت پذیر ہیں گورگانو دہلی کے
 گوشہ جنوب مغرب میں مہرولی کے راستے فاصلہ بادیں سلاٹ لائوٹو گوبو شہ جنوب مشرق دوسو ساٹھ میل ہے ایک

بڑی ہستی اور مشہور شہر آباد ہے وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ راجہ جہنپور نے اپنے گور و مسمیٰ در و ناچار کچ جو ذات کا
 برہمن تھا کچھ نو بخش دیا ہوا ہے اسکا نام گور و کر م یعنی گرد کا گانو قرار پایا اب سبب گذر جانے سنیکر دن و رات
 کے وہ نام بڑے گرد گرد گانو مقبرہ ہو گیا ہے ہنگام پرستیا کا ایک ٹرا بندہ ہے اسکی پوجا بہت ہوتی ہے چار پونے
 سال ہر مین و ان ٹرے ہمارے ہوتے ہیں اور ہزار ہا روپیہ خرچہ ہوتا ہے شہر میں دو ہزار
 سات سو آدمی کی آبادی ہے شہر تجارت اسرا سے سے مالک مغربی و شمالی کو لیجاتے ہیں
 گورگانو بہ خنام ماتحت کشمیری سمت دہلی کے واقع ہے اسکے شمال کپڑن علاقہ جہم و ضلع دہلی مشرق کو
 برکنہ بلیم گڑھ و دریا سے جہما و بلند شہر اور علی گڑھ کے درمیان ہے جنوب میں ضلع مشہر اور تجارت دہلی ہے
 کل سطح اسکا ایک ہزار نو سو بیالیس میل مربع شمار ہوتا ہے کل آبادی اسکی چھ لاکھ باسٹھ ہزار چار سو چھاسی
 آدمی کے ہیں جن میں سے تین لاکھ پانچ ہزار ایک سو تیرا اسی ہندو کاشتکار اور ایک لاکھ اڑتیس ہزار پانچ سو اکیس
 ہندو غیر کاشتکار اور ایک لاکھ اٹھادون ہزار مسلمان کاشتکار اور پینالیس ہزار تین سو اکتالیس غیر کاشتکار
 مسلمان ہیں اس ضلع میں ہوا سے شہر گورگانو کے چار بڑے قصبے اور پین چھوٹے پانچ ہزار سے لیکر دس ہزار تک
 آدمی آباد ہیں موسم اس ضلع کا ایسا ہے کہ دو تہائی سال ہر مین گرمی خشکی اور ایک تہائی سردی رہتی ہے
 ناراضا جی ضلع کے اندر جاری ہے پانی انہیں نواح جے پور سے آتا ہے اور جھوک جاتا ہے یہاں تک کہ موسم میں
 آسمان ٹپری طیفانی ہوتی ہے سطح اس ضلع کا آٹھ سو تیس فیٹ کلکتہ سے اور آٹھ سو چالیس فیٹ سمندر کے سطح سے بلند
 ہے اور خاص شہر گورگانو آٹھ سو ترہ فیٹ سمندر سے بلند ہے کتبہ بعض حصے اس ضلع کے اس سے بھی زیادہ بلند
 ہیں اور جو حصہ اسکا دریا سے جہما کے دہنے کنارے کے پاس ہے وہ بہت بھوار و زرخیز ہے اور بہت ماحصہ کار
 جنگلات ہے ہر ایک کے آگے کسی بادشاہ کے عہد میں اس جنگل کی آبادی نہیں ہوئی تھی اب نگریری عملداری میں
 برابر آباد ہوتا چلا گیا ہے کیونکہ سرکار نے بہت ہی خفیف معاملہ لینا کر کے سال شدہ ام تک بند و بست اسکا
 کر دیا تھا اس سرزمین کے پاس قصبہ فیروز پور آباد ہے اسکے پاس پنج لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ
 جنگلوں میں بانوں کے خون کی بہت کثرت ہے اور جنگلوں میں خانہ بدوش لوگ پو آئی نسل کے رہتے ہیں
 پچھلے زمانہ میں وہ خانہ نگری کرتے تھے اب بکریاں مویشی رکھتے ہیں اور گوشت و شراب سے انکی بہت غنیمت
 ہے کسی نہایت چندان پانچ ہند میں مغرب کپڑن ضلع کے ایک پہاڑی سطح ہے جو جہما کے گھاٹی سے شروع
 ہو کر مغرب کے سمت کو چلتا چلا جاتا ہے زمین اسکی ریگستانی شمال سے جنوب کی تیس میل لمبی اور آٹھ میل
 پوری ہے اس میں چھ در زمین ہے شور انگیز و نیچر و غیر آباد ہے مگر بعض مقام پر لاق کاشت و زرخیز ہے
 اور بعض مقامات پر اگر مہس یا یا بس فیشیا کے مین کو دین تو پانی نکل آتا ہے اور پانی کے نکلنے سے اگر آٹھ یا

نوفٹ تک کنواگہر ارہے تو پانی اسکا میٹھا ہوتا ہے اور اگر دس یا بارہ نوٹ تک گہرا ہو جاوے تو پانی شور
 ہو جاتا ہے اور اگر اوس سے بھی کچھ اور زیادہ گہرا کریں تو پانی تھم و سبے منہ ہو جاتا ہے پانی اسکا انسان کا حذر
 ہی بی نہیں سکا سب اسکا صرف یہی ہے کہ اس زمین کے پینٹے گندہ کس کی کان سے حقد رگہو دانی زمین کی کنگر
 حد تک میٹھا ہو سکتی جاتی ہے پانی پھر نکلتا آتا ہے اس سر زمین میں پور کی بھی کان ہے اور کثرت نکالا جا کر اسکی
 تجارت ہوتی ہے گورگانو کے ضلع کے پہلوں میں نہایت پیدا ہوتا تھا اور اوسکی بکری بھی بہت تھی مگر جب
 سائبر تک فروخت ہونے لگا ہے بکری اسکی کم ہو گئی اس میں کے ریگستان میں ایک پہل آٹھ میل کی بھی
 اور چار میل کی چوڑی پانی ہے گو کہ اس کے پانی کا میدان نکاس نہیں ہے تو بھی پانی اسکا چند ان خراب نہیں
 ہوتا مگر غایان چھلکان وغیرہ آبی جانور اس میں کثرت ہیں جن کا شکاری لوگ شکار کرتے ہیں یہ ضلع اول وقت
 سیدہ کے ماتحت تھا سیدہ اسم میں انگریزی قبضہ میں آگیا اس کے شمال کے طرف ریاست راجہ جی پور وجودہ پور
 کچھ حصہ ایکسویس مل مرہمات نیسا شمر و گی مگم کی ریاست میں تھا جب ہ مرگئی تو وہ بھی سیدہ اسم میں
 وائل علاقہ انگریزی ہو گیا اور ایک و حصہ دو میل مرہم کا متعلق جاگیر فیروز پور ماتحت شمس الدین خان کے تھا
 وہ بھی اس کے پھانسی پٹنے کے ہی شامل ہوا کمرہ و سہ سرکار ہوا اس میں سے فقط علاقہ لوہارو کا اس کے پھانسی امین الدین
 و ضیاء الدین خان کو عطا ہوا اس ضلع میں ٹبر سے قبضہ خاص گورگانو و فیروز پور و قریہ آباد و درواری
 و پادل و سہیل میں اور شہر گورگانو پہلے ریسا شمر و کے مگم کے ماتحت تھا جب ہ مرگئی تو چھاونی فوج انگریزی
 کی یہاں مقرر ہوئی اب ضلع کا مقام ہے اور شہر ہار کے واسے کے نیچے آباد ہے شہر کی صورت مرہم عمارتوں
 اس کے خوشنما اور بازار بارونی ہے ہر ایک قسم کے قوم و مان سکونت کہتی ہے آج ہوا اسکی مختلف موسموں میں
 مختلف ہوتی ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب کے سمت کو دہلی سے اٹھارہ میل اور شمال مغرب کلکتہ سے نو سو اٹھارہ
 میل کا ہے گورگانو کے ضلع کے متعلق سات تحصیل میں ہیں چار سہ رتھ آڑی فیروز پور پونا مانا پول تھ
 سو منہ اور ایک تحصیل میں علیحدہ علیحدہ تحصیل اور ماتحت تھا جب ٹی گنسر ہار گورگانو کے کام دیتا تو
 ہمارے گورگانو یہ ایک قبضہ دہلی کے علاقہ میں دہلی سے اٹھارہ میل سمت شمال اوس شہر پر جو دہلی کے قریبی
 کو آتی ہے آباد ہے شان خٹائی کے وقت ایک شخص بہادر خان جاگیر دار نے یہ قبضہ آباد کیا اور اسے نام
 نام اسکا بہادر گدہ رکھا عمارت اس قبضہ کی خچہ اور شہر بنا یہی خچہ بنا ہوا ہے یہ قبضہ بہادر خان جہر کے
 رئیس کے رشتہ دار کے جاگیر میں تھا بعد صفدہ دہلی کے جب وہ مغرول ہوا تو انگریزی علاقہ میں آگیا یہاں
 ایک چھاونیسم بارا ہے اور تجارت بھی ہر ایک قسم کی ہوتی ہے فرخ نگر شمال و مشرقی کونے ملک جہر
 کے یہ ہو یا شہر آباد ہے عمارت اسکی خچہ و خوشنما ہے ہر ایک قسم کے لوگ اس کے گوشوار کہتے ہیں چھاونی شہر

نواب فوجدار خان بلوچ نے شہ سالہ ہجری میں آباد کیا اور قلعہ کی ہی تعمیر کی اور فرخ سیر بادشاہ کے نام پر نام
اسکا فرخ نگر رکھا بعد ازاں پشت پشت او سکی اولاد اس پر قابض رہی جب تک نگر نہی عملداری ہوئی تو نو اسٹیشن
جاگیردار اس پر قابض تھا اگر نروں نے دستور اسکو واگذاڑ رکھا سفندہ دہلی کے بعد احمد علی خان پوتا مظفر خان
کا بعلت سفندہ پروازی کے پھانسی ملا اور رہا سب ضبط ہوئی سب اس جاگیر کا پائیس مسل مربع تھا اور
چار ہزار چار سو آدمی کی آبادی تھی اور نواب کے پاس چھپل آدمی مسلح رہنے کی اجازت تھی اس پر ہر
سرکاری عملداری میں ہے ذکر مفصل اس بابیت کا سابق ریاستوں کے ذکر میں درج ہو چکا ہے
شخص گڑھ یہ قصبہ ضلع دہلی میں شہور و معروف مکان ہے جسکو کھف خان نو اسٹیشن آباد کر کے اپنے نام پر
اسکا نام رکھا آبادی اسکی تختہ عمارت کی ہے اور بازار ہی آباد ہے متصل اسکے ہنوئی نالہ کی جبلت ہے جو
کے موسم میں طینیانی میں آکر بہت بڑھ جاتی ہے سرکار نے اسکے اندر سے ایک ہر چوٹی سی جاری کی ہے جو
طرف قصبہ کے تختہ شہرناہ ہے فاصلہ اسکا جنوب مشرق ہلی کے پندرہ میل کا ہے قصبہ و زولو و ضلع گورگانہ
میں ہر ہر مقام پر گنہ کا ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر ضلع گورگانہ یہاں تحصیل کا کام لیتا ہے آبادی
اسکی آس ٹرک پر جو دہلی سے الور کو جاتی ہے چوتھریل کے فاصلہ پر دہلی سے جنوب کی سمت کو واقع ہے شہر کے
گرد و شہرناہ تختہ نامو اس ہے اور اسکے دیوار میں برج خوشامیشتیان دیوار کے بنی ہوئے ہیں قلعہ ہی ایک
کچی عمارت کا تعمیر ہوا ہے گرد دیوار میں اور برج اسکے مستحکم ہیں قلعہ کے اندر نواب کے رہنے کا محل انگریز
قلعہ کا نہایت عالیشان عمارت کا بنا ہے اس قصبہ میں مسلمان کثرت در ہندو کم رہتے ہیں آبادی اس شہر کی
تعداد میں جو شمار ہوئی تو سات ہزار نو سو اسی باپنی گئی آبادی کی آسین بہت ترقی ہے یہ شہر پہلے نواب
شمس الدین خان کے جاگیر میں تھا جسکا احوال مفصل ریاستوں کے باب میں تحریر ہو چکا ہے بعد ضبطی یہ گورگانہ کے
ضلع میں شامل ہو گیا چونکہ اسے کی کان اس شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اسلئے لوہے بنانے اور پکانے
کے کارخانے یہاں بہت جاری ہیں بازار اس شہر کا تجارت آبادی حراکت شہر کی تجارت ہوتی ہے علاقہ ہی اسکا سرب
زرعہ سفندہ اور پانی کی کثرت لندی اس شہر کی سبب سفندہ سی آئندہ ہوا لیسٹیا اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کتبہ
براہ اگرہ و شہر آئندہ سوچا نوین میل کا ہے لوہا و یہ قصبہ بخلا جاگیر نواب شمس الدین خان جاگیردار فیروز کے تھا جب
اسکو پھانسی ہوئی تو یہ علاقہ نواب میں الدین خان و صناد الدین خان کو عطا ہوا جسکا حال مفصل سابق تحریر ہو چکا
ہو کہ یہ مقام جاگیردار رئیس کے رہنے کا ہے اسلئے آبادی اسکی بارون ہے اور نو اسکے رہنے کے مکان عالیشان
و تختہ بنے ہوئے ہیں شہر کے عمارت اکثر تختہ ہی ہے ایسے دوکاندار و ساموکار مالدار یہاں تھے ہیں آدنی جاگیردار
بھائی مہمن تقسیم کرتے ہیں بادشاہ پور ضلع گورگانہ میں یہ ایک چوٹا سا قصبہ آس ٹرک پر جو آئندہ شہر کا

جائے ہی دہلی سے پچیس میل سمت جنوب مغرب آباد ہے اسکی اگرچہ ٹھوس ہے مگر عمارت اسکی سختہ و عجیب نہا
 بنی ہوئی ہے دونوں طرف اسکے دو پہاڑی ٹیلے بلند اور پچھلے انکی آبادی اسکی واقع ہے تجارت یہاں خوب
 ہوتی ہے اور بازار آباد و رعایا آسودہ ہے **مالی ضلع** گورگانو میں یہ ایک قصبہ بڑا آباد و بارونق مکان ہے
 علاقہ اسکا آبادی میں تمام ضلع کے آبادی سے پیشانی ہے آبادی اسکی ایک پہاڑ کی شرقی بنیاد میں واقع ہے
 سختہ کھانات کی پتھروں کے یہاں بہت سے مین جو اسکے پاس کے پہاڑ سے نکلتا ہے فاصلہ اسکا دہلی سے
 جنوب کی سمت کو اٹھارہ میل کا ہے **لوہا** ہمشاہہ بڑا قصبہ پرگنہ کا صدر مقام ضلع گورگانو میں اوس ٹرک پر
 جو مٹھرا سے ریواری کو آتی ہے آباد ہے فاصلہ اسکا مٹھرا سے سمت شمال مغرب پچاس میل کا ہے یہاں ایک
 تحصیلدار ماتحت صاحب ٹی کشن بہادر گورگانو تحصیل کا کام دیتا ہے عمارت اسکی بارونق ہے اور تجارت بکثرت
 ہوتی ہے **پول ضلع** گورگانو میں قصبہ اس ٹرک پر جو دہلی سے مٹھرا کو جاتی ہے دہلی سے اکیالیس میل کے
 فاصلہ پر جنوب کی سمت کو آباد ہے اس ضلع میں یہ قصبہ بڑا آباد و مشہور ہے بارہ ہزار آدمی سے زیادہ سمیر
 رہتے ہیں اور چونکہ یہ قصبہ حاکم نشین ہے اور تحصیلدار ماتحت ضلع گورگانو کے یہاں کام دیتا ہے اسکی
 رونق اسکی روز بروز ترقی رہے بازار یہی پہلے سے زیادہ آباد ہے تجارت کی ہی ترقی ہے **نگا وہ ضلع**
 گورگانو میں یہ قصبہ بڑا قصبہ اور آباد مشہور ہے آبادی اسکی اس ٹرک پر جو مٹھرا سے فیروز پور کو آتی ہے تیر
 شمال مشرق فیروز پور کے واقع ہے اور خان پور گھاٹ سے فاصلہ اسکا صرف ایک ہی میل سمت شرق کے
 ہے اسکے متعلق زمین میں بڑا کثرت سے ہوتی ہے مگر زراعت کو کنوؤں کے ذریعہ پانی دیا جاتا ہے قصبہ
 زمیندار بہت تجارت غلہ کی بکثرت ہوتی ہے **خان پور گھاٹ ضلع** گورگانو میں یہ ایک گزرگاہ
 ان پہاڑوں کی قسب میں ہے جو شمال شرق سے جنوب مغرب کو پہلے ہیں یہ گزرگاہی دریا کا گزرہ نہیں
 ہے بلکہ ایک پہاڑی درہ ہے پاس کے ایک میل کے فاصلہ پر سمت شرق میں ضلع نگا وہ آباد ہے اور فاصلہ
 اسکا شمال مغرب کی سمت کو مٹھرا سے باون میل کا شمار میں آتا ہے **شہان پور** یہ ایک قصبہ ضلع
 گورگانو میں ہے عمارت اسکی قدیم اور سختہ بہت ہے اور آبادی بکثرت فاصلہ اسکا باسٹھ میل کا سمت جنوب مغرب
 دہلی کے ہے **سیکری** یہ قصبہ گورگانو میں اس ٹرک پر جو دہلی سے مٹھرا کو جاتی ہے آباد ہے بوقت غلامی
 سرکار انگریزی کے دہلی میں یہ قصبہ مدہ اور ضلع کے ایک سامان نو اسکے جاگیر میں عطا ہوا تھا بعض اوان
 خدمات کے جو وہ مرثیوں کی ٹرائی میں بجالا یا تھا چونکہ جاگیر دار نے سکودار الیہ راست بنایا اسکی بارونق
 اسکی بڑھ گئی اور خوب آباد ہوا اب بھی آبادی اسکی بارونق و تڑوتا ہے زراعت بکثرت ہوتی ہے زمیندار
 خوشحال ہیں **پوٹھری** ضلع گورگانو میں ایک قصبہ اوس ٹرک پر جو دہلی سے جی پور کو جاتی ہے دہلی سے اٹھارہ

[illegible]

۱۵۵۲ء و ۱۵۵۳ء ع میں جب مردم شماری ہوئی تو معلوم ہوا کہ ہندو کاشتکار یہاں دو لاکھ اسی ہزار چار سو پچاس
 اور غیر کاشتکار ایک لاکھ بارہ ہزار تین سو اسی مسلمان غیرہ کاشتکار تین ہزار نو سو اسی پنجاس غیر کاشتکار اکیس ہزار
 دو سو اکتالیس ہو گئے۔ کل میزان میں لاکھ تیرہ ہزار تیرہ سو تھے بعد ازاں جو جو کے اضلاع اس ضلع سے شامل ہوئے
 تو مردم شماری سے ضلع کی کل چار لاکھ تیرہ ہزار چار سو سولہ قرار پائے اس ضلع میں بڑے بڑے قصبہ بہت ہیں
 جنکی تفصیل مفصل اگر تشریح ہو تو طویل ہوتا ہے محض تشریح اسکی یہ ہے کہ جن جن قصبوں میں ایک ہزار آدمی سے
 کم نہیں ہیں وہ گانوں اس ضلع میں دو سو چار اور جن جن قصبوں میں ایک ہزار سے پانچ ہزار آدمی تک رہتا ہے وہ
 شہر اور جن جن پانچ ہزار سے دس ہزار تک آبادی ہو وہ دو قصبہ اور کل میزان ایسے ایسے قصبہ ہیں دو سو اسی ہیں
 دہلی کے ہندو سے پہلے یہاں ہندو بہت سی آبادی ہو گئی تھی لیکن بعد از فتح ہندو مت منقرض ہو گئی اور دہلی کے قصبہ ہندو
 کنارے دہلی کے ہندو آبادی اسکی اس شہر کے چوک نال سے بڑا کو جاتی ہے واقعہ ہے اور کرناٹ سے
 فاصلہ ایک طرف شمال ہندو ہیل شہر میں آتا ہے اور شمال مغرب کے لئے سو اسی ہیل چک وہ ضلع ریشک میں
 بہ ایک شہر وہ آباد قصبہ اس شہر کے چوک دہلی سے ہنسکی جاتی ہے بائیں ہیل دہلی سے سمت شمال مغرب واقع ہے
 چاٹ گورگانو کے علاقہ ضلع ریشک میں اس شہر کے چوک دہلی سے ریوٹاری کو جاتی ہے اڑتالیس ہیل دہلی
 سمت جنوب مغرب واقع ہے یہ قصبہ بائیں کنارے سانی نال کے ہے جو بعض اوقات جاری اور کبھی خشک ہوتا ہے
 خضدو گارسات میں تو اس میں ہندوستانی ہوتی ہے کہ پانی اسکا خف گڑھ اور فرخ نگر کے چیل تک جا پڑتا ہے اور گڑھ
 کنگار دیرایے جنبا میں جا کر قیام دہلی شامل ہو جاتا ہے چھوٹے علاقہ چھوٹا سرکاری عمارت سے علیحدہ نواب
 عبدالرحمان خان کے جاگیر میں تھا جو اب ضبط ہو کر ریشک کے ضلع کے شامل ہو گیا اسکے شمال میں ضلع ہریانہ و
 ریشک شرق میں دہلی و گورگانو و اور جنوب میں ہے ضلع گورگانو و اور مغرب میں شکاوتی و پگنہ لوہار و
 کل سطح اسکا بارہ ہزار تین ہیل مربع بلندی اسکی سطح سمندر سے آٹھ سو بیس فٹ ہے آٹھ سو چالیس فٹ تک
 ہے بارش کے موسم میں وچے پہاڑوں سے پانی اس علاقہ میں اگر بہت نقصان کرتا ہے ہر وہ پانی میں
 کہ شرق کے ملک میں بہتا ہوا دہلی کے شمال کے طرف اگر آٹھ سو فٹ کی اونچائی سے گر کر جنبا میں آتا ہے
 جنوب مغرب میں اس ملک کے چھوٹے چھوٹے ٹیلے پہاڑوں کے بہت ہیں اس ملک میں شمال جنوب کو ایک شہر
 ہنسکی سے شروع ہو کر قصبہ آباد و نچ کو جاتی ہے اور دوسری شہر شرق سے غربا کو داری سے چھو کو جاتی ہے چوک
 بڑے شہر اس علاقہ میں چھوٹا نال و دو جانہ و داری و کبود میں اسکی سالانہ آمدنی بوقت حکومت ریاست چھو
 گئے چھ لاکھ دو سو سالانہ تھے اور نواب اس ملک کا جنگی فوج تعداد تین ہزار سپاہی کے رکھتا تھا اور چار سو نو لاکھ
 میں ہر کارانگریزی کو دیتا تھا خاص شخص چھوٹا ایک بڑی آبادی کا شہر اس شہر کے چوک دہلی سے ہنسکی

براہ گورکانو جاتی ہے انسی سے سات میل سمت جنوب شرق اور دہلی سے مغرب کو نصفہ نقشہ سل آباد ہے جو بعض
بیان ہے کہ اول بنا اس شہر کی جو جو بن گیا تھی اور نام اسکا جو جن نگر رکھا تھا مگر اب بسبب تادمی ایام وہ نام مگر کچھ
ہو گیا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ راجہ جو جن کب و کس وقت میں ہوا تھا یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سابق قوت
انقلاب علیاریون کے یہ قصبہ آج گیتا تھا یہ جب علیاری می مسلمان بادشاہوں کی ہوئی تو از سر نو آباد ہوا مگر پہلا
قصبہ اس آبادی کے مقام سے شرق کے طرف دو ڈھائی میل پر آباد تھا اور حال کی آبادی کے مقام پر پہلا
جہیل بانی کی تھی جسکا نام جو جو تھا پہلا شہر جسکا نام ہاگولان تھا بوقت حلیہ غوریوں اور مارے جانے رہے پھر اس کے
آخر کریمہ ناشر مقام پر آباد ہوا اور نام اسکا اسی جہیل کے نام پر رکھا گیا اور بعض اوی یون کہتے ہیں ہاگولان
شہر کے آج کے بعد اسی جو جو ہاگولان میں رہتا تھا اس شہر کی آبادی کی بنا رکھی تھی
اور جو جو ہاگولان نام اسکا آئے اپنے نام پر رکھا تھا جو کثرت استعمال سے جو جو ہاگولان سے جو جو باقی رہ گیا جیسا
کے اخیر میں اس شہر کا نام مبارک آباد عرف جو جو مقرر ہوا اسکا یہ سبب ہوا کہ جب علیہ ہجری میں بہا سلطنت
حاکم گیسو ثانی شانزادہ عالی کہر بنظر انتظام محالات جاگیر اپنے کے مار نول تک یا تو جو جو کی حاکم بنے بغاوت
اختیار کی اور بادشاہ علیہ علی الملک غازی الدین خان وزیر کچھرام کے بادشاہزادہ کے مقابلہ کو مستعد ہوا
اور اسکی سرکوبی کے واسطے شانزادہ خود جو جو میں آنا اور اسکی گرفتاری کے بعد کسی مہینے جو جو میں رہا اور منسلک
ہوا اور اس کے ایک قلعہ کے بنانے کی بنا ڈالکر مبارک آباد اسکا نام رکھا اور یہ وہ تخت نشینی اپنے کے یہی بادشاہ
فرمانوں میں ہی نام تحریر ہوتا رہا **عظیم آباد** یہ شہر بھی بہت پرانا اور قدیم عمارت کا ہے آبادی
اسکی کربال سے نو میل اس شہر پر جو کربال سے لوہیا کو آتی ہے ایک اونچی ٹیلی پر واقع ہے اس سیکرٹ
کے موسم میں چاروں طرف شہر کے بست زمین میں بانی ہوتا ہے شہر بیاہ اس شہر کا تختہ بنا ہوا ہے جبکہ
دیوار میں برج عالیشان بنے ہیں شہر کے پاس ایک ٹال ہے جو ہمیشہ پر آب رہتا ہے شمال کے سمت کو اسکی بہر
سے سخیہ و مضبوط عمارت کی بادشاہان اسلام کے وقت کی بنی ہوئی ہے دیواروں میں اس کے برج بلند
اور گرد اس کے خندق عمیق کھدی ہوئی ہے اس سرائے کو اگر ایک قلعہ مستحکم لکھا جاوے تو سچا ہے اس شہر
ہر ایک قسم و قوم کے لوگ ہتھیارین مگر مسلمانوں کی کثرت ہے کا دھرم کے علاوہ میں یہ ایک قصبہ جاگیر
اور اس کے مغربی سمت کو آباد ہے سابق یہ قصبہ نواب کے جاگیر میں تھا اب ضلع ریشک کے ماتحت ہے کا
جو جو کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اس شہر پر جو بانسی سے پنج کو جاتی ہے انسی سے تریل سمت جنوب اقم ہے
سرکارانگیزی کے علیاری سے پہلے یہ قصبہ داؤن راو مرٹھ کی قبض و دخل میں تھا اور آئے یہاں ایک
قلعہ مضبوط بنا کر اس قصبہ کو آباد دارالریاست مقرر کیا ہوا تھا لارڈ لیک صاحب بہادر نے بڑی بڑی ٹرائیاں

دروہ در دہک کے ضلع میں بہ ایک قبضہ اس ٹرک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے سترہ میل دہلی سے
 شمال مغرب کے آثار ہے عمارت اس قبضہ کی کچھ تختہ اور کچھ خام ہلی ہوئی ہے اور غلہ کی تجارت بھی ہوتی ہے چھوٹا بازار
 اور چند دکانیں اس میں ہیں علاقہ ہیر پور ایک بڑا علاقہ اور فراخ زمین ہے تختہ ٹھٹھ گونہ بہادر پور
 کے ہے شمال مغرب شمال مشرق کی طرف اس کے سرحد کے علاقہ کے شہر اور شرق میں صنم دہک و داور پور
 میں اور سی کا علاقہ ولہار و مغرب میں ریاست بیکانیر و ہریانہ ہے کل ستم اسکا تین شہر تین سو میل مربع ہے
 زمینیں کچھ بہت ٹھکان اس پر معلوم ہوتے ہیں کہ گویا ان پر کبھی دریا چل چکا ہے دریائے گہر و ٹنگا غیرہ ندیاں کو
 ہمارے ٹھکانہ میں بہتی ہیں اسکی بہت سے مقامات سے زرخیز و لائق پیداوار ہے آب و ہوا اسکی مناسب
 کے ہے پیداوار یہاں کی شالی گہوں جو وغیرہ ہر ایک قسم کا غلہ ہے اس علاقہ میں جن جن مقامات پر پانی کی کمی
 ہے زمینداروں نے وہاں پر پختہ تالاب بنوائے ہوئے ہیں برسات کے موسم میں وہاں پانی جمع ہو جاتا ہے
 اور کبھی کی موسم میں ان تالابوں سے وہ پانی خرچ میں لاتے ہیں اور اگر برسات نہ تو کٹوڑن کے ذریعہ سے پانی
 کو پانی دیتے ہیں کونین یہاں بعض ایک سو اور ایک سو بیس فیٹ تک گہرے ہوتے ہیں زمین یہاں بہت سے
 مقامات سے خشک ہوتی ہے اگر برسات نہ تو کٹوڑن کے پانی ہی خشک ہو جاتے ہیں اس علاقہ کو سب سے
 کہ یہاں بڑا جنگل ہے فیروز شاہ تغلق نے شکار گاہ بنایا اور سب کم آئی کے وہ جہاں سے شکار ہو کر
 لایا جو ہانسی حصار سے گزر کر دریائے گہر میں بہ جاتی ہے جنگل یہاں بہت درندوں سے بھرا ہوا ہے شیریں
 وغیرہ یہاں اکثر پائے جاتے ہیں شاہان سلف یہاں آکر اکثر اوقات شکار کرتے تھے اور وہاں انگریز بھی شکاری
 شوق سے وہاں جا کر شکار کیتے ہیں یہ ملک پہلے رائے پور حاکم دہلی و جمہیر کے حکومت میں تھا سلطان ہمایوں
 غوری نے اس پر حملہ کیا تو فریقین کی اس جنگ میں اسکی موت کا گنج شہیدان اب گتے جو دستہ اور وقت
 عملداری سلمان بادشاہوں کی اس علاقہ میں ہوئی فیروز شاہ تغلق نے اسے آباد کیا بہت توجہ کی شہر حصار
 آباد کیا اور قلعہ بنا کر فیروز آباد نام رکھا اور ایک قصبہ و جگہ نام فتح آباد ہے بنام فتح نمان ہے اسے
 بنایا اور گہر ندی سے ایک نالہ پانی کا لاکر فتح آباد کے علاقہ کو سیر کیا ستون سرخ تھر کے اپنی یادگار وہاں
 بنائی بعد ازاں چٹاپی سلطنت کے اخیر تک اس پر شاہان اسلام ہریانہ میں حکومت کرتے رہے آخر جب چٹاپی
 ضعیف ہو گئی تو سکھوں نے قوی ہو کر اس علاقہ میں جا سجا قتل و غارت شروع کی اس نے گہر پور کے رئیس نے ہریانہ میں
 اگر اول موضع ہر علاقہ فتح آباد کو لوہا پر فتح آباد کے قلعہ اور سرحد پر اسکا تسلط کیا اس وقت رحیم داد خان
 ناظم دہلی سے مامور ہو کر ہریانہ میں آتا سکھوں نے جمع ہو کر اس سے لڑائی کی اور اس نے عین معرکہ میں شہادت
 پائی اس کے مارے جانے کے بعد امرنگھ کا قبضہ ہانسی و حصار و توٹنام برہی ہو گیا اور سکھ لوگ جا سجا دیہہ

لوٹتے پھرتے تھے کیونکہ ان کے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہ تھی یہ حال شکر نواب خٹا خان اور راجہ جی سنگھ فوج لیکر دہلی
 ہریانہ میں آئی اور مقام حبیب پور میں ٹھہرا۔ ان کے رئیس سے انہوں نے ملاقات کی اور باہم عہدہ نامہ لکھ کر ان سے
 حصار ورتنگ ہم و نوشام پر اپنا ہر تسلط جاکر واپس چلے گئے باقی ملک جو سکھوں کو دیا گیا تھا ان کے پاس ہی رہا
 دیا اس وقت جو سنگھ ناظم ہریانہ کا شاہ دہلی کی طرف سے مقرر ہوا اسی عرصہ میں ایک لڑنے ناگہانی واقعت
 آسمانی حکم نامہ چالیس قسطوں پر مشتمل تھا۔ میں پنجاب ہند میں نزل ہوا اور ادھائی سیر گھوٹوں فی روپیہ کیونکہ اسکے
 صدر سے اور سلطنت کے عذر سے تمام ملک ایران ہو گیا بڑے بڑے قبضے اور شہر تریباد و خرابا ہو گئے لاکھوں
 ہو گئے کے عذاب تکلف ہو گئے ہیں میرٹھ کے قوم ہریانہ پر قابض ہوئی اور آگیا کہ اندھو اور نے ہمارا
 اپنا تسلط جایا اور طامس صاحب انگریز اسکے طرف سے حاکم یہاں کا بنکر آیا اس نے سکھوں کے ساتھ بڑے بڑے لڑائیاں
 اور آگیا کہ اندھو کے رہنے کے بعد وہ خود مختار رئیس ہو گیا ان سے و حصار اس نے دوبارہ آباد کیا جب وہ
 دولت سے سندھ کی فوج سے منسلک ہوا تو اسکے طرف سے میرزا الیاس ہاکم ہما نکا بنا اسکے عہد میں
 انگریزی حکمرانی ہریانہ میں ہو گئی اور وہی ناظم دستور مقرر رہا بعد میں وہ مقام سرسہ زمینداران قوم
 بڑی سے لڑ کر مارا گیا پھر انگریزوں نے یہ علاقہ نواب معین الدین عرف پٹنہ خان کو یہ علاقہ انتظام کے واسطے
 سپرد کیا پھر احمد بخش خان بولہارو کا نواب ناظم رہا پھر عبدالصمد خان نواب جاگیردار وہ جانا کہ انتظام قرار پایا
 مگر کسی سے انتظام قرار دے اس علاقہ کا ہوا آخر مستر کارنر صاحب ایک انگریز حاکم کو حکومت یہاں کی سپرد
 ہوئی اس نے بڑی کوشش و جانفشانی سے اس علاقہ کا انتظام کیا اس روز سے آج تک اسے انگریزی حکام اس
 حکومت کرتے ہیں **حصہ چہارم** یہ شہر ہریانہ کے ضلع میں اس شہر کے جو دہلی سے بہتر کو جاتی ہے
 دہلی سے فرت کے طرف بفاصلہ ایک چار میل اور لاہور سے بجا نب گوشہ جنوب مشرق ایک سو ساٹھ میل آباد ہے اور
 فنی ماٹھا میں پنجاب اس گہروں کی اسپیں آبادی ہے اور لوہڑا رتن سواڑ ٹھہنے کی مردم شمار ہی شمار میں
 آئی ہے اور جہاں کی نہر فیروز شاہ بادشاہ کی کہو و دہلی اس شہر کے عین فیصل کے نیچے رہا ہے یہ شہر
 شرق کے طرف سے آن کر جنوب و یہ فیصل کے نیچے ہوتے ہوئے غرب کو چلی گئی ہے نہر کے کنارے کنارے
 و خوشنکاد و نورف ہر جم نہایت خوشنظر آتا ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح درج کتب ایچ ہے کہ پہلے
 یہاں بالکل جنگل تھا اور ایک غائب ہول نام اس جنگل میں عبادت کیا کرتے تھے ایک تہہ شہزادہ فیروز قلی کا بیٹا
 جو تہرپ شکار یہاں آیا تھا اسکو شیخ ہول کے شہادت سلطنت کی دی جب وہ بادشاہ ہو گیا تو وہ مارا تو
 دلی شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اسی مقام پر اسے آبادی کی بناؤ اگر اول شہر میں اس
 قلعہ بنوایا اور پھر پنجہ شہر تعمیر کرایا اور ایک نہر جہاں سے کار شہر یہاں لایا اس وقت کی آبادی کے کھد

شاہ ابھی دور دور تک نظر آتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ پراثر تھا اب انہیں کھنڈرات
 میں سے شہر و اس کے لوگ عمارات کیواسطے اچھین کھو کر لاتے ہیں گرد اس شہر کے اکثر لوگ اسے مقبرہ اور قدیمی
 عمارات پرانے زمانے کے بنے ہوئے بہت نظر آتے ہیں آبادی قدیمی شہر کی سلطنت چٹائی کے اخیر وقت تک
 پراثر قائم تھی ہر سبب غارتگری سکھوں اور صوبہ کے قحط کے جوڑت اگر ماضی میں قوم میں آیا تھا یہ شہر بالکل
 برباد کیا اور چودہ پندرہ برس تک بڑا ہوا پڑا اور لوگ مکانات کو گر کر لکڑیاں اسکی اٹھائے گئے سوار سوار
 بعد پندرہ برس میں چارج صاحب نے اسکو از سر نو آباد کیا اور لوگ آگے بڑھ کر اندر آباد ہو کر جب آبادی کی ترقی ہوئی تو قلعہ
 باہر ہی آبادی ہوئی شروع ہوئی اب مہاجروں مالدار لوگ تو قلعہ کے اندر رہتے ہیں دہالی و دوگر و تھوڑی قصبہ
 وغیرہ باہر کے حصہ میں سکونت پذیر ہیں اور قلعہ کے فیصل میں جو پختہ بنی ہوئی ہے چار دور واز سے جا پہنچتا
 دروازہ ہند ہے اور شہر کے باہر سر زمین کو ٹھکان ہے اچھی اچھی تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہیں یہاں صاحب
 کشمر بہادر صاحب ٹی کشمر بہادر دو لاکھ تیرہ لاکھ کے متعلق تین خلع حصہ اور
 دوسرے اور خاص خلع حصہ کے متعلق پانچ تحصیلیں حصہ دہوآنی و داسی و بردالہ و قلعہ آباد ہیں اور کل خلع
 کی خانہ شامی او داسی ہزار آٹھ سو چھیالیس مردم شماری میں لاکھ چالیس ہزار آٹھ سو آٹھ آسمین سے مرد
 و لاکھ ایک سو اونتر اور عورتیں ایک لاکھ چالیس ہزار چھ سو اونتر ہیں پہلے جب یہ خلع مالک
 شامی کے متعلق تھا تو اس وقت یہاں کی کشمری دہلی میں تھی بعد فتح کے یہ خلع ماتحت پرزیدہ سی پنجاب
 ہوا اور محکمہ کشمری یہاں قلعہ مقرر ہو کر چار خلع حصہ و چھوڑ و شہر کے دوسرے اسکے متعلق ہوئے بعد
 چھوڑ کا خلع تحفین میں آگیا اور تین خلع باقی رہ گئے اور لوہاروہ دو جانہ کے رئیس خود مختار ہیں اسی کشمری
 کے ماتحت ہوئے شہر کے عذر کے وقت یہاں ہی مشہور ہے بڑی خرابی وقوع میں آئی اسوقت
 ایک پٹن بلالہ اور ایک جٹ ہندوستانی سواروں کی نمبر یہاں پر رہتی اور انہیں میں سے ایک
 کھنڈی خزانہ ہزار ایک رسالہ کسٹ میں ڈاکر تھا اور ایسا سالہ لوہا و جنگ خان و ادویہ
 کا صاحب کلکٹر کے اردلی میں تھا دہلی کا غوغا شہر صاحب کلکٹر نے سرکار ہند کے کو شہر کے اندر قلعہ میں لگایا
 اور دہلی کے رئیس کا رسالہ بھی شہر میں بلایا اور کچھ شہر میں ملازم بھی لو کر رکھے اور پٹن کے چھوڑ
 شہر کے دروازوں پر مامور کر دیا جو کچھ شہر کا صاحب کمان فسر کو اپنے فوج کی وفاداری کا پھر دیا
 اسلئے ان کے تدارک کے واسطے کچھ پیش بندی نہ کی آخر ۲۹-۳۰ مئی ۱۸۵۸ء میں جمعہ کے دن گیارہ بجے
 پٹن اور جٹ متفقہ ہائیں ہند ہو گئی نگلوں میں انہوں نے آگ لگا دی صاحب کمان فسر کو جو اسوقت
 جبریل ہاتھ دے ہاتھ لگے اور باقی صاحب لوگوں کو نکھڑا ہونے مار ڈالا وہ بچے کے وقت ان

مفردن میں سے ایک ہوا اور حصار میں آیا اسکے آتے ہی حصار کی کھنسی در سالہ ہی بگڑ گیا پہلے انہوں نے جین کو
 مار کر خزانہ اپنے قبضہ میں کر لیا پھر جینانہ کے قیدی چور دے پھر صاحب کلگر کو قتل کیا دھوری کے رسالے بھی
 باغی ہو کر کوٹھون کو آگ لگا دی سرکاری دفتر کو جلا کر کل عیسائیوں کے میمنوں و بچوں کو ذبح کر ڈالا شہزادہ عظیم
 علی شاہ پریشاد سرگروہ باغیوں کا بنا اور سرسہ کی کھنسی در سالہ ہی جو ہانسی کے فوج میں تھا وہ بھی باغی ہو گئے اور
 دہاکا خزانہ لوٹ کر فتم آباد آئے اور یہاں سے پہلی کو چلے گئے عرض اس طرح کا ہنگامہ جو دوسری و خود مختاری کا
 خزانہ سے حصار میں گھر رہا جب یہ خبر لاہور پہنچی تو لاہور سے فوج راجہ جواہر سنگھ و دیگر ملازمان جدید کی باغی
 گورشاہ صاحب دہلی شہر فیروز پور کی ہریانہ کے ملک کے روانہ کی گئی جب خبر آئی کہ فوج انگریزی کی حصار میں
 ہوئی مہذبہ دہ گئے ۱۹۔ جون کو صاحب موصوف بہقام خیر و علاقہ سرسہ کے پہنچی اور قوم سجادہ و بہادر
 متعلقہ ہوا جہن بہت سے مفند مارے گئے ۲۰۔ جون کو صاحب سرسہ کے مقام پر آئے وہاں سے صاحب فوج
 نے کھنسان میں چل کر براہ قبضہ ہوا وہ فوج راجہ بیکانیر کے ڈانہ حصار کیا اور ان کے حصار میں پہنچے
 اس میں ان کو گیا سو اے رنگھو کو گون کے اور کوئی مفند نہ ۱۳۔ جولائی کو جلال پور کے رنگھو وں سے ہانسی جیل
 کیا مگر خزانہ ہمالیہ کے دوسرے مرتبہ رنگھو وں نے حصار پرورش کی اور خزانہ مقابلہ جاری ہوا آدمی اس کے کہتے
 رہے دوسری مرتبہ ۱۴۔ جون کو شہزادہ عظیم مفند نے رنگھو وں کے اجتماع کے ساتھ تحصیل تو شام پر حملہ کیا
 اور تین لاکھ سوار و پیادے لعل تھانہ دار و خزانہ سنگھ خانو کو گوجان سے مار دیا آخر میں صاحب و فوج
 سرگوبی کے واسطے جا پہنچے اور ان کو تہ تیغ کر کے گانواں کے علاقے میں اور قبضہ جلال پور کو جلا کر خاکستر کر دیا
 صاحب جاسچا ہریانہ میں دورہ کر کے مفند وں کو سرادی اور بند دست کامل ہو گیا اور اور مفند وں کو بوجھ
 سر اہانسی کی ملی اور خیر خواہوں کو انعام حاصل ہوئی شہر حصار کے گرد نواح میں قدیمی مقبرے بزرگان اہل اسلام
 اور سجدین بہت ہیں بہت سے مقبرے اور سجدین، زمین سے بکھڑے براہ نقب گراوی ہتھن اور باقی ہیں
 ان میں سے چند کائنات کا حال تحریر کیا جا رہا ہے **مصلح قافط کا مرکان** بعد محمد شاہ بن غیاث الدین
 اتلق بادشاہ دہلی اکثالیس شخص قافط کلام اللہ اس شکل میں ریکر عبادت کیا کرتے تھے اور انہیں میں سے ایک قافط
 بہلول نام جن کو اب اناشیر بہلول کہتے ہیں ہر وہاں سے دہلی آئے تھے کہ جنکی شارت سے سلطان فیروز شاہ بادشاہ نے
 سلطنت پر کامیاب ہو کر شہر حصار آباد کیا ان جانٹوں کے مقبرہ حصار سے شمال کے سمت کو ایک کوس کا فاصلہ پر
 ہیں مگر و اناشیر بہلول کی مزار جانب شرق ہانسی کے راستہ پر واقع ہے یہ مقبرہ لاکھ ست تو انکی قبر ایک ہوا
 کتبہ بنایا ہوا ہے اور متصل اسکے ایک مسجد خوش قطع بنی ہوئی ہے اصل میں نام انکا شیخ عبدالرزاق المشہور شیخ
 بہلول تھا اور ارا دت انکی منجہبت حضرت شاہ قیس گیلانی قادری کے تھے جنکی وفات نو سو باون ہجری میں

قلعہ میں آئی اور شیخ بہلول چھاری ایک ہزار گیارہ مین فوت ہوئے اور روضہ حضرت کاہی اسٹیٹ ہاؤس میں جا کر
 مسجد روضہ کے پاس کی ایک ہزار ایک سو چھ مین کسی شخص عبد العزیز نے تعمیر کی کہ نام بانی و سال تعمیر مسجد کے محراب پر
 لکھی ہے **مقبرہ شاہ جند حصار می** یہ مکان قلعہ سے باہر جانب ناگوری دروازہ شہر سے ٹھکانو
 پچھری کے شکر پر واقع ہے حضرت کی قبر پر ایک چوٹا سا گنبد چار ستون کا سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے گنبد کے اندر دو
 قبریں ایک خود حضرت جندی کی اور دوسری اونکے بیٹے کی ہے یہ شاہ جندی حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر شتی
 کے اولاد میں سے ہیں فیض حبشہ سلسلہ کا اوکلی موروثی نعمت ہے اس کے سوا کسی قادر بہ خاندان میں سے انہوں
 پر سے نواہد حاصل کئے تھے اونکی قبر سے بائیں طرف اونکے استاد کی نزار ہے جس پر خط عربی قاریخ بنار و خدیجی
 ماہ ریم الاول ۷۱۳ ھ ہجری لکھی ہے اور شاہ جندی کے روضہ پر یہ عبارت خط عربی کندہ ہے **سمی اللہ الرحمن الرحیم**
 الرحیم الغفر من شخص فی القعدۃ سنۃ اھدی وثلثین وربع مائتہ بانیہ جندی بن جندی بن محمود و ۷۱۳ ھ ہجری اگر
 ان مقبروں پر تاریخ بنا تو سو تالیس و نو سو اکتیس تحریر میں صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ دو نور و روضہ ان کی وفات
 سے بعد بنے ہیں کیونکہ تاریخ وفات شاہ جند حصار می کی کتب و تاریخ سے نو سو تالیس ہوتی ہے اور یہ روضہ
 اکتیس سال بعد وفات و ذکر تعمیر **جامع مسجد شہر حصار کے** اندر یہ مسجد تحصیل کی پچھری کے مقبرہ
 واقع ہے عمارت اسکی سنگین نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے اسکی پتھروں میں سنگ فیروزہ بطور کاری جا بجا
 ہوا ہوا ہے جس سے نہایت زیبائش معلوم ہوتی ہے اور کتبہ خط عربی جو اس مسجد پر لکھا ہے اور میں بانی
 کا نام ہارون بادشاہ اور ۷۱۳ ھ لکھا ہوا ہے مگر واضح ہو کہ ہارون شاہ بعد بابر کے نو سو تالیس مین تخت نشین
 ہوئی ہوا تھا شاید اسنے یہ مسجد بایام شاہزادگی تعمیر کرائی ہوگی **فیروز شاہ کی** لاٹھہ حصار کے قلعہ کے
 اندر ایک پورانی مسجد فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی تھی اور مسجد کے صحن میں ایک مربع پتھر کا مینار بنا
 جسکا طول پتالیس فٹ اور بنیاد کی موٹائی آٹھ فٹ ہے یہ مینار بھی اسی قسم کا مینار ہے جسکے فیروز شاہ تغلق
 شہر دہلی آئے اور وہیں اپنی یادگار بنوائے ہیں یہ بھی کتبہ خط عربی پتھروں میں کندہ تھا مگر جن دنوں میں کہ
 سکھوں نے حصار کو لوٹا یہ نقصان بھی اس مینار کے گرد و آہوں نے لگڑیوں کا انبار لگا کر آگ لگا دی اس
 نیت سے کہ یہ منہدم ہو جائے اس آگ سے اسکا اور تو کچھ نقصان ہوا صرف یہ کہ ایک ایک دو دو انگشت
 سے پتھر چلے چلے اور تر گئے اور کتبہ زائل ہو گیا **مسجد سرون دہلی دروازہ** یہ مسجد بھی پور
 بادشاہ کی بنوائی ہوئی تھی ابھیارہ کے سڑکے میں ہے جسکا کتبہ خط عربی ہے اور اس میں نام نامی ہارون بادشاہ
 اور ۷۱۳ ھ ہجری لکھا ہے **محل کوچری** یہ مکان قلعہ سے باہر جانب گوشہ غرب شمال واقع ہے کسی زمانہ میں
 یہ مکان بھی براعالتان تعمیر ہوا تھا اور اس کے چاروں طرف سے تھانے سنگین و مضبوط بنائے

اور مشہور ہے کہ فیروز شاہ نے یہ محل ایک عورت کو جبری کے واسطے کہ وہ اسکی محبوبہ تھی بنوایا تھا اور قلعہ کے مشرق
 سے راستہ زمانہ آمد و رفت کا بالا بالا اس محل تک بنایا ہوا تھا اگرچہ اب درمیانی عمارتیں بسبب انقلاب زمانہ کے منہاں ہو گئیں
 مگر نشان اہصاف و المان کے اب تک موجود ہیں **مقبرہ محمد سہا عیال** یہ مقبرہ بھی ایک عالیشان بنام
 شہر کے باہر غرب کے طرف نہر کی ہو جو وہیں ہے یہ شخص اس زمانہ میں اچھا فقیر ہو گذرا ہے اور مقبرہ اس کے بیٹے مقبرہ الہی
 نے کہ اب بھی زندہ ہے تعمیر کرایا ہے اور سنہ ایک ہزار و سو پتر میں محمد سہا عیال نے وفات پائی اور اس مقام پر
 مدفون ہو اگرچہ گھر بہ گرجا عبادت گاہ عیسائیوں کی حصار میں نہایت خوبصورت و مضبوط مکان بناموا
 ماہ دسمبر سنہ ۱۸۴۷ء میں اسکی بنیاد رکھی گئی اور جنوری سنہ ۱۸۴۸ء کو صرف چار ہزار ایک سو اونچیس و پیر کے عمارت
 اسکی باختم ہو چکی اس کے مجاذ میں ایک نیارنگ سرخ کا اون انگریزوں کے یادگار کے واسطے بنایا گیا
 جو ۱۸۴۸ء کے فدر میں غنہ و ن کے ماتھے سے مقتول ہوئے تھے سابق سرکار انگریزی نے یہاں ایک خیرہ سائڈ
 گورونکا واسطے ترقی اتل گورونکے رکھا ہوا تھا ۱۸۴۸ء میں وہ محکمہ برخواست ہو گیا پھر حکم سرکار کے
 یہاں بلو نکا خیرہ مقبرہ بنوا چند سال کے بعد وہ جی برخواست ہو گیا اگرچہ شاہ کے وقت یہاں قلعہ ہے ایک سنگی
 و سرائشتی اور صوبہ حصار کا دہلی سے علیحدہ مقبرہ تھا اور آمدنی کل صوبہ کی تیرہ لاکھ پچتر ہزار بائیس و پیر تھی فوج ہوا
 و پیادہ ہی صوبہ کے پاس ہو جو درہ تھی جس کے علاقہ کو اب محنت حصار کا علاقہ تصور کر لینا چاہیے اگر اس میں شہانہ کا
 کھنڈ یادہ تر مانت تھا اب کل جمع منسلح حصار کی پہلی بند و بست مل میں پر لکھ دس ہزار دوسو تھے سو اس کے نوا
 آمدنی سو اسے پرمٹ چونگی و اشام وغیرہ کے ہے جسکی تفصیل لکھنے میں طوالت ہوتی ہے **شہر فسنی**
 یہ شہر حصار سے جانب شرق بقا صمد تیرہ کوس اور دہلی سے سمت شمال مغرب اسی میل کے فاصلہ پر دہلی کی طرف
 اور فیروز شاہ کے کنارے پر آباد ہے دو ہزار نو سو گھر اس میں باد میں اور دس ہزار ایک سو اکثر آدمی کی شماری
 ہے وچ شہر اس شہر کی باسٹم فسنی کسکو معلوم نہیں بعضوں کا قول کہ راجہ انگیاں تنور نے سکھ آباد کیا تھا اور بعض
 کہتے ہیں کہ اسے تنور کی یہ آبادی ہے اور بعض ذکر کرتے ہیں کہ آسا جاٹ بانی کے رہنے والے کے نام پر یہ آباد
 ہو کر اسی نام کا گیا تھا اور ایک مشہور تقریر یہ ہے کہ چو مان راجو تون کی سلطنت میں ایک آج کی لڑکی آٹا
 لادم تھی جب وہ بیمار ہوئی تو تبدیل آج ہو اسکے واسطے یہاں بھی گئی یہاں آئے ہی اسکے مرض میں فاقہ ہوا اور
 فسنی و سکی فندر سنی کی خبر سکر دہلی سے راجہ ہی یہاں آیا اور لڑکی کے منے کو مبارک سمجھا اور اسے یہ شہر آباد کرکری
 نام دیا جو اب فسنی مشہور ہے یہ قلعہ بھی اسی کی بنیاد رکھی ہوئی ہے اور قلعہ کے نیچے جانب شرق اوسے لڑکی
 کے نام پر ایک ٹالاب ہی تعمیر کرایا کہ ٹالاب کا نام اب تک ابنتی ٹالاب مشہور ہے ہندو راجوں کے عہد تک یہ
 کے ملک میں ہی شہر حاکم نشین نام مسلمان بادشاہوں نے پہلے سلطان محمود غزنوی کے بیٹے نے اس پر حملہ کیا

ہندو راجن نے جو اس قلعہ کو نہایت مستحکم تصور کر کے در و در سے لہا مال و اموال و خزانہ لار کہا تھا وہ سب
 گنج بے محنت و بے سحر دے لے لیا علاوہ اسکے موجب جمع کرنے خزان کا اہم مقام برہہ تھا کہ برہمنوں نے راجن کو اپنے
 جوتش کے موجب یہ خبر دی تھی کہ سلیمانوں کا قبضہ ہانسی کے قلعہ پر کبھی نہیں ہوگا اور ان کے قول کو راجن نے سچا مانا
 سب مال و خزانہ اپنا یہاں جمع کر دیا مگر مسعود نے جہد دن کے عرصہ میں اس کے قلعہ کی اور مسلمان فوج دیواروں میں
 سینچیں گاڑ کر دیوار پر چڑھ گئے وہ سراحملہ امیر سلطان شہاب الدین غوری کا ہوا اور اسے پتھر اس کے ساتھ لگے
 یہاں سخت لڑائی ہوئی اور اسے ہر شہر مسلمان قبضہ میں آگیا سمیت اکر باجی کے قلعہ میں سکھوں کی غارتگری
 کے بعد یہ شہر بالکل آبر گیا اور وہ پندرہ برس تک برابر آجرا باہر برہمنوں کی عملداری میں جاری طامس صاحب نے
 دو مارا اسکو آما دیکھا چاروں طرف کے پختہ فیصل ہو کر چہ دروازے رکھے اور اسکو اپنا دارالریاست مقرر کیا آبادی
 اس شہر کی جنوبا شمالاً طول میں زیادہ ہے اور عرض بہت کم ہے سرکار انگریزی کے عملداری میں رجسٹر اول کے
 چھاروں طرفی مقام پر مقرر ہوئی اور غدر کے سال کتا قائم رہی شہر سے بجانب شرق بقاصد ایک کوس جہاں کے شہر
 چادر بل ہے جہاں سے شہر کے دو شاخیں ہو کر ایک شاخ جنوب و دوسری شاخ شمال و یہ گہوم کہ آتی ہے پہرہ
 تینوں شاخیں نیچے جا ملتے ہیں اور شہر کا نواح اس شہر کے سب سے بہت پر فضا و خوشا معلوم ہوتا ہے قلعہ ہانسی کا
 کہ ہر اسے نہایت سنگین اور مضبوط اور اسکا شاہو اتھا سابق میں اسکی مرمت ہمیشہ ہوتی رہتی تھی اور قلعہ کے
 اندر بھی آجے لیے مکانات بنے ہوئے تھے اب جو وہ پندرہ برس سے قلعہ بالکل بے مرمت ہو گیا اور عمارات و
 اراضی بھی قلعہ کی نظام ہو گئیں اور جو مکانات نظام سے بچے وہ ہمارے اس کے غرض اب قلعہ میں کوئی عمارت
 نہیں رہی حال **قطب صاحب** قطب جمال الدین انصاری اس شہر ہانسی میں بڑی بزرگ ہو گئے تھے
 حال انکا یہ ہے کہ جب سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان میں آیا تب اسکے ہمراہ شیخ جمال الدین سلطان
 کا پوتا بھی یہاں آیا بعد فتح قلعہ ہانسی کے وہ یہاں ہی رہ گیا اول اول کار تدبیریں تعلیم و فتویٰ دہی میں مضبوط
 رہا پھر اس کا کم ہو کر خواجہ فرید الدین گنج شکر اور دینی جتنی کے خدمت میں حاضر ہوا اور پیر و شن ضمیر
 کے توجہ سے ولایت کے بڑے اعلیٰ مراتب پہنچا ۱۲ شعبان ۷۸۵ ہجری میں شیخ جمال الدین فوت ہو کر یہاں
 دفن ہوا اسکے بعد برہان الدین جہانپور اور اسکے بعد شہر الدین اور اسکے بعد قطب صاحب بدست چلے آتے رہے ان
 چاروں حضرات کو لوگ بار قطب کہتے ہیں وہ قلعہ انکا بہت پرانا بنا ہوا ہے اور اسکے باہر کے طرف کرنل سکندر
 صاحب عبد الصمد خان رئیس و بانسہ والا ن وسیع اور بلند تعمیر کر آئی تھی اور قطب میں ایک مسجد بہت چہتی تھی
 جسے مسجد کے صحن میں عرض پانچ فوارہ جاری تھا جسے ہر حال ۱۲ ماہ شعبان کو یہاں میلہ ہوتا ہے اور دو دروازے
 جمع رہتا ہے ان چاروں قلعوں کی اولاد ہانسی میں پیدا ہوئے مشہور ہیں اور انہیں میں سے ایک شخص گدیش

ہوتا ہے چنانچہ اب دیوان قلند بخش عبادہ نشین ہزار گہرا رہن خانقاہ شیخ نصرت اللہ ولی
 یہ حضرت بڑے بزرگ و شہید ہیں جنکی بزرگی کا تمام علاقہ قائل ہے یہی عہدہ سلطان شہاب الدین غوری کے
 آئے تھے اور اسے تھوڑے کے لڑائی میں قلندہ انسی ہزار سے گئے جنکی قبر قلندہ کے اندر جانب شمال ہو جو وہ ہے یہ
 حضرت رشتہ میں ہی قطب جمال الدین کے ناموں تھے اس کے ہزار پر جو ایک کتبہ خط عربی لکھا ہے اس میں ہال بنا
 ۵۹۱ عری لکھا ہوا ہے اور ایک مسجد بہت وسیع و بلند جو آگے اس ہزار کے بنی ہوئی ہے اس کے دروازہ
 ہزار کتبہ عربی کے ۵۹۱ عری لکھا ہے اس میں اسی میں اور بہت مسلمان شہید ہوئے تھے ان کا مکان شہر سے باہر
 بنا ہوا ہے جنکو گنج شہیدان کہتے ہیں۔ شہر انسی پر گنہ کا صدر مقام ہے یہاں تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر
 ضلع حصار کام کرتا ہے خانہ شماری اس کل پر گنہ کی اکس ہزار دو سو ریشہ اور مرد و عورت لکھا ہوا ہے ہزار
 اکس ہزار چھتیس ہزار آٹھ سو دو عورتیں کل تعداد اٹھاسی ہزار چار سو تیس ہیں کل جم اس پر گنہ کی ایک
 لاکھ چھتیس ہزار پچیس ہوا لکھ ہے **شہر ہوانی** حصار کے ضلع میں یہ شہر بڑی منڈی اور یہ بھی ہے
 ہے مگر عمارتیں سرکاری سے پہلے یہ عمارتیں گانہ تھا اب بہت بڑی آبادی کا شہر ہو گیا ہے اس کا نوکرا دل شہر
 ایک اجوت نے بنام سات بیانی لگا کر کے بیانی نام لکھا یہ شہر علاقہ بانگی یعنی سکائیہ و جیلہ و جی اور کا
 ایک دروازہ سمجھا تا ہے بازار اس کا بہت آباد و تجارت کا گرم بازار ہے بڑی بڑائی نامی سامو کاروں اور
 دوکانداروں کے ہمیں و کانین میں ادل شرفیہ صاحب نے اس کا منڈی مقرر کی اور محصول معاف کر دیا
 جس کے باعث سے داور ہی کی منڈی خود بخود موقوف ہو کر سب سامو کار لوگ یہاں چلے آئے اس کے دروازے
 ترقی آبادی کی ہوئی گئی اور لاکھوں دیوین کا بیویا رہنے لگا یہاں کے سامو کاروں کے گشتی دور دور تک
 پہلے ہوئے ہیں مگر آبادی یہاں کی کچھ خوش قطع و صفا رہن ہے کیونکہ جہاں کہ ابتدا میں لوگ یہاں آئے تھے
 سکانات ہو کر آباد ہوئے گئے اس وقت جاڑ بڑے بازار اس شہر میں ہیں اور ہزار ہا چوہاں مال باغ اور حلال بازار
 نیا بازار اس شہر میں بندہ کثرت و مسلمان کم رہتے ہیں اور ہر ایک گلی کو سچوں میں مندروں کے مندر
 بنے ہوئے ہیں چنانچہ کل شہر میں مندروں کی تعداد تریب انسی کے چوبیس گنی ہے ان میں سے ایک مندروں
 کا شرنامی ہے جہاں شکل کے دن ہر منٹہ میں سدا ہوتا ہے گردنواح اس شہر کا کچھ ایسا تھا کہ کیونکہ غریب اور
 غریبوں کے طرف اس کے اونچے اونچے رنگ کے تیلے اور شرق و شمال کے طرف اگر چہ ہوا ز میں ہے مگر تاغیہ کوئی نہیں
 زیادہ تر تجارت اس شہر میں نکلا و شہابی کی ہے یعنی ساہنر نکاس شہر کے معرفت تمام مندوستان کے شہری حصہ میں جاتا ہے اور
 شیرینی ہر ایک قسم کی شہر کے معرفت بانگر کے ملک میں پہنچی ہے ہر ایک قسم کے مال کا ہر حال میں آتا ہے قریب ہر ایک
 سولہ ہزار آٹھ سو تیس ہج اور قیمت مال ہر ایک قسم کے جو ہر حال تجارت میں صرف ہوتا ایک اور انیس لاکھ چالیس سو تیس

اس شہر میں فی زمانہ نو ہزار گھروں کی آبادی اور تیس ہزار کے قریب مردم شماری ہے مگر تجارت لوگوں کی شہر پر روزمرہ اشیاء و سبزیجات آدمی سے کم ہوتی ہوگی اس باعث سے یہ شہر بہت بزرگ و وسیع معلوم ہوتا ہے یہ شہر گنجانے کا حد پر تمام ہے تحصیلدار یا تخت صاحب ضلع حصار بہان رہتا ہے کل پرگنہ کے شہر و ہزاروں سو اکیس خانہ شہر اور ایکیاٹلی عبارت ہو اوٹیش کی مردم شماری اور ساٹھ ہزار چار سو اسی کی مالگاری ہے یہ ضلع کا نام ہے یہ ضلع حصار سے جنوب کی طرف اٹھارہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اس میں تین سو اوٹیش اس گھروں کی خانہ شہر اور ایک ہزار پانچ سو اکیس کی مردم شماری ہے اول یہی ترسم خان افغان خیر و شہاد کے ملازم نے اس ضلع کو آباد کیا اور اپنے نام پر اسے اسکا نام ترسم رکھا اب غلط العام تو شام شہر ہے اسکی آبادی بھی تھوڑی ہے مغرب کی طرف ایک پانچ کوس تک ہے پنجاب اور ایک کوس تک اسکا دور ہے اس بھاڑ پر چڑھ کر تیس کوس کوس تک برابر نظر آتی ہے چار کے وسط میں ایک بانی کا گنبد یعنی تالاب ہے اور وہاں تک پہنچنے کے واسطے پھر کی شیریاں بنائی ہیں ہندو لوگ اسکو پنج شہر ہی کہتے ہیں اور ماہ کا تک بسا کہہ میں وہاں پر میلہ ہوتا ہے اور دور سے لوگ نہانے کو آتے ہیں اس ضلع سے شمال کی طرف ایک چوٹی آتی ہے اس پر جیسر ایک بارہ درمی مسافت سنگھری اسے شہر کی بنوائی ہوئی موجود ہے یہ ضلع اگر وہم یہ چھوٹا ضلع حصار سے نو کوس کے فاصلہ پر غرب کی طرف سرسہ کی شہر پر آباد ہے اس وقت اکیس سو اکیس گھروں کی آبادی اور سات سو تیس آدمی کے مردم شماری ہے مگر کسی مائیں یہ شہر پرانی شہر تھا اور شہر ہے کہ جب کوئی اس شہر کے رہنے والوں جہانوں سے ناوار ہو جاتا تھا تو اسکا ایک ایک گھر سے ایک ایک گھر کہہ کر کہتے تھے اسکا کہہ رو بہ او سکے واسطے بنجاتا تھا مگر بہت مدتوں سے یہ شہر ویران پڑا ہے اور یہاں کے قلعے اگر وال اور کھرو دور تک چلے گئے اور انے کنڈرات حال کی آبادی سے پاوکوس پر ہیں دیوان نانول ملازم راجہ تھا اسے اون کنڈرات کے ٹیلے پر ایک قلعہ بنایا تھا جسکے نشان اب تک موجود ہیں اور اگر وال بنیوں کے سپہ سالار مکان ہی وہاں موجود ہیں کہ جہاں روہ اپنے لڑکوں کو لیا کر سومات اور کرتے ہیں یہ شہر آباد ہے یہ ضلع خیر و شہاد کے عہد میں فتح خان اسکے بیٹے کے نام پر آباد ہوا اور ایک قلعہ ہی بچتہ بنایا گیا اور اسکی شہر ادگان محمد خان و ظفر خان و رضا خان کے نام سے بھی تین قلعہ اور ساتے گئے تھے کہ جہاں پر اسکا گانو محمد پور سو تر و ظفر آباد و رضا آباد آنا دہن گروہ تینوں قلعہ مسطور ہو گئے پرانے کنڈرات اون کے پوچھ میں یہ ضلع حصار سے بائیں کوس غرب کی طرف سرسہ کی شہر پر آباد ہے آبادی کے چاروں طرف ہے وقت کے بچتہ فیصل بنی ہوئی ہے اور دور دورے آمد و رفت کے میں یہ شہر کی مرثیہ ویران ہو چکا ہے سن اکبری میں نواب امین الدین خان نے قلعہ کو مرثیہ کرایا اور بار بار موبایا اور ہر حال میں قلعہ میں یہ شہر

اگر کیا ہر طامس صاحب کے وقت آباد ہوا ہر سمت میں جب شیعہ بھادوہیشی بہمان والہ نے مدانی خان تحصیلدار کے
ساتھ مقابلہ کیا تو بھادوہین نے جمع ہو کر سکواٹ لیا اس طرح شیعہ کے غدر میں یہ ہر لوگ اگیا شمال کی طرف
اس شہر کے ایک برساتی تالہ دریا کے گہر میں آتا ہے جسکو فیروز شاہ کہہ کر لایا تھا اسکے باعث سے یہاں آباد
ہوئی ہے تحصیل کے مکان کے متصل بہان سرکاری ڈاک ہنگامہ ہے وہاں ایک ستون سنگ سرخ کا
فیروز شاہ کا بنوایا ہوا موجود ہے اور کچھ کچھ حروف بخط نسخہ لکھے ہیں مگر اب پڑھنے نہیں جاتے اس کے متصل
ایک مزار حضرت شاہ میر کی چوٹا سا مکان بنا ہوا ہے اس مزار کو فیروز شاہ کے پوتے ابو بکر نے بنوایا تھا
قبیلہ بھی تحصیل کا مقام ہے اور تحصیلدار اسٹیشن صاحب بھی کمشنر بہادر حصار کے بہان رہتا ہے اسکے کل رکنہ
کی خانہ شماری بابہ ہزار آٹھ سو اٹھادین اور مردم شماری چھ ہزار آٹھ سو ستتر ہے اور کل رکنہ کی مالگاری ششہ ہزار
ایک سو اسی ہے رکنہ حصار کے منظم میں فتح آباد سے جانب شمال بارہ کوس کے فاصلہ پر یہ قبیلہ آباد ہے
اس کے دریا کے گہر چلتا ہے اس وقت پانچواٹھائیس گھراستیں آباد ہیں اور ایک ہزار آٹھ سو چودہ کے مردم شماری ہے
اسکی آبادی کا حال اس طرح ہے کہ اس حصار میں لکھا ہے کہ گنسی مانہ میں تن ناتہ نام ایک جوگی بہان کے جنگل میں رہتا
ہے عبادت کیا کرتا تھا اور اس وقت جا مان کوت بولہ جواب تہ میں آباد ہیں متصل کنول گڑھ کے رہتے تھے اور
ان کے مویشی اس جنگل میں چرا کرتے تھے ایک دوجوگی نے مویشی چرانے والے سے درودہ مانگا اس نے جواب دیا
کہ بدین موجودگی بچوں کے بہہ گامین درودہ نہیں دیتی جوگی بولا کہ ہمارے واسطے دیدنگی گھسنے جوگی کے کہنے
سے بوجہ درودہ دیا تو گاس نے درودہ دیدیا پھر ذکر اسٹی جاگرا گانو والوں سے مار کر کیا تو سب اس جوگی کے عقیدہ
ہو کر چلے گئے اور یہ قبیلہ نہون اسی جوگی کے نام پر آباد کر رہا تھا نام رکھا سمٹ کے تھوڑے میں یہ قبیلہ بھی
ہو گیا اور تین تین تک آجرا ہوا ہزار ہا سمٹ میں ہر رتن سنگ نام جاٹ کوت بولہ نے ہمارا جہ بٹالیا کی اجازت
یہ قبیلہ آباد کیا اور ایک قلعہ بھی تعمیر ہوا جو اب تک موجود ہے اور سرکاری تہانہ اس میں رہتا ہے قبیلہ
موجود ہے حصار کے ضلع میں یہ بھی ایک شیعہ عمارت کا مشہور قبیلہ ہے اولیٰ جہ انگلیال خور کے عہد میں یہ
آباد ہوا تھا سب تک سنگ حرام اکتالان اس وقت کا بنا ہوا موجود ہے اول قوم تورا سہین آباد ہے
یہ سہانوں کے وقت لودی افغانوں نے قبیلہ پایا بعد از ان ٹوانانی بہان قابض ہوئے اسکا وجہ شیعہ
معلوم نہیں ہے مگر بہادر و اصغر ہوتا ہے کہ ٹوانانی افغانوں کے قبیلہ کے وقت اسکا نام ٹوانانہ مقرر ہوا ہوگا
پہلا نام اسکا شاید کچھ اور ہو سمٹ کے قلعہ میں یہ قبیلہ بھی آجرا گیا تھا تو تین تک یران پراہما آخر کار رو لیں
انگریزوں نے اسکو ہزار آباد کیا اسکے پرانے گھنڈرات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی مانہ میں یہ شہر بڑا شہر ہوگا کیا
وہ دور تک گھنڈرات اس کے نظر آتے ہیں پرانے قبر سے و قبرستان قدیم مکانات شہر کے باہر کثرت میں ہیں

اسکی آبادی کا تفصیل کے اندر ہے بکا نام جو کندی شہر ہے اور میں صرف مہاجرن و مالدار لوگ آباد ہیں اور بازار چور
 کے شکل کا بنا ہوا ہے تھانہ سرکاری ہی اسکے اندر ہے تفصیل کے باہر زمینداروں و پٹھانوں کی آبادی ہے کل آبادی
 اسکی نو سو گھراور دو ہزار آٹھ سو اکیاون کی مردم شماری ہے قصہ صبر و الہام صابر کے ظلم میں یہ ایک
 قدیمی آبادی کا مکان ہے اول راجہ لکھنؤ اسکو آباد کر کے بلوالہ نام رکھا اب سب کثرت اشغال بلوالہ کے مگرہ و دار
 شہر ہو گیا اسکے قریب ایک در آبادی تھی جسکا نام دار اشکو تھا کہ جنہیں قوم مہاجرن برہمن وغیرہ لوگ آباد
 مگر اظہار علواریوں کے باعث سے کئی دفعہ یہہ ویران ہو گیا اور قوم شیخ سالار پھان کے مالک ہو کر آئے تھے
 میں بعد سلطان شہاب الدین غوری کے عہد میں سید نعمت اللہ ولی اور میر حسین و دو حقیقی بہائی لشکر کے ساتھ
 اسکے نعمت اللہ تو لڑائی میں شہید ہوئے اور انہی کے قلعہ میں دفنائے گئے اور میر حسین کے اولاد وہاں
 بر و الہ میں آکر رہے رفتہ رفتہ وہی مالک اس گاؤ کے ہو گئے اس قصہ کی آبادی ایک اونچی و قدیمی ٹیلہ پر ہے
 مختصر میں ہے جنہیں پان سو گھراور دو ہزار تین سو سات آدمی رہتے ہیں اور تحصیلدار حاکم پرگنہ اس میں کھری
 کرتا ہے کل پرگنہ میں اسکے گیارہ ہزار دوسو چتر کے خانہ شماری اور چالیس ہزار پان سو دو کی مردم شماری ہے
 اور جنہیں ہزار چار سو اکتیس کی مالگاری سال سال اوہوتی ہے مگر یہ ایک انگریزی ضلع پٹھانہ
 کے سر زمین ہیں اس شکر پر جو انہی سے بٹھیر کو جاتی ہے لوہیہانہ سے ساٹھ میل بہت خوب سیراب و رلا ہوا
 سے ڈیڑھ سو میل دکن کی طرف واقع ہے اس میں صاحب ٹی گنہ تھا در حاکم ضلع رہتا ہے اور تین تحصیلدار
 خاص سرزمہ اور دوسری تحصیل فاضلکام تیری تحصیل ہر و الہ اس ضلع کے متعلق ہیں چونکہ اس علاقہ میں قدیم
 کے رہنے والے بہائی چوت ہیں اسلئے یہ علاقہ ٹھیکہ کھاتا ہے اور بیٹوں کی نسل جادوہنسی خاندان میں
 ہے کہ وہ بہائی چوت رہنے کھاتے ہیں اول کسی زمانہ میں دو شخص تھے اسے اوٹھ کر اس ریگستان کے ملک
 اس ایک نام بہائی اور دوسرے کا نام سہا تھا سہا کی دھڑی نسل سے تو فرقہ جو یہ چوت ہیں جو سرزمہ کے چند
 دیہات پر بطور ملکیت فالین ہیں اور بہائی کی نسل سے چند پشت کے بعد راجہ رسالو پید ہوا اس کے دو بیٹے تھے ایک
 دوسرے دوسرا جیل جیل کے تو شہر جیل میں اسنے نام سے آباد کیا اور قلعہ بنا یا جسکی اولاد اب تک جیل کی ریت
 پر قابض ہے اور دوسل اسے ملک میں رما دوسل کا بیٹا چنبرا ہوا اسنے اکثر غیر قوموں کی عورت ہی انہی گھروں
 ڈال لیں جنہیں اسکو اکیس بیٹے ہوئے جنکی اولاد اب مختلفا قراٹم سے مشہور ہیں مثلاً ایک بیٹا اسکا راولپنڈی تھا
 اس کے اولاد لکھی ڈال جاٹ ہیں اور ایک بیٹا سہو ہوا جسکی اولاد سندھو جاٹ ہیں اور سندھو کی اولاد میں
 ایک شخص نامی ٹہر ہوا جسکی نسل برابر جاٹ ٹھٹھہ وغیرہ دیہات پر قابض ہیں اور ریگستان ٹھٹھہ و ٹھٹھہ
 بہائی آدمی برابر کی اولاد ہیں اور ورا کہ جاٹ ہی اسی میں سے نکلتے ہیں سب سے زیادہ محبت اس جو بہرائی ہے

سے تھے جبکہ نام سے اونسے موضع ابھوہ ضلع سرسہ میں بسایا اور اسکا ایک بیٹا اچلی نام تھا جسکے تین بیٹے ہوئے۔
 راجپال جن ویرم راجپال کے اولاد میں سے وٹو راجپوت میں کہ ضلع سرسہ کی اکثر دیہات میں انکی وراثت ہے جنکی
 اولاد میں سے تین اجوتوں کی نسل سے دہن کی اولاد میں سے چند نسلوں کے بعد میرسی نام ایک شخص بڑا ہوا اور وہ
 جیتا ہوا سے آٹھ کر پٹنہ کے قلعہ میں بچ کر لیا اور ریاست گاہ بنایا اس میرسی کی دو عورتیں تھیں لیکاروتی و رہنہاوتی
 لیکاروتی کا بیٹا بہیر تھا اور رہنہاوتی کے تین بیٹے تھے جو کہ تین قلعہ کی گریسی کو لیکاروتی سے زیادہ محبت تھی اور
 رہنہاوتی کو معذور و سکی اولاد کے گھر سے نکال دیا اور اتھا اور **قلعہ بہیر** میرسی نے قلعہ کر لیا اتھا زمانہ
 حال میں اجیکہ میر کے قلعہ میں ہے اسکا بانی پہلے راجہ بہر تیر تھا اور اسنے یہ شہر و قلعہ ایسے موقع پر بنایا تھا
 جہاں سے شہر لاہور و میان و اجیر و دہلی کا فاصلہ کیاں ہے بہر تیر کے بعد یہ شہر مدت تک یران رہا مگر
 میری میں بعد ناصر الدین محمود دین سلطان شمس الدین التمش کے شیرخان افغان نے قلعہ بھندہ پٹنہ کو از سر نو آباد کیا
 اور احمد نام ایک حید کو مالکاناظم مقرر کیا۔ وفات سلطان غیاث الدین بلبن کے بعد سلطنت میں ہنغاف آگیا
 میرسی پٹی نے قلعہ بہیر پرورش کر کے سید و ملک و قتل کیا اور جو وقایع ہو گئے پر محمد تعلق شاہ کے بادشاہت
 میرسی کے بیٹوں نے جو رہنہاوتی کے شکم سے تھے اور باپ سے انکی عداوت تھی سید احمد کے بیٹوں کو آنا دہ کر کے اور
 دہلی میں فریاد کرائی اور فوج شاہی میرسی کے سرادھی کے واسطے مامور ہوئی جس نے قلعہ کو جا کر محاصرہ کیا
 تو بہیر و بیٹا میرسی کا جو لیکاروتی کے شکم سے تھا وہ بھی اپنے باپ کے قلعہ و ہو کر فوج سے مل گیا اور فوج کے حکام
 کے کہنے سے باپ کو اسنے قتل کر دیا اور جو مسلمان بن گیا اور یہ شور وہ اسی قلعہ میں مامور واد و قید
 کے عہد تک بدستور قائم رہا بعد وفات اسکے راو و دچی بیٹا اور سکا جائیں ہو اور وہ امیر شہر کے قید میں رہا
 بعد چندے رہا ہوا اسکے بعد اسکا پوتا بہیر کا بیٹا محمد گدی پر بیٹھا مگر وہ بڑا عیاش و زانی تھا اور اسکے نالش
 سلطان بہلول لودھی تک پہنچی اور دہلی سے مسیحی قدوس لودھی حاکم بہیر کا مقرر ہوا اور اسنے فتح خان محمد
 کے بیٹے کو بدعقل کر کے نظام انشا کر لیا اور بعد اسکو باسٹم برس کے ریاست بہیر کی فتح ہوئی ہر اکہ بادشاہ
 کے عہد میں یہ علاقہ بہیر کا معہ قلعہ راجہ دے سنگھ واپس رہا یہاں تک کہ گریں مل گیا اور اسے وہ ہرا بڑا
 بیکانہر کی ریاست کے شعلو ہے ہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں جب نواب شہداد خان قصورہ ناظم حصار تھا تو اسکا
 محمد حسن خان سیریات خان بھی نے لڑکی دیکر کچھ جاگیر و منصب اپنے نام مقرر کر لیا اور ان جب نواب سیریات خان
 ناظم حصار ہوا تو اسکو محمد امین خان سیر محمد حسن خان نے اپنی لڑکی دی اور سیریات خان اسکو ہالکا ناظم مقرر کیا
 اور بادشاہ کے یہاں سے نوابی کا خطاب لایا پس سیریات خان نے اپنے بیٹے کو اس کے نائب دارین کے پاس پر بس کے بعد
 اسکو اپنے ماتر سے ہمال کر دلی ملا گیا مگر قمر الدین خان و بہادر خان اس کے بیٹوں کے صرف علاقہ سرسہ و میان

فتح آباد اپنا وکیل رکھا اور رعایا قوم و لوہو بیا و بچا وہ اونکی فوج ہی جب کہین مقابلہ کو جاتے تو وہ ہول بھارا اونکو جمع کر لیتے اور جو لوٹ کا مال حاصل ہوتا وہ انکو تقسیم ہو جاتا پھر قمر الدین خان و خان بہادر نے ملک بھینہ کا باہم تقسیم کر لیا فتح آباد کا نونان بہادر نے لیا اور سرسہ کا علاقہ قمر الدین خان کو دیا گدارہ انکا غارتگری اور لوٹ پر تھا صاحب محلہ اری انگریزی شروع ہوئی تو خان بہادر نے میرزا الیاس سنگھ ناظم انگریزی کے ساتھ مقابلہ کر کے اونکو مار ڈالا صاحب کا تر صاحب ظیم بہان آئے تو خان بہادر فتح آباد کو چھوڑ کر بہاگ گیا اور علاقہ اسکا ضبط ہوا اور ضابطہ خان سپر خاندہ قمر الدین کا جو سرسہ میں تھا وہ حاضر ہو گیا اسنے جاگیر اوسکی واکدار ہی سپر اسی کے ذریعہ سے جو خان بہادر حاضر آیا تو ایک ہزار روپیہ ماہواری گدارہ اسکا مقدر ہوا اسکی اولاد اب تک مقام رہتی ہے شہداء میں بہانی خان تحصیلدار کے ساتھ شفع سجادہ کا باز نش ضابطہ خان کے دنگہ ہو گیا اسو اس سرسہ کا علاقہ بھی ضبط سرکار ہو کر ایک ہزار دوسو روپیہ منشن ماہواری ضابطہ خان کی مقدر ہوئی اور رانیہ میں رہنے کا حکم نافذ ہوا شہداء کے عذر میں جب صاحب لوگ فوج کے ہاتھ سے قتل ہو گئے تو وہی سچا دہ زمیندار بہر نواب بن گئے سرسہ کو اونہوں نے جمع ہو کر لوٹ لیا اور حصار کے علاقہ میں ہی جا بجا اونہوں نے غارتگری شروع کی بعد رقم ہو جانے مفدہ کے منجملہ خاندان بہادر خان کے سپہیان وزیر علی و صوبہ خان و امرا و علی کو جو مفدہ برداری پہانسی ہوئی اور اس طرح بین آدمی ضابطہ خان کے خاندان سے مقام سرسہ پہانسی دی گئے اور کل منشن ہی اونکی ضبط ہوئی۔ صلح سرسہ کا علاقہ نامہوار و رنگستان آبادی کم ہے اور زمیندار یہاں کے اگرچہ چھٹی بہان بن گئے وقت انہی علاقہ چھوڑ کر بہاگ جاتے ہیں اگر ایک سال ہی بارش ہو تو آثار قحط کے نمودار ہو جاتی ہیں اور اگر زیادہ بارش ہو جائے تو رنگ پانی میں بہہ کر زراعت برباد ہونے لگتی ہے اور اگر موافقہ طے نہ ہوگا اور اگر کھیت دھاتے ہیں اور زمینوں کی حیثیت بدل جاتی ہے کیونکہ جو زمین چلے اونچی ریت کے نیلے ہوتے ہیں بارش زمین جو انکل آتی ہے اور ہموار زمین کی جاہم نیلے قائم ہو جاتے ہیں اس سبب زمیندار یہاں کے سقیم الحال ہیں پانی بہت بہت بہت پرانا اور عمارت اسکی قدیمی ہے آبادی اسکی وہلی سے شمال کے طرف بہا صلاہ میل اور لاہور سے گوشہ جنوب مشرق سواد و سومیل اور کلکتہ سے سمیت شمال مغرب و سویشہ میل کے واقع ہے چاروں طرف اسکی زمین آباد و زرخیز ہے گتوں کے درمیان سے زراعتوں کو پانی دیا جاتا ہے اور مائت درخت بکثرت ہیں شہر کے عمارت عجیب خوشنما ٹرسے ٹرسے خیمہ کائنات جو لیان عالی شان ازاد آباد و تجارت ہیں ٹرسے ٹرسے ساہوکار مالدار اس میں منتہیں خٹک لاکھوں روپیہ کا بیوی باریکوں میں جاری ہے خیمہ مستی اور مقبروں کی یہاں بہت کثرت ہے بلکہ سندوستان کے شمالی حصہ میں اوند کوئی ایسا شہر نہیں ہے جو شہر عمارت کا جو اسے شہر وہلی کے نہیں ہے اسکا کائنات یہاں کے اکثر و بیشتر سے متراپی ہوئے ہیں جسکی اوپر بارش ہوتی ہے

عجیب خوشنظر آتے ہیں شہر میں جو مردم شماری اس شہر کی ہوئی تو بائیس ہزار چوبیس سو بارہ آدمی اس شہر کے رہنے والے تھے اب بھی اس شہر میں بائیس ہزار آدمی سے زیادہ رہتے ہیں فصل شہر کے منجہ اور شہر کے دو طرف دوسرے کی عمارت کے بنے ہیں انہیں آمد و رفت مسافروں اور تاجروں کی کثرت ہوتی ہے شہر میں رئیس خٹہ دار شریف سلطان و منوہا ہیں نہایت اتفاق رکھتے ہیں سرکار میں بھی آمد و رفت و قوتیر زیادہ ہے شہر میں آدھ خیر مشہور ہے بڑے بڑے عالم فاضل و شائستہ اس شہر میں ہو گئے ہیں جس کے زیادہ مشہور ہیں حضرت شاہ شرف ابو علی قلندر کا ہے جس کی عمارت نہایت پاکیزہ و مصفا ہے اور گنبد کے آگے آٹھ ستون لکھوئی کے شہر کے بنے ہوئے نہایت خوشنظر آتے ہیں شمال کے طرف گنبد کے ایک سو دو دروازے ہیں جس میں ہاڈن خان حضرت کے مشوق کی قبر ہے یہ حضرت خاندان چشتیہ میں ہے جس سے ست و قلندر رہتے ہیں شہر میں حضرت نے وفات پائی سو اس کے اُس مقبرہ کے درختہ والدہ حضرت شیش شمس الدین شکر پانی پتی و جمال الدین چشتی کا پر فیض و مشہور مکان ہے چیل کے برتن یہاں ہے جس سے شہر میں اور لوہے کا کام عمدہ ہوتا ہے شاہی شکر جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہے اس کے پاس کو گزرتی ہے ایک قلعہ بھی یہاں عین شکر کے او با ہوا ہے سابق میں ضلع کی بھری یہاں ہوتی تھی اب ضلع کا محکمہ کرناں میں چلا گیا ہے اور بھری پل کی یہاں ہوتی ہے تحصیلدار ماسٹ ضلع کرناں کے یہاں کام کرتا ہے پانی پتی کے پاس کے میدان میں شاہان سلف کے بہت کرائیاں آئیں ہوئی ہیں بابر شاہ غیاثی نے جب بھری پل کی اور بارہ ہزار فوج لیکر آتا تو سلطان ابراہیم لودی ایک لاکھ فوج اور اکھزار ہاتھی اور ہاتھوں ضرب توپ لیکر اس کے مقابلہ کے واسطے دہلی سے نکلا اور پانی پتی کے میدان میں فرشتوں کا آئین مقابلہ ہوا اگر ٹپ سکے کہ نو دہ دربار کے امرا بابر سے سازش کرتے تھے سلطان ابراہیم لودی مارا گیا اور چالیس ہزار فوج اس کی قتل ہوئی ہر احمد شاہ درانی اور بدیشور اور بھاؤ کی لڑائی بھی اسی مقام پر ہوئی اور سو فوج احمد شاہ کی لشکر میں چالیس ہزار افغان اور تیرہ ہندوستانی سوار اور اڑتیس ہزار ہندوستانی پیادہ فوج اور تیس ہزار توپیں ہتھیں اور مرہٹوں کی فوج کے پیادہ ہزار پیادہ و پتیس ہزار سوار و دو سو ضرب توپ جنگی و ہتھیار توپیں بڑے قلعہ شکر و غبار سے ذبح ہوئے و ہتھیار خراب ہوئے تھے کہ توڑی سی سخت لڑائی کے بعد مرہٹوں نے شکست کھائی اور فوج کا مالک مارا گیا۔

ضلع پانی پتی یا کرناں یہ ضلع دہلی کے مشرق میں واقع ہے اس کے شمال و جنوب میں علاقہ سرحد شرق میں دریائے جمنا و ماہین اضلاع مظفرنگر و میرٹھ اور اس کے چاروں طرف جنوب میں ضلع دہلی ملے اس کا جنوب سے شمال کو پندرہ میل عرض میں شرق سے غرب کو تیس میل کل سطح اس کا اکھزار دو سو نو سو میل کل ہے زمین اس کی بھاری و زرخیز نہر فیض و شاہی و دہلی کی نہر اور نہر چوٹی چوٹی بہاؤ کی ندیاں

اسکو سیراب کرتی ہیں جنیانی کے وقت دور و نزدیک زمین پانی پہل جاتا ہے اور جس جس زمین پر کہ سیراب ہوتی
 کے بہرون گایانی زمین پانی پھوٹتا ہے زمین بالکل غیر آباد و ویران پڑے ہیں اور ریگستان ہی اکثر مقامات پر
 واقع ہے ہر قدر کہ زمین بنانات کا نام و نشان ہی نہیں ہے اور شور سے زمینوں پر شور اس قدر حکمتا ہے
 کہ دور سے وہ پانی کی جھل دکھائی دیتی ہے آبادی اس ضلع کی جو ششہ نام میں شمار کی گئی تو تین لاکھ تھی
 پچاسی آدمی تھے جن میں سے ہندو کاشتکار ایک لاکھ ستر سو ہزار سات سو ستاون اور غیر کاشتکار اٹھاسی ہزار چوبیس
 مسلمان غیر کاشتکار تیس ہزار دو سو اسی غیر کاشتکار پچانوین ہزار نو سو چوبانوین تھے بعد ازاں دوری
 مردم شمار کی گئی رپورٹ ۱۹۰۱ء میں درج کتاب رپورٹ مجموعی کی ہوئی تو اس میں کل مردم شمار ہی ضلع کرناٹ
 کی چار لاکھ ہتر ہزار چار سو پچاسی تحریر ہوئے پہلی مردم شمار کے بموجب اس ضلع کی انتظامی میل مربع دو سو اسی
 آدمی ہوتے ہیں ضلع پانی پت کرناٹ میں منہ دیہت اور مسلمان کم ہیں اور جن جن گاونوں میں ایک ہزار آدمی تک
 آباد ہیں وہ شمار میں نہیں ہیں پچاسی سو ہزار چوبیس میں ایک ہزار سے زیادہ اور پانچ ہزار سے کم ہیں وہ اکیس اوٹیس
 اور جن جن پانچ ہزار سے زیادہ دس ہزار سے کم ہیں وہ ایک ہستی ہے اور جن جن دس ہزار تک آدمی ہیں وہ
 دو قبضے ہیں کل میزان جنگی چار سو اٹھاسی ہے مگر جو کچھ چھوٹے چھوٹے گاون اس میں شمار نہیں ہوئی مگر کارانگریزی سے
 پہلے ہر علاقہ مرٹون کے قبضہ میں تھا ۱۹۰۱ء میں دیکھے ہوئے معاملات مرٹون کے انگریزی قبضہ میں آگیا
 کرناٹ ایک قدیمی شہر اس شہر کے پرچہ دہلی سے لوہیانہ کو آتی ہے دہلی سے اٹھتر میل سمت شمال اور
 ہر فیروز شاہی سے پندرہ میل اور پانی پت سے چودہ کوس لاہور سے بفاصلہ دو سو اکیس میل دہلی سے کنار
 دہلی کی نہر کے آباد ہے اسکے گرد و پیش شہر پناہ قدیمی بنا ہوا ہے گراب بہت مقامات سے کر گیا ہے شمال کی طرف
 اس شہر کے ایک چھوٹے عالی شان پینار دار بنی ہوئی ہے سابق یہ شہر بہت میلاد خراب تھا اب جب کہ تمام
 پانی پت کا یہاں آگیا ہے اس پر و زنی صفائی ہوئی ہے یاس ہی شہر کے شمال کی طرف چھاوئی انگریزی فوج
 کی بنی ہوئی ہے جن میں تین سو اٹھتر فوج رہتی ہے اس ضلع کے متعلق تین تحصیلیں پانی پت و ترسولی و گرو
 ہیں در خاص شہر کی آبادی میں ہزار اکیس سو اٹھتر کے ہے بجلہ اسکے نواب احمد علی خان جاگیر دار و محشرٹ و
 محمد علی خان غلہ دار ہے محمد علی خان غلہ دار کرناٹ مسلمانوں میں بڑے مفروز و مکرّم آدمی
 ہیں حکام ہی اور کئی بڑی کرت کرتے ہیں شرح لوہ ۵ پانی پت کے ضلع میں ہے ایک قبضہ ہر فیروز شاہی
 اور جن جن کے درمیان دہلی کے گارے و ریگستان کے آباد ہے اس میں تھان لوگ کثرت سے ہیں ریاست
 یہاں تھانوں کی ہے نواب محمد علی خان جاگیر دار و محشرٹ و محمد علی خان یہاں کے رئیس پچاس ہزار روپے
 سال کے جاگیر پائے ہیں یہ جاگیر پچاس ہزار انگریزی کی ایک حصہ میں دھند اور دوسرے کے حصہ میں دھند

مقرر ہیں عمارت اس شہر کے تختہ و بازار بار دلی میں تجارت نلہ کی کثرت ہوتی ہے ^{۱۳۹} اس میں فیما بین بادشاہ
 ایرانی و محمد شاہ بادشاہ دہلی کے یہاں لڑائی ہو کر نادر شاہ پنجاب ہوا اور **ضلع کرناٹ** کے ضلع کرناٹ
 یہ ایک قصبہ اس شہر پر جو دہلی سے کرناٹ کو آتی ہے وہ دہلی سے بیس میل بہت شمال مغرب کے آباد ہے قصبہ
 کی عمارت تختہ و خام ملی ہوئی ہے اور چوٹا سا بازار ہے ہر ایک قوم کے لوگ اس میں رہتے ہیں گھر و خانہ
 کرناٹ کے ضلع میں یہ ایک بڑا آباد قصبہ اور مشہور پرگنہ کا صدر مقام ہے آبادی اس کی اس شہر پر جو دہلی سے
 کرناٹ کو آتی ہے بارہ میل جنوب شرق کے طرف کرناٹ کے واقع ہے یہاں ایک تحصیلدار ماتحت صاحب کی کثرت
 ہوا و کرناٹ کے تحصیل کا کام کرتا ہے بازار اس قصبہ کا پر تجارت بار دلی و زمیندار اسودہ مال ہیں زراعت
 کثرت ہوتی ہے کشور کرناٹ کے ضلع میں یہ ایک قصبہ اس شہر پر جو دہلی سے کرناٹ کو آتی ہے چھتیس میل دہلی
 سے شمال کی طرف آباد ہے گہر دن کی عمارت اس کی اگر چہ تختہ نہیں ہے مگر درختوں کی کثرت کے سبب خوشنما
 نظر آتا ہے اسکے پاس قدیمی عمارتوں میں ایک تختہ ہرے خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے دیوار سرائے کی
 بلند اور برج اسکے خوشنما دکھائی دیتے ہیں اور ہر ایک اس ایک لائے جو صفا پانی سے ہرارتا ہے اس کا
 کرناٹ کے ضلع میں یہ قصبہ اس شہر پر جو کرناٹ سے ریوڑی کو جاتی ہے چوبیس میل کرناٹ سے جنوب مغرب کو
 آباد ہے پانی کی یہاں کثرت اور زراعت چھی ہوتی ہے زمیندار اسودہ مال ہیں **چرولی** کرناٹ کے ضلع میں
 یہ ایک قصبہ اس شہر پر جو دہلی سے کرناٹ کو آتی ہے اٹھارہ میل جنوب شرق کرناٹ کے آباد ہے ^{۱۴۰} **شاہ**
یاشاہ کوٹ یہ ایک قصبہ ضلع کرناٹ میں اس شہر پر جو کرناٹ سے لوہیانہ کو آتی ہے پانچ میل کرناٹ
 سے شمال مغرب کو آباد ہے آبادی اس کی ایک بگل کے سناری پر واقع ہے جو یہاں سے کرناٹ تک برابر پہنچا ہوا
 ملا ہوا ہے اس میں مسلمان و ہندو باٹ رہتے ہیں اور قصبہ سردار رام سنگھ و کاننگہ کے جاگیر میں ہزار ہا انگریز
 سیکے ملا ہوا ہے آبدلی اس کی پانچ ہزار روپیہ سالانہ اونکو ملتی ہے قصبہ کی آبادی بار دلی و آباد نظر آتی ہے
 نلہ کی تجارت اس میں ہوتی ہے اور ناگیر دار اس کے ایک نو میں سکونت رکھتے ہیں فقط

سوسن یہ قصبہ ایک پرانا و مشہور مکان ہے اگرچہ اب چند ان آباد ہیں
 تو یہی یہ ٹرے قصبوں اور شہروں میں شمار ہوتا ہے سولہ ہزار آٹھ سو ستر آدمی اب بھی
 اس میں آباد ہیں پر اسے مقبرے و مکانات اس میں اکثر نظر آتے ہیں شہر کی عمارت بھی تختہ و بار
 ہے جو شہر پانی بہت سے دہلی کو جاتی ہے اسکے پاس ہو کر گزرتی ہے فاصلہ اس کا دہلی سے
 جنوب کے طرف کو ستائیس میل کا ہے **سینا لکھا** ضلع کرناٹ میں یہ ایک قصبہ اس شہر پر جو
 جو دہلی سے کرناٹ کو آتی ہے پینتالیس میل شمال مغرب دہلی کے آبادی اس کی زمینداران مالگدار و ساکھارانی

تجاران تجارت شہر سے رونق پر ہے اور ایک سرے آرہا گاہ ساخرون کی سنی ہوئی اگر پہلی آبادی سے حال
 کی آبادی تنزل پر ہے تو یہی رونق خوب عمارت پر ہے اس قصبہ کے متعلق اراضی کرپانی کنوؤں کے ذریعہ سے
 دیا جاتا ہے اور کاشتکاری تر دوست ہوتی ہے **شہر انبالہ** ستیج پار کے شہرون میں یہ شہر ایک شہور
 وبارونی مکان ہے آبادی اسکی اس شہر پر جو کربال سے لے کر کوآئی پہنچنیں میل کربال سے شمال کی سمت
 اونتیس میل جنوب شرق لے کر دہلی کے واقع ہے چاروں طرف اسکے پختہ شہر پناہ اور شمال شرق کے کونے
 ایک قلعہ بنام دوا ہے اور قلعہ کے دیوار کے نیچے ایک پڑاؤ یعنی فرد گاہ فوج کا ہے گردنواچی کے زمین اسکی
 ہمسوار و زر خیز ہے پانی بکثرت زراعت افزا ہے ہوتی ہے عمارتیں شہر کے پختہ اور گلی بازار بکثرت
 کہلاتی ہیں گزہ بھی زمین سے شکل ہوتا ہے شہر میں کل اکیس ہزار نو سو باسٹھ آدمی ہیں ایک قوم کے رہنے ہیں
 جاٹ کے قوم و اجاج در الگ بیان و کلال وغیرہ اپنے اپنے علم و طراوت میں رہتے ہیں شہر کے
 باہر باغ باسیر گاہ کوئی نہیں ہے اور شہر کے اندر کا پانی کو ماری و شور ہے بلکہ پانی کا ملنا مشکل ہو گیا ہے
 پانی لیا کر پیتے ہیں پتھر سکھوں کے وقت یہ شہر چھوٹا سا گانہ تھا جس میں یہاں کا لالہ مر گیا تو انگریزی عہد
 میں بعد حکومت کلارک صاحب پولیس کل اسکا ضلع اس کے آبادی کی ترقی ہوئی اور بنیا باہر بارونی آباد ہوا
 فوج کے رہنے کی چھاؤنی بنی ہوئی ہے اس شہر کی سمندر کے سطح سے ایک ہزار پالیس فٹ کی ہے اور فاصلہ
 اسکا شمال مغرب کے طرف کلکتہ سے ایکڑ اور میں میل کا ہے شہر کے پاس ایک خانقاہ ملک شجاع الدین الشہر شاہی
 دیار گاہ خلق ہے ضلع اسکا **انبالہ** کی سمت کے متعلق پانچ سو انبالہ لے کر پناہ شہر ہے اب
 ضلع تھانہ ٹوٹ کر تین ضلع باقی رہ گئے ہیں در ضلع انبالہ کے متعلق باہم تحصیل ہیں انبالہ روڈ پر کھڑے
 جگا دہری زاین گڑھ کل ضلع اس کا ایک ہزار اٹھ سو پچیس میل ربع ہے اور آبادی پہلی بروم شہری ہر
 سات لاکھ بیاسی ہزار شہر ہے شہر اب بروم شہری اسکی ٹریکٹ لائن کے روڈ ٹھوڑی کے دو سو سے دس لاکھ
 چالیس آیتن ہوسات ہو گئے باعث اسکا صرف یہ ہے کہ ضلع تھانہ ٹوٹ کر بہت علاقہ جات اسکے اسکے
 شامل ہو گئے ہیں یہ علاقہ پہلے ایک سیکہ سردار کے ماتحت تھا اس پر سخت نگرانی لاپور نے غلبہ پا کر علاقہ اسکا
 لے لیا تھا مگر جب شہر میں یہ ملک سرکار انگریزی کے حفاظت میں آ گیا اور چھاؤنی فوج لے کر پناہ کے مقام پر
 رنجیت سنگھ کے ساتھ انگریزوں کی جد بندی ہو گئی تو انبالہ کا رہیں پھر اپنے علاقہ پر قابض ہو گیا مگر چند سال
 اندلہ لے کر گیا اسلئے کل علاقہ اسکا ضبط سرکار ہو کر ضلع انبالہ کا لے گیا یہاں سے علیحدہ قرار پایا آج اس ضلع
 کی گرم و خشک ہر گرمیوں کے موسم میں گرمی بیان کثرت ہوتی ہے اور گرم ہوا ایسی شدت سے ملتی ہے
 کہ اگر مقیاس موسم بعض موسم میں اکیس بارہ درجہ پر پہنچتا ہے اور سردیوں میں چارہ سے کم نہیں ہوتا

دہلی کے مفدہ کے وقت مارن صاحب کشتراور فورسٹ صاحب کلکٹر کے جن انتظام سے اس ضلع میں امن و امان
 رہا اگر یہ رعایا کے دل متزلزل تھے اور مفدہ کے کاٹنگا بہ چار دین طرف گرم تھا مگر یہاں کے حکام نے یہاں کا
 انتظام کیا اور دہلی کے فوج کو مدد دیتے رہتے تھوڑی مدت پہر ہی عدالت کی بند رہی اور سرگرمی کا یہ
 حال تھا کہ صاحب ضلع تو فوج کے نو ملازم رکھتے اور بار بار چکی بند دیتے اور دہلی کے انتظام میں مصروف
 تھے اور پلوہ صاحب سٹنٹ کشتراور کے جن کے حفاظت پر مامور تھے اور وہاں صاحب سٹنٹ کشتراور
 خزانہ کا کام کرتے تھے کشتراور کا ڈیر صاحب ڈیر وغیرہ کے انتظام کو چلے گئے تھے آخر جیل صاحب سٹنٹ کشتراور
 سے گئے تو عدالت کے کام نے اجرا یا صاحب ضلع انبار دہلی کے فوج کے واسطے پیش ہزار سن غلہ انبار میں
 جمع کیا اور ایک سقہ میں پانسو گاڑی اور دو ہزار اور شاد دہلی جہر کر کے سبب ضروری دہلی کے طرف
 روانہ کیا غرض دہلی کے فتح ہوتے تک انبار کے حکام کو رات کی نیند اور دن کا آرام حرام تھا اور ایسی وقت
 میں باسین ہنسا معلوم کا انگریزوں کو اسطے نہایت اکثر غلہ میوا یہاں کے جاگیرداروں نے بھی بعداری
 و خدنگداری اور میں نہایت جانفشانی کی فوج کے ملازم رکھتے و اجتماع رسد و بار برداری و حفاظت را
 وغیرہ میں ان کی طرف سے سخت کوشش و عرق ریزی و قہم میں آئی تھی یہ قصبہ کھیل کے علاقہ میں
 اوس شکر پر جو چال سے دہورہ کو جاتی ہے آباد ہے یہاں ایک قلعہ ہی نہایت حکم تھا جس کے اندر اپنے اپنے مکان
 بند بنے ہوئے تھے مگر اب قلعہ حکم صاحبان انگریز نہیں رہے کیا گیا ہے اور قصبہ دستور ایک سٹنٹ کے جاگیردار
 آباد ہے قصبہ کا بازار بارونتی و آبادی خوشنما ہے ایک عمدہ مکان عبادت گاہ مندرجن عالیشان یہاں بنا ہوا
 ہے یہاں جاگیر مند و شہساک کی پوجا کرتے ہیں پورے یہ ضلع انبار میں یہ قصبہ بہت قدیمی مکان ہے آبادی اسکی بھی
 بہت بختہ بازار ہے ہر ایک دوکاندار مالدار ہے **سورن** انبار کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ آباد ہے
 پوری کی ڈول اور گڑھی یہاں خوب پختہ ہیں اور علاقہ خیر و سرسبز و شاداب ہے **چامہ** قصبہ انبار میں
 یہ قصبہ اوس شکر پر جو مانسی سے لودھیانہ کو آتی ہے مانسی سے شمال کے طرف بفاصلہ اڑسٹھ میل کے آباد ہے
 گردنواح اسکے اگرچہ بڑا ریگستان ہے تو بھی کشتکاری کثرت ہوتی ہے **چچرولی** سرسبز کے علاقہ میں یہ ایک
 قصبہ ماتحت سکھوں کی ریاست کے ہے جو چچرولی کے سردار کہلاتے ہیں آبادی اسکی اوس شکر پر جو بہارنہ
 کے ساتھ کو جاتی ہے بہارنہ پور سے ستائیس میل نسبت شمال مغرب ہے و اقرب ہے علاقہ اسکا نہایت سرسبز اور سیرا
 زمین شعلہ اسکے بہارنہ و خیر ہے اس قصبہ کے گرد و شہرناہ عام اور عمارت کچی پکی ہوئی ہے بازار اسکا اگرچہ
 مختصر و چھوٹا ہے مگر تجارت کثرت ہوتی ہے کل ریاست کا علاقہ تیسویں میل پریم اور آبادی نو ہزار میں سو ستائیس
 کے ہے و **پور** یہ قصبہ مختصر آبادی کا پانچویں میل پریم ہے جس کے دھنوکناہ سے دہلی کے ہر کے متصل آباد

کے لوگ رہتے ہیں چاروں طرف تھر کے پختہ شہر بنیاد ہے جس کے اوپر ہی ایک پختہ محل بنایا ہے جس کے اوپر
آمد و رفت ہوتی ہے اس ریاست کا علاقہ اگرچہ زرخیز و سیراب ہے مگر کشتکاری کم ہوتی ہے اور جنگوں سے
محیط ہے جنگل میں درختان پلاس و جند و کمر و وغیرہ کو سونے کے ٹکڑے ملے گئے ہیں فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے
نوسو اداسی میل کا ہے **جیلیم** سرسند کے علاقہ میں یہ ایک موضع اوس شرک پر جو بیار سے کرا
کو جاتی ہے پتالیس میل کرناں سے شمال مغرب کو آباد ہے کل علاقہ اسکا ہوا رسیدان اور زرخیز زمین
زراعت اور سدائش غلہ کی یہاں بکثرت ہوتی ہے مگر جنگل و غیر زمین بھی بہت ہی شرک اسکی کلکتہ کے
شاہ شرک سے مغرب کو ہے اور سبب اکثر جنگل کے گاڑی و ٹوٹا خانہ و چکر اوس شرک پر شکل چلیا ہے فاصلہ
اسکا سمت شمال مغرب کلکتہ سے ایک ہزار دس میل کا ہے کہر ٹر انبالہ کے ضلع میں یہ ایک مشہور بستی برگڑ کا
صدر مقام ہے آبادی اسکی ۲۵ میل شمال کے طرف انبالہ کے واقع ہے یہاں ایک تحصیلدار راجت صاحب
وہی کشنپور انبالہ کے تحصیل کا کام دیتا ہے قصے کی عبارت پختہ و خام ملی ہوتی اور بازار آباد ہے
غلہ کی تجارت ہوتی ہے کہور **پال** یہ ایک قصبہ سرسند کے علاقہ میں اوس شرک پر جو بانسی سے
لو دھیانہ کو آتی ہے چوتیس میل بانسی سے شمال مغرب کی طرف کو آباد ہے گوکہ کئی حصہ زمین اس علاقہ برگڑ
جنگل واقع ہے تو بھی زراعت یہاں بکثرت ہوتی ہے خصوصاً بارش اگر خاطر خواہ ہو جاوے تو غلہ بھر
پیدا ہوتا ہے کہ زمیندار اس کے اٹھانے میں عاجز آجاتے ہیں فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایک ہزار چار
میل کا ہے کہر **کھری** یہ قصبہ ایک پراو کا مقام اور فرو دگاہ لشکر سرکاری کے اس شرک پر ہے جو
بانسی سے لو دھیانہ کو آتی ہے آبادی اسکی بانسی سے اٹھارہ میل شمال کے طرف سے واقع ہے کلکتہ سے
فاصلہ سمت شمال مغرب نوسو پتر میل کا شمار ہوتا ہے **جگادھری** سرسند کے علاقہ اور ضلع انبالہ کے
ایک پراو قصبہ اور ماروئی شہر اوس شرک پر جو سہارنپور سے لو دھیانہ کو آتی ہے چوبیس میل لو دھیانہ
شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے سب گہرا اسکے پختہ و عمارات خوشنما اور پتر بازار ہے تجارت بکثرت
ہوتی ہے برگڑ اسکا بھی تمام دکان سیراب زمین لائق کاشت ہے اور ایک تحصیلدار راجت صاحب ہی شہر
سہارو انبالہ کے یہاں رہ کر تحصیل کا کام کرتا ہے فاصلہ اسکا سمت شمال مغرب کلکتہ سے نوسو تراسی میل
کا گنا جاتا ہے بہلیان جگادھری کے مضبوط و خوشنما ہوتے ہیں قصبہ کے اندر بڑے بڑے سناہو کار و دکان
کرتے ہیں اور علاقہ میں اسکے دریا سے جناب شاہ نہر جاری ہے کہری **سرسند** کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ
اوس شرک پر جو لو دھیانہ سے کرناں کو جاتی ہے پتالیس میل کرناں سے شمال مغرب کو آباد ہے
آبادی اسکی اگرچہ چوٹی ہے مگر خوشنما و دلچسپ ہے سرسند کے علاقہ میں یہ ایک

اوس شکر پر جو انسی سے لودھیانہ کو آتی ہے پھر سیل جنوب کی طرف لودھیانہ کے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہزار
 کاشت شدہ زمین میں واقع ہے شکر اس حصہ کی بچت ہے کر سب نرمی زمین کے بارش کے موسم میں دلدار ہوتی
 ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایک ہزار چوبیس میل کا ہے۔ و شکر تلیم پار کے ملک میں ایک ہزار اسی حصہ شہر است
 ضلع قصبہ شکر ایک میل بائیں کنارے تلیم شہر سے فاصلہ پانچ مقام سے جہاں دریا سے تلیم شہر سے نکلتا
 میدان میں رہتا ہے آبادی اس ایک شاہ گز سے ستر گز دور ہے اوس سے اور تر کر لوگ پنجاب میں اگل ہوتے ہیں
 جہاں دریائیں ٹپکتا گہرا اور بانسوں گز تک پورا ہوتا ہے اور بانی صاف ہو سکتا ہے قطار میں کوہ ہمالہ کے جوار اسکے شمال
 مغرب کو ہیں ان کے جنوب کو ایک ملہا میدان ہے جو بہت سیلون تک پہنچا ہوا جدا گیا ہے آبادی قصبہ کی ایک فی
 بیس ہے اور شہر میں پھر تحصیل کی دلی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب شہر کشتہ انبالہ جہاں کام کرتا ہے
 یہ قصبہ معہ اور علاقہ تعلق کے ایک بیس کے جاگیر میں تھا کہ بیس کے کہ سکھوں کے ہنگامہ میں وہ سکھوں کا دو گنا
 ہو گیا تھا راست اسکی ضبط ہو گئی اور نقد پیش اوسکی مقرر ہوئی لکھنؤ میں اس مقام پر ملاقات بخت سنگہ والی پنجاب
 کے لارڈ ولیم شنگ صاحب کو درجنل سے ہو کر آپس میں عہد نامہ جات و ہتھی کے تحریر ہوئے اور دونوں کاروں
 کے فوجوں کی حاضریاں ہو کر فوج کو انعام کثیر عطا ہوئی اس قصبہ میں سات ہزار اکیسویں آدمی سکونت پذیر ہے
 اور تجارت کا بازار گرم رہتا ہے بلندی اسکی بلند کے سطح سے ایک ہزار اکیسویں فٹ کے ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے
 شمال مغرب کو ایک ہزار اکیسویں میل کا ہے **قصبہ دس** یہ قصبہ دس گنا ہے شہر فیروز شاہ کے آباد ہے
 اس مقام سے وہ ہر جو جنوب مغرب کے سمت کو ہوتی ہوئی اتنی ہے خاص مغرب کے سمت کو ہو جاتی ہے اس وقت اس
 نواح میں رعیت کم ہوتی ہے گرا بن بن اس علاقہ میں سب باری ہونے ہر دن اور سیراب ہونے ہر گز
 آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نو سو ساٹھ میل کا ہے شہر وری سرمنہ کے
 سر زمین میں یہ ایک قصبہ اس شکر پر جو کر نال سے تھانیسہ کو آتی ہے آٹھ میل شمال کی طرف کر نال اور ہند
 سیل جنوب کی طرف تھانیسہ کے آباد ہے شہر میں سلطان شہاب الدین غوری نے جب ہندوستان پر حملہ کیا
 تو اس مقام پر فہم بن سکے اور راجہ پر پتی راج کے سخت لڑائی ہوئی اور ہزاروں آدمی فریقین کے طرف ہوئے
 گئے آخر کار فوج ہند کی ہلاک ہوئی اور راجہ پر پتی راج زندہ گرفتار ہو کر قتل ہوا **قصبہ شہر** یہ ایک شہر
 اور شہر تلیم پار کے علاقہ میں کل غارات اس قصبہ کے پختہ انیسویں کی بنی ہوئی بقاعدہ طو سے اور ہے
 گردنواں اسکے زمین ہزار و زخیر ہے چھوٹی رعیت کثرت ہوتی ہے اور ایک پانی کی چھل ہی اسکو
 پاس ہے جس سے ذرا آٹھون کے واسطے پانی لیا جاتا ہے اس قصبہ میں انیسویں سکائی جاتی ہیں اور نر اوہ
 کثرت ہیں اور نر اوہ کے دو بیس سے ہو خراب ہوتی ہے پہلے یہ قصبہ ایک جاگیر کی بیست گاہ تھی لکھنؤ

میں جسے لاؤں اور گھوٹا تو کل ریاست سرکار انگریزی کے قبضہ میں آگئی پانچ سو سولہ گاونوں ریاست کے متعلق تھے
 اور آدنی چار لاکھ چالیس ہزار روپیہ کی تھی فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایک ہزار چالیس میل کا شمار ہوتا ہے
لاڈلہ سرمنڈ کے علاقہ میں یہ قبضہ بائیس میل شمال کے طرف شہر کرناٹ کے آباد ہے شہر کی آبادی
 بارونق و نختہ اور بازار کشادہ و تجارت ہے ہندو مسلمان جاٹ اسپین رہتے ہیں اور مالوے سکھ بھی سکونت
 پذیر ہیں پہلے یہ شہر اچھوت سنگھ کی ریاست میں تھا مگر گڑ نام میں بسبب اسکے کہ سکھوں کی لڑائی میں اس کو
 سکھوں کا بدو کار ہو کر سرکار انگریزی کے ساتھ مقابلہ کیا ریاست اس کی تمام و کمال ضبط سرکار ہو گئی یہ شہر
 چند ان بڑا شہر نہیں ہے لیکن بسبب اسکے کہ یہ ایک اچھوت کی ریاست گاہ تھی رونق بہت سی اور راجہ کے رہنے کے
 حویلیاں یہاں نختہ اور بلند خوشنما بنے ہوئے ہیں **لیلو** قبضہ کے علاقہ میں یہ ایک
 قبضہ اوس شرک پر جو کرناٹ سے لودھیانہ کو آتی ہے بارہ میل کرناٹ سے شمال کے طرف کو آباد ہے
 پاس اسکے دریائے چندنگ جاری ہے جس کے پانی سے علاقہ اسکا سیراب ہو کر زراعت بڑی جاتی ہے اور غلہ
 بکثرت پیدا ہوتا ہے قبضہ کے گردے کچی پوار ہے اور دیوار میں دو برج بلند بنے ہوئے ہیں خشک اور
 چر کر دور دور تک نظر جاتی ہے تالائے ورکنو میں یہاں بہت ہیں اور شرک بھی نختہ اور اچھوت ہیں یہ علاقہ
 ایک کچھ سردار کے جاگیر میں ہے اور سالانہ آدنی اس کی چار ہزار روپیہ جاگیر دار کو ملتا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ
 سے سمت شمال مغرب نو سو پچیس میل کا ہے **موشاک** سمت اٹالہ میں یہ ایک قبضہ اوس شرک پر جو دلی
 فیروز پور کو آتی ہے دلی سے شمال مغرب کو اکیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے نزدیک اسکے دریائے گنگا جاری
 ہے جس کو بانی سے سرزمین اس کی سیراب ہوتی ہے علاوہ اٹالہ کے ضلع میں یہ قبضہ اوس شرک پر جو شہر
 سے لودھیانہ کو آتی ہے سہارنپور سے سمت شمال مغرب تیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے اس قبضہ کے گرد
 شہر ناہ نختہ اور ایک چھوٹی پرانی عمارت کا بنا ہوا ہے شہر کی عمارت بھی نختہ اور بازار پر تجارت کا صلیہ
 اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے دہلی و کرناٹ کے راستی ایک ہزار میل کا ہے قبضہ کے شرق کے طرف دیہات
 مارکنڈ اٹالہ ہے دلی پور اٹالہ کے سمت میں یہ قبضہ اوس شرک پر جو سرمنڈ سے تھانسیہ کو جاتی ہے اٹالہ
 میل سرمنڈ سے مغرب کے طرف کو آباد ہے اہم مقام براہیک جو تاسا قلعہ بنا ہوا ہے سرزمین اس کی ہوا و ذرخیز
 و زراعت عمدہ ہے قبضہ کی عمارت نختہ و خام ملی ہوئی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ
 پچیس میل کا ہے **مشی ہزر** **عہ** اٹالہ کی کشتری میں یہ قبضہ اوس شرک پر
 جو اٹالہ سے ہو کر روڈ پر کو جاتی ہے اٹالہ سے پچیس میل شمال کے طرف کو آباد ہے آبادی اس کی کوٹاہ
 کے جنوبی بنیا و میں واقع ہے علاقہ اسکا نہایت ذرخیز و سیراب ہے صہین ہزار و ن من غلہ پیدا ہوتا ہے

پیداوار ہی نسل کی یہاں اس قدر ہوتی ہے جسکی تجارت فراسان کے ملک تک پہنچتی ہے اگرچہ ہر زمین اسکی کوئی
 ہے مگر بسیرابی کے ذراعت کے حق میں اکثر ہے چانول یہاں اول قسم کے پیدا ہوتے ہیں اور ایکٹھی
 اسکے نیچے جاری ہے اس کے رگت سے سونا نکلتا ہے اور دریا سے لگے نام علاقہ میں یہاں ہے یہ قصبہ اچھ
 گو سچشنگ جاگیر دار کے جاگیر میں سرکار انگریزی کے طرف سے واگہ ہے جسکا جانشین فرزند اسکا کنویر ہوا
 ہے اس قصبہ کے ساتھ افسانہ موصوع اور شخص ہیں اور کل سطح اس جاگیر کا یہی میل مربع اور آبادی سولہ ہزار
 چار سو بیس آدمی کی اور آمدنی سنالیس ہزار روپیہ کی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایک ہزار پینتالیس
 میل کا شمار ہوتا ہے **مساوی** انبالہ کی کشتی میں یہ قصبہ جنوبی بنیا کو کوہ ہمالہ و علاقہ بخوردو
 میں آباد ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ایک ہزار دو سو ترسٹھ فٹ کی ہے یہاں بڑا مندر دیوی کا بنا ہوا
 ہے جسکی پرستش ہندو کرتے ہیں اور ہر ایک برس یہاں بڑا ہادی میلہ ہوتا ہے تار اس کے گدہ
 یہ ایک بڑا قصبہ اور آباد مکان متعلق ضلع انبالہ کے ہے آبادی اسکی اوس شرک پر جو دورہ سے ساگر کو رہتا
 کے راستہ سے جاتی ہے واقع ہے تحصیل اسکے ایک کچا قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے گرد سے خندق کھدے
 ہوئی ہے قصبہ میں تختہ مکانات اور پختہ بازار ہے آبادی اسکی بسبب اسکے تحصیل کی کھری یہاں ہوتی ہے
 دو ہزار و ترقی ہے شلشی ہمیش کے وقت ہی یہاں محکمہ شلشی کا مقر ہوا تھا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
 دو ہزار ایک سو چون فٹ کی ہے ترائیں گدہ میں آٹھ ہری کشتی ہوتے ہیں اور گہوون چانول
 نیشکر کپاس نل وغیرہ ہر ایک قسم کے جنسین پیدا ہوتے ہیں **ہماچل** مس شلج کے علاقہ میں
 یہ شہر ہی ایک مشہور شہر اور رہائش گاہ ہو لکا خاندان کے رہنوں کا ہے جسکا ذکر سابق صفحہ اس کے
 مفصل حال کے ریاستوں کے ذکر میں درج ہو چکا ہے اس شہر کے گرد سے تحصیل تختہ اور عمارت شہر کی
 ہی تختہ اور بڑا بازار ہے جہیں بڑے بڑے بالہار سا موکار و ستار نار و وکانین کرتے ہیں قلعہ ہی
 یہاں تختہ عمارت کا خوشنما ہے جس کے اندر راجہ کے رہنے کی محل خلیشان قبول صورت تعمیر ہوئی ہوئی ہیں
 سر واد ہریر سنگ صورت سنگ کے بیٹے نے پہلے پہل اس شہر کی آبادی کی بنیاد رکھی بعد ازاں اور رہنوں کے
 وقت یہ زیادہ تر آباد ہوا چلا گیا اور یہ شہر اور شہر سالہ ایک ہی صفحہ و سال میں آباد ہوا تھا فاصلہ
 اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایک ہزار پینتالیس میل کی ہے **لوئی** و الہ انبالہ کے ضلع میں یہ قصبہ
 اوس شرک پر جو کرناں سے پٹیا کو جاتی ہے پٹیا شمال مغرب کے طرف کو چاس میل کے فاصلہ پر آباد ہے
 عمارت قصبہ کی خراب اور بد صورت ہے مگر زمین اس کے علاقہ کے سیراب زرخیز و قابل زراعت ہے و زمین
 کم اور علاقہ بھگوان سے محیط ہے شرک ہی اس جھد کی الائیٹ ہلاستہ گاڈی اور تو سچا نہ کے شہر ہے چاس میل

سرہند کے علاقہ میں یہ قصبہ اُس شکر پر جو کرناں سے لودھیانہ کو آتی ہے کرناں سے شمال مغرب کی سمت
 پچھتر میل کے فاصلہ پر آباد ہے آبادی اسکی ایک دسٹھ کے اوپر واقع ہے جسکے اوپر چڑھ کر دوڑوں تک
 نظر جاتی ہے زمینیں یہاں اکثر سیراب ہیں اور زراعت ہی ملکی ہوتی ہے اور پیدائش غلہ کی ہی کم ہوتی ہے
 پورے سرہند کے علاقے انبالے کے گمشدہ میں یہ ایک چھوٹا سا قصبہ اُس شکر پر جو تھانیس سے کھنڈ کو
 آتی ہے تھانیس سے پندرہ میل مغرب کی سمت کو آباد ہے پاس اسکے ایک ہاٹری ندی بہتی ہے اور ندی
 کے کنارے پر پختہ زمینیں ہوتے ہیں آبادی اسکی ایک دسٹھ کے پچھتر سے جو مال کی آبادی سے پہلے آباد
 کا قصبہ عمارت اس قصبہ کی پختہ اور خوش نما ہے اور بازار آباد و بارونق زمین متعلق اسکے سیراب زمین
 ہے جو ندی کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اور جس جس جگہ ندی کا پانی نہیں پہنچتا کنوؤں کے ذریعہ سے پانی
 کو پانی دیا جاتا ہے **پھول** دریا سے ستلج کے بائیں کنارے بفاصلہ اتر تالیں میل اوس شکر پر جو دہلی
 سے فیروز پور آتی ہے یہ قصبہ آباد ہے یہ آبادی پہلے پہل مسمی پھول جاٹ زمیندار نے آباد کی تھی
 اولاد میں سے ہمارا جٹیاں و چند دناہم وغیرہ اب تک اپنے ریاستوں پر قابض ہیں اور یہ قصبہ ہی
 ہمارا جٹیاں کے ریاست کے متعلق ہے پچھتر شمال شرقی حد علاقہ سرہند میں یہ ایک چھوٹا سا قصبہ جٹیاں کی ریاست
 کے حد سے ملتا ہوا آباد ہے تمام دریا کے گہر ہاٹری سے لکھنؤ سے انہیں بہتا ہے اور دوناہم ہاٹری سے آکر
 اوسکے شامل ہوتے ہیں یہ قصبہ ایک میل کی ریاست گاہ ہے جو پنجوہ کار میں کہلاتا ہے اس علاقہ میں ایک
 عجیب باغ قدیمی عمارت میں سے ہے جسکے چار حصہ برابر ایک دوسرے کے نیچے بنی ہوئے ایک رتی چھوٹے
 زمین پر چلے گئے ہیں یعنی پہلا حصہ سے اوسجا اور دوسرا اوس سے نیچا اور تیسرا اوس سے نیچا علی بن القیاس
 اس میں ساٹھ ایکڑ زمین ہے اور درخان نازکی و انار و سیف آہ وغیرہ کثرت میں ہے اس مقام پر ایک قلعہ پختہ
 بنا ہوا تھا جسکو دولت اسے سندھ میں مرنے کے ملازم مسمی بوجن صاحب فرانسس نے مصلحت لکھنا دینی
 اگرچہ فی زمانہ حال آبادی اس قصبہ کی بہت بڑی ہے مگر انکی عمارتوں و بادلیوں و پختہ شکار ہونے سے پایا
 جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ ایک شہر آباد و بارونق ہوگا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو کرناں اور انبالے
 کے راستی ایک ہزار تریسٹھ میل کا ہے **شیالہ** یہ ایک یا سنگاہ اور پختہ عمارت کا شہر اسٹاکس انتظام تھا
 انبالہ کے واقع ہے پاس اسکے کوئٹا نامی جارجی ہے جسکا جٹیاں کا دریا بھی کہتے ہیں اس مقام پر بہت ہی بہت
 گہری بہتی ہے بلکہ گہرائی کے وقت پانی اوسکا شہر کے دیوار تک آجاتا ہے یہ شہر پہلے پہل جہ الانگلہ نے
 جوایا اور پٹے آلا نام رکھا جو اب جٹیاں شہر ہے قلعہ یہاں کا بھی اوسی الانگلہ کی تعمیر ہے جسے اب ہمارا
 پٹیاں کہتے ہیں اس قلعہ میں شہر کے مکانات و دیوان گاہ بنے ہوئے ہیں شہر کے گرد سے بھی شہر

نچتہ ہے اور بڑے بڑے دلچسپ عمارت ایسے ایسے خوشنما بنے ہوئے ہیں کہ انسان دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے
 بازار بہان کا فراخ و خوش وضع ہے جہیں ہزاروں دھپہ کی ہر روز تجارت ہوتی ہے اور بڑے بڑے سامان
 مالدار و کاشتکار کرتے ہیں شہر میں ہر ایک قسم کے ہندو مسلمان قوم رستے ہیں خصوصاً سکھوں کی بہت کثرت ہے
 چونکہ ریاست بہان کی تسلیم پار کے ریاستوں سے بڑی ہے اس لئے ذکر اسکا پہلے ریاستوں کے ذکر میں تحریر
 ہو چکا ہے فاصلہ شمال کا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایک ہزار تیس میل کا ہے راج پور سرحد کے علاقہ میں
 یہ گانوا دس شرک پر جو ہانسی سے کو دھیانہ کو آتی ہے ہانسی سے شمال کو چھین میل کے فاصلہ پر آباد ہے پاس کے
 ایکٹھی لکھنڈی کے ایک شاخ بہتی ہے جسکے کنارے پر یہ قصبہ آباد ہے سرزمین اسکی ہموار میدان اور
 کاشت شدہ ہے **شاہ آباد** انبالہ کے سمت میں یہ ایک قصبہ باہن کنارے دریاے ستلی
 کے آباد ہے سردی کے موسم میں یہ دریا بہت مقام پر خشک ہوتا ہے اور گرمیوں میں سخت تیز و ہوا گر جلتا ہے
 بہت مقام پر پانی مکانات کے کھنڈرات بہت ہیں جسے پایا جاتا ہے کہ کسی ماہ میں یہ شہر آباد شہر ہوگا اب بھی
 آبادی اسکی نچتہ و بارون ہے سرزمین اسکی سیراب و زراعت بکثرت ہوتی ہے کل قصبہ میں دس ہزار
 آٹھ سو باون آدمی رستے ہیں اسکا بازار ابھی بہت بڑا اور تجارت بہت ہوتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب
 کلکتہ سے ایک ہزار دو میل کا ہے اور سردار و ہرم سنگہ و سردار کشن سنگہ شاہ آباد یہ جاگیر دار یہاں رہتے ہیں
شاہ پور سرحد کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اوس شرک پر جو بہارن پور سے سپاٹو کو جاتی ہے سہارن پور
 ایکٹھی سے شمال مغرب کو آباد ہے مثلثی پیمائش کے وقت یہاں بھی ایک محکمہ مقرر ہوا تھا بلندی اسکی سمندر
 کے سطح سے ایک ہزار دو سو اٹھائیس فٹ ہے **مہوڑ** سرحد کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اوس
 شرک پر جو بڑا ہے ناہن کو جاتی ہے واقع ہے دہے طرف اسکے دریاے مار کٹا اچلتا ہے جو جنوبی بنیاد
 کوہ ہمالہ میں جا رہی ہے بہت مقام پر دریاے مار کٹا اور پانی بہتا ہے گور میدان میں آتا ہے اس قصبہ کے پاس فرا حضرت
 شاہ قیصہ سید گیلانی کا ہے اور ہر سال ۱۰ ربیع الثانی کو وہاں بڑا میلاد و عجم ہوتا ہے قصبہ کے گرد شہر
 نچتہ معہ برجوں اور دیووں کے سہا ہوا ہے شہر کے گہروں کی عمارت بھی اچھی اور خوشنما ہے بازار میں تجارت
 بکثرت ہوتی ہے شاہ پور سے بڑے بڑے دوکاندار و کاشتکار کرتے ہیں سرزمین اسکی سیراب و زرخیز اور سرد
 نکلے کی بکثرت ہوتی ہے کچھ حصہ اسکا کاشت کرکے انگریزی اور کچھ حصہ ایکسکاہ سردار کے ماتحت ہے شمال
 اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایک ہزار تیس میل کا ہے شہر سرحد پر یہ شہر شمال کی ریاست میں بنایا ہے
 جس میل شمال کو اور انبالہ سے تیس میل اور سیٹرون کو واقع ہے اگرچہ اب آبادی اسکی بہت کم ہے
 ہے مگر شاہان اسلام کے وقت یہ شہر نامی گرامی شخص تھا اور علاقہ اسکا علیہ ہنقرہ ہو کر ایکسکاہ ماتحت

سلطنت دہلی کے یہاں حکومت کرتا تھا بڑے علما و صلحا و مشائخ و امرا اس شہر میں رہتے تھے جسکے تذکرہ
 سے کتابیں برہی ہوئی ہیں پنجاب کے ملک کے حد سرحد کی حد تک شمار ہوتی تھی عالمگیر اورنگ زیب کے وقت
 گوردو گنبد سنگ سکھوں کے دسویں گوردو نے جب بغاوت اختیار کی تو شاہی حکم کے بموجب صوبہ سرحد
 اس کے ہزار دی کے دھپلی ماسور ہوا اور وہ ایک قلعہ میں محصور ہوا عین محاصرہ کے وقت گوردو سنگ کے
 دوزخ نڈ اور اسکی والدہ قلعہ سے بہاگ نکلی اور شاہی فوج کے ہاتھ گرفتار ہو کر سرحد میں حاضر لائے گئے
 ہوئے اور گوردو دن مارا اس سب سے سکھ لوگ اس شہر کے سخت دشمن ہو گئے جب چغتائی سلطنت ضعیف
 ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے دہلی پر فحباب ہو کر سرحد تک سلطنت اپنی قائم کر لی اور سکھوں کا نہایت
 زور شور ہوا تو سکھوں نے کئی مرتبہ اس شہر پرورش کی اور لوٹا اسوا سے احمد شاہ نے کابل سے اگر ہی
 مقام پر سکھوں کے ساتھ سخت لڑائی کی جس میں تیس ہزار سکھ مارا گیا ہر جب احمد شاہ چلا گیا تو سکھوں نے پھر
 اجتماع کر کے سرحد کی آلا سنگ والی تھانہ کے اس شہر کو لوٹ کر آباد کیا اور اس لڑائی میں زمین خان صوبہ
 سرحد کا مارا گیا اس دوزخ سے یہ شہر تھانہ کی ریاست میں آگیا اور ان تک بدستور ہے پراسے کشترات
 اس شہر سے دوردور تک نظر آتے ہیں اور مقابر و مساجد بھی بکثرت تھی مگر سکھوں نے گرا دی اب بھٹی
 مقدس حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی کا مہ اس کے صانع خداداد کے دامن موجود ہے او سکھوں
 کے اس شہر کے ساتھ یہاں تک دشمنی ہے کہ جب کوئی سکھ اب بھی سرحد کے پاس سے ہو کر گذر رہا ہے دھپلی
 دامن کے کشترات سے ادھا کر دریا میں ال دیتا ہے گوردو گنبد سنگ کے دوزخ کون کے دیرہ یہاں سے ہو کر
 ہیں جہاں سکھ جاکر چین سائی کرتے ہیں اور سرکار انگریزی نے سرحد کے کشترات سے ہتھیار اینٹیں ^{الاجازت}
 رئیس تھانہ کے ریل کے پڑاؤ کے تعمیر کے واسطے جو مقام ابدال وغیرہ بنے ہوئے ہیں لیکر صرف کی ہے لیکن وہ
 اینٹ ہنوز ختم نہیں ہوئی اس شہر کے گرد و نواح میں آجوں کے باغات بکثرت ہیں اور ایک تھانہ بھی
 نہایت شگرم و لاثانی بنا ہوا ہے جسکی عمارت اب بہت خراب ہے مگر آج بھی اب بھی پرانے
 درخت بہت ہیں اس تھانہ کے متصل ایک ہی ہتھی ہے اور اس پر تختی مل شاہ جہاں کے وقت کا بنا ہوا ہے
علاقہ سرحد یہ ایک فرانہ علاقہ ہندوستان کے علاقوں میں ہے جس میں بادشاہوں کے وقت
 صوبہ سرحد حکومت کرتا تھا اس کے شمال کوحد و پنجاب شرق میں کوہ سرور و پہاڑی ریاستیں و انگریزی ^{جنڈا}
 سہارنپور و پانی پت درہمک جنوب میں علاقہ رتھک ہریانہ غرب میں ریاست بہاولپور ہے طول اس کا دو ^{سولہ}
 میل شرق سے غرب کو اور عرض اکیسواٹھ میل جنوب سے شمال کو کل سطح اس کا تھوڑا سا میل ہے
 میدان ہوا بہت ہیں جو اسے شمالی حد اسکی کے کہ وہ دامن کوہ میں بائیں کنارے سے ملے سے جہاں کے دھپلی

کنارے تک پہنچ کر مل جل میں ہے یہاں سے مل جل علاقہ اسکا اکثر مقامات سے تین ہزار یا سو یا دو ہزار پانچ
 فٹ بلند ہے اور جو پہاڑی درے اس طرف کو جاری ہیں وہ دو ہزار تین سو اونٹالیس یا دو ہزار نو سو
 پینس فٹ بلند ہیں میں باقی علاقہ سرحد کا شرق سے غرب کو ڈھلوان ہے اور جنگل اور ریتان بھی اس میں
 بہت مقامات پر واقع ہے خصوصاً ہنوا پور کی ریاست اور حد و ملک بھہیانہ کے قریب تو سو امی رگستان
 کے صفات زمین بہت کم نظر آتی ہے چند برس گذرے ہیں کہ سرکار نے اس مینٹ سے سرحد کی پائیش کرانی
 تھی کہ ایک ٹہری نہر جہاں سے کہو در کستلم میں ڈالی جاوے اور دو نو دریاؤں کا راستہ بدریو کشتیوں کے
 جاری ہو جاوے دریا سے جہاں اس علاقہ میں قریب تر میل کے ہوتا ہے اور دریا سے سلیم ہی پہاڑوں سے
 نکلا کرتا ہے وہ قریب پینس میل کے شمال مغربی حد اس علاقہ کے بناتا ہوا اٹھاتا ہے اور جو ملک در میان
 جہاں اور سلیم کے واقع ہے او میں اور بارہ ندیوں میں ہے جہاں ندیاں تو انہیں ناچی گرامی ہیں ایک
 سرستی دوسری مار کٹھ اسی سرستی کے گرجو تھی کو سلا یعنی ندی پٹیا کہ پانچویں خان پور کی ندی جہاں نکلا
 طیفانی ہوتی ہے تو سب ملکر ایک ہو جاتے ہیں اور تہا سر سے لیکر گناہر سے تک تمام ملک پر آب ہو جاتا ہے
 اس سیرانی سے جانو لوں کی پیدائش بکثرت ہوتی ہے اور خریف کے فصل کی سوائے رسم کے فصل کے
 لئے تو سیرانی اسکی نہایت ہی فائدہ بخش ہوتی ہے ان ندیوں کے سوائے مصنوعی نہریں ہی مثل نہر فیروز
 وغیرہ اس میں جاری ہیں جسے زندہ اور فصل ہم کے فصل کے سیرانی کے واسطے پانی کاٹ کر دور دور پہاڑ
 اور جہاں پانی بہن ہو چکا وہاں کنوؤں کے ذریعہ سے زراعت کو پانی دیا جاتا ہے اس علاقہ میں ٹپے
 بڑے شہر و قصبے آباد ہیں اور چھوٹی بڑی ریاستیں بھی بکثرت ہیں بڑی ریاست انہیں مہا یا جہاں ہے
 و ناہم کی ہے اور سلمان بٹیکوں میں خواب لیر کوٹہ کاٹھار میں شمار ہوتا ہے **سرحد کا علاقہ**
 سرحد کے علاقہ میں ہم قصبہ اوس شرک پر جو فیروز پور سے شملہ کو جاتی ہے گیارہ میل مغرب کی طرف فیروز پور
 کے ہے گرد گالک بیکام ہوار و زمین عمدہ لائق کاشت ہے اور فصل غلہ کی نہایت عمدہ ہوتی ہے مگر کاشت
 زمین کی بہن ہوتی صرف چند مقامات پر تخم بویا جاتا ہے ہم قصبہ ایک سکھ سردار کے جاگیر میں ماتحت سرکا
 انگریزی کے ہے شرک اس حصہ کی بہت اچھی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے ایک ہزار ستاون میل
 کا ہے **سرحد کا علاقہ** و ٹپا لہ کی قسمت میں ہم ایک قصبہ اوس شرک پر جو مانسی سے لودھیانہ کو آتی ہے
 لودھیانہ سے اکیاون میل جنوب کے طرف ایک محوار میدان و آباد کاشت شدہ زمین میں **سرحد کا علاقہ**
 انبالہ کی شہری میں ہم قصبہ اوس شرک پر جو کرناں سے ٹپا لہ کو آتی ہے کرناں سے شمال مغرب اور ٹپا لہ
 میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکے متصل ایک ہی جاری ہے جس سے علاقہ اسکا سیراب ہوتا ہے مگر یہ

یہاں کم ہوتی ہے اور علاقہ اسکا جنگلوں سے محیط ہے۔ **شہر** سرسند کے علاقہ میں بہر شہر اوس
 شہر پر جو دوہیانہ سے کرناں کو جاتی ہے کرناں سے تنس میل شمال کو اور لاہور سے اکیس نو میل جنوب
 مشرق کے گوشہ میں سرستی ندی کے بائیں کنارے پر ایک ہوا میدان اور زرخیز علاقہ میں آباد ہے
 آبادی شہر کی ایک دسے شیلے کے اور جو قدیمی عمارت کے بار بار ہمارے دیکھنے سے آتی ہے اور
 جلا گیا ہے۔ واقعہ ہے بہر شہر بہت پرانا ہے اور شہر کے اندر غریب لوگوں کے چھوٹے باریں اور اسودہ کو
 بیشیہ عمارت عالی شان نقش و مصفا جیسے ہوئے ہیں بازار میں بڑی مالدار دوکاندار تجارتی دکان کرتے
 ہیں اور میں سے مسلمان کم اور ہندو زیادہ ہیں ہندوؤں کے مندر بکثرت اور دیوتاؤں کے مورتن شہر
 شہر کے چاروں طرف شہر یاہ تختہ مگر کہنے و شمار شدہ ہے شہر کے گرد سے باغات آبنوں کے بکثرت آدھل
 علاقہ سرسند و شاہی مسلمان بادشاہوں سے پہلے پہل سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں سلیم بادشاہ کو یہاں آیا
 اگرچہ راجہ انگلیال راجہ لاہور نے اس پر شکاک کے سببانے کے لئے اسکی خدمت میں بہت منت کی اور کہا
 کہ ایزد سال ہمال آمدنی کل اس علاقہ کی آپ کی خدمت میں بھیج دی جائے گی اور اس مہم کا بھی کل خرچ
 پیشکش ہوتا ہے اور بہت سے جو اہرات گراہیا ہی ہندو کیجاتی ہے اور اس شہر کے سلامت رہنے میں ہندو
 بھی بدت العواصان ہندو ہنگامہ سلطان محمود نے اوسکے معروضات پر کچھ خیال کیا اور شہر کو اگر کمال
 کیا بعد دن کو گرایا شہر کو جلایا شہر والوں کو لوٹ کر ٹکڑے کا مصلح کر دیا اور ہتھیار سونا چاندی سوتی نو لگا
 الناس لعل کر ڈرون و پیکار اور دولا کہ قیدی ہندو وہاں سے لیکر غزنیں کو چل دیا اوس وقت بی اہتا ہر
 ایک لعل گراہیا چار سو پچاس مثقال وزن میں تھا جسکی قیمت تین چھینہ کرنے میں صرافان روئے زمین عاجز و
 قاصر تھے یہاں کر ہندوؤں کا جو یہاں کے بڑے تجا نہ میں رکھا تھا اور تمام ہندو کے راجے دور دور سے
 اوسکے پرستش کو آتے تھے وہ بھی سلطان ہماں سے اوسکا کر غزنیں لے گیا اور توڑ کر مسجد کے دروازہ
 اسکے ڈال دیا اور وقت محمود کے فوج کی ایک ایک سپاہی کے خیمہ میں سولہ سے زائد نقد و جو اہرات ہندی
 کینر کر کے غلام کر کے فطر ہنیں آتا تھا غزنیں جا کر یہ غلام اس رزائی سے فروخت ہوئے کہ دو آنہ چار آنہ
 کی قیمت پر اچھی خوبصورت کینرک و غلام ہر ایک شخص کو دستیاب ہو سکتا تھا ایسے ہندو ہندو کے اچھے بڑے
 شہر غزنوی سلطنت کے ضعف کے وقت میں آجوں سے بالحق ہندو گراہیا گیا ہندو ہندو سے دوبارہ
 ہمارے دن کو دمان اسواں کیا مگر کئی مرتبہ بہر ہی سلطان شہاں الدین غوری وغیرہ شاہان اسلام
 چھوٹے چھوٹے اسکے لوٹا و تاراج کیا غرض ایسے ایسے قصدمات ہمارے دی و غارتی و تاراجی کے اس شہر کے ہندو
 ہندو آج کے ہیں نہ ہندو ہال میں آبادی اس شہر کی وزیر و زرتی بہت ہے اور بارہ شہر اراکین و ہن آری

اس میں رہتے ہیں فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نو سو اٹھاسی میل کا ہے اگر نیردن کی غلطی سے پہلو بہ شہر
 مسیحا بن گنگا سنگھ دہاک سنگھ ریستون کی ریاست میں تھا مگر وہ لالہ مرگئے اور کل علاقہ ریاست کا سرکار انگریزی
 کے قبضہ میں آگیا اب دہاکے وارثوں سے بش سنگھ ولد صاحب سنگھ کنیرک زادہ ہنگا سنگھ کو صرف پانچزار روپیہ
 کی جاگیر ملی ہوئی ہے ریاست کے وقت ۹۹ گاؤں تھانیر کے شامل تھے اور کل علاقہ دو ہزار تین سو چھتیس سیر
 مربع تھا اور آبادی بھی ریاست کی ادنیٰ اس کا کہ چھ ہزار سات سو اڑتالیس تھی اور پچتر ہزار روپیہ ریاست کی
 آمدنی رہی تھی مگر ابھی تک ۱۲۳۳ء میں یہ ریاست ضبط ہوئی بعد ازاں یہ شہر ضلع کا مقام مقرر ہوا اور چارہائی
 ایک خاص تھانیر دوسری تحصیل لاٹوہ تیسری کپتھل چوتھی تحصیل گولا ضلع کے متعلق ہوئیں مگر مفسدہ
 دہاک کے کہہ دیت بعد یہ ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون کے متعلق ہو گیا مفسدہ کے وقت کپتان کنیرک
 اس ضلع کے حاکم تھے اور صرف ایک کپنی پناہ گان بلٹن ہندوستانی کپرا پنچ کی یہاں امور بھی جاری تھے
 شک گزرا تو اس نے ہتھیار لئے گئے اور فوج مہاراجہ شاہ کی طلب کر کر ضلع کے نظام میں مصروف
 تمام مصروف ہوئے لوہن صاحب سٹیشن کشن کو شاہ آباد کو امور کی لفٹین بارنس صاحب ہرقم ہرقم کے فلک
 دہاک علاقہ کپتھل دیاباب ریادون اور جہان کے گھاٹون کی حفاظت کو گئے اور جب جہان کی خبر ہوئی کہ دہاک
 کے مفسدہ تھانیر کو آئے ہیں تو صاحب ضلع نے ہشام کے کاغذ دن کو خود تلف کر دیا اور خزانہ انارک کے قلعہ
 میں بھجوا دیا نہ ضلع کا جاگیر دار دن کو جمع اور کئی فوج کے شہر میں بلا لیا اور جب خبر ہوئی کہ دن گڑھ
 کے زمیندار ریاست میں کہ تھانیر کے جلیانہ پر حملہ کر کے اسے قیدی پھونڈا کر لیا وہیں صاحب ضلع نے وہ
 انارک کے ضلع میں پوشیدہ بھی رہے اس وقت رعایا اس ضلع کی ہنگامہ پر داری نہ تھی اس واسطے کہ
 لہہ میانہ و فیروز پور کے مفسدہ رعایا کہ نہرایا ہی سے سخت ناراض ہو رہے تھے اسلئے چند دہاک نے زور
 دینے سے انکار کیا صاحب ضلع نے یہ وقت اونکی سزا دی کی طرف توجہ ہو کر موضع سند کو حلا دیا چھو
 سخت ٹھکرا می و قوم میں آئی تھی اور ۲۹ جون کی تاریخ کو باون آدمی مفسدہ و غارت گرا ایک وقت چھانسی
 پر چڑھائے گئے اور باقی ماندہ سے سخت جرمانہ لیا اس نظام سے رعایا مایوس ہو گئی اور معاملہ و اجی نو کیا
 اس شہر اور شہر کے گرد و نواح کو ہندو لوگ بہت تیرک اور پاک سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گورنام ایک راہ
 کیرون کے خاندان کا بزرگ تھا اس نے ہتھیار برہما کے اڑتالیس کوں مرحوم زمین چنی بارہ بارہ کر
 شہر کے چاروں طرف کی زمین میں اپنے ماتحتی قلعہ بنائی کر کے صاف کیا اور پھر از چھکیم پڑھ کر برہما کی برکت
 شروع کی گئی سال کے بعد برہما نے خوش ہو کر اسکو درشن دیا اور اسکو کیا کہ تو کیا چاہتا ہے اسے اسے چاہی
 کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو کوئی شخص اس اڑتالیس کوں کی دھرتی کے اندر رہے وہ جو وہ نکتہ کو پر اپن ہو جائے

ہر ماہ نے فرمایا کہ ان جو شخص اس جگہ لڑائی میں مارا جائیگا یا عبادت میں مر جائیگا تو اسکی مکت ہو جائیگی اگر نہ
 سے اس مقام کا نام کو چتر نا کو رکھتے مقرر ہوا اور کمرہ اور ماڈ دان کو ہی جب انہیں لڑنے کا اتفاق
 ہوا تو انہوں نے ہی اپنے بزرگ کے حکم کے موجب لڑائی کے واسطے اسی زمین کو سدا کیا اور وقت پر
 انہیں سخت معرکہ آرا کیا ہوئے جنکی لڑائی اب تک خبر باطل ہے اب ہی اس اڑتالیں کو جس کے حاکم
 کے اندر جا بجا مندر و تیرتوں کے ہستمان بنی ہوئے ہیں بڑا تیرتہ شہر میں ایک تالاب ہے جس میں ایک
 شوالہ بنا ہوا ہے اور شب ہما دیو کی رسم پیش ہوتی ہے اور دوسرا سنت تالاب ہے اس کے کناروں پر
 مندر بنے ہوئے ہیں اور شہر کے باہر بڑے فاصلے پر ایک بڑی چل ایک سیل لبناں در آمد میل چوڑاں میں
 ہے اور واسط میں ایک بڑی درویشیتیں گز چوڑاں ہے اس پر آمد و رفت کیواسطہ دو دروازے ہوئے ہیں جن کا
 طول دو سو فٹیں گز سے زیادہ نہیں ہے جب چل طیفانی میں آتی ہے تو یوں کے اوپر تک پانی بہر جاتا ہے
 قیصر ایل بہان اور نگ زیب عالمگیر نے بنوایا تھا جو اب سار ہو گیا ہے اس خربہ کے اوپر کوئی مندر نہیں
 رہتی صرف چاروں طرف شیریاں بنی ہوئی ہیں جن پر بیٹھ کر مندر دہاتے اور پرستش کرتے ہیں اسی
 چل کا نام کو چتر کی چل ہے ہما دیو اور لچھی نار این کے مندر بڑے عالیشان بنے ہیں یوں کے نیچے محراب
 اور اکثر مقامات پر گناٹ ہی سخت بنے ہیں یہاں کے اشراف کا مندر وں کی کتابوں میں بڑا عہد نام لکھا ہے اور
 سورج گرہن کے روز یہاں ہزار ہا مندر و جمع ہوتے اور غسل کرتے ہیں اور کناروں پر اس چل کے پیشوا رست
 لگے ہیں جنکے دیکھنے سے عجب بھار معلوم ہوتی ہے سلائی بادشاہت کے وقت ہی یہاں بڑے بڑے علماء و
 و مشائخ ہو گزرے ہیں جنکے مقبرے عالیشان سنگین عمارات کے تعمیر ہوئے ہوئے موجود ہیں بڑا نامی مقبرہ
 یہاں شیخ چلی کا بلند اور حشت پہلو بنا ہوا ہے جسکی ایک ایک چل پر ایک برج اور سنگ مرمر کی بارہ دریاں
 ہیں برج میں اس کے بڑے برج یعنی گنبد مقبرہ خوشنما بنا ہے یہ حضرت بڑے عابد و زاہد تھے تمام عمر میں انہوں نے
 چائیں چلے کاٹے تھے اسلئے انکا نام شیخ چلی مقبرہ ہو گیا دوسرا مقبرہ شیخ طلال الدین تھانیری تھیں
 کا نامی گراخی وضع ہے یہ حضرت ہی خاندان صابریہ تھیں کے بڑے بزرگ ہو گزرے ہیں شہر لو و ہما
 یہ شہر لاہور سے شمال و مشرق کے گوشہ میں بقا صلاہ ایک میل و پانچ سو کے اکسٹراخ براہ راست ہوئے
 اسکو ۹۹۹ ہجری میں سلطان سکندر بن ہلول لودھی نے اپنی بادشاہت کے وقت آباد کیا اور قلعہ
 ابراہیم لودھی نے بنوایا اسکو اسکا نام لو و ہما مشہور ہو گیا یہ شہر ایک چوٹا سا قصبہ تھا اور رئیس ہانکا
 بجاگنگہ گجٹ سنگہ کا بیٹا تھا اس کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا سنگہ قاضی اس کا بیٹا کے ہوئے جب
 لادہ مر گئے تو راست سرکار انگریزی کے قبضہ میں آگئی اسوقت صاحب پولیکل اسٹ اسکی آبادی کے طرف

کے ضلع کاسات سوچیں سیل تھا اور آبادی ایک لاکھ اکیس ہزار آدمی کی سوائے عورت اور بچوں
 کے تھی اب بڑھتے بڑھتے یہ ضلع بیان تک بڑھ گیا کہ ۱۹۲۶ء کے رپورٹ مجموعی میں آبادی اسکی پانچ لاکھ
 پچیس ہزار چار سو اٹھانوہیں درج ہوئی اور ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں چار سو اونتیس آدمی فی میل
 اسکی آبادی کے نقشہ میں درج ہوئی دہلی کے مفندہ کے وقت لو دھیانہ کے ضلع کے حاکم مشرکٹ
 صاحب ڈپٹی کمشنر تھے دہلی کی خبریں اور فیروز پور کی سنکریہان کے بد معاش لوگوں کو ایک حوصلہ پیدا ہوا
 اور مفندہ کے کی ہوا دماغ میں سماجی تھانے پر اہ خرداری خوب نظام کیا اور ناہرہ اور کوٹلہ کی فوج منگوا
 شہر و ضلع و دریا کے گھاٹوں پر مامور کی خزانہ لو دھیانہ کا فلور کے قلعہ میں پھیرا قلعہ اور جلیانہ کی مفندہ
 کے لیے فوج کی بہتری شروع کی بیوپاریوں کو حکم دیا کہ گندہک دشورہ سوائے سرکار کے اور کسیکو
 نہیں سوادا گروں کو بھی ٹوٹیاں بند دینی چھینے سے عافیت کی اور سند وستانی ملازموں کو ضلع میں بکالیا
 اور قلعہ کے اندر گورہ فوج مامور کر کے پانی کا نظام کیا نو ملازم سکھی اور پنجابوں کی فوج تہانوں اور
 تحصیلوں کی حفاظت کو مامور فرمائے اور تین لاکھ گر گٹر خرید کر سورجہ بندی کے تیل اور خیمے سلوا
 اور تو سچاٹہ کے گھوڑوں کے زمین سوائے اور خود صاحب ڈپٹی کمشنر ہار ولفٹٹ پورک صاحب دیکھتا
 گا صاحب راج کے وقت قلعہ لباس کر کر دس بجے سے دو بجے تک شہر میں ہر تے اور چونکہ صاحب کو شہر
 والوں کی طرف سے اطمینان نکلی نہ تھا اسواسطے ادنیٰ راسے میں مناسب معلوم ہوا کہ شہر والوں سے
 ہتھیار لے لئے بادین اسواسطے پٹن والوں کو ایک روز حکم ہوا کہ تم علی الصبح شہر میں سیل جاؤ اور
 جو شخص گہرے نکلے اسکو نکلنے بند جب یہم نظام ہو گیا تو بکس والوں نے ایک ایک گہر کی تلاش کی تکیہ حقد تہیا
 کہ شہر والوں نے اپنے گہروں میں چھپا رکھے ہوئے تھے نکال لائے اسوقت گیا ہ گا دیان تہیاروں کی کہ
 ہرے شہر سے نکلے سہا سہا شہر کے لوگ بہت بخیرہ ہوئے اور جب جان میر کے مفندہ دہلی کو مائے ہو کر
 لو دھیانہ آئے تو شہر والوں نے بھی اپنے اتفاق کیا باوریوں کے گرجا اور ادنیٰ کے رہنے کے مکانا جلیا
 اور گہرا ڈکمر لوٹ لئے اور مفندہ و کو قلعہ پر تو سچاٹہ چڑھانے میں مدد دی اور رسد رسائی بوجہ احسن کی
 اور مفندہ و کو امن ان ضلع کے گہر تھلا دیے کہ وہ ادنیٰ کو لوٹ اس لیے عام بلوہ کو صاحب ضلع روٹل کے نکلے
 مفندہ کی جاندر سے روٹل کے صاحب ضلع کو گیارہ گندہک خبر نہیں ہوئی تھی جب ہ دریا کے بار
 ہوئے اور تلو کے مقام کی تھیری پٹن بند وستانی بھی اپنے ساتھ لائے تو یہ خبر صاحب ضلع کو پہنچی
 اسوقت صاحب ضلع تھری کو شیار می خرداری سے مفندہ دن کے مقابلہ کو گئے اور تمام دن ادنیٰ کو تعاقب
 رہے اور دن پینچون بار ادنیٰ اسوقت صاحب کل مددگار ہماگ کے ناہرہ کی فوج نے برخلاف حکم لپیٹے

آپ کے مفندون کے مقابلہ سے انکار کیا صرف ایک کراچی کہان روٹھی صاحب ملین منبر سکھوں کا ہاتھ
 لٹن فوہیم صاحب کی صاحب منلم کے پاس گیا کردہ فوج ہی زخمی ہو گئی اور سوقت لٹن فوہیم صاحب پھر ہاتھ
 توپ کا تار جادہ ہی جب میکہ زمین ختم ہو گیا تو لاچار ہو گیا چونکہ مفندون کے پاس گولی نہ تھی اور علی و فوہ
 دہو کہہ کہا کہ گولی سے بہری ہوئی کار توں جالندہر میں ہی چوڑا آئی تھی اور خالی کار توں کے مفندون
 کو جن صرف باہر دت ہی تھا بہری ہوئی جانکر لا دلائے تھے اور انہوں نے زیادہ تر لوہیا نے میں کر تمام
 کر نامناسب جانا اور لوہیا نہ چوڑ کر دلی کو چلے گئے اور ان کے جانے کے بعد صاحب منلم شہر کے مفندون کی تحقیقات
 میں بہر دت ہوئی اور بعد تحقیقات کے جن لوگوں نے مفندہ کیا تھا وہ بائیں آدمی ہانسی سے اور
 کل شہر بچپن ہزار دوسو چور انہیں رو بہر مانہ کر کر وصول کیا یہ انتظام صاحب کل علاقہ کے انتظام
 باب میں مفندہ ہوا اور بہر کوئی شخص عاقلین سے مرکتبہ دکانہوا اور قلعہ کے پاس پاس میں بین سو
 گز کے فاصلہ تک جھدور عایا کے گہر تھے سمار کر اوئے اور لوہیا نہ کے گور لوگ جو زیادہ تر مفندہ
 اوئے تھے تیار لے لیے اور جات لوگ جو خیر خواہی میں مصروف رہے اور انکو انعام ملا اور بہت ہی
 اون کے پاس رہنے کو جو دون کی کشتیاں اور ڈھربان جو دریا میں ملتی تھیں اون سے چھین لے گئیں
 کہ اور انہوں نے ہی مفندون کو در اسے بار کیا تھا اور جو جھد دستانی جہاؤنی وغیرہ مقامات میں رہتے
 تھے ان کے سب نکال دیے گئے اور لبرنگ نہ دستانی میں جو لوہیا نہ میں تھے پہلے اون پر ہی شک مفندہ
 کا ہوا اگر اون سے کچھ جرم وقوع میں نہ آیا خیر خواہ لوگوں کو جو سمیان ست سنگ و بنت سنگ و سلطان جو
 دکانی منشن خوار و حنجان و عبد الرحمان و صالح محمد و شاہ اور دشاہراہ سکندر وغیرہ تھے بڑے بڑے
 انعام ہوئے اور عزت و حرمت میں اون کی ترقی ہوئی اور ایک شانہراہ منشن خوار جرم فساد اور کچھ بچا
 علی والی یہ گانو دریا سے تلم متصل لوہیا نہ کے پاس آباد ہے اگرچہ یہ ہوٹا سا گانہ ہے مگر جب
 شہر اسکو کا یہ ہوا کہ بیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۷ء میں فوج سکھی اور انگریزوں کی فوج اسٹھ صاحب
 کے درمیان شہر ہی لڑائی ہوئی جہیں انگریز جیتا ہوئے اور سکھی ہار گئے اور اس سے یہ گانو مشہور
 اور قابل اندراج تاریخ ہو گیا **شہر** یہ قبضہ اوس شہر کے جو لوہیا نہ سے فیروز پور
 جاتی ہے بقاصہ میں مل فیروز پور سے آباد ہے اور دریا سے تلم دینو طرف اس قبضہ کے ڈیرہ مل
 بہت ہے گردنواح اسکے اگرچہ ویرانہ و جنگل نہیں ہے مگر تمام رنگاں ہے اس سے کشتاری کم ہوتے
 اور بہت ساحل اسکی زمین کا جولان کاشت آتی دریا بہر ہو گیا ہے اس میں گہر نام نہ ہوئے ہیں
 اور بعض لوگ توں پیش جو پوین میں ہی تھے میں صرف ایک مسجد تھی ہے اور قبضہ میں چھ سو

زیریدار اجپوت آباد ہے بلکہ اس کو رستلج پار کے علاقہ میں یہ گانہ اس شکر پر جو بہار پور سے پانچ گواہی کو
 تیس میل پہلے پور آباد ہے عمارت اسکی خام اور آمدنی اسکی تیرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے یہ قبضہ ایک سیکہ
 سردار کے تحت میں تھا اب سرکار انگریزی کے قبضہ میں ہے جسکو یہ قبضہ انبالہ کے گنٹری میں اس
 شکر پر جو روپے کو دہانہ کو آتی ہے سات میل روپے سے بگوشہ جنوب مغرب بائیں کنارے دریائے
 ستلج کے آباد ہے اور جو میدان کہ اس موضع اور دریا کے چھوٹے واقع ہے وہ قبضہ سیراب دس ہزار تہا ہے
 اچھی اچھی زراعت میں اٹھتے ہوئے ہیں اور قطعہ زرخیز ہے فیروز شاہ قبضہ دریائے ستلج کے بائیں
 کنارے بقا فاصلہ بارہ میل باسخت گنٹری انبالہ کے آباد ہے فیروز شاہ بادشاہ کے حکم سے جب فیروز
 آباد ہوا تو یہ گانہ بھی آباد کیا گیا بالفضل آبادی اسکی تھوڑی ہے مگر ماحض مشہوری کا یہ ہے کہ ۱۰۰۰
 ۱۲۵۰ عام میں دنیا میں سکھوں اور انگریزی فوج باسخت لارڈ گف صاحب مارڈنگ صاحب کے اہتمام پر سخت
 لڑائی ہوئی اور انگریزوں کا سخت نقصان ہوا مگر آخر میں ان انگریزوں کے ماتھے آیا اور کچھ ہاک کے
 گنٹری میں رستلج پار کے علاقہ میں یہ قبضہ اس شکر پر جو لدھیانہ سے فیروز پور کو جاتی ہے لوہا
 سے مغرب کی طرف بقا فاصلہ دس میل کے آباد ہے پاس اس کے ایک شاخ دریائے ستلج کی ہوتی ہے جو تلج سے
 نکلتا چار میل تک برابر تلج بائیں کنارے ہوتی چلی جاتی ہے یہ قبضہ جو اریدان و کاشت شدہ زمین
 میں آباد ہے مگر گنٹری بہت کم ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے ایک ہزار ایک سو گیارہ میل کا ہے
جگدون لدھیانہ کے ضلع کے علاقہ میں یہ ایک بڑا قبضہ پرگنہ کا تمام ہے یہ تحصیلدار اسکا ضلع لوہیانہ
 کا یہاں تحصیل کا کام دیتا ہے اس میں پچھتہ عمارتیں و عیالیاں عالیان بہت ہیں بازار بھی کثا وہ تجارت کثرت
 ہوتی ہے کہ دوا قبضہ کی ہی سرسبز اور باغات کثرت سے ہوتے ہیں یہ قبضہ راجہ کپور سنگھ کے ماتحت تھا بعد
 پنجاب کے انگریزوں نے اس کے کہ راجہ کپور سنگھ ہی جنگ میں سکھوں کے ساتھ لڑا تھا لہذا علاقہ اذکے ریاست کا
 ضبط کر لیا اس وقت یہ قبضہ بھی ضابطی میں آکر داخل ہوا مگر انگریزی ہو گیا اور ضابطی میں اس کا راجہ کپور سنگھ
 وغیرہ اسے فرزند و بیٹے کے ہر کمرے میں اس کی تعمیر کی عیالیاں و مساجد بھی اس قبضہ کے
 زیادہ تر روٹی کا باعث ہیں عشرہ محرم میں یہاں بڑی مہربانی و خیر داری ہوتی ہے اور کھانا کثرت
 لگو کر فقرا و غریبا کو تقسیم ہوتا ہے کہ قبضہ پار دریائے ستلج کے سرحد کے علاقہ میں ایک ایک سیکہ
 تمام قبضہ اسکا فاصلہ میل مربع اور آمدنی چالیس ہزار روپیہ کی ہے اس قبضہ میں جببانی یہاں کی ریتہ مری
 تو یہ علاقہ سرکار میں ضبط ہوا آبادی اسکی آٹھ سو تالیس ہزار و پچھتر کے واقع ہے کہ شکر کپور
 سرسبز کے علاقہ میں یہ قبضہ بالیس میل بائیں کنارے دریائے ستلج کے اس شکر پر جو روٹی سے فیروز پور کو جاتا

کے راستے آتی ہے آبادی شہر کے شمال کی طرف ایک چوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے اول یہ شہر و قلعہ رنجیت سنگھ
والی لاہور کے قبضہ میں تھا اب سرکار انگریزی کے قبضہ میں ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو کلکتہ سے براہ
دہلی و مالک انکھارا ایکوینس میل کا ہے **شکری خان کی سرائے** کو دہیانہ کے ضلع میں
یہ قبضہ اس شہر کو کرنا ل سے لودھیانہ کو آتی ہے لودھیانہ سے اونٹیں میل جنوب شرق کی سمت کو آبادی
سرزمین اسکی سرسبز و سیراب و کاشت شدہ پانی بکثرت غلہ افراط سے پیدا ہوتا ہے شہر اس حصہ کی بہت بڑی
ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے بہت شمال مغرب انکھارا و نٹریل کا ہے **ماچھی و اڑہ** سرسبز کے سرزمین میں
یہ قبضہ اس شہر کو چو لودھیانہ سے روٹ کر جاتی ہے لودھیانہ سے پانچسویں میل شرق کو اور چار میل بائیں
کنارے دریا کے سنگم کے آبادی ہے پہلے سنگم دریا اس کے متصل تھا تھا پچاس برس گذرے ہیں کہ دریا نے
راستہ اپنا ایک شمال کے طرف کو لیکر اس کے پاس سے بہا گیا اس میں شکر ترسی کی تجارت بہت ہوتی ہے نقطہ
میل فی سنگم بار کے علاقہ میں یہ قبضہ ہائیں کنارے دریا کے آباد ہے یہاں ایک شہر گھاٹ گذرگا
دریا ہے جسکو میانی کا گھاٹ کہتے ہیں اور اس کے اوپر سے گذر کر پنجاب میں داخل ہوئے ہیں دریا کا پانی ہتھا
بہت صاف رہتا ہے اس وقت تک کہ مچلیاں آسمان آویں **مالیر کوٹ** یہ دو مشہور نشان بار دریا سے
سب کے علاقہ میں اس شہر کو چو پیار سے فیروز پور کو جاتی ہے پیار سے پتالیس میل شمال مغرب کی سمت کو آبادی
عمارت اسکو بلند و عالیشان بازار کشادہ میں جن میں تجارت کا گرم بازار ہے سکمان یہاں شرق و قبضہ میں یہ حصہ جو کھا
مفصل سابق رہا تو کچھ ذکر میں تحریر ہو چکا ہے سطح کل اس ماست کا ایک سو اسیں میل مربع اور آبادی مقام کی قریب ایک
کر ہے لو اس کے رہنے کی عولیاں یہاں بڑی بڑی عالیشان مہی ہوئی ہیں اور اسکو رشتہ داروں اور ہاشمہ فشنوں کے مکانات بچہ
و مصفا میں فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو انکھارا ایکوینس میل کا شمار ہوتا ہے مالیر کوٹ میں رتہ اور گاڑی عہدہ
بنتی ہیں ندو ق بہانگی خواہے تھے مشہور ہو ملو و سرحد کے علاقہ میں یہ قبضہ اس شہر کو چو فیروز پور کو جاتی ہے ایک
میل فیروز پور سے سمت جنوب شرق آباد ہے اور سردار بدین سنگھ سردار ست سنگھ ملو و کا بیٹا ہوا گاڑی میں جاگیر دار
ہے عمارت قبضہ کی خوشنما و بازار آباد و نٹ ہے **مصطفیٰ آباد** و سرحد کے علاقہ میں ایک قبضہ اس شہر کو
جو بہار پور سے لودھیانہ کو آتی ہے بہار پور سے پتالیس میل شمال جنوب کی طرف آبادی اس کے گرد و پیش پناہ بھی ہے
بنا ہوا اور ایک قلعہ بھی بچہ تعمیر ہوا ہوا ہے جسکی دیوار میں گول برج و درخت بہت ہیں شہر کے گرد و کی بھی عمارت بھی ہے
اور یکے باز اور میں اور قلعہ کے اندر جاگیر دار یہاں کا رہتا ہے جسکے بزرگ کو یہ جاگیر شمسہ
میں سرکار انگریزی سے عطا ہوئی تھی انہیں سو مشع اس جاگیر میں میں آمدنی بھی انہیں ہزار روپے
کی ہے اور زمینیں لگا لگا کر آمدنی جاگیر کی کہتا ہے کہ آٹھ اونٹیں سے گروہ کے مالک اس شہر کا پوتہ

دکاشت شدہ و سیراب ہے آبیون کے باغات کثرت میں پانی اور غلہ باغیچہ شکر پہاں کی بہت ناصان
 حاصل دس مقام پر کہ چان مار کٹہ اور ریاست گذرتی ہے فاصلہ اسکا کھاتہ سے شمال مغرب کا کٹہ سو چھپن میل کا ہے
 اور سردار تلکوں گنگہ اور سردار گورسرن سنگہ ٹہرے ریس و جاگیردار اس ریاست کے ہیں فقط
راہی کوت سرحد میں یہ قصبہ ایک جاگیردار کی جاگیر میں باسخت سرکار انگریزی کے آباد ہے
 آبادی اسکی بیش سہل بائیں کنارے دریائے ستلج کے واقع ہے آٹھ ہزار سات سو چار آدمی اس میں رہتے ہیں اور
 عمارت قصبہ کی خوشنما اور بازار بارونق ہے اور اسے امام بخش راہی کوتیہ جاگیردار اس میں سکونت پذیر ہے
راجپور یہ سرحد کے علاقہ میں ایک قصبہ اوس شکر پر جو لو دھیانہ سے انبالہ کو جاتی ہے تیرہ میل
 انبالہ سے شمال مغرب کو ہے یہ مقام پریشان چٹائی کے دقت کا ایک قلعہ منجھتا ہوا ہے اور قصبہ میں ہی کٹر
 عمارت اور کٹادہ بازار ہے اور علاقہ اسکا ہموار و زرخیز ہے **ہامہ** یا **سندھان** ستلج پارے کے
 علاقہ میں یہ قصبہ اوس شکر پر جو لو دھیانہ سے فیروز پور کو جاتی ہے نو دھیانہ سے تیس میل مغرب کی طرف
 لو دھیانہ کے آباد ہے گردنواح اسکی ہموار میدان میں واقع ہے اسکی زمین کا کچھ حصہ زراعت شادہ
 آدھا میل کے ستلج کے کنارے پر اور باقی بجز وریگ کے ایک پاس ایک گھاٹ ہے جو سدھام کا گھاٹ کہلاتا ہے
 اور قصبہ ضلع لو دھیانہ سے علاقہ رکتا ہے **سنگہ پوری** سرحد کے علاقہ میں یہ قصبہ ایک
 سکھ سردار کی جاگیر میں ہے **ستلج** میں اول یہ علاقہ امرنگہ کو شکر کار انگریزی سے عطا ہوا ہے وہ مرگیا
 تو اوس غنڈان میں سے ایک اور کو یہ جاگیر ملی پہلے نام ہموار کا فیض اٹھ پور تھا جس فیض اٹھ پوری شکر
 کے سکھوں کا ورتھور ہوا تو اودھوں کے نام اسکا بدل کر سنگہ پوری رکھا تب سے سنگہ پوری مشہور ہے
سیراؤن یہ ایک چوٹی سی آبادی کا قصبہ بائیں کنارے دریائے ستلج کے آباد ہے یہ مقام
 و سوہن ماہ و ستمبر کے مہینے میں بائیں فوج سکھان اور انگریزوں کی سخت لڑائی ہوئی اور بائیں بڑی
 اشتعال سے آگ لگی اسوقت سکھوں کی فوج اس مقام پر پیش ہزار تھی اور انگریزوں کی فوج اوس کے
 نصف سی ہی کم مگر آخر کار سکھ ہار گئے اور میدان چھوڑ کر پھاگے اوس لڑائی کے بعد انگریزوں نے ستلج سے
 عبور کیا اور مقام متصل قصبہ **سیراؤن** کا **کوت** ستلج پارے کے علاقہ میں یہ گانہ اوس شکر پر جو لو دھیانہ
 سے فیروز پور کو جاتی ہے جو انیس میل جنوب کی طرف لو دھیانہ کے آباد ہے اور دریائے ستلج کے بائیں کنارے
 بفاصلہ سات میل کے آبادی اسکی واقع ہے سطح اس کے علاقہ کا ہموار مگر زراعت کم ہوتی ہے اور بعض مقامات پر
 وختی شہار اس تلج پارے کے علاقہ میں یہ قصبہ اس شکر پر جو لو دھیانہ سے فیروز پور کو جاتی ہے اونس میل جنوب
 لو دھیانہ کے ستلج کے بائیں کنارے کے اور آباد ہے اس کے پورے کنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنی ترقی

آباد قصبہ تھا عمارات اسکے پختہ اور چوڑا سا بازار اس کے جنوب مغرب میں اس کے پاس کے ملک کے فتح کر کے کل علاقہ فتح
 الود ایسے کو بخشہ یا تھا مگر سکھوں کی لڑائی کے بعد جب پار کا علاقہ آلود ایسے نے ریاست کا ضبط کر لیا تو یہ قصبہ بھی ضابطہ
 آگیا ولی پور تسلیم پار کے علاقہ میں یہ موضع بائیں کنارے دریائے ستلج کے واقع ہے اس مقام پر ویرانیاں ہیں جہاں رانی
 کے یہ گھر جو نالہ اس ریا کا کہ لود میانہ سے آتا ہے وہ مقام پر اگر دریا سے شامل ہو جاتا ہے اعلیٰ ولی پور سے
 علاقہ میں یہ قصبہ دس شرک پر جو سرحد سے تہا نہیں کو جاتی ہے سرحد سے اڑتالیس میل شمال مغرب میں قصبہ
 آباد ہے اس مقام پر ایک چوڑا سا قلعہ ہے سر زمین اسکی ہموار و زرخیز عمارات اسکی خوشنما ہیں قلعہ اسکا کلکتہ
 سے شمال مغرب کے سمت کو ایک ہزار چوبیس میل کا ہے **فیروز پور** ولی پور و دیہانہ سے مغرب کی
 طرف لاہور سے جنوب مشرق کے گوشہ میں بقابلہ جہاں لیس میل دریا سے تسلیم یا گیا راکے بائیں کنارے آباد ہے
 فیروز شاہ تغلق بادشاہ دہلی نے پہلے پہل اس شہر کی بنیاد رکھی اور قلعہ بنایا وہ قلعہ صرف سو گز لمبا اور چار
 گز چوڑا تھا جس کے گرد خندق دس فٹ چوڑی اور دس فٹ عمیق تھی اور شرق کی طرف وہ دروازہ اسکو
 اندر دھول کوٹ آ رہے دیوار تک و سچا تھا شہر کے گرد بھی شہر پارہ پختہ خندق تھا شاہان اسلام کے وقت
 بھی اگرچہ فوج مغلیہ کے ماتہ سے چند مرتبہ یہ لڑا گیا مگر شاہان غنای کے وقت اسکی آبادی بھی بڑی اوج پر گئی
 اور شہر کے باہر بھی دور دور تک آبادی اسکی بڑھتی چلی گئی حکمو سکھوں نے چند مرتبہ لوٹ کر یہ آباد
 میدان کر دیا اور صرف شہر پارہ کے اندر اندر کچھ خفیہ سی آبادی رہ گئی آخر جب انی چھپن کنور ریستہ ہو
 مگر گئی تو یہ قصبہ صاحبان انگریز کے قبضہ میں آگیا اور وقت بہ وقت لارنس صاحب ہا اس قصبہ کو شکل
 اجٹ کے اسکی آبادی میں بڑی ہوئی گو پائے سرے سے شہر آباد ہوا ہے بازار چاروں طرف قلعہ بنایا گیا قلعہ کے
 ہر طرف نہایت مضبوط دیوار میں شہر کا نظم و ضبط اور زمینیں مسکینہ زمینیں رکھا گیا سینکڑوں ساہوکار مالدار و رہنما
 سوداگر دن کے شہر میں دکانیں جاری ہیں یہاں سوداگر دن کا مال اب وورد ورتک جاتا ہے دیا
 کے ذریعہ سے مال سندھ و دیہات و پور تک جاتا ہے سو اسے دریا کے خشکی کے راستہ ہی سوداگر دن کی آمد و رفت
 ہوتی ہے اور لاہور و امرتسر و جلی شہر و کابل کو یہاں سے مال ہر ایک قسم کا روانہ ہوتا ہے رانی چھپن کنور کے
 مرنے کے بعد رنجیت سنگھ اس شہر کے قبضہ کا دعویٰ کیا اور قصبہ غلام علیہ میں لارڈ انگلینڈ صاحب گورنر جنرل
 یہاں آئے اور رنجیت سنگھ کو لاہور سے ملاقات کی واسطے بلایا اور آپس میں دوستانہ ملاقاتیں ہوئیں پھر جب
 انگریزی نے انڈیا میں یہ مقام کی توکل فوج کو یہاں جمع کر کے افغانستان کو مامور کیا تو ان کے لئے قلعہ
 اس شہر کے قریب بنگالہ آرائی فوج سکھوں و انگریزوں کے ہوئی اور بعد فتح پنجاب کے ایک مکان عالی شان بنایا گیا
 اور انگریزوں کو یہاں بنایا گیا جو سکھوں کی لڑائی میں کام آئے تھے اس شہر میں ہر ایک قسم کے لوگ آتے ہیں

اور دوسرے راجپوت افغان کشمیری رہتے ہیں اور ہر ایک حرفہ و کسب شہر کا آدمی یہاں دستیاب ہو سکتا ہے۔
ضلع فیروز پور شہر پارہ کے ضلعو میں بہ ضلع شعلی کشمیری و قشت لاهور کے راجہ چاند سنگھ لکھنوی
تحصیل فیروز پور دوسری تحصیل زیرہ کشمیری تحصیل گشت مرحومہ تحصیل و گنہ ایک تحصیل میں فیروز پور کے
بقیہ علاقہ میں اچھی طرح بیان نہیں ہو سکتی اسکی سر زمین میں سے بہت سا حصہ فرید کوٹ کے رئیس کو دیا گیا
ہو اسلئے کہ وہ سکون کی لڑائی میں سرکار انگریزی کا خیر خواہ و وفادار رہا اس علاقہ میں جنگل و دریا
درگیاں بہت ہیں بلکہ کل زمین میں سے شیوان حصہ آباد ہو گا قدیمی کنڈرات سے معلوم ہو تا ہے کہ کھن
زمانہ میں یہ علاقہ شہر آباد ہو گا سیلا کی زمین ہی جسکو دریا سے پانی ملتا ہے بہت ہی آب و ہوا بہانگی
انگریزوں کے واسطے بہت مفید ہے مگر گردا و رہنما آندہ ہی گریہ میں یہاں اکثر آسمان کو ڈھانکی
رہتی ہے و ہلی کے مسندہ کے وقت یہی یہاں ہفتہ فوج نے شہر افشا و بیا کیا چلے
وہی کا حال شکر ۱۸۵۷ء میں شہر کو دہ لکھنوی اور دہ لکھنوی کی پٹن کا بہت سا حصہ ہر گاہا دہی کے
سکانات انہوں نے علاقہ سے اور افسروں کے ساتھ مو فانی سے پیش اسے شہر میں شہر کا یہ ہوا شون
اور جہازم خورون کا گرم بازار ہوا اور ہفتہ دن سے چائے کا قلعہ کا ایک کیمہ زمین کے لین دیا اور انہوں نے پور
صاحب نے فوج گورہ کی اپنے ہمراہ لکھنوی بہاری سے اور شہر کیا اور انکو گشت دیکر سرکاری مسکن
بچا یا سات ہزار پچیسے باروت کے اور بڑے بڑے اور ذخیرے مسکن زمین کے مسندہ دن کے ہاتھ سے
علی بن القیاس ہوا پٹن دہ لکھنوی سالہ ہندوستانی ہی فیروز پور لکھنوی ہفتہ ہو کر و ہلی گورہ دانہ ہوا اگرچہ ان
بہت سے گرفتار ہو کر ہوائی سے مگر باقی ماندہ سب کے سب و ہلی کو چلے گئے ان کے جانے کے بعد بہت سے شہر
بہت تھک کر زمین میں اور فوج کو ملازم و جاگیر داروں کی فوج سے انشلام عمل میں آیا اور اس کل ضلع کی سرحد
چین لاکھ تھپیس ہزار چھ سو نو آدمی ۱۸۵۷ء کی رپوٹ مجموعی میں حکم سرکار دہیج ہوئے اور ۱۸۶۲ء کی
مردم شمار میں اس سے کچھ زیادہ نکلتے ہیں سے معلوم ہوا کہ اس ضلع میں ہر طرح کی دن بدن ترقی ہوتی
جاتی ہے وہ ہر صوم کوٹ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ فیروز پور کے ضلع میں ہے شہر کے بائیں کنارے
سے سات میل کے فاصلہ پر اور نہایت سے اوستا میں اسکی مسندہ کو انا و صحت اور یہاں ایک قلعہ
بنا ہوا ہے جسکے چاروں طرف دیوار ہے فاصلہ اسکا شمال و جنوب کچھ زیادہ ہے ایک ہزار ایک سو چالیس میل کا
شہر کوٹ فیروز پور کے ضلع میں ہے قصبہ راجہ و زیرہ گورہ کا آباد ہے چھ سو تھپیس کی خوشنما اور بازار
کنڈہ و باروت ہے تجارت یہاں کثیر ہوتی ہے راجہ کے مسندہ کی جو لیا این مالیشا میں و شہر شہر
ہیں انڈر گٹ ہستیم پارہ کے علاقہ میں ہے قصبہ راجہ شکر کے پر جو فیروز پور سے دہلیا نہ کو جاتی ہے کوٹ

سید شمس الدین غزنوی کی محنت کو آباد ہے یہاں جو پائسا بازار اور چند دکانیں ہیں اور قصبہ میں بارہ کوٹھڑیاں ہیں جو میں سے ہر ایک ایک گھر ہے میں ملک شہلہ اسکا ہی پیرا آباد و زرخیز ہے ریگستان یہاں بہت کم ہے بلکہ میں غلیم فیروز پور میں یہ گائواں میں شرک پر جو فیروز پور سے لوہیہاں کو جاتی ہے لوہیہاں سے ہٹا ہوا چھپیں میں کے آباد ہے آبادی اسکی ستمج کے بائیں کنارے ہے اور زراعت شدہ زمین کے اندر واقع ہے فاصلہ اسکا کلکتہ بہت شمال مغرب ایکڑ اور ایک سو چوبیس میں ایک شمار ہوتا ہے وہ کی یہ قصبہ ستم کے پار کے علاقہ میں آباد ہے فاصلہ چھپیں میں کے آباد ہے مقام نمبر ۱۸۔ دوسرے قصبہ نام کو فوج سبکی اور انگریزی میں سخت گرائی ہوئی اگر وہ اس گرائی میں سکے یہاں توڑ توڑ کر لے کر آخر کار اوکو شکست ہوئی اور یہ اتوں میں سے کھنڈ کل سہاں کے چھوڑ کر ہمارے گئے اگر نرون کا نشان بھی اس میں بہت ہو اسچاس انرون تک مارے گئے اور بہت خون ہوئے قصبہ ہمدان۔ یہ قصبہ غلیم فیروز پور سے فاصلہ نو کوس جانب گوشہ غرب و جنوب دریا ہے ستم کے بائیں کنارے ہے آباد ہے اور ایک نالہ دریا سے ستمج کا قلعہ کی دیوار کے نیچے ہوتا ہے زانہ کشقہ میں ہے یہ گائواں آبادی بھی تھوڑی ہے ویران ہو چکی تھی قلعہ ہی یہاں عالیشان بنا ہوا تھا وہی ہنوز معلوم کہ کب گرا گیا نشان اور بنیادیں اسکی بہت موجود ہیں موجودہ حال کی آبادی سے اول ہی یہ گائواں قلعہ ہمدان مشہور تھا یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ ہمدان اسکا کو اسے نام ہے ستم و انگریزوں میں جب انواب قلیب الدین خان افغان حکم قصبہ قصور نے حکومت خود مختاری حاصل کی تو اس نے اپنے ریاست کے ہمدان و دہرہ نائے کی فوجوں دریا سے ستمج سے عبور کر کے یہاں پر گئے اپنے تصرف میں کر لیا اور ستمج پر اس نے قلعہ کے نشان اور بنیادیں بنوایا قلعہ بنوایا اور اس میں اپنی فوج اور تہا نہ قائم کیا اس پر ذر سے اس قصبہ کی آبادی کی گویا و زیادہ بنا ہوا ہے ہوئی محنت انگریزوں میں جب انواب کو بد جنگ بدل ہمارا یہ قصبہ بنانے پر تیار ہے بعد غل کر دیا تو اس مقام پر اگر سکونت نہ ہو تو اسکا محفل ذکر ریاستوں کے حصہ ہوا تھوڑے عرصہ کا ہے جب انواب نے خود اس گائواں کو سکون بنا لیا تو آبادی اسکی ترقی میں آئی تھوڑا سا وقت سے اب تک ہمارا آباد ہے مروج شادی اس قصبہ کی دوسرا پانچ سو دس اور خانہ شادی چھ سو سولہ ہے جو ہر ایک قسم کا ہو تا ہے شہر کی شکل میں ہے اور چاروں طرف چاروں طرف ہیں اور شرقی و غربی دو دروازے ہیں عمارت ہموار ہے اور تھوڑی خام ملی ہوئی ہے دیوار فاصلہ ہی موجود ہے قلعہ موجود ہے پہلے چھپا ہوا تھا مگر اخیر قصبہ ہمدان سے شمالی دیوار تمام و کمال سبب طبعانی نالہ دریا سے ستم کے کنارے ہو گئی ہے اور باقی تینوں دیوار میں مرمت طلب ہیں قلعہ کے اندر کے مکانات بھی شکستہ و خستہ ہو رہے ہیں سو اسے ایک کوٹھی کے چھپیں میں تھوڑا سا سکونت نہ رہتا ہے وہ البتہ لائق رہنے و سہا کے ہے فاصلہ اسکا کلکتہ

سے شمال مغرب کی طرف ایک ہزار ایک سو اسی میل کا ہے موضع کڑھی سیر ایک موضع تعلق ریاست
 کے ضلع فیروز پور سے جنوب کی طرف بفاصلہ آٹھ کوس کے آباد ہے پرانی آبادی اسکی اچھڑ چکی تھی ایک ہوا تھا وہیں پر
 کے عرصہ سے سیمیان وزیر و وزیر نام زمینداران قوم ڈوگر نے اسکو پر آباد کیا چونکہ انکا خاندان ڈوگر انکو
 مشہور تھا گانو کا نام ہی کڑھی رکھا گیا زمینداران قوم اراہین بھی اسہیں شے ہیں سیکلے دیرہ سبسا سو وہاں
 ہیں عمارت تمام موضع کی خام ہے سو اسے ایک پرانی مسجد زمانہ ساف کے کہ وہ تختہ بنی ہوئی ہے ایک ہزار ایک سو
 اسکی مردم شماری ہے اور دوسوا تھا دن گہر میں موضع شجر ریاست مہاراجہ کے متعلق ہے ایک قصبہ
 شہر فیروز پور سے بفاصلہ تین کوس کے آباد ہے عرصہ ڈیڑھ سو برس کا ہوا ہے کہ اس گانو کو پڑا ہے کسی
 زمانے کی آبادی کے نشان پر مٹی چھ قوم ڈوگر نے آباد کیا رہیں مہاراجہ نے ہجلیہ ایک قلعہ بھی بنایا وہ
 رون پڑا ہے گی، خاطر سے باغ لگو ایسا سو اٹھاسی اس گانو کی مردم شماری ہے اور ایک سو شتر شتر مکان
 ہیں موضع چھٹی والا یہ گانو متعلق ریاست مہاراجہ کے فیروز پور مقام ضلع سے بفاصلہ تین کوس
 کے گوشہ جنوب و غرب کی طرف آباد ہے پہلے یہاں ایک چٹیرنی چوٹی سی چیل ہوئی تھی اور وہ چٹیرنی چھٹی
 عورت کا کہو وہ آیا ہوا تھا اسو اسے چھٹی والا چٹیر کہلاتا تھا عرصہ ایک سو برس کا گذرنا ہے کہ مٹی پر دیکھا
 قوم راجپوت پٹی و سیمیان شاہ دین و شاہ صدر الدین قوم سید ساکنان حجرہ شاہ قسیم نے لکڑا دیس چٹیر کے بار
 یہ گانو آباد کیا اور نو گنہ نام رکھا گروہ نام قائم ہوا اور اسی چٹیر کے نام سے یہ موضع چھٹی والا شہر بنو گیا
 میں جب پنجاب میں فوج پڑ گیا تو مالکان دیرہ ہائے اوٹھ کر حجرہ کو چلے گئے اور چند سال گانو دیران پیرا پیر
 نواب قطب الدین خان قصوریہ نے اس گانو کو آباد کرایا اور زمینداران نواح کو یہاں سکونت کرنے کی اجازت
 دی اب بھی نواب مدوح کی اولاد پانچو پوہ فیصدی حق تعلقہ داری اس گانو سے وصول کرتے ہیں برتن
 مٹی کے اس گانو میں ایسے پتے ہیں اور عہدہ بھی اچھا بنا جاتا ہے عمارت اس گانو کی خام ہے مگر پہلے تو چھٹی
 کا ہوا یا ہو ایک تختہ قلعہ یہاں موجود تھا وہ اب سماد ہو چکا ہے چھ سو پندرہ اس گانو کی مردم شماری ہے
 اور ایک سو شتر گہر میں موضع کہو پانچو پوہ گانو شہر فیروز پور کے جنوب کی طرف بفاصلہ تین کوس کے
 آباد ہے عرصہ ایک سو برس کا گذرنا ہے کہ سیمیان کنڈر و محمد وغیرہ راجوٹان نے پہلے آبادی دیران شدہ کے
 نشان پر یہ گانو آباد کیا تھا سمٹ ۱۲ بکرمی میں اس گانو کے مالکوں کی موضع کہو اسکے مالکوں کے ساتھ لڑائی
 ہوئی چند آدمی مارے گئے اس گانو کے رہنے والے آخر یہاں سے بہاولپور کے علاقہ میں چلے گئے اور اس گانو
 میں مٹی بہت قوم شجر نے باجانت نواب قطب الدین خان کے سکونت کی اور بعد آٹھ سال کے لڑائے اسکو بجرم
 اسات کے کہ وہ نہ رہی کرتا تھا یہاں سے نکال دیا اور پھر محمد وغیرہ مالکان سابق کو طلب کر کے یہاں آباد کیا اور نو

رومیہ غار نہ لیا کہ اب تک اونہن کی اولاد قابض ہے سات سو تانویں اسمین آدمی رہتے ہیں اور ایک سو نو
خانہ شماری ہے زمیندار یہاں کے مالدار مشہور ہیں **موضع مکی کی** مقام فیروز پور سے بہت جنوب فاصلہ
تیس کوس کے یہ گانو آباد ہے دریائے تلیم اس آبادی کے نزدیک بہتا ہے دو سو اندر سال کا عرصہ
ہوا ہے کہ سخی گانو قوم ڈوگر نے موضع باگیان دوگران علاقہ پاک پٹن سے اگر یہ گانو پہلے آبادی ویران
شدہ کے نشان پر آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر مکی کے رکھا سمجھا جاتا ہے کہ برابر آباد رہا ہے
تھوڑی سال کے ویران ہو گیا بعد ازاں جب اس مقام پر سادات حجرہ کی حکومت ہوئی تو انکی اجازت سے
دوبارہ اس گانو کو مسلمان منصور و گوگوالی دیکھا و قطبہ دوگران نے آباد کیا مگر وہ آبادی چھ سال
بس کے بعد ویران ہو گئی تھی ۱۹۰۰ء میں ہر اونہن مالکون نے موجودہ حال آبادی کر لی تھی چھ سال
آدمی یہاں رہتے ہیں اور اٹھاسی خانہ شماری ہے **موضع امیر جنوب کی** بہت شہر فیروز پور کے قلعہ
۴۰ پچیس کوس کے یہ گانو آباد ہے سخی قوم بوند نے پہلے یہاں آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام ہی امیر رکھا
چند سال مگر وہ یہاں سے چلا گیا یہ سخی قوم میں جمشید و جیو اراہیون نے اسمین سکونت اختیار کی تھی
اونہن کے اولاد قابض و متصرف چلی آتی ہے عمارت اسکی خام ہے اور ایک قلعہ خام نواب جمال الدین
قصوریہ نے یہاں بنوایا اور باغ لگا دیا تھا وہ اب مسمار ہو چکا ہے پانسو اڑتالیس اسکی مردم شماری اور
چوڑانویں خانہ شماری ہے **موضع خیر کی** یہ گانو مقام فیروز پور سے فاصلہ پچیس کوس کے جنوب
غرب جنوب آباد ہے جو شہر وغیرہ زمیندار ان قوم ڈوگر نے ہر دور عرصہ نوے برس کے آباد کیا چونکہ اوکو
بزرگ کا نام خیر تھا اس کے نام پر اسکا نام ہی خیر کی رکھا یہ ہر دور عرصہ پچیس برس کے زمیندار اس گانو کے
بسیب ظلم و تعدی نواب جمال الدین خان کے یہاں سے اوٹھ کر موضع روڑان والہ میں جا رہے اوکو
جائے کے بعد نواب سخی امیر چند کشتری کو مالکیت اس گانو کی بخشی جی چند سال وہ قابض رہا اور چھ سال
برس کے بعد نواب نے پہر اصلی مالکان کو بلا کر دوبارہ اسمین آباد کیا جواب تک قابض میں تین سو چوبیس
اسکی مردم شماری اور چھتر تعداد مکانات کی ہے **موضع لکھو کے** ہر اہم یہ گانو فیروز پور سے
بطرف جنوب فاصلہ آٹھ کوس کے آباد ہے عرصہ ایک سو برس کا ہوا ہو گا کہ اسمین صائم کو سلیم و حسین
قوم جگرائی نے موضع الفوسے آٹھ کوس کے یہ گانو آباد کیا اور آبادی اسکی پہلے آخری ہوئی آبادی کے مقام پر
قائم کی اور نام اسکا اپنے بزرگ امیر اسم کے نام پر لکھو کی امیر اسم رکھا مولوی بابر کاشمیری و مالی
مدرسہ کا مولوی صاحب فضل و علم ہے اس گانو میں رہتا ہے اسے روٹن اس گانو کی اسی ہے ایک کاشمیری
حافظ محمد اپنے باپ کا جائیں ہے اسے پنجابی زبان میں بہت سی کتابیں تفسیر وغیرہ تصنیف کی ہیں

اس گانو کی چار سو چوبیس اور مکانات ایک سو پانچین موضع المصوکی یہ گانو بنیا صلیہ بارہ کروہ مقام
 فیروز پور سے بجانب شرق آباد ہے عرصہ سچاس برس کی ہے کہ پرائی آبادی ویران شدہ کی جگہ
 مسلمان برہمن و علی وغیرہ زمینداران ڈکڑے یہ گانو آباد کیا چونکہ ان کے پہلے سکون موضع جیلا و کوٹ
 مہوٹ سے شکا بہ گاہ بنالیا تھا اور جس کے موضع میں انکو یہ اراضی عطا کی اور زمینداروں نے یہ گانو
 بسا کر اس وقت بزرگ الف کے نام پر الفو نام رکھا ایک سو تیرہ اسکی مردم شماری اور چار سو پانچین خانہ شماری ہے
 موضع نکٹہ یہ موضع فیروز پور سے لانا صلیہ سچاس کروہ جانب گونہ شرق و جنوب کے
 آباد ہے قدیم زمانہ میں یہ جگہ دیوان و دیگر ائمہ شریعتی صرف ایک تہہ انا مالاب تھا جسکو شیر سنگھ
 شہنشاہ میں پیدا اور نگ زیب عالمگیر بادشاہ جب گوردگو بند سنگھ سکھوں کے وزیر کی مودت و افسانہ عرصہ
 مہوہ دار سرحد سے بہال کر بمقام پر آیا اور فوج بادشاہی اسکو اتفاق کرتی ہوئی تھی یہاں پہنچے تو
 لڑائی ہوئی اور گوردگو بند سنگھ کے ہمراہی سب مارے گئے گوردگو بند سنگھ اس وقت جنگل میں رہ رہوش ہو
 جب سلطنت سلامیہ ضعیف ہو گئی تو سردار شیک سنگھ والی کوٹ کپور تھانے بمقام کو تھیرک جھنگ آباد کیا
 اور جہان جہان گوردگو بند سنگھ کی نشت برداشت اور لڑائی ہوئی تھی مندرجہ علاقہ ہمارا اور شہیت سنگھ
 کی عمارت میں زیادہ تر وقت بمقام کی شہ گئی اور قلعہ بنایا گیا جہاں اسکی پوری تحصیل کی ہوئی ہے
 ضلع فیروز پور میں یہ موضع تحصیل کا مقام ہے خوشیدار مہوہہ تہا ہے تمام سرحد کے شامل ایک سو اسی
 گانو ہیں اور چار سو لاکھ باون ہزار پانچ سو فیصد ایک سو پانچ سو اور کل سرحد کی آمدنی اٹھانوین ہزار پانچ
 تیس روپے ہے اور مردم شماری کل سرحد کی اور ہزار پانچ سو اسی فیصد ہے اور خاص مردم شماری کل سرحد
 کی دو ہزار اسی سو چار سو پانچ اور مکانات دو گانات پانچوین ہیں دو دروازے فیصد ہے اسکا آبادی
 بنائے گئے ہیں ایک شرقی دوسرا غربی تحصیل و شہر بنا ہوا ہے عمارت کچی کی ملی ہوئی ہے
 موضع بہائی کوٹ یہ گانو متعلق ضلع فیروز پور کے قبیلہ گنڈا حصہ ۱۴۰ کوس کے جانب شرق
 آباد ہے پہلے یہ موضع میں رام سنگھ سکھ اہلو کے قبیلہ میں تھی اور اسے اپنے گوردگو بخش سنگھ کو ویدیہ اور
 اور سنے یہاں ایک قلعہ بنایا اور آبادی شروع کی اور اسے نام براسکا نام بہائی کوٹ رکھا اور اس کے بعد
 اسکی اولاد نے چند دیہات گرد و نواح کے بھی آباد کر کے اور ضلع گرنال میں ہی بہت سی ملکیت
 کی اور اسی ضلع میں قیام رکھا اس گانو میں دانکی سکونت ہوئی اب زمیندار ہی اس گانو کی زمینداران
 قوم جاٹ کے متعلق ہے و مسلمان کا لود امر سنگھ علی شہزادہ ہیں اس گانو میں چار سو اسی مکانات ہیں
 ایک ہزار چار سو اسی مردم شماری ہے یہاں پر قلعہ کا ہوتا ہے صورت آبادی کی مردم شماری اور عمارت

تالاب مشہور کانوئی والہ موجود تھا اس واسطے اسکا لوکا نام ہی کانوئی مشہور ہو گیا دوسو پچیس اس کا نو
گہرا دریا کھڑا رہتا سو گیارہ مردم شماری ہے موضع ملن بہہ کانو قبضہ بکشمیر سے بفاصلہ بارہ کوس
جانب شرق آباد ہے بانی اسکے مسیان ملن ونا پادہو سیاجاٹ تھے اور ملن جو ہے بڑا تھا اسکے نام پر گناہ
کا نام رکھا گیا زمینداری اب بھی اس گانو میں بائیان کی اولاد کی ہے اور گانو مسیان ہول سنگہ وٹو سنگہ
سو ڈسبان کی جاگیر میں تاجین حیات ہے تین سو چھیاسٹھ اسکے گہرا دریا کھڑا رہتا سو پچیس مردم شماری
ہے اور عمارت کانو کی تمام صرف چار مکان سختہ ہیں جی یا کھسی ستیج کے پار کے علاقہ میں یہ قبضہ
کے بائین کنارے سے بفاصلہ سات میل اوس شرک پر جو فیروز پور سے ملے کو جاتی ہے پانچ میل فیروز پور
سے جنوب مغرب کو آباد ہے پہلے یہ قبضہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے قبضہ میں تھا اس انگریزی سلطنت کے شائل
ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو کلکتہ سے براہ دہلی و نزدیک کوٹ ایکڑا ایک سو گیارہ میل کا ہے فقط
شرخان والہ ستیج پار کے ملک میں یہ قبضہ اوس شرک پر جو لوہو میانہ سے فیروز پور کو جاتی
ہے نو میل شرق کی طرف فیروز پور کے واقع ہے اس میں جو پانچ بازار اور چند دکانیں ہیں اور غلہ کی انڈیا
ہے ذرا غنوں کو کئے کنوؤں سے جو تین فیٹ تک گہرے ہیں بانی دیا جاتا ہے دسے کا ملک کانچر ایاہی جو کل سٹور

پانچویں تقسیم ستیج پار سے جہنا تک کی کوستانی ملک اور
وہاں کے شہروں و قصبوں و ریاستوں و قلعوں و کہاٹیوں
دروہ و ریاستوں و جیلوں و گانوں کے ذکر ہیں۔

گوہ ہال ایک بڑا مجموعہ ہاڑ دن کا بقاعدہ شہر کے خط کے طریق پر گوہ ہندو کش سے جہان دریائے سندھ
بہتا ہے شروع ہوتا ہے اور تمام ہند کے شمالی سمت کو بہتا ہوا اور باسے برہم پوٹر تک چلا جاتا ہے اس میں
بڑے بڑے دریا و قلعہ و کانیں و ریاستیں و شہر و قصبے و گھاٹیں واقع ہیں اور جوئے ندیوں و نالوں اور
چشموں و جیلوں کا کچھ شمار نہیں ہے پہلا بڑا دریا شرقی حصہ ہند میں برہم پوٹر اس ہاڑ سے نکلتا رہتا ہوا
پیارا اور دریا اسکے پر دگاہ میں دو مہارادریا نکلتے ہیں اسکی مددگار دریا ہے جہنا و گہاگرہ و گندک و گندی
و تبتا پانچ دریا ہیں تیسرا دریا سندھ ہندوستان کے غربی سرحد میں جاری ہیں اس میں دریا ہے جہلم جات
راوی بیاس ستیج جو تین شہر جہد دریا ہاڑ سے نکلتا شامل ہو جاتا ہے تین ہندی اس بھار کی قطاروں کی کہیں
اشارہ ہزار فیٹ یا مین شرا ہے مگر یہ نہدیان و راجہ بدوہ اس ہاڑ کی انجام کی طرف کم ہو تو جاتی ہیں
اور دنیا کے تمام ہاڑ دن سے اسکی بلندیان زیادہ ترانہ ہیں اور نامہواری اس میں بہت ہے اس ہاڑ

اندر سے جھپٹ کر راستے و شرکین نکلتی ہیں انکو درہ بولتے ہیں اور یہ درہ سوا سے تھوڑے سے دور
 کے سترہ یا اٹھارہ ہزار فیٹ کی بلندی پر ہوتے ہیں اگر مفصل حال ہر ایک قسم کا لکھا جائے تو طوالت ہوگی
 اس واسطے مختصر مختصر حال اور حصہ کا جو دریا سے تلج کے بائیں کنارے سے جہاں کے دہنے کنارے تک
 واقع ہے اس تقسیم میں درج ہوتا ہے اور تلج کے دہنے کنارے سے لداخ و تبت و کشمیر و کوہ کابل و کوہ
 سلیمان تک علیحدہ حال دوسرے حصہ میں اس کتاب کے تحریر ہو گا انشا اللہ تعالیٰ یہ ملک پہلے راجپوت راجن
 با اختیار قبضہ میں تھا کیسی یہ زیر حکم و مطیع نہ تھے عمل دخل سرکار انگریزی کا اس علاقہ میں اسطر صبر ہوا
 کہ جس زمانہ میں راجہ نیپال نے فوج اپنے کی گورکھ پٹنن بسا لاری امر سنگہ تہا پہاڑی ملک کی فتح کو
 امور کو کے تمام پہاڑی علاقہ پر قبضہ کرتے ہوئے کانگرہ تک جا پہنچا اور راجہ سنہا چند مدت تک کانگرہ
 کے قلعہ میں محصور رہ کر سچان سنگ اپنا تو اسے مہاراجہ ریخت سنگ کو لاہور سے اپنی مدد کے واسطے
 بلا یا جب وہ آیا تو اسے کل گورکھ پٹنن کو تسلیم پارا و تار دیا اور وقت تلج پار سے بعض راجوں نے
 جو گورکھ پٹنن کے ماتھے سے سچان سنگ اور اپنی اپنی ریاست سے بدخل ہو چکے تھے صاحبان انگریزی کی
 خدمت میں شہرعی امداد کے ہوئے تو سرکار کھنٹی کے حکم سے جنرل اوکٹر وائی صاحب معہ فوج دریا موچ
 سنگ میں آئے اور کنگڑا میں وقت شروع ہونے لگا کہ ایک شہر کل راجوں اور رئیسوں کے
 نام پر ہتھیار جاری فرمایا کہ تم سب راجوں رئیسوں میں سے جو شخص ہماری مدد کو آوے اور اطاعت
 اوٹھا دے گا وہ بعد فتح بدستور اپنی ریاست پر قبضہ پاوے گا اور آئندہ ہمیشہ کے واسطے سرکار انگریزی
 بوقت حملہ کسی دشمن کے اور کسی عین وہ و کار رہیگی پس کل رئیسوں میں سے بعض توفی الفور بلاتال
 حاضر ہو گئے اور بعض گورکھ پٹنن کے خوف کے مارے غیر حاضر رہے اور بعض بہات میں متامل و متوقف
 رہے اور جانا کہ اس طرح فریقین سے بنی رہے اور بعض نے سرکار کی قول راقم و نکلیا اور ڈرے کہ شاید
 کہ ایک ظالم کے ماتھے سے چھوٹ کر دوسرے زبردست کے چہرے میں گر جائے امین آخر جب انگریزوں کا
 لشکر گورکھ پٹنن پر فتح پانے لگا تو سب کے دل کے دم اور دسواں دور ہوئے اور کل رئیسوں نے بالائے
 اطاعت منظور کی اور انان پائی اور وقت ایک حصہ گد وال کی ریاست کا اور کنگہ کے راجہ کو جو بہا
 گیا ہوا تھا دیکر باقی علاقہ اور کنگا مشرقی ضلع کے ساتھ شامل ہوا اور یہ ملک و ریاست منہ کنی داکھیندا
 کے شمول کے مقام سے موڈرہ و ون کے پرگنہ رانی گدہ و ساپا و دیوا و پرگنہ شہ و کنگہ جہان انگریزی
 فوج کی پہاڑی قرار پائی تھی انگریزوں نے اپنے پاس رکھ لی ریاست برولی کا کل علاقہ بعض پرگنہ
 مالوں کی انگریزوں نے راجہ نالہ گدہ یا پٹنہ و کو ویدیا ریاست گجرات کا علاقہ کانگرہ سے ہو گیا تھی

کچھ حصہ ملک کا تو باغ نذرانہ ٹیالہ کے راجہ کو ملا اور باقی ملک اوس ریاست کا انگریزوں نے اپنی ہاں
 رکھا کیونکہ حقیقی وارث اوس کا کوئی نہیں رہا تھا اور جو ایک شخص منجملہ رشتہ داران راجہ بگھاٹ کے
 و عوید اور ریاست کا تھا تو اوس کو ۱۳۹۹ء میں یہ حکم ملا کہ اس میں تھار کچھ حق نہیں ہے اور آئندہ جس کو سرکار
 علاقہ دیوگلی تو سنے سند کے ذریعہ سے دیگی بلکہ کل ریونیو کے واسطے یہ حکم ہو گیا کہ آئندہ سوائے
 وارثان حقیقی کے کسی رشتہ دار کے حق پر کچھ لحاظ نہ ہوگا اور جو رئیس لاوہ مرہاٹیا ریاست اوس کی سرکاری
 ضبط ہوگی اور کیون تھل کی ریاست میں سے بھی کچھ ملک راجہ ٹیالہ کو نذرانہ لیکر دیا گیا اور باقی معاف
 ہو گا اگر اٹا اور راین گڈہ کا علاقہ کیون تھل کے راجہ کو دیکر وہ شملہ کا علاقہ اوس سے لے لیا گیا اور
 ریاست کو ٹھکانی مدت کے بعد بیٹ سوجو دھونے کسی و عوید اس کے شامل سلطنت انگریزی کے ہوئی
 اور ریاست اور ٹراک کی جسکو ٹراک ہی کہتے ہیں دس برس تک واکزار رہی بعد ازاں جب میں لنگا
 لاوہ مرگیا تو بسبب عدم موجودگی کسی وارث حقیقی کے سرکار میں ضبط ہوئی اور فیض علی جیل کی ریاست کے
 شامل کر دی گئی اس وقت جو ریاستیں موجود ہیں ان کے نام یہ ہیں ریاست بھاگل پور، بھجی پور،
 بسو، یا پور، و آجی و پور، کالی گڈہ و آل منڈور، یا ناگڈہ، جیل کیون تھل، کمار سین کنی، مارکو، تھار،
 کھار، یا پور، پور، منی، مزرعہ، شگل، مہلوگ، سرسور، نامن کل، سطح، ان ریاستوں کا دس ہزار چونسٹل مہم
 اور کل آبادی پانچ لاکھ اکیس ہزار سیس آدمی کی ہے۔ **شملہ** یہ ایک انگریزی آرمی گاہ کوہ
 ہمالی کے پچھلے یا جنوبی حصہ میں ہے، تلج اور ورما کے گری کے درمیان لاہور سے ڈیرہ سوہیل جنوب شرق
 کے سمت کو اوس ٹراک پر جو ساٹھ سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے ساٹھ سے شمال مشرق کو بارہ میل واقع ہے
 یہ آبادی اس سالہ کی گزشتہ کی کے متعلق ہے اور انبار سے بنیالیس میل کے فاصلہ پر ہاٹ کی چڑائی شروع ہوتی
 ہے اور کالکات سے شملہ تک برابر ٹراک جی ہوئی ہے، بارہ کیس مکانات جو صاحبان انگریز نے یہاں بسے
 آرام کے واسطے بنوائی ہوئی ہیں وہ ایک بھاٹ کے تنگ قطار کے اندر واقع ہیں اور بقاعدہ ہوا
 ہیں کہ جن مقام پر کسی کچھ ہو اور زمین مل گئی وہاں ہی اونے بارگ بنوالی ہیں سوائے اونکو چند مکانات
 شملہ کے بھاٹ کے شمال کیلئے ہاٹ کی بنیاد میں ہی آباد ہیں اس بھاٹ کے مشرقی اسخام کو کہہ شملہ پور
 مغرب کی طرف اوس کے بازار چھاڑی کا آباد ہے اس بھاٹ کا جو حصہ جنگ کے بھاٹ کی سمت کو ہے وہ جنگل سے
 بھرا ہوا ہے وہاں لکڑی بہت ہی مگر اس چھاڑی کے مکانات کے بننے میں بہت خرچ ہو چکی ہے ہر
 چھاٹ کے مغرب کی طرف کے اسخام کی طرف ایک اونچا بھاٹ ہے جو جنگ کے بھاٹ سے بہت ہی غلاف کوہ شملہ
 کے کہ وہ چار سو فٹ اوس سے اونچا ہے کوہ شملہ کے جنوب کے سمت کو سیاہ و ڈبلوین و گہری گہائی ہے جسکو

کہتے ہیں کہ یہ متصل کا پہاڑ ہے وہ چٹیر کے درختوں سے بھرا ہوا ہے اس کے پرے جنوب مغرب کی طرف کو
 سپاٹو کے پہاڑ نظر آتے ہیں اور زیادہ تر آگے بڑھیں تو سندوستان کے میدان دکھائی دیتے ہیں جگہ جگہ دریا
 دریا سے شیلج لہراتا اور چکر کہاتا ہوا معلوم ہوتا ہے شمال کی طرف شملہ کی سپے دریا کے قطار میں پہاڑوں کی
 ایک دوسرے کے اوپر برفوں سے ڈھکی ہوئی نظر آتی ہیں صاف موسم میں یہ جوٹیاں پہاڑوں کی
 جو اصل میں الپہین ہیں ساتھ ساتھ تتر کوئس کے فاصلہ پر ہیں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ گویا یہ آٹھ آٹھ
 میل کے فاصلہ پر ہیں اور برف کے سبب تمام میدان ان کے سفید و سفاف جھکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں
 جب شملہ کے پہاڑ کی اخیر بندی پر پہنچیں تو آب دھواؤ مان کی سخت دنگاؤں سے معلوم ہوتی ہے اور برقا
 پہاڑ بہت بلند جو نعلی آسمان میں دھوپ کے سبب جھکتے ہیں اور کالے کالے بعض پہاڑ اور انہیں ندیاں
 بہتی ہوئی عجیب سیر دکھلاتے ہیں اون پہاڑوں میں سے بعض تو خشک اور بعض سرسبز ہیں اور سرسبز
 پہاڑ میں درخت سرو و زیتون و چٹیر وغیرہ کثرت سے ہیں آلو و شتر وغیرہ ترکاریاں بھی بہت ہوتی ہیں
 اور طرح طرح کی رنگارنگ قدرتی پھول عجیب بہاؤ دکھاتے ہیں سرسبز کی اور عام ہرن و نگر و ن قسم کے جنگلی
 کربان اور اوڑنے والے کلہریاں رند و رنگور شیر چیتے و بچہ مرغ و بڑ وغیرہ جانور و مان بھیاں بھیاں
 ہیں اگرچہ میوے بھی وہاں طرح طرح کے پیدا ہوتے ہیں مگر آلودہ ان کثرت سے پیدا ہوتا ہے آب دھواؤ اس
 پہاڑ کی اگرچہ منہ ہے مگر طبعیوں کے بظلاف نہیں ہے سردی کا موسم یہاں سخت ہوتا ہے برف بھی گرتی ہے
 و ولہند لوگوں نے یہاں کو بھیاں بھیاں بنا ہی ہوئی ہیں جو کراہ پر دیتے ہیں اسکے بازار میں ہر ایک طرح کی
 چیزیں ہوسکتی ہے آبادی یہاں کی ہوا اسطرح نہیں ہے نیچے اور پر سکانات بنے ہیں جس سال کہ آب گور زخیر
 بہاؤ کشور ہند و کھارڈر انجیف صاحب سپہ سالار یہاں آجاتی ہیں تو بڑی رونق ہو جاتی ہے اور سودا گروں
 کو بھی نفع ملتا ہے۔ پہلے پہل ۱۹۱۱ء میں لغٹ روڈ صاحب انگریز نے گرمی میں یہاں نہ ہنا اختیار کیا اور
 ایک کوٹھی خام عمارت کی چیمبر ڈالا گیا تھا بنوائی پھر ۱۹۱۲ء میں یہاں پختہ عمارت کی کوٹھی کتیاں کھینچیں
 نے تعمیر کی اس روز سے برابر آبادی ہوتی چلی جاتی ہے اور ہر سال آبادی میں ترقی ہے اسطرح
 صاحبان انگریز نے انہیں ہند سے کر کے سولہ ہزار روپہ جمع کیا اور پانچ ہزار روپہ سرکاری سے لیکر پہاڑ
 ایک عالیشان گرجا بنایا ضلع شملہ میں کچھ تو ملک ہمارا ہے پٹیاں والہ اور کچھ کون تھل کے راجہ سے لیکر بنایا
 گیا ہے اور ان علاقوں کے عوض میں ان کو اور علاقہ تجارت سرکاری سے عطا ہوئی کل آبادی اس ضلع
 کی پچیس ہزار آٹھ سو اٹھاون ہے اور بلندی اسکے مقامات کی مختلف ہے مگر خاص کوہ شلہ سات ہزار
 آٹھ سو چھیانوے فٹ بلند کی سطح سے اونچا ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایک ہزار

ستائیس میل کا براہ کرناں و سپاٹو کے شمار میں آتا ہے اس ضلع میں شکر و سپاٹو ڈکسائی کسولی باہر ہے
 مقام میں کوہ سپاٹو و کسولی اور ڈکسائی میں گورہ فوج رہتی ہے کہ آب و ہوا و ٹانگی اور کو آرام و زندگی
 سنجش ہے خاص کر کھیری صاحب ضلع کی شکر میں ہوتی ہے اور چار تحصیلہ ارمقام کوٹ کھائی و شکر و بہرہ کی
 و گھاٹ علی علیہ بر گنون میں تحصیل کا کام کرتے ہیں مفسدہ و سہی سسکے وقت شکر و پنجاب
 کھانڈہ اسٹیف صاحب بہادر شریف رہتے تھے اور پہلی اور دوسری بلٹن فیوز لیسر صاحب اور گورکھ پٹن
 جسکو نصیری بلٹن کہتے تھے بمقام جٹوگ رہتی تھی اور ایک گارڈ گورکھ پٹن کا کسولی میں مامور تھا وہی
 کے مفسدے سے چند روز پہلے ان بلٹن والوں کو خبر ملی کہ سرکار کا یہ منشا ہے کہ چربی کے کارٹوس دیکر
 انکا دین بدل دیں یہ بات سکر وہ افسروں کی خدمت میں سدی ہوئی کہ وہ کارٹوس اور کو دیکھائے گا
 اگر یہ درخواست اور ٹانگی نامنظور ہوئی اسلئے وہ پٹرک آئے اور یکہ زمین کے محافظوں کو سبقت کر کے لگنا
 اور ٹراشور و غوغا کیا اور کسولی کے مقام سپاہیوں نے جو قریب اٹھی سپاہی کی تھی بڑی رقم خزانہ کی کسولی
 لیکر خلاف حکم سرکار کے کوچ کر آئی اور جٹوگ کے مقام پر اگر اپنی بلٹن کے شامل ہو گئی اور سوقت پاکٹ صاحب
 اوس بلٹن کے کان افسر نے انکو فہمائش کی اور فساد کرنے سے بند کیا علاوہ اسکے کپتان برگ صاحب
 شرک کے سپرنٹنڈنٹ نے انکو بہت سمجھایا آخر کار بلٹن کے سپاہی فساد سے باز آئے اور درخواست کی
 کہ جو دو آدمی آغاز مفسدہ میں ہماری بلٹن سے برخاست ہوئے ہیں وہ بھال ہو جاوین اور بھالیا ہمار
 تنخواہ کا ملجا دے اور گناہ ہمارا سنبھال جاوے چنانچہ یہ درخواستیں اور ٹانگی منظور ہوئیں مگر وہ گارڈ کسولی
 سے خزانہ لیکر آئے تھے اور خزانہ میں ہی اوستے دست اندازی کی تھی اور کافقہ و معاف ہوا اس بلٹن
 کے مفسدہ کے وقت شکر میں سخت کمر بستہ تھیں اور کل انگریز شکر کو چھوڑ کر ہٹ گئے اور پٹوان
 میں جا کر چپ گئے اور بعض اجون اور رئیسوں کے پاس جا کر پناہ گزین ہوئے اور رئیسوں نے بڑی خاطر انکو
 مہمان نوازیان کیں اور بہت سے ڈکسائی و سپاٹو کے مقام پر ہوئے گئے جب گورکھ پٹن مطلع ہو گئی تو بہت
 صاحب اپنی اپنی جگہ اگر آرام پذیر ہوئے وہ خزانہ گورکھ پٹن کے لیکر پولیس کے سپاہیوں کے سپرد ہوا اور بہت
 حصہ لٹے ہوئے خزانہ کا بھی دستیاب ہو گیا بعض سند دستانی افسر جو اوس بلٹن میں تھے اور اوس میں کو
 شرارت سے یہ فساد گورکھ پٹن نے کیا تھا اوس میں سے بہتوں نے تو خود کشی کی اور بعض سزا یافتہ ہوئے
 اور سوقت پہاڑی راجے دسوار جاگیر داروں کی سرکار پر خیر خواہی و وفاداری ظاہر ہوئی اور
 جبکہ رطل ظاہر ہوا وہ ہندوستانیوں کے سب سے ہوا تھا کہ وہ کسولی میں ایک انگریزی علاقہ اور فوج
 رہی کا مقام کیا بلٹن کے پہاڑی سپاہیوں کے سرکار پر خیر خواہی سے ہوا تھا کہ وہ کسولی میں چودہ میل کے

فاصلہ پر واقع ہے اور یہ ٹیلہ پہاڑ کا پانچ میل دور میں ہے اور بلندی اسکی سات ہزار فٹ کی ہے اور چاروں
 اسکا ہوا زمین ہے کوئی بلند اور اونچا ٹیلہ نہیں ہے میدان سے جب اس پر چڑھتے ہیں تو باعث سیدی
 دیو اور غاروں کے چڑھنے میں مشکل ہوتی ہے اور جو شرک کہ کوہ ٹیلہ سے چلتی ہے وہ اس پہاڑ کے
 دیوان کے گزرتی ہے شمالی طرف اس ٹیلہ کے کم ڈھلوان ہے اور دیوان اسکا دریا کے گزرتی ہے مقام
 جاتا ہے کوئی کا مقام اگر شرک سیدی ہو تو اسکے اور ٹیلہ کے درمیان میں میل کا فاصلہ ہے اور بلندی
 دو نو پہاڑوں کی برابر ہے مٹی اس پہاڑ کی ہلکی اور پوئی ہے لکڑی چٹروں و زیتون وغیرہ کی اس پہاڑ میں
 بہت ہوتی ہے مگر نباتات کی قسمیں کم ہیں اور سب پوئی ہونے زمین کے بارش کا پانی اس میں جذب ہوتا
 اور ہوا خوش و موافق ہو جاتی ہے پانی اس پہاڑ میں کم ہے اور جو قدرتی چشمے جاری ہیں سو میدان سے
 دو پہاڑ کی دیوان میں ہیں اور سطح اوپر کی زمین کا ایسا ہے کہ وہاں ٹالاب بھی بن نہیں سکتا اور نہ کوئی
 کہہ سکتا ہے اس واسطے دیوان اور غاروں پر پانی لا کر سوا سیل نیچے سے اور یہاں سے اس کی شکاری ہی
 اون گھاٹیوں کے جہاں پانی مل سکتا ہے اور کہیں نہیں ہوتی اور شکاری کی زمینیں درجہ بدرجہ ایک دوسرے
 سے اور دوسرے سے نیچے اور میں اور اوٹھیں پیداوار شالی و گہوؤں دسیجے و ماش و اورک
 و تار اسیر و ہدی و آلو و پیاز وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے اور سال بہر میں دو فصل بوسے جاتے ہیں اس
 پہاڑ کے اوپر چڑھ کر جنوب مغرب کی طرف دیکھیں تو دور دور تک نظر ہو سکتی ہے اور ہند کے میدان اور
 دریا سے تلج کی سرخوب نظر آتی ہے دوسری طرف اس کے جہادریا تھا ہوا اثری شان سے نظر آتا ہے اور
 دہلی طرف سے ایک مجموعہ مختلف پہاڑوں سورج گڑھ و بلا سپور وغیرہ بلند و کھائی دیتا ہے اور کوہ دارو
 و ٹیلہ کی بھی اس مقام پر خوب ہمار و سیر معلوم ہوتی ہے شمال مشرق کی طرف اسکو کوہ بگھاٹ وغیرہ سیر دکھائی ہیں اور شرق کی طرف
 اسکو اگر دیکھیں تو برت نظر نہیں آتی اگر ایک چھوٹا پہاڑ بنچا اور اونچا کھائی دیتا ہے جس کے اندر اچھے اچھے سرسبز
 سیراب میدان واقع ہیں جنوب کی سمت کو جہاں تک کہ نظر کام کرے ہند کے میدانوں کی سیر ہے غرض
 یہ پہاڑ ہر طرح خوش رنگاہ و عیش کا مقام ہے صرف کم آبی کی تکلیف ہی بارکین فوج کے رہنے اور انسروں کی
 رہائش کے مقام بیان معقول بنے ہوئے ہیں اور ایک گرجا گھر بھی تعمیر ہوا ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب
 کی سمت کو کلکتہ سے ایک ہزار اونتر میل کا ہے اس پہاڑ کا علاقہ ٹیلہ کے ضلع کے تحت ہے اور ٹیلہ کا تحت ضلع
 ٹیلہ کے بیان کام کرتا ہے یہاں تو یہ ایک قلعہ اور جادنی اور پرگنہ ماتحت ٹیلہ کے ضلع کے ہے
 یہاں اسکا کل علاقہ کیوں تہل کے راجہ کے ماتحت تھا سرکار انگریزی نے قلعہ طے کرنے لڑائی کو کہیں
 یہاں اس کا کوئی نام نہیں ہے یا کہیں لیا اور راجہ کیوں تہل کو اس کے عیوہ میں ہیں اور علاقہ دیدیا تھا اس علاقہ کے

سویں کو کوٹہاڑ ہے اور تمام طرفوں پر کوہ بردی اور کل علاقہ ایک قسم کی پہاڑی میدان کے اندر ہے جو پہاڑ اسکے نواح میں ہیں اور انکی بلندیان ایک ہزار چھ سو سے لیکر آٹھ ہزار فٹ تک سمندر کی سطح سے اونچی ہیں جنوب کی سمت کوہ بہ علاقہ کہلا ہوا ہے قلعہ اسکا ایک ہزار ایک سو فٹ بلند ہے کھارے دریا کے کنارے ہے جسکی عمارت تختہ مستحکم بنی ہوئی ہے گردے کا ملک اسکا خوب آباد ہے بلکہ آبادی اسکی دن بدن بڑھتی جاتی ہے کیونکہ پہاڑی ریاستوں کے لوگ جو اسکے پاس پاس آتے ہیں یہاں انکر رشتے ہیں اور محنت مزدوری انکو کثرت ملتی ہے علاوہ اسکے بسبب ہے فوج انگریزی کے ہر ایک جز یہاں سپر ہو سکتی ہے اور ہر قسم کا آدمی اسل منہر و پیشہ و حرفہ مل سکتا ہے کشتکاری بھی یہاں بڑی محنت و عقل کے ساتھ دہلویں قطاروں کے اوپر ایکٹ دھڑے سے پیچھے اور ہوتی ہے اور جو ہوا زمین دریا کے کنارے دن پر ہے اور میں دن بونی جاتے ہیں چانول یہاں کے بڑے فضل و باریک خوشبودار ہوتے ہیں سو لکھ جانوں کے اور طرح طرح جنسین گندم جوہی کئی قسم کی ادک روٹی آفیون تاکو تیل سرخ بنات وغیرہ نباتات اور سیون پڑاڑ اور اکھروٹ سیب کئی قسم کی ناشائیان رس ہری خربوزہ وغیرہ شمار کیا جاتے ہیں بلند زمین یہاں صاف و بھر پوری ہیں درخت بکے و ٹھین ہیں ہوتا سوا سے شمالی حصہ کی گھاٹیوں کے جنہیں درخت غنہ کی کثرت میں آئے ہو یہاں کی نہایت صحت بخش گرمی یہاں سخت نہیں ہوتی گرمیوں میں مقیاس الترمیم یا جیاسٹھ درجہ پر رہتا ہے بارش کثرت سے ہوتی ہے سردیوں میں بہت کم برف پڑتی ہے اعتدال کیانی کے اوپر کھینچاؤ اور سکھا ہوتا ہے جو پانچ یا چار انچ سے زیادہ ہوتی ہیں ہوتی اور نہایت درست اور سکھو قیام ہوتا ہے پانی یہاں چھاؤنیوں کے واسطے ہر ایک موسم میں کافی ملتا ہے التھ شگاف سال کی پانی اور چشمیوں سے لایا جاتا ہے جو پورے سال پر جاری ہیں پرانا قلعہ یہاں کا اب چلنا نہ بنا گیا ہے جہیز چھاؤنی اور شہر کے ضلع کے قیدی رہتے ہیں اسکے قلعہ کا فاصلہ کلکتہ سے شمال مغرب کی طرف ایک ہزار چھ سو کل ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار پانچ سو فٹ ہے شہر چوک ضلع شہر میں ہے ایک چوٹی سی آبادی اور قلعہ اس شہر پر جو شہر کے کوٹ گڑھ کو جاتی ہے شہر سے شرق کی طرف چودہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے گورکھپور کے قبضہ سے پہلے یہ مقام ایک ریاست کا دارالریاست اسٹھ کیونکہ کل کی ریاست کے تھا اور آبادی اسکی چار ہزار چار سو تیس آدمی شمار میں آتی تھی بعد ازاں جب گورکھپور نے قبضہ پایا تو انہوں نے اپنی فوج کی چھاؤنی یہاں بھرتی کی سرحد جب انگریزوں کے کل پہاڑ کے ملک سے قبضہ پایا تو بہ علاقہ خاص انگریزی حصہ میں آیا بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھ ہزار اٹھارہ فٹ ہے کی ہے گو شہر کا مٹی یہ علاقہ ماتحت ضلع شہر کے دریا سے تلچ اور ٹونس کے درمیان ہے پر گڑھ اسکا

اور تحصیل دار ماتحت صاحب ٹی کشن ہمارے شہر کے یہاں تحصیل کا کام دیتا ہے اسکے شمال کو علاقہ ریاست
 بوشہر و انگریزی علاقہ سند و کھہ شرق میں بوشہر و تروکہ جنوب میں تپڑ و غرب میں بسن و کٹار میں کھہ
 علاقہ شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کو چوبیس میل شرقی حصہ میں اسکے ایک ٹبر ہی گہائی پہاڑ
 و سخی ہے اور گہائی پچیس سو اسی ہونے کی وجہ سے جہاں وار تو کا علاقہ شمال پر اور چوکا علاقہ
 جنوب پر واقع ہے مغرب کی طرف اس قطار کے درمیانے گری اور اسکی اوہ مدد و گار ندیان عاری
 میں شرق کی طرف اسکے بہت سی ندیان جو دانیے کے تیلج میں ٹپتی ہیں مثل بابر و تین و غیرہ جاری
 ہیں اس پہاڑ سے پھر سفید و سرخ رنگ کا اکثر نکلتا ہے اور چونکہ اسی پہاڑ کے اندر سے دریا ہے
 گری نکلتا ہے اور پانی اسکا پتھر و سب سے ٹکراتا ہوا است شور کرتا ہے اس کے دیکھنے سے ایک عجیب
 سیر نظر آتی ہے اور خاص مقام کو تھکانی دریا کی گری کے کنارے کی اور پہلے ایک انار کی ریاست گاہ تھا
 جسکو صاحبان انگریز نے گورکھپور کے فتح کے بعد یہ ریاست عطا فرمائی تھی مگر اس راناک کے ظلم اور تعدی
 کے سبب رعایا نے سخت ناراض ہو کر سرکار انگریزی کے حضور میں داد و خواہی کی اس سبب سے اس میں
 ریاست ضبط ہو کر سرکاری قبضہ میں آگئی اور ایک ہزار تین سو روپیہ سالانہ گزار دانا کا مقرہ ہوا اور
 سات سو روپیہ سالانہ ایک اور اسکے رشتہ دار کے واسطے قرار پایا اور بعد منہائی ان دونوں قوموں
 میں ہزار پانچ سو پچاس روپیہ سالانہ داخل خزانہ سرکار ہوا یہ قصبہ بہت خوبصورت و خوشنما عمارت کا
 بنا ہوا ہے گرد و نواح اسکے ہی نہایت سرسبز و سیراب ہے اور یہاں گری کے بہت چوڑے کنارے
 پر شہر کے بہتا ہے اس شہر میں ٹبر ہی شہور و بلند و عمارتیں ہیں ایک یوانگاہ اور محل انامر و دل شدہ
 اور دوسری ایک جو ملی کسی والدہ زندہ رکھی اور یہ دونوں ہزار تین ٹبر ہی او سخی ہاڑ کے ناک کے اوپر
 بنی ہوئی ہیں اور ایک نگلہ انگریزوں کے ٹہرنے کے واسطے بنا ہوا ہے اور پستی شہر کی اس مقام پر
 کہ جہاں دو چوٹی ندیان لگ کر دریا ہے گری بنتا ہے آباد ہے ایک طرف شہر کے ایک پہاڑ اکیسواہی
 فیٹ سینا اڈنجا اور دوسری طرف ایک لہیا ہاڑ زینہ دار ڈھلوان واقع ہے اور نو دہار میں یہاں
 چوبیس چوبیس فیٹ چوڑی اور پانچ سو پچاس فیٹ بلند ہے اگر مل توڑ دیا جاوے
 تو دشمن اس شہر پر قبضہ نہیں پاسکتا اور نہ تو سنجانہ اندر کر سکتا ہے ریس کے رہنے کا مکان تین تیرلی بلند
 ہے اور ہر ایک تیرلی چھ کے تیرلی سے زیادہ تر ٹبر ہی ہوئی نظر آتی ہے اور اخیر چیت کی اور دوہیا
 چین کی عمارت کی قطع نہ بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہیں اور ان کے اندر لکڑی کا کام نہایت کاریگری
 کے ساتھ کیا ہوا ہے بلندی اسکی مندر کی سطح سے پانچ ہزار پانچ سو پندرہ فیٹ بلند ہے چلا سینہ پور

پہلے ایک شہر بہاڑی ریاستوں کے اندر ماتحت ریاست کہلو کے دھان کے راجہ کا دارالریاست ہی انشی ہر
گزرے ہیں کہ یہ شہر بڑا آباد تھا ایسا کہ اس بہاڑی علاقہ میں کوئی آبادی اس کے ثانی نہ تھی تمام گہرا کے
چوڑے اور پتھر وں کے بنے ہوئے تھے اور آباد بازار بارونش و کشادہ تھا تجارت کی کثرت تھی مگر جب
گورکھپوں کی پوریش بہاڑی ملک پر ہوئی تو انہوں نے اس شہر کو دو مرتبہ لوٹ کر ویران کر دیا اور
مکانات گرا دیں اس قدر کہ تمام شہر میں سے صرف سو گہرا باہر بگئے پھر یہاں اگریزی ہوئی اور
پیس ہانکا اپنی ریاست پر بحال ہوا تو شہر کے لوگ پہرا کر اس میں آباد ہوئے لگے اب وہ پورے اسکی
آبادی ترقی پر ہے دریائے ستلج اس شہر کے قریب بہت تیز اور گہرا چلتا ہے پہلے عمارت کے محل اچھے رنگی
جو بڑی عالیشان بنی ہوئی تھی وہ بھی گورکھپوں نے گرا دی تھی وہ اب پھر بنائی گئی ہیں بلندی اس
شہر کی سمندر کی سطح سے ایک ہزار چار سو بیس فٹ میں پہلی راجہ کہلو کا اس شہر میں رہتا تھا اب مایش
اوسکی کہلو کے مقام پر ہے یہاں ایک چوٹی سی ریاست کوہ ہمالہ کی سفلے
قطاروں میں واقع ہے جبکہ شمال کو دریائے ستلج جو پنجاب کے اوپر کے حصہ اور نیچے کے درمیان بہتا ہے
شرق کی طرف ریاست باگل پورہاگل کے جنوب میں ریاست منڈو و قرب سرحد علاقہ سرحد ہی اس ریاست
کے حصہ جو دھنے کنارے دریائے ستلج کے تھا وہ ہمارا راجہ رنجیت سنگھ نے زبردستی سے اس راجہ کے قبضہ
کے چھین لیا اور جواب موجود ہے ایک تنگ ٹکڑا زمین کا چھیل چوڑا اور تین میل لمبا ہے اوکل علاقہ کہلو
پچاس میل مربع شمار میں آتا ہے بلندی اسکی مختلف ہے بمقام سونی جو اٹھارہ میل کہلو کے اوپر ہے تہہ
دریائے ستلج کی دو ہزار دو سو تیرا ہی فٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اس مقام پر دوپا
ستلج بلندی سے پستی کو بقدر بیس فٹ فی میل کے آتا ہے دھان سے باہر کنارہ ستلج ٹھوڑی دور تک اوسط
درجہ پر چھوڑ کر خیرابا سوچ کے مقام تک ہی اور تیشب کی طرف سمیت مغرب میدان متعلقہ اس ریاست کا
کووال کے مقام تک پہنچتا ہے اور پنجور دون کے حد تک اسکی حد شمال موٹی ہے ٹھوڑے فاصلہ پر
دریائے ایک فلو میں قطار بہاڑی شمال مغرب کی طرف سے بلکہ جنوب شرق کی سمت کو پہنچتی ہوئی چلی گئی
ہے مقابلہ میں اس قطار کے کوہ مالوں کی قطاریں جو گہری اور شکل گذار ہے بلندی ان قطاروں کی اکثریت
سے چار ہزار چار سو آٹھ تا بیس فٹ تک سمندر کی سطح سے شمار میں آتی ہے اور ان دونوں قطاروں کے
دھان میں یہاں کے گنہر ہوتا ہے اور ایک سترہ فٹ بلندی کا چوڑا اور اس قدر لمبا مربع شکل کا بنا ہوا ہے
اس بڑی بلندی کے اوپر اگر چہ کہ ملک کو دیکھیں تو عجیب پیر و در کے ملکوں اور بہاڑی و نکی نظر آتی
ہے یہاں سے اس کے ان گناٹوں کا زینہ دار میدان اور اس میں دریا کا پانی بہتا دھک دھکاتا ہوا نوسہورت

خوشنادر کہاں دیتا ہے اور وہ زمین دار و مہلو ان ہمارے کی بنیاد سے چوٹیوں تک برابر جاتی ہے اور بعض بعض
 بلند چوٹیوں کے اوپر قلعہ دگدہ بیان پختہ منی ہوئی ہیں اور پھر اور دیوار کے درختوں کی اس قدر کثرت ہے کہ
 تمام ہمارے نظر آتا ہے اور ہمارے اندیان چشمہ بقدر جاری ہیں کہ اوکلی سیر سے طبیعت انسان کی سیر نہیں
 ہوتی ہو اس محاصرے کی جو ہمارے کی بوٹیوں کو چاہے کتنی لذت بخش ہو اور فرحت انگیز ہوتی ہے اس علاقہ کی
 بہت زمین کے اندر زراعت ہوتی ہے اور دریائے اوکلی پانی دیا جاتا ہے اور اوپر کی زمین قابل زراعت
 نہیں ہے انہیں بٹلی پتھر اور سبز رنگ کی مٹی اور بعض مقامات پر چکینی مٹی ہوتی ہے پیداوار ہی نیچے کے
 حصہ کی ملک کی اور کے حصہ کے ملک کی ساتھ مطابق نہیں ہے بارش اس ہمارے پر خوب ہوتی ہے پیداوار
 بیان کی کی شالی گھون جو سرسوں تل سبج و ماش اور ک تار آمیراننگ پوسٹ تاکو لال مرج اور
 سیوہ جات صد ہا قسم کے آٹا و اکھروٹ سیب انار ناشپاتی وغیرہ پیدا ہوتے ہیں دریائے ستلج کے کنارے
 دریائے گنیر ایک اور علاقہ میں ہے جو شمال مغرب کے سمت کوہ مالون سے ہوتا ہوا بیان آتا ہے پھر بڑے کرنی
 راستے پانچ میل کے ستلج میں جاگرتا ہے دریائے گنیر کے سواے اور چوٹی چوٹی ندیاں بہت مشکل
 گماراوسیر و کوہمند و جہڑ اس علاقہ میں جاری ہیں جس سے تمام علاقہ سیراب ہوتا ہے اور
 نیز ایک بڑی جیل بھی بیان واقع ہے جسکو کہندالو بولتے ہیں کہلور کے راجہ کا پہلے نزاراج تھا مگر جب
 رنجیت سنگھ نے اس پرورش کر کے بہت سا علاقہ اسکا دیا لیا تب سے طاقت اسکی بہت کم ہو گئی مگر ستلج کے
 بائیں طرف اسکی کچھ اپنی ریاست کو بڑا لیا اور بارہ ریاستیں اور جمعی ایک لاکھ پچیس ہزار روپے
 اسکے ماتحت آگئیں اسلئے میں گورکھپور نے غلبہ پا کر راجہ کو مغلوب کیا ہر سرکار انگریزی اور گورکھپور
 میں اس مقام پر ٹبر ہی لڑائی ہوئی اور امر سنگھ سپہ سالار فوج گورکھپور کا مالون کے قلعہ میں محصور ہوا اور
 شکست کھائی انگریزوں کی فوجی کے بعد یہ ملک موجودہ حال راجہ کو عطا ہوا آدنی اسکی ایک لاکھ
 دس ہزار روپے اور آبادی چوبیس ہزار آٹھ سو اسی آدمی کی ہے اور راجہ کے پاس جنگی فوج
 چار سو قریب رہتی ہے شہر میں راجہ جگت سنگھ کہلور کے راجہ نے سرکار سے اجازت طلب کی کہ وہ
 اپنے لیے ہر چند کوٹھا جائیں کہ اسے چاہئے اجازت ہوئی اور ہر چند اسکا وارث قرار پایا اس پر پانچ
 لاکھ روپے حصہ ملا سپور و کہلور و مندور و کوہ وال میں اور خاص کہلور اس ریاست کا دارالریاست
 جو جنوب مغرب کو گھاٹیوں کوہ بنیادی میں ہے دریائے ستلج سے پانچ میل کے فاصلہ پر آباد ہے گوکہ آبادی
 اسکی چوٹی ہے مگر سبب سے کہ راجہ خود اس میں رہتا ہے رونق انہیں زیادہ ہے ایک ہزار روپے کی
 آبادی اس میں ہے ٹبر ہی ہے کہلور کا فاصلہ شہر کلکتہ سے ایک ہزار ایک سو تین میل کا شمار ہوتا ہے ۔

ماکھو وال کہلور کی ریاست کے اندر دریائے ستلج کے بائیں کنارے کے متصل آباد ہے آبادی
 اسکی ہوا سردان اور زرخیز زمین میں جو دریائے ستلج اور کوہ ہینا دیوی کے درمیان ہے واقع ہے
 کہا جاتا ہے اس پہاڑ کی ہی ایسی ماکھو وال کے نام سے موسوم ہے ہمارا جد رنجیت سنگھ نے اپنی زندگی کے وقت
 کہلور کے راجہ سے یہ علاقہ چھین لیا تھا مگر انگریزوں نے پھر واپس دلا یا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے
 سمت کو ایک ہزار ایک سو میل کا ہے **شمال دیوی** کہلور کی ریاست کے ماتحت یہ ایک چوٹی دا
 پہاڑ تنگ خیزہ نما کی شکل کا ستلج کے بائیں کنارہ چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکی بلندی آٹھ سو
 کے پانچ سے تین ہزار فٹ اور سمندر کے سطح سے پانچ ہزار فٹ ہے اوپر کے چوٹی اس پہاڑ کی ایسی
 قطع کی ہے جیسو کہ پنجاب کے سکھوں کی کڑی اور اس مقام کو سکھ لوگ بہت متبرک جانتے ہیں اور اسکے بل
 و جان ادب کرتے ہیں کیونکہ گوردو گوند سنگھ اور سکھ دسویں گوردو نے بہت مدت تک یہاں قیام رکھا
 اسات کے سواے ایک درمند رندوں کی دیوی کا یہاں بنا ہوا ہے اور انکا اعتقاد یہی ہے کہ سستی جی
 شب جی کی عورت جو زندہ آگ میں جلا کر گئی تھی اور اسکی نقش کو آگ سے نکال کر جا بجا لئے پھرتے ہیں اور
 تین سے آٹھ ہزار چھپان گری تھیں جہاں اب مندر بنا ہوا ہے یہ مندر پتھر کی عمارت کا بنا ہے
 اور پتھر کے زیور سے چڑھ کر اوپر جاتے ہیں اور بڑے اعتقاد کے ساتھ پرستش کرتے ہیں **دشن گوردو**
 کہلور کی ریاست میں یہ ایک قلعہ اور چوٹی ڈھلون قطار مالوں کے پہاڑ کے خاص کہلور کے مقام سے
 پندرہ میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے عمارت ٹھری مضبوط و مستحکم ہے ایسی طرح کہ دشمن اس پر نہ
 پاسکتا اس مقام پر پڑی سخت لڑائی فیما بین فوج گورکھ اور انگریزی فوج کی ہوئی تھی جس میں آخر گورکھوں کو
 شکست اور انگریزوں کو فتح نصیب ہوئی یہ قلعہ اگرچہ چھوٹا سا ہے مگر بس اس کے مضبوط اور اونچے
 پر بنا ہوا تھا گورکھوں نے یہاں اگرچہ پہاڑی تھی فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایک ہزار اٹھانوہ
 میل کا ہے **کیون پٹل** یہ ایک پہاڑی ریاست تسلیم اور جہا کے درمیان واقع ہے شمال کی طرف
 اس کے کوہ شلہ و کوٹھی و مدان و تھوگ و گوند وغیرہ شرق میں بسین جنوب میں سرور و علاقہ راجہ پٹا
 مغرب میں بگھاٹ و حصہ علاقہ ٹیالا یہ ہے یہ علاقہ پندرہ میل شمال سے جنوب کو لگنا اور اسی قدر چوڑا
 ہے یہ علاقہ پہاڑوں کے اندر واقع ہے اور پہاڑ چاروں طرف اسکی محیط ہیں جو شے بڑے بلندی
 رکھتے ہیں کوئی حصہ اسکا کس کا تین ہزار فٹ سے کم بلندی نہیں ہے چنانچہ چوٹی اور سر پہاڑ کی جسکا نام
 ہے سات ہزار آٹھ سو فٹ بلندی ہے اور دوسری چوٹی کوہ مہاسو کی نو ہزار آٹھ سو فٹ بلندی رکھتی
 پانی ان گھاٹیوں کا خوب مشرق میں بہہ گری میں گرتا ہے اس علاقہ میں بڑا شہر ہے

جبکہ نام جنگ ہی اور اسی شہر میں یہاں کاراجہ رہتا ہے جب سرکار انگریزی نے گورکھپور پر فتح پائی
 تو یہ علاقہ یہاں کے راجہ کو الگ کر کے ایک حصہ اسکا بندھن بنی راجہ میاں کے پاس فروخت کر دیا باقی ماند
 سطح اس ریاست کا ایک سو انتالیس میل مربع ہے اور اگر تمام علاقہ اسکا جو اسکو بعض شملہ وغیرہ کے
 علاقہ شمار کیا جاوے تو دو سو تیریل مربع ہو جاتا ہے آبادی خاص کیوں نہیں کی چودہ ہزار اور کل علاقہ
 ریاست کی بیس ہزار آدمی کے ہے اور اگر شملہ کے معاوضہ کے ملک کو ملا جاوے تو تیرہ ہزار یا سو او
 بجائے تین تہائی جو کی یہ قصبہ ریاست کیوں نہیں کے مشرقی حد براؤس ٹرک کے اوپر جو شملہ سے
 کو شملہ کو جاتی ہے شملہ کی ٹرک سے بفاصلہ گیارہ میل آباد ہے اور ٹرک کے کنارے پر ایک لکڑی کا گڑھا
 مسافروں کے ٹہرنے کیو اسٹے بنا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار ایک سو ساٹھ میل ہے
محمود اسکو کیوں نہیں کے علاقہ میں یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو ایک قطار کوہ ہمالہ کے سخیلے قطار
 کے اندر واقع ہے اصل میں نام اسکا جہاں تھا اب غلط العام مہاسو مشہور ہو گیا کیونکہ جہاں شیو کے سنی
 بڑے دیوتے کے ہیں اور یہاں ایک شوالہ پریشکاہ ہندوؤں کی بنی ہوئی ہے جسکی عمارت پتھر و چو
 سے محکم کی ہوئی ہے اور شب جی دیوتا کا دمان پوجن ہوتا ہے یہ پہاڑ چٹروزیوں وغیرہ درختوں
 سے پر ہے اور دور سے صورت اسکی ایسی نظر آتی ہے جیسے کہ ایک عالیشان باغ ہو بلندی اسکی سمندر
 کے سطح سے نو ہزار ایک سو چالیس فٹ کی ہے جبکہ کیوں نہیں کے علاقہ میں یہ ایک پہاڑ کے بلند
 چوٹی شملہ کے پہاڑ کے مشرق کی طرف کو واقع ہے اس میں جگنی مٹی ہے اور پتھر کن جلیں اور تختے بہت ہیں
 اسکے جنوب کو بالکل ننگا پہاڑ ہے اور شمال کی طرف بڑے بڑے درخت بلند اور ویرانہ جنگل ہے اور
 شالی طریق کے ذریعہ سے پائش اس پہاڑ کی ہوئی تھی تو اس مقام پر محکم مقرر ہوا تھا بلندی اسکی سمندر
 کے سطح سے آٹھ ہزار ایک سو بیس فٹ ہے کرول کیوں نہیں کے علاقہ میں یہ بھی ایک پہاڑ کی چوٹی
 کا نام ہے جو بارہ میل مشرق کے طرف ساٹھ کی جنوبی حد کوہ ہمالہ میں واقع ہے اسکی چوٹی پر کلی
 کے پتھر بہت ہیں اور سنگ مقناطیس ہی اکثر پایا جاتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار
 چھ سو بارہ فٹ ہے **ماشت** کیوں نہیں کے علاقہ میں یہ ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے جو کوہ جنگل
 سے شامل ہوتا ہے اور ایک طرف سے اسکے ایک ندی دریا سے گری کی مددگار نکلتی ہے اور دوسری
 طرف سے خاص دریاؤں آتش نکلکرتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ساٹھ ہزار آٹھ سو فٹ کو ہے
جہاں یہ ایک پہاڑی ریاست جنوبی کوہ ہمالہ میں یہ علاقہ اتراک کے جو پچیسو اس میں شامل
 ہو اسے واقع ہے شمال کی طرف اسکے علاقہ پندرہ دو علاقہ کیوں نہیں و بہر مشرق کے طرف علاقہ بہر

گڑھ وال اور گڑھ وال و بھر کے درمیان دریا سے پار وٹونس چار ہی مہین جنوب کی طرف ریت
 سرسور مغرب میں سرسور ریاست بلین سطح کل اسکا تین سو بیس میل مربع ہے شمالی حصہ اسکا پار بنی
 گھاٹیوں کے اندر ہے جو اسی دریا کے نام سے موسوم اور دریا کے دنیو کنارہ پر واقع ہیں جنوبی
 اسکا کوہ شالوی و دریا کے شالوی کے شامل ہے ان گھاٹیوں میں سے پار کی گھاٹی نہایت سرسبز و خوش
 ہے اور رانا اس ریاست کا دیورائے کے مقام پر رہتا ہے بلندی جبل کے پار کی اکثر مقامات سے
 بلندی ہے بڑی چوٹی اسکی جو جنوب مغرب کے در پر ہے اسکا نام چپ ہے وہ بارہ ہزار ایک سو وینچاس فیٹ
 اونچی ہے اور دوسری چوٹی اور کٹا جو شمال میں ہے وہ دس ہزار فیٹ بلندی رکھتی ہے اور دریا کے
 پار کے تہرینگر کے مقام پر جو شمال مشرقی حد پر اس ریاست کے چوہ ہزار نو سو بیس فیٹ اونچی ہے
 جسے والے اس پار کے حسین و جمیل و خوبصورت گورے رنگ کے ہیں پوشاک اونکی ڈھیلی موٹی اونکو
 پانچاے اور چیت کمر بند گلے میں روئی کا کرتہ سر پر ٹوپی عورتیں یہاں کی سخت بے شرم و مرد و غیر
 پہلے عورات کی بیع و شراب بکھاتی تھی مگر اب درپردہ کرتے ہیں مند و ن کے مذہب کے لوگ بکثرت
 مسلمان برائے نام شاذ و نادر ہے بولی یہاں کی مند وستانی پہاڑی ملی ہوئی آبادی اس ریاست کی
 قریب بندرہ ہزار آدمی کے اور آمدنی چوہ ہزار ایک سو سولہ روپیہ سالانہ ہے تین سو آدمی رانا کو
 پاس سپاہی رہتے ہیں انہیں انکا قوم کاراجپوت ہوشیہ نام میں جیا سیک کے انگریزوں نے گورکھ پوج
 نکال دی تو یہ رانا سرکار انگریزی کے حکم سے اپنے ملک پر بحال ہوا مگر دوبارہ شیشہ نام میں وہ
 ریاست کے کام سے بسبب کسی امر کے بغیر مل گیا اور اسکے واسطے نقد روپیہ پنشن کا وینا قرار پایا جسکے
 لئے سے اسنے انکار کیا شیشہ نام میں وہ مر گیا اور یہ ریاست ہر اسکے بیٹے نابالغ کو عطا ہوئی اس
 زمین کے نابالغ ہونے تک انتظام ملک سرکار سے متعلق رہا جب وہ نابالغ ہوا تو شیشہ نام میں کامل اس
 ریاست کا قبضہ اسکو ملا کہ اب تک وہ اپنی ریاست میں قابض و متصرف ہے اس ریاست کے
 مشہور قبضہ قلعہ جبال اور دیورہ ریاست گاہ رانا کا ہے **جبال** یہ ایک قلعہ شہتہ و مستحکم ہے
 ریاست جبال کے جنوب مشرقی گھاٹی پر بنا ہوا ہے جو کوہ چور سے لیکر کوہ دار تو تک پہنچتی ہے تلج پار کے
 پہاڑ میں یہ نامی قلعہ ہے سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے اس قلعہ میں گورکھ پوج کا قبضہ تھا اب
 جبال کے رانا کے قبضہ میں ہے **مندر** یہ کوہستانی علاقہ منجھلا تھات ریاست جبال کے ہی ایک
 شمال کے طرف حد و دریاست جبال کے ملے ہیں طول اسکا قریب آٹھ میل کے جنوب مغرب شمال شرق
 کو اور بائیں میل چار مہین بڑی قطار پہاڑوں کی جنوب غرب کی سمت سے شمال شرق کو پہنچتا ہے

اور حصہ کوہ وارتو کے چوٹی کا چوک پہاڑ سے شامل ہوتا ہے بلندی اسکی چہ ہزار فٹ سمیت
سات ہزار فٹ تک شمار ہوتی ہے پانی کی ندیاں اس میں بہت جاری ہیں جو جنوب مغرب کو چلے
دریائے ٹوئنس میں جاتے ہیں باشندے یہاں کے سخت دل دہاورد و دلا درہین کیونکہ گورکھپور
کے پورش کے وقت اور سب پہاڑی علاقہ جات اس کے ملحق ہو گئے اور انہوں نے اطاعت نہ کی
اور چہ ہزار آدمی نے ملکر مقام مشیل اور منہ مقابلہ کیا اور سخت خونریزی ہوئی پھر جب انگریزی
فوج گورکھپور کے لشکر کو یہاں آیا تو دوبارہ اس علاقہ کے لوگوں نے گورکھپور
کے مارنیکوٹ پہاڑ پر بندھ گئے اور سرکار کی فوجوں کی اور قلعہ جلال کا گورکھپور سے لے لیا جب گورکھ
لوگ یہاں سے بدھ گئے تو یہ علاقہ انگریزی قبضہ میں آ گیا اس لئے کہ اصلی وراثت ہندو کی ریاست کا کوئی
موجود نہ تھا اور پہلے جبل کی رانا کی صرف ماتحت یہ ریاست تھی بعد چھوٹے یہاں علاقہ کیون تہل کے رانا
کے حوالے ہو اکل سالانہ آمدنی اس علاقہ کی تین ہزار روپیہ اور تین ہزار آدمی کی ہی آبادی ہے جن میں
قریب چار سو آدمی کے مسلح و سپاہی ہو گا اور کٹا جبل کی ریاست میں ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے
جو کوہ چرا اور وارتو کے درمیان ہے اس پر بڑے بڑے درخت چھوڑے ہوئے وغیرہ کے ہیں اور
شکر جو چھپاں سے دیہور کو جاتی ہے وہ اس پہاڑ کے اوپر دو چوٹیوں کے درمیان ہیں سے جنگی
بلندی گیارہ گیارہ ہزار فٹ بلندی گذرتی ہے بڑا اونچا مکان اس شکر کا جو اس پہاڑ کے اوپر ہے
بلندی اسکی ہندو کے سہم سے نو ہزار سات سو اونٹیں فٹ شمار میں آئی ہیں مثالی بنائش کے وقت
اس درہ کا نام تہر کا نڈا رکھا گیا تھا اور **اک پاتروک** یہ ایک پہاڑی علاقہ کوہ ہمارے
پچھلے قطاروں میں ہے اسکے شمال میں علاقہ بہر شرق میں راین گڈہ و بہر جنوب میں کوہ جبل
کندرو کو تھکا کی کل سطح اسکا قریب ستر میل کے مربع ہے بلندی چوٹیں اس پہاڑ کی کوہ وارتو سے
جنوب مغرب کی طرف چلتی ہوئی دریائے ٹوئنس تک پہنچتی ہیں اس میں بلندی مقامات کثرت ہیں چنانچہ
چوٹی کوہ تنگرو کی جو شمال مغرب کی حد پر ہے وہ دس ہزار ایک سو دو فٹ بلندی ہے آبادی اس علاقہ
کی دو ہزار پانچ سو آمدنی تین ہزار روپیہ سالانہ ہے جس میں سے زمین ہانکاد و سو اسی روپیہ
سرکار کو دیتا تھا اور ایک سو چھپیس آدمی مسلح اس کے پاس رہتے تھے شہنشاہ میں جب سرکار نے
گورکھپور کو یہاں سے بدھ لیا تو ریاست یہاں کی زمین کے حوالے کر دی مگر یہی سے معلوم ہوا
کہ وراثت اس ریاست کا وہ نہیں ہے اس کے چائی کا بٹیا وراثت حقیقی ہے اس وہ معزول ہو کر
کا بٹیا اسکا گدی نشین کیا گیا لیکن اس سے کچھ انتظام نہ ہوا اس لئے وہ بھی برخاست کیا گیا اور ریاست

سرکار میں ضبط ہوئی اور چندے بسبب جسکے کہ آذنی ریاست کی ہیبت کم تھی وہ علاقہ میل کے راناس کے واسطے ہو گیا
ریاست سرسور یہ ایک کوستانی ریاست ماتحت سرکار انگریزی کے ہے اس کے شمال علاقہ ریاست
 بلین و جبل شرق میں علاقہ جہانسر و باور و ویرہ و دن ہے جسکے اندر دریائے ٹونل و جہانسر و جہانسر
 غرب میں علاقہ سرحد و اضلاع ریاست ٹیپالہ و کپٹل میں اسکا کل سطح ایکڑ اسی پچتر میل مربع ہے سو اس کے انکس
 چوتھے سے علاقہ کے جو نام کے قریب ریاست کے جنوب مغربی انجام میں ہے جہاں سے چند زبان نکلے
 و ریاست سرستی و لگرمین جاگرتی ہیں تمام علاقہ سرسور کا دریائے جہانسر کے سطح کے گرد و پہلے ہو اس کے چھو
 دریائے گری میں ہے اس کے دو گارون دریائے جہانسر و پانچو گرتا ہے دریائے ٹونل جو مغربی و پانی
 علاقہ کا ہے جسکو نیچے اگر جہانسر کہتے ہیں وہی دریائے شمال مشرقی سرحد سرسور کا ہے اس کے دہشتہ طرف سے
 اور دو دریائے کا نام نہیں ہے اس کے رانے سے آدھین اگر شامل ہوتے ہیں سطح سرسور کے علاقہ کا اکثر ہوا
 ہے اور بلندی اسکی شمال سے جنوب کو کم ہوتی جاتی ہے اسکی شمالی حد و پیر چوٹی چرس کے پہاڑ کے بارہ ہزار
 ایک سو چالیس اور گیارہ ہزار چوبیس سو نو اسی فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اور دریائے گری و جہانسر کے شمال
 کے پاس جنوب کے طرف اس کے جو مقام ہے وہ صرف ایکڑ اسی پانچو فیٹ اوپر ہے اس شمال کے مقام سے
 جنوب کے طرف علاقہ گیارہ دو دن مغرب کی طرف کو پہنچتا ہے اور جنوبی حصہ کو ہ سرسور کا مانتا ہے
 گیارہ دو دن کا علاقہ پچیس میل لیان میں شرق سے غرب کو اور چھ میل چوڑائی میں ہے اس کا کل سطح
 اسکا جہانسر کے طرف سے لیکر گہات میں ہے کہ وہ ایک پہلیا ہے جو کل چار میل شمار میں آتا ہے اور
 گہات میں کے مقام سر بلندی اسکی و ہزار پانچو فیٹ کے ہے اور کل علاقہ سرسور کا شرق و غرب کے طرف
 و پہلو ان ہے کیونکہ شرق کی طرف اس کے تو دریائے جہانسر اور غرب کے طرف مار کٹا ہوا ہے مار کٹا کے سوا
 اور ندیان ہی اس کے غرب کی طرف اپنا اپنا راستہ لے ہوئے دریائے سرستی و گنگا کو چلی جاتی ہیں گیارہ دو دن
 کے جنوب کے طرف کو ہ سو ایک کی قطار ہے جسکی بلندیان قریب اڈائی ہزار فیٹ کے سمندر کی سطح
 سے اونچی ہیں اور درہ ماگی تھ کے رستے سے جو اوسنی قطار میں ہے دریائے مار کٹا ہوا ہے شمال کے طرف
 گیارہ دو دن کے کو ہ ہمالیہ ہے اور کو ہ سین کے قطار شمال مغرب کو و منو کنار سے دریائے گری کے واقع ہو
 اور یہ دریائے گری ٹھنڈا و ہوائی کے قطار کے جنوب شرقی انجام سے نکلتا ہے جسکی چوٹی یا پانچ ہزار ستائیس
 فیٹ سمندر کی سطح سے بلند ہے شمال مغرب کو اوس سے کو ہ سرسور دیوی ہے جو چھ ہزار دو سو نو اڈائی
 فیٹ بلندی رکھتا ہے دریائے گری کے پرے شمالی انجام علاقہ سرسور کے کو ہ چرس کے چوٹی ہے جو بارہ
 ہزار ایک سو چالیس فیٹ بلند ہے اوس میں جھنڈ چوٹی قطار میں ہیں اونکی چوٹیاں آٹھ ہزار فیٹ تک بلند ہیں

کوہ ہراج گڑھ و چٹرون دیوئی جو کوہ چرسہ مشرق کی سمت کوہین سات ہزار ایک سو پندرہ وسات ہزار
 ارب تالیس فیصد ہستہ اور پچیس ہین اور چوہون کے پھاڑ کی لمبائی جو جنوب مشرق انگریز چار ہزار اسی
 ہون فیصد ہستہ اور چھ پون کے پھاڑ جو دہشتہ کبار سے دریائے گونش سے ہستہ اسی ہزار اسی سو اسی
 فیصد اور کانگر جو اوسکی جنوب کے سمت کوہین چار ہزار چھ سو ساٹھ فیصد لمبائی اسی ہستہ ستر ہزار
 دانستی ہے اور چادائی دولت اس میں کثرت ہے چنانچہ گلی کے مقام پر ایک تانبی کی کان ہے اگر
 پہلے باری تھی اس اور سب سے تانبہ نکالا نہیں جاتا اسی طرح ایک کی کان ہے وہاں سے نکالا جاتا ہے اور
 اور اسی کے قریب وہاں کام کرتے ہیں لوہا اس پھاڑ میں افرات سے نکلتا ہے اور کان سے نکال کر دیوئی
 کے پھاڑ میں اور اسی کے پھاڑ میں کا آدہ پھیلتے ہیں اور پھر کے پھاڑ میں اس پھاڑ سے بہت نکالتے ہیں جو چٹرون
 کے اور وہاں سے تانبہ نکالتے ہیں اور چادائی دولت اس میں کثرت ہے اگر کے خزانہ میں جمع ہوتی ہے آب ہوا
 اس پھاڑ کی مختلف جگہ چرسہ لکیر حصار علاقہ میں کہ برف بستی ہے آب ہوا سرد و خشک ہے اور کڑھ
 کے علاقہ میں ایسے پھاڑ ہیں جن میں زمین بنی آدم کا گڑھ نہیں ہے البتہ لکڑی کاٹنے والے لوگ
 بڑی محاذات کے ساتھ وہاں میں جاتے ہیں کیا وہ وہاں علاقہ میں طرف سے بند ہے صرف مشرق کی طرف
 جہاں چٹا ہستی ہے کہلا ہوا ہے جیسا کہ کہار سے کی زمین نہایت میرا ہے زرخیز اور آب و ہوا وہاں کی
 بھی اچھی ہے مگر جنگل اسکا شیر وں اور چٹرون اور چٹرون و غیرہ وٹرون سے ہر ایک ہستہ اور کثرت
 اونکی صرف اس واسطے ہے کہ وہاں کے رہنے والے جانور کا مارنا بڑا گناہ سمجھتے ہیں شالی روئی تاکو پوس
 اور کیکڑوں طرح کی سیدائشیں بیان ہوتی ہیں گھوٹوں جو اس علاقہ میں پے درپے بولی جاتے ہیں اور
 ایک اور قسم کا انارج سیاہ رنگ کے دانہ کا ہوتا ہے اوسکی پیدائش بہت کثرت سے ہر سال وگا ہے پھر
 پھاڑ کے قریب وٹرون اور چٹرون کی عمارتیں دو منزلیہ ہستہ پھرون کی بنی ہوئی ہوتی
 ہیں اور اون پر پچیس فیصد چٹرون دیوئی اور وغیرہ کے ڈاکر تھری سلون سے ڈانک دیے ہیں اور
 پھاڑ میں لوہے کے دانے کے کارخانوں کے ہوا سے اور کوئی انیا بڑا کارخانہ نہیں ہے اور نہ اور کوئی
 بڑی ایسی تجارت ہے شکرین اس علاقہ کی نہایت تنگ و مشکل گذار میں بعض شکرین تو صرف وٹرون
 فیصد تک چوڑی ہوتی ہیں اور دو طرف شکر کے بعض مقام پر عمیق غار ہیں اور بعض جگہ پر
 اور پچیس پھاڑ ہیں جہاں سے لدا ہوا جاتا ہے گڑھ نہیں رکھتا ہاں کے رہنے والوں کا مذہب ہندوؤں کا ہے
 کہنے کی مرض بیان اکثر لوگوں کو ہو جاتی ہے یعنی گھلا اور کا سوچ کر بہت ہوتا ہے کہ ہر ایک آدمی کا
 چھوٹا ہوتا ہے اور چالاک و مضبوط و بارکش و سخت پسند ہوتے ہیں پوشاک یہاں لوگوں کی ایک پانچ

اور لہا گورتہ گھٹون تک اور قریزی رنگ کی لمبی ٹوپی شانہ تک پہلی ہوئی ہے اور بعض سردو پیر
 کسبل کا جو غہ بھی کہتے ہیں امیر لوگ یہاں کو مندرستانی وضع کے انگے پہنتے ہیں اور سکھوں کے وضع کی
 محضرہ دار پگڑیاں باندھتی ہیں عورتیں یہاں کی نازک بدن ہنہیں ہوتیں اور اگر ناخستہ ہوں تو مرد وغیرہ نہایت
 کرتے ایک عورت کا چند خصم ہونا یہاں عام رواج ہے مثلاً اگر ایک گھر میں پانچ بھائی ہوں تو
 وہ ایک عورت کو آپس میں لکڑیاہ لیتے ہیں اور وہ ایک ہی عورت پانچوں مردوں کی عورت کہلاتی
 ہے جو نیک عورتیں ہوں بہت ہیں اسلئے وہاں لوگ اپنی لڑکیوں کو مندرستان کے شہروں میں لاکر
 فروخت کر جاتے ہیں آدم زاد کی قیمت وہاں ملوں اور گھوڑوں کی طرح مقرر ہوتی ہے یعنی جیسی کہنگی
 خوبصورتی زیادہ ہو اسقدر اسکی قیمت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ سرکار انگریزی نے اس پر پابندی
 مسدودی میں بہت کوشش کی ہے مگر تو بھی پوشیدہ پوشیدہ وہی کام ہوتا چلا جاتا ہے اس بہار میں
 مندر پستنگا میں بہت سے جئے ہوئے ہیں برہمن باقراط میں ہتھی کے ہونے کا یہاں برابر رواج تھا
 مگر اب بند ہے راجہ یہاں کاراجپوت کہلاتا ہے اور یہی قوم یہاں بکثرت ہوتی ہے جب سرکار انگریزی نے
 اس علاقہ سے گورکھپوں کی فوج کو نکالا تو شاہنام میں یہ علاقہ سرسور کے راجہ کے نام پر واکھار فرمایا
 اور علاقہ کماروہ ہون کا بھی ہر ۱۳۳۰ء میں اسی راجہ کے حوالے کر دیا گیا کہ ایک دفعہ کماروہ کے پاس
 اس راجہ نے سرکار انگریزی کے ساتھ سرکشی کی تھی مگر سرکار نے رحم کیا اور خبر مان لیکر اسکو پیر تاج بخشی
 کی آمدنی اس بہار میں علاقہ کی پہلے چالیس ہزار روپیہ سالانہ تھا جب کماروہ دون کا علاقہ اس کے
 شامل ہو گیا تو ایک لاکھ روپیہ کی آمدنی سالانہ ہو گئی قصبہ نامہ میں جو علاقہ کماروہ دون کے مغربی پنجاب
 پر آباد ہے اس راجہ کے رہنے کا مقام اور ریاست کا جہانگاہ الہی آبادی کا اور کوئی شہر قصبہ اسکی ریاست
 میں نہیں ہے کیونکہ خاص کیا رہ دون تو صرف ایک گاؤں ہے اور قصبہ کھی جو آگے بڑا آباد تھا اب وہ پر
 ہو چکا ہے کل علاقہ اس ریاست کا ساٹھس ہر گھون میں منقسم ہے اور آبادی پچتر ہزار پانچ سو چار
 آدمی کی ہے یہ راجہ سرسور کا پندرہ نسلوں سے راجہ چلا آتا ہے اور بزرگ اس کے پہلے جیلدیر
 ملک کی حکومت کرتے تھے جب شاہنام میں جیلدیر فرور شاہ تغلق کے قصبہ میں آئی تو بزرگ انکا پر
 بہار کا جاگیردار بنات سے برابر یہ اس جگہ نشیبت حکومت چلی آئی قصبہ نامہ میں گورکھپوں نے
 اس ملک پر قصبہ پایا اور راجہ کو جیلدیر کر دیا مگر شاہنام میں سرکار انگریزی نے گورکھپوں کو جیلدیر
 کر کے پھر یہ ریاست راجہ کے سپرد کی اس راجہ کے پاس چالیس گھوڑے بہت بڑی ہنہیں رہتی صرف
 چار سو پادہ سلج اور دو ہزار توپا ہتھی ہیں چھوڑیہ ایک بہار میں چوٹی دار ضوئی قلعہ دار

کوہ ہماچل اور پٹی ہے بلکہ سرسور کے علاقہ میں ایسی خوشگاہاٹی پہاڑ کی اور کوئی نہیں ہے اور جب اس پر
 چڑھ کر جنوب کی سمت کو دیکھیں تو درود و تھک تھک ہو سکتی ہے اور فراخ میدانوں سندوستان کی خوب سے
 نظر آتے ہیں اور شمال کی سمت کو بلند پہاڑوں سے ڈھکی ہوئے اور چھٹی ہوئے دکھائی دیتے ہیں
 بلندی اس کی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار ایک سو اونچا ہے فیٹ ہے کا ٹکڑہ سرسور کے ریاست کے
 علاقہ میں دریائے گری اور دریائے ٹونس کے درمیان ہر ایک دریائے تین تین میل کے فاصلہ پر
 یہ ایک قلعہ کلی کے تھرون کا بنا ہوا ہے اس علاقہ کی پیدائش کے وقت یہاں پیدائش کا حکمہ مقرر ہوا
 بلندی اس کی سمندر کی سطح سے چھ ہزار چھ سو میل کے ہے **جٹیک** سرسور کے علاقہ میں ایک قلعہ تھا
 کی ڈھلوں شمال مغربی انجام کوہ کیا رودہ دون سے نکلتی ہے اس کی چوٹی کے اوپر ایک قلعہ ٹھٹھا
 لیا اور یہاں فیٹ چوڑا بنا ہے جیکے چاروں کوٹوں پر چار برج اور دوسرے سے ہوئے ہیں عمارت
 اس کی بنیاد پختہ و مستحکم ہے علاوہ میں جب انگریزوں نے اس پہاڑ میں آکر گورکھپون پر پوروش کی تھوڑی
 اوس وقت دو ہزار دوسو آدمی مسلح اس قلعہ میں تھا جب ۲۶ - دسمبر کو انگریزی فوج ایک ہزار ساٹھ
 میں یہاں ہو سکی تو گورکھپون نے نہایت سختی سے ان کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی مقابلہ میں انگریزی فوج
 میں سے ایک ہزار آدمی میدان سے ہٹا لگا اور باقی سات سو آدمی نے دشمنوں کے مقابل بڑی دلاوری
 کے ساتھ قیام رکھا بلکہ گورکھپون کو پس پا کر کے قلعہ کے نیچے جا اترے اوس وقت جنرل مارٹنڈل صاحب
 افسر فوج انگریزی کے نے ہاگی ہوئی فوج کو ہرج جمع کیا اس لڑائی میں چار افسر انگریزی اور ۹ نفری
 چھوٹے افسر سپاہی قتل ہوئے دوسو اکیاسی آدمیوں کو زخم شدہ پہنچا ہر شیرہ مارچ شام کو رود
 بڑے توپوں جنہیں نوٹسیر کی تھیلی باروت کی پڑتی تھی انگریزوں نے بڑی شکل سے قلعہ کے سامنے قطار
 چڑھائیں ہوئے ان کے اوس قلعہ کے مقابل اور چھ توپیں وغیرہ سے مختلف فوج کے تھیلی کے اوس کی گاہاٹی
 چڑھا کر نصب کر اور قلعہ پر آتشباری شروع کی مئی مہینے کے شروع میں پراعت کر جانے قلعہ اور ختم ہوا
 ذخیرہ کے گورکھپون نے امان مانگی اور ایک ہزار پانسو آدمی مسلح معہ ایک ہزار عورت و بچوں کے قلعہ سے
 اندر سے نکل کر چلے گئے اور قلعہ انگریزوں کے ماتھے لگیا یہ جٹیک کا مقام چار ہزار آٹھ سو چوں فیٹ سمندر
 کے سطح سے اونچا ہے فاصلہ اس کا کلکتہ سے شمال مغرب کے طرف براہ ڈیرہ دون ایک ہزار چودہ میل کا
کولرون علاقہ کیا رودہ دون سرسور کے ریاست کے متعلق یہ ایک آبادی اور فرد گاہہ ڈھانڈ
 کی اوس شکر پر جو ڈیرہ سے ناہن کو جاتی ہے چون میل مغرب کی طرف ڈیرہ کے واقع ہے کیا رودہ
 کے گرد سے کے پہاڑ انہیں بہت ملے ہوئے ہیں اور صرف ایک ہی ندی جس کا نام تبا ہے اس میں چار بجی

شکر اس پہاڑ کی بہت ماضیات و نامواری ہے اور سو اسے پانی کے اور کوئی چیز بیان کم میسر ہوتی ہے صاحبان انگریز اس پہاڑ کا نام کلہون لکھتے ہیں اس مقام پر فیما بین غلام قادر خان و وہیلہ و جلالت پرکاش راجہ سرور کی بڑی لڑائی ہوئی تھی جس میں غلام قادر خان نے شکست کھائی فاصلہ اسکا شمال مغرب کو کلکتہ سے ایکڑ چھاسی میل کہتے ہیں کیا رودہ سرور کی ریاست کے متعلق یہ ایک گانا اس شکر پر جو ڈیرہ ہے ناہن کو جاتی ہے ناہن سے کہیں میل جنوب شرق کو واقع ہے اور یہ ایک چوٹی سی آبادی پہاڑ کے نشیب آباد اور بڑے جنگل سے محیط ہے اسکی چوٹی کے متصل ایک قلعہ گورکھپور کے وقت کا بنا ہوا ہے مگر اب ویران و خیر آباد ہے یہ علاقہ سرور کے راجہ کو سرکار انگریزی نے ۱۸۳۳ء میں عطا فرمایا اور یہ شہرین بھیرن کہ راجہ انصاف کے کام میں کیسی طرفداری کرے اور لوگوں کی خاص ذات کے اسباب کا سودا و تجارت اسباب کے محصول نے شکر کا بنانا اپنے متعلق سمجھے برودہ فردوسی ہونی پائے کوئی عورت مردہ کے ساتھ سستی نہ ہو بلندی اس علاقہ کی سمندر کے سطح سے ایکڑ آٹھ سو چالیس فٹ ہے ناہن یہ شہر سرور کی ریاست کا دارالریاست ہے راجہ سرور کا اسی شہر میں سکونت رکھتا ہے آبادی اسکی مغربی انعام کوہ کیا رودہ دون اس شکر پر جو بہار پور سے پانچ سو کو جاتی ہے چون میل جنوب شرق کے سمت کیسا رودہ واقع ہے یہ شہر ان پہاڑوں کے شہر و نین بہت مصفا و خوبصورت و خوشنام ہے گھر اس شہر کے پتھر کے اینٹوں کے چونہ گچ بنے ہیں اور آبادی کا مقام سموار ایک پہاڑ کی چوٹی کے اوپر ہے بازار و نین بے شب و فراز زمین کے اکثر مقامات پر نہایت پتھر کے یا پہاڑ کاٹ کر بنائے ہوئے ہیں اور جو سموار بازار ہے وہاں بہت صاف پتھر کا فرش ہے رشتے کی جگہ راجہ کی شہر کے اندر ایک عالیشان محل ہے خصوصاً زمانہ محل پہاڑ کو کاٹ کر سادہ و خوشنام بنا ہوا ہے اس شہر میں تین مندر مندروں کی پرستش گاہ ہیں اور ایک انگریزی مقبرہ جس میں لفٹنٹ جنرل صاحب درتین اور افسروں کی قبریں ہیں موجود ہے یہاں قلعہ حبیب گڑھی میں مارے گئے تھے یہ شہر ۱۸۳۷ء میں سرکار انگریزی نے گورکھپور سے لیکر راجہ کوڈ شکر اس کے پاس کی سرور کے راجہ نے بہت اچھی بنوائی ہے اس شہر کی بلندی پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو تمام سرہند کے میدان اور دریاؤں کی سیر نظر آتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے تین ہزار دو سو فٹ فیٹ ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب سمت کو ایکڑ آٹھ سو چالیس میل کا ہے راج گڑھ سرور کے ریاست کے متعلق ایک پہاڑ کے کنارے پر یہ ایک قلعہ مربع شکل کا بنا ہوا ہے ہر ایک کوئی ایک ایک ایک برج چالیس فٹ لمبا اور چالیس فٹ چوڑا بنا ہوا ہے اس قلعہ میں تمام تعمیرات کے تختوں کی ہے اور عمارت کے اندر لکڑی کے ٹبر سے بنے ہوئے ہیں اور بڑی مضبوطی اور کارگیری سے عمارت

اسکی بنی ہے گورکھپور نے اپنے ملک کے وقت اسکی دیوار کو سربک لگا کر اوڑا یا تھا بلندی اسکی سمندر کے
 سطح سے سات ہزار ایک سو نو فٹ کی ہے **سپاٹن** سرسور کے علاقہ میں ہے ایک قطار پہاڑوں کی
 شمال مغرب کی سمت سے جنوب مشرق کی سمت کو پہنچتی ہے اور پہلاڈ اسکادو دریاؤں جلال اور گری
 کو درمیان میں واقع ہے دریاؤں جلال اسکی جنوب مغرب اور دریا گری اسکی مشرق میں ہیں یہ پہاڑ بالکل جونی کو نکلا
 ہوا دریا گری اس پہاڑ اور دوسرے پہاڑ کے درمیان جو پتھروں کے ٹکڑوں کا گزرتا ہے بلندی اسکی آٹھ سو فٹ
 کی ہے اور بعض مقامات پر چھ ہزار سے لیکر سات ہزار فٹ تک بلند ہے اس قطار کا پہلا ٹکڑا جس کی ایک برابر جلا جاتا ہے
ٹھٹھ وہو آئی سرسور کے علاقہ میں ہے ایک چوٹی پہاڑ کی کوہ سین کے جنوب مشرقی انجام
 کے متصل ہے اس چوٹی کے اوپر ایک مندر تختہ مندوں کی پیشگاہ کا بنا ہوا ہے جسکے اندر دیوی کی تصویر
 رکھی ہے اور دور دور سے ہندو اگر اسکی پرستش کرتے ہیں شلشی پائیش کے وقت اس مقام پر محکمہ متفرق
 ہوا تھا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچ ہزار سات سو فٹ کے ہے **ریاست ہندو** وریا
 کا لاگت یہ ایک ریاست کوہ ہمالہ کے جنوب مغربی گھاٹیوں میں واقع ہے اسکے شمال کو کھلوا شتر
 ہاگل و جہلوک و جنوب مغرب میں علاقہ سرمنہ کل سطح اسکادو و سوئیس میل مربع ہے اسکے تمام علاقہ پر
 تمام ڈھلوں قطار میں پہاڑوں کے ہیں جو کہ تسلیم کے بائیں کنارے سے شروع ہو کر او جنوب مشرق کے
 طرف کو چکر پھاڑ کے مقام پر کوہ ہمالہ کے اوپنے پہاڑ سے جاتے ہیں اس پہاڑ کی بلندی چوٹیوں میں سے
 جتنی گڑھ چار ہزار چار سو فٹ ہے ام گڑھ چار ہزار چوٹی فٹ سمندر کی سطح سے اوپنے ہیں اور دور دریا
 ایک گز دور گرورہ یا گنڈوہ اس ملک میں ہے ہیں جو کہ تسلیم کے شمال مغرب سرسور کے مقام سے چکر پھاڑ کرنے
 مسافت نہیں ملے کہ کوئی کے مقام پر تسلیم میں شامل ہو جاتے ہیں کل علاقہ میں سے گرورہ کی گھاٹی
 یہاں آباد و زراعت شدہ و زرخیز ہے اور بہت سے چشمہ اور چوٹی چوٹی ندیاں و مان ہتی ہیں انکی
 کناروں پر پیوہ دار درخت ناشپاتی وغیرہ کے بے ہونی ہیں اور راستہ کے دونوں طرف بہت ہی گانو
 آتا و ہوتے چلے گئے ہیں دریا سے سرسور میں بہت ہی چوٹی چوٹی و مارین شمال و شمال مشرق کی سمت
 سے اگر شمال ہوتی ہیں جنہیں بلاوہ و رتھ و ندیاں قابل فکر کرنے کے ہیں انکی سوا سے دریا کے لگتے
 و کالا گنڈو و چوٹے دریا شمال و مغربی طرف کے ڈھلوں قطاروں پہاڑوں سے نکلا اس علاقہ کو سیرا
 کرتے ہوئے تسلیم میں آگرتے ہیں جبکہ زمین اس علاقہ کے رور و سرسور و تسلیم کے نیچے ہے وہ دریا برہمپتی
 ہے جب کہ یہ نکلتی ہے تو اوس میں پیدائش غلہ کی بکثرت ہوتی ہے وہ زمین سمندر کی سطح سے ایک ہزار فٹ
 بلند ہے اب وہاں پیدائش اس ملک کی بہت اچھی ہے اور یہاں کی کئی چانول گندم جو روٹی کو

افینون اور کمار امیر اسن تھاکو قتل سرسوں وغیرہ غلہ و نباتات میں اور سیوجات میں سے انار
 اور بوسیدہ اکھروٹ رزدا کو خانی شاہ آکورس بہری استھادری خربوزہ وغیرہ کی پیداوار
 بہت ہوتی ہے کرب انار کا بیان خوب مینا ہے اور انار کا چھلکا درد و رتک واسطے فردخت کے سما
 حات ہے اور اہل تاس انجیر ناک صنوبر چلیوزہ و گلاب وغیرہ ہول بہت ہوتے ہیں اور ملک سیاسیہ
 ہے کہ خطہ اور سکاپورب کے خطہ سے مشابہت تارہ کہتا ہے بڑی بڑی آبادیاں اس میں ہیں مینا لاکڑہ
 رام گڈہ پلاسی نالا گڈہ خاص اجہ کے رہنے کا مقام ہے پہلے راجہ پلاسی کے مقام پر رہتا تھا اس ریاست
 میں ایک چوتیس گاؤں اور تینٹا میں ہزار آدمی کی آبادی ہے اور آندنی ایک لاکھ روپیہ کی ہے موضع
 ٹھکوری درولی اس اجہ کو ماہ نومبر ۱۵۸۵ء میں مالون کے قلعہ کے عوض میں عطا ہوا اور وہ قلعہ سہ
 چہ گانہ کے انگریزی فوج کے واسطے لیا گیا **چہ گڈہ** منڈور کی ریاست کے متعلق بابین
 کنارے دریائے ستلج ایک بلند ٹیلہ پر ہے ایک قلعہ رام گڈہ سے جنوب مغرب کے سمت کو بنا ہوا ہے
 اس کی سب سے مشہور و سب سے بلند اس کی سب سے سلع سے چار ہزار چار سو فٹ شمار میں آتی ہے چھوڑی
 منڈور کی ریاست کی متعلق ہے ایک قلعہ اور بلند ڈھلوان طائر ہار کے بائیں کنارے دریائے ستلج
 کے بنا ہوا ہے یہ قلعہ گورکھپور کی گڑھی کے آغاز کے وقت قلعہ مالون کے محاصرہ کے واسطے بنایا گیا
 جب گورکھپور کو سرکار انگریزی نے ہار سے نکالا یا تو یہ قلعہ ہی انگریزی قبضہ میں آ گیا **قلعہ مالون**
 منڈور کی ریاست کے متعلق ہے ایک مشہور قلعہ کوہ مالون کی چوٹی کے اوپر ستلج کے بائیں کنارے
 واقع ہے یہ ہار کی قطار جنوب مشرق کی طرف سے چلکر کوہ ہمالہ کے نیچے حصہ کے ساتھ شامل ہو گیا
 ہے قلعہ کے مقام پر میدان ہار کا بیس گز سے لیکر تیس گز تک چڑا ہے شمال مشرق کے طرف کو چڑا
 اس ہار کا دو ہزار فٹ دریائے گمراہ تک ہی اور دوسری ڈھلوان جنوب مغرب کے طرف کی ہے
 دریائے گمراہ تک جاتی ہے یہ قلعہ برصغیر و پنجہ بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کھانا پھل اور چرے سیانہ
 کے رہنے کے اور سیکہ زمین کے رکھنے کا مکان بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کا حصہ سو گز لمبا اور بیس گز چوڑا
 ہے قلعہ کے گرد سخت مضبوط دیوار اور خندق کے بنی ہے ماہ اپریل ۱۵۸۵ء میں جب امر سنگہ
 گورکھپور کی فوج کا تمام ہار سے نکالا گیا تو وہ اس قلعہ میں آکر ٹھہرا اور انگریزوں اور کٹر لوگوں
 ایک بڑا قلعہ شکن توخاندہ لکھن آئے اور قلعہ سے پندرہ گز کے فاصلہ پر توپیں جوڑ کر ۱۰ فی شیشہ
 کو آتش فشانی شروع کی آخر کار فیما بین فریقین کے یہ بات قرار پائی کہ دریائے کالی سے مغرب کے طرف
 حصہ ہار کی ایک ہی گورکھپور بالکل ہو کر چلے جاوین چنانچہ گورکھپور قلعہ خالی کر کے چلے گئے اور قلعہ سرکار

انگریزی کے قبضہ میں آیا فاصلہ اس قلعہ کا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایک ہزار سچاویں میل کا اور بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار چار سو اڑتالیس فٹ ہے **نالاکڑ** یہ ایک قبضہ و قلعہ منڈور کی ریاست
کے متعلق جنوب مغربی گھاٹیوں کے قلعہ کوہ ہمالہ میں واقع ہے مقام پر منڈور کا راجہ رہتا ہے راجہ کے
رہنے کی جویاں قلعہ میں نہایت قبول صورت و مالکیتان بنی ہیں عمارت قلعہ کی ہی سخت مضبوط و مستحکم ہے
جب گورکھیوں کی لڑائی انگریزوں سے شروع ہوئی تو اس قلعہ میں ہی گورکھیہ فوج رہتی تھی گر جنرل
اکٹر ٹونی صاحب ٹبری ہادی سے آگے ترسا کر اوند کو قلعہ سے نکالا اور راجہ کو اوسکی گدی پر بجالا کیا فقط
پنجال یا **شنگل** منڈور کی ریاست کے متعلق یہ ایک قبضہ دریے گنگر کے کنارے رام گڑھ و مالو
کی گھاٹیوں کے درمیان آباد ہے **پلاسسی** منڈور کی ریاست میں یہ ایک چوٹا سا قبضہ اوسکی پر
جو رہ پڑے پلاس پور کو جاتی ہے دس میل رو پڑے سمت شمال شرق دینے کا ہے ایک دریا کے
جو کوہ پنچور دونوں سے نکلا کر شلم میں جاگرتا ہے آبادی راجہ منڈور کا پہلے یہاں رہتا تھا اب نالاکڑ کے
مقام پر سکونت پذیر ہے گورکھیوں کی مہم کے وقت ۱۸۱۷ء میں انگریزی فوج اس وقت جیسرل و لکھنؤ
کے پہلے آکر یہاں فری کش ہوئی تھی اور اودہ محاصرہ قلعہ مالون کا تھا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب
کی سمت کو ایک ہزار اسی میل کا ہے **مہا** ہی منڈور کی ریاست میں یہ ایک گاؤں اور مسافر خانہ اوس
شہر کے چوٹا ٹوٹے ملا سیور کو جاتی ہے ۵۰ میل سوات سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے فقط ۵۰
سوار **سج گڑھ** منڈور کے علاقہ میں کوہ مالون کے قطار پر مالون کے قلعہ سے ساڑھے چار میل یہ
ایک بلند جوی پھاڑ کی ہے جب گورکھیوں نے اس پھاڑ پرورش کر کے قبضہ پایا تو اوندوں نے مقام پر
ایک قلعہ بنایا گر جب کرنل طاس صاحب نے آکر یہاں سے گورکھیوں کو نکالا تو اوندوں نے وہ قلعہ گرا دیا
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار نو سو تالیس فٹ ہے **تار** **اگڑ** منڈور کی ریاست میں یہ ایک
پھاڑی دریا سے تلج کے پار واقع ہے اوس پر ایک سخت مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے جسکو تار **اگڑ** کا قلعہ پوترا
ہیں اسے اسکا بہت دشوار گزار سنگ رتوب و عمارت کا بہن میں ہو سکتا انگریزوں کی عمارت سے پہلے
گورکھیہ فوج راجہ نیپال کی قافلہ ہوئی جب انگریزوں نے اس پھاڑ میں آکر مالون کے قلعہ پر لڑائی شروع
کی تو لکھنؤ کی صاحب ہادی اس قلعہ کے محاصرہ کیو اسے مامور ہوئی اوندوں نے بڑی سخت محنت کے ساتھ
یہاں تک تو میں پڑا کر آتشباری شروع کی اور چند روز میں قلعہ لے لیا فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ
ایک ہزار نوے میل کا ہے **ریاست کشا** یہ پھاڑ کے علاقہ میں یہ ایک چوٹی سی ریاست کا علاقہ
ہے جسکے شمال مغرب کو ہمالی اور تین طرفوں پر علاقہ پٹیا ہے طول اسکا پانچ میل اور عرض تین میل

کل سطح پندرہ میل آبادی اسکی دو ہزار پانسو آدمی کے اور سالانہ آمدنی تین ہزار پانسو روپے ہے۔
 جہین سے ایک سو اسی روپے سرکار انگریزی کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے رانائے پاس
 دو سو آدمی نوکر ہیں مگر انکو نقد تنخواہ نہیں دیتا بلکہ علاقہ ریاست کے ہر ایک ملازم کو زمین دی رکھی ہے
 جہین پر کاشت کر گزارہ کرتے ہیں اور عند الضرورت رانائی نوکر ہی میں ہی حاضر ہوجاتے ہیں شیشام
 میں نقد نکالنے کو کہیوں کے پیر ریاست سرکار نے رانا کو عطا کی **سیمری** پہاڑی علاقہ میں یہ ایک درہ
 کوئی کا نام ہے پہلے یہ گنپار کی ریاست کے ماتحت تھا پھر سرکار سے ہمارا اجہ ٹیالہ کو عطا ہوا یہ درہ اول
 ہمارے میں ہے جو فیما بین کوہ ساڈو و شلہ کے واقع ہے اور ساڈو کی چھاؤنی آسمان سے بارہ میل سے یہاں ایک
 چوٹا سا گاؤں ہے اسی عمارت کا بنا ہوا ہے انگریزی سلطنت میں مسافروں کے آرام کے واسطے آباد
 ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار چار سو واکٹر فٹ شمار ہوتی ہے **ریاست** ہی ایک
 چوٹی سی ریاست کا علاقہ تلج مار کے علاقہ میں ہے اسکے شمال کیلئے کوٹھار اور مشرق کیلئے بونگاٹ
 اور جنوب میں علاقہ ٹیالہ سفر میں علاقہ جملو کے ہے اس ریاست کا کل علاقہ بیس سے پانچ میل تک برابر
 بنچو وغیر آباد ہے باقی علاقہ آباد و زرخیز ہے اس میں تین پگنہ ہیں اور فی پگنہ تین تین ہزار آدمی کے آباد
 ہے اس ریاست کے علاقہ کی آمدنی کل چار ہزار روپہ سالانہ ہے جہین سے ایک سو اسی روپہ سرکار کے خزانہ
 میں داخل ہوتا ہے سرکار انگریزی سے پہلے اس علاقہ میں ہی گورگنہ قابض ہو گئے تھے سرکار نے انکو یہاں
 نکال کر ریاست یہاں کی قدیمی زمینیں کے جو اے کر دی اور زمین کے پاس دو سو سا بیس کے زمین کی اجازت
 دی **ریاست** کا **سیمری** پہاڑی ریاست درمیان تلج اور جہان کے ہے جبکہ شمال میں
 کلہ ہے اور اس ریاست کے علاقے اور کلہ کے درمیان میں دریائے تلج جاری ہے شرق کی طرف اسکے
 ریاست کوٹ گڑھ اور انگریزی ضلع سندو کہہ و کوت کہائی ہے جنوب میں تین تین علاقہ گوندو ضلع
 متعلقہ کشتل میں سطح اس ریاست کا پہاڑی سوا سے تھکس میدان بائیں کنارے تلج کے اور سطح اسکا
 بہت بلند ہے اور میدان کا زمین کا سطح سے پانچ سو روپہ اوناسی فٹ ہے چھاؤنی کوٹ گڑھ
 کی جو شرق کی حد ہے چار ہزار چوبیس فٹ اونچی ہے اور دارو کا پہاڑ جو اسی علاقہ میں ہے ونگر
 چوبیس فٹ ہے شمال کی طرف اسکے ایک چوٹی سی ندی آکر اور اس گھاٹی کا پانی لیکر دریائے تلج میں
 گرتی ہے اور جنوب کی طرف سے اور دو چوٹی ندیاں آکر دریائے گری میں شامل ہوتے ہیں پداواری
 اس پہاڑ کی گہیوں جو کئی کئی قسم کی ٹاکو اور کئی بڑی و غیرہ ہے پوسٹ جھان عہدہ
 ونگر ہے ہوتا ہے اور اسیوں اعلیٰ قسم کی سیکڑوں میں نکالی جاتی ہے اور دور دور تک اسکی

تجارت ہوتی ہے قل کی بیان زراعت بہت ہوتی ہے اور اسی کا تیل ملائے میں آتا ہے شالی یہاں کی
ایک قسم کی ہوتی ہے سفید و سیاہ چنے ہی لمبے جاتے ہیں سیاہ بیان اعلیٰ قسم کا شیرین لذت دار خوشبو ہوتا
سولے اسکے ناشپاتی آرزو زرشک انگور اکبروٹ طرح طرح کے شامبوت بکثرت پیدا ہوتے ہیں بانگو
دختون کے جنگل ہرے ہوئے میں راجہ بہانگا جو پہلے بھرت کے راجہ کا مطیع تھا اوسکو گورکھپون نے ریاست سے
بیدخل کر دیا تھا گزشتہ ایام میں انگریزوں نے گورکھپون کو نکال کر راجہ کمرنگ کو دوبارہ سند نشین کیا وہ
۱۸۹۱ء میں لاہور گیا اور کل ریاست سرکار میں ضبط ہو گئی بعد چند سے بجلد وہی خدمات راجہ ستونی
کے سرکار نے راجہ پریم سنگھ کمرنگ کے رشتہ دار کو کل علاقہ پر ویدیا لیا نہ آمدنی اس ریاست کی دس ہزار
روپیہ ہے جہاں سے ایک ہزار چار سو چالیس روپیہ خزانہ انگریزی میں داخل ہوتا ہے خاص کار میں ایک ہزار
عقبہ راجہ کے رشتے کا مقام ہے جو بائیں کنارے پر دیاے سبج کے آباد ہے گورکھپون کے حملہ کے وقت
یہ قبضہ بالکل اوڑھ گیا تھا اور راجہ کے رشتے کے محل ہی اونہوں نے سہارا کر دئے تھے اور کل آبادی اس
کل بارہ گھریل و کمین آرمیوں کے یہاں آباد رہ گئے تھے جب گورکھپون نکالے گئے اور راجہ کو پریم سنگھ
سپر دہوی تو چند سال میں یہ دوبارہ آباد ہوا اب عمارات اسکے بچے جہاں والوں کی عمارات کے طرح بنی
ہوئی ہیں راجہ کے سکونت کے مکان ہی بڑے عالیشان تعمیر ہوئے ہیں شہر آباد و رعیت دلشاد و تجارت
بکثرت ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچ ہزار دو سو اسی فٹ اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال
مغرب کے سمت کو براہ سواٹو ایک ہزار دس میل کا ہے ماٹھ و فی کار میں کی ریاست کے متعلق یہ قبضہ
اوس شکر پر جو شکر سے کوٹ گڑھ کو جاتی ہے کوٹ گڑھ سے دس میل جنوب کے سمت کو آباد ہے اگر
یہ قبضہ چوٹی سی آبادی کا ہے گزراوہ ترشہوری اسکی اس سب سے کہ یہاں دو بہاری مندر پریشکاہ
کے لگے اور شہر کی عمارت کے نقش و عالیشان ہے ہوئی ہیں اور دور دورے مندر و اونکی پریشکاہ
آتے ہیں اس قبضہ میں ہی برہمن لوگ بہت رہتے ہیں جو اون مندر وون کے پوجاری ہیں اور آمدنی خزانہ
کی کمائی میں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار چار سو اٹھائیس فٹ ہے مالک گڑا
کار میں کی بہاڑی ریاست میں یہ ایک درہ اون بہاڑی قطار وون میں ہے جو کوہ دار تو کے مغرب
کے طرف سے نکلتی ہیں چڑھائی اس درہ کی جنوب کے طرف سے ڈیڑھ سو ہے اور بہاڑی سرسبز و خوشنما درخان
دیودار و چمپو دختون بکثرت میں اور چمپو پانی کے صفحہ جاری ہیں چمپا پانی بلور کی طرح ٹپکتا ہوا نظر آتا
اور کسی ایک تھامات میں قدرتی پھول اور سنہری استہر ہے کہ اسکے دیکھنے سے بہشت یاد آتی ہے
اس درہ کی چوٹی پر ایک سا فرخانہ بنا ہوا ہے جہاں مسافر لوگ آرام کرتے ہیں بلندی اسکی سمندر کی سطح سے

نوں ہزار سو لاکھ فیٹ ہے ریاست کوٹ گڑھ ماہارہ ٹھکرا می یہ ایک چوٹی سی
 پہاڑی ریاست تلج پار کے ریاستوں میں سے ہے اسکے شمال کو دریائے تلج شرق میں علاقہ سیر جنوب میں
 کھنکائی مغرب میں کھار میں ہے یہ علاقہ سات میل لمبا پانچ میل چوڑا کل تین میل مربع ہے اس ریاست کا
 نام پہلے بارہ ٹھکرا می تھا اس لئے کہ بارہ ریاستیں جو بائیں کنارے دریائے تلج و گونر کے تھیں وہ اسکے
 ماتحت تھیں اور یہاں کا راجہ سیر کے راجہ کی اطاعت میں تھا مگر جب سرکار انگریزی نے گورکھپور پر
 فتح پائی تو گونر کی چٹھی تاریخ ۱۷۵۷ء کی لکھی ہوئی سند کی رو سے یہ ریاست یہاں کے راجہ کو مل گئی مگر
 زیر حکم سرکار انگریزی کے رہا اور علاقہ سند و کھرجو اس ریاست کے شرقی حد ایک ندی کے کنارے پر جو
 ومان انگریزی فوج کے رہنے کے واسطے چھاؤنی قرار پائی شمال مغرب کے سمت کو سطح اس علاقہ کا چار ہزار فیٹ
 اور تمام علاقہ سے شیب میں بائیں کنارے دریائے تلج کے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے ومان ٹبری
 زمین میں ہوتی ہیں اور تمام ہزار سیر سیر و کھائی دیتا ہے اس علاقہ میں دو باغ ہیں ایک مقام کوٹ گڑھ
 خاص اور دوسرا ایک دوسرے میدان جو چار ہزار فیٹ چار و نصف کے پہاڑوں سے نشیب میں ہے
 اور اون باغوں میں کیلے و انار و سیب وغیرہ میوہ وارد دخت اور انگریزی قسم کے نباتات و پھول پھرتے
 بہت ہیں آب و ہوا یہاں کی خوش و موافق طبعتوں کے ہے جاڑوں میں اول کو ہر ٹپتی ہے پھر ریت
 برستی ہے مگر تیسری سردی مملکت و سخت نہیں ہوتی گرمیوں میں موسم دلپذیر و موافق ہوتا ہے سخت گرمی
 نہیں ہوتی صاحبان انگریزی اس ملک کو بہت پسند کرتے ہیں خاص کر جس مقام پر کہ چھاؤنی مقرر ہوئی تھی ہمارے
 تو گرمی کے موسم میں اون ویشم کالباس پہنتے ہیں فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو کرنا ل دسپاٹو کے
 راستے ایک ہزار ایک سو بیس میل کا ہے اور بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار چھ سو چونتیس فیٹ ہے
 کوٹ گڑھ کی ریاست یہ ایک پہاڑی ریاست تلج پار کی ریاستوں میں سے ہے اس کے شرق
 کے طرف کوہ سیا ٹوڈ باقی کے طرفوں میں ریاست مہلوگ اور بیجا کا علاقہ ہے علاقہ اسکا پانچ میل لمبا او
 تین میل چوڑا ہے آبادی چار ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ سات ہزار روپیہ ہے جہیں سے ایک ہزار
 اسی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے سرکار نے گورکھپور کو جب ۱۷۵۷ء میں اس پہاڑ
 سے نکالا تو یہ ریاست یہاں کی قدیم راجہ کوٹ گڑھ کی تھی یہ ریاست کوٹ گڑھ کی یہ پہاڑ کے راجہ
 ایک چوٹی سی ریاست ہے اسکا شمال اور ریاست علاقہ ہنگی شرق کو دمان جنوب میں شکامہ کیون بہل مغرب
 علاقہ مہاراجہ پٹیا ہے کل سطح اسکا پانچسٹھ میل مربع اس میں چند قطاریں پہاڑوں کی بہت بلند اور
 ٹولا گا و ایک دریا اسکے شمال کو بہتا ہے جو اس تمام گھاٹی کا پانی لیکر ستلج میں جاگرتا ہے آبادی کی

تین ہزار آدمی کی اور آدنی سالانہ چار ہزار روپیہ ہے چلے یہ ریاست راجہ کیون تہل کے ماتحت تھی
 سرکار انگریزی کے ماتحت ہو کر ریاست کو ٹھہرائی گئی ریاستوں میں سے یہ ہی ایک چوٹی سی ریاست
 ہے اسکے شمال کے طرف علاقہ ریاست گلو اور شرق میں کمار دین جنوب کو بلسن و بدمان مغرب میں گنگی
 و تہلوگ ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کو چھ میل عرض ہے اسکے راجہ کو
 ٹھہرا کر بارہا کہتے ہیں جسکا نام میں ٹھہرا کر ہانگا مر گیا اگرچہ اوپر بھی کہتے تھے دار و عویدار ہے مگر سرکار
 سندھیشی بہانگی راجہ متوفی کے پوتی کو ملی مصلحتاً یہ ایک چوٹا سا قلعہ گوند کی ریاست کے متعلق
 اس میں شرک ہو چکا ہے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے شکر سے اوٹ میں میل شمال شرق کے سمت کو بنا ہوا
 بلندی اسکی ہندو کے سطح سے آٹھ ہزار فٹ کی ہے ریاست چھلوک یہ ایک چوٹی سی
 ریاست تلچ بارہ کی پٹاری میں ہے شمال میں اسکے مشرق میں تلچ پٹاریہ ریاست کو ٹھہرا جنوب میں
 ریاست بھاجا غرب میں پنجور و ون و منڈور شمال میں جنوب کو طول اسکا پندرہ میل عرق سے غرب کو عرض
 اسکا سات میل اور سالانہ آمدنی دس ہزار روپیہ ہے چھلوک سے ایک ہزار چار سو پالیس روپیہ سرکار
 کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے اسکا نام میں آبادی اس علاقہ کی تیرہ ہزار آدمی کے شمار میں آتی تھی
 اور اسکا نام میں یہ ریاست گورکھپور ہے چھلوک سرکار انگریزی نے ریش مال کو دیدی تھی فقط
 ریاست چھلوک یہ ایک چوٹی سی پٹاریہ ریاست تلچ بارہ کے علاقہ میں ہے اسکے شمال کو علاقہ
 سکیت ہے جسکا اندر دریائے بھیا چلتا ہے شرق و جنوب میں علاقہ بھاگل مغرب میں کھلور لبان کا
 شمال سے جنوب کو اور چوڑاں شرق سے غرب کو چار میل آمدنی سالانہ ایک ہزار اور ایک ہزار آدمی کی آبادی
 ہے ریاست رانگن میں یہ ایک پٹاریہ ریاست تلچ بارہ کے ریاستوں میں ہے جنوب شمال
 و شرق کو اسکی ریاست بھر غرب میں علاقہ ترول و بھر ہے شمال سے جنوب کو بارہ میل اسکا طول
 اور پانچ میل عرض ہے رانگن رانگن کی ریاست میں یہ ایک قصبہ کوہ ہمالہ کے پہاڑ وٹھن میں
 ہوواریدان میں دریائے بھر کے بائیں کنارے پر آباد ہے یہ مقام شلتی بھایش کے وقت ایک
 باسے حکومت اسٹیشن مقرر ہوا تھا بلندی اسکی ہندو کی سطح سے سات ہزار آٹھ سو شانویں فٹ ہے
 ریاست بکھیاٹ یہ ایک ریاست تلچ بارہ کی ریاستوں میں ہے اسکے شمال کو علاقہ پٹالہ
 و برولی و شرق کو ریاست کیون تہل جنوب شرق و جنوب کو ہی علاقہ پٹالہ و بھاجا و کوٹھارہ و
 پٹاٹ ہے طول اسکا جنوب شرق سے شمال غرب کو نو میل اور عرض چھ میل کل سطح تین میل مربع
 ہے جب اسکا نام میں گورکھپور کو نکال کر سرکار انگریزی نے اس پر قبضہ کیا تو انگریزوں نے اسکا کل

دس ہرگنوں اس ریاست سے چھ ہرگنہ راجہ پٹیالہ کے پاس ایک لاکھ ستیس ہزار روپیہ فروخت کر ڈالی
 اور باقی کے چار ہرگنہ دمان کے رانا کو عطا فرمائی چونکہ اس راجہ نے گورکھپور کی بہم کے وقت سرکار
 کی کچھ ادا اور استعاضا ہر ہفتہ کیا تھا اس واسطے اس قدر علاقہ اسکا سرکار میں ضبط ہو کر فروخت
 کیا گیا اس وقت آبادی اس علاقہ کی سبب فی میل مربع ایک سو چودہ نفری اور کل تین ہزار چار سو
 بیس تھا اس وقت میں راجہ اس ریاست کا لاوارث مر گیا اس کے کل علاقہ سرکار کی ضبطی میں آ گیا گوکہ مہاراجہ
 پٹیالہ نے قیمت اس علاقہ کی ایک لاکھ سچاس ہزار روپیہ دینا ہی منظور کیا مگر اسکو نکلا اور آبادی کے
 واسطے با سب تقسیم ہوا اور کچھ حصہ انگریزی چاؤنی کے نیچے آ گیا جسکی آمدنی دو ہزار آٹھ سو سچاس روپیہ
 تھی اسکے واسطے یہ پنجویں ہوی کہ اس میں سے ایک ہزار دو سو اسی روپیہ رانا مرحوم کے وارثان کو بطور
 پیش کے ملے اور باقی سرکار کے خزانہ میں داخل ہوا اس وقت رانا کے وارثوں نے اس ریاست کے کل گورنر
 ولایت میں دعویٰ پیش کیا ورنہ لارڈ الہنر صاحب گورنر جنرل بہادر سے کیفیت طلب ہوئی اور یہ
 طلب ہوئے کیفیت کے یہ پنجویں سرکار کے صاحب اجنٹ زرڈنٹ کے جو اس وقت لاہور کے دربار میں
 سفیر تھے ہوئے تھے راجہ متوفی کا چوٹا بھائی وارث ریاست کا قرار پایا مینوز اسکی منظوری ہو
 ہوئی باقی تھی کہ وہ لڑکا بھی مر گیا اسکے مرنے کے بعد اور دو برادر زادے راجہ متوفی کی ریاست
 کے دعویدار ہوئے انکی نسبت ولایت سے یہ حکم تھا دیا گیا کہ اس ریاست کے باب میں گورنر جنرل
 کو اختیار ہے اگر وہ کسی کو دینا چاہے تو نئے شرائط قائم کر کر اسے نو دید ہوئے اور یہ بھی عطا یات سرکار
 انگریزی کی شمار ہو مگر گورنر جنرل کی رائے میں مسترد ہونا اس ریاست کا راجہ ملے وارثوں کو مناسب
 تصور ہوا اور بدستور یہ علاقہ ضبط سرکار راجہ ریاست مہاراجہ ایک چوٹی ہی ریاست
 مہاراجہ ریاستوں میں ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت ہے شرق کی طرف علاقہ بنگلی و دامی و پٹیالہ جنوب و
 کینار غرب کو منڈور و کھلور و مانگل ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو اٹھارہ میل اور اس میں کل عرض
 کل سطح اس علاقہ کا ایک سو میل شمار میں آتا ہے مغربی علاقہ اسکا بہت اونچا ہے جہن بہادر گڑھ کی چوٹی
 چھ ہزار دو سو ستیس فٹ اور بارادوی کی سمات ہزار تین فٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس مہاراجہ
 کا پانی معہ اور چوٹی چوٹی بہت ندیوں کے دریائے گنہر میں گرتا ہے اور ایک ندی انہیں سے جھکانام
 شلشی ہمیش کے وقت سریر کیا گیا ہے وہ شمال مغرب کی طرف کو بہہ کر دریائے ستلج میں جا گرتی ہے
 مہاراجہ کے علاقہ میں بارہ ہرگنہ اور آبادی چالیس ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ پنجاہ ہزار روپیہ
 ہے جہن تین ہزار چھ سو روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے جس کا نام مہاراجہ

سرکار نے فوج گورکھپہ کو یہاں سے نکالا تو یہاں کے راجہ کو دوبارہ اس ریاست کی راج پر بحال کیا اور
 مین خراج آدمی کی فوج کے رہنے کی اجازت دی **قلعہ ارہ** کی یہ ایک قلعہ ہاگل کی ریاست کے
 مشرق مشرقی حد کے بلند اور ڈھکون قطاروں پر واقع ہے اس قلعہ میں پہلے گورکھپہ فوج رہتی تھی
 ۱۵۱۵ء میں سرکار نے ان کو نکال کر یہ قلعہ ہاگل کے راجہ کے حوالہ کیا **قلعہ سری** اور **ٹیالہ** کے
 علاقہ میں یہ ایک موضع ہے ایک قلعہ کے اوس شرک پر جو ٹیالہ سے پانچ سو گزاتی ہے سپاٹو سے پانچ سو گز
 فاصلہ پر واقع ہے آٹا دی اسکی دریائے گنر کے ایک شاخ پر زیر حکومت و ملکیت ہمارا جہ ٹیالہ کے
 ہے بلندی اسکی ہندو کے سطح سے مین خراج آدمی کی فوج کے رہنے کی اجازت دی ہے **سورنی** ٹیالہ کے پہاڑی علاقہ
 میں یہ ایک چوٹی پہاڑی نامہاں کے شمال مغرب کے سمت سے چکر جنوب مشرقی انجام کوہ چور وون پہاڑ
 پہونچتی ہے اسکے اوپر ایک قلعہ بنا ہوا ہے جو سورنی کا قلعہ کہلاتا ہے اور چوٹی سے آبادی کا ایک
 موضع بھی اسی نام کا آباد ہے پہلے یہ مقام و علاقہ ایک مسلمان رئیس کے ماتحت تھا سکھوں نے اس پر
 غالب آکر اپنے تحت میں کر لیا بلندی وسطی اس چوٹی کی اوسط درجہ کی ہے اور شمالی پانچ سو گز
 یہاں پہاڑی ٹیٹن ہوتا تھا اور خاص قلعہ کے مقام کی بلندی ہندو کے سطح سے دو ہزار چار سو
 تیس فیٹ ہے **قلعہ راج گڑھ** ہمارا جہ ٹیالہ کی ریاست کے متعلق یہ ایک قلعہ دریائے
 گری کے دہنے کنارے سے دو میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے شکل مربع اور عمارت بہتر وون اور چوہنہ کی
 طول اسکا چار سو فیٹ اور عرض سچھ فیٹ بلندی اسکی ہندو کے سطح سے سات ہزار ایک سو پچتر
 فیٹ ہے **سورنی** پہاڑی ایک پہاڑ کی چوٹی کوہ ساٹو کے نزدیک مانتا حکومت پرگندہ ساٹو کے
 واقع ہے چونکہ اس مقام پر ایک سختہ شیبہ جی ہوا دیو کا بنا ہوا ہے اس لیے اس مقام کو سورنیو تا
 کہتے ہیں بلندی اسکی ہندو کے سطح سے پانچ ہزار چار سو فیٹ ہے **ریاست شہر** کوہستانی پہاڑ
 یہ ایک بڑی ریاست ہے اسکے شمال کو انگریزی ضلع سیٹی مشرق کو علاقہ چینی تا تار جنوب کو ریاست
 گڑھ والی غریبا و جنوب مغرب کو مختلف اضلاع پاس کی پہاڑی ریاستوں کے ہیں یہ علاقہ سچاوت
 میل لبا شمال مشرق سے جنوب مغرب اور سچھ میل چوڑا جنوب مشرق سے شمال مغرب کو کل سطح اسکا پچتر
 میل مربع ہے اور اوسے پہاڑوں اور بلند چوٹیوں کے اندر واقع ہے اس قدر کہ اسکے ساتھ کا کوئی
 اور علاقہ بلند تر نہ ہو زمین پر نہیں ہے کوہ ٹیٹ اس علاقہ میں جو بائیں کنارے دریائے تیج
 کے ہے وہ مین خراج آدمی کی فوج کے رہنے کی اجازت دی ہے اور کوہ رائیں جو بائیں کنارے دریائے پور کے
 وہ پانچ ہزار نو سو فیٹ بلندی ہے اور دریائے آس کے پاس کے پہاڑ اور موٹا مانتا ہے مین اور بعض

ایسے ہی ہیں جو سات ہزار سے لیکر بارہ ہزار فینٹ تک سمندر کی سطح سے اونچے ہیں دریائے ستلج ملک
 میں شرق سے غرب کو بہتا ہے اور اسکے اتر اس کے کی بستے گو باد و حصہ زمین یہ ملک منقسم ہو گیا شمال کی طرف
 کا جو حصہ ہے اوسکو کنا اور جنوبی حصہ کو بہرہ لوتے ہیں کنا و سکے ملک میں بہت کانیں کچی تانبے کی
 دریافت ہوئی ہیں لوہا اوس پہاڑ سے کثرت کے ساتھ نکلتا ہے اس طرح کہ کچھ تو لوہے کے پتھر تو ہیں
 اور کچھ سے کھارے نکلتا ہے اور کچھ لوہا مقام نامہ اور شیل کے جو جنوبی و مغربی حد پر اس علاقہ کے آباد
 ہیں بکایا جاتا ہے اور کارخانے اسکے جاری ہیں یہ لوہا کچی کی طرح نکلتا ہے کیونکہ اوس میں رنگ
 بہت ہوتی ہے کانیں یہاں جو کھودی جاتی ہیں اونکی شکل بطور زینہ وار مکان کے ہوتی ہے اور
 اوسے آدمی شیل تک پہاڑ کے اندر چلے جاتی ہیں پہلے اوس کے لوتے کو چٹریکے کو لون سے تانے
 اور کوٹ کو درست کرتے ہیں اس طرح کے جلاتے ہیں وہ اصل میں دو تہائی جگہ ایک تہائی جگہ
 ان سب کانوں میں سے شیل کی کان کا لوہا بہت چاہا جاتا ہے اور عمدہ عمدہ ہتھیار اوس سے بنائے
 جاتے ہیں کچھ لوہا جب کان سے نکالا جاتا ہے تو سو ٹکڑے میں سے تیس یا چالیس یا پچاس ٹکڑے
 ایسے نکلتے ہیں باقیے ناکارہ ہنکے بنے کے لائق ہوتا ہے اب وہوا اس ملک کی مختلف قسم کی ہے اور
 جھدر ملک کی شب و فراز و خشکی و تری میں فرق ہے اس قدر آب ہو امین لغات ہو رام پور
 مقام کی زمین میں ہزار دو سو ساٹھ فینٹ سمندر کی سطح سے اونچی ہے اور اس علاقہ کے جنوبی حد
 لیکر اون پہاڑوں تک کہ جہاں سب کثرت ریت کے آج تک بنی آدم کا گدہ زمین ہو ا طرح طرح کے
 موسیروں اور آب و ہوا بدلتی رہتی ہیں نہایت موافق و دلپذیر آب و ہوا مقام جو آراہو یا سہی
 گرائی کی ہے جو قریب چار ہزار آٹھ فینٹ کے بلند و نہایت سرسبز و سیراب و زرخیز علاقہ ہے پیدوار
 اس علاقہ کی ستلج کے کنارے رام پور کے مقام سے لیکر علاقہ سرحد تک جا سجا مختلف ہے رام پور کے
 مقام پر پانیوں کے جنگل اور میوہ دار ہر ایک قسم کے درخت کثرت میں اور بر فانی پہاڑوں پر گہاڑ
 ہی پر پانی ہو ستلج کے کنارے بندی اسکی سطح کے چار ہزار سے لیکر پانچ ہزار فینٹ تک پہنچتا ہے اور جھدر پور
 کے پربتے جاتے ہیں ہندوستانی قسم کی درخت غائب ہوتے جاتے ہیں اور پورے درخت و نباتات و پھول کثرت
 نظر آتے ہیں و چٹرو و دودار و زیتون وغیرہ پہاڑی درختوں کی بہ کثرت ہے کہ تمام پہاڑ سرسبز باغ
 کے طرح دکھائی دیتے ہیں اس پہاڑ میں چائے کی پیدائش اور تجارت بہت ہوتی ہے چائے کی درخت
 دریائے ستلج و دریائے لہی کے کنارے جو پنجو کے پہاڑ کے اندر ہے کثرت ہوتی ہے و دشمن کی چائے
 کالی و سنیر یہاں ہوتی ہے جو چین کی چائے سے مشابہت تمام رکھتی ہے قریب ایک سو من سالانہ کی چائے نکلتی ہے

سے سوداگر لوگ شہر لے کر اس سلطنت کے لداخ کو لے جاتے ہیں اور وہاں اس ملک کی چائے کے سوا
 دوسرے کی چائے کی کچھ قدر نہیں ہے اور یہاں عرب غرابو دلمند غنی سب چائے کا استعمال کرتے ہیں
 کناور کے علاقہ میں انگور کی بہ کثرت ہے کہ لاکھوں من خشک اور سکی پیدائش کی قدر اور بہ تازہ گوشت
 جس قدر کھانے سے بچ رہتا ہے اس کے دھیر دن کے دھیر خشک کر رکھتے ہیں اس کی سوداگری
 ہوتی ہے اور شراب کھواتی جاتی ہیں برسات اور چارے کے موسم میں وہی خشک انگور انکی
 غذا ہوتا ہے چارے میں کٹھن خشک ایک دو پیکانہ یا پیکانہ سیر کھاتے اور بڑا انگور تھیں یا پیکانہ
 فروخت ہوتا ہے اس علاقہ میں اٹھارہ قسم کی انگور نہایت عمدہ اور رس دار پیدا رہتے ہیں۔
 عادات اور خصلتیں بھی مختلف ہیں اور جیسے کہ یہ ملک فشب سے فراز کو جاتا ہے عادات بھی بدلتی ہوئی
 چلی جاتی ہیں کناور کے ملک کے باشندے دھندلے اور دھندلے کش و دانت دار وہاں ٹواڑ
 اور جب گوشت کھانوں کی فوج نے اونپر حملہ کیا تو انہوں نے اطاعت نہ کی اور بڑی بہادری سے انکا
 مقابلہ کر کے انکو شکست دی اور بہر کارا جو بہر سے پہاگ کر انکی پائیں جا کر پناہ گزین ہوا اسکو
 انہوں نے پناہ دی دریاؤں کے بل توڑ دئے راستہ اور دوری روک لئے غرض کہ گوشت کھانوں
 اپنے علاقہ میں داخل ہونے نہ یا آخر سب بات پر فیصلہ ہوا کہ یہ سالار گوشت کھانے سات ہزار پانچ
 سو پیکانہ سالانہ ان سے لینا کر کے ان کے مقابلہ سے باز آیا اس علاقہ کی عورتاں زیور پہننے کی بہت شائق
 ہیں اگرچہ خوبصورتی و خوش خلقی اس پہاڑ میں بہت ہے مگر غیرت برابری نام سے نہیں ایک عورت
 کے پانچ چھ خاوند ہونا یہاں عام رواج ہے اور جو شخص ایک گھر میں پانچ چھ مرد ہوتے ہیں وہ
 ایک ہی عورت کو قیامت خرید کر شادی کر لیتے ہیں اور وہ سب کی ایک عورت کہلاتی ہے اور سب
 مرد بہت نبوت اس سے حاجت روائی کرتے ہیں امرائے یہاں ایک عورت ایک مرد کی ماں
 ہی ہوتی ہے مگر شاذ و نادر عورت کے بیٹے و شریک بڑا گھوڑوں اور بیلوں کی طرح ہوتی ہیں اور
 قیمت عورت کی خوبصورتی پر بڑا ہائی جاتی ہے جو کوئی بڑا بھائی یا تھاپا بڑا بھائی یا تھاپا بڑا بھائی
 کہ سرکار انگریزی کی سخت مخالفت ہے مگر درپردہ وہی حال ہے بہت سی خاوند والی عورتیں جو اولاد
 ہوتی ہیں اسکا باپ ہی کہلاتا ہے جبکی نسبت عورت کہہ دیوے کہ یہ فلاں نے خاوند کے تخم میں سے ہے
 علاوہ اسکے جس باپ کے ساتھ بیٹے کے فال و خط سلاطین ہوں وہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں کے بیٹے کا
 اس علاقہ کے جنوبی حصہ میں اجوت اور برہمن ہندو مذہب کے رہتے ہیں اور بکری بھیڑیوں اور بھیلوں کا
 گوشت کھانے اور شراب پینے میں سرکار کی علماء اسی سے پہلے عبادت گاہوں پر جا کر

دیوی دیوتا کے روبرو یہ انسان کی قربانیاں کرتے تھے خاوند کے ساتھ عورات بہت سی ہوتی
 تھیں اس قدر کہ ایک مرتبہ ہانکارا جہ جو مر گیا تو تیس آدمی جن سے بارہ عورتیں اور بیس مرد اس کے
 ویراؤ امراتے راجہ کے ساتھ آگ میں جل کر مر گئے مگر جس ملک سرکاس کے زیر اطاعت آتا ہے یہ
 و امیرت میں بالکل ہر قوت ہو گئی تھیں جن جنوبی حصہ کے لوگ گنیش اور کالی دیوی کی پوجا کرتے ہیں
 اور ہندو کہلاتے ہیں اور شمالی حصہ کے ملک علاقہ کنارہ میں ہندو ہندو آدھی شاذ و نادر ہے جس کے
 سبب بدھ لاسہ مذہب کے لوگ ہیں اور دیوی اخیر حصہ شمالی ملک کی تبتی ہے اور وری کے ملک میں
 ہندوستانی دیو پاری ملی ہوئی ہوئی ہوئی جاتی ہے اور شہر کے راجہ ہندو سنگھ کو بعد نکالنے فوج گورکھپور
 کے پیر تاج بخشی کی پیلا راجہ شہنشاہ میں مر گیا تو سب اسکے کہ لڑکا اسکا خور و سال تھا سرکار خور و اسکی
 سر پرست ہوئی اور اسی ریاست کے امرا و وزیر کی ہفت بھرتی انتظام ملک کا کیا اس ریاست کی فوج
 کوئی باقاعدہ نہیں ہے سپاہیوں کے پاس ایک طرح کے ہتھیار نہیں ہوتے کسی کے پاس صندوق توڑ
 اور کسی کے پاس تلوار کسی کے پاس نیزہ کسی کے پاس تھوکا کسی کے پاس تیر کسی کے پاس شمشیر کسی کا
 کسی کا چوٹا کسی کے ہاتھ میں لکڑی کسی کے ہاتھ میں سوٹا سپر کارا جہ گورکھپور کی لڑائی کے وقت
 جب سرکار انگریزی کا وارہ کو آیا تو اس کے پاس تین ہزار فوج تھی جس میں سے ایک ہزار سپاہی کپڑے
 توڑے اور ہندو تین تین اور باقی کے پاس طرح طرح کے ہتھیار تھے خراج علاقہ سپر کارا جہ گورکھپور کو
 دیا جاتا تھا اتنی ہزار روپیہ تھا اب بڑی بیماری آمدنی ہے کل آمدنی میں سے پندرہ ہزار روپیہ سرکار
 انگریزی لیتی تھی کل آمدنی اس راجہ کو سالانہ بابت محاصل کارخانجات پارچہ بافی و کپڑے بافی و آمدنی
 کان لیسے آہن وغیرہ و آمدنی زراعت و خراج ملک پندرہ لاکھ روپیہ تھا اور آبادی اس علاقہ
 کی قریب دو لاکھ آدمی کے ہے پہلی ریاست کوٹ گڑھ و کارنہ میں اس راجہ کے ماتحت تھیں مگر جب انگریز
 حکم ہو اس وقت وہ ریاستیں غاصبہ ہو گئیں اور قلعہ رام گڑھ و سلووان و دوار تو دیاگی و گورن گول
 اور کئی پاس ہے علاقہ کشاور پر سپر کی ریاست کے متعلق یہ ایک پہاڑی علاقہ ہے اس کے شمال کو
 پستی کا پہاڑ شرق کو چینی تاتار جنوب کو اضلاع جو آ رہ و دوسو اضلاع متعلقہ سپر مغرب میں علاقہ ریاست
 کلہو ہے یہ علاقہ جنوب مغرب سے شمال شرق کو تیریل لمبا اور چالیس میل چوڑا کل سطح و ہزار ایک میل
 مربع ہے یہ ملک بہت بلند و ناہموار ہے اور مختلف صورت کی بھیاں قطار میں اور بلند پہاڑ اس میں واقع
 ہیں جس کے اندر سبیل و ریشمال شرقی سے جنوب مغرب کو ہوتا ہے اور یعنی تاتار کے حد سے مشرق کے فاصلہ پر
 و ریاست متعلق اس علاقہ کے ۵۰ روپے اندر نکلتا ہے مگر ستائیس کے کنارہ وین پر اس ملک میں کچھ آبادی نہیں ہے

نہیں ہوتی بسبب اس کے کہ کنارے ستلج کے بہت ڈیلو ہیں اور بلند ہیں اس علاقہ کے اندر جیسے کہ دریا کا گزرتا
 طرف سے دریا سے ستلج میں اگر شامل ہوتے ہیں یہ ہیں اول دریا سے لی جبکہ دریا سے پستی ہی کہتے ہیں
 دوسرا دریا سے دارنگ تھیں پور چوتھا دریا گزنگ یا سخوان دریا سے ملن چھٹا دریا سے ڈالہ
 اور بائیں کنارے کھنڈ سے دریا سے جو وٹھنڈ ڈنگ وٹھا چار دریا سے ستلج میں اگر گزرتے ہیں
 بلند ہی اس ملک کی ستلج کے سطح سے دس ہزار فٹ کی ہے آپ ہوا اس ملک کی گرم موسم میں بقیہ تمام
 حصہ ستلج کے گھاٹیوں کے گرم و بعض موقوف پرست سخت گرم اس باعث سے ہے کہ آفتاب کی کرنیں
 سامنے کے اونچے پہاڑوں پر پڑتی ہیں اور ہوا اونگی گرم ہونے سے گرم ہو جاتی ہے خصوصاً مقام
 چینی جو آٹھ ہزار فٹ سے بھی زیادہ بلند ہے گرمی زیادہ ہوتی ہے انگوڑا اس علاقہ کی بہت افضل
 ہوتی ہیں اور ان کا دھن کا لکڑ جو پیا جاسے تو انگوڑی شراب کے طبع مستی دیتا ہے جنوبی یا شمالی حصہ
 کوہ کنا درمیں برسات بہت ہوتی ہے باقی کے حصہ میں برسات کم ہے اور زراعتوں کو پانی نہ ہوتا
 دیا جاتا ہے شمالی حصہ میں برسات کثرت سے ہوتی ہے بلکہ اس قدر کہ گانوں کے گانوں پر نہ کہنے دیتا ہے
 میں شکل و صورت یہاں کے لوگوں کی کوہ تان کے آدمیوں سے مشابہت رکھتی ہے رنگت کے سیاہ
 اور پوشش بھی انکی ناہان ہے مگر بلند قد و طاقت ور و بہادر و حلیم طبع و مہمان نواز ہوتی ہیں
 گو کہ انکی پویش کے وقت اونہوں نے ان کا مقابلہ کر کے اپنے علاقہ میں آنے نہ دیا اور اپنے راجہ کی پیشانی
 کی ایک عورت کے چند خاوند کا ہونا یہاں رواج عام ہے اور شمالی حصہ میں اسکے جہان کے چند ان
 کسی جاگم کا دخل نہیں ہے بدعاشی و زنا بہت رائج ہے مرد اس پہاڑ کے غیرت عورت کی نہیں رکھتے
 کنا در کے جنوبی حصہ کے لوگوں کا مذہب ہندو برہمنی ہے اور شمالی طرف کے لوگوں کا مذہب بڑے وسط کے ملک
 اور مذہب و جہاں پر اس ملک میں نقل مکانی بہت رائج ہے ایک مقام پر ہمیشہ لوگ کم رہتے ہیں اور ایک ہندو راجہ
 ان کا لاشان ہمہ کالی دیوی کا یہاں بنا ہوا ہے جہاں پہاڑ آدمیوں کی قربانی ہوا کرتی تھی یہ لوگ گامی
 بہت ادب کرتے ہیں اور ذاتوں کا امتیاز بھی البتہ ہوتا ہے اور سوائے ہندو و لاما مذہب کے اور کسی
 مذہب کا آدمی یہاں یا یہاں نہ جاتا اور مقام ہنگرم جو اس ملک کے شمالی حد پر ہے دھان حاصل کرتا ہے
 رائج ہے اس ملک میں پاشخ زبا میں بولی جاتی ہیں شمالی ملک میں تبتی و کنا در کی جنوب میں ہندوستانی
 و پہاڑی ملی ہوئی وغیرہ اس کے علاقہ میں نو ہزار آٹھ سو پچاس آدمی کے قریب آبادی بحساب فی میل
 عظیم پاشخ آدمی کے ہے اور قبضہ سنگم و کانم اسپین بڑے شہر مشہور ہیں جو کہیں دور دورہ شہر کے
 ریاست کے مشعلیہ ایک پہاڑی درہ شمال مشرقی حد کوہ کنا در پر واقع ہے یہ پہاڑ ملک چینی

اور اس ملک میں گویا حد فاصل شمار ہوتا ہے زمین اس پہاڑ کی سرخ اور طرفین اس کے ڈیلوین میں اور
 پہاڑ میں سے کلی کا پتھر و جو نہ با فراط نکلتا ہے بعض بعض مقامات سے اور اور شہر کے پتھر میں نکلتے ہیں
 اس مقام پر چین والوں کی سلطنت کی سرحد پر ایک برج بطور قلعہ بنا ہوا ہے اور چین کے پتھر بھی وہاں کی
 رہتی ہیں بلندی اس کی سمت کی سطح سے پندرہ ہزار سات سو چھین فٹ ہے جس کی بلندی کی ریاست کو متعلق
 یہ ایک قبیلہ دریائے تلج کے دہشے کنارے ایک بلند پہاڑ کے اندر آباد ہے شگاف میں پہاڑ کے بہت
 صاف اور پیا عت تیزی برف کے پتے ہوتے ہیں سردی کی موسم میں یہاں ٹپسے ٹپسے ٹپسے ٹپسے
 کے پہاڑ کے اوپر سے گرتے ہیں سطح اس پہاڑ کا رنگی اور پتھر ہلا ہے دریائے کنارے زمین اس قبیلہ کی
 رز خیز آباد ہے اور چین طرح طرح کے غلہ پیدا ہوتے ہیں اور شہر شہر کے میوہ دار درختوں کے باغ جموت
 سطح سمندر سے بلندی اس کی آٹھ ہزار نو سو پانچ فٹ ہے شگاف شہر کی ریاست اور علاقہ کنادر کے متعلق
 یہ ایک قبیلہ بلند پہاڑ کی ڈیلوین گھاٹی ایک دریائے کنارے آباد و گار دریائے تلج کا ہے ایک
 میل کے فاصلہ پر آباد ہے اس کی آبادی کا مقام ڈیلوین و پتھر ہلا اور راضی اس کے متعلق کی مہوار
 رز خیز ہے اس کی آبادی کے تمام گہر نشیب کی طرف بلندی کو آباد ہوتے ہیں گہرے گہرے ہیں اور ایسا دور
 معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک گہرے دوسرے کے اوپر بنا ہوا ہے قبیلہ کے اندر رہتی آڑ و وسیع انگور و آکھ
 وغیرہ و جنت میوہ دار بہت ہیں و رہا ہر کی زمین میں ہی زراعت ہر ایک شہر کی غلہ کی بڑی اعلیٰ
 ہوتی ہے اور بسبب کے کہ ندی اوس زمین کے اندر سے گزرتی ہے زمین یہاں کی بہت ناک رہتی ہے
 خشکی کا یہاں کے زمینداروں کو کچھ خوف نہیں ہوتا اس شہر کے رہنے والوں کا مذہب بدھ لائے
 اور ایک بڑا مالیشان و قدیمی مندر لائے مذہب والوں کا یہ تھاگاہ بنا ہوا ہے مندر کے اندر پرانا
 کتب خانہ بڑا باری رکھا ہے اور اس میں کتابیں ہر ایک انت اور دہرم کی موجود ہیں ایک لغت کی کتاب
 بہت بڑی ہے جسکی دو سو چھپن جلدیں ہیں اس کتاب میں جس جس لغت کا بیان کیا گیا ہے ساتھ اس کے
 و خاصیت و مقام سدایش وغیرہ اس ضروری بیان ہوئی ہیں اور ایک دوسری کتاب تصوف
 کے علم کی زبان تہی سو جلد میں لکھی ہوئی ہے جس تمام کتاب میں سو اسے علم تصوف و رموز باطنی
 و عالم ارواح کے اور کچھ نہیں ہے فقرا اور تارک الدنیا و طالبان مولیٰ کے واسطے پڑھنا اور سکھ
 اکبر اعظم ہے پہلی لغت کی کتاب سنسکرت کی زبان کا ترجمہ ہے اور شریا و سکی بطور حروف تہجی
 کے ہے اور یہ بڑی و نو کتابیں لکھی گئی ہیں حروف سے چھپی ہوئی ہیں باقی اور کتابیں
 چھوٹی بڑی کچھ شمار نہیں ہے یہ شہر کا نام گویا علاقہ کنادر میں معدن علم و دہرم ہے اور یہاں کے

سب پہاڑ کے لاموں سے افضل و ادا و ہین لامہ دیوتا بدھ مذہب والوں میں پرمیشوا یا گورو کو کہتے ہیں
 اگرچہ اس پہاڑ میں لائے بکثرت ہیں لیکن اصلی لامہ وہ ہوتا ہے جسکو لداخ کے ملک کا لامہ پند کے سند
 لکھنے والے پوشاک کا نام کے پڑے لامہ کی رو سے کشتک کے پادریوں کی سی ہوتی ہے خصوصاً چونکہ
 تو اوپر پہنچ کر زکا پہنچتا ہے جب یہ لوگ لامہ کے پاس عبادت کو مہتری ہیں تو لامہ خود گھنٹہ ہاتھ میں لے کر
 کر سجا ہوا شروع کرتا ہے اور حاضرین کے ہاتھوں میں سے کسی کے ہاتھ میں ڈھولکی اور کسی ساؤنگلی اور
 کسی جلاجل وغیرہ ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ سرتار کے ساتھ سجاتے ہیں اور زبان سے بھی کچھ بولتے
 جاتے ہیں پھر پوری دیر کے بعد لامہ خود ادا ٹھہر کر اور اس کے پڑے کرنا چنے لگتا ہے اور سب حاضرین بھی
 اس وقت میں اس کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کچھ دیر تک سراج کر لیں کر دیتے ہیں یہ لوگ سر پہ لہان
 ڈھیان اور گلے میں لہنی چولی یعنی کرتی پہنتی ہیں اور پستیش کے وقت محفل کے اندر ایک پیالہ پانی کا اور
 ایک پیٹی روٹی رکھی ہوتی ہے بعد ازاں رسمیات پرستش کے لامہ ادا ٹھہر کر اس پانی کو پیا کر خود
 پی لیا اور اس روٹی کو آگ میں جو اوس وقت روشن ہوتی ہے ڈال دیتا ہے اور سب کو حفت کر دیتا ہے اوس وقت سب کے
 یقین ہو جاتا ہے کہ ہماری عبادت خدا کے جناب میں قبول ہوئی اور ہر ایک کام میں ہماری مشکافتہ
 علمیں اسی کا نام کا جاگیردار و مالک بہر کے راجہ کا ہم جہی ہے اوسی کی بیان حکومت ہوا وہ اسکی بی
 میں سے کچھ تو راجہ کو دیتا ہے اور باقی خود کہتا ہے تجارت اس شہر میں بہت ہوتی ہے اور سوداگری
 مال کے محصول لینے کے واسطے یہاں ایک مکان علیحدہ بنا ہوا ہے اور شہر کی آبادی روز بروز ترقی پر
 ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو چھیانوین فیٹ ہے ورہ کیو پو بہر کے ریاست اور
 کنا ور کے علاقہ میں یہ ایک درہ اوس پہاڑ پر ہے جسکے اندر سے دریا کے تغلر نکلتا ہے یہ درہ کوہ موجو
 اور تغلر کی گھاٹی کے درمیان آکر دو ٹوکوں میں سے جدا کرتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تیر ہزار
 چار سو چھین فیٹ ہے ورہ کیو کوہ شنگ بہر کی ریاست اور کنا ور کے علاقہ میں یہ ایک درہ
 شمال مشرقی پہاڑوں علاقہ کنا ور میں ہے اسکے اور چینی تار کے علاقہ میں کچھ بہت فاصلہ نہیں ہے
 مگر بس بربت اور سختی موسم کے لوگ یہاں رہ نہیں سکتی گرمی کے موسم اور برسات کے ابتدا میں یہ درہ
 البتہ بربت ہی صاف ہو جاتا ہے اور آمد و رفت ہونے لگتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے اٹھارہ ہزار
 تین سو تیرہ فیٹ ہے ورہ کیو کوہ شنگ بہر کی ریاست میں یہ ایک درہ اور فرد و گاہ مسافرین
 کے شمال مشرقی بلندی گھاٹی کوہ چنگ میں ہے یہ درہ سیا کی گھاٹی کوہ شنگ کے گھاٹی سے علیحدہ کرتا ہے
 اس مقام پر نباتات و درخت و گل و پھول قسم قسم کے ہیں اور مسافر خانہ دہنے کنا ور سے دریائے ننگل

پربا ہوتا ہے جو ایک تیز و دو پایا باندی یہاں گذر کر اور چند میل نیچے جا کر دریا سے تنگہ میں پہنچتی
 ہندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار چار سو ستاون فٹ ہے کہ اس کا حساب سیر کی ریت
 میں یہ ایک قبضہ کنار کے علاقہ میں تنجیم کے بائیں کنارے پر ہمارے دن کے بلند چوٹیوں میں آباد ہے
 سرسبز و شادابی و شگفتگی ہو یوں کی یہاں استفادہ ہے کہ اوسٹریڈ کیٹے سے ہشت کی سرسبز میں
 یاد آتی ہے باغی و جنگلی انگور و نان بہت ہوتے ہیں ہندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار فٹ میں
 دس فٹ ہے کہ اس کی سیر کی ریاست میں یہ ایک قبضہ بند گھاٹی پار کی دریا پر ایک میل پار کے
 دسے کنار اوس شکر پر چوہا ٹو سے برید اورہ کو جاتی ہے جس میں میل برید اس کے جنوب مغرب کھیلن
 آباد ہے اسکے گردے کا ملک بہت صاف و سرسبز و سایہ دار و کاشت شدہ ہے ہزاروں سوہوہ
 درخت اور سایہ دار و مان موجود ہیں اور ہزار ندیاں اور بانی کے چشمے ہمارے دن سے نکلتے اس علاقہ
 میں جتے اور سیراب کرتے ہیں ہندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار چار سو فٹ ہے کہ اس کا درہ
 سیر کے علاقہ میں یہ ایک درہ ہمارے قطاروں کو ہمالہ کنار کے جنوبی حد پر واقع ہے اس علاقہ
 تک سب برف کے یہ درہ بند رہتا ہے صرف ماہ مئی و جون و جولائی میں کھلتا ہے گشت کے یہ
 عین ہر برف کا برسا شروع ہو جاتا ہے اور برف اس کثرت کے ساتھ برستی ہے کہ ہمارے اورادر
 ہمارے برف کے چم جاتے ہیں ناگہان برف کے برسنے کے سبب اکثر اوقات جانور کا نقصان ہی ہو جاتا ہے
 بعد جولائی کے اس درہ کے راستے سے آمد و رفت مسافروں کی کم ہوتی ہے گشت اور مارچ کے مہینوں
 برف اس ہمارے بہت نرم ہوتی ہے اگر آدمی اوس پر سخت جا کر پاؤں رکھتا ہے تو سرنگا و مہین کہیں کہیں
 ہندی اس درہ کی سیر کے سطح سے بندہ ہزار فٹ ہے اور ایک چوٹی ہمارے اس درہ سے جنوب مغرب
 کے طرف دوسل کے فاصلہ پر ہے اوسکی ہندی اونس ہزار چار سو اکیاسی فٹ سمندر کے سطح سے ہے
 ہنگر م یا تنگہ کہ ایک علاقہ سیر کے ریاست کا کنار کے ہمارے اوسے بلندیوں پر
 ہے اسکے جنوب مغرب کو بلند قطار میں اسی نام کے ہمارے ہیں جہیں صرف کلی کے پتھر اور ٹی ملی ہوئی ہے
 شمال و شرق کے طرف اسکے کو داخ اور چنی تار کے حدود واقع ہیں اور اسی نام کا ایک ہمارے
 درہ ہی اس ہمارے اندر ہے جو اس ہمارے جنوب مغربی حد پر ہے اور جو شکر کہ اس درہ کے جنوب
 مغرب کے طرف ہے وہ ایک ہمارے کے غار کے اندر سے ہوتی ہوئی نکلتی ہے اوس شکر کے دو طرف نیچے
 فران میدان نظر آتے ہیں نیچے جنوب کی طرف کو کنار کا علاقہ نظر آتا ہے اور شمال کے طرف چنی تار کے
 میدان دکھائے دیتی ہیں جنوب کی طرف اسکے پاس سوسے چوٹے قسم کے جنگلی جاڑوں کے اور کوئی

درخت نہیں ہے اور شمال کی طرف سینکڑوں گز تک اونچے برف جی ہوئی نظر آتی ہے اور جب ہنگامہ
 کے درہ کی بلند چوٹی پر چڑھ کر دیکھیں تو سوائے کالے اور خشک پہاڑوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا
 صرف کہیں کہیں بید کے کم قامت لکڑی دکھائی دیتی ہے اور چوٹیاں پہاڑوں کی ایسی اونچے نظر آتی
 ہیں کہ دیکھنے سے دہشت معلوم ہوتی ہے جنوب کی سمت کو اس درہ کے کچھ دور منہم کنا ور ہے وہ
 سرسبز علاقہ اور کاشت شدہ ہے اور زراعت میں دیوانوں پر ایک ایک دوسرے سے اونچے
 اور نیچے سرسبز ہیں خوشنما معلوم ہوتے ہیں درخت چھتر کے ہی دھان بہت ہیں گرمی کے موسم میں اگر
 اس درہ کے پہاڑ پر برف نہیں ہوتی تو گرمی کی طرح لگتی ہے کہ دھان جا کر اگر آدمی کچھ دیر بھری
 تو بدن میں ہوتا ہے اور تھپ تھپ پاؤں حرکت نہیں کرتے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹھ سو
 فیٹ ہے لہذا وہ درہ بہرہ بہرہ کے ریاست کنا ور کے علاقہ میں اون پہاڑوں کے قطار میں
 واقع ہے شمال سے جنوب کو جاتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سات فیٹ ہے
 اور یہ درہ اور پہاڑ چینی تاتار کی سلطنت اور انگریزی سلطنت کے اندر حد فاصل شمار ہوتا ہے
 کوئی شہر کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ بائیں کنارے دریائے پار کے دریائے چیل کے فاصلہ
 آباد ہیں طرف اس کے تھوڑے تھوڑے اونچے پہاڑ ہیں اور ایک طرف تو جھڑی دریا بہتا ہے راستہ
 اسکا کوہلو ہے یہاں دریائے اوپر لکڑی کا پل بنایا ہوا ہے جو سطح سمندر سے پانچ ہزار نو سو فیٹ
 اونچا ہے کوہلو چالی شہر کے ریاست میں یہ گانو اس شہر پر جو کہ سیوری ہو گئیں درہ
 کوہلو سے چودہ میل جنوب کی طرف گئیں درہ کے آباد ہے پاس اس کے دریائے چیل میں بہتا ہے وہ دریائے
 گہری اور شیر وند ہے اور لکڑی کا پل اس دریا پر بنایا ہے فیٹ لمبا بنایا ہوا ہے اور اس میں کل
 چالیس گہرا آباد ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار سات سو نوے فیٹ ہے گہری قصبہ بہر
 کے ریاست میں کنا ور کے متصل ہے کنارے دریائے تھوڑے کچھ آباد ہے گرمی کے موسم میں یہاں دریا
 ٹپنی ٹپنی سے چلتا ہے ایسا کہ جو چیز دریا میں ہو ہا کر لیا جاتا ہے اور بس اس کے دریا میں شہر بہت ہیں
 تھوڑے کے وقت اسکا کافی بہت شہر تھوڑے تھوڑے دریائے اوپر لکڑی کا پل بنایا ہوا ہے اور بلندی
 اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار سات سو تالیس فیٹ ہے قلعہ گئیں بہر کی ریاست میں
 یہ ایک قلعہ ہے کنارے ایک دریائے جو بدو گار دریا پار کا ہے بنا ہوا ہے اور قلعہ کے پاس ایک
 قصبہ سونہ عمارت کا بارونق بنی ہے بازار اسکا آباد و کشادہ و تجارت گرمی کا ملک سرسبز و شاداب
 قصبہ کے متصل ایک لوہے کی کان ہے جس سے نہایت عمدہ ٹونا نکلتا ہے اور قصبہ کے ٹوہے کے کچھ

گوکارخانہ بنی بن کثرت سے لوٹا پکایا جاتا ہے سو اگر سی او سکی دور دور تک ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ہزار
 اٹھ سو پچتر فٹ ہے **قلعہ کشمیر** بہر کی ریاست میں حصہ گانہ ایک چوٹے سے قلعہ کے متعلق علاقہ کنار کے آباد ہے
 آبادی اسکی ایک ہزار کے اور دہتر کنار سے دریائے ستلج کے واقعہ میں گری کے علاقہ اسکا انگور کی باغوں سے محیط ہے اور
 انگور کثرت سے پیدا ہوتا ہے **قلعہ لہرنگ** بہر کی ریاست کے متعلق ایک قصبہ ہے کنار سے دریائے ستلج کے حوالے
 دریاہ دگارتلیم کا ہے آبادی یہاں ایک قلعہ مربع شکل کا پختہ بنا ہوا ہے جسکی دیواریں چالیس فٹ بلندی ہیں
 بہر کے راجہ کی فوج رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو چالیس فٹ ہے لہو بہر کی ریاست اور
 کنار کے علاقہ میں یہ قصبہ اچھوٹی سی پہاڑی اور دہتر کنار سے اور مقام سر جہان دریا کی ایک باریکی سے
 شامل ہوتا ہے آبادی دریا کی ایک تیز رود و مار مغرب کے سمت اگر اس مقام پر دریائے ستلج سے شامل
 ہوتا ہے مشرق کے طرف ایک ایک قلعہ ساٹھ فٹ اونچی ایک ٹلے کے اوپر بنا ہوا ہے گراں ہمار ہو گیا ہے
 آبادی اس گانہ کی تاناری خاندان کے آدمیوں کے ہے جو لامہ مذہب کے تھے بن سطح اس دریا کا اس مقام پر
 نو ہزار فٹ اور گانہ کی آبادی کا مقام نو ہزار فٹ سو باٹھ فٹ سمندر کے سطح سے بلندی ہے اس علاقہ
 میں دریائے سندھ و دریائے ستلج اپنے چشموں سے پہاڑوں کے اندر راستہ لیتے ہوئے آتی ہیں اور تیز
 تیز روی اور گہرائی سے چلتی ہیں اور دو سو شتر فٹ تک اونکا چوڑاں ہے لہو بہر کی ریاست علاقہ
 کنار میں یہ ایک قصبہ ہے کنار سے دریائے ستلج کے آباد ہے اور قریب چار میل کے اس گانہ کے
 نیچے بہر دریا دریائے ستلج میں جا گرتا ہے بلندی اس گانہ کی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار سات سو فٹ
 ہے **لوہیا دور** بہر کی ریاست کے متعلق یہ ایک درہ اوس پہاڑ میں جو بہر کے جنوبی و شمالی
 علاقہ کے درمیان بطور حد فاصل کے ٹیل ہے واقع ہے اس درہ کے پاس پاس ماورہی میں درے
 کو ہی ہیں جو ایک ہی محل کے اندر جاری ہیں بلندی انکی سولہ ہزار سے لیکر اسی ہزار فٹ تک ہے ہر
 پہاڑ پر برف بہت رہتی ہے اور سوائے ماہ مئی و جون و جولائی و اگست کے آدمی ان دروں کے
 راستے سے گزر نہیں سکتا **میر و بہر** کی ریاست اور کنار کے علاقہ میں یہ ایک گانہ ہے کنار سے
 دریائے ستلج کے اوس مقام پر کہ جہاں دریائے ستلج کے ساتھ شامل ہوتا ہے آبادی اس مقام پر انگور
 بہت کثرت سے ہے بلکہ اس مقام کو اس پہاڑ میں آخری مقام انگور کی پیدا ہونیکا کہنا چاہیے کہ اس سے آگے چھ
 انگور پیدا نہیں ہوتا **موشی قلعہ** بہر کی ریاست کوہ کنار میں یہ ایک قلعہ دریائے ستلج کے
 کنار کے دلوں میں گہرائی پر گنہ قمر و پر بنا ہوا ہے اس مقام پر ایک بڑی مندوں کی پتھر گاہ اور مہادیو کا
 مندر بنا ہوا ہے جسکو بدیری نا تہہ کہتی ہیں مہادیو کے سر پر آٹھ یا دس پیر سونے کا چتر ہے اور مندر

بڑا عالیشان شہر کی عمارت کا تعمیر ہوا ہے دور دور سے ہندو لوگ اس مندر کے پرستش کو آتے ہیں اور
پرستش اسکی موجب نجات کا سمجھتے ہیں ہر شام سبھی کی ریاست علاقہ کنار میں ایک قبضہ تلج کے
باہن کنار سے اوس مقام پر کہ بیان دریا سے تھنگ تلج کے ساتھ تلج آباد ہے آبادی اسکی ایک ہوا
سلم میں ہے اور قین طرف اس کے بلند پہاڑ ہیں اور مغرب کی طرف سے جدید دریا جلتا ہے کہلا ہوا ہے بیان
ایک شہر تلج گنیر خوشنما عمارت کا بنا ہوا ہے اوس میں فوج راجہ کی رہتی ہے ہندی اسکی سمندر کی سطح
تھنگ ہزار پان سو فٹ کے ہے قلعہ مست لڑہ یہ ایک قلعہ بہر کے علاقہ کے متعلق اوس پہاڑ
کے اوپر بنا ہوا ہے جبکی ابتدا امرال کٹدی کے شمال کی طرف سے ملتی ہے سطح اسکا اوج سے شیب کی طرف
ساڑھے تین میل ڈھلوان شرت کے مقام تلج کے باہن کنار سے تھنگ ہی ملندی اس قلعہ کی سمندر کے
سطح سے چھ ہزار فٹ ہو سرکار کی فوجی سے پہلے اس علاقہ میں گورکھ فوج رہتی تھی جگہ اوپر سرکار نے
پور ش کر کے اونکو قلعہ سے نکالا تھا تھنگ بہر کے ریاست ضلع کنار میں یہ ایک گاؤں ہے بڑا گاؤں کوہ خیل
کے مغربی سمت اور دریا سے راستی کے باہن کنار سے آبادی اسکی کچی مٹی ہوئی ہے اور
گہروں کے چھتین چوڑی لکڑیوں سے ڈھانکی ہوئی ہیں اس علاقہ میں اس سے زیادہ آبادی کا اور کوئی
گاؤ نہیں ہے بارہ ہزار فٹ سمندر کے سطح سے یہ اونچا ہے مید اور مری یہاں کثرت ہوتی ہے گیہوں بہت
ہوئی جاتی ہے پہاڑ کے اوپر لائے کے رہنے کی جگہ بڑی عالیشان بنی ہوئی ہے اس پہاڑ کا سطح سنگ جراح
کے پتروں سے بھرا ہوا ہے سو اسے ہر ایک شتم کے غلہ کے شغیر یہاں بہت ہوتی ہیں آب دہو یہاں کی
بہت خشک ہو کر بسیرالی ملک کے فصل یہاں بڑی بھاری ہوتی ہے اس گاؤں کے نیچے ایک چوٹی ہے
جیل ہے جو ہمیشہ پر آب رہتی ہے اوس کے چاروں طرف کناروں پر پہاڑی درختوں چٹوڑ توٹی وغیرہ
کی بقدر کثرت ہے کہ اونہی کی لکڑی جلانے میں صرف ہوتی ہے اور وہی عمارتوں کے کام میں لاتی ہیں
ورہ ٹالگوں بہر کی ریاست کنار کے جنوبی حصہ کے پہاڑ میں یہ ایک درہ سب دروں سے
چوٹا ہے ہندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹھ سو اکیانوین فٹ یا سات سو فٹ کوہ برفانی سے
بلند ہے بیان ایک ہندی بھی جکانام ٹالگوں ہندی ہے اسکے شمال مشرق کے طرف بہتی ہے اور دس میل کا
رہستہ ہو کر دریا سے بسا میں جا گرتی ہے تھنگا بہر کی ریاست علاقہ کنار میں باہن کنار دریا
تلج کے یہ ایک گاؤں اوس مقام سے ایک میل جہاں دریا سے پتی اور ایک ڈیر اور یا جو اس کے سامنے
ہوتا ہے اس میں شال ہوتی ہیں آبادی تھوڑے فاصلہ پر اسکے بڑا بھاری جنگل جنگلی درختوں سے پر نظر آتا ہے
اور اسکے شمال ایک ہندی جاری ہے جسکی کناری پر دوسری آبادی موجود ہے اس گاؤں کی علاقہ

گندم جو شلغم کثرت سے ہوتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو پندرہ فٹ ہے **قلعہ**
فوان گدہ یا **فوان** کوٹ سیر کی ریاست میں یہ ایک قلعہ اوس پہاڑ کے قطار کے اوپر
 جو جنوب مشرق کوہ رال کٹھ سے پہلے ہے بنا ہوا ہے گردنواح ایک ہیست ہمارے شکل ہے یہ قلعہ اس
 ریاست میں بہت پختہ اور جنگی مشورہ ہے سرکار کی فتحیابی سے پہلے اس قلعہ میں گورکھ فوج رہتی تھی سرکار
 فوج نے وہاں جا کر ایک طرف مورچہ لگایا اور فتح کیا انہزار گورکھ اندر سے نکلے بلندی اسکی سمندر کے
 سطح سے نو ہزار ایک سو پانچ فٹ ہے **فوان** کا گدہ اس کی ریاست کے علاقہ میں یہ ایک بلندی
 قطار پہاڑوں کی مختلف بلندی کے ہے یہ پہاڑ پہلے جنوب مشرق کے سمت کو چلے اور پھر کے جنوبی شمالی
 علاقہ کے درمیان پہلے کر کوہ ار کی سرحد ریاست پہاڑ تک جا پہنچتا ہے اور شلغم دریا اسکی بنیاد کے اندر
 بہتا ہوا ہے جس کے صید انون کے سمت کو آتا ہے اور ایک طرف اس کے دریائے گری ڈالنے و جٹا ہوا ہے
 اور **وٹھ** **گنگ** اس کی ریاست کے متعلق یہ ایک درہ اوس پہاڑ میں جو جنوبی مد علاقہ کنا در کے
 سمت واقع ہے اسکی بطور درہ کے نظر آتی ہے اور دوسرے پہاڑوں کے درمیان اسکا راستہ
 جاتا ہے یہ درہ کے قریب ان درہ سے بہت مشرق درہ گناس ہے اور پانچ میل یا دہ تر اوسی طرف کو
 درہ کے کل چار ان درہوں میں یہ درہ کی بلندی سمندر کی سطح سے سولہ ہزار پندرہ فٹ ہے
گنگ سیر کی ریاست ضلع کنا در میں یہ ایک گانوا میں کنا در سے دریائے قلعہ کے آباد ہے یہ دریا
 کوہ چنی ناٹا سے نکل کر اور تین دن کا سفر طے کر کر اور کو آتا ہے آبادی اس گانوا کی شمالی بنیاد کوٹنگ
 رگاس پر واقع ہے اور متصل اس کے درہ گنگ ناک کا ہے جس کا سمت بہت ڈھلوان اور درختوں سے پر ہے
 زمین چاق اس آبادی کی زمین سیر ابا در آب و ہوا موافق بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار گھو
 شلغم فٹ ہے اور یہ سیر کی ریاست علاقہ کنا در میں یہ ایک گانوا اور سا فرخانہ وینر کنا در سے دریا
 قلعہ کے آباد ہے اسکی سمت و اس کے کل لاکھ پندرہ گھوٹا ہے اور جٹا گنگا میں اونکی ہی بنی ہوئی ہیں یہ علاقہ تھلا
 نامور اور ماضی میں بہاؤ و نگر غاروں سے بہت پرورن کے سلیں بہت نکلتی ہیں سرسبزی اور درخت پران کہیں
 سوا سے چھوٹے قدر کے درخت اور درختوں کے اور درخت اس پہاڑ میں ہوتے ہیں کنا در کے علاقہ کے اوسط
 ایک چنی ناٹا گنگا ہی پہاڑ کے درختوں کو اخیر کے درخت کہنا چاہئے کیونکہ اس سے اوپر بسبب سبب درخت
 کے کسی پہاڑ کے اور درخت پیدا نہیں ہوتا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار دو سو چالیس فٹ ہے
 یہ درہ **گنگ** سیر کی ریاست ضلع کنا در میں یہ ایک درہ پہاڑ کے کہنے قطار میں ہے جو کہ شلغم
 بائیں کنا در سے چلے کر ضلع نامور اور متعلقہ ناٹا اور سرحد ملک انگریزی تک پہنچتی ہے اس درہ کے شمال کو

ہونے سے فاصلہ پر ایک بڑا ہار باز گول ہے جو دہنے کنارے دریائے ستلج سے ملتا ہے بلندی اس ہار
 کی اپنے نشیب یعنی دریائے ستلج کے دہنے کنارے سے تیرہ ہزار پانسو فٹ اور کل بلندی سمندر کی سطح سے
 بائیس ہزار چار سو اٹھائیس فٹ ہے اور بلندی اس درہ چنگ کی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار پانسو فٹ تھا
 میں آتی ہے اور اسی سہری ریاست ضلع کنا درہ میں یہ ایک گائو بائیں کنارے دریائے ستلج کے
 واقع ہے مقام پر دریائے ستلج ایک سو بیس فٹ چڑھا اور گہرا و ملائم ہو کر بہتا ہے یہ گائو دوسو فٹ
 دریائے ستلج سے چھ سو فٹ کے فاصلے پر ہے اور گہرا و ملائم ہے اس میں متعلقہ ہوا و وزخیز ہے انگو و غیرہ
 سو و جات اوس میں ہوتے ہیں سابق یہاں دریائے ستلج کے اوپر لکڑی کا پل بنایا ہوا تھا اب وہ گر گیا ہے اور
 اور سافر لوگ نذر رہ چکے ہیں اور ہونے کی ترکیب یہ ہے کہ دریائے ستلج کے دونوں طرف دو آدمی لکڑی
 ہو کر رسی بالوں کی ٹہری سے مضبوط ہاتھوں میں لکڑی رکھتے ہیں اور رسی کے درمیان میں ایک ٹہری لکڑی
 بندھی ہوئی ہوتی ہے اس میں لکڑی پر آدمی کو بٹھا کر دریائے ستلج کے دوسروں طرف کا آدمی کو بٹھا جاتا ہے اور اس طرف کا آدمی
 ہتھکڑی سے رسی ہونٹا جاتا ہے اور آدمی سے ہتھکڑی کا تھکا ہوا جلا جاتا ہے جو کہ اوپر کے دریائے ستلج کے دونوں طرف ہوتا ہے
 میں پار اترنے والا آدمی پانی تک پہنچتا ہے اس بلندی اس قصبہ کی سمندر کے سطح سے چھ ہزار فٹ
 سو فٹ کے ہے یہ سہری سہری ریاست ضلع کنا درہ میں یہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریائے ستلج اور
 جنوب مشرقی بنایا ہے اس میں ایک ہار کے قطار کے جو کہ کونگ اور کوہ ملکن کے درمیان ہے اب اس بلندی کی
 سمندر کے سطح سے نو ہزار ایک سو ستائیس فٹ ہے یہ سہری ریاست ضلع کنا درہ میں یہ ایک ہار کی
 چوٹی دریائے ستلج اور ستلج کے درمیان چھ یا سات میل اوسطاً ہے جہاں کہ یہ دونوں دریا اس میں ملتے ہیں
 واقع ہے یہ چوٹی اس ہار کی بائیں ہزار چار سو اٹھائیس فٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اس کے اوپر
 تیرہ ہزار فٹ کی بلندی تک بنائے نظر آتے ہیں اس کے سبزہ ہنسن ہے اور چوٹی کے اوپر کے سطح کے اوپر
 سوائے سنگ جراح کے بڑے بڑے ٹکڑوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا دوسری چوٹی اس ہار کی جو فاصلہ
 دو میل بڑی چوٹی سے ہے بلندی اس کی اوٹیں ہزار چار سو گیارہ فٹ سمندر کے سطح سے ہی وہاں اگر
 برف نہیں رہتی مگر سردی سخت ہے قلعہ راجپوت گڑھ یہ ایک قلعہ نہایت مستحکم دریائے ستلج کے
 بائیں کنارے چالیس گز لینا اور ستر گز اس فٹ اونچی دیوار کا بنا ہوا ہے اس کے فوج کے رہنے کے
 مکانات اور مکینہ زمین کے ذخیرہ کے تھ خانہ ہے اس میں بڑے بڑے تلوین کے چڑھانے کے لئے
 تعمیر ہوئے ہیں مگر پانی کا انتظام قلعہ کے اندر کہ نہیں ہے سو اس کو کہ دریائے ستلج سے چار
 چھ فٹ کے نشیب میں بنایا ہے گو کہ یہ فوج جب انگریزی فوج کے حملہ کے وقت اس میں محصور ہوئی تو انہوں نے

پانی اسیں پہلے سے ہی جمع کر لیا ہوا تھا آخر سرکاری فوج سے تنگ آکر قلعہ چور گئے قلعہ کے نیچے دریا پر پانی لگا لکڑی کا پل بنایا ہوا ہے دریا بہان بہت گہرا پل تاسہ ہے گرد و نواح اسکا بہت زرخیز و سیراب ہے شالی پوتہ وغیرہ پیدا ہوتی ہیں بکثرت ہوتی ہیں قلعہ کے پاس ایک قصبہ ہے وہاں برہمن لوگ رہتے ہیں اور دو مندر عالیشان اونکے پرستش گاہ بنے ہوئے ہیں ہندوستانی بولی میان بولی جاتی ہے اومیون کی شکل ثابت ہے ہندوستانیوں سے ملتی ہے پہلے یہ قلعہ اور قصبہ سہر کی ریاست سے علاقہ رکھتا تھا مگر ۱۵۰۰ء میں بعد فتح پانی اس پھاڑ کے سرکار کے علاقہ میں اور تھوڑے سے علاقہ پانچ میل طول اور تین میل عرض کے اسے پاس کر لیا اور چندے کیوں پھاڑ کے راجہ کو شہر کے ملک کے عوض میں دیدیا جسلا اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایک ہزار اچھتر میل اور ہندی قلعہ کی سمندر کے سلیم سے پانچ ہزار سو اٹھ فیٹ اور دریائے پار سے چار ہزار نو سو تین فیٹ ہے یہ کچھ اہم سہر کی ریاست کے متعلق ہے ایک موضع کوہ بسا کے گھاٹی پر واقع ہے کنار سے دریائے بسا کے اوپر مقام پر کہ جہاں دریائے بسا کے ساتھ گور ندی آکر ملتی ہے ایک گھاٹی کے شکاف کے اندر آباد ہے علاقہ متعلقہ اسکا خوشنما و زرخیز ہے اس کے ایک پھاڑ اور پھاڑی خشک رہتے ہیں جو جو وہ جگہ چوٹیاں سیاہ دکھائی دیتی ہیں ہندی اسکی سمندر کے سلیم سے دس ہزار چوبیس فیٹ ہے کوہ لہ رنگ سہر کے ریاست اور علاقہ کنار کے متعلق ہے ایک پھاڑ بسا گھاٹی اور تنگ کے درمیان اقم اور یہ پھاڑ ایک مجموعہ نو کد اور چوٹیوں کا ہے جن پر ہمیشہ برف پڑتی رہتی ہے بڑی چوٹی اس پھاڑ کی اکیس ہزار اکیسویں فیٹ ہے کہ اہم لوگ سہر کے ریاست میں ہیں پھر قصبہ دارالریاست سہر کے راجہ کا مابین کنار سے دریائے ستلج اور مغربی کنار کے ایک پھاڑ کے آباد ہے چار دن طرف قصبہ کے بلند پھاڑ سرنگھٹ کہ ہے میں اسی کہ تازہ ہوا ہے قصبہ تک شکل ہونچتی ہے گرجی کے موسم میں بسا کے پھاڑوں طرف کے پھاڑ کے سخت گرم ہوتے ہیں گرمی ہو جاتی ہے مگر سردی کا موسم یہاں گناہات خوش و پسند ہوتا ہے میدان اسکی آبادی کا نامہوار گلہیں بازار تنگ اور گہر و منزلہ سے منزلہ تہرون کی عمارت کے نقش و منظر ہیں اجہ کی رہنے کی محل قصبہ کے شمال مشرقی کوئی کے اوپر بڑے عالیشان و بلند عمدہ عمارت کی بعض مقام سے منزلہ بعض مقام پر چار منزلہ ہیں ایک چھوٹا پتہ بڑے بڑے منی تہرون کے پڑے ہیں دیو اشخانہ یعنی پھری گہر راجہ کا بڑا شاندار و فراخ و منقش بنا ہوا ہے جسکو گورکھ نے اپنے دغلیابی کے وقت بہت خراب کر دیا تھا اب راجہ نے دوبارہ آراستہ کیا ہے دیو اشخانہ کے پاس اور ایک مکان امیرون وزیر دین درمیون کے بیٹھنے کے واسطے بنا ہوا ہے جس میں چوہن کی جگہ ٹہنی لگی ہوئی ہے گورکھوں کے حملہ سے اول آبادی اس قصبہ کی بہت تھی اور میں ہو چار گہرا آباد ہے اور ایک بڑا کٹا ہوا

تہا تجارت بکثرت ہوتی تھی اور دوبارہ یہ آباد ہوا ہے اور تجارت کارخانہ ہندوستانی دیہاری و چنی پستان
دور دور سے تجارت کی واسطے آتا ہے راجہ سہر کا سردی کے موسم میں یہاں آکر رہتا ہے گرمی کے موسم میں
سراہن کے مقام پر چلا جاتا ہے بلندی رام پور کی سمندر کے سطح سے تین ہزار تین سو فٹ جو یہ شہر شامہ و گڑھ
اور تیر کے طرف واقع ہے ہر سال یہاں تین میلے ہوتے ہیں اول ماہ جنوری دوم ماہ جون سوم ماہ اکتوبر ان
میلوں میں اون شہر رستم انگو سو یا کہ زبسی کشش گونٹا گھوڑے بہت فروخت ہوتے ہیں اور کھیتی باڑی کے
ریاست ضلع کناور میں استلیم کے باشندین کناور کے اوپر سے تھوڑے فاصلہ پر کہ چان دریا کے ٹہنک تھلیم سے
ملتا ہے یہ ایک قصبہ آباد ہے یہاں بدھ لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہیں اور یہ شنگا میں اون کے منی ہوتے
ہیں بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھ ہزار چالیس فٹ ہے دورہ روشنگ سہر کے راست
علاقہ کناور میں یہ ایک دورہ اس پہاڑ میں جو کہ رس کلنک پور کے درمیان واقع ہے جاری ہے
اس چار سے پتھروں کے تختے بہت نکلتے ہیں سردی کے موسم میں برف کے یہ دورہ بند ہو جاتا ہے
اس واسطے لوگ یہ دورہ اسٹہ چوڑ کر چکر دار و دوسرے راستے سے ہو کر اوپر کے پہاڑوں کو جاتے ہیں بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے دو ہزار چار سو چالیس فٹ ہے **سراہن** یا **سیران** یہ قصبہ سہر کی
ریاست کے متعلق تھلیم کے باشندین کناور سے فاصلہ تین میل آباد ہے تین طرف اسکے دائرہ کے طبع پہاڑوں
نے گھیرا ہوا ہے صرف سامنے کے طرف سے جدہر کو دریا تھاتا ہے کہلا ہوا ہے ٹہرے اوپر پہاڑ کلوٹس کے
دکائی فیتے ہیں جو جنگل اور برف سے پر ہیں اس قصبہ کے گردے کے پہاڑوں کی چوٹیاں مشرق سے
غرب کو پھیلے ہیں گرمی کے موسم سہر کا راجہ یہاں آرام کرتا ہے اور سردی کے موسم میں یہاں برف
بہت سی ہے جو جون مہینے کے ابتدائیں جنگل کے پہاڑ صاف ہو جاتا ہے گردے کا علاقہ اس قصبہ کا تھلیم
زرخیز و سیراب ہر سبز ہے قدرتی گل اور پھول اور درخت بشمار ہوتے ہیں تجارت اس قصبہ کی بچتہ
و خوشنما و بار و نوٹ و بازار کشادہ و پر تجارت ہے چھین لون کے طرز پر اس میں مکانات و دھنڈے پر ہوئے ہیں
مکانات کے اوپر بالا خانہ و بارہ دریاں منشش لکڑی سے بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہیں کالی دیوی کا مندر
ہندوؤں کی پرستگاہ بھجان بڑا عالیشان مکان جس جاہلہ انگریزی سلطنت سے پہلی آرمیوں کی قربانیاں تھیں
تھیں جس کے رہنے کا محل مقام پر شراب بلندی و فراخ و شاندار عمدہ بنا ہوا ہے یہ قصبہ اس شمالی چھوٹے کے اوپر گریبا
ہندوؤں کے مذہب کی ایک شہر کی جاتی ہے کیونکہ اس چھوٹے پر سوا لاکھ ہندوؤں کے لوگ آکر رہتے ہیں اور گڑھ و نادر
ہندوؤں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار دو سو چالیس فٹ ہے **سراہن** دورہ سہر کے راستے کے متعلق ہے
دورہ اس شکر پر جو کہ جوارا سو کناور کو جاتی ہے جنوبی قطار کو ہمالہ میں جو قرا جنوبی و شمال کو پہنچتی ہے

واقع ہے یہ درہ نہایت خوفناک صرف برف کی سب سے بہین ہے بلکہ اس کے اوپر ایک ہلکا سا
 دوسرے تیز ہوا ایسی چلتی ہے جو ذی جان و جان جانے سے بچاؤ اور اس کا سردی سے بچ کر فوراً مر جاتا ہے
 اور سگی چوٹی کے اوپر سنگ جراح کے پتھر بہت ہیں پھر اس پہاڑ کے اوپر بہت ہے اس قدر کہ برف کے
 ڈھیروں کے اوپر سیاہ چادر کے طرح پڑا ہوا ہوتا ہے جب گرمی دھوپ کی لگتی ہے تو اوڑھنے لگتا ہے
 بلندی اس درہ کی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار پانچ سو فٹ ہے **شمال** بہر کے ریاست کے علاقہ
 کنارہ میں یہ ایک قبضہ رس کلنگ پہاڑ کے گھاٹیوں میں دارنگ درہ کے بائیں کنارے آباد
 متصل اس کے ایک گائے کی کاج گڑ کئی سال سے کہو دی بہین جاتی اس میں لامہ مذہب کے لوگ رہتی ہیں جو
 اس کی سمندر کے سطح سے نو ہزار آٹھ سو فٹ ہے **شمال** بہر کے ریاست کے متعلق یہ گانہ جنوب مشرقی
 بنیاد کوہ دار تو کے اندر آباد ہے علاقہ اس کا بہت زرخیز و آباد اور پائس کے پہاڑ بھی اس کے منبر و چوٹیاں
 ہیں پائس کے نہایت عمدہ لوہے کی کان ہے اور لوہا دوتا ہے نکال کر اس گانہ کے کارخانہ میں نکالتے ہیں
 بلندی اس کی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار فٹ ہے **درہ شیار** بہر کے ریاست کے متعلق ہے
 ایک درہ جنوبی قطار کوہ ہمالہ میں جو اس ریاست کے حصہ جنوبی و شمالی میں حد فاصل ہی واقع ہے اس کی
 جنوبی طرف کوہ چروہ دار و شرق کوہ برہند جنوب شرق کوہ چمنو تری جس سے چنار دریا نکلتا ہے دکھائی دیتا
 ہے اور اس کے چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی اور بلور کی طرح چمکتی ہوئی نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں بلندی
 اس کی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار سات سو بیس فٹ ہے اور دوسرا درہ گناس کا جو رلنگ کے
 پہاڑ میں ہے وہ اکیس ہزار فٹ کی بلندی رکھتا ہے **شمال** بہر کے ریاست کے حد شمال شرقی کے اوپر
 جو جھنی تاتار کے ملک کے ساتھ ملتی ہے یہ قبضہ آباد ہے اسل بورپ جو اس پہاڑ کے سیر کو آتے ہیں اس
 آگے بہین جاتے اور جب یہاں سے آگے جائیں تو داب لنگ کے مقام سے دو شرکین ہو جاتی ہیں
 اور ان میں سے ایک تو چنگا گھاٹ کے درے سے جسکی بلندی سمندر سے تیرہ ہزار پانچ سو فٹ ہے
 ہو کر جاتی ہے اور دوسرے تھوڑے سی فاصلے اوس درہ سے جنوب کو گنگا کے درہ سے ہو کر گذرتی
 ہے اور سگی بلندی سولہ ہزار فٹ ہے گو کہ درہ گنگا پنگا کے درہ سے زیادہ تر او سچا ہے مگر اس کا رستہ
 آسان تر ہے یہ قبضہ بائیں کنارے تلج کے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور دیر سے تلج اپنی چشمہ
 سے یہاں تک مسافت طے کر کے دو طرفہ ندیوں اور چشمیوں کو ساتھ ملا تا ہوا اور یا بنجاتا ہے ورنہ اس
 اور اس دریا کا قد و قاست کچھ بڑا نہیں ہے یہ قطار پہاڑوں کی جگہ اندر سے وہ دو نو درے گذرتے
 ہیں شمال سے جنوب کے قریب تین میل کے فاصلے پر اس قبضہ سے ہیں یہ پہاڑ درمیان سلطنت چینی تاتار

اور انگریزی علاقہ کے ہر حصہ فاصلہ میں ہر ملکہ قدرتی حدود علاقہ کنارہ دریا ست پھر بھی ہی بھاڑ ہی اس ہمارے دھڑ
والوں کی شکل و شباہت بولی و طرز و وضع اور بھاڑ کے رشتہ والوں کے ساتھ بالکل منہیں ملتی اور نہ آہٹ ہو اسطابق ہی ملکہ
بھاڑ دن کی شکل صورت و رنگت بھی علیحدہ ہر سنگ جراح و سنگ سرخ و سرخ مٹی میں بہت سی ڈھلوان بھی اس بھاڑ میں
زیادہ ہر شے بہت ہمواری کم ہے ملک خوشاک اور ویران ہی اور بھاڑ ایسا خشک ہو کہ ایک شاگرسا کا یا کوئی درخت
جو بھاڑ میں مل تک برابر نظر نہیں آتا البتہ کانٹے و بھاڑ بان بنے برگ سیاہ رنگ سوختہ خشک ہمارے
سطح پر ہیں اگر تپے اونکے پاگڑی ماتہ میں لیکر ملین تو فوراً خاک ہو جاتے ہیں بعض بھاڑ یوں کارنگ خاکی
ہے جب ہوا دمان جلتی ہے تو ایک ٹراٹوفان نمودار ہو جاتا ہے اور ایسی ہوا اکثر اوقات دمان جلتی ہی
ہے اور خشکی اوس ہوا میں ایسی ہے کہ جس چیز میں اور سکا اثر ہو جاتا ہے فوراً خشک ہو جاتی ہے یہ گانہ جسکو
شکلی کہتے ہیں صرف چند گہر میں جو ایک خشک و برہنہ ہمارے ڈھلوان مقام پر آباد ہیں متصل گانہ کے بہت
مختل کر کر گانہ والوں نے کچھ زمین زراعت کو اسطے بنائی ہوئی ہے اوس میں گہوں جو شلغم کی پیداوار
ہوتی ہے گہریاں کے تیروں کے اور چوڑے چتین میں گانہ کے اندر خد و خست گوش بری کے ہیں جو ہر
گہر کے دروازے کے آگے لگائی ہوئی ہیں ان لوگوں کے پاس گلہ نشینی بکروں کے بہت ہوتی ہیں اور شہم
ریاں کی تبت اور لداخ کے شہم سے بھی افضل ہوتی ہے جسکو وہ اتار کر فروخت کرتے ہیں کتے اس ہمارے
تدار و وفادار ہوتے ہیں بکروں کے گلے اور بکروں کی حفاظت انہوں کوں کے متعلق ہوتی ہے اس ہمارے
سے برے ملکہ چنی تار کا ہے جگہ خال خط وضع و قطع جس کے لوگوں سے تمام مشابہت رکھتے ہیں انکے
اونکی چوٹی چوٹی ہوتی ہیں اور سردی اور گرمی میں سر سے ٹکڑی ہوتی ہیں زن و مرد بالوں کے گوندے ہو
رکتی ہیں اونکی پوشاک ایک بنا کرتہ پاؤں تک اور پاجامے کپلے اونکے اور تجربہ میں پاؤں میں سرخ کپل کے
ہوتے ہیں خشکے نیچے کی طرف چمرا لگا ہوا ہوتا ہے زن و مرد گلے میں ہار قیمتی ڈھیلوں اور تیروں کے بنا کر بنی
پتیل اور چاندی کے دستوں کے چکو و چیریاں ایک شخص اپنے پاس کہتا ہے تاکو بہت پتی ہیں بلکہ ہر ایک شخص ہر
چوٹے چوٹے تھے اس کے اپنے پاس کہتا ہے دولت مند لوگ چاندی کے حقے تھے ہیں اور کنا در اور تار
کے لوگ صرف حقہ پیئے کے واسطے ہر وقت حقائق اپنے پاس رکھتے ہیں جب حقہ پیئے کی حاجت ہوتی ہے اگل نکال
لیتے ہیں تار کے ملک میں عورت اور مرد کی ایک پوشاک ہی مگر عورتیں اس سے چاندی پتیل تاجے کے زیور سے
لہے ہوسے ہوتے ہیں انہیں سے اکثر زیور تین کی ہی ہوتی ہیں گلیوں کے یا زین اور یا ہنسی کا ہی ہوا ہوتا
روح ہے شکے کی لہندی سند کے سٹم سے دس ہزار یا سو سا نوین شیشی ہر سنگ کا اور ہیہ ایک درہ کوہ
کناور کے جنوبی بھاڑ کے قطار میں مہ اور تین دروں کے جو اسکے پاس ہیں ایک پل سے زیادہ لمباں کا ہے

سرحدی کے موسم میں بسبب کثرت برف راستہ اسکا بند ہو جاتا ہے اور گرمیوں میں چار مہینہ تک کھلا رہتا ہے بلندی اسکا
 سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سے لیکر سترہ ہزار فٹ تک ہے سو اٹھاسی ہزار کی ریاست علاقہ کنار میں پڑتا
 کنار ویریا کے بسا کے یہ ایک قصبہ آباد ہے گردنواح کی زمین اسکی بہت آباد و زرخیز و سرسبز ہے درختان پست
 ناشپاتی خانی وغیرہ سوہ دار درخت یہاں کثرت سے ہوتے ہیں چمڑ و دیو دار کے درخت بڑے بلند و موٹے اسقدر
 ہیں کہ شمار نہیں ہو سکتا جزو صاحب ایک انگریسیاح نے وہاں جا کر جو ایک چتر کے درخت کی پھانسی کی تو
 میں نیٹ موٹا پایا بلکہ یہ اوننی درجہ کے موٹے درخت ہیں جو میں نیٹ تکمیل ہوئی ہیں بدائین قسم غلہ
 کی یہی یہاں بہت اور آب ہوا موافق ہے سردی کے موسم میں پانچ مہینہ تک زمین برف کے نیچے دبی
 رہتی ہے گرمی کے موسم میں موسم اس بھار کا بہت اچھا و مطلوب ہوتا ہے برسات ہی متوسط درجہ
 کی ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایک سو فٹ ہے سگلا بھر کے ریاست میں
 یہ ایک رہ کوہ ہمالہ کی بلندی پر ہے جسکے ذریعہ سے غلہ کنار و گڈہ وال کے طرف آمد و رفت ہوتی ہے
 اس کوہ کے شرک بہت خراب ہے اور یہ مہینہ سال کے اندر یہ درہ جاری رہتا ہے ہر برف کے سبب بند
 ہو جاتا ہے مسافر لوگ سبب کے راستہ کے بوجہ اپنا بکرون پر لا کر لپکتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
 سولہ ہزار فٹ کے ہے سمندر و درہ کنار کے علاقہ میں یہ ایک رہ کوہ ہمالہ کے قطاروں میں
 جو شمال سے غرب کو پھیلتے ہیں جنوبی حصہ میں کنار کے واقع ہے راستہ اس درہ کا بہت مشکل گزار و تنگ پہاڑ
 کے دو قطاروں کے اندر ہے بسبب کثرت برف کے سال بہر میں صرف دو مہینہ کھلا رہتا ہے بلندی اسکی سمندر
 کے سطح سے سولہ ہزار فٹ ہے سنگلا کے در کے علاقہ میں یہ ایک چوٹا سا قصبہ دینی کناری دریا
 بسا کے آباد ہے طسہ زرا اسکی عمارت کی اسی ہے اور ڈھلوں گہائی کے اور بنا ہوا ہے گہرائی کے ایک دوسرے
 اور نظر آتے ہیں بڑی چوٹی کوہ رنگن کی اس کے اوپر چتر کی کھجور سایہ کرتی ہے اگرچہ اس کو میں پچاس
 گز سے زیادہ آباد نہیں ہیں مگر تجارت و کاروبار کثرت ہے اور لوگ ہی اسودہ حال ہیں اور ستھار لوگ
 گڈہ وال جو آرا وغیرہ سے آکر یہاں سے غلہ خرید کر لیتے ہیں اور بعض اوقات وہ یہاں غلہ کی کمی ہوتی
 وہاں غلہ لا کر اس کے بدلے یہاں سے نمک خرید کر لیتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار
 چھ سو فٹ ہے سنگلا کے در کے علاقہ میں یہ ایک چوٹا سا قصبہ بائین کنار کے دریا کے دار ہنگاں سر
 مقام پر کہ جہاں دریا سے پونکیو شمال مشرق کے سمت ہے اگر دار ہنگاں میں لٹا ہے آباد ہے یہ دو نو ند میں
 اس قصبہ کی زمین کو سیراب کرتی ہیں اور اس کے ایک سطح زمین کا جو تین میل تک لٹا ہے سیٹ اکھروٹ
 و ناشپاتی و انگور کے درختوں سے پر ہے تین طرف اسکی پہاڑ ہیں اور ایک طرف سے ڈھلوان و تیلج کے دیا

تک پہنچا ہوا ہے غانی کے درخت یہاں بڑے انوار سے ملبہ دیتے ہیں جو یہاں کے رہنے والے گرمیوں میں
 خشک کر رکھتے ہیں اور سردی کے موسم میں کھاتے ہیں اور اسی کے مغز کا تیل نکال کر جلاستے ہیں بلندی
 اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار تین سو پچاس فٹ ہے قلعہ ٹکڑیاں ہل سہر کے علاقہ میں ہیں جو پچاس
 قلعہ اوس بھارت کے قطار پر جو کوہ دار ٹکڑی کی چوٹی کے درمیان ہے بنا ہوا ہے اس مقام پر
 انگریزی فوج کوٹ گڑھ کے چاندنی سے اگر رٹا کرتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے سات ہزار سات
 فٹ ہے **شکر** و سہر کی ریاست میں یہ ایک بھارت کی چوٹی کوہ دار تو اور چہرے کے درمیان ہے
 اس کے مغرب کی طرف سے دریائے گری نکلتا ہے اور اس کے شمال شرق کی طرف سے دریائے بانیکے دریا کا
 گذرتے ہیں بلندی اسکی سمندر کی سطح سے دس ہزار ایک سو دو فٹ ہے **درہ شکر** سہر کے
 ریاست میں ہے ایک درہ اور بلندی قطار اوس بھارت کے چو کوہ بیا و قلعہ کے درمیان ہے بلندی اسکی سمندر
 کی سطح سے تیرہ ہزار سات سو اونٹالیس فٹ ہے کوہ **وار** و سہر کے ریاست کے متعلق یہ ایک بلندی
 چوٹی کوہ ہمالیہ کے غلے قطار دن کوہ ہمالہ میں ہے اوس کے اوپر ٹرا اگر جنگل ہر ایک قسم کے جنگلی درختوں سے ہے
 اور چونکہ گورکھ لوگ اپنے دخل کے وقت یہاں قلعہ و گاؤں بنا کر رہنے لگے تو ان کے مکانات کے گھڑات
 اب بھی موجود ہیں کوہ ہمالہ کے مثلثی جانش کے وقت اس بھارت پر بھاری محکمہ مقرر ہوا تھا اور پھر اس کے
 و سہر پر صاحب زمین حاکم ہے **مان رنگ درہ** یہ ایک بھارتی درہ دانک شہر کے
 اوپر ملک لداخ اور کٹاک درمیان واقع ہے راستہ اسکا سخت خوشگام اور جنگلوں سے بھرا ہوا ہے اور جنگلی اور
 مشک لگاڑی اس حد تک کی ہے کہ بنی آدم کا دمان گز بہت ہی کم ہوتا ہے کیا اور کے جنوب شرق کے سمت سے
 اس کے ٹرے کا رشتہ ہے اور دباے دارنگ بھی اسی درہ کے اندر سے گزرتا ہوا آتا ہے بلکہ شہر اوسکا بھی
 بھارت کے اندر ہی اس دریا کے چشمہ کے اوپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے سال بھر میں چار مہینے تک یہ درہ برف
 سے صاف ہوتا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے اٹھارہ ہزار چوبیس سو بارہ فٹ ہے اور بلندی دارنگ کے چشمہ کی
 بلندی ہزار فٹ ہے **لو** شمال مشرقی کوہ ہمالہ میں ہے گانوا و میں تمام پر کہ جہاں دریائی اور سردیوں میں
 شامل ہوتے ہیں آباد ہے بلندی اسکی تیرہ ہزار چار سو فٹ کی ہے آجکے زمانہ دریا ہوتا ہے ایک سیدھا بھارت
 دیوار کے شکل کا ہے ایسا کہ برف بھی اوس پر نہیں سکتی سوائے چوٹی کے کہ وہاں ہی برف جم کر زمین کے
 سطح کے ساتھ بچھ جاتی ہے اب ہوا یہاں کی خشک ہے اور بھارت کے گھانٹوں کے بنیاد میں زمین
 بہت سیراب و زرخیز ہے جسکو ندیوں کے ذریعہ سے پانی ملتا ہے گانوا کی آبادی میں ہوا رسیدان کے اندر
 ہے گانوا کی پانی کے یہاں بہت سیراب و زرخیز ہے بہت کثرت سے نکلتی ہے باشندے یہاں کے بھتی و گانوا کی

دشکونیا نسل کے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں **سکندریہ** کی ریاست کے متعلق یہ ایک گہائی جنوبی قطار علاقہ گنادرین ہے سطح اسکا چیر کے درختوں سے پر ہے اور پانچ گانوار کے اندر آباد ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے اٹھ ہزار اٹھ سو فٹ ہے **دورہ** ایک درہ مغربی قطار ہمالہ کے پہاڑ میں جو کہ سیٹی کے مقام سے سلطنت جموں اور علاقہ ریشو تک پہنچتی ہوئی چلی جاتی ہو **دورہ** چھوٹے چھوٹے چوٹیاں پہاڑوں کے پہلے ہوئی جنہا کے چشمہ کے مقام پر پین چکی کل مجبورہ کو کوہ بندر سمجھتے ہیں ان چوٹیوں میں سے دو چوٹیاں بہت بلند اور برف سے ڈھکی ہوئے ہیں اور باقی کے پہاڑوں کے ٹکڑے سارے انہیں چوٹیوں سے نکلنے میں سطح ان چوٹیوں کا جنوب شرق کے طرف بہت کم دلو ان ہے اور بڑے موٹے اور مصفا برف اور برفی رشتی ہے بقدر کہ وہ ٹیلے کہی برف ہگل کر تنگ ہنہیں ہوتے سوائے چند ٹیلوں کے کہ نہایت کم ڈھیلوں میں کہی کہی برف اور کم اور سے ڈھیل کر نیچے پڑتی ہے ان چوٹیوں پر سوائے برف کے اور کچھ نظر نہیں آتا اور اور کے حصہ کی برف ہگل کر نیچے کے چوٹیوں پر آتی ہے اور دھانے پانی شکرہ پور بہہ جاتا ہے سیکڑوں برسوں کی برف دھان جمع ہو کر پہاڑوں کے اور پہاڑ میں کہی ہوئی ہیں البتہ اور کے حصہ کی برف گرمیوں میں کچھ ڈھیل کر پانی نجاتی ہے انگریزی مورخوں کے بیان کے موجب کوہ بندر سمجھتے چار چوٹیاں میں اور اوٹکی اندر ایک بڑی چیل پانی کی ہے جو برف کے پانی کے اجتماع سے ہمیشہ بر آتی ہے ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ جب ہنومان نے اپنے دم کو آگ لگا کر لٹکا کوٹھا یا تھا تو وہ آگ دستے پر یہاں پڑا چیل میں آ کر پڑا ہوا ہی تھی بہت بلند اور ہنہیں تین چوٹیاں ہیں پہلی چوٹی اکیس ہزار دوسری میں ہزار چھ سو تیسری میں ہزار ایک سو بائیس ہزار فٹ بلند ہے گرم چھٹی پانی کے یہاں بہت نکلتی ہیں اور وہ گرم پانی چوٹیوں سے نکل کر اور برف کے اندر سے ہو کر دریائے جہنا کا آغاز ہوتا ہے اور گرم پانی کے سبب برف ڈھیل ڈھیل کر پانی برف کا او سکے ساتھ لٹا جاتا ہے چشمہ اویلتے ہوئے پانی کے یہاں بٹھار ہیں اور اوٹکی پانی سے کی طرح کی بوگندہ گندہ کی ہنہیں آتی اور گرم چوٹیوں کے نکلنے کا مقام سمندر کے سطح سے دس ہزار اٹھ سو فٹ بلندی پر ہے **گوہ لاہول** شمال شرقی ہمالہ میں یہ ایک انگریزی علاقہ ہے جس کے شمال شرق کو علاقہ متعلقہ لداخ شرق میں پٹی جو غرب کو علاقہ کلومغرب میں چنیہ و کشو ہے یہ ملک اڑسٹھ میل لمبا اور چوبیس میل چوڑا اور کل سطح اسکا ایک ہزار اٹھ سو پچیس میل مربع ہے یہ ضلع پہاڑوں سے محیط ہے درہ رتن کا جو اسکی جنوبی سرحد ہے بلندی اسکی تین ہزار تین سو فٹ اور برابر الجھ درہ جو شمال کو شمال غرب کو ہے وہ سولہ ہزار یا سولہ فٹ بلندی ہے اور بعض چوٹیاں جو اس کے پاس ہیں ہزار فٹ تک بلندی سے بلند اور برف سے ہمیشہ ڈھکی رہتی ہیں **لاہول** میں ہٹارہ دریا چلتے ہیں جسکا شمال خیا ہے اسکے ساتھ ہو جاتا ہے اور میں سے دو دریا بہت بڑی خندہ اور گہا

ہیں جس کے شمال سے دریائے جہاں بنتا ہے بلندی اس پہاڑ کی اور پہاڑوں سے بہت بڑی ہے کیونکہ کشتوا
 جو میل اس پہاڑ سے نیچے ہے اور جہاں بہان بہت تیز دھوکہ چلتا ہے پانچزار فیٹ زیادہ سمندر کے سطح
 سے اونچا ہے اس پہاڑ میں کوئی شہر ہی آباد ہی نہیں ہے صرف دو گانو تھوڑے گہروں کی آبادی کے لیے
 ان میں سے ایک کا نام گوشہ اور دوسرے کا نام ٹانڈی ہے جو مقام شمال میں اور بہاگا کے ہیں مگر باوجود
 بلندی ہونے اس پہاڑ کے فصل غلہ کی بہت اچھی پھان ہوتی ہے اور **پائے جو لال** یہ ایک
 پہاڑی بلندی جنوب مغربی حد کوہ سر مور سے لگا کر بہت صفائی اور تیز روی کے ساتھ چلتی ہے یہ پہاڑوں
 اور گہائیوں کے اندر جنوب مشرق کے سمت کو میں میل کا راستہ ملے گا کہ دریائے گری میں وہیں گری
 کے طرف سے شامل ہو جاتی ہے **کھنڈر الو چیل** علاقہ کوہ نند در میں یہ ایک چیل سمندر کے سطح سے
 دوسرا آٹھ سو فیٹ اونچے اور ن پہاڑ نہیں جو جنوب مغرب کے سمت کو بائیں کنارے دریائے ستلج کے ساتھ
 ہیں واقع ہے یہ چیل ڈیرہ میل لمبی کم آنی کے موسم میں اور ڈانڈی میل برسات کے موسم میں ہوتی ہے
 یہاں کو اس چیل کو بہت عمیق اور گہری کہتے ہیں اور فی الحقیقت اس سے زیادہ عمیق کوئی چیل پہاڑ میں نہیں
 کیونکہ ایک سو اڑسٹیس فیٹ کی رسی سے زیادہ اس کے تہ کو پہنچتی ہے صاحبان انگریز کہتے ہیں کہ چیل
 اسوٹر کی چیل سے جو انگلستان میں ہے مشابہت کہتی ہے مگر اس قدر بڑی دشوائے نہیں ہے صرف اس کے
 چکر اور دو درمیں اس کے ساتھ اس کی مشابہت ہے چاروں طرف اس کی پہاڑ ہیں اور کنارے اس کی بہت سرسبز
 درختوں اور نباتات ہیں یہ چیل ان سہاں فراطے میں مرغابیان وغیرہ کا کچھ شمار نہیں اور اسی نام
 ایک گنا اس سے ایک میل کے فاصلہ پر آباد ہے گانہ کے پاس ایک دسچا پہاڑ ہے اس پر کوٹھی صاحبان سمندر کی
 رہتی کی بنی ہوئی ہے اور قلعہ مالون جو اسی علاقہ میں ہے کوٹھی اس سے بہت بلندی اس کوٹھی پر کچھ
 ہو کر اگر جنوب کے سمت کے دیکھیں تو دور تک ہندوستان کے میدان اور دریائے ستلج اور زمین لہراتا ہوا نظر
 آتا ہے **دریائے پائے** یہ ایک ریاسہ کے ریاست کی علاقہ میں بہتا ہے چشمہ اس کا متصل کوہ
 برہند کی ایک چیل ہے جس کو چرائی کہتے ہیں ایک میل کے قریب اس کا دور دراز اس کے اوپر کے پہاڑ وگو
 اس قدر کثرت سے برف رہتی ہے کہ اشیائے اور سو سو فیٹ تک اونچے انبار لگاتے ہیں اور بہاڑ کے
 موسم میں وہ ڈھیر برف کے پوٹ کر لاکھوں منوں کا ایک ایک ٹکڑا پہاڑوں سے گر کر پانی میں چل کے اترتا ہے
 اور پانی ہو جاتا ہے اور بہت شگونی بن کر اوس میں جاتا ہے تو اوس میں پانی ہوتی ہے اس چیل سے
 یہ پانی دریا لگا کر جنوب کے سمت کو بہاڑوں میں ہوتا ہوا جب گیارہ میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو ونا
 دریائے سیون اس کے ساتھ اگر شامل ہو جاتا ہے اور مقام تک یہ دریا بلندی سے پستی کر پانی پانی

فی میل آچکا ہوتا ہے اس سبب ہی تیز روی بہن زیادہ ہے ہر دو مان سے گیارہ میل اسی طور پر چکر ہر مقام پر چکر
ہو کر جاتا ہے تو دریا سے اندر پٹی شمال مغرب کی سمت سے ہوتا ہوا اس میں آٹھ گنا ہے باقی چھ حصہ اس کا
نیشہ میں دسویں ٹنٹ فی میل ہے اور جس جس بھاڑ کے اندر یہ راستہ لے ہو کر آتا ہے وہ بہاؤ بہت
خوبصورت ہے نہ سرد و خوشگوار ہے ہر دو مان کی بھی سرد و خوش ہے یہاں سے ہر دریا جنوب مغرب کے
طرف چکر دس میل کی مسافت طو کر کر ورتا جاتا ہے دو مان سے پہر جنوب کے سمت کو چھس میل چکر
دریا سے ٹنٹ میں چکر راستہ اٹھا دن میل کا اپنی چشمہ سے ملے کر شمال ہو جاتا ہے یہ دریا بڑا تیز و
اور بے صفائیت ہے بلور کوہ سرور میں یہ ایک ندی جنوبی گھاٹی چور کے بہاؤ سے نکلتی ہے ہر دو مان
جنوب مغرب کے سمت کو چکر بعد ملے کرنے راستہ میں میل کے دریائے گری کے شامل ہو جاتی ہے سارے
یہ ایک چوٹا سا دریا جنوبی گھاٹیوں کو ہسٹو سے نکلتا ہے دو مان سے شمال مغرب کے سمت کو راستہ لے کر
کوہ چور دون میں آتا ہے اور بہت ہی ندیاں اور چشموں کے پانی ساتھ کوہ ہند دریا سے ملتا ہوا مشعل کوہ
کنو کے بعد طو کرنے کل راستہ میں میل کے ستلج کے شامل ہو جاتا ہے یہ دریا ایک دریا بہر کے علاقے
جنوبی گھاٹیوں سوگی درہ سے ہندو ہزار فیٹ کے بلند مقام کے اندر سے نکلتا ہے باقی اس کا نہایت بڑا
و بہت بڑا ہے چشمہ سے نکلنے کے مقام پر نام اس کا اوشو شہور ہے اور کے حصے کے راستہ میں یہ بہت ہی
دھیری سے بہتا ہے اور ہر فون کے انباروں اور بہاؤ کی گھاٹیوں کے اندر سے چکر کہتا ہوا آتا ہے اس دریا
کے تہ میں سنگ جراج بہت لگا ایک کے پانی کے زور سے اس قدر سنگ جراج ہلکا ہے کہ بعض مقامات پر
سنگوں کے دریا کے بند ہو جاتے ہیں ایک چشمہ سے بعد ملے ہو جانے ڈھلوان راستہ پانچ میل کے ایکسا در دریا
شمال مشرق کے سمت سے آکر شامل ہو جاتی ہے ہر شمول کے مقام سے گیارہ میل چکر یہ دریا پور دریا میں آکر
یہ مقام شمول کا آٹھ ہزار تین سو فیٹ کے بلند ہی رہے ہے چھٹی شمال مشرقی کوہ ہمالہ میں یہ ایک
بہاؤ کی علاقہ تیز میل لہا شمال سے جنوب کو اور شمال میں میل چوڑا ہے اس گھاٹی کے اندر دریا بہتی
ہے کہ سے کم بلندی اس گھاٹی کی جس مقام پر آتا وی ہے بارہ ہزار نو سو چھاسی فیٹ ہی سالانہ
میں ہر ضلع سرکار نے تین سال کے واسطے بہر کے راجہ کو دیدیا تھا بعد اختتام اس سیوا کے ہر سرکاری
ہو گیا اب بھی سرکاری انتظام ہے دریا سے ٹنٹ ریاست بہر کوہ کنا در جنوب مشرقی حد
گڈہ وال کے طرف سے یہ دریا نکلتا ہے ڈنٹے شمال مغرب کو راستہ لے کر در شمال مغربی بنیا دھری چھا
رونگ کے پاس پہنچ کر دریائے ستلج میں شامل ہو جاتا ہے جس گھاٹی کے اندر وہ بہتا ہے وہ بہت بلند
و عماردار بہاؤ ہے راستہ اس کا بہت خوفناک اور ویران ہے جس قدر شکر کین اسکے اوپر سے گذرتی ہیں وہاں

بہار دن سو اترنے کیواسطے زمین بنے ہوئے ہیں جو بعض تہرے کے میٹھی اور بعض لکڑی کی ہے اسکی گندہ زمین
 سے گندہ رہا نہایت خوشنماک گذر رہا ہے اور سیرجہ جگہ لکڑی چٹیر کا زمین بنا ہے ورنہ طرف دریا کے بڑا اور سناٹا
 ہے اور کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ جہاں آدمی تہرے کے چہرے یا سیات میل تک جھٹکتے ہیں نہ ہی اوج سونے کی
 بجائے وسط تین سو فیٹ فی میل جاتی ہے اور بعض مقامات پر اس سے المصاعف اس باعث ہیں یہ
 ندی بہت تیز اور کف انگیز ہے اور جلدی وقت اسکی شور بہت ہوتا ہے اور **سب** سب کی ریاست
 علاقہ کنار میں یہ ندی مغربی گھاٹی ایک بلند پہاڑ سے جو شمال سے جنوب کو پہنچتی ہے نکلتی ہے وہاں
 پانچ میل کا راستہ شمال کے طرف کھٹے کر کر دریا سے تلج کے بائیں کنارے کی طرف تیز انہیں شامل ہو جاتی
 ہے یہ ندی بہت عمیق بہاؤں کے مجموعی اور نامور استون اور جنگلوں کے اندر سے بہتی ہوئی آتی ہے ندی
 اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار نو سو نو اسی فیٹ ہی لو **لا** سب کی ریاست علاقہ کنار میں یہ ایک
 بڑی ندی مشرقی دہلو ان کوہ و انک شوستے و لارخ کے ملک کے حد سے نکلتی ہے وہاں سے یہ ندی بہت
 جنوب کی سمت کو بہتہ طے کر کر دریا سے تلج میں شامل ہو جاتی ہے **پو** **لا** **انک** ریاست تہر ضلع گنا
 میں یہ ایک ندی کوہ کنار سے نکل کر بعد طے کرنے مسافت آٹھ میل سمت جنوب مشرق دریا سے
 میں اس کے دہنے کنارے کی طرف سے شامل ہو جاتی ہے **اشن** یہ ہو یا سا دریا کوہ شملہ کے مشرقی
 جنوبی بنیاد کوہ ہما سوس نکلتا ہے پہلو غریخ کے مقام سے جنوب مغرب کو اور پھر جنوب مشرق کی طرف پچیس
 میل کا راستہ طے کر کر دریا سے گری میں جا گرتا ہے و **انکر** سب کی ریاست علاقہ کنار میں یہ
 نالہ پانی کا د **انک** جو کی مشرقی سے دور استون کے ذریعہ سے آتا ہے اور ہر آسمیں شامل ہو کر و **انکر**
 نام یا تا ہے وہاں سے پہر تلج دریا کے پاس پہنچ کر اس سے مل جاتا ہے پھر **سب** کی ریاست ضلع کنار
 یہ ایک دریا جنوب مشرقی گھاٹی درہ لہی میں نکلتا ہے وہاں سے جنوب مشرق کی سمت کو پچیس میل موضع پالنگ پہلے دریا کی
 سے ساتھ شامل ہو جاتا ہے شمول کے مقام سے نام سکا تبدیل کر دیتی ہے کہا جاتا ہے جو ایک بڑا سخت و تیز و مددگار دریا ہے تلج کا
 پھر **سب** کی پچیس میل کا طے کر کر دریا سے تلج کے شامل ہو جاتا ہے **لوی** **سب** کی ریاست میں یہ ایک ہو یا سا دریا ہوتا ہے
 جبکہ شملہ دس گھاٹی سے جو کوہ چر سے وارتو تک پہنچتی ہے نکلتا ہے وہاں سے یہ جنوب مشرق کی طرف راستہ نکلتا ہے
 گھاٹیوں اور ویرانہ جنگلوں میں سے گذرتا ہوا اور شمار چوٹی ندیاں اور چٹھوں کے پانی انہیں ساتھ ملا
 ہوا اور چلتا اور شور کرتا بعد طے کرنے راستہ پچیس میل کے دریا سے ٹونس میں جا گرتا ہے اور **سب** کی
 ر **سب** اند جہاں کہ اسکا نام کوٹی نالہ ہے پانی اسکا بہت صاف اور پر آب ہوتا ہے **سب** کی
 کے متعلق کوہ برنیل سے یہ ایک بڑا ہوا پانی کا گرمی کے موسم میں سبب پانی بہت گرم ہو جاتا ہے

پہلے درجہ تھیں جس کے پاس کی اسی نام سے ایک گاؤں آباد ہے ہونیکا پانی اسکا بلندی ہی سستی کوٹریزور و شور کے
ساتھ گرتا ہے ہر تھوڑی سی دور اور چکر برف کے نیچے اگر دیکھا جائے تو منہ تھیں جس کے پاس ایک سا فرخانہ
ہی سا فرخانہ کے آگے آگے ایک سیڑھی بنائی ہوئی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار چوبیس سو بیانیوں ہے
کاشی ایک گڑھ ہے اس کی ریاست علاقہ کنار میں ہے ایک بلندی تیز وندی ہوتی
ہے اس کے اوپر وہ شکر جو شکر سے سنگم کو جاتی ہے گزرتی ہے یہ بلندی ان کی گار دن تک بر آب
ہو کر جلتی ہے اور سخت تیز و شور کرتی ہوئی ہوتی ہے اس کے پانی کی کف ہمیشہ گزر گاہ کے مقام پر در کے
سطح پر لگتی ہے بلندی کے مقام سے جنوب مغرب کے سمت کو چکر یہ بلندی دریا کی سطح میں شامل
ہو جاتی ہے اور باقی کے گڑھ کے ریاست فرخانہ کا وہیں ہے ایک دریا کو دورہ کے پہاڑ پر
پہاڑ چھنی تاڑ سے نکلتا ہے اور وہاں سے تین دن کی مسافت جنوب کے سمت کو طر کر کر کوہ سنگ
کے نیچے چھان کر ایک گڑھ ہی اسی نام کی آبادی کا آباد ہے ہونیکا ہے وہاں سے دو نو طرف کے دنیا
اور چھوٹوں کے پانی اور برف کے ہواؤں سے اپنے پانی اور برفی پر آتی اور زور و شور سے چلتا ہوا دریا
سطح کے بائیں کنارے سے اور دھنیں شامل ہوتا ہے کہ باقی کے پانی سے ایک چوٹی کی ریاست
دریا سے سطح اور ٹونس کے درمیان کے علاقہ میں باقی کے پانی سے ایک چوٹی کی ریاست اور اندر
سطح کے واقع ہے اس کے شمال کو ریاست کمار میں دو کوہ کاشی دو کوہ شرق کو علاقہ مندر جنوب مغرب کو
سرور مغرب میں کیون شامل ہے طول اسکا جنوب شرق سے شمال مغرب کو بارہ میل اور آٹھ میل عرض کل
سطح چوبیس میل مربع کل آبادی اسکی پانچ ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ چھ ہزار روپیہ ہے جس سے
ایک ہزار اسی روپیہ سرکار کو دیا جاتا ہے اس ریاست کی زبان کے پاس پانچ آدمی مسلح رہتی ہیں اور کچھ
حصہ علاقہ ہر دلی کا جو پہلے اس ریاست کے متعلق تھا مگر جب سرکار انگریزی نے گورکھوں کو اس پہاڑ
سنگا لادہ علاقہ فوج جنگی کے چھاؤنی کے طور پر اپنی پاس کر لیا اور پھر حصہ برفی کا اور مندر اور اور اسکو دارو کو شہر کی طرح
بوجب بندھیں نو ہزار آدمی کے معیشت کو علاقہ مالوچ کے عطا ہوا تھا کچھ ملین کی ریاست کے متعلق یہ ایک قلعہ ہوتا تھا
شہر تھارٹ اور درمیان میں اسکا ایک شہر ہے اور عرض مندر کے اندر گورکھ فوج ملازم انگریزی تھی جو
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار آدمی کے متعلق ہے ایک بلندی چوٹی پہاڑ کی ملین کے ریاست
کے متعلق اس مقام پر کہ جہاں کوہ چکر کے قطار کوہ وارٹو سے ملتی ہے واقع ہے کوہ وارٹو کی بلندی اس مقام
دس ہزار چوبیس سو تھوڑی ہے اور اس چوٹی کی بلندی اس سے زیادہ ہے شاہی ہوگی کے
علاقہ میں چھ ایک بلندی چوٹی پہاڑ کی سطح کے بائیں کنارے سے سی بھاہلہ چار میل واقع ہے اسکی اوپر ایک

لکڑی کا سبز کالی دھوی کا بنا ہوا ہے جہاں سرکار انگریزی کی عمارتوں سے پہلے آدمی قربانی کی جاتی تھی
 اب یہ بدقسم بالکل ہو قوف ہو بلندی اسکی بلند کی سطح سے نو ہزار چوبیس سو تیس فٹ کی ریاست کا
 یہ ایک چوٹی سی پہاڑی ریاست ہے جسکے شمال کی طرف علاقہ ہنگی شرق اور جنوب کو علاقہ متعلقہ علاقہ
 میں ہاگل ہے طول اسکا چوبیس میل اور اسکی عرض کل سطح چوبیس میل ہے اور علاقہ اسکا ایک ہنگی چوبیس
 کے درمیان واقع ہے اور بعض چوٹیاں علاقہ کے اندر ہی ہیں جو درہن اسکے شمال کی طرف ہیں جو پانی اتاری
 وہ تیلج میں گرتا ہے اور جنوب مغرب کا پانی دریائے گنیر میں داخل ہوتا ہے عام بلندی اس علاقہ کی میانہ
 فٹ سے زیادہ ہے مگر مقام سوچی جو تیلج کے بائیں کنارے ہے وہ بہت اونچا علاقہ ہے اور وہ ہزارہ دو
 تراسی فٹ بلند کے سطح سے اونچا ہے یہ ریاست بارہ ہکڑائی میں سے ایک ریاست ہے جو درمیان دریا
 تیلج اور دریا ٹونس کے واقع ہیں گو کہ دونوں کے درمیان پہاڑی ریاستیں جو درہن تیلج کے درمیان ہیں
 ریاستیں کو بدل کر دیا گیا سرکار انگریزی نے گو کہ یہ دونوں پر قبضہ پا کر پھر یہاں کے رانا کو اسکی ریاست پر بحال
 کیا اس علاقہ میں سات آبادیاں اور تین ہزار مردم شمار کی اور تین ہزار مردم اور یہ آدمی سالانہ ہے
 جو ہیں سو ہیں وہ سرکار کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے چوبیس فٹ ایک چوٹی سی ریاست
 کوہ ہمالیہ کے ریاستوں میں سے ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت اسکو اور سکیت علاقہ کے درمیان دریا تعلیم
 ہوتا ہے شرق میں ریاست گوند خور کو علاقہ کوٹی و دھامی اور علاقہ شمال کا غرب کی طرف ہاگل ہے علاقہ اسکا
 طول میں شرق سے غرب کو بیس میل اور عرض میں جنوب سے شمال کو سات میل کل سطح شرق میں بیس
 لہذا اگر از زمین کا تیلج کے بائیں کنارے سے پہاڑی ریاست ہے بارہ ہکڑائی کے ریاستوں میں سے ہے جو کہ
 کے چوبیس فٹ دریائے ٹونس اور تیلج کے درمیان جو درہن تیلج اس علاقہ میں ہے رانا کو سرکار انگریزی
 نے علاقہ اسکا چوبیس ہکڑائی میں سے ہے اس پر گنہ اور چوبیس ہزار آدمی کی آبادی اور تین ہزار مردم سالانہ آدمی ہے
 ایک ہزار چوبیس ہکڑائی میں سے ہے سرکار میں نہ رانا ملتا ہے اور یہاں کے رانا کے پاس ایک ہزار آدمی مسلح رہتا ہے
 ریاست دھور کا قریبی بہت چوٹی ریاست ٹونس اور تیلج کے درمیان کے ریاستوں میں سے
 جسکے شرق کو علاقہ بہرا در تین طرفوں پر انگریزی ضلع کو تھکائی گاہ کل سطح اسکا سات سو بیس میل ہے
 اور بہت بڑے پہاڑ کے چوٹیاں ہیں واقع ہیں اوسمیں چوٹی کوہ ٹونگہ کے دس ہزار ایک سو دو فٹ
 بلند ہے جہاں بہت دریاں نکلا کر غربت کے طرف بہہ کر دریائے گری میں گرتے ہیں اور شمال کی طرف
 کے دریائے پار کے شامل ہوتے ہیں اس ریاست میں ایک ہی ہکڑائی اور آدمی دو سو آدمی کی آبادی
 چار سو و پچیس سالانہ ہے وہ ریاست اس کے ٹونس اس دریا کو سپین ہی کہتے ہیں کوہ جنوبی کے شمالی

طرف اور دریائے جمنا کے چشمے سے فاصلہ چند میل جنوب کی سمت کو ہم دریا نکلتا ہے چشمہ اس دریا کا پہلے
 بہنے کا جگہ اردھوڑی راستہ اور اس پھاڑ کے کسی تہ نہین دکھاتا تھا مگر اکثر راستہ عام میں ایک انگریز ہیرن
 صاحب نامی نے وہاں پہنچ کر اس کا معائنہ کیا کہ وہ چشمہ اکتیس فیٹ چوڑا اور گھٹو تک گہرا اور برف کے
 انبار کے اندر بارہ ہزار سات سو چار اسی فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے وہاں سے نکل کر یہ دریا عرب
 کی طرف کو بہتا ہے جب اسی طرف کو تیس میل کے قریب آتا ہے تو دریائے روہین اس کے دہنے طرف سے
 بہنے لگتی ہے پھر از تین سو فیٹ کے اگر شامل ہو جائے تو ان دریا سے ٹونس کا چشمہ سے لیکر روہین کے
 شمال تک پنجاب وسطیٰ وادی کوئی میل شمار ہوتا ہے چونکہ ہندوستان میں چلنا اسکا بلندی سے بہتی کو
 بہت دور اس واسطیٰ اسکی فوار میں تیزی بہت کم ہوتی ہے لیکر اس مقام تک نام اسکا اسپین نکاراجا تاہم شمال
 کے مقام سے نام کا ٹونس مقرر ہو جاتا ہے اگرچہ دریائے اسپین ہی ٹراپیز دو پر آب دریا ہے مگر روہین ہی
 وہاں سچاں فیٹ گہرا اور سچاں فیٹ چوڑا تیز بہتا ہے اور چلنی کی وقت ٹراغل مشہور کرتا ہے اور پھر وہ
 ملی ہوئی دھار میں ایک سو فیٹ چوڑی جنوب مغرب کے طرف کو چلنا دنیس میل کا راستہ طے کرتے ہیں تو دریا کی بائیں
 طرف سے اس کے اکثر ٹونس میں شامل ہو جاتا ہے پھر بھی شمال کے مقام پر آتی دھار تیزی و گہرائی میں تیز
 سے کہہ کہ نہین گہراں سے یہ دریا گدہ وال سے آگے بڑھ کر جنوب کی سمت کو بہنے لگتا ہے اور انگریزی پر
 جنس و پہاڑی ریاستیں جبل سرسور میں گہرا ہوا دریا کی بائیں کے شمال سے تیرہ میل کا راستہ طے کر کر دریائے
 شاہو کی پاس پہنچتا ہے اس مقام پر دریا کی شاہو اسپین آکر شامل ہو جاتا ہے شاہو کی دریا بھی ایک ٹرا دریا ہے
 جو دہنے کنارے کی طرف سے آکر اسپین گہرا ہے شاہو کے شمال کے مقام سے ہر یہ دریا چالیس میل کا راستہ بہتا
 ہے اور چوٹیوں اور گہرائیوں کے اندر سے بہنے اور شور سے طے کرتا ہوا بہندہ سولہ ہزار چالیس فیٹ کے دریا کی چٹائی
 شامل ہو جاتا ہے ٹونس کا کل راستہ قریب سو میل کے ہی اور غرض سے نشیب کو آنا اسکا پنجاب وسطیٰ وادی میں ایک سو
 فیٹ شمار میں آتا ہے اور دو ہزار آٹھ سو تالیس فیٹ کس فیٹ نامیہ اسکی رہتا ہے دریا کے گہری ہر
 پہاڑی علاقے کو تھکا ہے بہندہ ہی چار ہزار چار سو فیٹ کے نکلتا ہے غرض اسکا ایک ہزار ٹرا نصف دایرہ کی شکل
 کا ہے جو دائرہ کے چوٹی سے ہلکے چر کے چوٹی سے شامل ہوتا ہے وہاں سے یہ مشرق کے طرف کو اور بہت جنوب
 مغرب پہنچتا ہے میل کے راستہ کو طے کر کہ بہت سی ندیاں اور چٹوٹیوں کے پانی اپنے ساتھ ملا تا ہوا دریائے شاہو
 شامل ہو جاتا ہے پھر یہ دونوں دھار میں ملی ہوئی سچاں میں کاہ استہ جنوب مشرق کے سمت کو طے کر کر
 دریائے جمین میں داخل ہو جاتا ہے میں شمال کے مقام پر یہ دریا ایک سو کس فیٹ فی ثانیہ طے کرتا ہوا پایا جاتا ہے

دوسرا حصہ دریائے ستلج کے مغربی کنارے سے لیکر دریائے
سندھ تک پٹی پنجاب کے ملک کے مال میں اس میں آٹھ تقسیم ہیں

پہلی تقسیم

پنجاب کے حدود و ارباب ہوا و تعداد رقبہ وغیرہ ضروری احوال میں

یہ ایک فراخ اعلاطہ شمال مغرب کے طرف ہندوستان کے ہے اور نام اسکا پنجاب فارسی و دفعوں سے مرکب
یعنی پانچ دریا ستلج بیاس ر آوی پنجاب و جہلم کے ہے مگر مورخان انگریز فرماتے ہیں کہ اس ملک میں
دریا سندھ ملا کر چھ دریا جاری ہیں اور دریائے بیاس کا اوسکار ہستہ اس ملک میں بہت کم ہے چوتھا
جا کر باقی پانچ دریاؤں ستلج ر آوی پنجاب جہلم سندھ کے جاری ہونے کے سبب نام اس ملک کا پنجاب
رکھا گیا ہے مگر یہ تقریر ادنیٰ دلیل پر نہیں ہے کیونکہ دریائے بیاس جو ہری کے مقام پر دریائے ستلج سے مل گیا
اس شمول کو صرف آٹھ برس گزرے ہیں پہلی دریا ہی اور دریاؤں کے طرح تمام پنجاب میں بہتا تھا اور
پرانہ اسکا اب بھی دور تک نظر آتا ہے اور پنجاب اس ملک نام شاہنشاہ اکبر کے وقت سے قرار پایا ہے
پنجاب کے پانچوں دریا ستلج بیاس ر آوی پنجاب جہلم ہیں اور دریائے سندھ انہیں شمار نہیں ہوا قدیم
حدود اسکے یہ تھے مشرق و جنوب مشرق کو دریائے ستلج و گمرند غرب شمال غرب کو دریائے سندھ شمال
کو کشمیر و کوہ جنون شمال مشرق کو کوہ کاگرہ جنوب کو دریائے ستلج یا گہارا جنوب غرب کو ملتان اور اس قدر
ملک انڈیشا ان چٹائی کے وقت تمام ہندو صوبہ لاہور علیحدہ حاکم ہوتا تھا مگر اب یہ منطہ سکھوں کی عملہ اچھا
سے وسیع ہو گیا اور جس جس مقام یعنی پشاور و ڈیرہ اسماعیل خان غازی خان و ملتان تک عملداری رنجیت سنگھ
کی ہوئی پنجاب کے ملک غمر ہو گیا اور حدود پنجاب کے اگلے تبدیل ہو کر شرق میں سرحد شمال میں کوستان کشمیر
جنوب میں آستان سرحد ملک پٹیاہ جنوب غرب میں علاقہ ہندو پور غرب میں کوہ سیماں شمال غرب میں کوہ غیر
وغیرہ تھے حدود مقرر ہو گئے بلکہ کوہستانی ملک کشمیر و ہند و لاخ و جمبود کاگرہ و ہندو سکیت و کاگرہ کے علاقہ
پہلی پنجاب کے تعلق اور اس کے متعلق کہلائی اور میدانی اور کوہستانی علاقہ میں صرف اتنا ہی فرق رہ گیا کہ وہ پنجاب کا
میدانی اور وہ کوہی علاقہ کہلاتا تھا اب اگر نیزہ کی عملداری میں مضندہ کے بعد اور یہی حدود پنجاب کے ہو گئے اور
قسمت پہلی و حصار دہانہ کا علاقہ ہے جس کو پہلے حصہ میں کر کیا ہے اس کے متعلق ہو کر محکمہ گورنمنٹی پنجاب علیحدہ
قرار پایا و منظم شکل و صورت شمال کی پنجاب کے سرزمین کے نصف دایرہ کی طرح معلوم ہوتی ہو چکا ایک گوشہ اس تمام

جہان دریا میریخ ند دریا سے سندھ کے ساتھ شامل ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ اوسکے مقابل شمالی کوہ ہمالہ
کی بنیاد کے پاس ہے طول اسکا شرق میں غرب کی پانچ سو چالیس میل اور عرض چار سو بیس میل اوکل سطح اتر سے اتر پانچ سو
میل اور قدیمی پنجاب کا ملک سطح سے سندھ تک لوٹا ایک سو اسی کوس اور عرض اتر سے جو کھنڈی ٹانگ جیسا سی کوئٹہ
ہیں اور کل ملک میدانی پنجاب کا پانچ سو دو اوبون میں تقسیم ہے جسکا ذکر علیحدہ تحریر ہوگا بلکہ بعض مورخ یہ بھی کہتے ہیں
کہ قسب ارقم ہونے پہلے دو اکون کے اول نام اسکا پنج دو اب کہا گیا تھا مگر کثرت استعمال سے دو کا لفظ محذوف ہو کر
پنجاب گیا و ہوان سطح اس ملک کا شمال شرق سے جنوب غرب کو دریاؤں کے رفتار سے ثابت ہوتا ہے کہ کل
دریا اوسکے اسی طرف گرتے ہیں پنجاب کا میدان ہی ہندوستان کے غربی حصہ سے بہت ہی کینونیکہ سطح سطح کا
جہاں سے اور جیسا کا سطح سے اور رادی کا جیسا ہے اور چناب کا رادی سے اور جہلم کا جیسا ہے اور سندھ کا جہلم
سے درجہ بدرجہ بہت زیادہ کرہ بالا کے سوا اسی اور بھی بہت ندیاں و ناسے لے چکی ہیں اتر سے لنگر سندھ
کو آتے ہیں اور ملک کو سیراب کرتے ہوئے دریاؤں میں شامل ہو جاتے ہیں جسکا ذکر اوپر سو قون پر آگیا گا
بھی اس ملک کے متعلق چھار مین بہت مین نشانی کے علاقہ مین لوہے کی کان اور نمک کا بھارت ہے سطح کوہ سلیما
کے نیچے کالہ باغ کے مقام پر تمام بھارت کا ہے بہت مقامات میں دھان نمک نکالا جاتا ہے ہنگری کی کان بھی
وہاں موجود ہے سونا بھی اکثر اوقات دریا چناب نالہ ہرو و سوان خصوصاً دریا سندھ کے رنگ مین نکلتا ہے
سرسے کی کان ہی پر پنجاب کے چار مین موجود ہے گندک کہ بھی با فراط نمک کے بھارت سے نکلتی ہے شورہ ہی وہاں
افراط سے بنتا ہے بلکہ شورہ تو پنجاب کے میدان کی شور زمینوں سے بنایا جاتا ہے چند مقامات میں سرکار انگریز
نے اب کوہیے کی کان مین بھی کوہ ہما کے اندر دریافت کر لی ہیں جو بیل وغیرہ بخاری کلونین جلا یا جا کر دگا
جناجہ کان مین کوہیے کے مقامات جو سیا دیانی فیل تو دریافت ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی مضبوط بنیہ لوگ انگریز
اس کام کو اسلے نامور رہتے ہیں کہ وہ بھارت مین کان مین دریافت کیا کہ یہ قدرتی ہندون اور دریاؤں و چشمون
کے سوا اسے سرکار نے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے وہاں باری وغیرہ مین مٹی نہیں کہو دو اگر ملک سیراب کیا ہے
پنجاب کا سطح پر پڑے لیکر کوٹ مین تک پڑا ہوا ہے چنانکہ جہلم کی طندی ایکڑ اچھ سو فٹ اور لاہور و امر
کے دو سو فٹ سندھ کی سطح سو چار سو فٹ ہے اور کوٹ مین کا سطح سو فٹ ہے اور کوٹ مین کا سطح سو فٹ ہے اور کوٹ مین کا سطح سو فٹ ہے
ہوئی کہ سون مین چلے گئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دریاؤں کے پہلے جہاں سے دریا پنجاب کا ہے ہمیشہ بہتا
آیا ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بہتا رہتا ہے چنانچہ دریا میریخ جو پہلے کوہ ہمالہ کے پاس تھا اب ہندو
سے سات میل پر شمال کے طرف بہتا ہے اور جیسا دریا نے بالکل ہمارا ساتھ اپنا چوڑا ویسے اور میری کے پاس
وہاں سطح سے مل گیا ہے اور رادی کوہیے کا وہاں کے پہلے چھوٹی تھی اور عالمگیر بادشاہ نے اوسکی بڑائی

سے لاہور کو چھانے کیوٹھی چھانے میں منہ ہوا تھا اب وہ دامن نہیں رہتی ہندوستان کے قلعے پر چھتی ہو
 علیٰ ہذا القیاس اور دریاؤں کے گرتے بھی اس طرح تبدیل ہو گئے ہیں آج ہوا پنجاب کے ملک کی اگرچہ ہر ایک وادی میں
 مختلف ہو مگر اکثر گرم خشک ہے اس کے واسطے ان اضلاع کے جو بھارت کے نیچے آباد ہیں وہاں کی آب و ہوا خشک نہیں ہے
 کوہستانی ملک کی آب و ہوا اکثر مقامات پر سرد تر ہے اور بھارت سے دور جتنا مسافت نشیب کی میدانوں کی طرف
 آتے جاتے ہیں اور سرد ہوا گرم خشک ہوتی چلی جاتی ہے شمالی ملکوں میں پنجاب کے بارش بہت ہوتی ہے اور جنوبی
 ملکوں میں بہت کم رہتا ہے واسطے ملکوں میں بارش بھی واسطہ درجہ کی ہوتی ہے پنجاب کی زمین نہایت
 عمدہ و زرخیز اور آباد ہے ضرورت اور سبکی اس کی ایسی ہے جیسی کہ کسی زمین پر ایک مرتبہ دریا چل چکا ہو سبکی بڑھ جائے
 صاحب خاصہ التواریخ لکھتا ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک دفعہ ہندو دریاؤں کی طغیانی پنجاب میں ہوئی کہ سنہ
 سے متعلق تمام عالم آب ہو گیا تھا اور مکمل بشیان اور پھر غرقاب ہو گئی تھی پنجاب کی زمین میں شور و گستاخ
 بھی اکثر مقامات پر پایا جاتا ہے مگر رنگی زمین دریا کے کناروں اور شور زمین اور سختیوں پر ہے جہاں
 پانی کم ہو چکا ہے پنجاب کے زراعتوں کو پانی اکثر ہر دن اور دریاؤں اور بارش سے ملتا ہے کہ نو میں ہی
 بکثرت جاری ہیں جن پر چرخ چڑھا کر پانی نکالتے ہیں پنجاب کے میدانوں کی سرحدیں معلوم اور اس
 درجہ کی ہے پھر ہاڑ دین سرحدیں بہت ہی اور اکثر مقامات میں بہت برکت ہوتی ہے مگر گرمی پنجاب کی سخت ہوتی
 ہے خصوصاً نشان کے خطہ میں تو تمام ملک سے گرمی ملنا عاف ہوتی ہے گرمیوں میں گرمی چلتی ہے اور اندھیر
 سرخ و سیاہ رنگ کی اکثر آتی ہے اور صفا موسم گرمی میں جب آسمان پر نہ تو گرد و باؤ بھی ہر کہانی ہوتی
 زمین سے آسمان کو جاتی ہوئی بہت نظر آتے ہیں گرمی کی بارش بڑی دور شور سے ہوتی ہے اور سردیوں
 کی بارش قطرہ قطرہ اور آہستگی سے ہو کر آتی ہے اس ملک میں بگل و بار و دیر اندہ بہت ہیں جو کوسوں تک چلے
 جاتے ہیں اگر نا واقف آدمی ان میں بھول جاوے تو زندہ باہر نہ نکلے اور زمین و سخت خد کر یہاں بھری
 چار لکھ اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ انسان کے چلنے کو زمین نہیں ملتی خصوصاً خالص شکر می اور جنگ میں تو اس سے
 بگل و دیر اندہ بہت ہیں اونکی سولے عام میدان میں پنجاب کے درختان پیل و ترہ و ڈھیک و بکائیں نیم و شیشم و توت
 و میر وغیرہ بہت ہیں دریاؤں میں بہوہ دار و درخت ہر ایک قسم کی کثرت کے ساتھ ہیں یہاں لکھا لیون کیلا
 ترخ شترہ انکور سیب پنجابی وغیرہ بشمار درخت قسم قسم کے باغات میں لگائی جاتے ہیں نہایت ہی یہاں شہر
 قسم کے ہوتے ہیں سکھوں کی عمارتیں میں قبضی و درخت لکھا گیا ہے اور سنہ و درختوں کے لگائے گئے ہیں
 ہندی اگرچہ سردیوں کی سرکاری عمارتیں ہوتی ہیں مگر احباب اضلاع کی توجہ سے لاکھوں درخت لکھ کر لگائے گئے
 شیشم و پرنا و شامہ و غیرہ اقسام کے لگائے گئے ہیں ہزاروں فیروز دیہات میں بڑے بڑے نیلے درخت لگائے گئے ہیں

غرض کہ تمام پنجاب عالم باغ ہو گیا شمالی کوستان کے درختوں کی پیداوار شمار سے باہر ہو مگر درختان و یو دار و
چشیر وکیل وغیرہ اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ کر در دن روپ کی اونکی لکڑی کی تجارت ہوتی ہے اور یوں کی
ہندو پیدائش ہے کہ سینکڑوں کو سون تھکے لکھا خشک ہو وہ تجارت لوگ لپٹاتے ہیں غرض کہ اگر
دوسرے بر روی زمین است و زمین است و زمین است و شمالی ہندو زمین سے بعض
خشک بی آب ہیں اور بعض سرسبز و پر آب و زرخیز اور بعض برفانی اس علاقہ کے پہاڑوں اور جنگلوں
میں سوائی جاتی ہے اور ہر ایک قسم کو دو دام پائے جاتے ہیں دریاؤں میں مچھلی بھی کثرت ہوتی ہے
پیداواری پنجاب کی ہر ایک قسم کا اناج و روئی و خشک و تماکو و پوست و فلغم و پیاز و خربوزہ و تر بوڑ
وغیرہ ہے اور دامن کوہ کے علاقہ میں نل بھی کثرت ہوتا ہے کشمیر میں زعفران و بادام و سیب
پیدا ہوتا ہے جبکہ نانی رومی زمین پر کہیں جاتوں نہیں ملتا کارخانجات ہی ہر ایک قسم کے پنجاب کے
شہر و زمین جاری ہیں جنہیں سے بڑا کارخانہ شالیا فی ہر پنجاب کے زمین و اسے آدمی بھی سب طرح کے تو ہیں ہندو
اور مسلمانوں کے ہیں ہندوؤں کے تو ہیں کپڑی اور ڈرے برہمن جنہو جو جام سکھہ وغیرہ تبلیغ سے لیکر جاتنگ
کثرت اور مسلمان کم میں شاید دوسرے ہندو اور ایک حصہ سید محل پٹان و ریشی جات اراہین وغیرہ لپٹا
مگر جات سے بڑے سرحد تک ہندوؤں کی زمین کم اور مسلمان کثرت بلکہ شاید در و دیوار جات ہزارہ ہیں تو
ہندو کہیں شیاؤ و ناد رہتا ہے اگر ہوگا تو برے نام اور طبع الاسلام ہوگا میدان سنگے شہروں کے ہندو کثرت
مالدار سوداگر سا ہوگا رسو و خور خصوصاً شہر امرتسر کے ہندو بڑے متحول ہیں اور مسلمان سب دنگو قرضدار
زیر دست کل پنجاب کی مردم شماری کا ذکر پہلے حصہ میں تحریر ہو چکا ہے اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل
اس واسطے قلم انداز ہوا مسلمان بادشاہوں کے وقت عربی و فارسی علم کی بہت ترقی تھی جو ہندوؤں و مسلمانوں
کو پڑھائی جاتی تھی ہندو اپنے ہندوؤں سے شاستری و سنسکرت ہی پڑھتے تھے سکھوں کے وقت ایک تیار
نوا ایجاد علم گورکھی رایج ہوا جو ہندو کم اور سکھ کثرت پڑھتے تھے اب سرکار انگریزی کی عملداری میں گورکھی
علم انگریزی کی پوجہ اول اور فارسی کی پوجہ ثانی اور عربی کی پوجہ ثالث اور شاستری و سنسکرت کی
پانچویں پوجہ ہو چکی ہے گورکھی شیاؤ و نا و کوئی سنگہ پڑھتا ہوگا مردوں کی تعلیم کے سوا عورتوں کی تعلیم
تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان میں پہل گئی ہے مگر ہندو سرکار کی توجہ اس کے باب میں ہے رہا یا کہ توجہ کم ہے
لوگ نہیں چاہتے کہ اونکی عورات انگریزوں کی طرح خواندہ ہوں جدھر چاہیں اپنے آپ ہی خط کتابت کر لیں
سرکار کی توجہ ہندو سرکار کے کیٹن بہت ہے اور ایک بڑی کشاہی ہندوستان میں پنجاب کو آئی ہے اور
امرتسر و لاہور و دیر آباد جہلم انکس ہوتی ہوئی شیاؤ و نا و کابل کو چلی گئی ہے اور دوسرے کین خاص لاہور

ملتان و فیروز پور کی طرف گئی ہیں بڑی شرکون کے دونوں طرف ہار بھلی لگائی گئی ہے دو طرفہ درخت نصب
 ہوئے ہیں سو اسے بڑی شرکون کے چوٹی شرکین بھی بے انتہا ہوائی گئی اور ہر ایک شہر سے دوسرے شہر تک
 پہنچائی گئی ہیں بڑی شہر پنجاب میں جالندھر ہوشیار پور امرتسر لاہور عثمان پشاوہ و وزیر آباد و قصو
 بندہ و آستان و وزیرہ خان و شیرہ اسماعیل خان لہجہ جلم جلالپور و بچاؤ آباد وغیرہ میں ہاؤس میں سری گرج
 کا گڑھ والا دیوی اور پور سکیت منڈی شہور میں پہلے بڑی گڑھی سکندر اعظم کے محلے کے وقت راجہ
 پورس کے ساتھ پنجاب میں ہوئی بعد ازاں سلطان سکیت میں محمود غزنوی کے سکھوں کے آخر سلطنت کے زمانہ میں
 گڑھیان و وزیریان و غارت گریان ہوئی رہیں جسکا کچھ محل حال حکام کی تقسیم میں تحریر ہو گا کاشعہ میں
 سرکار انگریزی کا عمل و دخل پنجاب میں ہو کر سکھوں کی ریاست ضبطی ہو گئی اور اس وقت تک وہ بھگت
 و گڑھیان ٹوٹ کر اس پر امن ہو گیا آٹھ سال کے بعد جب پنج سندوستانی ملازم سرکار انگریزی کی مفید و سر
 ہوئے تو دوبارہ تزلزل پیدا ہوا اگر غنیمت ہم دفع ہو گیا اور کاشعہ احوال ہی حکام کی تقسیم میں ہوا تقسیم کی
 خدمت میں عرض کیا جائیگا اب اس سال تک کہ سنہ ایک ہزار آٹھ سو اسی و تتر عیسوی اور ایک ہزار دوسو چالیس
 ہے ہر ایک طرح ملک بادور عبادت و ہے صرف بکاری و بیری و کاری و افلاس و تنگ دستی سفید پوشوں
 و غریبوں کے واسطے باقی ہے چوٹی تو میں لو مار بڑی ہمار قلی اسیر پشاور فقیر پھیل قلم و لکیر چپ چاپ
 گھر و زمین خون جگر کہا ہے ہیں عدالت کے وقت شاہ و گدا ایک ہے کیسی رعایت و حمایت نہیں ہوتی بڑی بڑی
 زیب بار جل ساز شوخ ہو گئے ہیں چارہ معاش لکڑی ایک دے دی اور تین گواہ جاتے ہیں اور جسکے ہاؤس میں مقدمہ
 دائر کر کر لوٹ لیتی ہیں اور جسکی نسبت جاہ میں ہو گا الزام لگا کر مایوس کر دیتے ہیں حکام انگریزی باد جو دیکھ
 اصل حال سے واقف ہی ہوں تو بھی شل سے کہہ دیتا کہ بر خلاف فیصلہ کر نہیں سکتی اور قانون کی پابندی
 کے تحت چارہ ہوا ہے تین زمیندار خوشو ملک سیراب نہیں جا سکا جاری ہیں معاملہ کی تحقیقات ہو رہی ہیں کہ انگریز
 بڑی ہے بویاری خصوصاً غلہ فروش ہر طرح آزاد ہیں جاہ میں گران بھیچیں اور ان کو دین سرکاری ملازم کو
 مینے گدرے پوری تنخواہ مل جاتی ہے دیکھو مقدمہ باز دن پل نو سو گواہ ہار وید کی آمد ہے غرض کہ بہت
 لوگ بے کشتی ابھی طرح سے خوش گذران کرتی ہیں سو اسے سفید پوشوں اور اشرافوں کے کوئی شخص تنگ نہ نہیں
 ہے اور سو اسے ملاکت اور بھی بیکار بجالا رہے ہیں کیونکہ سابق وہ دینی علم پڑھتے اور قرآن سکھاتے
 تھے اب اپنی علم کوئی نہیں پڑھتا اور نہ کسی قرآن بطریق محبت ہو سو اسے انگریزی کے اور علوم کی قدر
 نہیں سمجھتا وہ لوگ بھی محض بیکار ہو گئے ہیں اور ہزار در ہزار بیکاری میں گرفتار ہو رہے ہیں اگرچہ
 ایسی عمدہ عملداری میں ہوتا تو سبحان اللہ ہر تو کیا ہی بات تھی مگر سچ ہے ہر لالہ و ادائی دہر گل و خار

ہست بر نفس ذات اویس خانی چون دیگرگون کیست تو بھی حق را بناید بہفت انگریزی عملداری ایسی عملداری
 ہے کہ دارن سلف کے بادشاہ و راجے باوجودیکہ ٹہرے ٹہرے عادل و رحیم و کریم و سخی ہو گزری ہیں مگر ایسی دانا و
 ذی ہوش و حلیم الطبع و بردبار نہ تھے علاوہ تر لطف یہ ہے کہ انگریزی حکاموں کو کیسے دین و مذہب کے رسوم پر
 دخل نہیں ہے اور نہ چاہتے ہیں کہ کیسے اوپر زبردستی کر کر اپنے مذہب میں ملائین ایسی بے نقص عملداری کا
 نمونہ بنیں جو لوگوں ہند کے رہنے والوں کو چاہئے کہ ان کی ذات جامع الکالات کو غنیمت سمجھیں اور حکم الٰہی کی گنجائش

دوسری تقسیم از روئے قسمت ضلع و رقبہ قسمت دار و محکمہ دارین پولیس کوئل گاڑی و تار بجلی وغیرہ کے مہانین

گوشت انگریزی کے حکم سے کل خطہ پنجاب کا سوائے علاقہ جات قسمت دہلی و حصار دہلی کے سات قسمت اور
 تیس ضلع میں تقسیم ہے اور اگرچہ کل رقبہ زمین کا جو ان قسموں کے ماتحت ہے سب سے کہ اکثر اوقات کسی علاقے
 اور دوسرے رقبے میں بدلتا رہتا ہے اور قعدا و اسکی بخوبی قایم نہیں رہتی مگر فی زمانہ حقد رکھ کر ان
 قسموں کے زیر حکم رقبہ ہے جبرانیہ پنجاب انگریزی سے ترجمہ کر کے اس مختصر میں قسمت دار درج ہو گا پہلی قسمت
 پنجاب کی قسموں میں سے قسمت دہلی است ایسکا علاقہ دریائے ستلج کے غریبی کنارے سے بیاس کے شری گنا
 تک پہنچتا ہے اور حصار کٹر حاکم اس قسمت کو چاند ہر میں رہتے ہیں اور تین ضلع جالندہر و ہوشیار پور و کانگرہ
 اس سے علاقہ رکھتے ہیں اور اگرچہ ہزار نو سو پچیس میل اسکا کل رقبہ زمین ہے دوسرا قسمت امرتسر اس میں بھی
 خاص امرتسر و گورد و اسپورہ و سیالکوٹ تین ضلع ہیں اور پانچہزار پچاس میل رقبہ زمین ہے تیسری قسمت لاہور
 اس کے متعلق ہی خاص لاہور و فیروز پور و گوجرانوالہ تین ضلع اور آٹھ ہزار نو سو نو اسی میل رقبہ زمین ہے
 چوتھی قسمت ملتان اس سے خاص ملتان و شکرہ و جنگ و مظفر گڑھ چار ضلع علاقہ رکھتے ہیں اور ادیش ہزار
 تین سو پچاس میل اسکا علاقہ ہے پانچویں قسمت ڈیرہ جات و سرحدی اسکے ماتحت ڈیرہ اسماعیل خان و غار سجان و مٹواں
 تین ضلع اور علاقہ اسکا گیارہ ہزار میل مربع ہے چھٹی قسمت جہلم اسکے ماتحت ضلع جہلم و راولپنڈی و شاہ پور و گلا
 چار ضلع اور علاقہ اسکا اٹھارہ ہزار چھاسٹھ میل مربع ہے ساتویں قسمت کشمیر و جہلم خاص کشمیر و سرحد
 کوٹ تین ضلع اور علاقہ اسکا سات ہزار پانچ سو اٹھادس میل مربع ہے اور کل میل ان ساتوں قسموں کے آٹھ
 ہزار نو سو بیس تیس ہے اور اس ایک ایک قسمت میں صاحب گنڈا اور ایک ایک ضلع میں صاحب ٹٹی گنڈا حاکم
 ولایت زافو جہاری و دیوانی و کلکٹری میں با اختیار قانونی مامورین و ڈپٹی کمشنروں کے ماتحت جہاں
 درجہ اول انگریز و ڈپٹی کمشنر دوم و ڈپٹی کمشنر درجہ اول دوم و سوم انگریز یا ہندوستانی یا پنجابی وغیرہ تقریباً

اور جعفر جس میں پرگنہ مقرر ہیں وہاں ایک ایک تحصیل اور ہندوستانی یا پنجابی معاملہ کی تحصیل کہہ سکتے
 مامور ہیں اور کل پنجاب دار الحکومت و دار السلطنت شہر لاہور سے جابجاست گورنر جنرل بھادور مالک پنجاب اور
 حکام اعلیٰ حقیقہ گورنر پنجاب فائنل کمنشنر ہاؤس کا قیام لاہور میں ہے اور آج کل شہر لاہور شہادہ سے ایک دو ہائی ٹیکنک
 کل شہروں اور قصبوں پر حکومت کرتا ہے اور اعلیٰ حکام کے تشریف لے گئے سے اسکو وہ فخر حاصل ہے کہ کہیں نہیں
 ہوا تھا۔ **دارس** پنجاب تعلیم کا سرشتہ پنجاب میں شہر شہر قصبے قصبے گاؤں گاؤں جاری ہے
 اور جابجاست تعلیم کی واسطے مامور ہیں اور وہ فیض جاری ہے کہ خاص نام فقیر امیر اشرف
 اس سے بصرہ ورموٹی اور موٹی جاتے ہیں اور ہونگے لاکھوں روپیہ کا خرچ سالانہ اس کا خیر کے واسطے منظور
 ہو چکا ہے ہزاروں روپیہ مامور ہیں کہ کتابیں خرید ہو کر طلباء کو انعام میں تقسیم ہوتی ہیں اور یہی طرح
 خرچ زمانہ مدارس یعنی سنسکریٹ سکول اور کالج سرکاری واقع لاہور و نواح سکول یعنی تعلیم اعلیٰ میں جہاں
 معلم دیہاتی و قبائلی اگر تعلیم تکمیل پاتے ہیں وہ مدارس میں جہاں قیدیوں کو تعلیم دی جاتی ہے ان حساب
 بشمار ہزاروں روپیہ کی رپورٹ مجموعی میں نقد و مدارس کی دو ہزار اسی سو پچاس لکھ ہے اب اس سے
 بھی زیادہ تر ترقی ہے اور ۱۹۶۱ء و ۱۹۶۲ء دو سال میں نو لاکھ اور پچاس ہزار اسی سو روپیہ کل مدد
 خزانہ سرکار سے پانچ لاکھ باسٹھ ہزار چھ سو پچاس روپیہ صرف میں آیا اور خزانہ ضلع سے چھ پچاس ہزار
 چھ سو دو روپیہ سالانہ مدارس کے مکانات کے بنوانے اور دار الحکومت کرنے پر خرچ ہوا اور چار اسی ہزار
 نو سو چون کتاب قیمتی باقیں ہزار چھ سو اٹھاون روپیہ بڑی دفتر محکمہ ڈائریکٹری پنجاب فروخت ہوئیں اور
 تین ہزار نو سو ہتر کتاب نقیحات قیمتی ایک ہزار نو سو ہتر مختلف تقسیم ہوئی اور نو ہزار تین سو پچاس نو کتابیں
 تین ہزار چھ سو چھ سو روپیہ انعام میں طلباء کو عطا ہوئیں اور باوجود اس قدر خرچ کے طلباء سے کل شہر ہزار ہا
 شہر روپیہ خیر کی رقم وصول ہوئی۔ اور واسطے انجام و انتہام اس کا خیر کے ایک افسر اعلیٰ ڈائریکٹری
 بھادور مامور ہیں تشریف رکھتے ہیں جنکی تحریر ہر ایک کام میں باہر است بلاذریہ کسی اور افسر کے گورنمنٹ سے ہوتی
 ہے اور محکمہ ڈائریکٹری اور ڈائریکٹری لاہور میں متا ہے کل مالک حلقہ پنجاب میں انکے ماتحت چار حلقہ مقرر
 ہیں دن جلقون کے اندر ایک صاحب انسپکٹر انگریز اور ایک ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہے چار دن حلقہ میں چار دن
 انسپکٹر اور چار دن ڈپٹی انسپکٹر ہیں انسپکٹر ہی اپنے اپنے حلقہ کے با اختیار حاکم ہیں اور منطوری ڈائریکٹر صاحب
 کے کل کام انجام دیتے ہیں اور ڈپٹی انسپکٹر کل مدد اس کی خبر گیری و گرد آوری کرتا ہے اور طلباء کا امتحان
 لینا بھی اسی کے مشعلی ہے پچھلا حلقہ لاہور کا اسکی تعلق ضلع لاہور و فیروز پور و امرتسر و منٹگری ملتان
 و جالندہر و گورداسپور و ہوشیار پور و کانگرہ و ضلع میں دوسرا حلقہ انبالہ کا اس میں ضلع انبالہ و گورداسپور

اکثر اوقات غذا ضرورت کی شے بھی ہوتی رہتی ہے وہاں نجات یعنی محبس پہلے کل پنجاب میں جیسے تو اس وقت
ہو گئی تھی انہیں سے ایک جلیانہ قیدیان اہل فرنگ کے واسطے صلیح جالندھر میں بنایا گیا ہے ٹرا جلیانہ لاہور میں
جیل ہے جلیانہ میں قیدی با مشقت ہر ایک طرح کا کام کرتے ہیں اور کوئی ایسا کارخانہ یا خدمت یا شے نہیں ہے
جو جلیانہ میں نہیں ہو تا بڑی بڑی اعلیٰ قسم کے شاہیں اور کپڑا دریاں شطرنجیان جیسے جیسے ہیں کا غذائی
کثرت سے بناتے ہو کہ یہ ریلوے و سڑک آٹھنی پنجاب کے ملک میں ریلوے یعنی آٹھنی سڑک کے
اجر سے ہے ایک فیض عام جاری ہو اسے کیا سمجھی کہ ریل گاڑی کے چلنے سے پہلے ہی چند سال تک کارخانہ
تعمیر ٹرا و تیار ہی سڑک فاصلہ لاہور و ملتان میں نہایت سگری کے ساتھ جاری رہی اور سڑک کے بنانے اور
تیار کرنے کے کام میں لاکھوں ہزار روپے و زار کارخانہ داروں لکڑی و اینٹ و چونک لکڑی کے خاطر خواہ فائدہ
اٹھا ہے جب اہل جاری ہو گئی تو ساڈون دریا جنوں و بیواریان کو وہ آرام حاصل ہوا کہ تھری میں نہیں
جو ساڈون جاری رہتے کی سخت تکلف نہیں اٹھا کر دس دن کے عرصہ میں ملتان تک لاہور سے جاتا تھا اب
ایک ہی روز کے سفر میں بعد ازاں اسباب غیرہ نہایت آسانی کے ساتھ پہنچ جاتا ہے اور کہ یہ بھی خدا ہے
بھین و سٹاٹا علاوہ اسکے ریل میں سو رہتی یا آٹھنے کا بھی سادہ کو اختیار ہے اور واسطہ و رقم جو اس طرح
انسان کی بھی جس ٹرا اور ریل ٹھہرے ساڈون ترسکتا ہے یہ کارخانہ ریل کا ۵۵۰۰۰۰ میں ہوا لاکھوں
جاری ہوا اور اہل لائسنس لائسنس گزرتے ہزار ہا ملک پنجاب نے بذات خود ٹرا اسکے موتم پر اگر چاہی کے ریل سٹیشن
کچھ بنایا کہ وہی اور دس دن سے کل کارخانہ تعمیر ٹرا و اور تیار ہی سڑک کی جاری ہو گئی جب لاکھوں روپے
خرج ہو کر سڑک تیار ہوئی اور ٹرا و بن چکے تو پہلے پھل دسویں ماہ اپریل ۱۸۸۵ء کو لاہور و امرتسر کے درمیان
راستہ بنیں ریل میں ریل گاڑی علی پھر پانچویں مئی ۱۸۸۵ء ملتان سے تھیر شاہ تک تیرہ ریل اور ۲۴ اپریل ۱۸۸۵ء
کو لاہور سے ملتان تک دو سو آٹھ ریل اور پہلی نومبر ۱۸۸۵ء کو امرتسر سے بیاس تک چھتیس ریل اور یکم جنوری
۱۸۸۶ء کو میرٹھ دربانہ کے درمیان راستہ میں ریل گاڑی کا اجرا ہو گیا پھر بعد میں کل منڈوستان کی ریل کے ساتھ پنجاب
ریلوے میں شامل ہو کر چلی اور دور دراز سفر پہلی و اگر وہ لکھنؤ و کلکتہ و کراچی میں ہو گا جو مہینوں میں طر ہو گا
بلکہ لاہور سے پشاور تک آٹھنی سڑک کے بنانے کی واسطہ کام جاری ہو گیا یہ کام بھی چند سال میں بہت جلد
انجام پا کر ساڈون کے واسطہ وہ سہولت ہو گی کہ اب جہلم تک ریلوے جاری ہو چکی ہے آمد و رفت ہوتی ہے
فی الحقیقت آٹھنی سڑک کا بنانا اور اوپر ایسے ریل و آٹھنی گاڑی کے نہایت کے ذریعہ ہو جانا ایک نہایت
صنعت و نہایت خبر و آری کا ہے۔ اس عمدہ صنعت کی ابتدا اس طرح و برج کتبہ آٹھنی کے پہلے سڑک کے
سے کام لینے کا ایجاد سٹرو لومی صاحب انگریز سے ہوا بعد ازاں پھر جسٹس صاحب نے بھی اس کام کو بڑا فائدہ

تاریخی پنجاب تاریکی اور اجماع کا حال شروع و اگر صاحب کی کتاب سے خواہ وہ ہوں نے سنہ ۱۸۵۰ء میں تصنیف کی ہے اس طرح پیشکش ہو کر چند سال گزرے ہیں کہ اس عجیب و غریب صنعت کا ذکر صرف حکماء کے ذہانوں پر ہی جاری تھا پھر کچھ عرصہ کے بعد حکماء نے اس فن کے اسکام میں دست اندازی کی تو باوجود ہمت ہی محنت کے کچھ عرصہ کے بعد اس کا طور میں آیا اور سب کو یقین ہو گیا کہ یہ سراسر انجام نہیں پایگا مگر بعض عالیٰ درجوں نے پھر بھی اس کا پیہما نہ چھوڑا اور کوشش کرتے کرتے کہہ اسکام کی اصلیت کو پہنچ گئے اور میں نے ایک نو مشروطہ سے اس کو انگریزیت سے چھوڑنے کے بخوبی دریافت کر لیا کہ ان ان چیزوں اور آلوں کے ذریعہ سے ایک مقام کی علامت اور مقام تک پہنچائی جاسکتی ہے اس صاحب کے ساتھ ایک دو صاحب عظیم المہمت و آرزو دار کار و خشتی مشرک و صاحب تہذیبوں نے اپنی ہوشیاری اور کارگردانی سے اس کام کو جاری کیا اور سبکی محنت کا قصہ حال تھا کہ ہمیشہ وہ رمل کار کے ذریعہ سے ایک مقام سے دوسرے مقام تک سفر میں ہی رہتا اور اس کام کی تکمیل کے واسطے چند سال تک لگا کر کو پی گویا اس نے اپنا گھر و تدارک اور سبکی سفر محنت و جانفشانیوں کا بیہ شیعہ حاصل ہوا کہ اس نے اسکو جاری کر اپنا جنس کی اپنا مردانہ منت و احسان بندھنا یا اور میر کا یہ سے بڑا بہاری انعام پایا اور دوسرے جاسما یہ کام جاری ہو گیا ہندوستان میں پہلے جب کلکتہ سے میرٹھ تک راجہ کی قائم ہو گئی تو اول ڈاکٹر و دانشور صاحب کے ایک شعر جاری ہوئے کہ میرٹھ سے نو اب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں کلکتہ گیا جو انگریز کے اندر ہوشیاری اور اس قدر

عوض میں رہا ہے جواب الگ گویا اٹھ سو بیس میل پر تار برقی کے ذریعہ سے سو اگستہ میں خبر پہنچ گئی یہ تار تار پتھام
شہروں کے اندر چاند کی سر زمین میں ٹہرے ٹہرے شہر میں پہنچائی گئی ہوا درخشاں میں بھی لاہور و
دوسرے ملتان شاور وغیرہ شہروں کے درمیان اجڑا اسکا سبوتا بی ہو چکا ہے۔ عمل اس کام کا اصل میں صنعت
کبرائی ہے اور اسکے اجراء کے کوہ طہریت سے آگے نہ بڑھ سکتے ہیں وہ آگے اور نہ ہاتھ پتھر درسی ہیں ایک کا نام
میٹری ہے جس سے کبرائی یعنی بجلی پیدا کی جاتی ہے دوسری سوئی متناطبی ہے جس کے گردش کے عروق قرار دیکر
پیام بھیجے والے کا مطلب یافت ہو جاتا ہے پھر الہ میٹری سے الہ تاسیے اور جہت کی کئی تختوں سے بنایا گیا ہے
یہ تختیاں ایک دوسرے کے بعد ایک قسم کے ترش یا بی میں جھک گزرتی ہیں اس طرح ایک تختی پہلی پر چڑھتی ہے
پھر دوسری پر تار کی خانچہ پر ڈکڑا کر اس کے قطب ٹانگے ملتے ہیں تاسیے کے سرے کو قطب قرار دیا جاتا ہے اور جہت کے سر کو قطب
راستی کہتے ہیں ان دونوں قطبوں میں سے دوسرے کے علیحدہ علیحدہ کبریاں بنایا جاتا ہے پہلی جگہ کا نام قطب کوہ نام کے ملتا ہے
زجاجی و کبرائی اتنی ہی ہے جیسے دوسرے کبریاں اس کے کٹا شدہ رکتی ہیں خانچہ اگر سرے دونوں قطبوں کو بوسیلہ
کئی رکتی کے جو کہ کبرائی کا موصول ہے یعنی جھپٹو کہ کبرائی گزرتی ہے ملا دین تو یہ دوسرے کبریاں ملدے بجائے کے اور
اوپر کی طرف رکتی عجیب عجیب حیات پیدا ہونے لگے دوسرے آگے سوئی متناطبی اسکا یہ حال ہے کہ ایک چٹھی سوئی ڈالنے
کی ہے جس پر ایک تہر گڑا ہوا ہے اس کے چونچ ایک تھلا سا سوراخ ہے اگر اس سوراخ میں کوئی سلاخ لوسی کے
تو کہ اوپر و گر کٹری کر دین تو یہ سوئی پار و نظرف بے روک گہوگی اور چونکہ اس میں چپ تہر گڑا ہوا ہے اس لئے
اس میں بھی اسے کی خاصیت باقی جائیگی یعنی ایک سوراخ اسکا ہمیشہ زمین کے قطب شمالی کی طرف پیرا رہے گا اور دوسرے
سرا قطب جنوبی کے سمت کو اگرچہ ہم اس سوئی کو کسی طرف پھرا دین مگر وہ گہوم گہوم کر اسی طرف پھرنے لگے گا
ایک تھلا سا تار تاسیے کا لکھی گز لٹایا جاتا ہے اور اوس پر رشتی تاکا اس طرح لٹتی ہیں کہ سو اسے دوسروں کے
کوئی درخصہ اسکا دکھائی نہ دے وہ تار پھر لٹی کے موافق لٹا جاتا ہے جس کو ڈیڈ وٹر کو اپنی چاروں انگلیوں
پکڑے اور پھراؤنگیاں اس کے اندر سے نکال کے تو اس کے دھکے بھین ایک لٹا خالی مکان رہے جائیگا اس خالی
مکان کے چونچ سوئی کہی گئی ہے یہ سوئی اتر اور دکھن کھڑی ہوتی رہیگی اس حالت میں اگر لٹی کے کنارے دوسرے
سرف کو میٹری کے دونوں قطبوں سے ملا دیں تو دوسرے کبریاں اس تار میں گہوم گہوم کر اس میں لٹکی گز لٹے تار بھی
موصول ہے اور ہر ایک میٹری کے درمیان رشتہ جو غیر موصول ہے لگا ہوا ہے اس سے اس سے زمین سے سوئی اتر اور دکھن کی طرف
پہری رہیگی بلکہ دوسری یا بائیں کو گہوم جائیگی اور وجہ اس کی دوسری یا بائیں گہومنے کی یہ ہے کہ اگر زجاجی میٹری کا
اس لٹی کے اوپر کے سرے سے ملا یا جاوے اور نیچے کا سرا قطب یعنی سوئی کا شمالی حصہ بائیں طرف ہو
دوسری کو گہوم جائیگا اور اگر قطب بائیں نیچے کے سرے سے ملا یا جاوے اور قطب یعنی سوئی کا جنوبی حصہ

سوئی کا دوسرا سر زمین کو گہرے جانگیاں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ایک دہائی کلکتہ میں ہو اور اوسکی لچھی کا
 سر اوسے کی ٹرک کے تار کے سر سے باندھ دیا جاوے اور مقام میرٹھ کے تار کا سر ایشیائی کے ایک قطب نما
 سے ملا جاوے تو سر زمین کبریا کی کاموںے لگیا کر قطب کے دوسرا قطب بھی میرٹھ کے بٹیری کا دوسرا تار کے وسط
 کلکتہ کی سوئی کے دوسرے سر سے ملا دیا جاوے یہ دریاخت ہوا ہے کہ دوسرے تار کے لگائے کی کچھ حالت
 زمین سے صرف تاسخ دریاخت کہ میرٹھ کے بٹیری کے دوسرے سر سے ایک تار کے سر پر بٹیری کا دریاخت ہے
 لگی ہو میرٹھ کی زمین میں چاگا کاڑ دیا جاوے اور اوسی طرح کلکتہ کی سوئی کی لچھی کے دوسرے سر سے ایک تار
 کلکتہ کی زمین میں گاڑ دیا جاوے تو اوس صورت میں کے اندر ہو کر کبریا کی جاری ہوگی کیونکہ ہم زمین کی بھی
 سوسل کبریا کی اب تو یہ جاننا ضروری ہے کہ چونکہ کبریا کی دو قسم کی ہوتی ہے بیشک جیسا کہ دریاخت اور اسکو
 نہ لٹیکتا ٹکٹ ہا آسین بل سینگے اور اگر ایک تار بٹیری کا جو ایک ہی قطب سے ملا ہوا موجب ٹکٹ ہا دوسرے قطب
 کے ساتھ دوسرے تار کے وسیلے سے نہ ملا جاوے اور اس میں کبریا کی نہ بائی جانگی پس جو وقت کہ میرٹھ کے بٹیری کا
 ایک قطب اوس کی تار سے ملا ہوا ہے اور دوسرا زمین میں ہے تو کبریا میں دو قسم کی ایک تار میں ہے ہو کر اور
 دوسری میں کی راہ سے کلکتہ کو دوڑینگے اور ایک چھوٹی بھی کم عرصہ میں کلکتہ پہنچ جائیگی کیونکہ یہ معلوم ہو چکا
 کہ کبریا کی جو کہ دوسری صورت بجلی کی ہے بڑی تیزی سے چلتی ہے پس اب تار کی کبریا کی سوئی کو لچھی کے ایک
 سر میں ہو کر داخل ہوگی اور زمین کی کبریا کی دوسرے سر میں ہو کر اور لچھی میں گردش کر کے سوئی کو بائیں طرف
 مشاوری کی بشرط کہ میرٹھ کی بٹیری کا قطب حاجی لوہے کے تار سے ملا ہوا ہو اور زمین سے اور کلکتہ کی سوئی
 کی لچھی کا اوپر کا سر اوس تار کے دوسرے سر سے لگا ہوا ہو اور اگر میرٹھ کی بٹیری کا قطب ایشیائی زمین کی تار سے
 ملا ہوا ہو اور زجاجی زمین سے تو وہ طرف کو سوئی ہٹ جائیگی پس اس طرح ہم میرٹھ میں بیٹھ کر کلکتہ کے سوئی کو دہائی
 سے بائیں کر اور بائیں سے دہائی کو مٹا سکتے ہیں اگر لوہے کی تار کو بٹیری کے ایک قطب یا دوسرے سے ملا دیں اور
 انہیں سوئی کی حرکتوں پر حرف کا سمجھنا اور اوج سے نقطوں کا بنانا تجویز ہو سکتا ہے اس طرح کہ جب سوئی کے
 اوپر کا حصہ دہائی طرف بادل ہوتا ہے تو اس سے انگریزی خط حرف امی یعنی الف سمجھا جائیگا جب سوئی دو دفعہ
 دہائی طرف بادل ہوتی ہے تو حرف بی یعنی ب سمجھا جائیگا علیٰ ہذا القیاس تو یہ حرکتیں ہم میرٹھ میں بیٹھ کر اس طرح پیدا
 کر سکتے ہیں کہ اگر ایک زجاجی کے ٹرک کے تار سے ملا ہوا ہے بائیں تار میں ملن اور وہ تار جو زمین کے ساتھ
 ملا ہوا ہے دہائی تار میں ملن تو ہم آسانی سے کہی بائیں تار سے بٹیری کے قطب حاجی کو چھو سکتے ہیں اور
 دوسرا تار سے قطب ایشیائی کو چھو سکتے ہیں سر زمین کبریا کی کاموںے کلکتہ کی سوئی کو فوراً بائیں طرف کو مٹا دیا کہی
 ہم بائیں تار کے تار سے قطب ایشیائی سے چھو سینگے اور دہائی تار سے زجاجی کو چھو جب اوج حرف کی جگہ

تسلط نامنظور ہے لیکن تاروں کے ماتھے میں بکرنے اور اسطر جبریل کرنے سے کسی قباحتیں وقوع میں آجاتی ہیں اسلئے
 اون قباحتوں کے رفع کرنے کے واسطے ایک ادہ آکر بنایا گیا ہے جسکو بدل السیران کہتے ہیں اوسکو ذریعہ سہم
 بہت جلد اور آسانی سے سیران کھربائی کا کٹی لچھی کے اوپر اور کٹی لچھی کے نیچے سے کر داسکتی ہیں اور صلیح کہ
 ہم دستہ گویا نیکیا دسٹوں کلکتہ کی سوئی بھی ناکل ہو جائیگی پس جب ہر شخص کا خبر رسان ایک لفظ کٹی حرفوں سے
 بنا کر کلکتہ پہنچا تو وہ شکر کے تار کو جھٹھا کر کے اپنی سوئی میں لگا دیتا ہے اور کلکتہ کا خبر رسان اپنی
 سوئی کو جدا کر کے اوس تار کے شکر کے بدل السیران سے لگا دیتا ہے اور ہر شخص کے سوئی کو ایک دفعہ بائیں
 اور ایک دفعہ دھنڑ حرکت دیتا ہے اس سے پتہ چلا دھوتی ہے کہ میں اس لفظ کو سمجھا گیا اور اگر وہ نہ سمجھا ہو تو حرکت
 بخلاف کر داتا ہے چنانچہ ہر شخص سے وہی لفظ پھر سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح ایک کٹری ہی ہے جس میں ایک لفظ
 کھربائی کے سیران سے مقناطیس بنجاتا ہے اور کٹری میں ایک گنڈہ کر سجا نے لگتا ہے یہاں تک کہ مہتمم خبر
 اگر غافل ہو تو آگاہ ہو جاوے پچھلے اکثر اوقات کے وقت کام آتا ہے۔ سوائے اسکے بقدر شکر کٹی لچھی اور کلکتہ
 کے درمیان اقمہ میں اور دمان تار گہر مقرر ہیں دمان کے مہتمم ہی اپنے اپنے سویمان اور آگاہ تیار رکھتے ہیں
 اور شکر کا تار ہر ایک مقام پر سوئی کے لچھون کے ساتھ ملا ہوا رہتا ہے جس جب ایک مقام کی سوئی شکر
 ہوتی ہے تو سب شکر دن سویمان اسی طرح ہٹنے لگتی ہیں اور جو خبر ایک شکر کے واسطے ہوتی ہے وہ سب
 مخبروں کے مقامات پر پہنچنی شروع ہو جاتی ہے ہر ایک مقام پر کہ خبر پہنچنے سے پہلے وہیں سویمان کی حرکت
 ہر ایک کو آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ یہ خبر تمہارے شکر کے واسطے نہیں ہے تب وہ لچھی کے سرے کو تار کے شکر کے
 سلسلے سے ہٹا لیتے ہیں اور جہاں خبر پہنچنی منظور ہوتی ہے دمان ہی پہنچتی ہے۔ اکثر اوقات اس تار کو دریا کے
 پار لیجا نامنظور ہوتا ہے تو جس دریا کا ہناؤ کم ہو تو تار اوسکی اوپر سے گزر جاتی ہے تار کے بانی کے اندر
 تار کو باکر دوسرے طرف کے زمین کے اندر سے نکال دیا جاتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وہ حصہ تار کا جو پانی میں ڈوبا
 ہوا ہو کسی ایسے غیر موصل سے ٹرنا ہوا ہو کہ وہ نہ تو ترقی اور نہ ٹوٹے اور نہ کھربائی کو کلکتہ دے نہ نہیں قی پانی
 موصل ہے اور میں کھربائی بلکہ ضایع ہو جائیگی اس کام کے واسطے ایک قسم کا گوند تراش دیا جاتا ہے جسکو گٹا پرہ کہتے ہیں
 وہ تار پر لٹایا جاتا ہے اور زیادہ تر حفاظت کے لئے اوس گوند کے اوپر یکساں پتھر لٹایا جاتا ہے اس طرح کہ وہ اندر
 کے تار کو ہونا نہ پائے نقطہ ہر شمال کھربائی کا اور بہت سی کاموں کے لئے مفید ہے اور تار سے شکر ہی اس سے
 پیدا ہوتے ہیں چاہی کھربائی جو شیشے کے رگڑنے سے ظاہر ہوئی ہے اسلئے اوسکا نام نہ حاجی رکھا گیا دوسرے
 راشنی کھربائی رالی دلا کہ وغیرہ کے رگڑنے سے نکلتی تھی اسلئے اسے بھی مشہور ہوئی ہے وہ تار کھربائی رالی رگڑنے کے
 سوائے اور بھی بہت طرح سے پیدا ہو سکتی ہیں اور اصول اس علم کے یہی ہیں بلکہ سب چیزوں کے اندر بہت دور کو کھربائی

ملے ہوئے ہیں پر غیر محسوس رہتے ہیں آپس میں رگڑنے اور تیزاب وغیرہ ڈالنے سے محسوس ہوتا ہے
 جن جسموں میں تباہی ہو کر گذر سکتی ہیں وہ موصول کہلاتے ہیں مثلاً ہر ایک قسم کی دھات دھانی و شیشی و
 جسم حیوانی وغیرہ نم دار چیزیں اور جن جسموں کے اندر بجھ نہیں جاسکتی وہ غیر موصول کہلاتے ہیں مانند
 رال و لاکھ و شیشہ وغیرہ۔ اگر کسی جگہ کسی بلکہ پر بجلی گرتے تو بجلی کے کھربائی تار کے ذریعہ سے
 مخزون کے مقام پر پہنچ کر سب باب کو برباد کر سکتی ہے پس اسکے روکنے کے واسطے ہر ایک جگہ کے مقام
 کے باہر بوسے کے اوپر سے سلاخیں جھکوا موصول البرق کہتے ہیں لگے ہوتے ہیں ہر اگر کسی جگہ کسی بلکہ کے اوپر بجلی
 گرتے تو کھربائی اور اسکے مخزون کے مقام کے اندر پہنچنا ناہنگی اور موصول البرق کے راستہ زمین کے اندر
 چلی جائیگی اگرچہ بجھ موصول البرق شرک کے تار کو چھو بیٹھتی ہیں لیکن تار سے بہت ہی تھوڑی فاصلہ پر
 ہے اور بجھیری کے کھربائی کو کہ بہت لطیف ہے یہ طاقت نہیں ہے کہ اپنی راہ کو چھوڑ کر اور اس فاصلے کو پہنچا
 کر موصول البرق میں جائے اور اسکے ذریعے سے زمین میں داخل ہو کر بجلی کے کھربائی کو کہ بڑی طاقت دے رہے
 یہہ قوت حاصل ہے کہ وہ اس قدر فاصلے سے کہ موصول البرق میں اور اسکو ذریعے سے زمین میں چلی
 جاوے اور کھربائی کی یہہ عادت ہے کہ اگر اسکو دورا میں بلجائیں تو وہ وسیع تر راستی اور بڑی موصول
 کو پسند کرے اور زمین چلی جاتی ہے اس طرح بجلی کی کھربائی ہی جب تار پر کہ بہت تنگ راہ ہی موصول البرق
 کے پاس آتی ہے تو تار کو چھوڑ کر موصول البرق کو کہ کئی درجے تار سے موٹا ہے پسند کرے اور زمین چلی
 جاتی ہے اور اسکو ذریعے سے زمین میں نہیں کرینٹ و نابو دہو جاتی ہے فقط ۔

دریاؤں کے ضروری حالات اور اکون کے چمنوں و رفتا
و مسافت و طول و عرض کے بیان میں اور محل حال اور
نالوں و زندیوں کا جو اکون سے نکلتے یا داخل ہوتے ہیں

فی زمانہ جس ملک کا نام پنجاب ہے اوس میں پانچ دریا تسلیم کیا جاتا ہے چاب جہلم ہتھین اور ستلج
 ان دریاؤں کا اپنی اپنی مقام پر دریا سے سندھ کے ساتھ ہوتا ہے جو آخری چٹا دریا اس ملک کا ہی چونکہ
 ضرورت ہے کہ ہر ایک دریا کا علیحدہ علیحدہ فصل حال تحریر ہوا سو اسے تحریر ہوتا ہے ۔
دریا سے شلج ہلا شرقی دریا پنجاب کے دریاؤں میں ہے جسکا اخراج کوہ برفانی سرحد ملک
 چینی تار اور جبل ان سرو ورس ہے اور اس جبل کا سطح پتالیس کوہ ہے اور ان تلالی اور راون

ہر وہی اوسکو کہتے ہیں اگرچہ اصلی چشمہ اوس دریا کا اوس جبل سے اوپر ہے مگر چونکہ اپنی چشمہ سے چلکر بہت سونڈیوں اور چشموں اور جہلوں کے پانی جو شرتی کوہ ہمالہ پر ہیں جاتا تھا ہوا ان سرور کی جبل میں داخل ہوتا ہے اور پھر اوس جبل کے شمال مغربی کنارے سے نکلتا ہے اس واسطے بھی کہا جاتا ہے کہ دریائے ستلج کا چشمہ مان سرور کی جبل سے جبل سے تین فیٹ چوڑا نکلا اور شمال مغرب کے سمت کو ایک سو اٹھ میل کا راستہ بہت خوفناک و بلند و ناہموار و ویران پھاڑوں کو طے کرتا ہوا کہ وہ جناب کے مقام پر پہنچتا اوس جگہ دریائے ستلج شمال مغرب کے سمت اگر اسکے شامل ہوتا ہے اس شمول کے مقام سے تھوڑا سا اوپر بہہ دریا پچھتر فیٹ چوڑا ہے اور تہہ دریا کی ہموار اور سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار چھ سو فیٹ اونچی اور دریا بہت گہرا ہے اور انہی میل اس مقام سے اوپر دریا بے نہایت چوڑا ہے اور اوس کی بنچروں کے ذریعہ سے اوس کے اوپر سے پائے ہوتے ہیں شمول کے مقام پر ہوا دریا کا ایک سو بیس گز اوپر سے کم سے کم ڈیڑھ سو فیٹ ہے اور تیز روی سات یا آٹھ میل فی گھنٹہ ہے بلکہ تیزی کی یہ حالت ہے کہ اگر دریا کے اندر دو فیٹ تک پانی ہی ہو تو بھی آدمی پیادہ اوس سے پار نہیں ہو سکتا موضع لنگ جو اسی راستہ میں دریا کے واقع ہے بلندی دریا کی تہ کے اوس مقام پر دس ہزار سات سو پانچون فیٹ ہی بلکہ اوس بھاڑ کے اس دریا کو مختلف مقامات پر مختلف ناموں لگائے گئے ہیں دیکھنا دیکھنا ستپنڈو زینوگشی وحمید رنگ سے لکارتے ہیں بہر کے علاقے میں اسکا نام شتر شہور ہے بلکہ مندوں کے قدیم تواریخ میں ہی اسکا نام شتر لکھا ہے ومانے آگے اسکا نام دود اورس و ہیسو درس بھی لکھا جاتا ہے پھر نیچے آکر عام نام اسکا ستلج مقرر ہو جاتا ہے اور یہی ہے نام اسکا یعنی ستلج چشمہ کے مقام پر مشہور ہے دریا فی سافت میں جاسیج نام اسکے متغیر ہوتے جاتے ہیں اور کے حصہ میں اگرچہ یہ دریا بہت تر جلتا ہے اور غلے کے قوت غل کرتا ہوا اور ڈھیر دن جہاں اپنی ساتھ لیتا ہوا آتا ہے مگر ادب سے نیش کے انا اسکا حساب وسط فی میل ڈیڑھ سو فیٹ سے زیادہ نہیں چونکہ اب ہوا اس دریا کے پھاڑی کشتہ کے بز فانی ہے اس واسطے دو چھتر تک یہ دریا دو سو میل کے راستہ تک ہوا رہتا ہے اور پھاڑوں میں جن جن مقامات میں یہ پایاب نہیں ہے وہاں سے چھوٹوں کے ذریعے یا لکڑی کے ٹکڑوں سے مسافر اسے اترتے ہیں اور بعض لوگ گھاس کے پوتے باندھ کر اور اون پر سوار ہو کر دریا پار جاتے ہیں مگر وہ پوسے اکثر اوقات تھک کر فرور ہو جاتے ہیں تو اپنے سوار کو بھی عرقاب کر دیتی ہیں بعض مقامات پر آہنی ٹری ٹری موٹر و بنچیر دن کے ذریعہ سے دریا کے اوپر سے آمد رفت ہوتی ہے دریائے ستلج و ستلج کے شمول کا مقام بڑا خوفناک ہے اور پانی کا دھان بڑا گروا ہے اور جگہ دریا سے ستلج جو بلند پھاڑوں کے اندر سے نہایت تیزی و شگفتگی کے ساتھ

لکھتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا پھر زمین کے اندر سے نکلتا ہے پستی کا پانی وہاں صاف و عمیق و تیز بہتا ہے
 اور تیلج کا پانی میلا خاک آلود ہے اور شور کرتا ہوا چلتا ہے پہاڑ پستی کا مین سو فیٹ اور تیلج کا ستر فیٹ
 ہے پھر پستی کے ٹپے سے پھر ٹپہ اور یہاں تیز و عمیق بہتا ہوتا ہے کہ اس جگہ تپہ دریا کی معلوم نہیں
 ہوتی کہ کہاں ہے اور جہت درسی پھر بانڈہ کر لکھتے جاتے ہیں نیچے کو چلی جاتی ہے شمول کے بعد عام راستہ
 اس دریا کا جنوب مغرب کے گوشہ کو ہے وہاں سے ہلکے بہتوں کے مقام پر پلندی اسکی آٹھ ہزار دو سو بیس فیٹ
 اور چوڑائی ایک سو چھ فیٹ ہے اور ونگٹو کے مقام پر پلندی اسکی تپہ کی پانچ ہزار دو سو فیٹ اور چوڑائی
 بیانوین فیٹ ہے اور رام پور کے مقام پر پلندی تین ہزار تین سو ساٹھ اور چوڑائی دو سو گیارہ فیٹ ہے
 اور یہ سہاٹین اس کے اون مقامات پر ہوئی ہیں جہاں یہ بہت تنگ چلتا ہے اور لوگوں کی آمد رفت کو سہولت
 راستے و گزیر میں اور پل لکڑیوں کے بنے ہوئے ہیں سو اسی ان کے اور مقامات پر ہینا ڈور یا کا ڈیڈہ سونگ
 تک چوڑا ہے رام پور سے لیکر بلاسپور تک اکثر راستہ اسکا مغرب جنوب مغرب کے سمت کو ہے بلاسپور کے تال
 چوڑائی اسکا سو گز ہے اور سخت تیز بہتا ہے جب تھوڑا فاصلہ شمال مغرب کو مل کر تپہ تو لیکر ایک سو گز
 شمال مغرب کے سمت سے جنوب مغرب ہو جاتا ہے اور پھر دو شاخوں کے ذریعہ سے وہ ریتیلی پہاڑوں اور
 کوہ چھوٹان میں سے ہوتا ہوا پنجاب کے میدان میں رہنے لگتا ہے پھر کے پاس داخل ہو جاتا ہے یہاں اگر وہ دونوں شاخیں ایک
 ہو جاتے ہیں اس مقام پر طغیانی کے وقت یہم دریا تین فیٹ گہرا اور پانچ سو گز چوڑا ہوتا ہے اور ہندو کی کشتیوں
 وریا سے اترتے ہیں وہاں سے پھر اسی سمت کو چلتا ہوا فلور کے قلعہ کے نیچے پہنچتا ہے جہاں سردی
 کے موسم میں اڑھائی سو گز چوڑا اور سات فیٹ گہرا اور درجہ کا تیز روا اور طغیانی کے وقت سات سو
 گز چوڑا اٹھارہ فیٹ گہرا ہوتا ہے اس مقام سے آگے ہلکے جب ہری کے مقام پر پہنچتا ہے تو دریایہ بیاں کر
 اس کے شامل ہو جاتا ہے جو پانی میں اس سے بڑھ کے تمام راستہ اس دریا کا مان سرور کے محل سے لیکر
 وریا سے بیاں کے شمول تک پانچ سو چالیس میل شمار میں آتا ہے بیاں کے شمول کے بعد نام اسکا شیلجی بتدی لگتا
 نام سے موسوم ہو جاتا ہے پھر اس شمول سے مین سو میل ہلکے شمول اسکا جاپ کے ساتھ ہو جاتا ہے اور پنج ند نام کر
 وریا سے سندھ کے ساتھ جا ملتا ہے قدیم زمانہ میں یہ دریا ہندو اور سندھ و بیاں کے ناموں سے
 موسوم تھا اور اس میں بہت سی ہار ہی ندیاں وٹا کے پھاڑ میں شامل ہوتی جاتے ہیں جن کا ذکر پہلو حصہ کے
 پنجاب میں تقسیم میں تحریر ہو چکا ہے فلور کے پاس اس پر شاہ شکر جو سندھوستان سے پنجاب کو آتی تھی گزرتی تھی
 اور شاہ گزیر تھری اور شکر کے حکم سے اس مقام پر کشتیوں کا پل بنایا گیا ہے اور ایک مستحکم شہر آہنی پل
 یہل گاؤں کے آدھ رفت کے لئے بنایا ہے اور آمد رفت اس میں جاری ہے وریا می بیاں

پنجاب کے دریاؤں میں سے یہ دوسرا دریا ہے جو درہ روٹانگ کے جنوبی سمت کوہ لاہول کے پاس سے جہاں کے
 شمال مشرقی حد پر واقع ہے نکلتا ہے منڈی اسکی چشمہ کی تیرہ ہزار دو سو فیٹ سمندر کے سطح سے شمار ہوتی ہے
 وہاں سے یہ دریا بہت سی چشموں اور بھاری ندیوں کے پانی اپنی ساتھ لٹاتا ہوا اگلہو میں اور کھوسے جنوب کے
 سمت کو بہتا ہوا بعد ازاں کھوسے کے پانی اسکی مل منڈی کے متصل آہو پچتا ہے وہاں پر بھی اور چشموں
 اور ندیوں کے پانی اسکی ساتھ ملکر بہتا ہوا اسکا ڈیڑھ سو گز سے دو سو گز تک اور عمق بارہ فیٹ سے چودہ فیٹ
 تک ہوتا ہے منڈی سے مغرب کے سمت کو سمیت کے راستے لوہے کی کان کے پاس سے چکر بعد ازاں کرنی
 منافت پاس میں کھنا دون کے نیچے آتا ہے جس جگہ سردی کے موسم میں بھی چوڑا ہوا اسکا ایک سو پاس گز سے
 کم نہیں ہوتا وہاں دریا کے سیریاں دریا کے کنارے بہت اچھے ہیں اور اسی مقام پر ایک منڈی کیزارا
 پچاٹے ٹکڑے اسکی شامل ہو جاتی ہے پھر نادون سے پچاسی میل کے قریب شمال مغرب کی طرف بہتا ہوا کانڈان
 و دیروال کے پاس پنجاب کے میدان میں آجاتا ہے پھر وہاں سے جنوب کے سمت کو اسی میل چکر متصل موضع
 اندر سے دہری کے دریا میں شیلج کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے جاڑے کے موسم میں رفتار اسکی فی گنٹہ ساڑھے
 تین میل ہے مگر گرمیوں میں اس سے نصف چلتا ہے جو لاکھوں کے علاقہ میں اس دریا کے کنارے پر ایک
 بڑا عالیشان مندر مہا دلوکا اور ایک بارہ درمی راہ بنیاد چنکی ہوئی ہے اس مقام پر اس دریا کے اندر
 بڑا گرواب پڑتا ہے اور اگر کبھی کبھی اسکی اندر آجائی تو چرخی کے طرح چکر کھا کر ڈوب جائیگا اسکی چشمہ سے لیکر ستیم
 کے شمول تک دو سو نوے میل اور بیض تین سو میل کہتے ہیں اور شمول کے بعد دو دریا گھار نام پا کر جلتی ہیں پھر
 وہ دریا دیال پور کے پاس ہونچکر دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے ادھن میں سے ایک شاخ غرب کو بہتی ہے اور دوسری
 شاخ جنوب کے سمت کو ٹقبولہ دگھائی کے پاس ہوتی ہے اور ایک سو گز سے آٹھ سو گز تک بہتی ہے اور پھر
 شاخیں انہیں بجاتے ہیں پھر وہاں سے پنجوڑ کے علاقہ میں یہ دریا بہتا ہوا بہاؤ پور کے حد و دھن دریا میں ملتا
 یعنی اسی وقت چکر کے ساتھ ملتا ہے اور پنج ند نام پاتا ہے پھر یہ دریا بہت سی مسافت پنجاب کے میدان میں
 طے کرکے ستیم کے ساتھ ملتا ہے اب انہی برس گزرے ہیں کہ شمول اسکا ستیم سے مقام ہری کے ہو گیا ہے اور چوڑا
 رہتا ہے اسکا خشک پڑا ہوا دریا تک نظر آتا ہے چنانچہ قبضہ چوہان اسکی پرانے راستے کے کنارے پر آتا ہے
 اول یونانی لوگوں نے اس دریا کا نام مای فینس کہا ہوا تھا جو سب نے زمانہ دراز کے گزشتے گزشتے
 بایں گہ گیا مگر منہ و لوگ وہ بتیمہ اسکا اسطرح بیان کرتے ہیں کہ کوہ برغانی ہوانی میں ایک جہل بایں گہ
 نام ہے اس سے یہ دریا نکلتا ہے اور اس جہل سے کچھ دوری فاصلہ پر ایک مندر بناس جی کا بیٹا ہوا ہے جب
 یہ دریا مندر کے پاس آتا ہے وہاں درند یوں کا پانی اپنی ساتھ لٹا کر اور بایں نام پا کر آگے کو چلتا ہے غرض مندر

اس دریا کو بناس جی ہو جو انکو نیرگون میں بید کے علم کا بانی ہو ہے شوب کرتی ہیں بخلاف مورخان انگریزی کے کہ اوٹھون نے اس دریا کے حال میں کہیں بناس گند کا ذکر بھی نہیں کیا اس دریا کا غریبی یعنی دینا کنارہ بہت بلند اور دوسرا کنارہ زمین کے ہموار ہی اور طوفان اس میں ہشتہ شام کے وقت آتا ہے کیونکہ اس میں ہشتہ طغیانی برف کی پانی سے ہوا کرتی ہے سو دن بھر برف گل گل کر شام کے وقت پانی آتا ہے بڑا گندراں دریا کا وزیر ہلرہ و دیوال کا ہے اور شاہ شکر بھی وزیر کے گزرتے گزرتی ہے اور دمان ہی کشتیوں کا پل بند بار شاہ کشتیان اس دریا کے بہت ناکارہ ہیں جسکے کنارہ بہت است ہیں اور بہت جلد غرق ہو جاتے ہیں پنجاب سے جو برفل گاڈی دہلی کو جاتی ہے اس دریا کے اوپر سے گزرتی ہے اور ایک شہہ آہنی ٹرا بسنڈوٹیل اور سپرنا ہوا ہے جسکے اوپر سے برفل گاڈی کا گزر ہوتا ہے **ملک میں** تھیں اس نام کے دوہتر دو ایہ بہت جالندہر میں بہت بڑے نہرین ہیں اس میں سے جو ٹھکرہ ستلج کے طرف جاری ہے میں سفید اور دوسری ٹھکرہ بناس کھیرٹ ہی او سکھو کالی بنیتین بولتے ہیں اور یہ دو نہرین کوہ شمالی کی بنیاد ہے لکھنؤ تمام علاقہ کو سیراب کرتے ہوئے بناس میں داخل ہو جاتے ہیں برسات کے موسم میں ان میں بڑی طغیانی ہوتی ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ چلتی ہیں اس قدر کہ سواوی معین گزروں کے اور کہیں سے لوگ اور نہرین سے لے کر ایک گزیر کشتیان چلتی ہیں ان دو نہروں کے سولے ستلج اور بناس کے اندر کے میدانی ملک میں کل قلعہ تھیں چھتیس مصنوعی و قدرتی ہیں جن میں سے اکثر برسات کے موسم میں جاری ہوتی ہیں اور بعض تھوڑے سے پانی کے ساتھ نالندہ و اوڑمردی بھی پور وغیرہ کے پاس ہوتی ہیں اور ایک ٹھکرہ حاجی کے پاس دریا سے بناس سے لکھنؤ کو سیراب کرتی ہے اور چکیان بھی اس کے کنارے بہت چلتی ہیں حاجی پور کے شرق کے طرف ہی ایک قدیمی نالہ جاری ہے جو بناس میں جا کر مل جاتا ہے اور ایک ندی سوٹیا کے پاس برسات میں ہوتی ہے **دور یا می راوی** یہ دریا ٹیہرا دریا بناس کے دریاؤں میں سے ہے جسکی چٹہ اسکا کلو کو بھاڑ کے پاس ہے جسکو کہ بنگال بھی کہتی ہیں جو کہ روٹانگ سے تھوڑی سی فاصلہ پر واقع ہے چٹہ اپنی سے بہت مغرب ہے دریا چالیس میل کا فاصلہ طر کر لیتا ہے تو دریا نی اوریدیل دو دریا اور ہارون کے اندر ہوتی ہے چٹہ میں اور چٹہ میں دریا اور یا ہے جو کہ ہیرال میں چٹہ کی چٹیل سے جبکا نام ہا دیو کے چٹیل سے لگتا ہے وہ چٹیل اگرچہ عرض میں ایک سو سولہ فٹ تک ہے مگر طول میں بہت ہی اور بندہ لوگ اس چٹیل کو بہت شکر سمجھتی ہیں اور غسل کیو سطر دور دور سے آتے ہیں دمانسے چٹہ کے نیچے اور چٹہ سے اکیسویں میل اس دریا پر ایک ٹرا ایل بناس فٹ چوڑا شہہ بند ہوا ہے اس سے گزر کر کئی کوئی راستی علیحدہ علیحدہ ہیں و فتن و خفا و کشتہ کھیرٹ جاتے ہیں اور چٹہ کے راجہ کے طرف سے یہاں معمول ہو اگر دن سے لیا جاتا ہے دمانسے چٹہ مقام سول

یہ دریا اکیسویں گز چوڑا تھا اور اسی مقام سے پیرنچ اپنا جنوب مغرب کو سمت کو کر لیتا ہے اور اسی سمت کو شاہ پور و نور پور کے نیچے ہوتا ہوا سجان لور کے قریب بھاڑوں سے ٹکڑے پیدا نہیں آجاتا ہے بلکہ پور و پٹان کوٹ و کمانور و شمال و دریا تک برسر درستی گزر کر لاہور کے متصل شاہ جہانگیر کے مقبرہ کے نیچے ہوتا جاتا ہے اور اسی مقام کے مغرب کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر شاہ گدڑ ہے اور کشتیوں کا پل سرکار کی طرف سے بند کرتا ہے۔ کشتیوں کا انتظام سرکار کی طرف سے ہی کیا جاتا ہے۔ لال اکبر کو انجیر لاہور و دیرین کے سیر و حلق میں دیا گیا ہے۔ کشتیوں پر بارہ فیٹ سے لیکر چودہ فیٹ تک برسات کے موسم میں گہرا ہوتا ہے۔ سردی کے موسم میں پانی کا چھ فیٹ سے زیادہ گہرا نہیں ہوتا۔ لاہور سے تین میل نیچے جا کر یہ چوڑا ہے۔ مغرب جنوب کی سمت کو چلتا ہے اور تین میل تک راستہ طے کر کر تین شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ برسات کے وقت تین شاخیں جاری ہوتی ہیں اور بہت فانی کے وقت تینوں ٹکڑے ایک ہو جاتے ہیں۔ سردی کے موسم میں بڑی شاخ پر آب و روشا جنین خشک ہوتی ہیں برسات میں پانی اسکا پل بہت جاتا ہے کیونکہ اسکو کنارے ہمارے دریا میں کہ برابر ہیں اور اسی سے کچھ عین کم ہے اور پہلا کشتیوں کے راستہ اسکا بہت پیچدار ہے اور چھ پتار پڑتے ہیں اور جو لوگ کشتی کے ذریعہ سے پیرنچ سے گزرتے ہیں انہیں اس کا بہت کم ٹے ہوتا ہے اور اسی سبب سے انہیں جازرانی نہیں ہوتی کہ اگر دن بھر جاز چلے تو رات تک نہایت دیر بارہ کو سڑا رہے ہوتا ہے۔ ہر قدر کل راستہ میں چار لاہور سے شمول پنجاب تک سید مارا سٹہ اسکا حقیقی موضع اعلیٰ ہے لیکن رام چوڑا تک ہی کہ اس قدر راستہ میں یہ نہایت سیدھا چلتا جاتا ہے کہیں کے کنارے ہندوؤں کا اور دونوں کناروں پر اس کے ٹریٹریٹ پرانے سایہ دار کھڑے ہیں اور کہیں کسی درخت کو بھی اسکو اجڑا ہے۔ حد درجہ نہیں ہو چکا ہے کہ کہیں جہاں چھ پتار و پھل نہیں پنجاب میں آئی تو وہ موضع اعلیٰ کے قریب کھڑی اور تار کر نہایت لگو اور رام چوڑا تک برابر دیا میں تیرتے ہوئے چلے گئے جو کہ کوئی شخص کھڑی وں کا محافظ پاس تھا دریا اونکی حکم سے سیدھا ہو گیا ایسا کہ نگاہ اونکی برابر کھڑی رہی پھر مقام رام چوڑا وہ دریا کے ٹکڑے ہیں جہاں ایک شگاہ بنی ہے اور سردی میں دریا اس قدر راستہ تک سیدھا چلتا ہے اور قیامت تک اس طرح رہے گا۔ اس قدر راستہ تک اس دریا کو شکر و آہ کہتے ہیں و مشہور ہے کہ شکر نام ایک آدمی نے یہاں ایک کھودا اگر اسکا نام شکر و آہ رکھا تھا اور کنارے اس شخص کے بہت خیمہ بنوا کر درخت لگو اور خیمہ بعد گزرنے کے خیمہ زانہ کے اسی شخص میں بھیہ دریا آگیا اگر نام اس شخص کا آج تک مشہور چلا جاتا ہے بلکہ یہ ہے کہ سبب خیمہ ہونے کے دریا اون کناروں کو ٹوڑ نہیں سکتا اور اس قدر راستہ سیدھا چلتا ہے رام چوڑا سے لے کر گیسو ایسے ہو و قصبہ فاضل شاہ کے پاس جا کر یہ دریا پنجاب و جلم و دلی ہوئے نہایت چلتا ہے

اور تینوں ملکر تریون نام پاتے ہیں پانی اسکا بہت خیاب سرخ دیکر رہے اور آٹھ چھ سال بھر میں بھیج
بہت مقامات سے پایاب ہو جاتا ہے لاہور سے خیاب کے شمال تک اگر سید راستہ اسکا شمار کیا جاوی تو دو سو
کے اور اگر پیچ و خم اسکے شمار میں آویں تو تین سو اسی میل گنا جاتا ہے غرض انکیو اسی میل تو صرف خم و پیچ
خیاب کے پاس اگر بھیج تین دن انون کے ذریعہ سے اس میں شامل ہوتا ہے جن میں ایک دن مانڈرا اور دو چوٹی میں ہوتا
انگریزی اسکا نام ٹیڈر ایش کہتے ہیں اور سنسکرت کے زبان میں نام اسکا ایراوتی اور غلط الام راوی شہور
اس دریا پر متصل شاہ درہ لاہور سے جانب شمال و میل ایک آہنی پل رکھا گیا ہے اور بالکل جہلم تک
آمد و رفت جاری ہے شاہ شہر انگریزی چونکہ خیاب کے علاقے و دایہ باری میں ہاتھ کا ملکیت
اوپن تھا اور زر احقین صرف بارش کی امید پر ہوتی جاتی تھیں اور خشک سالی کی حالت میں بندہ اس میں
میں اپنی بوی ہوئی تھیں کہ بھی تلف کر بیٹھے تھے ہوا سطر سرکار انگریزی نے براہ رعایا نواری بھیج چاہا کہ ایک نی
کہو در اس کل علاقہ کو سیراب کیا جاوے ایسا کہ زمینداروں کو بالکل پانی کے طرف سے بے پروائی ہو جاوے
ہوا سطر اول منظور اس غرض کے کہو دے کی قیادت میں گورنمنٹ ہند نے ہوا کرشمہ میں کام شروع ہوا اور
بارہ سال تک تمام و کمال کام صرف باون لاکھ ہتھ پرانہ نو سو سو روپیہ کے ختم ہو کر پانی ہو گیا مادہ پور کے
مقام دریائے راوی کے بائیں کنارے سے یہ غرض شروع ہوتی ہے اور صرف ایک شاخ برابر دینا گرتی
بڑی جوڑی چلی آتی ہے وہاں موضع شیر کے پاس ایک درشاخ اس سے علیحدہ ہو کر کالا بالانگ جاتی ہے
بھیر کے اوکے بھی دو شاخیں ہو جاتی ہیں ایک شاخ تو موضع بال گڈہ و سبرادان و دہرم کوٹ و شام پور
و میان پور و موکل وغیرہ ہوتی ہوئے دریائے بیاس کے پرانے راستہ میں جا گرتی ہے اور دوسری موضع بھیر کے
چیمپ و چنگر آہن و خڈیاک و ناگربان و منڈوری و ترن تارن و شہاز پور و دیال پور و کلسان و محمود پور
ہوتے ہوئے اسی بیاس کے پرانے راستہ میں جا گرتی ہے یہ بیان تو ایک شاخ کے دو شاخوں کا تحریر ہو چکا
باقی بڑی اصلی غرض کا یہ حال ہے کہ وہ موضع شیر کے علاقہ دینا گرتے جگہ موضع تھانی وال و مصطفی آباد کے پاس
ہوتی ہوئی رٹڑ وال تک پہنچتی ہے وہاں آکر اوکے دو شاخیں ہو جاتی ہیں جن میں ایک موضع منڈی
قادیان و راج پور وغیرہ کی زمین کو سیراب کرتی ہوئی دریائے راوی میں مل جاتی ہے اور دوسری شاخ موضع
کلسان پور دینا و قلعہ لال سنگہ و خان قناد و خڈی وغیرہ پاس پاس ہوتی تھوڈی تک پہنچ جاتی ہے یہاں
اگر موضع ریا کے متصل اوکے دو شاخیں من جاتے ہیں اور غرض ایک شاخ تو موضع کھو وال و قلعہ کلسان
و داد پور و مادہ پور کے دو تہی کی و بھیر کی کاہلی و دہ پور و واگی و جگہ و سہیال و چاوانی میانہ و بھیر
دینا گرتی و شاہ پور ہوتی ہوئی راوی میں جا ملتی ہے مگر اسے کار کا بھیجہ ارادہ ہے کہ اس شاخ کو قصبہ ناگرتی

ہو چکا یا جادو اس لئے چنگ سو آگے داغ بیل لگ گئی میں دوسری شاخ رلیا کے پاس سے اگر سلطان وند و ہنگامی
 ہڑہ کلان مڑہ خور و خیر دین کے وینگیار ہی د کوٹ سو بھاو و دوی د جاسن ولد ہی کے در آو وند و ہنگامی
 و ہنگامی جاتی ہوئی ملتان کے علاقہ میں جا کر دریا سے راوی میں پڑ جاتی ہے اس شاخ کے اندر سے موضع
 جاسن کے قریب ایک اور شاخ نکلتی ہے جو موضع جالی وند ہی خور وند کے پاس ہوتی ہوئی موضع جالی کے متصل ہنیر
 کے برائے راستہ میں گرتی ہے اس خضر پربے و پربے بل و عمارت جاسن بنائی گئی ہے میں اور جھول کی آمدنی کے
 حصول کو اسطر ثربے ثربے محکمہ قائم ہوئے ہیں اور غلے اور عاکم و محمل بازم رہ گئے گئے ہیں ہنیر وند
 رجاہ و سوئی و چوٹی خضر میں اس کے لگا لگا زمیندار کر سون پرانی گئے گئی ہیں اور جس زمین میں کبھی کبھار پیدا
 ہنیر ہوئی تھی اب جھول میں نالج پیدا ہوئی ہے اس کے اجراء سے تمام ملک مانجھ کا باغ بن گیا اور زمین اور آدنی
 آدنی جس کے پاس ٹھوڑی ہی زمین تھی مالا دار بن گیا ہے بہت بڑا ہے اس کے اور کھوٹے زمین جلائے اور سوئی پر گئے
 کی انکو کچھ حاجت نہیں ہی تخم بونے اور غلہ کاٹنے اور پانی لینے سے کام ہے یہ قدر بہت دور کی ہوئی ہوگی اسکا
 کل شاخوں کے جاسو اسی میں ہے **کھنڈ** کھنڈ ایک تھوڑی خضر ہے جو ہرام پور سے چل کر
 نکلا کر کلانور کے نیچے ہوتی ہوئی سوڑیان کو آتی ہے اور اس سے مغرب کے سمت ہنیر وند ہی فاصلہ پورا دوی
 میں داخل ہو جاتی ہے یہ خضر جالیس کوں کے اندر ملک کو سیراب کرتی ہے کچھ زمین کے کر کے اسکا نام سیراب
 ہے کہ اگر اچھ کر کے اسکو کہو د وایا تھا اور بعض اسکو سلطان خیر و شاہ شلق سو مند کر کے میں ہرام پور
 سے کلانور تک بہت ہی مشہور کا پانی جمع ہو کر سمیں پڑتا ہے **میشیل** یہ خضر شاہ جالان بادشاہ
 کے عہد میں باو پور سے کہو دکر لاہور تک گئی اور ٹھہرے باغ شال مار کر اس سے سیراب کیا آواز اسکا بھی
 باو پور سے پانچ کوں قصبہ شاہ پور کے پاس سے ہوا اور دریا سے راوی سے نکالی گئی دھانے پیدا ہی ہے
 سجان پور اور میان پور سے دینا نگر و تیار کر اور تیار سے چھوٹے کو آتی ہے چھوٹے کے پاس اس کے دو شاخ ہوں
 ایک شاخ تو امرتسر کو چلی جاتی ہے اور دوسری شاخ لاہور کو آتی ہے شاہ جانی حکم سے نواب علی مراد شاہ
 اسیر لاہور و اصفہانی اسکو کہو دکر لایا اور ایک ہی شاخ سے لاہور تک لے آیا دوسری شاخ اسکی
 رنجیت سنگھ کہو دکر امرتسر لے گیا اور وان تالان و تھرم باغ کو اس سے پر آب کیا طول اس خضر کا مخرج
 لیکر لاہور تک چھائی کوں ہے۔ علاوہ اسکے ایک اور خضر راوی سے نکلا کر تیار کے نیچے ہوتی ہوئی تصور کو
 جاتی ہے اور تصور سے راوی کے سمت کو چھوڑ کر راوی میں گرتی ہے یہ خضر بہت ہی بہت سے خشک ہے ایک ہی
 سمیں پانی جاری نہیں ہوا اور **میشیل** یہ خضر دریا وند سے پیدا ہوا ہے اور تیار و تیار ہنیر وند
 مباح و پربے تیز و عمیق مشہور ہے قدیم زمانہ میں تو یامیون نے اس کا نام اس میں تھیر لکھا ہوا تھا

اسل نے اسکو چند بھاگا شہور کا اب شیر نام اسکا چاہا ہر جو پین اور آب و و الفاطس مرکب ہو پیر
چین اور چھ نام صرف ہو آملی مقرر ہو اگر نکاس اسکا کوہ سرحد یعنی تاتار سے ہے پنجابی زبان میں اب چاہا کا
لفظ بھی لکھ کر نام اسکا پھندا مقرر ہو گیا ہے تسلیم و بایں راوی و جہلم چار دن دریاؤں سے یہ دریا اپنی
پر آبی و عمق و بنا و طول و شیرازی میں فی الحقیقت زیادہ ہے چٹمہ اسکا کوہ لاہول کے مقام پر جولانچ
سے جنوب و رقبہ کے وسط میں ہے بہت بلند واقع ہے دمان ایک رہ کوہ رنگ کے دروں سے بسکی
بلندی شیراز قریب نیچے کی سطح سے ہے واقع ہے اس درہ کے نیچے کی طرف ایک بڑی پہل سے جسکو
چند ریاگ کہتے ہیں اس سے نکل کر یہ دریا چند نام سے موسوم ہوتا ہے اور بھاڑوں کے اندر ہی جب
جائیں میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو مقام ٹانڈ سے ایک اور دریا سراج بھاگا نام پر آبی و شیرازی میں اسکو
شمال کی طرف کوہ شاہوا اس سے اگر شامل ہو جاتا ہے خراج سراج بھاگا کا ہی اسی پہل چند بھاگا سے جو
چند رکھتا ہے اور یہ دونوں دریا چالیس چالیس میل کا راستہ اپنی ایک منہج سے مختلف راستوں میں طے کرتے
ہو کر ٹانڈ کے پاس باہم مل جاتے ہیں ٹانڈ سے یہ دونوں دریا چند ریاگا نام باکر شہر سے گزرتے ہیں اور
اور نہایت تیزی سے گزرتے ہیں ایک سو بیس میل کا راستہ طے کر گشتوار کے ملک میں پہنچ جاتے ہیں اہم مقام
ایک بڑی ندی جسکو سند اور مور و ر و دن ہی کہتے ہیں شمال کے طرف گزرتا ہے اگر اس میں شامل ہو تو
اور سکے بننے سے یہ دریا بڑا اور بڑا ہو جاتا ہے وٹانڈ سے پھر جنوب مغرب کی طرف بہتا ہوا انوکے میل کا راستہ
جھک کر خاب کے میدان کے قریب آ جاتا ہے اہم مقام پر ایک اور ندی کو ہی شمول ایک اور ندی کے کہ وہ دونوں
ذہیان نوشہرہ ونگلا دیو سے گزرتے گزرتے گزرتے کے قلعہ کے متصل باہم ملتے ہیں موضع حمید پور کے نزدیک چھاڑ
سے نکل کر اس سے مل جاتی ہے پھر ٹانڈ سے نکل کر یہ دریا بہت سا پہل کر اٹھارہ شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور
کل شاخیں پھر قصبہ ہلپل پور کے پاس اگر ایک ہو جاتے ہیں دمان ہی چھ قصبہ سو کوہ و وزیر آباد و رسول
پنڈی ہٹیاں و چنیوٹ کے پاس سے گزرتا ہوا افضل موضع علیانہ کے کہ جنگ سال سے دو کوس پر ہے و
جہلم کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے اکھنور پر عباسی میل نیچے وزیر آباد تک آئے اسکا جنوب مغرب کے سمت بہت عمیق و
پر آبی و پر گردابی کے ساتھ اور سردی کے موسم میں آدھار میل اور رسات میں آدھار میل تک چڑھتا
اس دریا میں چار رانی اچھی ہوتی ہے اور اکھنور کے مقام سے سو اگر لوگ بڑے بڑے کھدیاں و پودار
اور ضرور غیرہ کے جو بھارت سے خرید کر نکال لایا جاتے ہیں اس دریا میں چوڑے ہوتے ہیں اور وہ کشتیوں کی طرح
پانی پر دوڑتے ہوئے ہوتے ہیں جہلم کے شمال تک کل طول و درازی اس دریا کی چٹمہ کے مقام سے چھو
پانچ میل ہے اور شیرازی کی پہلی پوری پڑاؤ کی گھنٹہ پانچ میل اور سردی کے موسم میں فی گھنٹہ آدھار میل

شمار ہوتی ہے دریا مہلہ کے شمول کے بعد پچاس میل جنوب مغرب کو چکر دریا راوی اسپین آڑتا ہے اور
 گرمیوں میں ایک میل کے قریب جوڑا جاتا ہے اور عمیق اسکی گھاٹ ہوتی ہے مگر چار گز سے کم نہیں ہوتی راوی
 کے شمول کے بعد بعد سے گزے راستے اکیسویں میل کے جنوب مغرب کے سمت کو دریا گہارا یعنی شلج دیسا ساہی
 دریا اسکے شامل ہوتے ہیں شمول کے مقام پر گہارا کا پانی زرد اور خراب کا پانی سرخ علیحدہ علیحدہ ہوتا ہوا
 کوسوں تک نظر آتا ہے کل طول اور راستہ اسیکا چشمہ سے لیکر گہارا کے شمول کے مقام تک ساڑھے سو فیٹ ہے
 اس سے آگے اسکو خراب کوئی نہیں کہتا دریا بھی پنج ندیاں کے ہیں دریا کے کوئی چشمہ نہیں دریا پنجاب
 چھوٹے دریاؤں اور دریا کے چاروں طرف دریاؤں میں سے ہے اول یہ کہ پیر پچال کے جنوبی گھاٹی سے
 نکلتا شمال مغرب کے سمت کو گھاٹی کے نیچے نیچے دریاں درہ پیر پچال و رتن پچال کے ہوتا ہے جب دسی
 پچاس میل سے گزر کر قصبہ پونچھ کے پاس پہنچتا ہے تو ایک درندہ بھاڑ سے نکلتا اسپین آڑتا ہے اس
 ندی کے شمول کے بعد پنج ہسکا جنوب مغرب کو کر پڑی تیزی اور سختی و زور شور کے ساتھ چلتا ہے اسقدر کہ
 اگر سوار یا پیادہ ہر کسی ذریعہ کے اسے پار اور سے تو فی الفور بہہ جاوے یہ حالت اکثر طغیانی کے وقت
 ہوتی ہے اور پونچھ سے گزر کر بعض سکوندی اور بعض تہا نگ کوتی میں پھر جنوب مغرب کے سمت کو چالیس میل
 چکر موضع کوٹلی کے متصل دریاے راجوڑ اسپین آڑتا ہے اور شمول سے پھر تیس میل اوڑھے سمت
 کو چکر بہہ دریا دریاے پنجاب میں جا گرتا ہے **ڈاک** اس ندی کا مخرج کوستان علاقہ جموں
 سے ہے اور بھاڑ کے حد تک اسکا نام دیوکانڈی پکارتے ہیں اور پرمنڈل کہ ایک خاص عباد گنگاہ منوگا
 مہاراجہ جموں کے علاقہ میں واقع ہے اسی ندی کے کنارے پریمی دہان بہہ ندی ایک تیرتہ سمجھی جاتی ہے
 اور دور دور سے منو دھل کے واسطے دہان جاتے ہیں اور والی جموں کے بڑی بڑی مندر و عمارتیں
 عالی شان اسکے کنارے پر بنائے ہوئے ہیں بھاڑ سے نکلتا ساگڑوٹ کے علاقہ میں اسکا نام ڈاک مشہور ہے
 اس سے آگے بڑھ کر لاہور کے صلم میں اسکو باگہ بچہ پکارتے ہیں برسات کے موسم میں جب اسپین طغیانی ہوتی
 ہے تو ایسی و زور سے چلتی ہے کہ گز راوی یا چار پائیہ کا اسکے اندر سے نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکے تہ کے
 اندر ایک نہ دار ہے اور پیر پانچ نہیں سکتا بس پانی کے وہ رنگ پانچ کے نیچے سے سرک جاتی ہے
 اور اوپر سے پانی کا زور دھکا دیتا ہے اس سے آدمی ہو یا جانور فی الفور گر کر غرق ہو جاتا ہے ہضرت
 مقامات پر اسکے تہ میں سخت دلدل ہوتی ہے وہاں بھی گز ناگہوڑے دیو داوٹ کا محال ہے برسات
 کے بعد اکثر مقامات سے پھر ندی خشک ہو جاتی ہے اور بعض جگہ پانی رہتا ہے اور پھر ندی علاقہ تحصیل
 طغر وال دسر و سہ گز کر تحصیل رعیہ میں آتی ہے اور وہاں سے شرف پور کے علاقہ میں گز کر ملک کو سیر

کرتے ہوئے متصل موضع جہانپور علاقہ سیدراہ دریا سے راوی میں جاگرتی ہے لاہور و گجرانوالہ کے درمیان
 رہتے ہیں اس ندی کے اوپر ایک پرائیڈ شاہ دولہا بنوا یا ہوا جو وہاں **نالہ** ایک بہت بڑی
 دیہات تحصیل سیالکوٹ و ڈسٹرکٹ میں سے گزرتی ہوئی تحصیل وزیر آباد ضلع گجرانوالہ کو چلی گئی ہے منجھ
 اسکا بھی کچھ پتہ ہے جو ہر سال بھریں دیکھنے برسات سے پہلے بعض مقامات سے بھی خشک ہو جاتی ہے تب
 بھی بہت جاگرتی اسکا جاری رہتا ہے اس میں بہتے تھکسال میں برابر بھی جاری رہتی ہے مگر نالہ سیالکوٹ کے
 نیچے ہوا سے زرخیزان کے موسم میں بھی کم آب ہو جاتی ہے کہ کاشتکاروں کو اس طرح دھونے اور بنانے کا غم گزرتا ہے
 گجرانوالہ کا ایک جگہ رکھتی ہے اس کیونکہ ہوا سے اس ندی کے پانی کے اور کوئی پانی سیالکوٹ کے اندر کا غم
 بناتے ہیں صرف انہیں ہوتا اور اس کے پانی سے کاغذ بہت عمدہ و صاف و روشن بنتا ہے مگر وہاں اس ندی کا
 ٹوڑ و پھوڑ بہت ہے اور جاری ہو جاتی ہے برسات کے دنوں میں بڑی زور شور سے بہتی ہے اس میں سیلاب بہت ہے اس قدر کہ ندی
 کے اوپریے اونچے کناروں سے بھی پانی بہتا ہے جس میں پانی ٹپکتا ہے پانی ٹپکتا ہے پانی ٹپکتا ہے گروہ سیلاب
 اور تر بھی جاتا ہے فائدہ اسکی طغیانی کا دیہات سیالکوٹ و ڈسٹرکٹ کو بہت ہوتا ہے طغیانی کے وقت سیالکوٹ
 کے مقام پر اس ندی کے کنارے بڑا بھاری سیلاب ہوتا ہے اور تیرنے والے جمع ہو کر سرناموں پر پڑ جاتے
 اور انہیں بہت ہی سختی سے لگاتے ہیں اور ایک مل حضرت شاہ دولہا کا پتہ ہوا یا ہوا اس ندی پر ہی موجود ہے
نالہ کوئٹل المعروف دہن یہ بھی ایک بھاری نالہ ہے جو کہ جہانپور کے ٹکڑے سیالکوٹ کے
 علاقہ میں ہوتا ہوا متصل موضع جہانپور کے دریا سے جہانپور گیا ہے اس میں اکثر مقامات پر زمین بھی
 پانی ٹپکتا ہے جسکو مانج کے لوگ سم کا پانی کھتے ہیں اس کے کنارے پر چکان بھی بہت چلتی ہیں **نالہ رٹک**
اکسوزیلوا یہ نالہ چکک بنانہ علاقہ سیالکوٹ سے جاری ہوا اور پھر اوسے علاقہ کے اندر موضع
 گلوال کے متصل دریا سے چلتا ہے اس میں بھی قدرتی پانی شرم کار میں سے نکلتا ہے اور زمیندار
 جا بجا فائدہ ہوتا ہے **نالہ** ان نالوں کے کول علی سردان خان نالہ ملکیو نالہ سبرکوٹ و گجرانوالہ کا
 ہوا ان نالہ ہوتا نوالی و نالہ ہینا نوالی و نالہ جھری و نالہ وغیرہ ضلع سیالکوٹ میں جاری ہیں اور جنوب
 یعنی جہانپور بھی جوئے پتیا لیس شرم میں تی ہیں **نالہ لومی** یہ نالہ بھی کوہ متعلقہ ریاست جہان
 سے نکلتا ہے بلکہ شرم جہان اسی کے اوپریے کنارے پر آباد ہے اور شرم کے ریتی و اسے اسی ندی کا پانی
 پیتے ہیں اسے بھی ندی نہیں بلکہ بہت کم بہتی ہوئی دریا ہے جہانپور میں اگر شامل ہو جاتی
 جہانپور میں اس کے زمینداروں کو اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے برسات کے موسم میں اس میں بڑی طغیانی
 ہوتی ہے اور بڑی تیزی سے آتی ہے اس کے ساتھ چلتی ہے **نالہ گھوٹ ندی** ایک اقم ضلع

سیالکوٹ سے چھ نالہ نکلتا ہے اور اسی ضلع میں موضع بوبکان والہ کے پاس سکابنٹ ہے وہاں اسکا نام نالہ بوبکانوالہ مشہور ہے وہاں سے ضلع گوجرانوالہ میں ہو چکے ہیں ٹوٹ جاتا ہے اور پانی اسکا پہل کر کسی مقام پر چلتا یعنی چھوٹے چیلین میں جاتا ہے پھر اس میں آباد کے قریب سے بہورت نالہ نکلتا ہے اور علاقہ شرقیہ ضلع لاہور میں متصل موضع سیدا پور نالہ ڈیک میں پھیلتا ہے پانی اسکا زیندارون کے لئے بہت فائدہ بخش ہے بعض اوقات طغیانی نقصان بھی پہنچاتی ہے نالہ ملکہو یہ نالہ ضلع سیالکوٹ سے بطور سومہ زمین سے نکلتا ہے ماری پور اور اوس علاقہ سے چکر ضلع گوجرانوالہ کے علاقہ میں آتا ہے اور خاص میں زیر آباد کے مد میں متصل شمن سرج دریائے چناب کے ایک ٹالہ کے ساتھ شامل ہو کر چناب میں جا پڑتا ہے پانی اسکا نہایت مصفا ہے کہ درخت دھوبی لوگ سوائے اسکے اور کسی پانی سے کپڑا نہیں دھوئے بلکہ زیر آباد کے دھوبی جو بارہ چوٹوی میں اوتا مشہور ہیں نالہ ملکہو کے پانی سے انکو اوستا دینا کہتا ہے پانی اسکا زراعت کو فائدہ بخش نہیں ہے

پنجاب میں نالہ شندن واہ یہ نالہ علاقہ سیالکوٹ موضع گنگ ملکن کے پاس نالہ ایک سے نکلتا ہے ضلع گوجرانوالہ میں آتا ہے اور متصل موضع چک تھانہ نالہ ملکہو کے شامل ہو کر کچھ حصہ تو دریائے چناب میں جاتا ہے اور کچھ پانی دھانسی کے چکر کہلہ نئی میں تاتا ہے جب متصل موضع بوبل ہو چکا ہے تو شندن واہ نام سے مشہور ہو جاتا ہے دھانسی کے چکر اور مالاب ہرن تیار تک چکر پانی اسکا بارکی سرزمین میں جذب ہو جاتا ہے اسکر پانی سے زیندارون کو بہت فائدہ پہنچتا ہے زراعت مو بھی کی اسکے مد سے سنگم دن گھانٹو ہوتی ہے اور متصل موضع ارا یا نوالہ و جھڈور و کوٹ شمشاد بہورت پہل اسکا پانی پھیلتا ہے اور اس میں پہلی کارنگار بہت حاصل ہوتا ہے نالہ وگ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ موضع راکھی سے اس نالہ کا آغاز برسات میں ہوتا ہے وہاں سے چکر موضع چک تھانہ کے متصل دریائے چناب کے شامل ہو جاتا ہے اسکر پانی سے بندر پچھٹہ و جھلا زراعتون کو آبپاشی ہوتی ہے نالہ سکھہ شمن یہ نالہ موضع پھرنیاں متعلقہ تحصیل زیر آباد کے پاس دریائے چناب سے نکلتا ہے موضع کوٹ سلیم و باغ دیابری و کوٹ میان خان و علاوالہ میں کوٹ بان محمد و کاکٹال کے پاس سے گذرنا ہوا متصل موضع جاگو کے پھر دریائے چناب کے ساتھ چلتا ہے موضع کوٹ سلیم و باہری کے مد میں اسکے اندر سومال نکلتا ہے یعنی چشمہ کے طرح زمین سے پانی نکلتا ہے ۔

نالہ نکاسین والہ یہ نالہ مسات راجکوران مشہور نکاسین زوہ ہمارا جہد رنجیت سنگھ نے موضع نکاسین و ناسنگہ تحصیل گوجرانوالہ کے پاس نالہ ڈیک سے نکلا کر براہ شیخوپورہ موضع ہکھی تک پہنچایا تھا تاکہ یہ جاری ہو اور زیندارون کو ٹپے ٹپے فائدے سے اس سے ہوئی اب پچیس سال کے عرصہ سے یہ بند ہے اگر صفائی ہو تو پھر پانی اس میں جاری ہو جائے گا **دریا کے چھل** کشمیر کے پانی تارخون میں نام سے کہتا اور غالباً کسی کتاب میں بہت لکھا ہے اور یونانی لوگوں نے اسکا نام یہ اس میں رکھا تھا پنجاب میں

اسکو دریائے جہلم لکھا رہا ہے۔ مگر یہ نام اسکا قدیم نہیں ہے بلکہ تھوڑی عرصہ سے نام اسکا جہلم صرف اسو اسطر
مقرر ہو گیا ہے کہ پھر اس سے نکل کر جہلم قبضہ جہلم کے نیچے تھاتا ہے۔ مگر اسکا کوہ کشمیر کے کل پہاڑ میں مشہور
اور ندیوں اور نالوں دریاؤں کا پانی اسی کے ذریعہ سے پنجاب کے میدان میں بہتا ہوا آتا ہے۔ پہلے یہ دریا
چشمہ دیر ناگ یا کساناگ کے جھیل کوہ پر پھیلا ہے۔ نکل کر بارہ مولے کے درہ کے راستے پنجاب کے میدان میں آتا
پھر دگوار اسکا دریا ہے۔ اور وہ دریا پھلے شمال شرق کے گریٹون کوہ کشمیر سے نکل کر شیش ناگ
کے جھیل میں آتا ہے۔ پھر اسکا پانی لیکر جنوب مغرب کے سمت کو سچاں سہل کا راستہ طے کرتا ہے۔ تو دریائے
جہلم کے جنوب شرق کے سمت کو بہتا ہوا آتا ہے۔ اس میں ملتا ہے پھر وہاں سے دس میل کے مسافت شمال
مغرب کے ٹکڑے کر کے ایک دریا ہندی جو کہ سندھ میں دشتاد و ہری پور وغیرہ چوٹے چوٹے ندیوں کے گھرو
پر آب ہو کر اور چالیس میل کا راستہ طے کر کے آتی ہے۔ اس میں شامل ہو جاتی ہے۔ پس وہ دریا ہندی دریا شیش ناگ
اور ندیوں کا پانی لیکر دریائے جہلم کے آکر شامل ہو جاتا ہے۔ ان ندیوں میں سے دھلو ندی دریا ہے
اور کہہ دگوار بہت بڑی ہے۔ چشمہ اسکا اور دریائے جہلم کا ایک ہی شمار کیا جاتا ہے۔ دریائے دھلو
کے مقام سے اندر ہی اندر زمین کے چلتا ہے۔ اور کشاناگ ایک چوٹی سی جھیل بہت گہری کوہ پر پھیلا ہے
چوٹی کے پاس ہے۔ ہندی اسکی ہندو کے سطح سے بارہ ہزار فٹ شمار ہوتی ہے۔ وہاں سے دریائے جہلم
اٹھنے لگتا ہے۔ دگوار ندیوں کا پانی لیتا ہوا اور بہت زور شور کے ساتھ چلتا ہوا شہر سری نگر کے اندر داخل ہو جاتا
وہاں سے نکل کر ایک ہی جھیل کے اندر چکا نام واد ہے۔ داخل ہوتا ہے۔ اور واد کے داخل ہونے سے پہلے ایک
کوہ ہندی سند نام شمالی پھاڑوں سے نکل کر اس میں آ پڑتی ہے۔ پھر واد جھیل کے دوسرے طرف سے نکل کر بارہ مولے
کے طرف آتا ہے۔ اور مقام منظر آباد کو ایک شہر مشہور کوہ کشمیر کے پاس بناتا ہے۔ ہونچکر اس میں دریائے جہلم کے حدود
بہت ہی بڑی تیزی سے سرحدی کے ساتھ نکل کر آ پڑتا ہے۔ پھر حدود دیہلی دریائے کشن گنگا بشمول ایک وادی کے جو کہ وہی
سے نکل کر اس میں داخل ہوتی ہے۔ اسکے شامل ہوتے ہیں۔ یہ دریائے کشن گنگا بھی اپنی تیزی سے وادی دگوار
وچوڑان میں در مقام جہلم سے کچھ کم ہنر ہے۔ بارہ مولے کے مقام پر جہلم کے اوپر سات جھرا کا قدیمی مل بنا ہوا
ہے۔ جس کے اوپر سے آمد رفت ہوتی ہے۔ بعد شمول کشن گنگا کے جہلم بہت خوب گہر درج کے علاقہ کے اندر بہتا ہوا
موضع اور سند کے مقابل بسے کر لیں مسافت کیونکہ سہل کے چشمہ کے مقام سے پونچتا ہے۔ اسی نزدیکی میں ایک
اور ندی جھکا نام جو ناگ ہو کر ملی کے سمت سے آکر اس میں شامل ہوتی ہے۔ اور مقام سے بناد اسکا بہت چوڑا
بلکہ قابل جہاز رانی ہے۔ جو جاتا ہے۔ وہاں سے نکل کر پھر جہلم دریائے جہلم کے نیچے آتا ہے۔ جہاں شاہ گزر ہے۔ اور
سواہی میں چھوٹی رسات کے دھان کشتوں کا بل بند ہوتا ہے۔ وہاں اکثر اوقات سو ابرسات کو بھی دریا چکا

گزشتہ اور بارہ سے لیکر سو فیٹ تک گہرا ہوتا ہے اور برسات میں بننا ڈاگیا چھوٹے لیکر آٹھ سو گز
 تک زمین مٹا جہلم سے آگے چلکر رخ اس دریا کا جنوب کی سمت سر بدل کر جنوب مغرب کی گونہ کر دیتا ہے
 اور جلال پور کے پاس ہو کر تیزی سے اس قدر زیادہ ہو جاتی ہے کہ جہلم کے پاس فی گھنٹہ ایک میل اور
 جلال پور کے پاس فی گھنٹہ تین میل راستہ دلیا ہے اور پنا ڈاگیا کا جلال پور کے پاس برسات کے زمانہ میں
 سو اسٹیل تک ہوتا ہے اور چودہ غرق اور فی گھنٹہ چار میل راستہ ہوتی ہے دریا کی باڑ پر پہلی دگر چھ دیو لین
 وغیرہ اسم مقام پر کثرت ہوتی ہے جلال پور سے پھر جنوب کی سمت چلکر رشتاں کی گر باگ دھیرہ و خوشاڑ تھاپو
 جٹا سیال وغیرہ کے نزدیک آگے کر کے راستہ ہوا سو لوٹنے کیلئے پھر کے مقام سے دریا سے جدا ہو
 جاتا ہے اس مقام پر دو دریاں ملتی ہیں جن کے نام ہیں ایک تل سے زیادہ اور بارہ فیٹ
 تک عمق ہوتا ہے اور خاص دریا سے جہلم شامل ہے پہلے بانہ گز تک پڑتا ہے اور اسی دریا کے کنارے پر
 قصبہ جہلم و جلال پور کے درمیان تک بڑا عظیم دریا ہے جس کی ٹرائی ہوئی تھی جہن سکندر فتحیاب مع اقتدار
 اور ماسکے سسرک ملا یہ دریا چٹا دریا پنجاب کا پنجاب کے اخیر دریا کون سے شمالی و مغربی سمت پنجاب
 کے جاری ہے انگریزی تواریخوں میں اسکا نام انڈس لکھا ہے اور قدیمی نام اسکے آبائین یا آبندہ ہے
 ہے نہایت کے رہنے والے ایک واک کے نام سے پکارتے ہیں محض اس واسطے کہ پھاڑوں سے نکلتا ہے قلعہ انڈس
 کے نیچے پتا ہوا پنجاب کے میدان میں آتا ہے براعظم ایشیا کے ملک کے اندر یہ دریا رہتا ہے جسکی زفاری
 دھواچی کا حد و حساب نہیں ہے بڑے بڑے دریا اور ندیاں اور چھٹی پھاڑی ایسین شامل ہوتے ہیں اور
 دریا سے تاج دیاس درادی و پنجاب جہلم کا اذخاں بھی اسی دریا کے اندر ہے سیاحان فرنگ اعلیٰ حال اسکا
 سطح پتھر کر کے تین چھٹیمہ اس وسیع دریا کا شمالی ملک کوہ کیلاس کے اندر ایک دن رودہ نام جہلم چوں
 پھاڑ کو اہل منہو اپنے اعتقاد کے موجب شب جی کے رہنے کا مقام اور وطن بیان کرتے ہیں بلندی اس پھاڑ
 کی بلند کی سطح سے بائیں ہزار فیٹ شمار کی گئی ہے چھٹیمہ اس پھاڑ سے نکلتا ہے سنگہ آب نام باکر اکیو باٹھیل
 شمال مغرب کی سمت کو پتا ہوا جب کوہ کیگل میں آتا ہے تو رخ اسکا بدل کر جنوب مغرب کی سمت کو ہو جاتا ہے
 دان سے تھوڑا راستہ چلکر دریا سے الگ چوہا کوہ گڈہ ٹوپ سے شری زور شور کے ساتھ آکر اس کی پہلو
 کوہ گڈہ ٹوپ بھی مغربی بنیاد کوہ کیلاس میں واقع ہے جس سے وہ دریا نکلتا ہے ہزاروں کے اندر اپنا
 راستہ طر کرتا ہوا یہاں پہنچتا ہے شمال کے بعد سنگہ آب نام دسی سمت کو چلتا ہوا لاکھن خیل کے درہ کو
 آتا ہے پھر سراسر مل گہرے پھاڑوں کے اندر چلکر کوہ زتاغر میں آتا ہے یہ مقام شاہ جہن کے ملک
 کے دہری پانچر نیل کے فاصلہ پر ہے اور پندرہ ہزار فیٹ بلندی رکھتا ہے وہاں کی زمین پتلا میدان ہے

جنہیں شکار چلبلیں پانی کے موجوں میں اس مقام پر سولہ برسات کے چھ دریا ساٹھ گز چڑا ہے اور جو
 حد حساب نہیں ہے سردی موسم میں وہاں بہت کثرت برف کے اکثر مقامات میں دریا کا پانی بھیجم
 جاتا ہے وہاں سے پھر تین میل جنوب مغرب طرف چلکر استہ دریا کا شمال مغرب کے سمت کو بدل جاتا ہے
 اور یہ مقام ادکشی جو تین سو تیس میل شہر کے مقام سے ہے پونچرک ساجس گز چڑا ہوا جاتا ہے اور اسی چوڑا
 کی حالت میں تین میل اور طے کر کر شہر کی گئی نیچے جو دارالریاست کے دریا کے ملک کا ہے پہنچ جاتا ہے اس مقام
 بلندی اسکی ہندو کے سطح سے دس ہزار فٹ کی اور مسافت شہر کے مقام سے تین سو ساٹھ میل ہے اور
 بائیس فٹ کی بلندی سے پانی کو گرتا ہے پھر شہر کی سے شمال کو اٹھارہ میل چلکر مقام غیمون پہنچتا ہے
 وہاں دریا سے زنکار کوہ زنکار سے لے کر جنوب مغرب کے گوشہ سے شمال مشرق کے طرف بہتا ہوا اٹھارہ
 میں آگرتا ہے دریا سے زنکار بہت تیز واد گزرتا ہے اور اسکا پانی مصفا و شفاف اسلئے دور تک
 بعد شمول دو دریاؤں کا پانی علیحدہ علیحدہ بہتا ہوا دکھائی دیتا ہے پھر وہاں سے تین میل اور شہر کے
 مقام سے چار سو اٹھارہ میل چلکر کلت نہی کے مقام پر پہنچ جاتا ہے وہاں اس دریا پر لکڑی کا بیل بند ہوا
 ہے اس کے نیچے پچیس گز دریا چڑا ہے وہاں سے چلکر جب پچیس میل کا راستہ طے کرتا ہے تو دریا سے در اس
 کوہ شمالی و مشرقی کثیر سے لے کر اور شمال مشرق کے سمت کو توڑنے سے چل کر شمالی و مغربی ہندون اور چٹون
 ہندون کے پانی اپنے ساتھ ملتا ہوا اٹھارہ ہزار شوریہ سے اس میں آگرتا ہے اس شمول کے بعد یہ دریا شمال کے
 سمت کو چلتا ہے اور پچاس میل چلکر قلعہ کارس کے نیچے آتا ہے یہ مقام پر دریا سے ٹیول شمال کے سمت
 بہت سی دریاؤں اور چٹون کے پانی لیتا ہوا اس میں آگرتا ہے شمول کے مقام سے پچیس دریا سے ٹیول
 ایک سو ساجس گز اور یہ دریا اسی گز چڑا ہے مگر چھ نہایت عمیق و پر آب دریا وہ چڑاؤ کم آئے اس شمول
 کے بعد نام اسکا سنگہ باب سے بدل کر اباسین یا اباسندہ یا سندہ مقرر ہوتا ہے یہ مقام سے پچیس میل اور
 چلکر دریا سے سیکر کوہ اسکر دو کے شمال کے طرف سے لے کر اباسین داخل ہوتا ہے پھر نوے میل شمال مغرب
 کو نہایت ناگ پون شاگردون کے علاقہ میں آتا ہے وہاں سے تین میل طے کر کر ایک بڑی ہندی کوہ گلگت
 لے کر اباسین بڑی ہے وہاں سے پچیس میل چلکر مقام کوہ ایکو ہو سکتا ہے وہاں پر بہت ماحصد اس دریا
 پانی کا ایک بھاڑ کے فارمین گھٹا ہوا جاتا ہے وہاں سے پچاس میل تک استہ اسکا جنوب مغرب کو ہے
 پھر جنوبی سمت کو رخ بدل کر بعد طے کرنے ایک سو چودہ میل کے دورہ بند کے مقام پر آتا ہے جو شمالی حد
 صاحبان اگر نر کی حکومت کا مقام ہے اور دریا برسات میں وہاں سو گز چڑا یا جاتا ہے یہ مقام
 کلانہ سندہ کا چشمہ و لکڑاٹھ سو بارہ میل شمار ہوتا ہے وہاں سے آگے ساٹھ میل اور چلکر وضع میر والا کے

متصل پنجاب کے میدان میں آجاتا ہے چونکہ وہاں پہلاؤ اسکا بہت ہی اسلئے پانچ ہار مقام سے وہاں پایاب بھی کہلاتا ہے
 ہو جاتا ہے وہاں سے پہلے اور قلعہ اٹک کے نیچے آکر اٹک نام پاتا ہے یہاں بھی بعض بعض وقت سردی سے
 موسم میں پایاب ہو جاتا ہے مگر تیزی سے رفتہ رفتہ کہ کوئی چیز اوہیں ٹھہر نہیں سکتی رنجیت سنگھ والی لاہور اور
 اس مقام سے پایاب اور تیراگر اسکا شکر جب دریا میں بہل کر اترنے لگا تو وہ پایابی کے مقام سے مل کر ٹپے
 پانی میں جا پڑی اور بارہ سو آدمی غرق ہو گئے سلطان شاہ شجاع الملک نے سنہ ۸۰۰ میں اس دریا سے پایاب
 عبور کیا مگر اس وقت کہ دریا اپنی اوج اور پُر پائو پر تھا اور گرمی کا موسم تھا عبور اسکا گویا کر استار بادشاہ
 کی قبائلی سندی میں گنا جاتا ہے سبب تیزی پانی کے وہاں اکثر کشتیاں غرق ہو جاتی ہیں اور چونکہ ایک بڑا شہر حلالہ
 نام دریا کے کنارے رہتا ہے اس لئے اکثر اوقات کشتی گر کر کھار ٹوٹ جاتی ہے اور اس شہر کو حلالہ سو سہلی
 کہتے ہیں کہ جب اکبر بادشاہ کے وقت حلالہ منہ نے اس علاقہ میں فساد شروع کیا تو اکبر اور ہر اکبر اس
 دریا سے گزرا اور وقت کشتی خزانہ کی بہری پہی اسی شہر کے ساتھ گر کر غرق ہو گئی جب خزانہ نے
 یہہ پورٹ بادشاہ کی خدمت میں کی تو فرمایا کہ ہمارے واسطے یہ شہر بھی حلالہ غارتگر بن گیا ہے اور پور
 سے اس شہر کا نام حلالہ شہر ہو گیا اٹک کے نیچے تھوڑے سے فاصلہ پر دریا کے کابل جنکو اصل کابل جو کہ
 کہتے ہیں شمال کے گھاٹیوں کو اسفید اور جنوب کے گھاٹیوں کو ہندو کش و چپر اس کے اندر سے ٹپے ٹپے
 ڈیوں اور چشموں اور نالوں کے پانی اپنے ساتھ لٹا ہوا پڑی زور شور اور اوج کے ساتھ اس دریا میں
 شامل ہو جاتا ہے دریا کے کابل بھی اور مقام پر سندھ کے طرح پر آب تیز و دگھرا دھوڑا ہے بلکہ ایک نصف
 اوہیں سندھ سے بھی زیادہ ہے کہ سندھ کے شمول سے اگلے دریا کے کابل چالیس سل تک قابل جہاز را
 کے ہے بخلاف دریا سندھ کے کہ باعث تیز روی اور زریعت اس کے کہ اس کے اندر بڑی بڑی پہر پہر
 قابل جہاز رانی کے نہیں ہے ان دونوں دریاؤں کے تھکے رنگ میں اکثر مقامات میں سونا نکلتا ہے بلکہ دریا
 سندھ کے اوپر کے راستے میں بھی لگا اور اس کے شاخوں کے رنگ میں سے سونا نکلتے ہیں چنانچہ دریا موگہ ٹوپ
 سیوگ اسکرود کے شمول کے مقامات پر رنگ ہو کر سونا نکال جاتا ہے اور نیزہ و دکان شکر و کشمیر و کافرستان
 پگہلی و دھنور کے پاس بھی دھقان لوگ اسکی ریت کو دھو کر سونے کی رنگ نکالتے ہیں چشمہ سے لیکر دریا
 کابل کے شمول تک آٹھ سو ہتر میل سندھ کا راستہ گنا جاتا ہے دریا کے کابل کے شمول کے بعد دریا سندھ
 قابل جہاز رانی کے ہو جاتا ہے اور بہت سے چوٹے جہاز ملک سندھ وغیرہ سے تاجر لوگ وہاں لے جاتے ہیں
 اور انہی دریا کے ذریعہ سے لاکھوں روپیہ کے مال کی سوداگری شاہ در و کابل و خراسان و ایران
 وغیرہ ملکوں میں ہوتی ہے اٹک کے نیچے سوائے تین بہنے برسات کے نویسے تک کشتوں کابل مند بار

اور اوسے شاہ گدڑ سے بڑی شرک گذرتی ہے دریا اٹک کے مقام پر پانی سو چالیس فیٹ چڑا ہے اور بہت
 میں ساٹھ فیٹ گہرا ہوتا ہے اور یہ مشہور مقام اٹک کا ایکڑ فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے اور سترہ
 ہزار فیٹ میں دریا کے چشمہ سے پست شمار ہوتا ہے اور راستہ دریا کا آٹھ سو ہتر میل ہے اس مقام کی پستی کہ
 اگر آٹھ سو ہتر میل تھا اور مسافت پر پہلا دین تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ دریا بیس فیٹ کے قریب فی میل بلند ہو
 سے نیشک کو آتا پھر اٹک کے مقام سے سمندر تک پستی اسکے میلون پر پہلا دین تو فی میل ایک فیٹ گہرا ہوتا
 گو یا حقد ر اٹک سے سمندر تک کے راستے کے میل میں پستی ہی اسی قدر فیٹ ہے پھر اٹک کے مقام سے
 یہ دریا بہت جنوب و کچھ بائیں جنوب مغرب بہتا ہوا انگلیں بھاڑوں کے قطار کے اندر گہس جاتا ہے جو کہ
 مشرقی استقام کوہ سفید دگرہ ہمالہ کے بنیاد میں واقع ہے اٹک سے دس میل کے کچھ دریا بھاڑ میں
 داخل ہوتا ہے وہاں سے سو میل حکم کا لہ باغ کے بھاڑ میں آتا ہے اور بلند بلند چوٹیاں بھاڑوں کے
 سنگردن گر بلند اسکے کناروں پر دکھائی دیتے ہیں چونکہ اس مقام پر پانی دریا کا صاف صاف بہت کے
 رنگت کا ہے سو اسے چھان ایکو نیلا کہتے ہیں اور ایک پستی بھی وہاں نیلا کے نام سے موسوم ہے
 اس راستہ میں مقام گورنر تریب جو اٹک سے بیس میل کے فاصلے پر ہے زیادہ سو فیٹ تک چڑا اور ایکو اسی
 تک پہنچتا ہے اور تریب وہی اسی ہوتی ہے کہ دس میل کا راستہ ایک گنٹھ میں طے کر لیتا ہے پھر دریا
 کا لا باغ تک پہنچا اس دریا کا ایکو فیٹ سے چار سو فیٹ تک مختلف مقامات میں ہے اور بلند ہی اسکے
 کناروں کی بھاڑوں کے اندر شرفیٹ سے لیکر سات سو فیٹ تک بلندی کی حالت میں اس حصہ کے اندر
 دریا کی چڑھائی تریب بھاڑ میں فیٹ کے ہو جاتی ہے جب یہ دریا کالا باغ کے نیچے کے میدانوں میں آتا ہے تو
 پانی اسکا میدان کے اندر پہل جاتا ہے بلکہ کالا باغ سے کچھ اوپر بھی بعض مقامات میں چار سو اسی گرتک پہلاؤ
 اسکا نظر آتا ہے کالا باغ سے نیچے کے میدانوں میں شرفی کنارہ اسکا بہت ہی اور غری کنارے پر ایک بلند
 بھاڑ ہے جو دریا سے قلعہ کے شکل اور دریا اسکے نیچے فذقی کی طرح نظر آتا ہے کالا باغ سے کوٹ مٹھن تک
 یہ دریا جنوب جنوب مغرب کے سمت کو قریب میں سو چالیس میل کے بہتا ہے اور اس قدر راستے میں دو گنا
 اسکے پستہ میں سو اسٹیل برسات میں پانی اسکا تمام ملک گیتان و ڈیرہ اسماعیل خان و ڈیرہ دین بناہ و
 ڈیرہ غار سخان وغیرہ علاقوں میں پہل جاتا ہے اور جہاں تک نظر کام کرتی ہے سو اسی پانی کے اور کچھ
 نظریہ ہوتا ہے اس دریا کی بلندی تریب فون کے موسم بھار ہوتی ہے بلکہ چڑھائو و کٹا اسکا نہایت باہت
 و باقاعدہ ہے کیا معنی کہ اول مارچ میں اس کے اخیر میں ٹڈا و اسکا شروع ہوتا ہے اور جولائی و اگست میں
 بلندی اسکی اوج پر ہوتی ہے پھر ستمبر کے اخیر اسکا گہراؤ کا آغاز ہونے لگتا ہے جنوری و فروری میں

برہن بالکل منجمد ہوتے ہیں بہت ہی سست ہوتا ہے طغیانی اسکی کالا باغ سے لیکر کوٹ مٹھن تک مقدار آٹھ فیٹ کے ہوا کرتی ہے اور اس قدر بہتہ میں اور بھی بہت سے ندیاں کوہ سلیمان میں مختلف مقامات سے نکل کر بہت آگئی ہیں چنانچہ دریائے گرم نبون کے ملک کو سیراب کرتا ہوا اس میں داخل ہوتا ہے اور ایک دور دریا پڑا عمیق و چوڑا جسکا پانی نہایت صاف و صبر کے طرف سے آکر اس میں شامل ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس دریا تھوڑا دور یا سو ان بھی بائیں کنارے یعنی مشرق کے سمت سے آکر اس میں گرتے ہیں اور بہت ندیاں ایسی بھی ہیں جسکا پانی طغیانی کے وقت اس دریا تک پہنچتا ہے بہن سردی میں وہ ریگستان کے اندر ہی گم ہوتا ہے پڑا کالا باغ و کوٹ مٹھن کے درمیان میں آستہ میں سب بہت چوڑی ہوتی دریا کے بارش کے پانی کے طغیانی میں گرم ہوتی ہے مگر کالا باغ سے اوپر جہاں جہاں اسکا بہاؤ آستہ تک پہنچتا ہے بارش کے پانی کے داخل ہونے کے سبب آستہ یا نوٹ تک پانی دریا کا اپنی اصلی حالت سے اونچا ہوتا ہے کوٹ مٹھن اور ہلکے درمیان طغیانی کے وقت پانی اسکا سفر ہی کنارہ سے اوچل کر ملکوں میں بہل جاتا ہے اور تیس میل تک پانی ہی پانی نظر آتا ہے اور سو وقت کوٹ مٹھن کے نیچے تیس میل چوڑا اور اتنی چھایا سی فیٹ گہرا دریا ہوتا ہے دو یا تین میل نیچے کوٹ مٹھن کے قاضی کے مقبرہ کے پاس دریا سے نیچے دریائے تلج و بیاس وادی و چٹا جلم بائیں ملے ہوئے دریا شرقی کنارے کے طرف سے بہن آکر شامل ہوتا ہے اس جگہ پر دریا کے گڑھی اختیار خان ماتحت یاست بھاو پورا و دوسرے طرف قصبہ راجن پور آباد ہے یہ شہر کا مقام سمندر کے دھانہ تک رسونے میل کا راستہ ہے دریا سے نیچے اس شہر سے اول اگر پندرہ زیادہ چوڑا ہے مگر سندھ میں گہرا و تیزی رفتار اور پانی زیادہ ہے بعد شہر کے دریا کم سے کم دو ہزار چوڑا یا سو میل پہنچاؤ میں ہوتا ہے اور سب گہرا سے اس کے بہت بہن دریاں سیلا و گدرا خاک آستہ کوٹ مٹھن کے پاس سب بہن کنارہ دن کے پانی سندھ کا پہل کر شکار پور تک پہنچ جاتا ہے رڈری شہر کے نیچے جا کر یہ دریا کوہ سنگ حقائق کے اندر داخل ہوتا ہے اور یہ وہ بھاڑ ہے جو مقام کج گڈاؤ سے شروع ہو کر سر زمین شرقی علاقہ جیلہ تک پہنچتا ہے اور پہلے علامت پایا جاتا ہے کہ اس سے پہلے یہ دریا مشرق کے طرف رخ کر کر کوہ چھاتی کے شمالی بنیاد کے نیچے بہتا تھا اور اس تمام ہموار ملک کو سیراب کرتا تھا مگر اب جب ہوا و سطر سورخ دریا کا سٹ گیا ہے تمام ملک ویران ہو کر جنگل بن گیا اس چھاتی بھاڑ کے اندر صرف یہ دریا سندھ ہی جاری بہن ہے بلکہ چند میل شرق کی طرف ہلکے ڈری کے اوپر کچھ کم فاصلے پر ایک درندہ سی اس بھاڑ کے اندر جاری ہے جو اپنی سر آبی ہمواری میں پھوڑا ندیوں سے زیادہ اور وہ ندی بھاڑ کے اندر جنوب شرق کی طرف بہتی ہوئی جنگلون اور ریگستانوں میں بہل کر ختم

ہو جاتی ہے اور بارش کے موسم میں بھینڈی بھی طغیانی میں آکر اور سمندر کے طرف مایل ہو کر کوڑی کے مقام تک پہنچ جاتی ہے شہر و ڈرامی کے پاس چار جزیرے جوڑے ہوئے ہیں ٹرا جنہیں ہیکر ہے اور قلعہ ہیکر میں ہیکر کے اندر نامہوا ہے قلعہ کے پاس ہونچکر دریا و شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور دونوں شاخیں قلعہ کو احاطہ کئے ہوئے ہیں قلعہ سے آگے ہیکر بھیرودہ دونوں شاخیں ایک ہو جاتے ہیں ہیکر کے قلعہ سے سجاس میل آگے ہیکر مغربی نالہ جو ایک بڑی شاخ سندھ کی ہے اس سے علیحدہ ہو کر اور ایک سو میں میل ہیکر اوس موضع پر کہ چار میل سہوان کے جنوب مشرق کو ہے پھر اسی دریا میں مل جاتی ہے اور سہوان کے متصل جو ایک کٹی جیل نامہ پانچر نام سے مشہور ہے طغیانی کے وقت اسی نالہ سے اسپین پانی ہونچتا ہے پانچر کی جیل میں میل سے ایک سو چار میل تک دور ہے بلکہ طغیانی کے وقت سجاس میل سے بھی زیادہ دور اوسکا ہوا جاتا ہے اور حقد رخصہ زمین کا دریا سندھ اور پانچر جیل کے درمیان ہے اوسکو اڑواں کہتے ہیں سہوان کے مقام آگے ہیکر اس مقام تک شاخ دریا فوہیلی کی سندھ سے جدا ہوتی ہے اسی میل کا فاصلہ ہے وہاں دریا سندھ اپنے کناروں سے بہت ہیست جلتا ہے سولہ سے لیکر بیس فیٹ تک پانی کے سطح سے کنارے بلند ہیں اوسکے بعد حقد رخصہ طغیانی کا پانی بہت کم رہتا ہے اور زمینداروں کی زمینیں دریا کے پانی سے سیراب نہیں ہوتیں نیز ایشون کو پانی کنوئیں کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے۔ شاخ فوہیلی کی ایک بڑی شاخ سندھ کے مشرقی کنارے بارہ میل شہر حیدر آباد سے سمت شمال نکلا کر کوہ گونجا کے متصل جنوب مشرق کے سمت کو ہوتی ہے اور اسی بھار کے اوپر شہر حیدر آباد آباد ہے وہاں پر وہ شاخ مغرب کے سمت کو رخ کر کر اچھٹے کرنے مسافت پندرہ میل کے برابر ہے دریا سے مقام ٹرنکل جالتی ہے اس شاخ کا نام فوہیلی اوس مقام پر ہے جہاں بھہ دریا سے علیحدہ ہوتی ہے آگے کچھ تھوڑا سا راستہ جنوب مشرق کو چلا کر ایک گونی کے نام سے دیکھارے ہیں طغیانی کے وقت بہت سا پانی دریا کے فران کا بھی فوہیلی کے شاخ میں آ پڑتا ہے اور وہ پانی دانہ کوری تک پہنچکر سمندر میں جا کر بہتا ہے دانہ کوری کے مقام کو خلیج سمندر بھی کہتے ہیں کیونکہ اوسکا پانی سمندر کی طرح بالکل کنار ہے جب کہیں بہتا ہے طغیانی سندھ میں ہوتی ہے تو شاخ فوہیلی اور سندھ اسپین بلکہ ایک ہو جاتے ہیں میں میل سندھ سے ورے دریا سندھ سات میل جوڑا اور بیس فیٹ عمیق ٹرے دانہ کے اندر ہوتا ہے سندھ کے شاخوں سے بڑی شاخ ایک شاخ ہے جسکو پٹیری کہتے ہیں اور وہ مقام بناسی دریا سے نکلا اور چالیس میل کا راستہ طر کر کر حیدر آباد کے نیچے جاتی ہے طغیانی کے وقت اسپین جہاز بھی چلائی جاتے ہیں پھر شاخ میر کے دانہ کے راستے سمندر میں جا گرتی ہے دانہ کے متصل بھہ شاخ دونوں میل پور سے اور پھر ایک بارہ فیٹ تک گہری ہے میر کا دانہ کوری کے دانہ کے متصل مغرب کے طرف واقع ہے۔ شہر ٹرنکل

سے بقا صلیب میل کے ایک در شاخ گلیری نام کی مغربی یا رستے کنارے سندھ سے نکلتی ہے اگر بانی اس کا بھائی
 اور بگستان میں ضرب ہوتا تو شہر ٹٹہ کو یہ ہمیشہ جزیرہ بنائی رکھتی مگر اب بھی طغیانی کے وقت یہ شہر کو احاطہ
 کرتی ہے شہر ٹٹہ سے پانچ میل در سندر سے ساٹھ میل در و شاخین سندھ سے نکلتی ہیں اور غیب سے ایک
 کا نام بگاڑ ہے جو مغز کے طرف ہوتی ہے اور دوسرے کا نام سنا ہے جو دریائے سندھ کا پرانا راستہ لیکر جنوب
 کے سمت کو بڑی تیزی کے ساتھ روان ہوتی ہے۔ مول اور موٹنی اور و شاخین سندھ سے نکلتا سنا
 کے مشرق کے طرف کو چلتی ہیں اگر وہ آب وہ خشک ہیں مگر دانہ ان کو قائم ہیں ان دنوں و نو میں سے
 مول کا دانہ بہت چڑا ہے کہا سیر کے دانہ کے مغز کے طرف جاری ہے اور سکو موٹنی کا دانہ بھی
 کہتے ہیں اس کے بعد عند میل مغز کے طرف دانہ کو کی و اڑی ہے مگر اب باعث کثرت ریک کے بند ہو گیا
 اجر کے وقت ایک ہزار اکیس گز چوڑا تھا دانہ سنا کا پانی طغیانی کے وقت دانہ گیدی و اڑی میں بھی جا
 گرتا ہے جو ایک در دانہ مغز ہی سمت کو ہے یہ دانہ ٹٹہ نام کے طغیانی کے وقت تبدیل ہو گیا تھا اس
 شاخ میں بوقت طغیانی بانی بقدر آٹھ فیٹ کے ہو جاتا ہے شمال مغز کے کنارے کے پاس اس کا دانہ چھ
 ہے اس کے پاس ایک اور دانہ جو ایکاس ہے جو بانگر میں جا کر گرتا ہے اور چوڑا اس قدر ہے کہ طغیانی کے وقت
 اس میں جہاز رانی ہوتی ہے جہاز میں جو یاد و نو دانے ہو جاتے ہیں وہاں پانی ہوتے ہیں سو اسے ان کو شاخ دبا
 گورانی و شاخین سندھ کے ملکا ایک در دانہ علیہ بنتا ہے اس کے پر سے دانہ گدی اور اس کے بعد یہ
 دانہ پستی کر کے شہر بھی پستی دانہ بہت چوڑا اور گہرا ہے کہ عیدہ دانوں سے شمار ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ سے کراچی
 کے طرف آمد رفت ہوتی ہے اور دفانی جہاز چلتی ہیں کوڑی دانہ کے جنوب مشرقی گوشہ لیکر گدی کے شمال مشرقی
 گوشہ تک ایک سو تیس میل کا فاصلہ در میان ہے اس فاصلے میں بہت ہی اور بھی پانی ندیاں و شاخین و دانے
 جاری ہیں جن کا شمار کرنا مفصل ہے ہر وہی کے موسم میں تو سندھ کا پانی سمندر میں ایک در شاخ کے ذریعہ سے
 گرتا تو طغیانی میں سب دانے اور شاخین جاری ہو جاتے ہیں دانہ سنا کو میکھا و دنیا بھی لوتی ہیں
 سدی کے موسم میں بھی جاری رہتا ہے سندر کے شمال کے وقت یہ دریا تیراز و شور کرتا ہے سنا کو دانے کے راستہ میں بگیت
 اس سے کثیر اوقات جہاز ریک میں نہیں جاتا ہے شہر و دانے سندھ کے خشکے ذریعہ سے پانی کا سمندر میں جاتا ہے جو
 چھوٹے دانوں کے کل تیرہ شمار ہوئے ہیں ہلکا کوڑی دوسرا سیر تیر امول جو تھا کہا یا سچو ان کو کی و اڑی
 چھا گدی و اڑی سا تو ان جہاز میں آتو ان جو انو ان دیا و سو ان تیا نی گیار ہوا ان کنڈی بار ہوا
 پتی تیر ہوا ان گدی اس ریائے اندر جب سندر کے جوش اور اچھلنے سے پانی آتا ہے تو شہر ٹٹہ تک
 جو سمندر سے تیر میل ہے پہنچ جاتا ہے اور سندھ کے کل دانوں اور شاخین سے کو سو ن تگ زمینیں

سیلاب ہوتی ہیں اور بہان بہان ملک طغیانی کا پانی نہیں ہو سچا دمان کے زمیندار بڑے شاخون سے شاخیں
 کہو دکر اپنے اپنے مقبوضوں اور آبادیوں کے طرف لیجاتے ہیں سمندر سے بس سیل درمی طغیانی کے وقت
 سندھ کا پانی اتھار پھلتا ہے کہ چاروں طرف زمین پانی سے ڈھکی ہوئی نظر آتی ہے گریبان پانی میلا اور خاک
 ہوتا ہے بلکہ دانا پان فرنگ کے جو پانی سے مٹی کو الگ کر کر اندازہ کیا تو دو حصے پانی اور ایک حصہ مٹی نکلی
 اور طغیانی کے سات چھٹی میں اتھار مٹی ایسے پانی میں مل کر آتی ہے کہ اگر وہ تمام جمع ہو تو ایک نیا جزیرہ پیا
 میل لینا اور سا میں سیل چوڑا اور چالیس فیٹ گہرا بن جاوے بلکہ یہ کل خاک سمندر کے کنارے پر جمع ہو کر
 نئی زمین بنتی چلی جاتی ہے اس میں کچھ کے اندر بہت سی گلی سڑی لکڑیاں و درخت وغیرہ چیزیں جو دو
 دور سے اس دریا کے اندر بہہ کر آتی ہیں پانی میں اس دریا کے طغیانی کے پانی میں اگر خاک ملی ہو
 نہ ہو تو پانی اسکا نہایت ہی شیریں و ذائقہ دار و ماضم ہوتا ہے۔ اس دریا میں بڑی بڑی مچھلیاں مگر مچھ
 ہنگ کے بے شمار قطار در قطار ہیں جب مچھلیاں کناروں پر آتی ہیں تو دور سے ایک آباد ملک نظر آتا ہے اور
 مچھلیوں میں ہزاروں قسم ہیں جیسے سنگردن نام میں اور میں سے پلوہ مچھلی عمدہ و پر ذائقہ ہوتی ہے ماہی گیر
 لاکھوں میں بکڑ کر اور خشک کر کر چھپے ہیں بڑی اعلیٰ سوداگری سندھ کے ملک میں اوسے مچھلی کے گوشت کی کڑ
 جبکہ سوداگر دو رنگ لیجاتے ہیں کشتیاں و ملاح اس دریا پریشمار میں ملک ملاح اور نہیں کشتیوں کو اپنا گھر تصور
 کر کر رہتے اونی میں مٹی میں ہر ایک آدمی اس ملک کا تیسرا جاتا ہے اور سرنامیں چڑے کی بہت تیزی کے
 ساتھ چلاتے ہیں کشتیوں میں صرف مال لاداجاتا ہے ورنہ عبور کرنے والے لوگ کشتیوں کے محتاج نہیں ہیں
 خود تیر کر یا سوناو کے ذریعے سے اوڑھ جاتے ہیں پورے گہاس اور لکڑی کے بھی بہت لوگ لکڑیاں اور آدھفت
 کرتے ہیں کشتیوں کے اقسام میں سے ایک قسم کی کشتی دو دندہ ہوتی ہے جو پندرہ سو میں تک لوجہ اوڑھاسکتی
 امیروں کی سیر کے کشتیاں بہت بہت عمدہ و خوشنما ہوتی ہوتی ہیں۔ ڈوگانام ایک قسم کی کشتی اس دریا
 پر مقام کالا باغ چلتی ہے جو دریائی تیزروسی میں بہت کام دیتی ہے کسی غرق نہیں ہوتی بڑے پانی میں
 بہت چلتی ہے اور کتب پانی میں کام نہیں دیتی سرکار انگریزی کے عہدار می سے اس دریا پر بارہا جاز
 ہوتی ہے بلکہ اس جہاز تک جاز چلتا ہے اور جہازوں کے ذریعے سے لاکھوں دیہیوں کا مال تجارت کا بلو
 قندار و ترکستان کو جاتا ہے اور دوسرے کمال مند و سند کو آتا ہے اور بعض تجارت کی ترقی کے واسطے
 سرکار نے مقام کراچی دسکھ وغیرہ بڑے بڑے میلے مقرر کئے ہیں لیکن قابل جہاز رانی اس دریا کا سمندر
 سے لیکر ایک تک نوسو مایلیں میل ہے اور اوپر کا حصہ چشمہ سے لیکر ایک تک آٹھ سو ساٹھ میل کا ہے اس
 حساب سے ایک ہزار آٹھ سو دو میل کل طول اس دریا کا چشمہ سے سمندر تک جاتا ہے بعض مورخ کل مسافت

راستہ سندھ کا ایک ہزار آٹھ سو چودھیل شمار کرتے ہیں اور ان دونوں شہریں کل بارہ میل کا فاصلہ ہے۔ شیب
 اس دریا کے چشمے سے لیکر ایک کے قلعہ تک فی میل چوبیس فٹ اور ایک سے لیکر کالاباغ تک ہفتاد فٹ اور ایک سے لیکر
 فی میل میں اسٹیم بھیر کا لا باغ سے کوٹ مٹھن تک ہفتاد فٹ ہیں سو سو پاس میل فی میل آٹھ اسٹیم بھیر واپس
 سمندر کے ڈھانچہ تک فی میل چھ اسٹیم ہے اور یہ دریا بڑا بھاری دریا سندھ کے دریاؤں سے ہے بلکہ
 سندھ کی سرزمین میں سوائے تین دریاؤں کے اور کوئی بڑا دریا نہیں آتا۔ دریا سے بہہ پوٹرو و ستر لگا
 تیسرا سندھ اور سوائے ان کے اور چند دریا ہیں وہ سندھ تک نہیں پہنچتے انہیں کے اندر داخل ہو جاتا
 ہیں۔ سندھ وں کے مذہب میں پہلے اس دریا سے اترنے کی سخت منافعت تھی مگر اب وہ منافعت جاتی ہی
 ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ دریا بھی ایک دریا منجملہ پانچ لگا کے ہے اس طرح کہ جب سری لنگا جی سمیر رہتے
 تھے اور تین تو پانچ دھار یعنی پانچ شاخیں ہو گئیں اور وہ پانچوں ٹکڑے پانچ جگہ پانچ لگا بکھاری
 ہوئی پہلی لگا دریا سے بہا گرتی دوسری وہ ندی جو لگا پوری کے نیچے چلتی ہوئی سری بدر میں ناٹھ
 تک پہنچتی ہے اور انک نڈا اوسکا نام ہے تیسری دھار اگو و اور میں چوتھی دھار اکر کے مقام پر
 سندھ کنی پانچوں حصہ ہندی یعنی پانچ دریا لگا کی شاخیں سندھ وں کے مذہب میں گنی جاتی ہیں اور پانچ
 خاص لگانہ ندی ہے جو یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ پانچوں دریا لگا سے نہیں نکلتے بلکہ منجھ لگے
 الگ الگ ہیں اور لگا سے درود ورفا ملے رہتے ہیں۔ چونکہ اس دریا کی طغیانی کے وقت بہت سی د
 تندی پر آتی اس دریا کے اکثر اوقات کشتیاں غرق ہو جاتی ہیں اور مسافروں و تجارت کے جان و مال کا
 اندیشہ ہوتا تھا اسلئے سرکار انگریزی نے منظر فائدہ عام بھیت جو نری کی کہ ایک کے پاس اس دریا کے نیچے بھاڑ کو
 کہو در راستہ آمد رفت کا بطور سرنگ لگا لاجوادی اس قدر کہ عام و خاص سوار و عادی گاڑی ہلکا اور
 آسانی پر ہو سکے بھیت کام کہو وائی کا ایک مدت تک جاری رہا ہوا اس کام باقی تھا کہ بسبب ٹیکٹ نے
 پانی وغیرہ چند امور موافق کے ماہ نومبر ۱۸۶۲ء میں بھیت کام ملتوی ہو گیا اور وقت منجملہ ایک ہزار پانچ سو پانچ
 فٹ کے دو سو سو پاسی فٹ کہو وائی باقی رہ گئی تھی جو پختی برس ۱۸۶۳ء میں بھیت کو دنا اوس کا شروع
 تاکہ جو بہتہ امتحان بنانا منظور ہے وہ پورا ہوا وہ پہلے سفر کے طرف جو کنوئیں تھے اوئیں سے پانی نکالا گیا
 بعد ازاں کہو وائی شروع ہوئی مگر وہ کام ہم نہ ہو سکا اور بند ہو گیا اب مل کے اوتارنے کے لئے تجویز
 ہو رہی ہیں۔ اس دریا کی ذخیرہ و موافق و پانی کے نیچے مختلف اوقات میں بڑی بڑی سد مانتا
 ہو جائے کشتیوں وغیرہ کے لوگوں پر عاید ہوتے رہے ہیں بلکہ ۱۸۹۹ء تک اجتناب سے سد مانتا جہاز چلے گئے
 ایک ایسی وقت اس دریا کے نیچے لوگوں پر نازل ہوئی کہ اب لگا ہ صد ہ لوگوں کے دلوں سے فراموش

نہیں ہو اچھل حال دیکھا ہے کہ سال بہت مذکور میں پھل پڑتا ہے اس دریا کا نہ معلوم کس سبب سے بند ہو کر
پانی کا آنا بالکل بند ہو گیا اور کئی مہینے تک دریا کا اجرا بند رہا ایک مدت کے بعد ایک ایک ایک روز ہر دن
رہے کے وقت ایک سیاہ بادل بنا آسمان کے برابر آتا ہوا دریا کے کنارے کے لوگوں کو ڈر آیا لوگوں
نے جانا کہ شاید یہ آتش ہی ہے جب وہ نزدیک ہو سنا تو اس کے زور شور سے زمین میں زلزلہ سا ہوا
ہو معلوم ہوا کہ یہ بندہ کا پانی آتا ہے ہر چند لوگ بھاگے اور اپنے اپنے مکانوں و درختوں پر چڑھ گئے
مگر وہ کب بھاگنے دیتا تھا پانچ یا چھ کس تک دو نو کناروں کے آدمیوں کو اپنے آٹا خانہ بوزار کے طرح
پیٹ کر اپنے میں لے لیا ہزاروں بقیان لاکھوں انسان مویشی غریب لچہ تھا ہو گئے اور ہیکڑوں بے
شے باغوں مکانوں و نلعوں کا غرقاب ہو کر نشان تک باقی نہ رہا اس وقت اپنی دریا کا قلعہ الٹ کے اونچی
دیوار تک چڑھ گیا تھا فوج سرکار لاہور کی جو قلعہ کے اندر تھی اس نے ایک شخص بے سمجھ میرے روز بانی
کے اترنے کے بعد وہ لوگ جو اپنے درختوں اور مکانوں پر چڑھ گئے ہوئے تھے نیم جانی کے حالت میں تھے

پنجاب کے پانچوں دیوبند اور ان کے عرض و طول وغیرہ ضروری حالات

پنجاب کا ملک چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے جس کے پانچ حصوں میں منقسم ہو گیا ہے جسکو دو اب کہتے ہیں اور
ہر ایک دو اب کا الگ الگ نام ہے جیسا کہ ذیل میں درج ہو گا یہ پانچوں دو اب نہایت میراث سرسبز ہیں
اور بڑے بڑے شہر اور قصبے و زمین آباد ہیں آٹھ ہوا اس ملک کی مقدار ہے رہنے والے ہر ایک دو اب
کے خیر وضع خوش لباس خوشگو ہیں سو اسے سکھان یا پنہ کے جیسا کہ آگے بیان ہو گا فقط ۔

پنجاب دو اب بہت جاں بہر ہے دو اب چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے مگر آبادی
و کثرت زراعت میں سب پر فوق رکھتا ہے تمام زمین اسکی آباد اور کثرت پانی کی استعداد ہے کہ زمینداروں
خاکسالی میں بھی بارش کی حاجت کم ہوتی ہے غلہ ہر ایک جنس کا عام اور نیکر پھل بکثرت پیدا ہوتا ہے خشک
کی پیدائش کا مدد و حساب نہیں ہے گوڑا اس دو اب کا عمدہ و سفید ہوتا ہے جو بطور تحفہ و تجارت و در در تک
جاتا ہے نہرین قدیمی چٹیرا زمین جاری ہیں جو سب بارش کے موسم میں چلتی ہیں اور نہرین زمین سیاہ
سفید ہمیشہ جاری رہتی ہیں چھ دو اب طول میں اڑھائی کوس عرض میں پچاس کوس ہے صورت اسکی مثلث
مختلف الاوضاع شمار کی گئی ہے اور بہت شہر کے دریاے بنیاس زیادہ تر اسکو ملتا ہے پھاڑ کے اندر
اس دو اب میں راجہ مندی و جینہ و سیدہ وغیرہ حاکمان با اختیار حکومت کرتے ہیں کل سطح اسکا تین سو چوبیس میل

برع ہے اور چونکہ سرزمین اسکی دریائے ستلج و بیاس کے درمیان ہے اسلئے اسکو دو آبست بولتے ہیں جسے
 بیاس کے اور ستلج کا ملا کر ست نام رکھ دیا اور یہ نام عہد شاہشاہ اکبر قرار پایا تھا اور یہ جو
 پانڈو کے عہد میں نام اس دو آبہ کار اکشن ویش تھا زمین بارانی و خضری و چاہی اسمیں ملی ہوئی ہے۔
 دو آبہ پارسی عہد دو آبہ پنجاب کے دو ابون سے دوسرا دو آبہ ہے جسکا ستلج و بیاس کا ملا
 درادھی کے درمیان ہے حرف ب او الف بیاس کا اور ری را دھی کی لیکر اسکا نام بارسی رکھا گیا چارون
 دو ابون سے یہ بڑا ہے شکل کشتی کی سی ہے یعنی دو طرف سے تنگ و بچھن فراخ زمین اسکی دو آبہ
 بہت بہت بلند طول اسکا تین سو ستر میل اور عرض وسط میں پتالیس میل ہے ذرا عتین خضری بارانی
 و چاہی اسمیں بہت ہوتے ہیں پہلے سرزمین ہاتھ کی جواسکے شرقی و جنوبی حصہ میں واقع ہے محض کم آب تھی
 خشک سالی میں گھاس تک پیدا نہیں ہوتا تھا شاہ حفصہ اگر ریسی کی جاری ہونے سے تمام علاقہ سیراب
 ہو گیا ہے لاکھوں من غلہ پیدا ہوتا ہے آبادی بڑے بڑے شہروں لاہور و امرتسر و قصور و ملتان وغیرہ
 کی اسمیں بہت سی آب و ہوا اسکی متدل ہے جنگل ویرانہ و ریگستان بھی جنوبی حصہ کے اندر واقع ہے۔
 دو آبہ پنجاب عہد شیرادو آبہ پنجاب کے پانچون دو ابون سے دریائے راوی اور پنجاب
 درمیان واقع ہے نور راوی کی چاب کے نام کے ساتھ ملا کر نام اسکا پنجاب رکھا گیا طول اسکا دوسوا سی
 کوس و عرض اگرچہ مختلف ہو مگر وسط میں شاہ درے سے لیکر ذریعہ آباد تک عتین کوس اسمیں شہر ہار
 جکل ہے جسکو ساندل باب کہتے ہیں نالہ ڈیگ بھی اسمیں گذرتا ہوا جاتا ہے ذرا عتین اسمیں بارانی و خشک
 و چاہی ہوتے ہیں اکثر مقامات پر ریگستان بھی واقع ہے بڑے بڑے قصبے بھی مثل وزیر آباد و شاہد
 و شرفور و شیخوپور و غیرہ اسمیں بہت ہیں دو آبہ چچ یہ جو تھا دو آبہ پنجاب کے دو ابون میں
 دریائے پنجاب و جلم کے درمیان ہے پنجاب کی اونچ جلم کا ملا کر نام اسکا چچ رکھ دیا گیا طول اسکا
 ایک سو پینسٹھ میل اور عرض وسط میں تینسٹھ میل ہے زمین اسمیں اکثر بارانی ہیں اور یہی واسے مسلمان سنی
 مذہب ہیں دریائے نالہ دیاں اکثر چلتے ہیں گیتان بھی دریاؤں کے کنارے پر بہت نظر آتا ہے۔
 دو آبہ سندھ ساگر عہد پانچون دو آبہ پنجاب کے دو ابون میں سے دریائے جلم اور
 کے درمیان واقع ہے اصلی نام اسکا دو آبہ بس ہے یعنی جاست سی جو اصلی نام دریائے جلم کا ہے
 اور جس سندھ سے لیکر بس نام رکھا گیا اگر آب حبیب کہتے کہ ایک پل ہوتا ہے کہ دریائے سندھ و جلم اسمیں اسکو نہا
 کہتے ہیں طول اسکا شہر جلم سے اوس حد تک جہان عہد دو نو دریا اسمیں ملتے ہیں و سو بہتر کوس اوہ
 عرض مختلف ہے بڑا عرض شہر جلم سے قلعہ اٹک تک نو کوس ہے اور پندرہ دین یا چاکر عہد سے کالی

تک ساہیہ کوس اور خان گڑھ سے دس روہ غازیخان تک تیس کوس شمار میں آتا ہے اسکی زمین کچھ کوہستان
 و کچھ جنگل و دریاں اور کچھ ریگستان ہے جبکو تھل بولٹی ہیں تلون کی زمین میں آبادی کم اور پانی بھی کمیاب ہے
 بڑی بشتیان کم اور چھوٹے چھوٹے گاؤں بہت آباد ہیں مسلمان ہنسنی مذہب بشتیاں بڑے بڑے قلعہ جنگی مثل قلعہ
 روہتاس وغیرہ اسی میں واقع ہیں۔

پانچویں تقسیم
 پنجاب کے میدان کے قصبوں اور شخصروں اور بڑی بٹیا
 بشتیوں کے حالات میں معہ احوال بعضی تعمیرات قدیمہ
 و جدید و باغات و قلعجات جو اولن شہروں کے متعلق ہیں

سہم دریا سے جیسا و تکر پنجاب کے حد میں داخل ہوں تو پہلا بڑا شہر شہر حالند ہے یہ شہر بہت
 پرانا ہے اسکا ابتدا سے حال پنجابی دریافت نہیں ہو سکا کہ آیا اسکو پہلی پہل کھنڈے آباد کیا مگر اسقدر دریافت
 ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں نام اسکا جگندہ تھا پھر ویران ہو گیا اسکا نہ بکرا جیتی میں جالندہ نام جوگی سنہ
 اسکو پھر آباد کیا مگر سکندری حملے کے وقت پھر ویران ہوا اور صد سال اور چار سال سات سو اکیانو
 ہجری میں بعد ابو بکر شاہ بن ظفر خان بن فیروز شاہ باریک بن ناصر الدین ایک امیر امراٹھ شاہی سے باغی
 ہو کر اول چندے کا گڑھ کے قلعہ میں رہا پھر پھاڑوں سے نکل کر اسجاہ اوٹنے سکونت اختیار کی اور پر
 قلعہ کو مرست کر آیا لوگوں کو بلا بلا کر اس میں بسایا اسوقت کی آبادی کے بعد شاہی فوجدار یہاں پہنچا
 ۲۱ ہجری میں چھ دو ابہ ملک طما کو جاگیر میں ملا اوٹنے بھی اسکی آبادی میں کوشش کی جب بھول
 کو دی سلطان کے رسول سے اول ناظم پنجاب بنا تو اسکی توجہ ہی اسکی آبادی کی طرف بہت رہی اور اپنی
 قوم کی بشتیان اسنے آباد کر کر اوٹکو اسکا مالک بنا دیا بڑی بٹیا سے سچے نمازین بنو امین ہا یوں شاہ آباد
 کے عہد میں قصبہ سوارہ جاکم نشین بنا اور اس شہر کی طرف توجہ نہوی مگر شیر شاہ و اسلام شاہ کے وقت
 پھر آبادی اسکی بڑھ گئی اور جالندہ کے پٹھان امیر الامرا و صاحب گنبد و قلعہ ہوا یہاں بٹیا کوٹ و
 قلعہ تعمیر ہوئے اور تمام پنجاب میں ریشم کا شمار لگا ہوا بھی شہر قرار پایا ہے اب تک ستور آباد و جلا آتا ہے
 چٹانی سلطنت کے ضعف کے وقت جب سکھوں کی غارت شروع ہوئی تو انہوں نے دو مرتبہ اسکو لوٹا
 تیس مرتبہ جب بٹیا شگہ نے اسکا محاصرہ کیا اور بدہ سنگ لگے قابض سے اسکا قصبہ چھوڑا تو سکھی فوج نے

خود سر ہو کر بلا حکم رنجیت سنگھ کے شہر کو لوٹ لیا مگر جلد تر اس میں ہو گیا مار طرف شہر کے پختہ شہر بنا ہے مگر
اب بہت مقامات ہو کر کچی دیواری بنی ہے اور اصلی شہر کے گرد گودھیاؤں کی بقیان اور کوٹ قصبہ
آباد ہیں گردنواح شہر کا سرسبز و خوشنما باغات بکثرت جنہیں طرح طرح کے میوے پیدا ہوتے ہیں اور
کی پیدا نش اس قدر کثرت رکھتا ہے کہ ہزاروں درخت آبنوں کے بھار کے موسم میں پر بار ہو ہی ہو جی
نظر آتے ہیں انگوٹھیاں کا تمام پنجاب کے ملک کے اچھا ہوتا ہے پرانی عمارتیں مسجدوں اور مقبروں کی
شہر کے باہر بے شمار ہیں شہر کے اندر ایک مقبرہ امام ناصر الدین کا ہے انامور مقام ہے اور سید عالم الدین
خشتی کا ہے مشہور و معروف ہے شہر بنا ہے باہر میں شٹاف صاحب حاکم ضلع نے ایک نیا بازار
پختہ باطلع بنوایا تھا کہ اب تک آباد ہے کوئی ندی اس شہر کے قریب نہیں ملتی چار کوس شہر سے ایک
چوٹی سی ندی جاری ہے جسکو سرستی بولتے ہیں ملکیت اسمین کترین اور قانو گوڈن کی ہے اور میں
بعض مند و اور بعض مسلمان ہیں باشندے یہاں کے کترین مند و اور مسلمان پٹان وغیرہ ہیں اور
کل شہر کی قریب چالیس ہزار کی مردم شماری ہے دو اہلست کے عین وسط میں یہ شہر آباد ہے دریائے
بیاس یہاں سے ہیں کوس اور سلیم پچیس کوس پر پتا ہے اس میں کثیر و ڈیٹی کثیر و نو اجلاس کرتے ہیں کثیر
کے ماتحت تین ضلع جالندہر مویشار پور کانگرہ اور ضلع کے متعلق چار تحصیل جالندہر فلورنگو در تون
میں کل ضلع کی مردم شماری جو سابق ہوئی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ اسکے کل ضلع میں سات لاکھ ایک ہزار
تین سو چالیس آدمی رہتے ہیں اور جنوری ۱۸۷۱ء میں جو مردم شماری ہوئی تو آبادی اسکی کل پنجائے ضلع
بحساب وسط فی میل زیادہ نکلی اور پانواٹھانوں آدمی فی میل شمار میں آئی **فلورنگو** یہ ایک قصبہ
جالندہر و آب کی سر زمین میں لہ پانہ سے شمال و شمال مغرب کی سمت کوسات میل کے فاصلہ پر دریائے
کے دہنے کنارے کے اوپر آباد ہے اسکے پاس سلیم کا شاہ گزر ہے جہاں مل کشتون کا بندہ رہتا ہے اور
شاہ شکر جو بندہ دستان سے پنجاب آتی ہے اسکے اوپر سے گزرتی ہے یہ شہر بہت پرانا اور پختہ بنا ہوا
بادشاہوں کے وقت اسکی آبادی بہت بار و فن تھی مگر سکھوں کے وقت پہلے درپے غارت ہوئے کے سب سے
اوچر گیا صاحبان انگریز اور رنجیت سنگھ کے ملک کی انہیں حد و بندی ہو کر ننگہ نری فوج لڑ رہا نہ
کی چادنی میں ہو گئی تو رنجیت سنگھ نے بھی اپنی فوج سلف نام میں جھان ماسور کی اور قدیمی سرائی ماٹیاں
بہت مستحکم و مضبوط یہاں بنی ہوئی تھی اور سیکو قلعہ رگڑ گڑ چاروں طرف اسکے خندق کھود داغ اور
غیرہ پر کیا تو میں سامان جنگ کا اس میں مہیا کیا اور دھڑ سے وہ سرائی فلورنگو کا قلعہ بنا اور بس پختہ رہی
فوج کے شہر و بازار آباد ہو گیا اب بھی اس قلعہ میں انگریزی فوج رہتی ہے قلعہ کے ایک طرف کی دیوار

اور پختہ و خام عمارات کے لئے ہوسے مکان میں تجارت بہت ہوتی ہے زمین مستحقہ اسکی بڑی زرغین و سرسبز و
 سرسبز ہے دو فصلیں اعلیٰ ہوتی ہیں مسلمان راجپوتان کی یہ ملکیت ہی پرگنہ اسکا علیحدہ ہے تحصیلدار ساجد علی صاحب
 جالندھر کے یہاں تحصیل مال کا کام دیتا ہے اسکے پاس ایک اور قصبہ بہت پور کر کے مشہور ہے اسکی آبادی بھی
 خوشنما و سرسبز ہے پٹھان زبیدار و مانگے مالک ہیں گہور تحصیل جالندھر و آب کی سرزمین میں یہ ایک قصبہ
 اچھے میل بائیں کنارے دریائے بیاس اور تحصیل جنوب مشرق شہر لاہور کے آباد ہے سابق یہ شہر چھوٹا سا گانو
 پرگنہ شیخ پور کے ماتحت تھا بعد ازاں نادر شاہ ایرانی کے جب پے در پے حملے احمد شاہ درانی کے پنجاب پر ہوئے
 اور نقیانی سلطنت بالکل کمزور ہو گئی تو اس کے ایرایم راجپوت آدینہ بیگ خان کی حمایت و حکم سے اس نواح پر
 قابض ہو گیا اور اس میں اس نے سکونت کی اور رفتہ رفتہ اسکی ریاست بہت بڑھ گئی اور فتح رکھ کر وہ حاکم ہوا
 بناراجہ آدینہ بیگ خان مر گیا تو آدینہ بیگ کے محلہ کے اچھے ایسے ایک کار و اہر اسکے پاس آکر نوکر ہوئے اس سبب
 آبادی اسکی بڑھ گئی اور ازان جب سکھوں نے زور پکڑا اور جہاں سنگھ اپنا والدیہ نے اس دواہ میں ملک گیری کا
 ارادہ کیا تو رائی ایرایم جیسے اس نے بڑے ہوسے کر کے یہ قصبہ لے لیا اور پٹھان ہی پور و باش اختیار کی اور اسی
 کو اس نے دار الحکومت و دارالریاست مقرر کیا اور بدل و جان اسکی آبادی کی طرف متوجہ رہا پھر فتح سنگھ اہلو قوا
 فی بڑی عمارتیں جلو خانے جو لیان باغات کوٹھیاں پٹھان تعمیر کیں علی ہذا فیاس سردار نہال سنگھ بھی اسکی باو
 میں مصروف رہا اور اسی مقام کو دار الحکومت قائم رکھا اس سبب روز بروز رونق اسکی بڑھتی گئی اور ایک شہر
 بن گیا پھر راجہ رندیر سنگھ نے پٹھان عمارتیں عمدہ بنوائیں اور شہر کے بازار سیسے کرائی راجہ کے ایکارون کی بھی
 عالیشان جو لیان تعمیر ہوئیں اب کٹرک سنگھ اسکا بیٹا اس پر قابض ہے اور بسبب موجودگی فوج نہیں کر دیتی
 برہمنی والی بڑی بڑے ساہوکار مالدار تجارتی مسلمان وغیرہ میں دور دوری سوداگر تجارت کا مال ایک بیان آتی ہیں۔ دریائے
 بیاس یہاں سیسات کوں تلج سوڈ کوں امت سرائٹھائیں کوں ہوشیار پوٹھائیں کوں ہی وکر ریاست کی پوجہ
 یہ ریاست پنجاب کی ریاستوں میں سی بڑی ریاست ہے اصلی حال اسکا اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ بزرگ اس میں
 اول ایک شخص بھاگوانام موضع آلو ضلع لاہور میں رہتا تھا اور گزارہ معاش شرب فروشی کے کسب کرتا تھا اتفاقاً گاؤں
 اسکو فائدہ ہوا تو خاص لاہور میں بھل گئے اگر اس نے دوکان جاری کی مگر یہاں بھی اسکو کچھ صورت فائدہ کی نظر نہ آئی
 اس واسطے اس نے وہ پیشہ چھوڑ دیا اور پاپل لیکر سکھ بنابھاگ سنگھ نام رکھا یا اور فیض اللہ پوریون کو سکھوں کی مثل کے
 ساتھ لکڑ عمارت و تاراج میں مصروف ہوا چونکہ پور سنگھ فیض اللہ پوریہ اسکی خدمات سے بہت راضی و مہربان تھا اسکو
 بھاگ سنگھ کی بہانہ جہاں سکھ کو اپنی پاس رہنے کا حکم دیا اور اپنی ریاست کی کارخانہ میں اسکو کلی اختیار عنایت کیا اور سارے
 قس کے سکھوں پر اسکو سردار و افسر بنایا جب آدینہ بیگ خان دواہ بہت کا نام کر گیا تو بھاگ سنگھ نے اپنی علیحدہ قلم کی اور سرحدوں

جا کر شہر فتح آباد پر قبضہ کیا پھر راہی امیر ایم ریس کو یہ قلعہ کے ساتھ جنگ کر کر کل ملک اندر اہل ملک اور اس کے
 دیال اور علیحدہ اپنی ریاست قائم کر لی جب جہانگیر نے مرگیا تو جہانگیر کی بی بی نشین ہوا جہانگیر کے بعد فتحنگ نے
 ریاست حاصل کی اس میں نے بہت شہرت کی حکم سے پنجاب کا ملک دور دور تک فتح کیا اور رنجیت سنگھ کی
 خدمات سے بہت راہنی و خوشنود تھا فتحنگ کے بچے سردار خصال سنگھ گدی پر بیٹھا اسکے وقت ۱۶۴۵ء میں ہریانہ کی رانگری
 اور سکھوں میں دریا کی تلج پر لڑائیاں ہوئیں چونکہ سردار خصال سنگھ جانب دار سکھوں کا تھا اس لئے سرکار نے
 حسب تشاؤ شہتہ مار ۱۶۴۵ء دسمبر ۱۶۴۵ء تک علاقہ اس ریاست کا جو ستیم پار کے علاقہ میں تھا جی پانچ لاکھ
 روپیہ کا ضبط فرمایا اور باقی ملک جو دو اہل بست میں پانچ لاکھ روپیہ کا تھا وہ تقریباً نہ ایک لاکھ تین سو
 روپیہ عیوض نوکری از سر نوئے خطاب اعلیٰ سردار خصال سنگھ کے نام دیا گیا اور راجہ نہال سنگھ کے حق میں
 تھے راجہ اول سے راجہ نہال سنگھ اور راجہ ثانی سے کنور بکر مانگہ و سوچیت سنگھ اونکی نسبت راجہ نہال سنگھ نے
 یہ وصیت نامہ اپنے حیات لکھ کر گورنمنٹ میں منظور کر لیا کہ میرے بعد بڑا بیٹا راجہ نہال سنگھ گدی نشین
 ہو اور بیٹوں بھائیوں کا بصورت صفائی کیجائی معاملہ رہے وہ نہ ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر جو ٹی دو
 بھائیوں کو کل ریاست میں سے علیحدہ کر دی جارے جب راجہ نہال سنگھ مر گیا تو جہانگیر نے اپنے بچے کے بعد سوچیت سنگھ
 نے اپنی جاگیر لگ کر الی مگر عیوض مل کر کیجائی معاملہ ہو گیا وہی کے عذر کے وقت اس میں نے ٹھہری ٹھہری
 خدمت میں ہر کار کی کہیں اسکے عیوض راجہ صاحب کو ایک سال کا پورا تھرا نہ معاف ہوا اور دس ہزار روپیہ کا
 خلیفہ ملا بکر مان سنگھ نے بھی پانچ ہزار روپیہ کا خلیفہ و بھادری کا خطاب پایا دوسری مرتبہ جب شہنشاہ نے راجہ
 لکھنویا تو راجہ صاحب کو پھر خلیفہ دس ہزار روپیہ کا اور زمینداری بھی ایک لاکھ روپیہ کی نصف جمع روپیہ
 ہزار مرحت ہوئی بکر مان سنگھ نے بھی پانچ ہزار روپیہ کا خلیفہ پایا اور ایک قلعہ کی زمینداری بھی لے گئے
 اکو بیٹا لکھنویا راجہ صاحب کی مالگداری کا ظاہر اس لئے کہ میں بکر مان سنگھ کی بھی راجہ صاحب کے بلکہ گئی اور دونوں
 بھائیوں سوچیت سنگھ و بکر مان سنگھ نے اپنی اپنی جاگیر کی علیحدگی کی گورنمنٹ میں درخواست دی اور گورنمنٹ
 کے حضور سے حسب وصیت نامہ راجہ خصال سنگھ کے اونکی جاگیر کی علیحدگی کا حکم صادر فرمایا اس کا اسل راجہ صاحب
 نے ولایت میں حضور بلکہ معظیہ و اثر کیا دماغ سے حکم گورنمنٹ کے مندرجہ بالا گدارہ و دھوکا مقرر ہو کر علیحدگی
 جاگیر کی موقوف رہی **چھوٹا اثر** جالندھر و اباب میں بھی ایک قبیلہ دریا کے تسلیم کے و منکر کے تھا
 ہندو سہل اور چوہہ سہل جالندھر سے سمیت شرق آباد سے چھ قبیلہ سمیت بارہ دکنی منجہ عمارت کا سہل و جالندھر
 کی دراشت میں ہے جو چھٹائی سلطنت کے تشریف کے وقت صاحب بارہ دھشت ہو گئے تھے جب فتحنگ اہلو و الہ نے
 شہر کو فتح کیا تو اس وقت یہ قبیلہ خجاست آباد تھا کیونکہ اس قبیلہ کے ساہوکاروں نے احمد شاہ ابدالی کے

امراؤ سے راہ و رسم پیدا کر کے قصبہ کو غارت سے بچا لیا تھا اور بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا تھا کہ یہ بستی
 درانی فوج کے غارت سے محفوظ رہے اس واسطے دو دروں کے لوگ اس کی امید پر بھیان آ رہے اور آبادی
 بڑھ گئی تھی۔ برابر چھ وزیر حکومت آج اہلو والیہ کے ہیں اور تحصیلدار راجہ کا بھیان رہتا ہے بازار اسکا آباد
 ویر تجارت ہر شے بڑے بڑے ساہوکار مالدار دوکانین کرتے ہیں سرزمین اسکی آباد ویر خیر و سیراب ہے ہر
 شے کے سختہ باغات موجب رونق و زینت اس قصبہ کے ہیں **مادی آباد** وہگوارہ کے پاس ہے قصبہ
 بھی ایک رونق دار مکان ہے اسکی عمارت سچتہ عمدہ بازار ہے بھیان زمینداروں کی وراثت بھیان
 ہے **سرا قور محل** جالندہ سردو آب کے علاقہ میں ہے قصبہ آباد کیا ہوا نور جھان سلیم شاہ
 جہانگیر کی سلیم کا ہے اور ایک سختہ سرا ہے شہر کی عمارت کی اونے بھیان ہوائی اگرچہ اب سراہی کی
 عمارت گر گئی ہے مگر قصبہ اسکا جو دیکھا جاتا ہے تو یقین ہوتا ہے کہ نقش و نگار میں ایسی کوئی اور عمارت
 ہند کی سرزمین میں کم نہی ہوگی سنگ تراشان چاکریت ایسی صنعت کے ساتھ تہرون کے اندر نقش
 اور تہل ہوتے کہو دسے میں کر دیکھنے والے بصورت تصویر حیران رہ جاتا ہے سراویکے دروازے پر اسکی
 تعمیر کے تاریخ کا چھ مصرع تحریر ہے **سرا** آباد شد نور جھان سلیم ابن سراہے ۴۰ سالہوں کے قصبہ سے
 پہلے محمود خان اجپوت بھیان قابض تھا جب سکھ دخل ہوئے تو انھوں نے سراہے کا قلعہ بنالیا پر جب
 رنجیت سنگھ نے قصبہ پایا تو اونے تہرون کی سلیم سراہے سے اوکڑو اکرام تیرہننگو لہن اور
 رام باغ و امرتسر کے تالاب کی عمارت میں لگالین بلکہ رام باغ کے بڑے دروازے کے اوپر چتر کر لیا
 ہیں وہ اسی سراہے کی عمارت سے اوڑوائے گئے تھے عمارت اس قصبہ کی کچھ سختہ اور کچھ خام ہے لیکن
 مطلوب مقام ہے بازار کشادہ بارونق پر تجارت ہے اچھے اچھے مالدار دوکاندار دوکانین کرتے ہیں سردا
 پر شاہ نور علی جاگیر دار بھیان رہتا ہے مقبرہ حضرت شاہ مالوک حقانی سید گیلانی کا اس قصبہ کے اندر
 زیارت گاہ ہے جسکی تقدیر سب خلق اللہ ہے **اوم پور** دو اب جالندہ ہر ضلع جالندہ کے متعلق ہے ایک
 قصبہ اور آباد مقام ہے اوم پور اسلئے اسکا نام ہے کہ پہلے یہ قصبہ آدم خان نے آباد کیا اور آج اسکا بہت
 سربوڑا ہے اس کے درخت بکثرت ہیں غلہ کی بدائش بہت ہوتی ہے شہر میں اچھا بازار ہے تجارت
 کی جہاز ہے ہر اکٹہ مندار با فراغت و مالدار ہے **شاہ کوٹ** یہ قصبہ دو اب جالندہ ہر میں ایک نامی
 مکان اور پر فضا آبادی ہے علاقہ اسکا بہت سیراب ہے مگر گہروں کی عمارت بہت خراب ہے بازار میں اکثر دوکان
 ہیں اور تجارت غلہ کی ہوتی ہے **بھیان** یہ آبادی ضلع جالندہ ہر تحصیل نکو در کے متعلق ہے
 آبادی اسکی پرانی ہے علاقہ اسکا بہت سربوڑا ہے و شادابی میں لانی ہے عمارت اسکی سختہ اور خام ہے تجارت

نام ہے ساہوکار بہت مالدار و دکاندار ہیں اور کی ضلع جالندہر و وہ جالندہر کے علاقہ میں ہے ایک
 قصبہ کا نام ہے عمارت اسکی خام ہے جو اسکا بازار ہے کوئی کوئی دکاندار ہے قلعہ کا جو پاس ہے ٹوٹا ہوا
 علاقہ ضلع جالندہر تحصیل فلور میں ہے ایک مشہور رہتی ہے وہ قصبہ اسکا معلوم نہیں کہ بونڈا الہ اسکا نام ہے
 کہ کیا گیا قصبہ لوہیان ہے یہ بھی ایک بڑی بستی جالندہر کی ضلع کے متعلق ہے عمارت اسکی بارگاہ
 اور عہدہ بازار ہے قصبہ ساہوکار اور دو تھانوں کی نام ہے یہ قصبہ حکم شاہ ابراہیم
 لودھی شاہ جہری میں علاقہ سرسرو شاداب کے آباد کیا اور اپنے شکار گاہ کے طور پر بنایا اور
 جگہ پر ہو اس میں کی اس کے مطبوعہ طبع ہوئی تو یہاں رہی لگا اور دوسری لوگوں کو بلایا کہ یہاں آباد کیا
 زمان بعد بھی کثرت شکار کے سبب قصبہ حاکم سدرہ اور آبادی اسکی بڑھتی چلی گئی اور نگ نہت عالمگیر
 بادشاہ بھی شاہزادی کے عالم میں مدت تک یہاں رہا آخر چغتائی سلطنت میں ضلع گیا تو فتحنگہ لودھی نے
 نے اس قصبہ پاکر کپور تھلہ کے ریاست کے شامل کر لیا یہ قصبہ سکھوں کے غارتگری کے وقت بہت دفعہ لوٹا
 گیا اور بہت سا آجر گیا قدیمی مکانات اور پورانی کھڑا رات اس میں بہت ہیں اور ایک کاروانسرا بھی
 عمارت نچھتہ یہاں موجود ہے اور شمال کی طرف شہر کے رو دین میں بھی ہے دیہاتیں اس قصبہ سے شمال کی طرف
 پنچ کروہ اور تلچ ہاں ہوتا ہے اس کے فاصلہ پر بھی ہے چھوٹی چھوٹی شہر اس کے زمانہ میں بڑا شہر تھا
 بلکہ وہ اب بہت میں پرگنہ اسکا علیحدہ تھا اس شہر کے حاکم کی تمام دو اب پر حکومت ہوتی تھی سکھوں کے تاراج سے
 قصبہ وجر گیا اور کچھ لوگ یہاں سے اوٹھ کر کپور تھلہ میں آباد ہو گئے اب ٹھوڑی سی آبادی باقی ہے باقی مکانات
 سب ماری ہوئی ہوئی ہیں تو ٹھوڑی سی اس کے سلطان قصبہ ہے جو ٹاگانو تھا جس نے
 ٹاگانو کے رہنے والوں سے جو دہری قادی بخش فتحنگہ ایلو و الیہ کا دیوان بنا دئی اسکی آبادی کو ٹرا یا جو ٹرا
 ہو سکے ہیں نچھتہ تعمیر کمن شہر بناہ نچھتہ قصبہ کے چاروں طرف ہوا اگر اور قصبوں کے لوگوں کو بلوایا اگر آباد کیا اور
 سے آبادی اسکی بڑھ گئی اور ایک اجا قصبہ میں گیا ہو گا اور دو اب بہت جالندہر میں ہے ایک ہے
 اوس شکر پرچو لاہور سے نادون کو جاتی ہے لاہور سے پچانوین میل شرقی کے طرف آباد ہے چغتائی سلطنت کے
 وقت اول ہو شیار خان جو نے اسکو آباد کیا اوس وقت یہ جو ٹاگانو تھا پھر سکھی حکومت کے وقت جب بار
 لاہور سے اس دو اب کی حکومتیں شیعہ غلام علی الدین و امام الدین کے سپرد ہوئی تو انہوں نے اس خطہ کو سرسرو
 شاداب دیکھ کر یہاں سکونت اختیار کی اور اسی مقام کو دار الحکومت بنایا اور آبادی میں بہت کوشش کی
 حاکم کے قصبہ دیکھ کر بھادنگر سجواڑ کے کارگر و مان سے اوٹھ کر یہاں آ رہے تھے بڑی بڑی عمارتیں و جو بیاز
 و باغات یہاں تعمیر ہوئے دن بدن دن بڑھتی چلی گئی سرکار انگریزی کے وقت یہ خطہ کا مکان مقرر ہوا اور

پانچویں باب ایک ہوشیار پورہ دوسرے گڑھ شکر تیسری اور چوتھی دسویں پانچویں ہریانہ اسکے متعلق ہو میں
 اس ضلع کی کچھ کوہی اور باقی میدانی ہے میدانی علاقہ میں بھاری ندی نالے بہت جاری ہیں اور زمین بارانی
 اور زرخیز نہری بہت ہے باغات بکثرت ہیں چنانچہ ماہلوہر سے گڑھ دیوالہ تک کہ پچیس کوس کا فاصلہ ہے یہاں
 کے نیچے نیچے برابر باغات لگے ہوئے ہیں اور آب اس کثرت سے پیدا ہوتے ہیں کہ تمام سیلاب میں اس ضلع کا
 آب خرچ ہوتا ہے اس شہر کے نیچے ایک بھاری نالی ہے جو برسات میں پانی میں آکر شہر کے مکانات تک
 پہنچ جاتا ہے یہ شہر ایک منڈی کا مکان اور سوداگری کی جگہ ہے بھاری نہریں ہزاروں روپیہ کا مال بھاری
 اگر فروخت ہوتا ہے اور پھر نوہری سودا گردن کی معرفت اور ملکوں میں مال پہنچتا ہے شکر گڑھ
 ڈپٹی کمشنر نے پانچویں ضلع کی جگہ نیالین بنوایا اور شہر کے بازار دن کو آگے آگے کیا اس شہر میں ایک حصہ
 بہتری اور مختلف قومیں اور ایک حصہ مسلمان اور زمیندار و جو قوم میں پھلی مردم شماری میں کل آبادی
 اس ضلع کی آٹھ لاکھ تیس ہزار آٹھ سو ستتر شمار ہوئے اور اب کی مردم شماری میں کل آبادی سب
 اوسط فی میل مربع چار سو پچاس گئی گئی اس شہر سے جالندہر میں کوس دو دھیانہ تیس کوس جو الاجی میں کوس
 اور کٹر اسفند اسکے کارخانوں میں چاہتا جاتا ہے اور جالندہر واسطے علاقہ میں یہ ایک قصبہ تسلیم کے
 دہلی کے سے آٹھ میل اور جالندہر سے سمیت شرق و شمال شرقی چالیس میل آتا ہے گردنواح اسکا
 نہایت آباد و زرخیز ہے اور پیدائش ہر ایک قسم کی غلے و روئی و خشک و خیر کی ہوتی ہے بادی اولاد
 بابا نانک کی جہان پرستی ہے اس واسطے سکھ لوگ اس شہر کو متبرک جانتے ہیں اب کبھی بابا سنو رن سنگھ و کپور
 پورے صاحب سنگھ کے دو جوان سنگھ بکریان سنگھ بیدی کا بیٹا اس شہر میں جاگیردار و پیش خوار ہیں سب سے
 اس شہر میں بہت بازار کشادہ ہے تحصیلدار مال ماسکت صاحب ضلع ہوشیار پور کے جہان کام و تیار
 شہر پور کے گانو اس ضلع میں خان پور بھادری پور شام چوراسی ہر گڑھ دیوالہ لستی کلان ماہلوہر شکر گڑھ
 نور پور کرت پور رند پور حاجی پور کیران میں حاجی پور کے پاس شہر حضرت نور جہاں علی کی زیارت گاہ
 ہے اس ضلع کے علاقہ میں دو بھارتوں کے اندر ایک ندی سو ان نام جاری ہے اس ندی کے وادی
 جھڈ پور پانچویں دو دو بھارتوں میں ہے اور میں شمالی بہت پیدا ہوتی ہے اس سرزمین کو جہان دون
 علاقہ نہایت سرسبز و زرخیز ہے جالندہر واسطے علاقہ میں یہ ایک شہر قصبہ ہے تختہ خام و نو
 قسم کی مہارت کے گہر و بازو بنے ہوئے ہیں پہلے زمانہ میں حکومت و وزارت یہاں افغانوں کی تھی شکو
 سلطنت چٹائی کے صنف کے وقت بڑا وقتہ حاصل ہو گیا تھا آخر میں خان شہان سے جو وہ سنگھ بکریان
 نے جبراً قید و قید میں لیا اور پورن خان کو اسکے زبیت تک قید میں رکھا زمین شغلہ اس قصبہ کی بہت

و سیراب زرخیز ہے اور ایک رد بھی شرق کے سمت کو جاری ہے جس سے زمین قبضہ کی سیراب ہوتی ہے
 دریائے بیاس بھیان سے سات کوس اور تلیج چوہن کوس کے فاصلہ پر ہے کچھ دور بھی قبضہ محمد شاہ شاہ
 کے وقت خان بھادھو بہ لاہور نے اپنی بیٹی بی بی خان کے نام پر آباد کیا تھا سرزمین اسکی اور ٹانڈہ کی
 اسپین ملتی ہے اور ٹھٹھہ جالندہر و آب کے قبضوں میں بھی تھی ایک مشہور آباد قبضہ ہے عمارت اسکے
 اکثر تختہ ہیں اور گردنواح کی زمین میں بھریں جاری ہیں غلہ کی پیداوار بکثرت باہر اس قبضہ کے ایک تختہ گند
 کے اندر ایک پتھر کہا ہے جس پر نقش قدم جاسب علی المرتضیٰ علیہ السلام موجود ہے اور لوگ زیارت کیوٹھ
 باعقاد دلی حاضر ہوتے ہیں و لیسو بھی قبضہ جالندہر و آب کے علاقہ میں ہے قبضہ و آباد مکان
 پر گندہ اسکا ظہور ہے اور تحصیلدار حاکم پر گندہ یہاں رہتا ہے عمارت قبضہ کی تختہ و خام مختلط ٹھہر بازار
 کی افراط ہے ٹانڈہ دن کی سلطنت کے وقت بھی قبضہ ٹھٹھہ و حاکم نشین تھا پھر کئی مرتبہ ویران اور کئی دفعہ
 آباد ہوا قبضہ کے اندر کنوؤں کا پانی نکلیں اور باہر کا پانی شہاد خوشگوار ہے اسپین قدیمی دراشت چوٹھو
 ہے جو پہلے ہندو تھے اور اب مسلمان ہیں دو طرف قبضہ کے ٹھٹھہ و بھیان جاری اور ایک طرف ایک
 ٹھہری چل رہی ہے اور ایک طرف ریگستان پرانے عمارتیں و باغات بہت تھیں ہوسے ہیں زرعتیں ٹھہری
 اعلیٰ ہوتے ہیں غلہ ہر ایک قسم کا پیدا ہوتا ہے خصوصاً دان اور چانول بھیان کے باریک و خوشبو تمام
 و آب کی سرزمین سے عمدہ ہیں چل کے پانی میں نیلوفر و سنگھارہ وغیرہ نباتات آبی پیدا ہوتے ہیں ثعلب
 بھی سکے کناروں کے اوپر ملتا ہے اس قبضہ کے لوگ اونٹ پالتے ہیں اور ہر ایک قوم کے آدمی کے ہاں
 چاہے زمیندار ہو یا بقال ایک و اونٹ ضرور ہوتے ہیں اور بعضوں کا تو صرف اونٹوں کی کٹائی ہوتی
 گزارہ ہے **سیراب** جالندہر و آب کے علاقہ میں بھی ایک قبضہ دریائے بیاس کے بائیں کنارے
 بفاصلہ آٹھ میل اور لاہور سے شرق و شمال شرق کے طرف بیانوین میل آباد ہے عمارت اسکی تمام
 کمال تختہ و بازار کشادہ و بار رفت ہے پہلے زمانہ میں اصل مالک اسکے علوی فرشی تھے جنکے نسب نامہ
 بن خلیفہ کے ذریعہ سے مرتضیٰ علی علیہ السلام کو جانتی تھی ان قریشیوں کے نذر گ اول سلطان محمود غزنوی
 کے ساتھ ہندوستان میں آئے اور کسی اتفاق سے اس گانہ میں آئے اور موت بھیہ گانہ بہت چوٹا تھا پھر
 جب علوی اور دینہ بگ خان کی جالندہر و آب میں ہوئی تو بھیان کے قریشیوں نے اسکی نوکر میں
 کی اور بھیہ رتبہ پایا کھانہ خوب و عالم و اقارہ ہو گئی اس وقت اس قبضہ کی آبادی نے بھی ترقی پکڑی تھی
 عمارتیں تعمیر ہوئیں مدت تک نے قرشی آدینہ بگ خان کے مرے کے بعد بھی اس قبضہ اور اس کے
 گردنواح سے کے علاقہ پر حاکم با اختیار رہے جب کہ وہ نہ دیکر ان کی نسبت اور مذہبی اور ہوتی گاؤں کی

کے سب سکھ اونکر دشمن ہو گئے اور انھوں نے سکھوں سے بڑے بڑے محاربے کیے اور علاقہ اپنا دیکھ کر
 اپنی قبضہ میں لے لیا آخر بے سنگہ کھنہ جو گھنوں کے مثل کا سردار تھا ٹہری فوج لیکر اودن پر آ پڑا اور کل علاقہ
 قریبیوں سے چھین کر اسے اپنی ریاست میں ملا لیا جب ہر گیا تو اس کے بیٹے گورنخش سنگہ کی غورت مسات
 سد اکنو رنجیت سنگہ والی لاہور کی ساساں دس ریاست کی مالک ہوئی اس نے بھی اپنے خسر کے بعد اسی قبضہ
 بود و باش شروع کی اور مدت تک حکمرانی کرتی رہی آخر ۱۷۳۳ء ہجری میں رنجیت سنگہ اس کے داماد نے
 کل علاقہ اسکا چھین کر اسکو قید کر لیا بے سنگہ کھنہ کے حکومت سے پہلے آدھ کوں شہر سے باہر چھوٹا سا
 قلعہ زنداران قوم اداں کا بنوایا ہوا تھا اسکو گرا کر جی سنگہ نے بڑا قلعہ بنوایا اور نام اسکا اٹل گڑھ
 رکھا اور اپنے رہنے کی ٹہری عالیشان جو بلی اسمین بنوائی اب بھی سردار بڑا سنگہ و سردار سدھ سنگہ و
 ندان سنگہ اسمین جاگیردار و پنشن خواہین **لوڈ** ہالند ہر دو آب میں بھیہ ایک پختہ عمارت کا ناگھی
 قبضہ ہے اسکا بازار بار و نق و پر تجارت ہی و زنداران سودہ حال میں ہندو مسلمان ہر ایک طرح کی قوم
 آباد ہے اسکے نزدیک ایک منہر جاری ہے جو دیہات سے بیاس سے کاٹ کر لائی گئی ہے اس منہر سے
 اور گانوں کے زنداران بھی پانی لیجاتے ہیں جلیان بھی اوپر بہت چلتی ہیں گرمی کے موسم میں اسکی سرزمین
 سیرابی اور سبزہ و درختوں و داسن گمہ کی سب سے بہشت کی طرح سرسبز نظر آتی ہے اور پیدائش غلہ کی
 اس کثرت کے ساتھ ہوتی ہے کہ تاجر لوگ غلہ بھانکا خرید کر اور ملک نہیں لیجاتے ہیں **حاجی** **لوڈ** قبضہ
 بھی ٹوڈہ کے پاس تھوڑی فاصلہ پر آباد ہے اسکے شرق میں ایک قلعہ بھی نالہ جاری ہے جو دیہات
 بیاس سے جا کر لیجاتا ہے عمارت اس قبضہ کی اکثر خام اور کچھ پختہ ہے سرزمین میں آباد و زرخیز و سیراب ہے
 گھراور ڈیڈہ سود و کان اسمین ہونگے **دھلو** **ان** ہالند ہر دو آب میں بھیہ ایک قبضہ دریای تلج
 کے دہے کنارے لوڈ میں سے اکس مل منہر کے سمت گمہ آباد ہے اسکے پاس ایک بڑا گڑھ ہے جس سے
 اوڑ کر پنجاب کے حد میں داخل ہوتے ہیں گڑھ **تار** **لوڈ** ہالند ہر دو آب میں بھیہ ایک مشہور قبضہ ہے اول
 بابا نانک سکھوں کے پہلے گور و نے اسکی آبادی کی بنیاد رکھی اور گڑھ **تار** **لوڈ** کے نام سے موسوم کیا مگر اس کے وقت
 میں کچھ آباد نہو ابھر سرگوبند سنگہ چٹے گور و نے اسکی آبادی کے طرف بہت توجہ کی ٹہرے بڑے عمارتیں
 پختہ و مکلف بنوائیں و ہرم سائے تعمیر کئے سکھ اس شخص کو بڑا مقبرہ باغیچہ اور زیارت کرنا اسکے مکان
 کا ثواب سمجھتی ہیں اب بھی گور و جو ابہر سنگہ گڑھ **تار** **لوڈ** ہالند ہر دو آب میں بھیہ ایک بہت ادب
 کرتے ہیں دیہات سے بیاس میں چھان سے بارہ کوس اور تلج میں چھپس کوس ہے **لوڈ** **ہالند** ہر دو آب
 میں بھی مشہور رہتی شہانوں کی ہے پہلے چھل ایک شخص دلاور خان چھان نے اس قبضہ کو اپنے بیٹے ملا دل خان

کے نام پر آباد کیا اور ایک قلعہ بھی بہت سخت عمدہ عمارت کا چھان تعمیر کیا یہ تھاک حکومت چھان کی انہیں
 ٹھانوں کے متعلق رہی آخر حبیب علی خان ٹھان سے رنجیت سنگھ نے بھیہ علاقہ چھان لیا اور کچھ اور سکے گزارہ
 کے واسطے بھی بنایا سچو ارڈر ہالڈ سرد و آب میں بھیہ قصبہ ہوشیار پور سے دو کوس پر چائے شرقی با
 ہے بقیات کے اصلی نام ایکے بانی کا معلوم نہیں ہوتا مگر اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی
 سے اول کسی احمد نے سکوا آباد کیا تھا پھاڑی علاقہ اسکے بہت نزدیک ایک کوس کے فاصلہ پر ہے چاروں
 طرف اسکے پھاڑی ندیاں نکلتے بہت جاری ہیں اور باغات اور آب کے درخت کثرت پیداواری
 غلہ کا کچھ حد و حد ہر حصہ ہے پچھلے بھیہ قصبہ بہت آباد تھا مگر حبیب علی خان نام الہ بن ناظم کی رغبت ہوشیار
 کے آبادی کے طرف ہوئی تو چھان سے لوگ اٹھ کر دھان جا رہے تھے آبادی کم ہو گئی اب بھیہ سخت
 مکانات اور قریبی عمارتیں چھان بہت ہیں اجہ بنیا رنجیت سنگھ والی کا نگڑہ۔ فٹ چھان ایک قلعہ بنوا کر فوج
 اپنی مامور کی تھی وہ اب انگریزوں کے حکم سے گرایا گیا اکبر بادشاہ کے وقت بھیہ تھاک حکم نشین اور
 متعلق اسکے بڑا محال تھا راجہ ہون جالندہ سرد و آب کے قصبوں میں بھیہ بہت بڑا قصبہ ہے عمارتیں
 اسکی بہت سخت اور پورے کھنڈرات بھیہ موجود ہیں اجوت ٹھانڈارون کا اس میں بڑا قصبہ ہے اور کچھ
 سوائے ہندو مسلمان سید متعلق قریبی بھیہ متعلق ہیں بازار اس قصبہ کا بہت لمبا بازار ہے جس میں ہر ایک
 چیز کی سوداگری ہوتی ہے پیدائش غلہ اور گنار و کچھ وغیرہ کی بہت ہوتی ہے گوت چھان کا لذت و شیرینی
 میں شہور ہے باہر شہر کے آگے کے ماعون اور درخون کا حد و حساب نہیں ہے دریائے ستلج چھان سے شیر
 کوس پر جنوب کے سمت کو واقع ہے ہالوں جالندہ سرد و آب میں بھیہ ایک قصبہ پرانی عمارت کا ہے و شہر
 اسکی اول مسلمان اجوتوں کے متعلق تھی جب چھانی سلطنت ضعیف ہوئی اور زمینداروں نے جاسچا خوجا
 و خوجا کیان اختیار کر لیں تو چھان کا راجوت بھیہ چھان نام عنایت خان تھا چاروں طرف کے دیہات کو
 زیر حکم کر کے ہا حب فوج و حکومت میں بٹھا اور تمام عمر بھرا نام بانی حکومت کرتا رہا اسکے مرنے کے بعد
 بیٹا اسکا حاکم ہوا اور آدینہ سنگھان کے وقت میں و سنی اپنی حکومت بڑائی اور ستلج کے چند گزرات
 و سنی اپنے تصرف میں کر لیا وہ گریا تو پوتا اسکا محمود خان جانشین ہوا وہ سکھوں کے ساتھ بہت لڑتا
 رہا اور سکھوں نے بہت سے دیہات اس سے لئے اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا شہباز خان رنجیت سنگھ
 کے وقت بالکل اس علاقہ سے بیدخل ہوا اس قصبہ میں بڑا بازار ہے اور غلہ کی تجارت ہوتی ہے علاقہ اسکا
 زرخیز و سیر استیجا گڑھ ہے شہر ہوشیار پور کے متعلق ہے ایک قصبہ بلند گھاٹی کے اوپر آباد ہے عمارتیں
 اسکی نام و بختہ مختلف بازار کشادہ زمیندار اسودہ حال پیداواری غلہ کی بہت سی سفید چھین جو ایک بڑی خیر

دو ایست میں جاری ہے اور اسکا چشمہ اس قبضہ سے دو کوس پر ہے جو کہ ہمالہ کے جنوبی مینا دستہ نکلتا ہے
شمال کی طرف نائیکے وہ رو دھرتی ہے اور پختہ بل بادشاہی عہد کا اوسیر نامو اس ہے مگر اب دور و اوستہ بل کے
بند ہو گئے اور پختہ بل کے وہ راستہ چھوڑ کر بل کے دوسرے طرف سے راستہ کر لیا ہوا ہے یہ شہر رگنہ کا مقام
ہے اور تحصیل اور ماتحتی صاحب ضلع ہر شاد پور بھجان تحصیل کا کام دیتا ہے وہ **و و و و و** ال قبضہ
دو ایست میں جاری ہے مینا کے کنارے پر آتا ہے بادشاہان قبضہ کے وقت پر گذر دور مینا کے کنارے
اسی مقام پر تھا اور اسی راستہ سے شاہی آمد و رفت ہوتی تھی ناوشاہ ایرانی نے بھی بوقت حملہ ہندوستان
کے اسی راستے سے گئے تھے چنانچہ وہاں سے بہت چوڑا ہو گیا ہے اور بل کشیون کا بندہ نہیں ہو سکتا ہے
ایشاہ گذر وزیر عہد کے گذر پر مشرق ہو گیا ہے اور بھجان سے لوگ ہندو کشیون کے آترستہ میں ہزار ہوں کے
موسم میں بھجان دریا کی شوری کے ساتھ چوڑا ہو کر چلتا ہے اور چوڑاں دریا کی سات سو چالیس گز سے کم
نہیں ہوتی **مہر سی کی** یہ ایک قبضہ و ضلع کا نام ہے دریا کے گہوارے کے تین میل کے فاصلہ پر اس مقام
جہاں دریا کے بائیں رخ شیعہ اسپین ہو کر چلتے ہیں آما و سہ آبادی اسکی ایک ادیشے ٹیلے پر واقع ہے جو دریا
میں بلخانی ہوتی ہے تو پانی اوسکا گانا ہے ویدہ میل کے فاصلہ پر آجاتا ہے گو کہ یہ گانا تھوڑی آبادی کا ہے
مگر تجارت بہت ہوتی ہے اور حیدرآل تجارت کا پنجاب سے ہندوستان کو جاتا ہے اسی گذر سے گذرتا ہے
اس تمام علاقہ میں بہہ گانا غلہ کی منڈی ہے اور غلہ بافراط سو داگر ہندو جمع کر سکتے ہیں اسکے پاس دریائے
اور سے بڑی سرک گذرتی ہے اور گذر بھی مہر سی کا گذر کہلاتا ہے اس سے آگے تلج و بیاس سے جو جو دریا
کا گہوارا نام ہے وہاں کے لوگ گہارا کے دو معنی بیان کرتے ہیں ایک تو گہارا یعنی چوڑا و تھوڑا و دوسرے
میلا سوچو و معنی وہاں دس دریا پر راستہ آتے ہیں کہ چوڑا اور گہارا اور میلا تھوڑا و نصف اسپین کا
جاتے ہیں اسی قرب جو زمین ایک درگاہ اندر سے نام ہے جسکے پاس دو نو دریاؤں کا اسپین ٹھول
ہو ہے اس مقام پر گندڑ اعظم نے اپنے یادگار سکے واسطے ایک مینار بنوایا تھا مگر اب مسمار ہو چکا ہے
شہر شہر باری و آب کے سر زمین میں یہ شہر آباد و شہر نگاہ مشہور ہے آبادی اسکی آٹھ
اور بیاس کے درمیانی میدان کے اوسطہ میں واقع ہے صاحب کشن و ویشی کشن و ویشی کشن و ویشی کشن و ویشی
پہری کرتے ہیں کشن کے متعلق تین ضلع خاص امرتسر و گورداسپور و دھیاکوٹ اور ضلع کے متعلق چار
تھیلہ اس امرتسر و ترن تارن اجالہ درجہ میں پہلی مردم شماری میں کل آبادی سولہ لاکھ تھیلہ
ہزار چار سو چار اسی شمار ہوئی اب کی مردم شماری میں اسکی مردم شمار میں تھیلہ درجہ سے بڑی ترقی پر
ہے اور بحال فی میل مربع کل ضلع کے ہائے پختہ آبادی کے لئے اگرچہ تھیلہ اس ضلع میں آبادانی ہے

زمین تھی مگر اب جب ہر شاہ نضر اگر نری جاری ہوئی ہے گاؤں کے گاؤں کے نضر زمین ہو گئے ہیں اور غلہ کی
پیدائش کا حد و حساب نہیں رہا۔ خاص شخص تہتر سنی آبادی کا شہر ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح
دیکھ تو اسے سب سے کہ جیہا مرد اس شہر کے گورد کا دانا دراد اس چوتھا جائشیں بابا نانک کے گدی پر گشتی
ہوا تو اسنے موضع گوہند وال اپنے سہرا ل سے اونکھ کر اس مقام پر اپنا نشین بنایا چونکہ وہ شخص مرد
رخدا پرست تھا اکبر بادشاہ نے اسکی تعریف شکر بانو بگہ زمین بطور انعام اس مقام پر راد اس کو عطا کی
اسی میں سے تالاب بنایا اور آبادی کی جگہ نام گورد کا جگہ شہر ہوا اور خاص تالاب کا نام امرتسر رکھا
اور وقت اعتقاد مند لوگوں کے حصہ چند گھر اس میں آباد تھے راد اس کے مرنے کے بعد راجن واسکے جائشیں
نے بھان اور دوتا لال بنو کر سردار امیرتسر کی سچے شیربان تعمیر کیں اور سکری گورد و گورد
نے کوئی سردنک سر اور دوتا لال کہو دوائے اور امرتسر کے محل کی مرمت کی گورد و راجن و گورد و گورد
کے وقت شہر کی آبادی بھی بڑھتی گئی پھر چنانچہ ملستہ بیٹھائی و سکھوں کی طاقت بڑھ گئی تو اس شہر میں زیادہ
روقی ہوئی اور بہت سی حویلیاں بنی تھیں ہو گئیں۔ احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے وقت سکھ اجتماع اپنا اتفاق
کر کر اور گورد راد اس کا گراہ پر شاہ دست بان کر جنگ غارتگری پر جا کرتے تھے ایک نہ لاہور میں چند شاہ
کو خبر ہوئی کہ بیا کہی کے میلے کے تقریب سے سکھوں کا اجتماع امرتسر میں ہو گا علیہ خبر شکر بادشاہ نے معہ فوج ایک
روپہ ہٹی بیا کہی سے امرتسر کو کوچ بلیفہ کی کیا ایک گنٹہ بادشاہ کے پہنچنے سے پہلے سکھوں کو خبر ہو گئی
اور سب بھاگ گئے بادشاہ نے امرتسر پہنچ کر جب سکھوں کا نام و نشان نہ دیکھا تو شہر کے دیرانی اور کٹا
کے سہار کرنے کا حکم نافذ کیا وورد کے عرصہ میں کل مکانات گر کر خاک کے برابر ہو گئے تالاب کے شیربان
اور سندر کے مکانات جو بنیے ہوئے تھے باروت رکھ کر اوڑائے گئے اور تالاب کو مٹی ڈال کر زمین کے برابر
کر دیا احمد شاہ کے مرنے کے بعد جب کوئی مسلمان بادشاہ نہ ملا اور سکھ بنات کے سر زمین میں جاسیجا قابض
حاکم ہو گئے تو دوبارہ تالاب کہو دوائے گئے مند بنوایا گیا اور اسے شہر کی آبادی ہوئی راد اس نگر نام
رکھا گیا بہنگی مثل کے سکھوں کی بھان حکومت قرار پائی مدت تک وہ اس شہر کے حاکم رہے آخر نہایت سنگین
قوت پا کر اس شہر پریش کر کے ٹھہرے لیا اور بہت تن اسکی آبادی و ترقی میں مصروف ہوا چاروں طرف سچے شہر بنا
بنوایا کچی خندق کہو دوالی قلعہ گوہند گڑھ لوہ گڑھ کے دروازے کے باہر بڑا عالیشان تعمیر کیا اور اپنی دربار
کے سرداروں و امیروں کو حکم دیا کہ وہ سب شہر میں اپنی اپنی علیحدہ علیحدہ کٹھڑے آباد کر کے حویلیاں
بنوائیں بازار و بنیں سچے فرش بنے اور ایک عہدہ باغ رام باغ کے دروازہ کے باہر بنو اگر نام اور سکھ نام
رکھا جائے کہ مقام سے ایک شاخ شاہجہانی نضر کے اندر سے کہو دوا کر امرتسر کے طرف لائی گئی جس سے رام باغ

سیراب و تمام تالاب پر آب ہو کر خاص تالاب درمند کی عمارت ایسی عمدہ مطلق سنگین بنی کہ اس زمانہ میں ایسی کوئی عمارت سنگین و مضبوط ہندوؤں کے مندروں کے پنجاب میں نہیں ہے تالاب کے وسط میں بڑا عالیشان مطلقا مندر ہے اور چاروں طرف تالاب کے شیرون کے اوپر وسیع میدان سنگ مرمر و ابری کا فرش بنا ہوا ہے مندر میں جانے کے واسطے ایک تختہ تالاب کے اندر ہے اور پھر بھی سنگ مرمر کے سلین برابر نصب ہیں اور بل کے دونوں طرف چوٹے چوٹے سنگ مرمر کے بناؤں صورت گنبدی دار ہیں اور میدان کے درمیان گہری سنگ مرمر کے جالیوں کے لگائے گئے ہیں خاص مندر کے عمارت مربع پنجے سے سنگ مرمر کی ہی جہیں حقیقی و سبزہ وغیرہ قیمتی پتھر دن کے پیل بوٹی بنے ہیں اور اوپر کی عمارت گنبد دار و مطلقا ہے مندر کے اندر کا مکان بھی مطلقا و منقش بنا ہوا ہے اور پنجے سنگ مرمر کا فرش ہے و مان گرنتھ رکھا ہے جو ہر وقت پڑا جاتا اور قوال عارفانہ کافین گاتے رہتے ہیں زائرین کا صبح و شام بقدر ہجوم رہتا ہے کہ پیل کے اوپر چلنے پھرنے کی جگہ بھین ملتی جی بخت سنگ اس مکان کو بنوائے لگاؤ بیٹ دستیا ہے پتھر کے نیچے جو نیز کی حقیقہ نزارات اور مقبرے سنگین سلمان شایخ و امراء کے لاہور میں ہیں ان سب کے پتھر اوکھڑا کر اس عمارت پر خرچ کر دیے اور سب سے اول شاہ جہانگیر کے مقبرہ کے پتھر اوکھڑے شروع ہوئے اور ابری کی جہت کے پتھر طرف کے پتھر تے جالی دار بقدر سہ ستون سنگ تھے اوکھڑا کر امرتسر بھی گئے اور ان کی جگہ فشتی عمارت کا کھڑا بنوایا گیا نیچے کے میدان اور باغ کے شرکون کے سلین سنگ ابری و سنگ سیاہ و سرخ اور مقبرے کے چوڑے کے دیوار کے پتھر سب اوکھڑا کر چھ گئے بعد ازاں مقبرہ آصف جاہ و زبیر شاہ جہانی کے جو مقبرہ جہانگیر کے شمال کے طرف بادشاہی سرائے کے دیوار دیوار بنا ہوا ہے نو بہت آئی اور اس بلند و عالیشان مقبرہ کا سنگ مرمر سے بنایا گیا اوکھڑا لیا گیا اور مقبرہ کے اندر رکافرش جو مرمر و ابری و سنگ موسی کا تھا کھلا اوکھڑا گیا صرف قبر کی نقوید کا پتھر باقی رہ گیا کہ اوپر نو و ونہ نام کندہ ہوئے تھے اور اس لالہ کی کہ وہ امرتسر کے عمارت کے صرف میں آوین علی بن القیاس مقبرہ علی مردان خان و حضرت خان بہادر و زبیر الشاہکیم وغیرہ میں سے جہان جہان رنجیت سنگ کو پتھر کے سہل نظر آئے فی الفور اوکھڑا لیا سو اسے مقبرہ حضرت میانمیر بالا پیر لاہور کے اور کوئی مقبرہ رنجیت سنگ کے ماتم سے نہیں آو سکی ہم جانے کا پتہ نہ تھا جسے ہو کہ ایک دیر خود رنجیت سنگ پتھروں کے اوکھڑا اسے کے واسطے لاہور کے مقبروں کو دیکھتا پتھر تھا جب میانمیر صاحب کے مقبرہ کے پاس پہنچا تو اول حضرت ملا شاہ کے مقبرہ کے چار دیواری کے اندر جہان اب موجود میانمیر آباد ہے گیا اور اس کے گلیں سنگین مکان کو جسکی تیاری میں لاکھار و پیر دار اشکو شاہی بادشاہ کے بیٹے نے صرف کر کے عمارت اسکی سنگ مرمر و سنگ سرخ و ابری و حقیقی دلا جو رد و سنگ موسی

شام کے حاضر ہوئے واسطے غسل نہین کرتے صرف گزشتہ شکر اور نذر دیکر واپس ہو جاتے ہیں۔ اسلئے لشیان
 شہر میں پختہ و پختہ اور کپڑا و غلہ و ادویات و روئی و مہیہ و نیل و شکر و قند و غیرہ ہر ایک قسم کے جنس کثرت
 کے ساتھ تجارت ہوتی ہے پنجاب کی کل سر زمین میں گویا جیسی شہر و ارا تجارت ہی سامان کا رستہ و مسلمان یہاں
 بڑے بڑے مالدار ہیں جنکی کوٹھیاں کلکتہ و بمبئی و بنارس و دہلی و اگرہ و لکھنؤ و شاد و روکھل و کشمیر و خراسان
 و ترکستان میں ہیں اور مال بھانڈا کا دوردور تک جاتا ہے اور ہر سال لکھ بڑی بڑی تجارتیں ہوتی ہیں
 یہاں آتے ہیں قدیمی مکان مقبرہ یا قلعہ وغیرہ یہاں کوئی محضین ہے نہ رنجیت سنگھ کے وقت کا رام باغ و قلعہ
 گوہر گدہ بنا ہوا ہے یہ قلعہ رنجیت سنگھ نے سنہ ۱۷۶۴ء میں بنوایا اور خزانہ اس میں رکھا اور اس قلعہ کے
 اندر بڑے بڑے مکان مضبوط و عالیشان بنی ہوئے ہیں اس جگہ بھی انگریزی تخت میں آیا ہے اور بھی عمارت
 فوج کے رہنے کے اس میں انڈیا کی گئی ہیں اور ذخیرہ و مہیکہ زمین و زمین سے دام باغ کی عمارت
 بھی رنجیت سنگھ نے بڑی عالیشان بنوائی تھی اور سراسر نور جہان بلکہ سے تہرا و کھڑا اگر اس میں لگا یا تھا
 مگر اب کچھ رونق محضین ہی اور ضعیف کی کچھ بیان اس میں ہوتی ہیں انگریزی عمارتیں ہیں اس شہر نے
 بڑی رونق پائی بازار کا پختہ فرش بنا رکھا ہے نالین بنوائی گئیں آبادی کی ترقی ہوئی مسافروں کے لئے
 سرائیں تعمیر ہوئیں باہر شہر کے باہر کمین و کوٹھیاں انگریزوں کے رہنے کی اور ریل کے کارخانے کے مکانات
 پراؤ بنے شریکین بننے والی گئیں اس شہر کے اندر کی عمارتوں میں ایک عمارت کو توالی کی نہایت عمدہ
 و مستحکم عمارت ہے اور ایک عالیشان مسجد بیان مسجد جان صاحب رئیس امرتسر کی جیکے ثانی کوئی اور مسجد تمام شہر
 میں کی جیسی بلند گنبد دار پختہ رنجیت سنگھ کے اور کلاس ملائی گنبدوں کی اور پر لگ ہوئی ہیں عین شہر کے اندر
 و باہر پختہ تالاب شوالے و دھرم سائے و کھاکرد واری بہت ہیں پہلے مسجدیں بہت کم تھیں مگر اب انگریز
 عمارتیں میں مسلمانوں نے بھی مسجدیں بہت بنالی ہیں کثرتی رہیں سکھ اور بڑے کشمیری مسلمان اس شہر میں
 رہتے ہیں مسلمان کشمیری یہاں شالباٹی کا کام کرتے ہیں پنجابی مسلمان کشمیریوں سے نصف بھی نہیں ہیں اس شہر
 کے دور کی چھانیش کی گئی تو پانچہراہ ایک سو کرم ہوئی اور پانچہراہ کے نکاس میں ہیں سو ساٹھ کرم کا ایک کھار
 اور تین ماہ کا ایک کرم اور دو بالشت کا ایک ماہ تھو ہوتا ہے شہر لاہور اس شہر سے صغر کی طرف تیار
 چوبیس کس اور دریا سے بیاس مشرق کی طرف بیس کس اور دریا سے راوی شمال کی سمت گیارہ کس
 پر ہے بڑے بڑے شہر گانہ ضلع امرتسر میں قصبہ سدھیاں کلان و بونڈا الہ و سلطان و ڈوبو تالہ و منی وال و
 متاں کوٹ خنڈ تالہ گنبد وال فتح آباد و برد وال و خال آباد و رن گدہ اتاری منیشہ تالہ و و وال حکیرا
 کا و خالائی خنڈ تالہ کا ساں اولیا تالہ راہ اس چپاری شہر وال میں فقط اور مسجدوں میں بڑی مسجد بیان

موجودہ ان کی بنوائی ہوئی مشہور ہے یہ شخص ایک سیر کبیر تاجر اس شہر کا ہے عہدہ انری میجسٹریٹ کا بھی اوسکو
 ملا ہوا ہے سو اسی اورنگی مان محمد شاہ ایک علی درجہ کار میں مسلمان اس شہر میں جامع فیض ہے عہدہ انری
 میجسٹریٹ کا اوسکو بھی حاصل ہے **ترن تارن** باری دوا کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ باری کے
 دکن کے کنارے ہے چپیس میل اور شہر لاہور سے بہت جنوب مشرق تھیں میل آباد ہے سکھوں کی قوم اس
 قصبہ کو بہت شہر کر کے تھیں یہیں وردوردور سے غسل کے واسطے پھان گئے ہیں ایک ٹالاب انچوں
 گور و اجن کے وقت کا پھان بنا ہوا ہے اور ترن تارن خاص اسی تالاب کے نام ہے جسکے نام سے اب
 قصبہ بھی موسوم ہو گیا ہے سکھوں کا اعتقاد ہے کہ امرتسر اور ترن تارن کے تالاب میں غسل کرنے سے بھلا
 جاتی ہے برہمنوں و زرخیان نے اسلئے ہوتا ہے یہ قصبہ بڑا قصبہ ہے تحصیلدار راست صاحب ضلع امرتسر
 مال کا کام دیتا ہے بہت بڑا بازار اور عمارت خوشنما و دکا بازار مالدار وغرت دار بہت رہتی ہیں یہ
 دوا کے قصبہ کے بکثرت سنگہ و مند و کھتری اور وڑی مسلمان کم ہیں ترن تارن کے تالاب پر بخت سنگہ نے
 دوبارہ تعمیر کیا اور ایک مندر بنوایا ایک بلند مینار پھان نو محال سنگہ پر بخت سنگہ کے پوتے نے بنوایا تھا۔
کوٹلہ باری دوا کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ باری کے کنارے اکیسویں میل سمت مشرق و شمال
 مشرق لاہور سے آباد ہے **کوٹلہ** ورد و اب باری کے علاقہ میں یہ گاؤں باری سے ورے سات
 کوس کے فاصلے پر آباد ہے اس میں اپنا مشہور انگد و سراگور و ساہون کا جو ناک کے بعد جانشین ہو چکا تھا
 رہتا تھا اسکا ڈیرہ گاؤں کے باہر بنا ہوا ہے جسکی عمارت پھلور خام تھی پھر بخت سنگہ نے سخت و مکلف بنوئی
 سکھ وردوردور سے پھان اگر زیارت کرتے ہیں **سراے نورنگ** آباد و دوا باری
 مانچہ کی سرزمین میں یہ قصبہ آباد ہے اس مقام پر پہلے شاہجہان بادشاہ کے حکم سے ایک سختہ سراے
 بنائی شروع ہو کر عمارت اسکی اورنگی ب عالمگیر کے وقت ختم ہوئی اوس درے اورنگ زیب کی
 سرا ہو گئی رہی اب اوسکے اندر ایک قصبہ آباد ہے سراے کے باہر ایک ہی سختہ تالاب ہے ترن تارن کا
 تالاب بھی اس مقام سے دوا کی کوس کے فاصلے پر واقع ہے **اچالہ** امرتسر کے ضلع میں یہ بڑا قصبہ اور مشہور
 مقام ہے تحصیلدار راست صاحب ضلع امرتسر پھان کام دیتا ہے اسکے گرد و نواح میں خضر کرن جاری ہے
 اور دریائے راوی بھی بہت تر و یکسری آبادی اسکی سختہ و خام متحدہ مند و مسلمان سکھ اس میں باہر
سورمان دوا باری ضلع امرتسر میں یہ ایک مشہور قصبہ میل اچالہ کے پاس ہے مسلمان پھان
 قریشی راجپوت سہین بہت رہتی ہیں اسکی نواح میں خضر کرن دریا سے راوی سے ملتی ہے علاقہ سرسبز و
 شاد ہے اس پرانی گناہ سے دریا سے راوی کے ہر ایکے در سے پانچ میل ایک درموضہ منج نام آباد ہے

جسکے اندر زمیندار راجپوت مسلمان گوت منج رستے ہیں اگرچہ عمارت اسکی خام ہے مگر ملبوعہ مقام ہے
پیدائش غلہ کی بہت ہوتی ہے مسجد میں غیرہ مکانات بنجھے ہیں اور زمین میں کھجور کا باغ ہے اور زمین میں کھجور کا
قصبہ ہے عمارت اسکی بنجھے و خام ملی ہوئی ہے راوی کے کنارے کے اوپر اسکی متعلق زمین میں پیدائش
غلہ کی بہت ہوتی ہے اٹارہ می دو ابہ باری ضلع امرتسر کے متعلق ہے ایک مشہور قصبہ آبا دہ ہے آباد
اسکی لاہور و امرتسر کے عین وسط میں واقع ہے اسکے پاس اپنی شہر جاری ہے اور ریل گاڑی لاہور و
امرتسر سے اگر چھان چھرا کرتی ہے ریل گاڑی اٹارہ می جاوے ہے سردار شام سنگھ انارہ می والدہ جو ایک
سفر سردار امرتسر سے لاہور میں سے تھا چھان رہتا تھا وہ سکھوں کی لڑائی میں جو انگریزوں کے ساتھ تھے
کے کنارے پر ہوئی تھی مارا گیا اب اسکے لواحق اس گانہ میں رہتے ہیں سرداران انارہ می والوں کی بڑی
بڑی بنجھے جو بلیان چھان بنی ہوئی ہیں بازار بھی کسادہ و پر تجارت ہے مکانات بنجھے و خام ملے ہوئے ہیں
راجا ساسی امرتسر سے شمال کی طرف بفاصلہ چھ میل ہے قصبہ آبا دہ ہے سرداران سندھانولہ
جو ہم جدی رنجیت سنگھ کے تھے اسی گانہ میں رہتی تھی جب سردار جیت سنگھ و لہنا سنگھ نے مباراجہ شیر سنگھ کو قتل کیا
اور خود بھی اوستی یاداش میں قتل ہوئے تو راجہ ہیر سنگھ وزیر سلطنت نے غصہ میں اگر اس قصبہ کو اوچاڑ دیا
کل جو بلیان سرداران سندھانولہ کی سمار کر دین چاہے قصبہ دیران رہا پھر راجہ ہیر سنگھ کے قتل کے
بعد سردار شیر سنگھ و گہر سنگھ وغیرہ نے پھر جو بلیان اپنی بنوائیں اور قصبہ کو آبا د کیا اب بخوبی آباد ہو گیا
اور سردار شیر سنگھ جاگیردار و محبٹر اسکے اندر سکونت رکھتا تھا اب وہیں گزرے ہیں کہ وہ مر گیا
محبت سنگھ ضلع امرتسر کے متعلق ہے ایک مشہور بنجھے عمارت کا قصبہ ہے سردار لہنا سنگھ محبتہ جو ایک
بڑا سردار لاہور کے دربار کا تھا وہ اسی گانہ کا رہنما و لاکھا اب اسکا فرزند سردار دیال سنگھ جاگیردار
امرتسر کا مہذب ہے پرانی پھر شاہجہانی جو باد ہووے لاہور کو آئی ہے اس کے پاس جاری تھی جس سے
رنجیت سنگھ ایک شاخ کہو و و اگر امرتسر کو لے گیا تھا **چند مالہ گورو** کا قصبہ امرتسر سے دہر
کے فاصلے پر بربرہ واقع ہے اصل میں نام اسکا چند والہ تھا اور چند نام ایک عاٹ کا تھا جسے اسکو
آباد کیا تھا اس قصبہ میں ایک نہر گورو و منڈال کا بنجھے بنا ہوا ہے جسے بابا نانک سے فیض پایا اور گورو وکٹا
سے اسکی اولاد سے گورو و عاقلہ اس بڑا نامی گرامی اور جاگیردار بادشاہوں کے وقت سے ہو گئے
اسو اس قصبہ کا نام بھی گورو و کا چند یا مشہور ہو گیا **گورو و** **چند** **مالہ** **گورو** **و** **ضلع گوردوارہ**
یہ ضلع بہت آباد ہے اسکی بکثرت اور دیہات نزدیک و یکساں ہیں کوئی ویرانہ جگہ اس میں
نہیں اگر کوئی زمین ہے تو وہ کاشت ہوگی تو وہ شور زمین ہوگی یا کسی گانہ کے شالات ضرورت

چارہ مویشی کے عہد اکاشت سے پہلے ہی ہوی ہوگی اب ہوا نہایت عمدہ و مستدل اس ضلع کے رہنما
مندرجہ ذیل اور کھتری اور مسلمان میں عہدہ دو نو قومن ہندو مسلمان آدیو آدہ اسپین میں زمیندار پھلے
مفلس تھے اب انگریزی عملداری میں اسو وہ حال میں سب لوگ نرم مزاج ملایم طبع خندہ پیشانی مہمان نواز اور
پھلے سکھان مثل انگڈیہ کنیا کا قصبہ اس علاقہ پر تھا چنانچہ سری ہر گوبند پورہ میں جہانگیر انگڈیہ اور وٹاہ
وغیرہ پر سردار جو سنگہ کنیا اور پھر رانی سد اکنورز وجہ گورنمنٹ سنگہ بن سردار جو سنگہ کنیا جاکہ تھی فٹنگڈہ کے
علاقہ میں جہل سنگہ خسر ہمارا چکر سنگہ اور گنگہ سنگل پر سردار جو سنگہ وغیرہ قابض تھے ہمارا چکر سنگہ
نے سب کو مغلوب کیا اب بھی اون خاندانوں کے آدمی سرکار سے گزارہ پاتے ہیں خاص گورداسپورہ
پھلے چوٹاسا کا تو تھا سب سے بڑا کہ وہ علاقہ کے وسط میں واقع تھا سرکار نے اسکو مقام ضلع قرار دیا اور
سرانے اور کوٹھیان اور کھتری کے مقامات ڈاکنگلہ وچاونی کے عمارات بنوئے آبادی اسکی بڑھتی
قدیم آبادی کے اندر ایکسٹنٹ پورانی ہی ہوئی دیو ہے اوہیں ایک کشتہ قدرت الہی کا ایسا ہے کہ
وہ دیو اربست اپنی پوری جو پنج ریشٹہ کا تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہے پانچ دروازی محرابی اسپین میں
ہر ایک دروازہ میں ایک لاکھ ستون بنیے ہوئے ہیں اور اس دیوار کے اوپر اگر چکر
کوئی بلائی تو دیوار بنیاد تک پہنچتی ہے بلکہ جو کچھ چھوٹے کی طرح چھوٹتی ہے مگر گرتی نہیں سیکڑن آدمی اس دیوار
کے دیکھنے کو جاتے ہیں اور اوپر چکر بلائے ہیں شہور یہ ہے کہ ایک منہٹ فٹنر نے یہ دیوار بنوائی تھی
اور مٹا دی کہ تاکہ کی تھی کہ نہایت سخت دیوار بنانا جب دیوار بن چکی تھی مٹا دی کہ نہایت سخت دیوار
اور اسکی مضبوطی کی تعریف کی اس منہٹ نے دیوار پر چکر کیا کہ یہ دیوار تو ہلتی ہے لوگ منہٹ اور کہا کہ دیوار
کبھی ہلا کر تی ہے چنانچہ منہٹ نے بلائی تو چکر کھٹکتی لگی اس پر دوسرے اجلاس برابر ہلتی ہے اس منہٹ
کی اولاد سے بدھ ہی ناختم منہٹ اب تک زندہ ہے وہ بڑا رئیس ہے نصف علاقہ گورداسپور خاص کا اسکو
جاگیر میں ہے لاکھوں آدمی اس خاندان کے یہ ایک یعنی مرید میں چار تحصیلیں گورداسپور کے متعلق ہیں
ایک خاص گورداسپور جسکے متعلق سات سو چھ موضع اور تین لاکھ ستاون ہزار آٹھ سو تیس روپیہ جمع جاگیر
جمع مالیانہ ہے دینا نگر اور کانودان ٹیسے دو قصبہ اسکے متعلق ہیں دوسری تحصیل ٹاہلہ کی ہے اسکی متعلق
چار سو ستاون موضع اور تین لاکھ آٹھ سو ہزار تین سو اٹھاون موضع جاگیر جمع ہے سری ہر گوبند پورہ
اور وٹیرہ باٹاناک ٹیسے قصبہ اسکے ساتھ علاقہ رکت میں تیسری تحصیل شکر گڈہ کی اسکی گانوسات سو
انچاس اور تین لاکھ تین ہزار نو سو باسٹھ جمع سالانہ جمعہ جاگیر ہے چوتھی تحصیل ٹھان کوٹ ہی اسکے
میں سو چھ موضع اور ایک لاکھ نوے ہزار تین سو چاون موضع جمع جاگیر ہے فرض کل ضلع کے متعلق ہے

میں سو پانچ موضع اور بارہ لاکھ پچیس ہزار پانسو سا سی جمع ہے بڑا کارخانہ لکڑی کا اس ضلع کے متعلق تمام
 مامور اور رہنے والے اسی مقام سے کل پچیس ہزار کاٹ کر لائے ہیں جسے تمام علاقہ دو ابہ باری کا اولک
 پانچ سو پانچ ہوتا ہے جانب شرق اس ضلع کے دریا سے بائیں سرحد کشمیری جالندہر سے پھر کرن اور
 سنگے ٹالا اور پھر تلی جسکو منسلک بھی کہتے ہیں اور پھر منڈی سے بھی پانی پاتا ہے اور عمارت سے بھی پانی
 لیا جاتا ہے عمارت کا پانی بدرجہ اوسط میں ہاتھ پر نکلتا ہے پھلے مردہ شکاری اس ضلع کی سات لاکھ
 چالیس ہزار انکسوسا سی تھی اب ترقی ہے اور ضلع کے کل میلون پر آبادی پہلا کر حساب فی میل چار سو چھ
 سو چھی سو ہے **سٹالہ** باری دو اب کے قصوں میں بھیہ قبضہ ایک مشہور قبضہ ہے عمارت اسکے پختہ
 و بار دلق ہے پختہ و مہنوط مکانات پہلے زمانہ کے ہیں بہت ہیں بازار اس کے کشادہ و آباد و پر تجارت ہے
 شہر کے شہر سے ساہوکار مالدار بھان دوکانین کرتے ہیں دور دور سے تاجر لوگ بھان مال فروخت کیوں اسطر
 لائے ہیں پہلے بھان ضلع مقرر تھا اب تحصیل بھان رہتا ہے اور تحصیل کی کبھی ہوتی ہے لودھی بادشاہوں
 کے وقت پہلے رام دیو پٹھی راجپوت نے بھیہ شہر آباد کیا اور جن دنوں میں کہ سہی تانا خان سلطان بھلول
 لودھی کے طرف سے پنجاب کا ناظم تھا اون دنوں میں رام دیو شیخ عبد الجلیل قریشی سہروردی لاہوری بی
 خدمت میں ہاں ہو کر مسلمان ہوا اور مرید بنا چونکہ تانا خان ناظم پنجاب بھی شخص صاحب کامرید تھا شخص صاحب
 فرام دیو کو سرور شوق و ہوشیار تصور کر کر تانا خان کی خدمت میں بھیجا اور سفارش کی کہ کسی معقول خدمت
 اسکو مامور کیا جاوے چنانچہ وہ تانا خان کے پاس ہو کر ہوا اور ان مدارج تک پہنچا کہ تانا خان نے کل پنجاب
 کے لاکھ اکھارہ نو لاکھ گیارہ سو کو دیدیا اور بڑا بھاری فائدہ اوستے اور ٹھایا اور سنی آٹھ سو چھتر سنہ چھتر
 اس شہر کی بنیاد رکھی اور آباد کیا اور بھان ہی فوت ہوا قبر اسکی باہر شہر کے شرق کی طرف موجودی اس
 شہر کی آبادی سے اول بھی کہی کسی زمانہ میں بھان آبادی ہو چکی تھی کہ اسکی آبادی کے وقت جب
 دیوان خان نے حکومت کنواں کہو داگیا تو زمین میں سے ایک دوکان رنگریزی کی دی ہوئی نکلی جس میں سے
 چند خیم گلی منیل کے تھے پھلے بھیہ شہر کہہ پڑی رہتی تھیں کہتا تھا لیکن شہنشاہ اکبر کے وقت جب شمشیر خان
 راجپوت حاکم اسکا ہوا تو اسنے اسکی آبادی میں بہت کوشش کی شہر کے شرق شمال کے گوشہ کی طرف
 ایک باغ بنوا یا اسکے اندر تالاب کہو دا یا تالاب کے اندر پختہ مسجد تعمیر کی پھر کے پانی سے تالاب کے پر آگے
 کشیدان جو پڑیں جن پر نماز پڑھنے والے سوار ہو کر مسجد میں جاتے اور عبادت کرتے مقبرہ شمشیر خان کا
 بھی تالاب کے جنوبی کنارے پر موجود ہے شمشیر سنگہ رنجیت سنگہ کا بیاد مالہ کا جاگیر دار بنا تو اسنے بھی اس شہر
 میں اچھی آبادی کی اور سنی تالاب کے اندر جہان مسجد بنی تھی بارہ درہی بنوا کر سیرگاہ مقرر کی اور ایک باغ و بارہ

جیل سنگ کے مرنے کے بعد ریخت سنگ اس پر قابض ہوا اب لکھنوی قبضہ میں رہے ریخت سنگ کے وقت سے اب
 دو چندان بھی آباد ہو گیا ہے تجارت کثرت سے ہوئی ہے شہر کی عمارت کل سختیت بار زمین دو کا اندازہ
 سا ہو کار و کامین کہتے ہیں کہ نو ارج اس شہر کا ایسا سرسبز و سیراب ہے کہ خشک سالی میں بھی پانی کی جھٹکا
 نہیں ہے غلہ کی پیداوار کا کچھ حد و حساب نہیں ہے دیشی تاکو لکھنوی کثرت ہوئی جاتی ہے ہر ایک قسم کا سناپت
 طرح طرح کے پیدا ہوتے ہیں باہر شہر کے جنوب کے بیرون مزار شیخ محمد فضل کا نور ہی کا بنا ہوا ہے جو پنجاب
 کے کامل لی ہو گئے ہیں شجرہ اور کھانا قادیان میں بڑی شیخ ابو محمد قادیانی کے شیخ محمد بلا سر لاہور
 کو ملتا ہے اور شیخ محمد فضل شکار و جنت بہار میں ہے انہیں کے جانشین و خلیفہ تھے اور انہیں کے حکم سے
 ٹالہ میں مدرسہ بنا یا گیا تھا جہاں اب تک درویش پڑھتے ہیں اور لنگ جاری ہے وہاں لکھنوی کے
 نیچے کے علاقے میں جو باری دووا ہے علاقہ کہتا ہے یہاں ایک عجیب خوش وضع سرسبز برضا سیراب
 سچہ مکان ہے چغتائی سلطنت کے اخیر وقت یہ شہر آدینہ بیگانہ نام و وابستہ عالم ہرنے آباد کیا
 اور اپنے نام پر نام اسکا آدینہ لکھ کر کہا بانی کے عین حیات آبادی اسکی بڑی اوج پر تھی ووردور سے
 علماء فضلاء شیخ مہد اہل مشیہ و حرفہ صاحب کمال اینجیں آباد ہوئے اور بانی کے اولاد کو بکمال التجا بھیاں لاکر
 رکھا اور وقت کو یا یہ شہر مجمع علماء و فضلاء و مرجع اہل ہندویشہ تھا علاوہ اسکے ایک دروہہ طہر آباد
 ہو جانے اس شہر کی یہ ہوئی کہ پنجاب کے اور تمام ملک میں سکھ غارت کرتے تھے سوائے علاقے آدینہ بیگانہ
 کے اس کے اولاد کو کمال خوف تھا اسلئے پنجاب کے ووردور ملکوں سے لوگ اولاد کو کھانے آ رہے تھے آدینہ بیگانہ
 خان نے بھیاں ایک باغ بنوایا اور شاہجہانی پتھر عمارتوں سے لاہور کو لگتی تھی یہ باغ کے درمیان کبھی اور
 بڑی بڑی عمارت عالیشان اوسمیں بنوائیں اور بھی شہر کے گرد استقد رباغ اور چھ جہاں ہیں کہ گویا وہ
 تمام خطہ ہی قدرتی باغ ہے انہوں اور سنسٹرون وغیرہ وختوں کا کچھ حد و حساب نہیں ہے پانی پتھر دن کا عا سجا
 یہاں ہے شہر کے شمال کی طرف ایک بھاری نالہ ہے جو ہمیشہ بہا رہتا ہے اور اس نالہ کے اوپر ٹالہ
 مادہ پور کے پتھر کا پانی اس کے اوپر لگا گیا ہے جب آدینہ بیگانہ سر گیا تو سکھوں نے دل کھول کھول اسکو لٹا
 اور ایسی ناہنیں و آباد شہر کو وپٹن لوٹ میں ویران کر دیا چند سال بعد ویران پڑا اور پتھر خند اسلک کہہ رہے
 اسکو آباد کرانا شروع کیا اور چند سال پھر وہیں آجی آبادی ہو گئی جس میں بس تک وہ اس پر قابض رہتے
 جبہ مر گیا تو گلاسنگہ اس کے بیٹے نے حکومت پائی مگر چند سال کے بعد ریخت سنگ نے اسکو بدخل کر دیا
 اور کل علاقہ وینا لکھ کر ریخت سنگ کے قبضہ میں آگیا ریخت سنگ نے یہاں سکھان آباد کر دیں و سیراب سرسبز
 دیکھ کر اسکی آبادی کے طرف بدل توجہ کیا اور چالیس عمارتیں بنوائیں ایک باغ سیرگاہ بنوایا اکل امر کو

اور دوسرے تخت سنگی کہ اسے اسے عوام کا شکر کرتا تھا اور اسے پڑھایا اور اسے انہی ساس کی
 فوج نہ دیکر یہاں کوٹا پہنچا اور حریف سیڑھی کر کے قلعہ لے لیا اور کل علاقے پر اپنا قبضہ جما کر وہیں
 چلا گیا اور تاراسنگ کے دو نوکران کو بھی جو اسے اپنے بدخواہ ہوسے تھے ایک خرمہرہ بنایا اب یہ
 شہر انگریزی حکومت میں تھا اور سرکار نے وہ قلعہ سہارن پور کے گراؤ میں اس کی باری دواہ کی بڑی نصرت
 بلوں وغیرہ عمارت میں صرف کی اور زمین قلعہ کی نیلام کر کر دیا وہ داخل سرکار ہو گیا نیشا پور
 میں قلعہ بھار کے نیچے کروڑوں کے اندر رادی کے کنارے کے اور پانچواں ہے اور اسی کے نزدیک دی
 بھار کے نکلنے والی ہے عمارت اس قلعہ کی تختہ نہیں کہہ لوگ تو پھر زمین و زمین اور کچھ کے
 کے مکانوں میں آباد ہیں محال اس قلعہ کا باران سے شمال کے طرف قلعہ کے ایک مضبوط قلعہ بھی قلعہ
 راجون کا بنایا ہوا موجود تھا بسبب نے محال بارانی کے زمیندار یہاں کے خزان اسودہ حال زمین ہر
 قلعہ شہجہان بادشاہ کے وقت آباد ہوا باعث اس کی آبادی کا یہ تھا کہ یہ ملک قدیمی عہد سے
 نور پور کے راج کے تابع تھا اتنا تھا شہجہان بادشاہ کے وقت پہاگ سنگ برادر زادہ راجہ راجپوت والی
 نور پور کا اس سے رنجیدہ ہو کر مقام دہلی بادشاہ کے خدمت میں ہو چکا اور بادشاہ کے کہنے سے مسلمان
 ہو کر مرید خان خطاب پایا بادشاہ نے انہی اوصاف نور پور کے کل راج میں سے نصف ملک اس کو دیا
 اسے یہاں ہو چکر قلعہ آباد کیا اور بادشاہ کے نام سے نام اس کا شہر پور رکھا اور اپنا دارالریاست
 بنایا مرید خان کے مرید کے ہر اور سکائی تخت خان سندھ میں ہوا اس کے پیچھے دھند خان ہر سید خان
 اپنے اپنے وقت مالک رہے اور مرید خان کے وقت تخت خان سندھ میں ہوا اس کے پیچھے دھند خان ہر سید خان
 کے راجہ نے قدیمی عہد اس کو چھ تازہ کیا اور بھاری راجون کی دیکر سید خان پور ش کی اور ملک چھوڑ
 اور پھر تخت سنگی کے مالک کے یہ کل علاقہ اپنی قبضہ میں کر لیا **سہارن پور** کے ضلع اور
 باری دواہ کے علاقہ میں یہ ایک مشہور و آباد قلعہ ہے جو اس کا گاونڈوں کی ورثہ کا
 تھا جیسا کہ پہلے نے پٹنائی سلطنت کے ضلع کے وقت اسے تصرف میں لیا یا تو اسے ہی جگہ پکوت انتہا
 کی اور ایک قلعہ چار برج اور تختہ ڈھری کا بنوا کر قلعہ کے اندر اپنے رہنے کے پختہ ہو گیا یہاں پر لکھنؤ کے
 قلعہ کے تعمیر کے بہتے یہ گانڈو جاسے امن ہو گیا اور گردنواح کے گانڈو کے لوگ جو یہاں غارتگری سے
 یہاں تنگ آئے ہوئے تھے یہاں آکر رہنے لگے جب آبادی بڑھ گئی تو کچھ شہر بنایا گیا اور تین دروازے
 رکھے گئے تھے اس قلعہ کی حکومت سپر ہی اور ایک باغ بھی اسے یہاں بنوایا اس کے بعد جب تخت سنگی
 نے یہاں قلعہ پایا تو ایک باغ اس کے وقت میں بھی بنا اور شہجہان خضر چوہدری اس قلعہ سے آدہ کوٹ

پر پہنچنے پر مل بائد گیا علاقہ اس قصبہ کا بہت سیراب سرسبز و شاداب تھا اسکے نیچے ہی غلہ افراط سے
پیدا ہوتا ہر خصوصاً چانول نہایت باریک خوشبو ہوتے ہیں مٹی کی پیدائش کا یہاں حد و حساب نہیں ہوگا
یہاں بہت سیٹھانوں کا ذکر مشہور ہے محال یہاں کا نصیری و بارانی ہے کشمیری لوگ یہاں بہت رشتہ ہیں اور انکے
میں بہت سیٹھانوں کے ہیں دریا سے راوی یہاں سے اڈا ہی کوں اور بتایا گیا کہ کوس پر ہے اور قصبہ کا
وٹا دانی کے گرمی کے موسم میں یہ علاقہ بہشت کا نمونہ ہوتا ہے **کانووان** ضلع گورداسپور و بار
دوان کے علاقہ میں یہ قصبہ وٹے کنارے نالہ جی کے آباد ہے شانان و سلی کے وقت میں بسبب کے کہ امیر
بادشاہ اکثر اوقات یہاں آکر شکار کھیلا کرتے تھے یہ قصبہ زیادہ تر آباد ہو گیا اور اپنے اپنے گھرنے کے
سکانات امیروں نے یہاں سختہ و عالیشان ہوائے اس شخص سے بیاس تک چھ پھیل چوڑی اور چھتیس کوس
لمبی زمین سرایا آب خیر اور رست ہی بہت گانواں و سہیں آباد ہیں اور بعض مقامات پر سیلاب و چشمہ سار
کہ زیادہ و سوار کا بھی دمان مشکل ہوتا ہے آہو و گوزن وغیرہ جنگلی و نہاد و کاشکار نہیں ہے شیران
مردم خوار و بلیگان آہو شکار جو کان خلق آزار و مان اتے رہتے ہیں کہ کہیں نہیں رہتی اور ایک جبل
شری و خلق طول کی یہاں موجود تھی جسکو کانوان کا چہنچہ لیتے تھے اور یہیں پہلی مرغابی کا شکار ہوا تھا تاہم
شکار کے شوق مند وہاں کشتی میں پہلے کر شکار کھیلتے تھے کنول کے پھول نگاہاڑہ وغیرہ آبی نباتات اور پھول ایز
پیدا ہوتے تھے نگاہاڑہ خشک تر کی یہاں تجارت ہوتی تھی جبل کے اندر شہنشاہ اکبر نے ولیان و قشمن و سیر گاہیں بنوائی تھیں
جسکے نشان موجود ہیں شہر نگہ رنجیت سنگھ کے بیٹے نے بھی اپنی عمارت اسی کے وقت میں جبل کے اندر ایک
بارہ دری کشمیر کی اور مدت تک یہاں شکار کھیلا گیا غرضکہ پنجاب کے ملک میں اسیر شکار نگاہ اور کشتی
جگہ نہیں تھی کہ یہاں دشتی و آبی و دو قسم کا شکار ملتا ہو مگر اب سرکار انگریزی نے اس قدر شری جبل کا
پانی نکال کر زمین خالی کر دی اور تمام آبادی و رزاعت کو اسی آبادی و س جگہ لاکھوں میں غلہ پیدا ہوتا ہے
اور گانوں کے گانواں و ہو گئے ہیں **سیر گاہ** باری و آب ضلع گورداسپور و سیر گاہ
سالہ کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ و ہنر کنار سے دریا سے بیاس اور لاہور سے شمال مشرق کو فائدہ مند ہے
میں کے آباد ہے آبادی اسکی دریا سے بیاس کے اوپے کنارے کے اور واقع ہے بانی اسکا گورداسپور و سیر گاہ
یہاں جانشین ہے ہستی ہستی ہر گوند چوٹے بیٹے اپنے کے نام آباد کی اول یہ قصبہ کا نہایت چوٹا تھا
دیوار ان جہت پر ترقی ہوئی کی ہوتی گئی اور بقدر یہ قصبہ کا تو آباد ہوتا چلا گیا پچھلے تمام شہر میں مخلوق کے محلہ
میں ایک ہی مسجد بنی ہوئی تھی سکندر سکندر کو دوسری مسجد بنانے نہیں دیتی تھی اب جب کہ سرکار
انگریزی کی عمارت اسی ہوئی ہے مسجد بنی بہت بن گئی ہیں اور بسا و نیچے ہونے زمین قصبہ کے کنوون کا

پانی بہت دور اور غریق ہے محال اس قصبہ کا اکثر بارانی ہے قصبہ میں سکانات سخیہ بہت تھیں ہوتی ہیں
 بازار بھی کشادہ و پر تجارت ہر بڑے سا ہوکار مالدار و دکاندار کرتے ہیں فتح آباد واری و آب
 کے علاقہ میں یہ قصبہ شاہ شاہ جہانگیر کے عہد میں دہے ملک کنارے دریائے بیاس پر آباد ہوا اور
 نام اسکا شاہ آباد رکھا گیا پھر آدینہ بگٹان کے حکومت کے وقت بسا اسکے کہ وہ اور اسکا لشکر
 آدینہ بگٹان کے آباد ہونے سے پہلے بھیان رہتا تھا آبادی اسکی بہت بڑھ گئی اور نہت آبادی کی چار ہزار
 گھر اور ایک ہزار دوکان تک پہنچ گئی مگر آدینہ بگٹان کے مرنے کے بعد سکھان سنگدل اسکے طرف بہت
 متوجہ ہوئے کئی مرتبہ عمارت کیا مکانات اسکے علاقے بڑے بڑے عمارت کو منہدم کر کے شہر کا لکڑے لئے
 غرض سکھوں نے اسکی میرانی و بی چراغی میں ایک دقیقہ باقی نہ چھوڑا چند سال تک یہ آخر اسکا اثر و راکھ
 مدت کے بعد اسکی آبادی پھر شروع ہوئی اور بھانگے ہوئے لوگوں نے پھر اگر اپنے اپنے مکانات بنوائے
 اور کچی کی عمارتیں مختلف قسم کے بعد از ان جب فتحنگ اسلو والیہ نے اسکو فتح کیا تو شاہ آباد نام بدل کر
 فتح آباد نام رکھ دیا اور فتحنگ کے ہلکار جو اکثر مسلمان تھے انہوں نے چند مسجدیں و حویلیاں بنائے
 تعمیر کیں اور **ننگ** قصبہ دریائے لاوی کے کنارے پر لاہور سے چالیس کوس پر گزشتہ
 شمال مشرق آباد ہے سکھوں کی غلامداری میں اس قصبہ میں بڑی آبادی ہوئی سخیہ مکانات بنے
 بازار کشادہ بنا گیا تجارت کی ترستی ہوئی اور ایک بوجب زیادہ تر آباد ہونے اس قصبہ کا یہ ہوا کہ یہ
 ننگ کی اولاد بھیان بکثرت رہتی تھی اور تمام پنجاب کے سکھ ہزاروں روپیہ نذر کے اونکو دیتی اور
 ننگ کے مندر پر چڑھتے تھے رنجیت سنگھ کے وقت پانچ گنا وٹس مندر کے مزارف کے واسطے دالدا
 جو سے اور شہار روپیہ نقد خرانہ سے بھی نذرانہ بھیجا جاتا کئی مرتبہ خود بھی رنجیت سنگھ دٹان گیا اور ہزاروں
 روپیہ و جو اہرات و اشرفی نذر کے رنجیت سنگھ کی غلامداری میں کئی مرتبہ بدیون کی آسپہن جنگ و جدل
 و کشت و خون و قوع میں آیا مگر رنجیت سنگھ نے بیاس اوبان کے معاملات میں دخل نہ پایا بلکہ وہ اسقدر
 سادہ القلب العیان تھے کہ جو چاہتے سو کر دیتے کوئی از نکا پرسان حال نہو تا مندر ننگ کا جسکو ننگ کا ویرہ
 کہتے ہیں رنجیت سنگھ نے شہر اعلیٰ ان بنوایا گئے ملائی کر آیا مندر و کھتری مسلمان اس قصبہ میں بہت رہتے ہیں
 مگر بدیون بکثرت ہیں جن میں سے اب بھی بعض جاگیردار و منشن دار ہیں **شکر گڑھ** ضلع گورداسپور
 میں ہے ایک قصبہ اور شکر گڑھ کا عہد مقام ہے تحصیلدار ماسخت صاحب ضلع گورداسپور وہ کے بھیان کام
 کرتا ہے عمارت اسکی تمام ہے مگر تحصیل کا جو مقام ہے وہ اور تختہ کا مکان چھوٹا ہوا ہے اہل بھلی جو چھوٹے
 مشہور قصبہ ہے تھا اگر اب بسا پھر ہوئے تحصیل کے مشہور ہو گیا ہے شکر گڑھ اصل میں نام ایک قلعہ کا

ہے جس میں اب پھر بھی تحصیل کی ہوتی ہے یہ قلعہ پہلے سردار حقیقت سنگھ نے بنوایا تھا جو آغا زئیہ سنگھ کی
 ہیں اس علاقہ میں قلعہ ہوا تھا پھر سردار ابن سند مانو الیہ نے جنگی جاگیر میں یہ علاقہ تھا اس قلعہ کے گرد
 کا تو کا نام اصل میں کوئی ہے شیکر اس علاقہ میں کثرت پیدا ہوا ہے قوم گجر اس پر گنہ میں کثرت رہتی ہے
 اور موضع دین پور میں قبر گزہ پیر کی ہے وہاں سال پھر میں برآمد ہوتا ہے **شخص**
 یہ شہر دار الحکومت و دار السلطنت ملک پنجاب کے دریا کے راوی کے بائیں کنارے پر بنیاد صلیہ و وسیل آباد
 ہست عمارت اسکی بہت پرانی ہے پہلے تو انیسویں میں اسکا نام کہیں لہا اور کہیں لہا پور اور کہیں لہا پور
 اور کہیں لہا پور پور ہے پھر خیر و دہلی اس شہر کو کہتے تھے الیہ حدین میں لاہور کے نام سے یاد کرتے ہیں اور
 شہر مذکورہ اس کتاب کا حصہ ہے **از حد سامانہ** لاہور ہے پھر عمارت نہ مگر و کثرت ہے اور موضع معلوم
 ہوا کہ انیسویں صدی سنہ ہجری کے ابتدا میں جب امیر خسرو دہلوی زندہ تھے تو اس شخص کا نام لاہور
 ہی تھا اصلی نام اس شخص کے بانی کا سبب گذر جانے مدت دراز کے بخوبی معلوم نہیں ہوتا کہ آیا یہ اصل
 کس نے اسکی بنیاد رکھی ہو یا یہ مشہور ہے کہ راجہ راجندر کے بیٹے نے اسکو آباد کیا اور لہو پور نام رکھا
 پھر لہو پور سے لاہور غلط العام مشہور ہو گیا بلکہ صاحب خلاصۃ التواریخ بھی اسی قول کی تصدیق کرتا ہے
 کہ یہ واسے خلاصۃ التواریخ کے اور کسی تاریخ پورانی میں لاہور کا کہیں ذکر بھی نہیں ہے بلکہ صاحب سناہ
 شجرۃ الاولیاء میں جبکہ مسلمان احمد بن خانی نے سال ۷۸۰ھ میں شاہان غزنویں کے وقت لاہور کے علما و
 مشائخ کے حال میں تصنیف کیا ہے خلاصۃ التواریخ کے مضمون کے برخلاف تحریر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ اسکو
 اول ابو رحمت نے جو باندہ دن کی اولاد سے تھا راجہ تھا بنایا اور نام اسکا پھر پھر پور ہی رکھا اور وقت
 آبادی اسکی تمام مشہور ہے پھر کہہ دت کے بعد پھر شخص ویران ہو گیا مدت دراز کے بعد پھر راجہ کا صاحب
 حکم سے اسکی آبادی کی تیار رہی کئی ہزار آباد نہیں ہوئے یا پھر کہہ کر حاجت مرگیا اور سند پال جو کی تخت نشین
 ہوا اور کے وقت میں آبادی اسکی با تمام ہو چکی اور سند نگری نام مشہور ہوا بعد از ان جب راجہ وینک دیلی
 کے تخت پر بیٹھا تو اسنے یہ شہر لاہور کہہ دیا پھر اور زائوسے کی جاگیر میں بعد کل ملک شہر پنجاب کے عطا کیا
 اور اسنے اس شہر کو دار الحکومت بنایا اور آبادی میں بہت کوشش کی اور سند نگری سے نام بدل کر لاہور
 رکھ دیا مدت کے بعد سب کثرت تہا حال کے لاہور کے لفظ سے پ اور و او محذوف ہو کر لاہور رہ گیا
 یہ وہ السلطنت تھوڑے ہی سلطان سبکیں اور سلطان محمود وغیرہ کی تھوڑے ہی راجہ اس شہر کا جی بال تھا جسکے
 بعد از پال اسکا بیٹا راجہ بنا اور کسی پچھلے سبقت سنگھ کے عہد تک برابر سلطہ اس پر اصل اسلام کا رہا اس
 پچھلے سبقت تھوڑا اور غارت ہوا کہ حال مفصل اون صدیوں کا حکام کی تواریخ میں علیحدہ تحریر ہو گا اکبری او

جہانگیری و شاہجہانی و عالمگیری عہد میں اسکی آبادی نے بڑی ترقی پائی حصار کے باہر بھی دو رنگ آباد
 چلا گیا خاصہ موضع نرننگ جو اب لاہور سے ایک کوس پہلے وہ عین ایک محلہ باہر کی آبادی میں تھا
 جنوب مشرق کے سمت کو اسکی آبادی میانپیر کے روضہ کے در سے تک تھی اور موضع گنج جو لاہور سے تین
 میل پہلے وہ بھی گنج پورہ محلہ کھلا تھا بہت سے محلے مثل گنڈرنگ خان و دولی و اڑی و لکھی محلہ و سید پور
 جو محلہ وغیرہ شہر کے باہر آباد ہو گئی تھی اور آبادی کی یہ حالت کہ باہر پھیلنے لگا تھی اس وقت میں فروخت ہوتی تھی
 انھیں بادشاہوں کے عہد میں قلعہ لاہور و شہن برج و شالامار و مسجد وزیر خان و بادشاہی مسجد وغیرہ اور
 ہزاروں عمارتیں عالیشان نگار و عمدہ کے صرف کے تیار ہوئیں بلکہ شاہجہانی عمارتیں ایک مکان عالیشان
 ہشتخانہ وزیر کا اس شخص میں بائیس لاکھ روپیہ کے تیار کی گئیں جسکا نام و نشان سکھوں نے پتھر پر ایک ایک
 دار ابٹکوہ شہزادہ سے فرمے اپنی جو ملی کے دہلی و رانی کے باہر ایسا ہو ایا تھا جسکے ساتھ گا اور دوسرے
 مذ کے سر زمین میں نہ تھا وہ بھی سکھوں کی دست و زاری سے گرا گیا جسکی بنیاد کی انھیں نکال کر اب
 ٹھیکہ دار نے سرائی بنوائی عالمگیری کے عہد میں دریا سے راوی شہر کے قریب آگیا قریب تھا کہ شہر غرقاب ہو جاوے
 بادشاہ نے بہت سارے پیر صوفیوں کے ایک بڑے بڑے کون میں بنوایا اور ٹھیکہ دار نے پانی کے غرقاب تعمیر
 کیے نشان اب تک موجود ہیں یہاں سے تھوڑے کے بعد کے وقت سکھوں نے بہت بڑے دل کھول کھول کے
 اس شخص کو لوٹا اور جلا یا گھر سمار کر دے لکڑیاں لگا کر بنائے اس کے حصار سے باہر حصار آباد تھا
 اگر گریا گیا حصار کے اندر اندر بھی جو تھا حصار آباد ہو گیا باقی سکھوں کے ظلم کے مارے بھاگ کر چلے گئے
 شہر حال ہی میں کی وہ آفت آئی کہ اڑانی سپر و پی کی گھبراہٹ ہوئی گئی پھر تو گھر وں کے گھر ماسے ہو گئے اور نانو
 کے دروازے بند کر کر مر گئے کوئی کسی حال پرسان نہ تھا اور شہر میں شین فاکم سکھ جو ہلچلہ عاید ہا تھا
 آبادی میں بکراں تھے وہ رہا ماسے بھی نہ یا وہ تر ہو گئے تھے آخر حصار بنائے گئی اور نئی ٹولہ اول شہر و رنگ
 رات دن مسٹر برساتی خط و درموا و سخت تھوڑے کے بعد دوبارہ جو رست آبادی کی ظہور میں آئی اور سنی
 بڑی کوشش سے حصار کے اندر کاشہر آنا دیکھا شہر شاہ کے مریست کی بڑے شہر و رانی کے دوہرے دروازے
 بنوائے امرا و وزراء نے بھی مثل حصار خزانہ شہر و دیوانہ سکھ و فقیر غریب الہ دین و نور الدین و راجہ دینا
 وغیرہ شاہی سردار نے شہر سے عمارت عالیشان بنی و وسیع بنوائیں باغ بنوائے اگر بادشاہی عمارت
 مثل مسجد بادشاہی و مقبرہ جہانگیر کے مریست کیلئے شہر و دیوانہ سکھ و فقیر غریب الہ دین و نور الدین و راجہ دینا
 و دیوانہ کروا تھا گرنے مکانات جو دیوان باغ وغیرہ اونکی بنیاد تعمیر ہوئے انھیں سکھوں کی انہیں
 تک لاہور کی آبادی دن بدن ترقی پڑتی تھی صرف کو چہ بانہار سپیلے اور کچھ سکھوں کے ہوئے تھے

جب انگریزی زمانہ آیا تو ادھون نے آخری ہی شخص کی صفائی کا حکم دیا بازار انارکلی کا مقطع و خوشنما تعمیر کیا
ہزاروں کو ٹھکانا بارگین نئی تعمیر ہوئیں پرنے کھنڈرات لاہور کے برابر کہ اسے بڑی بڑی میٹاک نامہ ہوا
زمینوں کو ہموار کیا پرنے بادشاہی سکانات کی مرست کر انی سیانیر کے میدان میں جھان آبادی کا نام
نہ تھا چھاونی فوج کی مقرری کی اور ہندو آبادی ہوئی کہ دوسرا لاہور و مان آباد ہو گیا شہر سے خندق
بھر دیا خندق کے مگہ چاروں طرف باغ لگوا دئے ایک چوٹی سی بھڑلاہور کے زمین پر دیا کہ ہوا و اگر
فیض عام جاری کیا زمانے مردانے گھاٹ بنائے دیوئے کے بھڑ کے اندر پختہ ہوا اسے شہر بنایا لاہور کا
جو بڑا بلند و ہموار تھا اگر داکر پٹ بنوایا شہر کے بازاروں کے شرکون کے از سر نو فرش کروا کر مکمل فرمایا
کہ ہوا میں دو کانون کے آگے چوٹی چھپر خوشنما بنے ریل کا ٹراڈ ایسا سخت و خوشنما خوب صورت بنا کہ ایسی اور کوئی
انگریزی محمد بن یحییٰ غرضکہ حکام انگریز نے اسکی صفائی اور زیب و زینت کے پرنے میں کوئی وقفہ
باقی نہیں چھوڑا اور فیض علم کا سفیر جاری فرمایا ہے کہ گلی گلی کو جو مدرسہ سرکاری اور شہر کا
کے جاری ہیں بڑے مدرسے سرکاری کالج و تعلیم المعلمین میں اس کے شاخین بھڑ کے اندر محبت پھیل گئی
میں دوسرا بڑا مدرسہ مشن کھلتا ہے جو پادری کا ہے اس کے شاخین بھی بہت ہیں پونی ویشی و اشتر پڑ
کشیان جو کر دھاک کی معرفت ترقی علم اور رفاه عام کی تدبیریں سوچتی جاتی ہیں ڈاکٹر صاحب جو بڑے
افسر دار ہیں نجار کے ہیں وہ بھی لاہور میں رہتے ہیں اس سب سے اور بھی علم کی ترقی میں ترقی ہوئی چلی جاتی
اشرف اہل اسلام و مسلمان ہنگی چاروں طرف سے سو علم بڑے کسکو ممانعت نہیں ہے علاوہ اس کے ایک اور
موجب ترقی علم کا ہے کہ خاص لاہور میں انڈینس چھاپے خانے جاری ہیں جن میں ہر ایک علم کی کتاب چھاپتی
اور جو کتاب بھلے و پیون کو ملتی تھی اب پیون کر لیا جاتی ہے۔ عمارت اس شہر کی سختہ و گنجان ہے سکانات
دو منزلہ منزلہ چار منزلہ پنہ منزلہ کثیرت ایک منزلہ بہت کم ہیں کہ چار منزلہ ہین کارخانے چھپنے کا
وروی ویشم کی بہت جاری ہیں گلبدن ریشمی جھان بڑا اعلیٰ بنا جاتا ہے اور صد کا کارخانے جاری ہیں
خیکہ تفصیل کے لکھنے سے طوالت ہوتی ہے ہر ایک قوم مند و کشتی ارڈر کے مسلمان سید قریشی مغل شہان
شیخ خلیفہ کشمیری کبیرت جھان بنوین آب و ہوا لاہور کی اسی بہت گہری و سردی بدرجہ اوسط ہے شہر کے
لوگ سادہ دل خوش مزاج خوش رہ و خوشگوداراتی ہیں مگر اب ہونہ اور فریب اور عداوت بہت بڑھ گئی
اور دھنگی بہت پھیل گئی ہے۔ چھ شہر دارالسلطنت کل پنجاب کا ہے نو ایسٹنٹ گورنر جھان و صاحبان
چیف کورٹ و فائنل کٹش جھان و ڈاکٹر صاحبان گورنر ہاؤس غیر حکام اعلیٰ خلیفہ حکومت کل پنجاب بری جھان
رکھتی ہیں ضلع و کشتی کی کھری بھی جھان ہوتی ہے کشتی کے متعلق لاہور گورنر ہاؤس و شیر و پور ضلع اور

ضلع کے متعلق چار پرگنوں لاہور جو بنیان مقصورہ شریف ہے اسٹنٹ ڈاکٹر اسٹنٹ کے کچھ پرانے ماتحت حساب
 دہلی کے مشیر نیا در کے الگ ہوتے ہیں ایک کچھری آنریری مجسٹریٹوں کی جنہیں نواب نواز علی خان نواب
 علی محمد خان فقیر الدین شیخ شاہ خان در اسے مول سینگ دیوان بھگواند اس پنڈت جوالا ناتھ داس ملہاکم
 ہیں لاہور کے اندر موطی ہے اور ایک آنریری مجسٹریٹ دیوان بنجیا تھہ ضلع میں کچھری کرتے پٹنی ہو ایوان
 ریٹوں کے اور رؤسا لاہور کے مثل راجہ ہر سندس سنگھ و نواب غلام محبوب جانی وغیرہ اگر عدالت کے کام
 مامور تھیں مگر ہر ایک کام کے صلاح و مشورہ و کمیشن میں وہ بلائی جاتے ہیں شہر کی صفائی کا کام بھی یہی ہے
 کمیشن کے معرفت ہوتا ہے اور کل اخراجات خاص لاہور کے جو فیک کی مر سے ہوتے ہیں اسی کمیشن کے تجویز سے
 ہوتے ہیں کل ضلع کی مردم شماری پچھلے شمار کے بموجب چھ لاکھ پچاس ہزار تین سو تین تھے مگر اب زیادہ
 ترقی ہے ضلع کی کچھری کا مکان شراعالیشان بن رہا ہے۔ فقیر غلام سرور جامع اور اق بھی خاص
 لاہور کا رہنے والا ہے بزرگ بندہ کے ملتان سے لاہور میں آئے تھے اور اپنی رہنے کا محلہ علیہ آباد کیا
 تھا جو اب تک مشینوں کی کوٹلی کہلاتا ہے جالیسی قوطی کے تفرقے میں بندہ کے بزرگ بھی لاہور سے جا بجا
 نکلتے آتے اور ٹو اسن کے وقت وہیں گئے صرف اب محمد بخش قریشی برادر ہم جدی بندہ کا موضع منج ضلع امرتسر
 رہتا ہے اور احمد بخش چیمبر کین ہی دن ہی متا تھا احمد بخش کا باب حافظ محمد ہے اور بندہ کا دادا مفتی رحیم اللہ شہر
 حقیقی بھائی تھے باپ کے مرنے کے بعد توسل سہرا کے احمد بخش نے لاہور سے نکل کر وہاں بود و باش اختیار
 کی اور محمد بخش کا دادا مفتی مولی بخش موضع منج میں جا کر رہے ان کے بعد مفتی نبی بخش امیر بخش عمر بخش جن علی جا
 بھائی وہاں رہتے رہے اب وہیں سے محمد بخش امیر بخش کا بیٹا رہتا ہے لاہور میں بندہ اور محمد چاند و جلال
 بڑا ورزا دوکان سپران چیمبر جرم و مظہر دین دین محمد الدین سپران و غلام محی الدین شہر مفتی غلام سول جرم متا تھا
 انسانیہ شیخ بھادو الدین لکھنیاں کے احوال میں تحریر کرے گا۔ شہر لاہور کے مسلمان مسیون میں سے فوج
 نواز علی خان نواز نواب علی رضا خان نزل باش رہتے رہیں و جاگیر واریاض صاحب خیر و برکت میں
 اگرچہ شیعہ مذہب ہیں مگر تقصیر ابھی نام بھی بھین ان ایام محرم میں ان کے دولتخانہ میں سے برابر فیض سنی و شیعہ
 کو پہنچاتا ہے بہت سارے سپاہی اس میں کا کار خیر و نی و دنیاوی میں صرف ہوتا ہے خلق بھی نہایت نیک
 اوس کے بھائی نواب ناصر علی خان و نثار علی خان بھی کمال فطرت و علیم اور خیر خواہ غلام ہیں۔ دوسرے
 نواب غلام محبوب جانی ہیں جن کے باب نواب شیخ امام الدین اور دادا شیخ غلام محی الدین مہاراجہ کعبہ میں
 ناظم تھے چھ رئیس سخن سنچ و سخن فہم بھی ہے فارسی شہر بہت اچھا شہر ہے لکھنیاں کے خلق بھی نہایت نیک ہیں
 البتہ ان کی کم اور خرچ ریاست کا زیادہ ہے اور طبیعت فیاض ہے اس غاندان کے معزز رعیتوں میں

شیخ سید بہ خان آنریری محبٹ لائبریری شیخ فیروز الدین بھی صاحب غرت و صاحب قیرموج وہیں۔
 شیخ فقیر نور الدین فرزند خلیفہ نور الدین ہے اس کے پیر بزرگوار نور الدین ہمارا جو کے دربار میں شہید ہوئے
 وہ شہید ہوا گاہ تھے اس کے چچہ فقیر غریب الدین و امام الدین بھی شہید ہوئے میر کیسے و معالج و طبیب و صاحب ہمارا
 کے تھے ہمارا جو کے محمد بن علم کی روشنی گویا اسی خاندان میں تھی و میں ہمیشہ جابری رہتا تھا سخاوت
 بھی عام تھی شکر و درویشوں کو سبق و طبش و نوشتے تھے ان کے بزرگ خاندان نوشاہیہ قاور کے
 فقیر تھے اس واسطے فقیر کہلاتے تھے باوجود اس عالیجہی کے لباس بھی گہر و اکثر اوقات ہوتا تھا فقیر
 غریب الدین کے صاحبزادے فقیر مراد الدین بھی شہید ہوئے نامی امیر تھے اس کے بھائی جمال الدین بھی شہید
 میں فقیر نور الدین کے فرزند فقیر شمس الدین گویا ہم باہمی نہایت دیندار بروہ صاحب خلق و محبت تھے
 ان کے فرزند زین العابدین و بان الدین و شہاب الدین موجود ہیں دوسرے فرزند نور الدین کے فقیر نور الدین
 و حنیف الدین موجود ہیں و میں نے فقیر نور الدین بھائی حلیم و کم گرو متصف مزاج حاکم میں اور عہدہ آنریری
 محبٹ پر ممتاز ہیں جو تھے خاندان نوابان سلطان اولاد و اقارب نواب مظفر خان و الی ملتان میں
 انہیں سے نواب جلال الدین و نواب عبد المجید خان نام آور ہیں۔ نواب عبد المجید خان
 کو افسر خاندان تصور کرنا چاہئے کہ وہ سرکاری خدمت آنریری محبٹ پر بھی مامور ہیں اور معالج اسی کے
 ہزاروں بیمار و بکی دست شفا سے صحت پاتے ہیں۔ ہندو دنیائے ہند سے بڑا خاندان راجہ ہریش سنگھ
 شمار میں آتا ہے اور راجہ صاحب اختیار چوں ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیر دار ہیں بھہ جان شہر
 تیشی راجہ تیسرا سنگھ کے ہیں جو ہمارا جو کے وقت سے سالار تھے اور عہدہ دار خوشحال سنگھ بانی اس خاندان
 ہمارا جو کے دربار میں امیر الاعظم تھا اس کا بھائی سردار بھگوان سنگھ بھی چوں ہزار روپیہ سالانہ کا
 شہر افیاض تھی دل کھلا سردار ہے جو امرتسر میں سکونت رکھتا ہے اس سردار کی داد و دشن کا حال
 اگر لکھا جائے تو عہدہ ان کے شہر پر ہو۔ دوسری خاندان پٹیان شہری خاندان میں تھی دیوان سنگھ راجہ
 دیوانی ہوتا ہے جو بخت سنگھ کے خدمت میں کہ دیوانی خدمت میں ہوتا ہے اور کابلیا دیوان جو دیوانی شہر کا دیوانی کا فرزند
 بیچا تھا آنریری عہدہ میں تحصیلدار و اکثر اہمیت و اثر میری ہشت رانا اس کا فرزند خور و سالانہ
 شہر نہایت موجود و مشہور ہے اس کا بھائی سردار ہے چچا ان اس خاندان کا راجہ دنیا ناتھ تھا جکی سخاوت
 و مروت و شہرہ و ان کی کا شہرہ تمام ہند میں ہے ہمارا جو کے سرکار میں مسکرات دیوانی کا افسر تھا
 ان کا صاحبزادہ دیوان امر ناتھ اکبری سردار و فاضل و شاعر و امیر تھا ان کا دیوانی شہر موجود ہے اور ان کا
 راجہ ناتھ صاحب کشتی و دوسرا شہر راجہ دنیا ناتھ کا کونوڑ شہر میں ہے سردار جس طرح و شاعر و شاعر

و باذل آدمی ہے اور مزاج کا نہایت خلیق۔ لاہور کے نیک نام ہنگارون میں سے فی زمانہ سرور ارجندہ سنگھ
کو تو اس لائق ہیں کہ اونکا ذکر خیر کتاب میں درج ہو مجھے شخص محبت و خلق کے وقت نہایت نرم اور مہربان
سیاست میں نہایت گرم ہے طرفہ بھد کہ اوسکے نیک عادتوں سے حاکم و دربار و خوش بہن ملازم ہوس
ہو کر نیک نام رہنا اوس کا کام ہے باوجودیکہ کار سرکار کے انجام کے وقت وہ کوئی دقیقہ فرو گزشتہ نہیں
کر باجور دن و بد معاشرتوں کو برابر نہایت ہوتی ہیں تیسرے بھی شہر والوں میں سے کیا امیر کیا غریب کیا نیک
کیا بد اس شخص کے صلاح و شایان ہیں۔ رے بھادر کنہیا لال لکھنؤ و بجنیر لاہور و وزیر بھی سرکاری
عہدہ دار و دن اور دوسرا نانی گرامی میں سے ایک شہہ فیض و دریا سے مروت مشہور ہیں اذکر اوجھا
حمیدہ و حضائل سپیدہ کی تشریح احاطہ تحریر و تقریر سے افزون ہے ہزاروں آدمی ان کے خون
مروت و احسان سے بھرہ پاتے ہیں مولف کتاب غلام سرور بھی چھ سال کے عرصہ سے انہیں کے
ملازمون و زنگھواروں کے سلسلے میں منسلک ہے طبیعت راسی صاحب کی نہایت موزون ہے اور فارسی
نظم کہنے کا کمال شوق ہے چنانچہ کتاب گلزار ہندی ویا و گار ہندی و ہندی نامہ و ظفر نامہ رنجیت سنگھ
المر و ف رنجیت نامہ اوسکے مصنفہ و منظرہ کتابین بار بار چھپ کر شہر پہلے ہیں اردو میں بھی اخلاق
ہندی و مناجات ہندی و کتابین مقبول منظرہ خاص عام ہیں ہندی اونکا تخلص ہے اب ایک عہدہ بد
تخصیصہ و انکی تاریخ پنجاب شہر ہونے والی ہے جو زیر طبع ہے۔ لاہور کے علما و فضلا میں سے حافظ ولی
کو ایک بھلاؤن دین تصور کیا جائے تو چاہیے کہ علم مناظرہ میں ثبوت پادری عیسائی اذکر روبرو
لا جواب ہو چکے ہیں شیعہ کے مسائل کا بھی وہ ایسا جواب دیتے ہیں کہ کوئی ہول نہیں سکتا آجکل لاہور میں
اسی بزرگ کافوتی احکام دین میں مانا جاتا ہے باوجود انبیائی کے خدا نے اس شخص کو باطنی روشنی
استقامت کی ہے کہ ہر ایک علم کے مسائل اسکو کوئی بان یا وہن اگر یہ مولوی خلیفہ محمد الدین غلام محمد
اور فضلا لاہور کے خاندانی مولوی و فاضل ہو جو وہن گر حافظ ولی اللہ کے حافظہ کو کوئی شخص پہنچتا
اور جو اس نامہ کے نو تعلیم یافتہ مولوی و فاضل یونیورسٹی کے سند یافتہ ہوتے ہیں وہ مروجہ علم
ریاضی و منطق و تحریر اقلیاس و نظم و نثر کے فاضل ہیں دینی علوم میں اذکر بھیرہ بھٹن گرو و درو آٹا
پچھو ما و دیگر سنت جید رہا ہوا و عنین ہے خلق و ادب فیض سانی نام کو تھیں اذکر اظہار نام میں صورت فیض
اوقات ہے اسو اسے شریک ہیں لاہور کے شہر اسے شیرین کلام میں ہے پرانا شاعر و نام آور فرید اللہ
المتناضی ہے سکھوں کے وقت وہ استاد شہر و تھانی لکھنؤ اور سویت سخن کوئی میں وہ تانی
مضرب کتاب تھا مگر جبر و نیت انگریزی عہد اسی ہوئی اوسے شہر لکھنؤ ترک کر دیا ہے عمر بھی فیضی کی گئی ہے

علاوہ اسکے مکتب الہی کے کام نے ادسکا منز خانی کر دیا۔ دوسرے اچھی بخش رفیق اگرچہ خاص لاہور کے رہنے والا تھیں مگر آجکل وہ لاہور کے شہر امین سے تصور کیا جاتا ہے شعراء و لائق تعریف کہتا ہے مفتی امام بخش بالوی ایک شہر شاعر ہے اسکا دیوان فارسی بھی چھپ چکا ہے مولوی محمد حسین آزاد بھی بھارت اجماع اردو فارسی شکر کہتا ہے مضامین اکثر آزادانہ ہوتے ہیں سید شاہ سرد اگر گیلانی شائق تخلص بھی بھارت شکر کہتا ہے لکھتے تھے افسوس کہ اب وہ فوت ہو گئے ہیں ادسکے شاگردوں میں سے سیان فریج اچھے شاعر ہیں اردو غزل انکے بھارت چھے ہوتی ہے سہرا ایداس قابل تخلص فرزند سہریلی راسم خزاہی بھارت اجماع رنجیت سنگھ کے بھی اعلیٰ درجہ کے شاعر ہیں شہسوی فارسی لائق تعریف لکھتے ہیں چند کتابیں منقولہ فارسی ان کی لکھی ہوئی مشہور ہیں بھارت بھارت لاہور میں اسے بھارت کربلا لال ہندی تخلص میں جکا ذکر خیر پیلو کر دیا ہو چکا ہے۔ خاص لاہور کے خوشنویس مولوی فضل الدین فرزند سیان محمد بخش صحابہ کے بھارت مشہور و معروف آدمی ہیں فی الحقیقت فی فارسی و فو خط انکے عہد کے علاوہ اسکے کار لقا شہسوی وغیرہ ہیں بھی ادس میں آدمی جامع الفنون بامروت خوش شہر آج خوش خلق و نرم دل و حکیم و سہر و مشہور خوشنویس میرزا امام دیر دی کابلی ہیں تیسرے سیان سید محمد بیٹھ شخص بھی بھارت اجماع بھارت غرض ان تینوں خوشنویس کو لاہور میں خوشنویسی کا مادہ کہنا چاہئے اور تمام خوشنویس انہی کے شاگردوں میں سے شمار ہوتے ہیں سیان فضل الدین کے استاد پیر بخش مرحوم خوشنویس سبکی عہد میں ایک لاثانی خوشنویس تھے جنکے شاگردوں میں سے فضل الدین بٹیک صاحب نام ہوئے مولف کتاب بھی سیان پیر بخش کا شاگرد تھا اس شخص میں قدیم خاندان قاضیان لاہور کا بھارت نام اور بھارت اول محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں بزرگ اس خاندان کا شیخ عبد الباقی اپنے کمال علم و افتاء کے سبب قاضی قرار پایا مدت العہد و مشورہ اس عہد کا حق کمال دیانت و امانت و اکیا اونسکے بعد اونکا بیٹا قاضی نظام الدین بابا کا جانشین ہوا انکا رنجیت سنگھ نے جب لاہور کی حکومت حاصل کی تو بیٹھ عہدہ بدستور قاضی نظام الدین کے سپرد کیا اونسکے تین بیٹے تھے ایک سیم الدین دوسرے معین الدین تیسرے امام الدین سیم الدین عہد قضا پر ممتاز ہوا اور امام الدین کو عہدہ افتاء ملا و معین الدین اونکو مددگار و نکر میں شمار کیا گیا سیم الدین کے وفات کے بعد اونکا بیٹا عظیم الدین قاضی قرار پایا اب اسکا فرزند قاضی شمس الدین لاہور کا قاضی ہے سبکی عہد میں شخص کا کام مثل قبالہ نویسی و طلاق و نکاح و فتویٰ مسائل شرعیہ انکے متعلق تھا اب عہدہ کام بالکل انکو ماننے سے نکل گئے ہیں اور ہر کار انگریزی سے کی طرح کی برورش اس خاندان کی بھارت ہوتی کسی قدر نکاح و طلاق کا تعلق باقی رہ گیا ہے بھارت الدین کا فرزند حفیظ الدین اور اسکے بیٹے غلام محی الدین و ظہور الدین اب موجود ہیں امام الدین کے دو فرزند ظلیق و کار تاج الدین فقیر الدین لاہور فوت ہو گئے۔ پنجابی دیہی شہر اگرچہ پیلو زمانہ میں وارت شاہ وغیرہ

بہت ہی گندہ چکے ہیں جنکے اشعار زبان زد خاص و عام ہیں مگر آجکل کے زمانہ میں سید فضل شاہ امتیاز خاص بہ فضل
 سے کوئی سبقت لے گیا ہے اسکے کلام میں تخیل کا رنگ بہت ہی چمک رہا ہے پنجابی زبان کے مثل سوہنی مٹی ال
 دھیر را پنجا د سہی نمون دیوسف زینا دلیلی مخون و دوسرے اسے پنجابی جہاں کر شہر ہو چکے ہیں اس شاعر کا
 کی طبیعت شکل بند بخت ہی سلیس اور عام فہم اشعار کم لکھا ہے نسبت تخیل اور کثرت شکر اس کے شائق
 اس کے ٹپے میں ناچار ہو جاتا ہے نہایت شگفتہ محنت انہی اور گوارا کر کے وہ تخیلی اشعار لکھتا ہے جسے
 فائدہ لوگ کم اٹھاتے ہیں۔ شہر لاہور کے تیسرے دروازے میں ایک سلی دروازہ دوسری اکبری
 تیسری موری جو تھے شاہ عالمی باسچون لاہوری جسے موری ساتویں بھائی اٹھویں انگلی نوین روشانی
 دسویں مٹی گیارہویں کشمیری بارہویں خضری تیرہویں کی اور دیوار اکبری فصیل کی جو تری بلند اور برج
 تھے انگریزوں نے گرا کر انہیں فروخت کر لیں اور چھوٹی سی دیوار جدید بنائی ہے فی الحقیقت شہر
 کی شان و شوکت جو فصیل کے پرانی دیوار سے تھی اب نہیں رہی اس شہر کے اندر و باہر بادشاہی و
 کے عمارتیں مسجدیں مقبرے اور علماء و صلحا و مشائخ کے مزار ہیں دسرا میں بہت ہی اگرچہ سکھوں کے وقت
 صدر مقبرے اور مسجدیں خشت و فرشوں نے گرا کر انہیں فروخت کر لی ہیں تو بھی بھت باقی ہیں اور نئے
 عمارتیں بن گئی اور انگریزی عہد کے بھی بشار ہیں جن میں سے تھوڑے سے نامی مکانوں کا حوال لکھا جاتا ہے
سراسر محمد سلطان ان بھتی سراسر انگریزی عہد میں محمد سلطان ٹہیکہ دار نے بنوایا
 شاہجہان کے وقت بھیمان داراشکوہ کا جو کہ بنا ہوا تھا عمارت اسکی عالیشان و نچتہ بنی ہوئی ہے سراسر
 کے شمال کھڑا ایک بنا بازار آباد ہوا ہے جسکو لٹہ بازار کہتے ہیں شرق کے طرف سراسر کے ایک عہد
 باغیچہ بنا ہے دور دور سے مسافر آکر اس میں ٹھرتے ہیں اور زیادہ تر باعث رونق کا یہ ہے ہوا کہ تعمیر
 بعد کسی سال تک بانی نے اسکا کرایہ نہ لیا اور سراسر میں لوگ مفت رہتے ہیں **دیوان روشن** حقیقت
کی سراسر اچھے سراسر دیوان رتھند نے شاہ عالمی دروازے کے باہر انگریزی عمارت میں
 تعمیر کی اچھے سراسر بھی تری سراسر نچتہ عمارت کی ہے شمالی دروازے کے آگے ایک ہوتا سا تالاب
 جو حوض کے بانی سے پر آب ہوتا ہے تالاب کے پاس ایک ٹھاکر دوارہ بلند و عالیشان بنا ہے دیوان
 رتھند نگہ کے وقت حضور نورس تھا اور اب چند سال سے مر گیا ہے **قلعہ لاہور** اس قلعہ کی بنیاد
 شاہنشاہ اکبر کے وقت رکھی گئی جہاں گیری محمد میں بھی اس میں اچھی عمارتیں بنی شاہجہان بادشاہ
 نے اسکو خوب آراستہ کیا دیوان عام و تخت گاہ و دو دروازے ہیں لاہور و یہ کی تیاری عمارت نگہ
 و سرخ تعمیر ہو ہیں مشرق و برج ٹرا عالیشان مکان تعمیر ہو اس قلعہ کے چاروں طرف تری اونچی نشی

دیوار ہے اندر قلعہ کے بھی بڑے بڑے تختہ مکانات بنے ہوئے تھے جو اب انگریزی عمارتوں میں گرا دی گئی اور گورن کے رہنے کے لئے بارکین تعمیر ہوئیں سنگ مرمر کی ایک چوٹی سی مسجد شاہجہانی عمارت کی اس میں بھائی سلیم سکھوں کا رہا تھا جو موتی مسجد کہتے ہیں رنجیت سنگھ نے اس کا نام بدل کر موتی مندر رکھ دیا اور حکم دیا کہ لاہور کا خزانہ اس میں ماکرے اب بھی انگریزی خزانہ اس میں رہتا ہے قلعہ میں مسکینہ زمین بہت بڑی ہو ہے گورہ فوج یا مورچہ ہوتی ہے بڑے دروازہ اس قلعہ کے تین ہیں جو بالفضل و شہد ایک ایک ہے غریب کے دروازے کے آگے حقد رسیدان کہ قلعہ کے دیوار اور مسجد باؤٹا ہی کے درمیان سے دیوان رنجیت سنگھ نے باغ بنوایا اور حضور ہی باغ نام رکھا اور ایک سنگ مرمر کی بھائی خوبصورت بازو درسی تعمیر کرائی اور اس میں بیٹھ بیٹھ کے روضہ سے پھراؤ تار کر لگایا گیا اور قبر کے تو نزدیک پتھر پتھر اور وہ روضہ ٹوٹا ہوا موضع نوان کوٹ میں موجود ہے اور حقد رسیدان کی گئی ہوئی وہ اور مقبروں سے اوتار گیا۔

شالامار باغ یہ باغ شاہجہان بادشاہ پنجابی نے سنگھ پتھر میں بنوایا اور عمارت و قطع وضع اس کی ایسی کہی کہ تمام ہندوستان میں ایسا باغ کوئی دوسرا نہیں ہے پہلے یہ باغ پانچ قطعوں میں تقسیم تھا مگر اب ان میں سے دو باغ ٹوٹ گئے ہیں اور بقیہ کی عمارت اس کے منہدم ہو گئیں اور تین باغ۔

جیات بخش و فیض بخش و فرخ بخش موجود ہیں اس باغ میں بڑے عمارت سنگین و مضبوط خوشنما عجیب عجیب تختہ و بارہ دربان و آثار و حوض و فوارے ایسی خوبصورت پتھر کے بنے ہیں کہ دیکھنے سے فکر نہیں ہوتی پہلا باغ سب سے اونچا ہے دوسرا پہلے سے ایک مثل اسٹ ہی شیر پان اور تر کر اوہمیں چلتے ہیں سہن بڑا وسیع حوض و شیار فواری ہیں بلکہ اس باغ کی تقسیم بھی تین قطعہ میں ہوئی ہے شرقی و غربی قطعہ بہت اونچے کا قطعہ جہان حوض و فواری و آثار ہے بلکہ تیسرا باغ دوسرے سے بھی بہت ہے چاروں طرف باغ کے بڑے بڑے تختہ و اونچے دیوار ہے باغوں کے خاتمہ کے مقام پر تختہ برج بنے ہیں خٹکے اور سنگ سرخ کے تختہ چھو گندہ دار بارہ دربان ہیں ایک حمام سرخ پتھر کا اور نقار مانہ کا مکان بھی ایسا ہے عالیشان سنگین بنا ہوا ہے کل فوارے اس باغ کے چار سو پچاس ہیں اور شاہ شہر کے پانی سے یہ باغ سیراب ہوتا ہے منار و قسطنطنیہ کے درخت سیوہ دار آم جامن انار وغیرہ اور طرح طرح کے پھول رنگ رنگ کے گلزار ہے کہ پھار کے موسم میں باغ شالامار جیسی گلزار بن جاتا ہے اس باغ کے بارہ دریوں میں سے دو بڑی بارہ دریوں اور ایک چھوٹی بارہ دری سنگ مرمر کی سر تا پانی ہوئی تھیں ایک بڑی اونچی بارہ دری جو آثار اور تختہ کے سر پر ہے اور دو فوارہ دار حوض کے شرقی و غربی سمت انگریز سنگ اور پتھر اور کٹر و کٹر امرتسر کے گیا اور پتھر اور کٹر و اگر سیدی کراؤٹی ایک حوض سنگ شیش کا تھا وہ رنجیت سنگھ نے پہلے گوجر سنگھ نے جولاہور کے

پہلے جاکون میں سے ایک حاکم تھا اور کھڑا کر تھراؤ سکا کوڑیوں کے مول جھکا کر ان کے پاس فروخت کر ڈالا
 ان کے حاکم کے سامنے ایک شاہجہانی تخت سنگ مرمر کا عرض کے کنارے سے اور پر سیاہ و اسے وہ بھی بخت
 نیچے جا کر اوکھڑا کر امرتسر لے گیا اور مندر کے اندر نصب کر کے اور پھر گرنہڑ رکھا کر کے مگر وہ اوکھڑا کر
 اوکھڑا کرنے کے وقت بڑے سختہ بھینٹکے گیا اس واسطے وہ پھر بھینٹکے ہی قائم کر دیا گیا باغ کی تیار سی توت
 کسی شاہ نے ماوہ ماریم اس باغ کا ٹونہ خلد برین لکھا اور بادشاہ سے انعام پایا اب یہ باغ انگریزی
 سرکار کے تصرف میں ہے اور انگریزوں نے جنوبی بارہ درہی کی دیوار توڑ کر نیا دروازہ نکالا ہے قدیمی دروازہ
 اسکے شرقی و غربی دو تھے اور ایک غرب کی طرف چوٹی کمر کی تھی اب ایک دروازہ جنوبی بڑھ گیا ہے
 نئے دروازہ کے پاس بخت سنگ نے بھی دیوار توڑ کر ایک دروازہ نکلا اب محض وہ اب بند ہو گیا ہے
 برسوں پر و زجر اغوں کا میلہ بھار کے موسم میں بھیان بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے امرتسر و لاہور و
 قصور وغیرہ شہروں سے لوگ بکثرت بھیان آتے اور سیر کرتے ہیں مقبرہ شاہ جی سنگی بادشاہ
 غازی اس مقبرہ کی عمارت ایسی مضبوط و خوبصورت و سنگین بنی ہوئی ہے کہ اسکے ساتھ کچھ اور
 کوئی مکان تمام ہندوستان میں سوا اسے نہ دیکھا جاسکے نہ وہ تاج محل کے ہونگا پتھر مرمر سفید و سنگ مرمر و ابر ہی و سیاہ وغیرہ
 سنگ وون قسم کا اس مقبرہ میں آیا ہے چار پیارے بلند عالیشان سنگ مرمر کے اسکے چاروں طرف کوشوں
 بنے ہوئے ہیں مقبرہ کی چٹ پر کئی طرح کے پتھر کا فرش ہو اسے چٹ کے چاروں طرف سنگ مرمر
 کے جالیان طرح اور قسم قسم کے کٹی ہوئی لگی تھیں اور انہیں برابر سنگ مرمر کے ستون مقطع و خوشنما
 بنے ہوئے تھے وہ سب سب بخت سنگ اوکھڑا کر امرتسر لے گیا اور تالا کے بل اور مندر کے باہر چاروں
 طرف نصب کرادی اسکے سواے اور سنگ وون قسم کا پتھر اس مقبرہ سے اور اگر امرتسر چھوایا گیا پتھر
 کے اندر مرمر مصلی کے پاس جلیانسان جاتا ہے تو بلاریم خلد برین یاد آتا ہے عجب پر رونق و رفیع
 مکان چمکے دیکھ کر آدمی کی چشم میں تازہ جان آجاتی ہے اور بے اختیار بول اٹھتا ہے اگر
 فروں برہمنی زمین است با زمین است دہن بہت دہن بہت مقبرہ کے چاروں طرف بڑے بڑے
 فراخ حجرے اور ان کے آگے قابوئی تھیں پتھر کے بنے ہوئے ہیں جیسے مطین ہزار پرانوار کا مکان عروا جان پون
 طرف نیچے اور پر سواے محلہ و صفہ سفید مرمر کے اور کچھ نظر نہیں آتا شرق مغرب جنوب شمال کے طرف چار
 بڑے جالیان مرمر کے لگی ہوئے ہیں اور وسط میں اوکھڑا کر مرمر کا چوڑا ہے اور پتھر قونڈہ قمر کا نہایت
 خوبصورت و خوشنما ہے قبر کے اوپر سنگ مرمر کی ہوئی نو و نہ نام بارش جالی محل شانہ کے
 مرمر لیسلم قد شریف آیات قرآنی لکھے ہیں اور پائنتی کے طرف اہم شریف حضرت کا منہ شریف مرمر

چوڑے اور قبر پر طرح طرح کے گلکاریاں عتیق و لاجورد و سنگ سیلانی و نیل کنٹھ کے چھائی ہوئی ہیں اور چوڑے کے نیچے فرش سنگ مرمر و سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کا گلکاری کے لاجورد بناتے مزار کے برابر جہت کے اوپر ہی پہلے نقوید بنا ہوا تھا اب لکڑی کے ڈال کر آئینہ لگے ہوئے ہیں باہر مقبرہ کے ایک خوشنما مقطع باغ بہت وسیع اور چار دیواری سخت بنی ہوئی ہے مگر اب وہ ایک سمت کی دیوار حصار کی راوی ہوتی ہے دریا کے صدر سے مسما ہو گئی ہے بلکہ غریب بھی بھی خون تھا کہ دریا خاص مقبرہ تک بھی پہنچ جاوے اور نقصان پہنچا اس خیال سے سرکار انگریزی نے جہت سار و پی خرچ کر کر بند بند ہوا یا اور دریا کے صدر سے مقبرہ کو بجا پاسر کار کے طرح ہمیشہ اس مکان کی مرست ہوتی رہتی ہے مگر حصار نقصان پتھرون کا سرکار کی عہداری سے پہلے ہو چکا اور اس سے بعد دور ہے **سراشاہ جہان** جیہ سراسے لاثانی دیوار بدلیار مقبرہ شاہ جہانگیر کے شاہ جہان بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئی بلکہ اسکے اور مقبرہ کے درمیان سنگ سرخ کا دروازہ بنا ہوا ہے سو اس دروازے کے دو عالیشان منبر کے جنوبی و شمالی دروازے اور بین چاروں طرف مضبوط چار دیواری اور جسے سافرون کے رنگ کے بنی ہوئے ہیں اور ایک مسجد غری دیوار کے ساتھ ملی ہوئی سرخ پتھر کی چوٹی سی بنی ہوئی ہے جسکو دیکھ کر نظر کو طراوت اور روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے **مقبرہ آصف جاہ** **وزیر شاہ جہان** جیہ مقبرہ شاہ جہان بادشاہ کے حکم سے دیوار بدلیار سراسے کے بنوایا گیا چاروں طرف نائیکے بڑے بلند و سجدہ دیوار ہے جس کے اندر وسیع میدان باغ کا باغ کے وسط میں ایک سنگین چوڑے ہے چوڑے کے اوپر بڑا بلند و فراخ گنبد عالیشان سر سے بنیاد تک سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا اگر تمام و کمال پتھر اسکا سخت سنگ کے حکم سے اوکھا کر امرتسر بھجوا یا گیا صرف قبر کے نقوید کا پتھر باقی ہے جس پر آیات قرآنی شیر و زرد و خضہ نام کنٹھ بن باغے اندر کے فرش اور دروازے کے دہلیزدن اور باہر کے چوڑے کے فرش میں سے بھی کچھ باقی تھیں چوڑے **مقبرہ نور جہان** جیہ مقبرہ آصف جاہ کے روضہ کے باہر چوڑے ہی فاصلے پر ایک خوبصورت قطع کا بنا ہوا ہے نقوید قبر کا قطعہ خالی کے اندر تھا اور اس کے عمارت تمام تہ کی تھی مگر اسکا پتھر بھی تمام و کمال سخت سنگ کے حکم سے اور تروایا گیا نقوید قبر کا بھی منہدم ہو گیا اب اسکا تمام پرچہ نور جہان حکم شاہ شاہ جہانگیر کی شکوہ کی قبر سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی و مان کے زیند ارادہ پیل باندھتے ہیں اور گور کے ڈھیر لگے ہیں سجان اللہ عرگردش گردن گردان گردان اگر دکر دکر دکر —

نقش گورنر جنرل بھادر کی کوٹھی اگرچہ انگریزوں کی عہداری کے ابتدائی زمانہ

اعلیٰ اعلیٰ عمارت کے کوٹھیاں لاجورد کے باہر بنے ہیں مگر یہ کوٹھی سب کوٹھیاں جہت سے اعلیٰ اور عجائبات قطعہ کی ہے اسکے حاطہ کے اندر بڑا عہداری باغ ہے طرح طرح کے درخت قسم قسم کے سیوسے رنگ رنگ کے پھول اس میں

تجویر و تدبیر کا ایسا نیک نتیجہ نکلا کہ مکان لاٹانی ٹیکر تیار ہو گیا اور ایک لاکھ روپیہ سرکار کا اسکو تعمیر کرنے
 ہوا **مکان ہسپتال** لاہور کے نو تعمیر سرکاری مکانات میں سے یہ مکان بھی اس لائق
 ہے کہ ذکر اسکا درج کتاب تاریخ ہو۔ یہ مکان سرکاری ہسپتال ہے عمارت دو منزلی بڑی عالیشان تختہ کوہ
 بنی ہے ایک لاکھ سچاس ہزار روپیہ لیسے خرچ کی منظوری مفتی راسخ بھادر کنہیا لال صاحب نے اسکو بھی نکال
 محنت عرق ریزی سے کیا اور اس کے چتیں اس کے سنگ سیاہ کے ہیں اور ایک بلند مینار خوش قطع ہے جو دو سو
 نظائر ہے سرکاری ڈاکٹر کھان پر عمارت کا علاج کرتے ہیں اور بیماروں کا علاج سرکار سے ہوتا ہے مکان کے صحن پر
 باغیچہ خوش قطع بنایا ہے اور دو منزلی محراب از عمارت دو سو سے خوشنما معلوم ہوتی ہے یہ عمارت شرفاؤ
 مستطیل ہے اور دونوں طرف دو منزلی محراب میں ہسپتال کے اور متعلقہ مکانات بھی خوش قطع تعمیر ہوئی ہیں
 یہ ہسپتال لکھا سو اسے نام ہے کہ لارڈ گوڈرین جنرل ہندو صاحب بھادر کے نام پر اسکا نام رکھا گیا ہے۔
مکان شوکلج یہ عالیشان مکان تین لاکھ روپیہ کے لاگت کا سرکار کے حکم سے تعمیر ہوا ہے اس کے
 بھی مقیم و کار فرما اسے بھادر کنہیا لال لکھنؤ انجنیر لاہور ڈویژن ہے یہ مکان ابھی بن رہا ہے عمارت اسکی
 فصاحت عمدہ و تختہ دو منزلی بنی ہو اور اس کے محراب سنگ سیاہ کے بنے ہوئے ہیں اور پتھر ضوٹ کے کمران ہے
 سنگو ایسا گیا ہے یہ شالامہ مکان طلباء علم کے ٹیچر کے لئے مناسب مکان بھت بڑا اور فراخ ہے سرکاری
 عمارات جتنی خوب محراب میں تعمیر ہوئے ہیں سب سے اعلیٰ و مضبوط اس مکان کی عمارت ہے غرض یہ مکان دیکھنے کے
 لائق ہے قلم کے زبان سے اسکی تعریف کا بیان ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ اس کے آغاز میں جب
 پرنس آف ویلز و کیمبرلینڈ داکٹر لاہور شریف لائے تو اور کوئی مکان ان کے دربار کے لائق تصور نہوا اور
 اسی ناتمام مکان کو کہ دست اور خوبی میں ٹانی نہیں کہتا تھا اور بار کے لئے مہذب کیا گیا اور راسخ صاحب
 انجنیر نے خیر و خیر اسکو درست کیا کہ ایک فنڈ بنا دیا اور حکام عالی مقام نے راسخ صاحب کی کارکردگی
 سے بھارت خوش ہو کر مورخین و آفرین فرمایا **ہسپتال** یہ مکان سرکار نے مدد دی ہے
 کے لئے تعمیر کیا ہے تین ہزار روپیہ اسکی تیاری پر صرف ہوا ہے مکان فصاحت عمدہ و قطع مناسب
 راسخ بھادر کنہیا لال صاحب لکھنؤ انجنیر نے اس مکان کے تعمیر میں ہوائی پائے کمال کا اظہار ایسا کیا ہے کہ
 دیکھتے ہی انسان اسکی حسن و برافروہن کہتا ہے **ریل** کا ٹر افسر یہ مکان سرکاری زمین بلکہ ریل
 کینی کا بنوایا ہوا ہے ہسپتال میں عالیشان مکان تعمیر ہوا اس عمارت کے خوبان دیکھنے کے لائق ہیں
 یہ ایک مکان زمین ہے بلکہ بہت سی مکان لاکھ لاکھ ہر ایک کارخانہ کے لئے بنائی گئی ہیں اور انسی
 ہر ایک مکان کا بنائی گئی ہے اور اس میں گاہاں تعمیر کے موجود ہیں زمین میں ہر ایک مکان جسکو قاعدہ بستی میں کیا

ایک عجیب و غریب مکان ہے جسکی تعمیر پر کپنی کے لاکھوں روپیہ خرچ ہوئے ہیں اور انہیں ہندوستان و عثمان کا
 اسی قلعہ کے اندر سے روان ہوتا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے باوجود اس حکومت و عالمی جاہی کے کوئی
 عمدہ مکان لاہور میں بنوا کر اپنا یادگار نہیں چھوڑا البتہ پرانی عمارتوں کو گر کر خاک میں ملا دیا ہے جسوقت ایک بارہ
 سنگ مرمر کی مہاراجہ کے حکم سے بمقام صفوری باغ و میدان غریبی اور دارستان قلعہ لاہور اور مسجد شاہی کے
 تعمیر کرائی تھی جو اب تک موجود ہے یہ عمارت جب تعمیر ہوئے لگی پتھر کے پیسے کے لئے بہت سو بھرتے عہد شاہان
 چغتائی گرائے گئے اور ان کا پتھر اس بارہ درمی پر خرچ ہوا یا وہ شاہی مسجد کی عمارت کا بھی نہایت نقصان
 مہاراجہ کے وقت میں ہوا چاروں میناروں کی چاروں برعیاں جو سنگ مرمر کی تھیں
 اوتاری گئیں ہزاروں بلین پتھر کی سکھوں نے اوتار لیں کوئی پریشان حال نہوا دیواریں گر گئیں فرش اور گیا
 مگر اب سرکار نے وہ عالی شان مسجد سلانوں کو دیدی اور ہزاروں روپیہ چندہ ہو کر اب وہ مکان نوبہ خاں
 بن گیا ہے اور باقیماندہ برست ہو رہی ہے سجادہ مہاراجہ رنجیت سنگھ یہ مکان بھی لاہور
 کے مکانات میں سے لائق ذکر ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وفات کے بعد اس مکان کی عمارت
 شروع ہوئی اور مہاراجہ شیر سنگھ و دیپ سنگھ کے وقت بنتا رہا سرکار انگریزی کے وقت اسکی عمارت تھما
 پونہ بڑے گنبد کے نیچے پہلے میناروں نے آجھٹے ستون قائم کئے تھے مگر وہ ستون وہ بہاری بار
 گنبد کا اوٹھانہ سکے اور آٹھون ستون شق ہو گئے قریب تاکہ مکان مندرم ہو جائیہ حال جب صاحبان انگریز نے
 دیکھا اسے سجادہ کنہیا لال ایکڑ گنڈا بنیہ کو ارشاد کیا کہ اس مکان کے استوکام کی بتویر کرین چنانچہ اسے صاحب نے
 آٹھ ستون اور اس گنبد کے نیچے ایڑا کر دیئے اور شق شدہ ستونوں پر آٹھنی چلتے پھر دسے اس تجویز سے
 وہ عالی شان مکان مستحکم و مضبوط ہو گیا اور اس کے صہار ہوئے کا اندیشہ رفع ہو گیا ہر ٹانگ لاہور کی جنوب
 کی طرف بقا محلہ ویرہ سیل کے یہاں ایک پختہ عمارت کا قبضہ ہے پہلے یہ لاہور کے باہر کی آبادی میں سو لنگر خان
 بلوچ کی گذرین ایک محلہ تھا اصلی مال اسکے آبادی کا یہ ہے کہ جب ہمایون بادشاہ کی وقت لاہور کا صوبہ
 شہزادہ کامران اس کے بہائی کے جاگیر میں ملا تو اس کے وقت شہر لاہور کے حصار کے باہر آبادی شروع ہوئی اور
 لنگر خان حسب الطلب ہمایون شاہ کے لنگاہی سلطنت کی خراب ہونے کے بعد ملتان سے لاہور آیا اور ایک
 گذر آباد کر کے گذر لنگر خان نام رکھا اور وقت اس کے ساتھ ایک بزرگ قوم کے نفل جنگا نام پیر غریز الدین
 گوت مرنگ تھا اور انہوں نے ہی اس گذر کے اندر یہ محلہ آباد کر کے سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ
 یہ محلہ خوب آباد ہو گیا چغتائی سلطنت کی ضعف کی وقت جب سکھوں نے لاہور کی باہر کی آبادی
 ویران کر دی تو لنگر خان کی اولاد بھی بیان ہی آ رہی اور مغلوں اور بلوچوں نے ملکر اسے محلہ کی حفاظت کی

اسکی آبادی قائم رہ گئی بعد ازاں ار اہین قوم ادھر اور دہر سے ادھکڑا میں آئی اور آبادی بڑھتی
گئی اب چند آبادیاں علیحدہ علیحدہ کوٹوں کے طور پر آباد ہیں ایک کوٹ عبداللہ شاہ بلوچ نے جو قادیان کا خاندان ہے
ایک قبول مندہ تھا پہلے پہل آباد کیا جسکی آبادی ریخت سنگہ سے پہلے گوجر سنگہ کے وقت میں ہوئی پھر قلعہ ڈو
و قلعہ محمداوہ سرحد وغیرہ بتیان مختلف قوموں میں آباد ہوتے رہیں خاص مزنگ میں لشکر خان کی اولاد رہتی ہے
اور عبداللہ شاہ کے کوٹ پر بھی اوہین کا قبضہ ہے فی زمانہ ملکیت بلوچوں اور اہیوں اور منلوں کے
بیچان ہے مگر اب نسل مغلیہ سنگدست ہو گئے ہیں بلوچوں میں سردار خان بڑا عالی ہمت آدمی تھا اس کے
مرنے کے بعد کا رخانہ اقتدار ہو گیا ار اہین کی قوم آجکل مالک بنے ہوئے ہیں اور بڑی ملکیت بھی انھیں کی ہے
احمد پور لاہور سے جنوب کے طرف بفاصلہ تین میل کے آباد ہے مکانات و بازار اس کے پختہ ہیں اچھے اچھے
دولت مند ساہوکار ہیں رہتے ہیں میندار بھی آسودہ حال اور علاقہ زر خیز ہے زراعتوں کو پانی کنوئیں کے ذریعہ
سے دیا جاتا ہے غلہ کا بیو بار ہوتا ہے پہلے قبضہ ایک شخص احمد اکبر نے آباد کیا اب راجپوت و کبود و قومیں
بیچان کے زمیندار ہیں نو سو ستیس گھر کی آبادی اور تین ہزار اکیسویں مردم شماری ہے **کاشی** قبضہ لاہور
سے سمت جنوب بارہ کوس کے فاصلے پر آباد ہے آبادی اسکی دو مقام پر واقع ہے شرق کے سمت کی آبادی
نیا کاشی اور غرب کے طرف پرانا کاشی کہلاتا ہے پہلے قبضہ کاشیہ زبندار کوٹ سندھو کی
آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام رکھا اس وقت آبادی اسکی بھت تھوڑی تھی آخر حیدر چنانہ کی
سلطنت کی ضعف کے وقت جی سنگھ و سوجا سنگھ وغیرہ جب کمینہ مثل کے سردار
پنجاب کو لوٹ کر سردار بنے اور بھت مالک اس کے تصرف میں آگیا تو
اس کے رہنے کے سبب سے آبادی اور رونق اسکی بڑھ گئی کیونکہ اور غارتگر
میں سے اس کا الحافہ کر کے اس قبضہ کے لوٹنے کو نہیں دیتے تھے اور لوگ اسکو ماسن سمجھ کر اور آبادیوں سے
ادھکڑا بیچان آ رہی اور آبادی ایسی ترقی پر پہنچی کہ ایک قبضہ سے دو قبضہ بن گیا اب بھی زمیندار سکھ
قوم ہندو بیچان کے مالک ہیں تعمیر اسکی خام ہے بیو بار غلہ کا ہوتا ہے دو نو سو تین ہزار چوبیس آدمی
اور چوبیس سو بیس گھر ہیں **نیا زبند** قبضہ لاہور سے چھ کوس آدمی کے کنارے کے اور پرانا وہ
ایک سو ساٹھ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ اول ایک شخص مہی نیاز بیگ مثل اس علاقہ کے جاگیردار نے اس قبضہ
کی بنیاد رکھی اور اپنے نام سے موسوم کیا مینو زچی طرح سے آباد ہوئے انھیں پایا تھا کہ وہ مر گیا بعد ازاں
سوہندے خان وغیرہ راجپوتان قوم کو کھر وہٹی نے اسکی آبادی کی خشکی اولاد اب تک مالک ہے آئے ہیں
اس قبضہ کی کچی مٹی ہوئی ہے کہتری ہندو مسلمان ہر ایک قسم کے لوگ بیچان میں ہیں بیو بار غلہ کا ہوتا ہے

بازار آباد ہے بخت سنگہ سے پچھلے سو بھانگہ بھانگہ حاکم تھا پھر بخت سنگہ ہوا اب انگریزی علاقہ میں شامل
تھیں میل و ضلع لاہور کے ہے ایک ہزار چھتر گہرا اور دو ہزار آٹھ سو چوبہ آدمی اس میں آباد ہیں جس میں ایک حصہ
بخت پرانا ہے چٹامی بادشاہوں کے تواریخ میں اکثر اسکا ذکر درج ہے پچھلے پچھل ایکٹ میں دار خٹا نام نے
اسکی آبادی کی بنیاد رکھی پھر مرد و عرصہ ایک سو چالیس سال کے آسانگہ و راہ سنگہ سندھ میں اسکی آبادی
زیادہ کیا اور رونق پڑی اب بہتری اور ترقی ہوئی ہے مسلمان بھیان رہتے ہیں غلہ کا بیوپار ہوتا
زمینداری سندھ قوم کی سکھوں کی ہے لاہور سے چودہ کوس جنوب کے طرف یہ قصبہ آباد ہے جس میں ایک ہزار دو سو
تیرہ کی خانہ شماری اور دھڑا دھڑا آدمی کی مردم شماری ہے **پچھل** میں یہ قصبہ شاہجہانی شہر کے
کنارے پر چھوٹا شہر منسلک ہے لاہور سے نو کوس شرق کی طرف آباد ہے پانچ سو برس کا عرصہ گزرا ہے کہ ایک ٹیڈا
بہمن نام قوم دھول نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر نام رکھا اب زمیندار دھول بھیان بخت رہتی ہے تجارت
اسکی شیتہ اور اچھے حویلیاں بنے ہوئے ہیں شاہریان بادشاہ جیہ کابل سے لاہور آیا تو بھیان کے ساتھ
سب کا نو چھوڑ کر بھاگ گئے اور قصبہ ویران ہو گیا مگر اوسکے چلے جانے کے بعد پھر آباد ہو گیا بخت سنگہ
نے جب لاہور پر قبضہ کیا تو اورادیشل کے سکھوں کو رشک و حسد پیدا ہوا اور اسکے چاہا کہ بخت سنگہ کو
لاہور سے بیدخل کیا جاوے اور بے بہمن کے مقام پر اجتماع کیا اور لڑائی کی یاد دہانی اقبال بخت سنگہ
فتح آباد بخت سنگہ کے فوج میں بھیان کے سکھ بڑے بڑے عہدوں پر نو کر تھے اور بھون نے اپنی حویلیاں
شیتہ و عالیشان بنوائیں اور قصبہ کی رونق پڑ گئی اس قصبہ میں آٹھ سو شیتہ گھر اور دو ہزار دو سو آٹھ
آدمی آباد ہیں **پچھل** لاہور سے بارہ کوس شرق کے طرف دہلی کے پرانے شاہ راہ پر چھوٹا گہرا بادشاہ
کے حکم سے بنایا گیا تھا یہ قصبہ آباد ہے چار سو برس گزرے ہیں کہ اس قصبہ کو مسیحی بد وند ہو زمیندار نے
آباد کیا تھا چونکہ قصبہ کے بانی نے پچھلے پچھل بھیان آکر اپنے رہنے کیو اسے منہا یعنی لکڑیوں پر چھوٹا بنایا
اس واسطے نام اسکا پڑا کہ منہا لہ مقرر ہو گیا اب صرف منہا لہ ہی مشہور ہے آبادی اسکی دو چھہ علیحدہ علیحدہ
ہے کچے یکے عاریت بنے ہوئے ہیں خند ہو زمیندار سکھ بخت رہتی ہیں شاہ جہانگر کے وقت کی ایک شیتہ سرائے
بھیان بنی ہوئی تھی جسکی انٹین سکھ گرا کر لے گئے اب بھی نشان اوسکے موجود ہیں اسرنگہ نام ایک شخص کا
نوا یا ہوا بھیان شیتہ تالاب جو جس میں برسات کا پانی جمع رہتا ہے **کٹور** مشہور قصور باری دوا
ضلع لاہور کے علاقہ میں ہے ایک شہر دریائے گھاگرا کے دہنے کنارے سے نویل اور لاہور سے چوبیس کوس
شرق و جنوب کی آباد ہے یہ شہر بخت پرانا ہے سب گئے سنے زمانہ دزار کے دریا نت نہیں ہوتا کہ آتا پھل
اسکی آبادی کی بنیاد کن نے رکھی اور قصور اسکا نام کہو اسے رکھا گیا اور خند و بخت ہیں کہ یہ شہر راج کش

رام چندر کے بیٹے نے آباد کیا اور نام اسکا گس پور رکھا اب غلط العالم کسور شہر سے گس اور لودو تو حقیقی
 بجائی رام چندر کے بیٹے تھے لودو اور آباد کیا اور لودو پور نام رکھا اور گس نے کسور کی آبادی کی بنیاد رکھی
 مگر یہ بات سوائے خلاصۃ التواریخ کی جسکا مصنف بھی ہندو ہی اور کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتی شاید ایسا ہی
 وقوع میں آیا ہو یہ بات القہر ثابت ہو چکی ہو کہ پہلے آبادی اسکی بہت بڑی تھی مگر مغلوں کی فوج کے حملوں
 اور اونکی تاخت و تاراج سے یہ شہر بالکل اجڑ گیا آخر جب امیر تیمور پنجاب میں آیا تو اوسنے یہ سر زمین مع
 خیر آباد شہر کی اپنے فرخواد افغانوں کو بخش دی اور آباد کیا پھر خانیہ سلطنت میں جب ملک پہاڑی لودوی
 افغان دیپال پور لودو اور کاکم بنا اور شیخا کوٹ کے اخواتے اوسنے دہلی کی سلطنت لینے کا ارادہ کیا
 تو اوسنے اور بہت سے چٹمان اپنے ہم قوم بیان آباد کیے اور بڑے بڑے روزیہ و جاگیریں اونکو
 دیں کہ وہ ہم کی وقت پر کام آویں بلکہ زمیندار سی اور ملکیت قصور کی بھی اونہیں کو عطا کر دی چونکہ یہ
 لوگ شامی ملازم اور دولت مند تھے متور سے سے عرصہ میں یہ شہر بڑی رونق کی ساتھ آباد ہو گیا پھر کبھی
 کے وقت میں ترقی ان افغانوں کی بہت ہوئی شاہجہانی عہد میں قطب الدین خان لارندر محمد خان نوابی کے
 خطاب سے سرفراز ہوا اور عالمگیر کے وقت میں شہزادہ خان کو ریاست ملی محمد شاہ کے عہد میں حسین خان بہانکا
 رئیس و حاکم قرار پایا آخر حسین خان کی عداوت عہد احمد خان ناظم لاہور سے ہو گئی اور اسپہیں بقیام چوہان
 لڑائی ہو کر حسین خان مارا گیا اور قصور کی فوج مغلوب ہوئی مگر ریاست قائم رہی بعد ازاں بہنگی شہل کے سکھوں
 نے اور شہنوں کی مدد لیکر بسبب عداوت سلطان کرتے ایک برہمن بچہ کے قصور پر حملہ کیا افغانی فوج بسبب انہی
 قلت کے مغلوب ہوئی اور شہر غارت ہو گیا اوسوقت اس شہر سے استقدر دولت چاندی سونا و چوہا ہر ہت سکھوں
 نے لوٹا کہ سب امیر ہو گئے گورنمنٹ جیسا سنگہ راگمڑیہ کو اونکے حصہ کا زیور طلائی و نقری استقدر ملاکہ اونہوں نے
 وہ زیور جمع کر کر ایک مضبوط چار پائی کے اوپر رکھا فی الفور اونکو بار سے چاروں چولین چار پائی کی ٹوٹ گئیں
 مگر اتفاق ایسا ہوا کہ جب وہ یہ مال لیکر امرتسر گئے تو اون دو نوٹے ملکر یہ چار پائی شہل کے کل سکھوں کو ہکا
 حصہ دین خود ہی بھگ کر لیں اس ارادہ پر اونہوں نے وہ مال رات کے وقت سب سے پوشیدہ جنگل میں گاڑ دیا
 اس کیفیت سے کہ چند روز کے بعد نکال لینے چونکہ دو روز کی بڑی بارش ہو گئی اور جنگل میں پانی بھر گیا
 اس واسطے وہ نکال نہ سکے اور پانی کے خشک ہونے کے بعد وہ موقع بہان اونہوں نے مال گاڑا تھا بھول
 گیا اور وہ مال اوسی طرح زمین کے اندر ہی دفن رہا یہ قصور کے فتح کے بعد سکھوں نے یہ بہت سنا کر
 لیکر غلام جی الدین خان کو بھیجا کہ اسے قہر کا حاکم مقرر کیا اور قہر رار ہوا کہ غلام جی الدین خان قہر میں
 کاؤ کشتی مکر سے مسیور و ان کے ملازمین ان دنوں کو قہر ہا سکھ سلطان کیا جاوے جو جب سکھ ہوں گے تو سلامتی

پھر سب قصبہ میں جاری ہوئیں اس سبب سے قصبہ کی ہندوؤں نے ناراض ہو کر اطلاع اکی امرتسر میں
 ہنگیوں کو کی اور انہوں نے جمع ہو کر دوبارہ پورس قصبہ کی اور سوقت افغانی فوج ایک قلعہ میں محصور ہو کر
 سکھوں سے لڑتی رہی چند روز کی بعد سکھوں نے وہ قلعہ لیکر قتل عام کیا اسلئے اس قلعہ کا نام اب تک
 قتل گڑھی مشہور ہے اور سوقت قصبہ پٹانوں کی قبضہ سے نکل گیا اور شہر میں چند سے سکھوں کی حکومت رہی
 پھر ہندوؤں میں کہ شاہ زمان بادشاہ کابل سے لاہور میں آیا اور جا بجا فوج اس نے سکھوں کے قتل و
 گرفتاری کے واسطے لاہور کی تو سکھ قصبہ کا قبضہ چوڑ کر ہاگ گئے جب شہر خالی رہ گیا تو نظام الدین خان
 افغان نے فی الفور قصبہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور علاقہ میں اپنی عمال و فوج مامور کر دی شاہ زمان کی واپس
 کے بعد پھر بھی کئی چھوٹے بڑے اجتماع کر کر قصبہ پر کرتے رہے مگر نظام الدین بڑے انتظام کے ساتھ انہیں
 گرتا رہا جب خوب حکومت نظام الدین کی اس علاقہ پر جم گئی تو بہائی تہذیب کو حسد و بغض پیدا ہوا اور انہیں
 آدمی کو انہوں نے موقع پا کر شہید کر دیا اور سکے بعد اسکا بہائی قطب الدین خان ریاست پر بیٹھا جہاں تک
 اس نے کمال دلاوری اور بہادری کے ساتھ ریاست کی چھت چل پئے ورنہ ریخت سنگھ نے اس کے وقت
 میں قصبہ پر گئے مگر قطب الدین اسکو جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا آخر ریخت سنگھ نے اس کے نوکروں
 اور اہل و بارہ کے ساتھ سازش کر لی اور انکی ملک حرامی سے ریخت سنگھ نے قصبہ پر قبضہ پایا اور علاقہ مجدد
 معہ قلعہ قطب الدین خان کی گذارے کے واسطے واگزار ہوا جواب تک اس کے لواحقین کے قبضہ میں آئے
 اب یہ شہر انگریزی حکومت میں ماتحت صاحب ضلع لاہور کے ہے ایک تحصیلدار حاکم تحصیل مال اور ایک کسٹرن
 کسٹرن حاکم بازار اختیار بیان رہتا ہے شہر کی سب عمارت پختہ ہے مکانات پختہ و خوشنظر نہ ختمایاں ہوتی
 ہیں بازار دلچسپ کشادہ ہیں برعکس مالدار سا ہندو کار ہندو و غوج مسلمان زبان تجارت کا کام کرتے ہیں ہر ایک
 چنکی سوداگری بیان بکثرت ہوتی ہے رہنے والے بیان مسلمان افغان خوب ہے بہت ہیں ہندو کم ہیں آدمی بیان
 کے بیٹھ پویش عزت طلب تحصیل ذمی ہوش باعزت ہیں عورات کو پردہ میں رکھ کر کا بیان بہت رواج ہے۔ کل شہر کی
 آبادی بارہ قلعوں میں تقسیم ہوتی ہے اول پرانا قلعہ یہ قلعہ ہی قلعہ ہے اسکے بانی کا حال معلوم
 نہیں کہ آیا کس نے کس عہد میں بنوایا دوسرا غلام محی الدین خان کا کوٹ اسکو غلام محی الدین خان افغان
 بنوایا تیسرا قلعہ مراد خان کا اسکو مراد خان کا کوٹ کہتے ہیں اسکی بنیاد مراد خان نے رکھی تھی مگر حد و نسبت اسکے
 قصبہ کی حد نسبت سے علاحدہ ہے چوتھی قتل گڑھی اس قلعہ میں سکھوں نے قتل عام کی تھی جسکا ذکر پہلے ہو چکا
 ہے پھر عبدالغنی خان نے بیان کیا کہ پانچویں کوٹ عظیم خان چٹو کوٹ بدر الدین خان ساتویں کوٹ
 عثمان خان آٹھویں کوٹ رکن الدین خان نویں کوٹ فتح الدین خان دسویں قلعہ نظام الدین خان

اسی پٹے فتح الدین چنگ نام پر آباد کیا تھا دسویں قلعہ چھ قلعہ علیم خان و عظیم خان شہانوں نے بنا کر بنا کر
نام رکھ دیا گارہوین میرزا کوٹ چھ کوٹ میر عبد الرحمن خان نے بنوایا تھا باہوین حسین خان کا کوٹ
چھوین خان شہان کی تعمیر ہے الغرض ہر ایک قلعہ اس شخص کا اسکے بانی کے نام منسوب ہے اب منجملہ بارہ کوٹوں کے
حیدر خان و غلام محی الدین خان و عثمان خان تین کوٹوں کی آبادی اسپہن شامل ہو گئی ہے اسی طرح عظیم خان
و فتح دین خان کے دو قلعوں کے آبادیان مل گئی ہیں باقی سب کوٹوں کی آبادیان الگ الگ ہیں قصور میں
پرانے دنے مقبرے بہت ہیں و نہیں سے بھلے شاہ قادری کے مقبرہ کا نام بہت مشہور ہے تحفہ بھانکا جوتا او
میتھی خوشبودار ہے جو ملکوں میں جاتا ہے گلی برتن بھی تختہ و قلع دار و مضبوط بنتے ہیں اس شخص میں پانچواں
سات سو اوٹیس گھراور ہزارہ ہزار دوسو نو آدمی آباد ہیں پرگنہ قصور کا متعلق ضلع لاہور کے ہے دریا ستلج
و بیاس و دریا ملے ہوئے اسکے علاقہ کے جنوبی سرحد پر بہتے ہیں اور منجملہ دیہات تحصیل ہڈا کے دو حصہ تو ملک
مانجہ نے سرزمین بلند اور ایک حصہ ٹھہار یعنی پست زمین آباد ہیں اور پرگنہ کے لوگ اکثر مسلمان اور اہل حق و دگر
محنت کش زمیندار ہیں ٹھہار کے چائت کا پانی عموماً شیریں ہے پیدائش ہر ایک قسم کے غلہ کی ہوتی ہے مانجہ
کے سرزمین میں اکثر سند و جاٹ قوم گل و سند ہو و سد ہو و سکھ و اردو و دکنی ہندو کے زمیندار پانی گہرا
ہے اور زمین اکثر بارانی ہے جو آب بھری ہو گئی ہے چھ مانجہ کے لوگ ننگال تھے جس سال بارش نہیں
ہوتی تھی لوگ فاقہ کشی کرتے تھے گراب جا بجا غصہ میں جاری ہو گئی ہیں اس سبب آسودہ حال ہیں بھلا
شہر قصور کی آبادی حال کی آبادی سے جانب جنوب واقع تھی آبادی اسکی بہت مختصر تھی اور قوم کٹری
کوٹ پوری اسپہن آباد تھی اور منجملہ روستا خطہ بکاگیر کے راجہ راس سنگھ نام اس شخص و علاقہ پرانے تسلط کرتا
جسٹا بھلاول لودھی کا وقت آیا تو سب ہم قومی کے قابل و غیرہ مقامات سے افغان کثرت پنجاب میں آکر سکھ
نیز یہ ہے چونکہ اس وقت میرا نام ایک نامی قزاق اس علاقہ میں آکر زمینداروں کو لوٹ لیا تھا راجہ اس کے
مانجہ سے بہت تنگ تھا اسے چند افغان اس قزاق کے سر کوئی کے لیے نوکر رکھے افغانوں نے قزاق کی کٹری
بنجوبی کی جیسے راجہ بہت خوش ہوا اور افغانوں کو اپنے بھیاں گلہ دی بھر تو کچھ قبضہ گریا افغانوں کا گھر
میں گیا رفتہ رفتہ اس قوم کی ترقی ہوتی گئی جب راجہ مر گیا تو قصور کے زمیندار اور رئیس بھی افغان بن گئے
اور نذیر محمد خان ایک صاحب غایت افغان کو شاہ دہلی کے دربار سے نوابی کا خطاب حاصل ہوا اس نواب
کو دیند از خان کا لقب بھی ملا اور کچھ علاقہ اسکی جاگیر قرار پایا اس نے افغانان قصور میں سے جو شخص
صاحبیت و دولت ہوا اور بادشاہی دربار میں اوسنے خدمات نمایاں کیں تو اسکو نوابی کا خطاب
ملتا رہا اور بارہ کس نے اس پر ہونے والی نواب نعمت خان و نواب سولی داد خان و میر محمد خان

وحید خان و منصور خان و بھادر خان وغیرہ اور برگنہ قصور و خونان و برگنہ سدوٹ و کھائی وغیرہ انکی جاگیر میں تھا ان کے وقت شہر قصور کی آبادی بھت بڑھ گئی تھی کہ کل آبادی طو لاچہ میل اور عرضا دو میل تھی اور سرانگہ اپنے علیحدہ علیحدہ آبادیاں اپنی قائم کر لیں آخر وہ آبادی سکھوں کے بار بار حملوں اور رنجیت سنگھ کے یورشوں سے برباد ہو گئی فی زمانہ شہر میں دو حصے مسلمان اور ایک حصہ ہندو ہیں منجھہ مسلمان قوم خوبہ کی بڑی کثرت تھی اور وہ ہر طرح کا ہوا پار کرتے ہیں زمین اور چوٹا اس شہر کا بنا ہوا شہر مشہور ہے قوم خوبہ پھلے مند وار وڑے غنچ اور کو حضرت شمس الدین ترویزی ملتان کے مسلمان کیا منجھہ بھری ترکاری کے میتھی قصور کی مشہور ہے جو بھایت خوشبودار ہوتی ہے دور دور تک اسطور شہر بھی جاتی ہے بزرگان دین کے مقبرے بھی بھان بھت ہیں خاصہ مقبرہ شیخ صدر دیوان انصاری و شیخ عبدالخالق و میان بادشاہ و بھلے شاہ و شیخ لال حشتی وغیرہ مشہور مقبری ہیں بڑا بزرگ خاندان شیخ غلام محی الدین صاحب مجددی نقشبندی کا ہے خلی خاندان کے چراغ حضرت صاحبزادہ عبدالرسول چند ماہ گزرے ہیں کہ فوت ہوئے ہیں بھیسہ بزرگ ظاہرے و باطنی علم میں کمال کہتے تھے ہندو فقیروں میں بادشاہ مشہور فقیروں کا ہے جسکی سہارہ پر وزیر کیا کہی بڑا سیلہ ہوتا ہے اور اس سیلہ پر مرد و عورتیں اس میں منقلاط بکرتی ہیں غوث کے وراثت باوجودیکہ ساتھ ہوتے ہیں کہ غیرت بھین کرتے اور اگر عورت بھی نامحرم مرد کے کلام کا پتہ جواب دیوے تو وارث عورت کے بھت خوش ہوتے ہیں **پٹی** دو آبہ باری ضلع لاہور برگنہ قصور کے علاقہ میں بھیسہ قبیلہ گیارہ میل دہے کنارے دریائے گہارا کے اور پتالیس میل لاہور سے جنوب مشرق کے سمت کو آباد ہے مکانات اسکے پرانے اور پختہ عمارت ہر ایک کی آبادی کا حال اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ ۱۲۵۰ء میں مسیحی اہست خان جاگیر دار نے بموجب فرمانے سلطان ابراہیم لودی کے موضع عبد الملک سے اگر اس مقام پر بھیسہ قبیلہ آباد کیا اسکے آبادی سے اول بھان ایک موضع اسلام پور نام آباد تھا بعد آبادی کے نام اسکا ہیست پور پٹی رکھا گیا اور بھیسہ نام و نامون سے مشترک ہے یعنی ہیست کا لفظ تو ہیست خان کے نام سے مراد ہے اور پٹی ایک عورت کا نام تھا جو موضع اصل میں رہتی تھی اور ہیست خان کے معشوقہ و مطلوبہ تھی ہیست خان کے اور کا نام بھی اس نام میں شامل کر کر نام اسکا ہیست پور پٹی رکھا آبادی اسکی عبارت تختہ ایک میل کے دورہ میں ہے محل سیدراجپوت قاضی کہتری اڑوڑے بھٹاڑے وغیرہ اسپن رہتی ہیں ہوا پار غلہ کا ہیست ہوتا ہے لوہاڑ لوہے کا کام اچھا بناتے ہیں تختہ قلعہ خوشحال سنگھ سنگھ پور یہ کانہوایا ہوا بھان موجود ہے ایک ہزار نو تنقش گہر اور چھ ہزار تن سو اڑتیں آدمی اسپن آباد ہیں بادشاہوں کے وقت میں بھیسہ قبیلہ حاکم نشین اور برگنہ کا مقام تھا قبیلہ کے اندر کے کنوؤں کا پانی شور اور باہر کا پانی شہاب ہے **توشہ** یہ قبیلہ پٹی سے

چہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اور زمینداران قوم پنجاب رہتے اور زمینداری کرتے ہیں علاقہ اسکا زرخیز ہے اور
 زمین بارانی و چابی سورسنگ یہ قصبہ قصور سے اویس کوس کے فاصلہ پر آباد ہے راجہ سورسنگہ نے بہر و عرصہ چار سو
 برس کے اسکو آباد کر کے اپنا نام سے موسوم کیا زمینداران قوم دیون و بان آباد ہیں جو پارغلہ کا بہت ہوتا ہے
 جو نیک سکون کی سلطنت میں اس گاؤں کے لوگ رنجیت سنگھ کی سہکار میں اپنی اپنی عمدہ دار و اس سبب سے
 اچھی اچھی دیہان اور نچہ عمارتیں بیان تعمیر ہوئیں ایک ہزار بیس گھر اور چار ہزار چھ سو چوبیس آدمی یہاں آباد
 ہیں **چھوٹا قصور** سے بفاصلہ سات کوس مشرق کی طرف یہ ایک قصبہ آباد ہے چار سو برس کا
 عرصہ گذرا ہے کہ اس قصبہ کو سندھوزمیندارون نے آباد کیا پہلے وہ موضع بگیا نہ پرگنہ چوہان
 رہتی تھی آبادی کی رو سے اس پر کہی کوئی تشریف نہیں آیا عمارت اسکی خام ہے اور زمیندار سندھو و کتری واروی
 اس میں رہتی ہیں کتری یہاں کی ساہوکارہ اور غلہ کا بیوپار کرتے ہیں اور قلعہ کی امید بہ ہزاروں دیہیوں کا
 قلعہ خراب کر گئے ہیں آٹھ سو اویس گھر اور تین ہزار تین سو اکیاسی اسمیں آدمی آباد ہیں **الگون** یہ قصبہ
 بہت پرانا ہے اس کے زمانہ میں کسی شخص راجہ الگن نام نے اسکو آباد کیا ایک مرتبہ کسی حادثے کی سبب
 سے یہ اجبٹ گیا اور مدت تک اجڑا پڑا رہا دوبارہ پرہند شاہ نے اسکی آبادی کی اور پہلی ہی نام سے
 موسوم رکھا ایک سو بیس برس ہوئے ہیں کہ دوستہ سنگھ نام ایک سکھ سردار نے یہاں آکر کچا قلعہ بنوایا اور
 اپنا مسکن مقرر کیا چونکہ اس وقت غارت گری سبک تمام پنجاب کو لوٹ رہے تھے اس واسطے لوگ قلعہ کو مان
 سمجھ کر دور دور سے یہاں آ رہی اور قلعہ آباد ہو گیا پر جب نظام الدین قصور نے اس علاقہ پر اپنا تسلط
 جمایا تو اس کے خوف سے اور بھی گردنواچ کر لوگ یہاں آ رہے اور موضع الگون کی جگہ دس ہزار سنگہ کا
 قلعہ آباد ہوا بعد ازاں جب رنجیت سنگھ کی غلہ داری قائم ہو کر ملک میں امن ہو گیا تو زمیندارون نے
 یہ قلعہ سے ہٹ کر الگون کو آباد کر لیا جواب تک آباد ہے راجپوت یہاں بہت رہتے ہیں اور غلہ کا بیوپار ہوتا ہے
 اس وقت تک تین سو اکیس گھر اور ایک ہزار چھ سو پچاس آدمی اسمیں آباد ہیں **لٹو** یہ قصبہ پنجہ
 کی زمین میں اچھا آباد مکان ہے قتائی سلطنت کی وقت سسمی بوگا باٹ سندھو و دابہ بست سے اگر اسکو آباد کیا
 وجہ تسمیہ معلوم نہیں ہے کہ آیا لٹو نام اسکا کیوں رکھا گیا سندھوزمیندار یہاں اب بھی بہت رہتی ہیں
 تین سو چوبیس گھر اور ایک ہزار نو سو آدمی اسمیں آباد ہیں **کھیم کرن** باری دواب ضلع لاہور کا علاقہ
 ہیں قصور سے بفاصلہ بارہ کوس کے آباد ہے آبادی اسکی تین کوٹوں میں علیحدہ علیحدہ منقسم ہے تینوں کوٹوں کی
 چار دیواریاں نچہ بنی ہوئی ہیں اکبر بادشاہ کی زمانہ میں دلپت رائے وکھیم کرن مکنوادی چند کی بیوی نے
 قصور سے آکر یہ قصبہ آباد کیا چونکہ دلپت رائے بادشاہی دفتر میں بھام اکبر آباد اور کھیم کرن گاؤں میں رہتا تھا

اسکا

اس واسطے قصبہ اس کے نام سے موسوم ہو گیا اور ان کے وقت میں دو کوٹ آباد تھے تیسرا کوٹ اور ان کی وفات کے بعد سنگت اسے اور ان کی بجائے نے آباد کیا اس جگہ کی ملکیت کے کبھی مالک طے آتے ہیں اور نکاحیان بڑا بویا رکھتا ہے جو رہ بانی کے کارخانے بھرتا جاری ہیں بھیان کے بنے ہوئے ہوئے سو اگر جا بجا لیا جاتے ہیں اور ان کی تجارت سے فائدہ دیتے ہیں خانہ شماری کی ایک ہزار چار سو تیرہ میں اور پانچ ہزار اٹھ سو تیس میں مردم شماری ہے ہاں محض باری دو آب کے علاقہ میں ہے ایک فراغ خطہ کا نام ہے زمین دو آب سے اونچی ہے اور ہاں پنجاب کی زبان میں بھی اونچی زمین کو کہتے ہیں شرقی حد اس کی موضع دیر وال دریا سے بایں کا کنارہ ہے اور حد غربی تھمر لاہور جنوبی حد تھمر قلعہ و چونیاں وغیرہ شمالی حد تھمر اور سرسے سنگرون گانا اور قصبہ اسمیں آباد ہیں ہاں کی شرقی و جنوبی طرف کے لوگ سخت دل و بے رحم و چور و غارت گزشتہ دور میں اور قوم متبرک سکھوں کی بھی اسی خطہ سے پیدا ہوئی ہے اس کے حالات لکھنے کی کچھ حاجت نہیں ہے عیان آجہ بیان کہ کس کس طرح کی چوریاں غارتگریاں و خونریزیاں اور ان کی ذات سے دو قوم میں آئی ہیں اور اب بھی ہمیشہ موقع کے منتظر رہتی ہیں سابق زمین ہاں کی بارانی دیا ہی تھی ایشاہ تھمر انگریزی جاری ہو کر تمام ہاں تھمری ہو گیا ہے لاکھوں سن غلہ و زرعی و گنا و شمالی وغیرہ بھیان پیدا ہوتا ہے **چوہان** یہ قصبہ لاہور و جنوب کی طرف چالیس کس دریا سے بایں کے پڑانے اور پانچ کس کے اور پانچ اس قصبہ کے آبادی کا حال اس طرح ہے ہوا کہ شہر تھمری میں شہنشاہ کال ہر چاہان جاری اوج کے مقام سے اس ویرانہ میں آکر اور دریا سے بایں کے کنارے پر کھا و سو وقت دریا بھیان بھتا تھا جس پوش چوہن پڑہا کر سکونت اختیار کی چونکہ دلی بالکمال تھے چاروں طرف اتحاد مند لوگ حاضر ہوئے لگے اور ایک بوڑھا چوہنی نام نے راسخ الاعتقاد میں کرشمہ حضرت کی خدمت میں رہنا اختیار کیا کتنے مدت کے بعد سب یہ دن نے ملکر بھیان آبادی کی تجویز کی اور ایک چوہن سا گانا کہ حضرت کی اجازت سے نام اس کا چوہنی اوسی عورت کے نام پر رکھا جب تھمری پٹھانوں کی حکومت اس خطہ کی اور پھیلی تو اس کثرت کو ساتھ بھیان آبادی ہوئی کہ بڑی بڑی سات بستیاں بھیان آباد ہوئیں اول پرائی چوہنی دوسری چوہنی تیسری محرم خان کا کوٹ چوہنی پھلو ان کی کوٹلی جہوں زمیندار بہل کی قوم کو رہتی تھے پانچویں قلعہ ٹوڈرمل چھٹے راجہ کا کوٹ ساتویں چونیاں موجودہ حال اور ٹوڈرمل جو بانی قلعہ تھمر کا تھا وہ قلعہ میں قلعہ دہی پٹھانوں کے دفتر میں دیوان تھا جب یہ ساتوں قصبے چوہنی آباد ہوئے تو کسی نے ان پر آکر اس واسطے انہیں چھ بستیاں عالیشان آخر گدین اول بھیا کہ جب شہنشاہ بادشاہ کے وقت میں قلعہ بھیان لاہور کا ناظم مقرر ہوا تو اس کے وقت میں حسین خان رئیس قلعہ اور اس کی عداوت ہو گئی اور دونوں طرف سے فوج کشی ہو کر چونیاں کے پاس جہان علی گاہ بنی سہ سہنت لڑائی ہوئی اور حسین خان

مارا گیا اور وقت بھرت سی رعایا بچوں ماریت تاراج فوج لاہور کے پھان سے اٹھ کر چلی گئی دوسرے جب سلطنت
 چغتائی کمزور ہو گئی اور سکھوں نے جا بجا قبضہ کر لیا تو اس قبضہ کو بھگے سرور ان ٹل ہنگی وغیرہ نے بھرت مارتا
 اور باقی ماندہ مہارنگہ لکھی نے تاراج کئے تیسرے جو لوگ ان سب کے رہے وہ چالیسی قحط نے برباد کئے غرض کہ اسے
 صد مائت چھ بھتیان اُجڑ گئیں کہ پرنے کٹڈ رات اب تک سوچ و بین اون کنڈروں سے ہتھار اٹھیں بریل کے پڑاؤ
 پر خراج ہوئے عمارت ٹھہر کی مہر شہرناہ سچتہ بازار بار و نئی خوشنما بنا ہوا ہے ٹہرے ٹہرے سا ہو کار اور بیو پانچ
 پھان رہتی ہیں مگر مسلمان کم اور ہندو زیادہ ہیں ٹھہر کے باہر جنوب مغرب کے گوشہ میں مزار شاہ کمال پرہمانیان
 سجاری زیارت گاہ خلق ہے اونکی اولاد بھی سید سجاری اس قبضہ میں موجود ہے پھلے آبا دیون میں قوم کھنڈ
 پھان کاشکار اور افغان مالک تھے دوسری آبادی میں جو ویرانی کے بعد ہوئی اوس میں اب کبھو مالک ہیں
 اونکی ملکیت اب بھرت ہو چو کہ یہ قبضہ اوچھے ٹیلے اور پرنے راستہ پر مائیں کے آباد ہے اسلئے کنوئیں پھان کے پڑی
 عیسق میں مگر پانی باغنم اور صحت بخش ہے سچتہ جو لیان اور چوٹے گل مکانات میں دو ہزار اور سات ہزار فوسو
 پھن آدمی کی مردم شمار ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع لاہور پھان کھری کرتا ہے اور پولیس کا تھانہ بھی ہے
کھڈیان دو آبہ باری ضلع لاہور پر گنہ جو پانیان کے متعلق جو پانیان سے چودہ کوس کے فاصلہ پر
 یہ قبضہ آباد ہے پھل مالک کے ڈوگر زمیندار تھے اور دیوان کے کھڈیان نام تھا مگر وہ پھلے آبادی فوج
 مغلیہ کے حملوں سے اُجڑ گئی جب پتھور کے آنے کے بعد قصوری پھانوں کا پھان تسلط ہوا تو سہی لطیف خاں افغان
 قصور کے رہنے لگے پھر اسکو آباد کیا اور اوسے پھلے نام سے موسوم رکھا اوسکی اجازت سے جاٹ و کھنڈ و کھتری
 و برہمن وغیرہ پھان آکر آباد ہوئے اور مزار خان کے طور پر کشتکاری کرتے رہے جب قصوری پھانوں کا تسلط
 اٹھ گیا تو رنجیت سنگھ کے وقت میں ہی کاشکار مالک بن بیٹھے یہ قبضہ اب خوب آباد ہے کچھ مکی ہے ہو کر
 قبضہ کی عمارت بازار بار و نئی ہے کھتری کھنڈ کا ہو یا بہت کرتے ہیں کل ایک ہزار اڑتیس گھر اور تین ہزار
 ایک سو تائیس آدمی اس میں رہتے ہیں جو کل جو پانیان سے چودہ کوس پر یہ قبضہ آباد ہے عرصہ سچاس سال کا
 گزر رہا ہے کہ پھلے خزان سنگھ گیان سنگھ قوم جاٹ سندھو نے موضع سلطان کی سرگنہ لاہور سے آکر اچھ آباد کیا
 وہ دو نو بانی موکلون کے خاندان میں تھے پھر اسو اسلئے اونھوں نے اس گانو کا نام بھی موکل رکھا اور خود بھی
 پھان ہی رہنے لگے تھوڑی مدت کے بعد جو ند سنگھ موکل نے جو رنجیت سنگھ کے دربار میں سوزا آدمی تھا اوپر آ
 بہت چون خزان سنگھ دگیان سنگھ قبضہ کے بانوں سے عداوت رکھتا تھا اپنی جاگیر علاقہ کنکن پور سے آکر اس
 قبضہ پرورش کی اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد یہ قبضہ اوسکے تصرف میں آگیا اور قبضہ کے بانی نکال دیے
 اور سہی اپنی قبضہ کے بعد اور گانو بھی چوٹے چوٹے پھان آباد کئے جب جو ند سنگھ مر گیا تو اوسکا پوتا سہی سنگھ

اوسکا وارث بنا کر انگریزوں کے وقت جب جٹ سنگہ و شیر سنگہ اناری والوں نے گجرات کی طرف فساد برپا کیا تو سرنگھ
بھی صفدوں کے ساتھ لگیا اسلئے اوسکی جاگیر ضبط ہو گئی مگر وہ اوسی حکم پر ہتھارنا اب سرحد سنگہ مر گیا اوسکی بیٹے
بھیاں رہتے ہیں عمارت اسکی کچی مٹی ہوئی ہے قوم سندھو باٹ بھیاں رہتی ہیں غلہ کامیاب رہتا ہے چارو
تین گھرا اور ایکڑ اچھ سو چوتھ آدمی رہتے ہیں کنکسں **لوہ رو** و اب باری ضلع لاہور پر گنہ جو بنان
کے متعلق یہ قصبہ چو بنان سے جنوب کو بفاصلہ ۱۲ میل آباد ہے اول آبادی اسکی ایک عورت سمات نکلا
نے مہر و عرصہ ایکڑ اردو سو برس کے کی تھی وہ آبادی محمد قاسم کے قصبہ کے وقت آج گئی اور کچی سو برس
یہ قصبہ ویران پڑا رہا پھر دوسو برس کا عرصہ گزرا ہے کہ علی اکبر مغل نے قصبہ بٹی سے اگر حال کے قصبہ کو
پرانے قصبہ کے بلند ٹیلے کے اوپر آباد کیا اور پرانے ہی نام سے موسوم رکھا اوس روز سے مغل کی قوم یہاں
مالک بنی و کٹری اور ڈری وراجپوت بھی باہم مختلف بھیاں اگر آباد ہوئے اور ملکیت پیدا کی آبادی اسکی
بلند ٹیلے کے اوپر ہے اور کچے کے دو طرح کے مکانات بنی ہوئے ہیں بازار بار و فن ہے تجارت غلہ کی
ہوتی ہے قصوری پٹھانوں کی عملداری جب بھیاں ہوئی تو انھوں نے ایک قلعہ بھیاں بنایا جس میں اب
پولیس کی چوکی رہتی ہے تین سو چوتھ گھرا اور ایکڑ زمین سو نوے آدمی اس میں رہتی ہیں جو بد سنگہ مغل نے
بھی اپنی جاگیر داری کے وقت بھیاں قلعہ بنوایا تھا جو سرکار کے حکم سے ہمارا ہو گیا ہے دیوڑی اوسکی موجود
پھیر وال قصبہ چو بنان سے دس کوس بطرف شمال آباد ہے قدیمی آبادی اسکی مدت سے
اگر چلی ہے گنڈراو کے موجود ہیں آبادی موجودہ حال سرداران سکھہ لگی نے آباد کی اصلی مالک گنڈرا
سے ہو جاٹ اور قصبہ کے مالک اردو سے و برہمن دہلوی ہیں یہ قصبہ شہر آباد قصبہ ہے عمارت اسکی عمدہ مقام
میں ہوئی ہے کئی شہر کے سرداروں کے وقت یہ قصبہ دارالریاست تھا اس واسطے اور سکھوں کی عمارت
یہ محفوظ رہا اور دن بدن آباد ہوتا چلا گیا اب بھی سردار کاٹھ سنگہ لگی بھیاں کا جاگیر دار ہے اور باخشا
محبشری نویداری دیوڑانی کا کام کرتا ہے بٹیا اوسکا ایسرنگہ دیوڑاری کا کام دیتا ہے بازار اسکا بارو
سماں کارہ دیوڑا ہے حکم کاموتا ہوں سنگہ لگی بھیاں ایک قلعہ بنایا تھا اوس میں اب کاٹھ سنگہ رہتا ہے صاحب خٹہ
قلعہ کے بلنگ لگی ہیں چوتھ نوڑا مین گھرا اور ایکڑ سو اکیس آدمی اس میں پتھوین بھیاں کی **ومبھائی**
اس قصبہ کی دو آبادیاں ہیں ایک میان کی جسکو مہی میان قوم موڑنے مہر و عرصہ چار سو برس کے آباد کیا اور اب تک
اولاد اوسکی قابض ہے دوسری اوسکی متصل رہی آبادی بھائی پھیر وکی ہے جو فاصلہ دنا تک چلی تھا اوسنی بہا
اگر اپنا زمین بنایا اور قصبہ کی بنیاد ڈالی عمارت اسکی کچی مٹی ہوئی ہریان قوم اردو رہت رہتی ہے یہ قصبہ
سویکس جنوب کی طرف تھان کی طرف ہے چار سو تالیس گھرا اور ایکڑ زمین تالیس آدمی اس میں آباد ہیں یہاں

قصبہ کو اندر بنایا ہوا تھا نہ پولیس اسکو نہ کسٹرف شرک کر اور بنایا ہوا مشٹ گمری ملتان کی قیمت میں بھی ایک ضلع کا بیکار
 کی شرک کر اور پروانہ ہو چلا نام اسکا ساہی ال تھا ساہی ال سے نام بدل کر بیٹری یا دگار شرکری تھا سابق لکھنؤ گورنمنٹ
 شرکری رکھا گیا پھلی آبادی اسکی بہت تھوڑی تھی اب ہنگامہ دن سچے مکانات تعمیر ہو گئے اور کوٹھن بن گئی ہیں
 ریل گاڑی اور اعلیٰ نشان بھان بنایا گیا ہے اور آٹنی شرک ایکے پاس جاری ہے ریل گاڑی جو لاہور سے ملتان
 کو اور ملتان سے لاہور کو آتی ہے بھان آکر پھرتی ہے فیاباز اور ورنی غارتین بارکین بھاب اور آبادی رونق
 ہو گئی ہے ہر ایک قوم کے لوگ بھان آکر آباد ہوئے ہیں اور ہوتے چلے جاتے ہیں یہ مقام لاہور سے ایک سو میل
 ملتان کی شرک راوی کے کنارے بر واقع ہے اس میں جنگل بارہ کوسوں تک ہے اور لاکھوں درخت چنڈ کریریلون
 ایک چھڑی چھڑی موجود ہیں صاحب ضلع بھان سے اپنی سٹیشن کے کھری کرتے ہیں پانچ تحصیلیں ایک تحصیل حضور
 یعنی خاص شرکری دوسری تحصیل حجرہ قیسری تحصیل پاک پٹن جو تھیں تحصیل شریا پانچویں تحصیل سیدوالہ جکا ذکر
 رجات واس کے مواضع کے ذکر میں آدھ کاکل مردم شمار ہی اس ضلع کی تین لاکھ آٹھ ہزار دو سو اور پچھلے
 یہ ضلع مقام گوگیر تھا جو لاہور سے اسی میل سمت جنوب مغرب ریامی راوی کے بائیں کنارے آباد ہے -
 ضلع شرکری کی شرق کسٹرف دریامی شلم تہلے غرب کسٹرف حدود ضلع جنگل شمال کسٹرف ضلع لاہور
 ضلع گوجرانوالہ کی حد ہے جنوب ضلع ملتان ملحق ہے سطح زمین ہموار میدانی ہے کوئی بھڑا یا ریگستان نہیں ہے آب
 ہوا معتدل ہے مگر دو تین جنگل اس میں بہت گہرے واقع ہیں ایک ساندل بار کا کچھ حصہ ہے جکا شرکوس
 طول اور چالیس کوس عرض ہے اس جنگل میں ایک ٹھہر بھی دریا سے راوی سے لگا لکھنؤ کا رہی گئی ہے دوسرے
 کھنڈی باب کے حصے جکا دس دس کوس طول اور پانچ پانچ کوس عرض ہوگا اور دریا سے راوی کہیں ضلع کی سرحد ہے
 اور کہیں ضلع کے اندر جاری ہے مالہ ڈیک بھی چند میل تک اس ضلع کی زمین کو سیراب کرتا ہے حد شرقی پر دیکھا
 سلم و بایں شامل ہو کر بستے ہیں دریا سے راوی پر مقام چھ وطنی کشیوں کا قلعہ بنڈا رہتا ہے اور بار لکھنؤ ساڈل
 میں چنڈ کریر وغیرہ جنگلی درخت ایسی کثرت و گنجائش کے ساتھ ہیں کہ اگر انسان اس میں بہول جاری توڑنے
 نہ نکلیں گے سیدوالہ کی زمین اس ضلع میں بہت نر خیر و خوشنما ہوا ہے ہر ایک جنگل میں بنڈا روٹن کا مال جاتا
 اور زرتی ہر کار میں ادا ہوتی ہے قوم کہل مسلمان و دونوں کثرت آباد ہیں اور ڈری و کھری بہت کم قوم
 کہل و ٹو پھلے عموماً جو رہی کرتے تھے مگر اب عموماً زمیندار ہیں جنگجوئی و فساد میں اپنا بانی نہیں کرتے نہ ضلع
 تجارت و غنیمت و غلہ گندم کی بہت ہوتی ہے باغات و میوہ دار درختوں کا کہیں نام و نشان نہیں آتا
 درخت اس علاقہ میں ہوتا ہی نہیں لکھنؤ سے سوہیلون جو جنگلی میوہ ہوتا ہے بنڈا روٹن سے شوق ہے
 کہاتے ہیں بلکہ ماہ فی میں تو تمام بنڈا روٹن کی خوراک رہی چل ہوتا ہے گدہ سے کی سوا دی اس ضلع میں

راج پتھورت مردہ ہندوستان و سپر سوار ہوتے ہیں اور علاقہ گہنی میں جو اس ضلع کے متعلق ہے یہ بھی ایک عام رسم ہے کہ جب تک عورت کی شادی نہ ہو جائے بحالت دوشیزکی وہ بعد یا خانہ پھر کر رہتی ہیں اور جب عورت بچپن یا تین سالی ہو جائی اور اس کی شادی نہیں کرتی اور شادی شدہ عورت تو تین بھی ایک عجیب دستور ہے کہ جب وہ یا خانہ پھرتی جاتی ہے سو اس کا ہاتھ لچاتی ہے جب تک یا خانہ پھرتی رہتی ہے تو انت صاف کرتی رہتی ہے جب رزم ہوتی ہے سو اس کو پہنک دیتی ہے اور عورت و مرد مثلاً تہہ بند ہوتے ہیں یا جامہ برامی نام نہیں ہوتا **پاک پٹن** دو آبہ باری ضلع شگرہ کے متعلق دریائے گہارا کے دہنے کنارے سے بھاگل پور سے پہلے یہ شہر قصبہ آباد ہے آبادی اس کی بھت پرانی ہے اور اصلی بانی اس کا راجہ ابو دہن تھا جس نے یہ قصبہ آباد کر کے اپنے نام سے موسوم کیا اسکندر اعظم کے حملے کے وقت اس کی آبادی بڑی اوج پر تھی بلکہ اس نے پنجاب فتح کر کے اپنی ماؤ کا رکیو اس کے بیٹے چند مینا سنگھ بن ہوئے تھے مگر اب تک وہ نکات ان بھی باقی نہیں رہے۔ چٹی سدی ہجری کے ابتدا میں جب خواجہ فرید الدین گنج شکر حشتی شہر انسی سے آئے تو ان کی ہدایت سے یہاں کے رہنویہ اے مسلمان ہو اور نام اس کا ابو دہن سے بدل کر پاک پٹن شہر ہو گیا مقبرہ حضرت کا بھان موجود ہے اور شان اسلام کے وقت سے یہ قصبہ در اسکے گرد و نواح کے دیوہات روضہ کے سجادہ نشین کی جاگیر میں ملی آتی تھی اور بھاؤ اختیار ہو دیکھان حکومت کرتا تھا جب اسلامیت ضعیف ہو گئی اور سکھوں نے بجا سجادہ و دیگر گرانگری شروع کی تو میرانگہ کی نے بھڑ وال سے آکر اس قصبہ پر حملہ کیا اور وقت شیخ سبھان سجادہ نشین تھے اور خون نے جانے اسوا کے ساتھ اس کا کتا بکیر لکھن میں ایک سخت لڑائی ہو کر میرانگہ مارا گیا شیخ سبھان بظفر و منصور رہے پھر بھی کسی مرتبہ سکھ حملہ کر کے یہاں آئے رہے مگر جو اب ترکی تہر کی پاتے رہے آخر بید سخت سنگہ تمام پنجاب پر تسلط ہو گیا تو اس نے براہ کلمت و چالو پسی و فریب اپنا عقیدت جلا کر سجادہ نشین کو اپنے پاس بلا کر نظر بند رکھا اور تمام متعلقہ علاقہ پر اپنا انتظام کر لیا اور سرور سے کل علاقہ متعلقہ فرار کا سبھی حکومت میں لگیا اب زیر حکومت انگریزی ہے برہمن و زبائین حرم کو بھان بڑا سید ہوتا ہے اور ہشتی دروازہ جو حضرت کے روضہ کے دروازہ ہے اس کے ایک دروازہ ہے اسی دروازہ کا یہ قصبہ کہ گادھ کا مقام ہے تحصیلدار باحتی ضلع شگرہ کے یہاں مال کا کام دیتا ہے آبادی قصبہ کی ایک بلندی کے اوپر اور احاطہ فرار کا پستی میں سہ عمارت قصبہ کی بہت خوشنماختہ و خام علی ہوئی اور بازار پر تجارت و آبادی ہے ایسے سا ہو کار مالدار یہاں سا ہو کار و تجارت کرتے ہیں جمع ہر گنہ کی تھینا پچاس ہزار روپیہ ہے اور گانو متعلقہ تحصیل کے تین سو دس میں ہزار ارستہ دریا بایا کا جو خشک پڑا ہوا ہے اس پر گنہ میں واقع ہے وہیں دھان خند و کریر و گاس بھتا ہوتی ہے خاص پاک پٹن میں پارچہ قسم لوگی جو تھی اچھا بنا جاتا ہے اور خراط کا کام چوپا خراطی لوگ بھت تھے رعمہ

کرتے ہیں کھلوانے لگدی کے اور جتنے چڑے کے چیر پیل کا کام کیا ہوتا ہے پاک مین کا صفہ دور دور تک جا پہنچا
 چلے ہیں سرپوش دار بھائی عہدہ بنتے ہیں **دیپال پور** دوا بہ باری ضلع منٹگری کے متعلق یہ قبضہ دور کا
 گہارا کے دہنے کنارے سے بفاصلہ اکسین پل آباد ہے آبادی اسکی بھت پرانی ہے پھل پھل راجہ دیپال پور
 راجہ جو دہن کے بھائی نے اسکو آباد کیا عہداری شاہان اسلام میں پھر بڑا شہر اور حاکم نشین بن گیا صوبہ بادشاہی
 بھان بھان تھا اور محاصل اس صوبہ کا تیس لاکھ تینتیس ہزار تین سو تین روپیہ سالانہ خوشای خزانہ میں داخل ہوتا
 سکھوں کی برہمہ گردی کے وقت اس شہر کو سکھوں نے کئی بار دل کھول کھول کر لوٹا اور ویران کر دیا اس
 آبادی کا نشان باقی بچھوڑا آخر جب بخت نگہ کے وقت کچھ صورت اس کی نمودار ہوئی تو بھاسکے اور لے ہو کر
 لوگ بھڑاس میں آکر آباد ہوئے اور مختصر سی سی آبادی قائم ہوئی پرانے عمارات کے کھنڈرات اس کا مسجود
 میں بادشاہوں کے وقت ایک بھائی معبوط قلعہ اسی رجوں کا بھان ہوا گیا تھا اب کی آبادی میں کتنی
 بخت رہتی ہیں اور ایک مندر لالہ سید کا بھان بنا ہوا ہے بھان کہتری قوم کہندہ دور دورے کے اگر بھان
 اور داتے ہیں **شیر گڑھ** دوا بہ باری ضلع منٹگری کے متعلق یہ قبضہ بڑا آباد مکان ہے شیخ داؤد
 کرمانی قادری کا روضہ بھان بنا ہوا ہے جنکا علیحدہ ذکر تحریر ہوگا اس قبضہ کی بنیاد پچھلے سید شیر شاہ قادری
 جو شیخ داؤد کے پیر بھائی تھے اور روضہ اوکا ملتان کی نوام میں ایک مشہور روضہ ہے یہاں اور آباد
 کر کے اپنے نام سے نام اسکا شیر گڑھ رکھا مندر مسلمان پیرزادے بھان بھت رہتی ہیں آبادی بارہ ون
 بازار تجارت ہی برہمن و شیخ داؤد کے مزار پر بڑا بھاری سیلہ ہوتا ہے **شاہ محمد مصطفیٰ**
محکم الدین دوا بہ باری ضلع منٹگری کے متعلق یہ بھی ایک مشہور اور نامی قبضہ ہے سال نو سو تیرہ
 ہجری میں اول بنیاد اس قبضہ کی سید بھاول شیر گیلانی قادری نے قائم کی اور صرف اپنی رشتہ کا جوہر بھلا
 بنوایا اس کے وقت بھت مختصر آبادی ہوئی سن بعد سید محمد مصطفیٰ محکم الدین اوکے پوتے نے اسکی آبادی بڑ
 بھت کوشش کی اور اوکھان کے نام سے اس قبضہ نے شہرت پائی شاہان اسلام کے وقت بڑی بھاری جاگیر
 اس خاندان کی سجادہ نشینوں کے واسطے مقرر تھی اور وہ اپنے علاقہ میں با اختیار حکومت کرتے تھے جن کا
 کی حکومت کا وقت آیا تو صاحب شہر بیدی کی سید سردار علی سجادہ نشین کے ساتھ سخت عداوت ہو گئی اور
 کئی مرتبہ جا آکر جبرے کو غارت کرے اور ریاست سیدوں کی چھین لے مگر چند مدت تک سید سردار علی نے اوکے
 بھت سار ویدر شوت کا دیکر پائے رکھا آخر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور براہ نصیب نزاع جو اسکو
 اسلامیہ فرقہ کے ساتھ دل میں شکن تھا مستعد برہادی اس خاندان کے ہو اسید سردار علی نے جو یہ خبر پائی
 تو اپنی فوج دشان سب بھان چور کر جریدہ اوکے پاس چلے گئے کہ کی طرح اسکو اس ارادہ سے ہٹائیں اور

اسی طرح وہاں سے اوس سے پیش آئیں مگر صاحب سنگھ نے جانتے ہی حضرت کو قید کر لیا اور اشد مریدوں کے
 پیچھے بھاگا اور اس قلعہ پر جہاں حضرت قید تھے پوشیدہ حملہ کیا اور جاہاں گسیطیج حضرت کو دھانچے زنا کر لائے اور
 ایک لوار کو پوشیدہ قلعہ میں پھینک کر پھر باہر کٹوا دیں گزرتے وقت جب قیدیوں کو دیوار سے نکالنے لگو تو او
 سب دانت دیوار سے کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر حضرت کے آنے کی نوبت پہنچی تو قلعہ والوں کو خبر ہو گئی اور حضرت سے
 اور دو رفیقوں کے گھر سے گئے اور صاحب سنگھ کے حکم سے انہوں نے جام شہادت نوش کیا اور کئی شہید ہوئے
 کے بعد صاحب سنگھ نے کل علاقہ ضبط کر لیا اور شہر غارت کیا ہندو پھیلے اب سید مراد علی کے صاحبزادے
 سید مراد علی بھان بھٹے ہیں اس قبضہ میں سلطان بھٹے اور ہندو کم رتوں میں پیرزادی محمد شاہ مقیم اور بہادر
 کی اولاد بھی کثرت سے آباد ہے شہر کی عمارت تختہ بازار بارہ ونق تجارت کا بازار گرم رہتا ہے تحصیل حجرہ کے
 علاقہ کے اندر تین نالہ دریا سے سلیم کے جاری ہیں ایک نالہ خانوہ جسکو نواب خاں خاں نے بعد اکبر بادشاہ
 کو دیا تھا دوسرے نالہ سوٹاگ نو مشیرے سوٹاگ کہنے سے اس کے ایک ورنالہ بودہ نام زمین کی سیر
 کرتا ہے علاقہ اوسجا ہے پانی چائیات کا جس سے چائیں اٹھ کر نکلتا ہے **چوہا** قبضہ دواہ باری
 ضلع شگرہ کے متعلق دریا سے راوی کے بائیں کنارے سے لاہور سے جنوب مغرب کی سمت کو فاصلہ سا ہے
 میل آباد ہے چھانہ پولیس کا ملتان کی شکر کی حفاظت کے لئے رہتا ہے اور آبادی قبضہ کی بارہ ونق و خوشا
 گز کل پرانہ بازار اس کے گرد ہے بھٹ بھاری ہے **چیمہ** باری دواہ کے قبضوں میں ہے
 ایک مشہور قبضہ دریا سے راوی کے بائیں کنارے ملتان سے بہتریل شمال مشرق کی طرف آباد ہے شکر کی
 ریل گاڑی کی اس کے پاس گزرتی ہوئی ملتان کو جاتی ہے اور پراوریل کا اس کے پاس بنا ہوا ہے ہتھام
 کشیون کاہل دریا سے راوی پر ہندو رہتا ہے **چیمہ** قبضہ باری دواہ پنجاب میں دہری کنارے
 دریا سے گہرا اس کے ملتان سے فاصلہ پنجہ میل راستہ ضلع شگرہ کے آباد ہے اس کے متصل قبضہ گوگیر بھی ایک
 رونق کا مقام ہے جہاں پہلے ضلع قضا اور اب دہان سے ضلع برہاست ہو کر ساہی وال مشہور شگرہ کے
 مقام ہرگا اعمارت فقہور کی خام اور رہنے والے مسلمان **ٹریہ** باری دواہ کے علاقہ میں
 یہ ایک قبضہ بائیں کنارے راوی کے عین پرانہ اور جگل کے اندر آباد ہے اس کے پاس اکثر پرانے عمارت کے
 نشان بھی نظر آتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نامہ میں بھیہڑ آباد مکان ہو گا اگر یہی موزوں کا
 قول ہے کہ بھیل بھان سنگھ کی قوم رہتی تھی اور اسی مقام پر تھا بلکہ سکندر اعظم کا ہند کے راجوں سے ہوا تھا
 اب آبادی سبکی خام و مختصر اور شکر ریل گاڑی کی اس کے پاس ہو کر ملتان کو جاتی ہے تختہ مکانات بھی اکثر بھیا
 رہتے ہوئے ہیں تحصیلہ راستہ ضلع شگرہ کے بھیاں تحصیل کا کام دیتا ہے تحصیل ٹریہ کے علاقہ میں اکثر

آبادی دریائے گھاگڑی کے کنارے بہت ہی باقی علاقہ جنگل بہت ہی اور آبادی کم اور باقی
منہ قوم اور درے و کانہ و دہنی والے گھسلا و کھل بکثرت ہیں بیشہ انکا اول علی العموم چوری تھا اب پتھر
کچھ کمی ہو گئی ہے سچی اس علاقہ میں بہت بلتی ہے پیدائش گندم نخود روئی کی ہوتی ہے نیشکر کا نام نشان
بھین جمع تحصیل کی اونتالیس ہزار تھینا ہے سولہ ہزار البیہ آدنی زر ترنی گھاس اور زر قیمت لکڑی جنگل
کی سرکار کو وصول ہوتی ہے مقام تحصیل کاٹھریہ کی آبادی سے نزدیک ہے **جولہ** باری دریا کے مشرق میں
ایک قصبہ دریائے گھاگڑی کے دہریہ کنارے سے دس میل اور لاہور سے نو میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے
ملتان یہ شہر بہت مشہور اور پرانی عمارت کا پنجاب کے شہروں میں سے ہے آبادی سکی دریا
چائے کنارے ایک بندر کے اور جو پرانے عمارتوں کے مسماری سے بنا ہوئے واقع ہے چونکہ اسکی آبادی کو
ہزاروں برس گزر چکے ہیں کچھ دریافت نہیں ہو سکا کہ آیا کسی نے پہلے چل اسکی آبادی کی اتنی بات شک
نہایت ہوتی ہے کہ ہندو راجوں کے وقت وقت بوقت یہ شہر اجڑا اور آباد ہوتا رہا اور نام بھی اسکے باقیام
مختلف بدلتی رہی اسے تو ان نام اسکا ملتان ہے ہندوؤں کا تو لکھنا نام اس شہر کا ہر ناکش نگری تھا
اور دھری ہر ناکش اسکا کراچہ تھا جب ہر ناکش نے خدا پرستی چھوڑ کر خود پرستی اختیار کی اور تمام رعایا کو اپنی
پرستش کے واسطے بدلتی کی اور پھلا دہر ناکش کے بیٹے نے برخلاف اپنی باپ کے جو لوگوں کو خدا پرستی کی تعلیم
دی تو ہر ناکش اسکے مارنے پر آمادہ ہوا تو بھگوان کو ایسے خود پرست کو مارنا منظور ہوا اور نرسنگہ اوتاری
نکل کر بھگوان اسکے گھر کے ستون سے ظاہر ہوئی اور بخون اسکے سینہ کو بھار ڈالا اس واقعہ کے بعد اس
کا نام نرسنگہ پوری مقرر ہوا بعد ازاں جب پرہلا دہر ناکش کے بیٹے کی سلطنت فرزند کی پوری اوسنی اس شہر کا
نام پرہلا دہری رکھ دیا اوس سے بھی مختلف وقتوں میں شہر پور و بگ پور و اہرمن پور بھی مقرر ہوئے آخر
نام اسکا ملتان ہو گیا یہ نام اسکا بھی کوئی آجکا نام نہیں ہے بلکہ چند نوں میں سکندر اعظم نے اسکو فتح کیا تھا
تب بھی اسکا نام ملتان ہی تھا بعضی تاریخوں میں یہ بھی درج ہے کہ اصل نام اس شہر کا مالی تھا یعنی مالی کا مقام
ہے اور مالی نام ایک ایسے شخص کا تھا جسے اسکا نام مالی تھا اور اوسنی راجہ کی حکومت کے وقت سکندر نے
حلا آور ہوا اور فتح پائی تھی دین اسلام کے شیعہ کے بعد بعد خلافت خلفہ و کید محمد فاسم عرب حسب حکم حجاج بن یوسف
حاکم خراسان کی کامل فتح ہمارے دیوچان ہندہ کو فتح کرتا ہوا ملتان آیا اور تھوڑی سی توجہ میں اوسنی شہر اور
علاقہ ملتان کا لے لیا اور اسکو دارالریاست بنا کر رہو لگا اسکے بعد غزنوی سلطنت کی ابتدا تک مختلف مملداران
ملتان میں ہوتے رہے جن میں اکثر عداوت اسلام تھے پھر سلطان محمود غزنوی نے اس پر قبضہ پایا اور مدت تک اسی
خانہ دار کے زیر حکم رہا اوس کے بعد مختلف وقتوں میں فوج چنگیزی و مغلیہ نے اسکو کئی دفعہ لوٹا امیر تیمور کے پوتے

پھر پھر خان جہانگیر نے بھی جہاںگیر سے تاج کی تخت لٹا دی تھی پھر جب لکھنؤ کی سلطنت کی تخت آئی تو اول یہ شہر
 جو آباد ہوا پھر مرزا شاہ حسین حاکم ہندوستان کے حکم سے اس شہر کا محاصرہ کیا اور شہر کو آگ لگا کر کھڑکھڑ
 اسکی آبادی کی امید نہ رہی مگر انگریزوں نے پھر پھر اس شہر کو آباد کیا اور شاہجہان نے
 جب یہ شہر شہزادہ عالمگیر کے حاکم میں دیا تو اس نے بھی اسکی آبادی کے طرف تھابت رہا تو پھر اسکی آخر جب
 اس کی سلطنت نے نصف ناکر انو ملتان کا ناظم کا بل کی سلطنت کے طرف سے مقرر تھا اور سپر سکون کے تحت مرتبہ حمل
 کیے تاکہ اس مرتبہ قابض ہو گئے مگر قبضہ قائم نہ رہا پھر رنجیت سنگھ نے اپنی فوج کے وقت چار مرتبہ چار مرتبہ ملتان پر
 کیوں کہ آخر میں جس وقت پچیس ہزار فوج اسکی ملتان پہنچے اور نو اب ملتان کا تین ہزار شاہجہان کے ساتھ
 دست تکڑا کر آیا تو اس نے شہر کو آگ لگا کر کھڑکھڑ کیا اور شاہجہان کے شہر و انون
 پر اسے گو دہر بیان بھی نہ چھوڑا اور تمام شہر کو دہرا کر دیا رنجیت سنگھ نے بعد حال شہر کو جمع کرنے
 کے واسطے فوج کو حکم دیا تو چالیس لاکھ روپیہ کا نقد و جس میں ہو اگر سکھوں کے غارت شدہ مال سے نصف بھی
 نہیں دیا تھا اگرچہ اس میں رنجیت سنگھ فوج کا تاج تھا لیکن تین ہزار شاہجہان ہی ایسی بھادری اور شجاعت
 کے ساتھ لڑے کہ اسکی فوج پچیس ہزار میں سے اور پچیس ہزار دہرا کر دیا اور پچیس ہزار دہرا کر دیا
 دیوان ساون مل لاہور کے دربار سے ملتان کا ناظم قرار پایا تو اس نے ملتان بھر پایا اور ایسی نرمی و رعیت کے
 ساتھ کہ کسی کو آج تک لوگ اسکو غیر کے ساتھ یاد کرتے ہیں وہ مرگیا تو اسکا بیٹا سواراج اسکی قائم مقام ہوا اور
 دلیپ سنگھ کی آخری سلطنت کے وقت بغاوت اختیار کی انون صاحب نگر و سرور کا منہ سنگھان کو مار ڈالا
 اس واسطے فوج سرکار لاہور و فوج انگریزی اسکی مراد دی کے واسطے امور ہوئی کہی جسے ملک ملتان کا محاصرہ
 رہا اور لڑائیاں بے دریغ ہوتی رہیں اس واسطے دوبارہ شہر ڈھیر کیا اور لوگ شہر سے نکال کر بھاگ گئے اب بعد
 سمرانی سلطنت لاہور کے جب شاہجہان انگریز حاکم ہوئے ہیں دہر دہرا اسکی آبادی ترقی رہی ہے جس کا
 دہر دہر کی شہر شاہجہان پھر کر کے ملتان کی کشمیری کے متعلق چار ضلع ملتان و منٹا گدی و جنگ و منظر گدہ
 اور ضلع ملتان کے ماتحت پانچ تحصیلیں خاص ملتان سر اسے سد ہو شجاع آباد و دہران و سیلی میں بڑے بڑے
 مکانات سرکاری کوٹھیں و بارکین و چاونی اور میل کاٹرا و جہان تعمیر ہوئے ہیں اور سرکاری فوج کے
 رہنے کے لیے دہر دہرا آبادی میں ترقی ہوتی جاتی ہے ملتان میں بڑے بڑے کارخانے ہر ایک قسم کے
 جاری ہیں اور پچیس کھیر انگلی کہیں شال سوئی و ادنی قاتین بھٹ تھہ دارائی خوب و دریشم کے درمی و چار
 اور پارچات مکن و کشیدہ و مقس منی جاتی ہے چھٹ بھی ہر ایک ملک کی جہان رنگتوں میں ملک و لاتی ہو
 اسے سے چھل تمام پنجاب میں ملتان کی ہی چھٹ اسرا لوگ پہنچتے تھے کلاتون و کار چوبی کا کام یہاں بہت

تھوہو تھوہو سا ہو گا رٹے بڑی مالدار و تجارتی بازار یہاں تجارت کا کام بڑی کثرت کے ساتھ کرتے ہیں
 حکام مال دہلیہ دھانی جہازوں کے بھی دکر اپنی بندر وغیرہ دور دور کے ملکوں سے آتا ہے اور پھر دہلیہ
 ریل کے لاہور اور شہر دہندوستان کو پہنچاتا ہے اور کچھ دریا کے راستہ پٹاورد کا بل وغیرہ کو روانہ ہوتا ہے
 بسنٹا رہی ہونے ریل اور دھانی جہازوں کے اس شہر کو اب گویا تمام عرب و ہندی وستان کی تجارت کی ٹنگ
 کہنا چاہیے طرح طرح کا سفر اسل مشر و پیشہ و سوداگر اس شہر میں آکر اترتا ہے جسے ہزاروں طرح کے فائدہ
 شہر والے اٹھاتے ہیں۔ ملتان کا قلعہ بھت سختہ و خوش قطع و قدیمی ایک ٹیلے کے اوپر بنا ہوا ہے کوئی منکر کا
 تھا جسکی پائش شمال مغرب کے طرف کو چھ سو گز ہوئی دیوار اس کے باہر سے بھارت سختہ و پائش فیٹ ملند
 اور اندر کے طرف سے چھ فیٹ تھی تیس اس کے پنج تھے اور چاروں طرف سختہ خندق عمیق کہدی ہوئی تھے
 سورج کی لڑائی کے وقت تو پون کے گولوں سے بھلی دیوار میں قلعہ کی بھت سی گرگین تیر خند چھوڑ دیتا تھا
 کے قلعہ پر چھ صدیہ آنا کہ دریا سے چارے اس قدر طیفانی ہوئی کہ پانی قلعہ کے خندق میں بھر گیا اور خندق کے
 اندر اندر وہ پانی قلعہ کی دیواروں کی بنیاد اور تہہ خانوں میں داخل ہو گیا اور یہ تاشر کا کہ خندق کھنڈ کے
 درمیان میں ایک طرح کے بڑی دیوار سے بچوں اور پٹیاؤں کے گر پڑے اور توپیں جو بچوں کے اوپر پڑ گئے
 ہوئی تھیں نیچے آ پڑیں دوسرے روز دوسری طرف کی دیوار بھی اسی طرح مسمار ہو گئی اور کل مکانات قلعہ
 کے اندر کے پانی کے دخل سے خراب و مسمار ہو گئے ہر چند حکام نے اسکی بچانے میں کوشش کیں مگر پانی کی
 ایسی تیر ہوئی کہ انسانی طاقت کی وہاں پشیرفت نہجی اس مسماری کے بعد اگر وہ دہلی کے مفسدہ کے وقت کچھ
 مضبوطی و درست قلعہ کی کی گئی مگر وہاں کہاں اب سرکار کے اسکے بنانے میں بھت توجہ ہے۔ پاس کا ملک ملتان کا
 چار کے بانی کے طیفانی سے سیراب ہوتا ہے سو جات و نباتات و غلہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے عمدہ عمدہ قسم کے کھجور
 اور آٹے آنا و دسترہ پیدا ہوتے ہیں جہاں کے کھجور کی دوردورت تک تجارت ہوتی ہے آٹے بھی بطور شغف و
 تجارت ملکوں میں پہنچاتا ہے سچی جہاں کثرت سے بنائی جاتی ہے آٹھی و عیار گرمیوں میں جہاں بھت ہوتی
 ہے اور گرمی ایسی سخت پڑتی ہے کہ انسان کہرا جاتا ہے پیردن اور بزرگوں کے قبریں جہاں گلی گلی کوہ کوچہ
 بازار بازار میں ہیں بڑے مقبروں میں سے ایک مقبرہ توشیح بھاؤ الدین ملتان کی بھروردی قریشی اسدی کا قلعہ کے
 اندر ہے دوسرا و ضہ شاہ رکن الدین ابو الفتح اوٹکی پوٹے کا قلعہ کے باہر ہے انکا خاندان بڑا مہتر ہے اور وہ
 دورت تک ملکوں میں انکر مرید ہیں انکی اولاد قریشی تاشمی کہلاتی ہے بلکہ احقر غلام سرور جامع اور اقی بھی اس خاندان
 کے سلسلہ میں ہے شہر شیراز ضہ شاہ شمس الدین ترویزی کا بھی مشہور و معروف ہے علاوہ انکر اور روضہ بھی
 ہیں شہر کے باہر کھجوروں اور آٹوں کے باغ بھی اکثر ہیں سب باغوں سے نواب ظفر خان کے باغ میں رونق پاتا ہے

[illegible]

ایک گانہ سے گلے چورادین تو اپنی مٹہہ براؤٹھا کر صبح ہوتے پچاس کوس نکل جاتے ہیں اور گانہ کا قدم
 زمین پر لگ کر پھین دیتے اور بعض مویشی کا سر اٹھ باڑ میں ہی گم کر دیتے ہیں اور اگر کسی کو بھی کسی سے پکڑی بھی
 جاوے تو اور گانہ ڈالے روپیہ پیسہ گواہی شہادت کی بددیکھتی الامکان جوڑ کو قید ہونے پھین دیتی یاڑ کے
 لوگ تاج گم کھاتی اور وہ بہت ہتی ہیں عورتیں انکی بھی طویل القامت جسم مست کش زور آور ہیں ہر ایک کام میں
 مرد کے بد کرتے ہیں زنا و بدکاری کم اور عورات میں وفاداری زیادہ تر ہے کہل دلو کاٹھا مٹھا وغیرہ
 بہت تو میں بارہن ہتی ہیں اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت یہ تو میں خود مختار ہو گئی تھیں سخت سنگ کی وقت
 کچھ تھمد اور کچھ مطیع رہے اور زرا لہ سو اسی فوج کی ماموری کے وصول پھین ہوتا تھا اب انگریزی اقبال کا حال
 ہے کہ تمام مطیع و منفاد ہو گئے کوئی تھمد و منفد و شریر باقی نہ رہا پہلی کے مفدہ کے وقت انہوں نے بھی موقع
 پا کر سخت فساد برپا کیا مگر سرکار نے فی الفور انکا انتظام کیا اور ایسا یہ سخت سزا میں دیں کہ آئندہ نہایت
 ہو گئے مفصل ذکر اس شورش کا حکام کے حصہ میں آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ فرما دیا **ابا** وہ ایک قبیلہ دریا کے
 کے رہنے گارے رسید والہ سے ڈیڈہ کوس کے فاصلے پر آباد ہے ہٹی راجپوت اس میں زندگی کر رہے ہیں جلی ہل
 محترم خان پٹی نے اسکو فرید خان اپنے بیٹے کے نام آباد کیا اور وقت ایکزار گہرا اور ڈیڈہ سود و کان
 آباد ہو گئی تھی قدیمی عمارت اسکی سب سچہ اور نیلی عمارت تو میں سے کچھ سچہ اور کچھ فام اور گھرخس پوش میں فصیل
 میں بھان کچھ سب اٹھیں ہوتا شام دگا بر وغیرہ بہت بوے جاتے ہیں اور وہی سردی کے موسم میں وہ خود
 کھاتے اور مویشی کو جراتے ہیں ایکے پاس ایک گز دریا کا ہے جو فرید آباد کا گزر کھاتا ہے ۔ ۔ ۔

جہنگ سیال رجناب داک کے سرزمین میں یہ ایک شہر و آبادی قدیمی شہر ہے صاحب ضلع ماتحت
 صاحب کشمیر تان کے اپنی سٹیشن کے ساتھ بھان ضلع کا کام دیتے ہیں میں تحصیل جہنگ جنوبی شہر کوٹ
 اس سے علاقہ کہتے ہیں اس ضلع میں جنگل بارہ ریگستان بہت ہی خاص شہر جہنگ کا صدر مقام ہے اسکی آبادی
 کے باب میں منفی خیر الدین کے کتاب میں لکھا ہے کہ آبادی اس شہر کی بہت بڑی ہے بھلی محل بنیادی اسکی ایک
 شخص لعل ناتھ جوگی نے رکھی اور سب کثرت در خون کے نام اسکا جنگلی قرار پایا کیونکہ پنجابی زبان میں جنگلی اسکا کہہ
 کہتے ہیں جھان بھیت سے درخت ہوں جو کہ جوگی ایک آدمی ریاست کش صاحب برکت تھا اسکی خدمت میں
 اعتقاد مند لوگ جو حق حاضر ہونے لگے اور بھیا آبادی تھوڑے ہی عرصہ میں آباد ہو گئی اس کے پچھلے
 قوم سیال بھیاں اگر آباد ہوئے اور بھیاں خاص لکیت اوکی قرار پایا تو جہنگ کے ساتھ سیال ملکہ نام اسکا جنگ
 شہر ہو گیا اصلی حال اس قوم کے اس کے اس طرح دیر تو اس جہنگ سے کہ اول بزرگ اس قوم کا نام سیال نامی
 شکر کا بیٹا قوم راجپوت بنوا شہر جو بنور میں تھا مگر بعد ساداتان علا الدین محمدی اس کا فائدہ اس جہنگ

ہوئی اور قتل و خون کے نوبت ہوئی ہوا سے چند کس مثل راہی سیال و کھل و چدر و ٹوانہ و کھیر و غیرہ
 راجپوت جنگی اولاد اب بھی دیکھیں گے نام سے موسوم ہوئے پنجاب میں آئے اور قہر سلطانی و خونوں کے موافق
 ڈر کر اس ویرانے میں آجیے اور رفتہ رفتہ مسلمان ہوئے گئے۔ راہی سیال نے انہیں سے حضور خواجہ فرید
 گنج شکر جتنی حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور مرید بنا حضور نے اسکو بھی اسی دیرانہ میں ہندی کا حکم دیا اور شہ
 دی کہ شیری اولاد اس ملک میں بھت عزت اور رفور کے ساتھ ہوگی اور نام ترا قیامت تک قائم رہے گا اور
 راہی سیال کوٹ سے اس ملک میں آیا اور سہمی بھاو خان ایک معزز زبڈ آری کے سات سو اگ سے شادی کی جو سیال
 میں تھا تھا اس عورت کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے ایک بھرمی دوسرا کوہلی شہراہنی خیاں بھرمی
 کی اولاد قوم بھرمی اور کوہلی کی اولاد قوم کوہلی اور بھنی کی اولاد قوم بھنی اس ملک میں کثرت کے ساتھ ہے
 بھرمی کی اولاد زمیندار اور کوہلی کی اولاد حاکم و امیر و جاگیردار اور بھنی کی اولاد چور و غارت گر ہوتے
 پھر بھرمی کے چھ لڑکے ہوئے اچھرا پتھر اچھرا نہ چیر نہ ڈنڈا کوہلی انہیں جبر نہ لادہ مرا اور باقی کی اولاد
 ہوئی جو انھیں گن تون سے اب بکارتی جاتے ہیں کوہلی دوسری لڑکے کے تین لڑکے ہوئے بھویتی اسروہنی
 انہیں سہر اولاد بھراہنی کے چار لڑکے ہوئے موکو سنجو لکھنویا نہ ہو انہیں سے صرف موکو صاحب اولاد ہو اسی طرح
 یہ قوم بڑھتی بڑھتی بٹیار و بے تعداد ہو گئی اور ہر ایک قوم مثل جیلاد بھرمی و چھرا و سیال و موکو و بھرمی و
 و گہنا نہ وغیرہ بٹیار و بے تعداد قومیں اپنے اپنے نبرہ گون کے نام سے موسوم ہیں اور اس قوم میں بھلا سہر و
 بعد تیسری ریاست قوم نول کے مل خان مقرر ہوا بھرمی دولت خان بھرمی غازی خان و جلال خان و رشید خان و فیروز
 و کبیر خان و جہان خان خان و غازی خان ثانی و سلطان محمود خان و بھل خان و محرم خان و ولی داد خان
 و کھوئی خان بانی قصبہ کھو اور شاہ میر خان و غنایت اللہ خان و سلطان محمود خان ثانی و صاحب خان احمد خان
 نوبت نوبت قوم سیال وغیرہ حاکم مقرر ہوتے رہے اس عرصہ میں کبھی بھرمی حاکم یا اختیار اور کبھی مطیع صوبہ
 یا تھان کے جو خیرین نہیں احمد خان کی وقت بھرمی ریاست بڑی اور بیا اختیار تھی اسی کے وقت میں جگہ بخت سنگہ جہنگ پڑوا
 و قیقین میں جنگ ہو کر احمد خان تھان کو ہلاک کیا اور بخت سنگہ گل پڑوا بھل ہو گیا بخت سنگہ کی لاہور ہو گئی سی احمد خان نے
 بھرمی لڑکش کی اور بخت سنگہ کے کار واز اٹھا دی اس واسطے دوبارہ فوج کی ماموری ہوئی اور بخت سنگہ کا
 دخل قرار واقعی ہو کر احمد خان بھرمی ہو گیا اور دو سال تک قید میں رہا اور قصبہ میر و دال مالیت بارہ
 رہا بکرا گیا قیدی سے رہا ہوا اور تین روپیہ کو پیہ نقد بھی قرار پائی احمد خان کے مرنے کے بعد غنایت خان
 احمد خان کے پھلے اٹھا رہا ہزار اور بھرمی بارہ ہزار و جبہ کی جاگیر اپنی مگر جن دنوں میں کہ سائنٹل ناظم ملتان
 اور راجہ کلاب سنگہ کی فوج کا اس میں مکرار ہو گیا تو غنایت خان اس میں مکرہ میں نہ دق کی گولی سہارا لگا اور

اسا عیال خان احمد خان کے دربار سے بیٹے کا روزانہ صرف پچیس روپیہ قرار پایا پھر مولراج ناظم ملتان کے بھائی
 کیونکہ اس نے سرکار انگریزی کے فتح جنگ جنوب میں خدمات لائے کہیں اور رسالہ اری کا عہدہ پایا اب وہ پٹنہ
 ایک ہزار نو سو روپے نقد سالانہ کا ہے۔ شہر جنگ کئی مرتبہ آجرا اور آباد ہوا ہے ایک مرتبہ آنا وہی اسکی ملتان
 سیال میں نیکی تھی اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب جوہر سیال شہر میں سیالوں کا مرکز بنا تو اسکی قائم مقام ملتان
 اسکا بیٹا رہا اور وہیں دربار سے آکر کرناٹک کے شہر کے آکر رہا اور پھر شہر شاہ مداری کے
 جہان پور آبادی کے کوٹہ رات شہر کو آباد کیا مگر وہ آبادی بھی دربار سے ہو گئی اور علامتیں اسکی
 ویرانی کے اب تک موجود ہیں اور یہ شہر جو وہ حال شاہ مداری کے مقبرہ کے شرق کے طرف اس آبادی
 کے دربار سے ہے لہذا آبادی اور چاروں طرف اس کے کچھ شہر شاہ و دکانیں شہر میں ہوئی ہیں گہروں کی گڑھا
 کچھ عام اور کچھ سخت ہے سکھوں نے وہ مرتبہ اسکو خوب لوٹا اور ویران کر دیا مگر پھر آباد ہو گیا دربار سے چنانچہ طرف
 شہر میں پھیلان ڈیڑھ کوس اور ادھی جنوب کے سمت کو پھیلان سے بقا صلیہ پٹنہ کوس پر پٹی ہے زر اعلیٰ
 بارانی وسیلہ وہ جا ہی ہوئے ہیں خرگوزہ و تر بوڑھہ پیدا ہوا ہے اور جنگ سے کوس کے فاصلے پر وہاں
 جہلم اور جناب باہم ملکر رہتے ہیں دربار کے کنارے کے زمین میں سب طرح کا اناج پیدا ہوا ہے شرق کے طرف
 اسکی وہ جنگل ہے جسکو سانڈر بار بولتے ہیں جو دربار سے ادھی کے کنارے تک برابر چلا جاتا ہے شمالی حد آکر
 کچھ تھام پور کے ضلع اور جنوبی ملتان کے ضلع کے ساتھ ملتی ہے اور ضلع لہ اور اس ضلع کے درمیان ایک گیتانی
 جسکو چھل بولتے ہیں گڑھ وہ میدان سات کوس عرض کا ہے لیکن گیتان اور بے آبی کے سبب دشوار گزار
 ہے کل مردم شماری ضلع جنگ کی دو لاکھ ننانوین ہزار چونتیس چھلے خانہ شماری میں ہو چکی ہے اور جنوبی
 شہر کی مردم شماری میں فی میل کسٹھ آدمی چھتیس میل مردم شماری میں آئی چونکہ یہ شہر مولد و مسکن مقامات
 ہیرا پتھر کی معشوقہ کا ہے اور مقبرہ ہیرا کا بھی جنگ درگیاں کے درمیان فاصلے میں بنا ہوا ہے اسو اسطر
 مختصر حال اور نکات بھی درج ہوتا ہے کہ جوہر میں اعظم قوم سیال کے وقت ایک شخص دہید و نام قوم راہنما
 جو تخت ہرا سے کے رہنے والا تھا اپنی بھالیوں سے ناراض ہو کر جنگ میں آیا اور جوہر کے پاس آکر مویشی چرانے
 پر نوکر ہوا اور ایسی خدمتیں نمایاں کیں کہ جوہر کو اور نوکر دن سے زیادہ تر غریزہ تھا اتفاقاً میان ہیر جوہر
 کی لڑکی کے عورت نوچوان و نکلیا تھی اور وہید و کا آپس میں عشق ہو گیا اور اس کال کو پہونچا کہ دو نوکر ایک نوکر
 کے ویران کے اخیر ایک گڑھ صبر و قرار نہ تھا جب پھر چالکون میں پہل گیا تو ہیر کے والدین نے اسکو ایک
 سید نامہ جو جوہر کے بیٹے کے ساتھ جوہر جنگ پر ضلع مظفر گڑھ میں رہتا تھا مایہ دیا اگرچہ ہیر کا دل تو شہر
 کے طرف مایل و مشتاق تھا اور پھین چاہتی تھی کہ وہ کسی اور کو شوہر بنا دے لیکن باپ کے شرم اور لحاظ سے

ہو رہی دیکھ جانے کے بعد وہ یہ درانجام سخت بقیہ رہا اور نوکری چھوڑ دی شکل میں پھر بار بار پھر لباس کو
 بچھڑا اور بدن پر رکھ کر نگاہ پر چھان پڑھتی ہوئی وہاں جاتے ہی راز فاش ہو گیا اور سید اس کے شوہر نے پھر
 غلاق دیکھ کر سے نکال دیا اور سیر اور رانجام دونوں کو کٹر حکم دیا کہ انکو رگستان بے آب میں جو رنگ پور کے شہر
 کی طرف ہی چھوڑ آؤ سید اس کے نوکر و نئے فی الفور اس حکم کی تعمیل کی بعد ازاں کسی معتبر کتاب سے انکا اصلی
 حال دریافت نہیں ہوتا کہ وہ دونوں کہاں گئے اور میر کی قبر جنگ اور گھمسان کے درمیان کیونکر ہوئی البتہ
 کتابوں میں مثل سردار شہاد وغیرہ جیسے درج ہے کہ رانجام میر کو زنگپور سے لیکر پھر جو جاکے گھر آیا اور میر کی والدہ
 اوسکو اپنے پاس لے کر اپنے کو حکم دیا کہ تو اپنے گھر سے نہ اترے میں جا کر اپنے بھائی بندہ دن کی رات لے آؤ
 کہ پھر ہم اپنی لڑکی کی شادی تیری ساتھ کر کے خدمت کریں پھر حکم پا کر رانجام تو سخت ہراسی کوروا نہ ہوا اور
 پھر جو چاہے پھر میر کو لے کر دیکر ملا کر دیا جب میر کے مرنے کی خبر اس کے گھر کو پہنچی تو وہ بھی میر کے قبر پر آکر گیا
 وہ دوسرا حصہ ایسی سرزمین میں صحابان مرزا کا پور میں آیا تھا جو تمام پنجاب میں مشہور ہے شہر اس کے مال کا بھید ہے
 کہ چند نوہن کے ملتان میں لکھا ہی قوم کی مملکت اور وہی میں بودیہ حکومت تھی اس وقت ایک شخص کہوی خان
 قوم منشی بلوچ نام سا دربار کے علاقہ قریب قابض ہو گیا اور قبضہ کہو ایسے نام پر آباد کر کے ریاست گاہ بنایا
 کہو میر خان کی لڑکی سمات صاحبہ در خواہ میرزادہ سہیل میرزائیں اور وہ قبضہ دانا آباد قوم کہل تھا بسبب ات
 قریبی کے آمد رفت میرزائی کثرت اوقات دانا آتے قبضہ کہو امین منشی تھی اور کہو میر خان بھی بسبب شہر
 خواہ میرزائی کے زمانے میں محل کی آمد رفت میرزائی کو مانع نہیں ہوتا تھا اتفاقاً میرزائی اور صاحبہ میں کوہن جو بان
 اور ایل عمر شہر شوق پیدا ہوا جو کہ صاحبہ بھی خان طاہرین چھانہ چھوڑ قوم کے رئیس کے ساتھ منسوب تھی
 شادی کی تیاری ہوئی اس وقت دونوں عاشق و معشوق گہراے اور تجویز کی کہ دونوں اتفاق ایک دوسری
 کے بھان سے شکل ملین کر موقع نہ بنا آخر وہ رات پہنچی کہ جنات نکاح مقدر ہوا تھا اور خان طاہر قوم چار
 کی برات جبرجی جو قوم کے ساتھ لیکر قبضہ کہو امین آمو جو دوا اسی رات میرزا صاحبہ کو لیکر ایک گھوڑے پر سوار
 ہوا قوم منشی اور چھوڑ دین کو جو چھوڑ پھر ہوئی کہ وہ میرزائی کے تعاقب میں دڑے اور دانا آباد کے قریب جو میرزا
 کا سکین تھا عاشق و معشوق کو جا کر گرفتار کیا میرزا کہو میر سے اکثر کہ مقابلہ پیش آیا کہ تنہا کیا کر سکتا تھا
 مارا گیا اور صاحبہ کو گرفتار کر کے پھر کہو امین کے آنی اور بھانسی پر پڑا دیا اور کہو سے خارج نے دوسری لڑکی
 خان طاہر کی شادی کر کے برات کو خدمت کیا اور وہ منشی قوم کہل اور چھوڑ و منشی جنت نزام و قوم
 میں آئی اور مدت تک باہم لڑتے رہے اور اسی سبب قوم منشی وغیرہ میں دختر کشی و سختی واقع ہوا اور بعد سال
 ہوتی ہی گھمسان مشہور ہو گیا پھر چھوڑ پھر اس کے بعد دو میل جنوب کی طرف آبادی آئی اس شہر کا منشی تھا کہ گھمسان

والی لاہور سبکدوشی میں اپنی فوج لیکر ضبوط پہنچا اور قلعہ جھوٹ کا محاصرہ کر کر جہاں تک کو نہایت تنگ کیا
جب تو سب کو کوئی نجات نہ مل سکی تو جہاں تک نے اس کو کیل سخت تنگ کے پاس پہنچ کر کہا اسکا کہ اگر
خود رنجیت سنگھ نے غدر ان کا بیچہ کا غدر پر لگا دے اور گورو کو زندہ سنگھ کا نام لکھ کر عہد نامہ میرے حفظ غرت و ابرو
و قلعہ سنگھ گدارہ کا لکھ دیتے تو میں حاضر ہوتا ہوں رنجیت سنگھ نے اس کی درخواست قبول کی اور عہد نامہ ہو کر
جہاں تک رنجیت سنگھ کے پاس حاضر ہو گیا اس فتح کے بعد سکھی فوج شہر میں گھس گئی اور تمام رعایا کو لوٹ لیا
میں سے یہاں پر شہر سکھوں کی زیر حکومت رہا اس وقت ضلع جہانگیر سے ہو اور تحصیل اربا تحت صاحب ضلع جہانگیر
کے حاکم تحصیل کا کام دیتا ہے اور محبہ ایک فقید تحصیل کا مقاصد و اہم رجحانات ضلع جہانگیر میں ہے
مگر اس تحصیل کے حاکم کی ٹوٹ گئی ہے آبادی میں شہر کی کچھ بخت پرانی نہیں ہے غایت اللہ خان سال میں
یہ فقید آباد ہوا حال اس کی آبادی کا اس طرح دیکھ تو اس میں جہانگیر کے سید زلف علی شاہ المعروف شاہ گل محمد
سید احمد علی شاہ کا صاحبزادہ جو سید پیر شاہ عیسیٰ عبدالوہاب بونی کی اولاد اور سید نور سلطان کے تہو گھا
مستی و مجذوبی کے تمام پریشان فقید اوج اب آباد ہے اگر بلند شیلے کے اوپر منیر گے اور وقت اسکا تمام
تھا صرف ٹیکہ کے شرق کی طرف ایک کنواں تھا جس سے ہوا کو اس بلوچ یا فی پستے تھے جو کہ حضرت سید اکمل
حال و حال تھے تھوڑے ہی دنوں میں حضرت کی عبادت و ریاضت فی اختیار پایا اور حق و حق ارادہ مند
خدمت میں حاضر ہوئے لگو جب یہ خبر غایت اللہ خان میں پہنچ کر جہانگیر کو پہنچی تو وہ بھی خدمت میں حاضر ہو کر
مرید ہوا اس کے مرید ہونے ہی مریدوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ حضرت کو بہت لینی اور مرید کرنے کی قدرت
نہیں ملتی تھی اور نہ دنوں میں پھلے اوج کے قلعہ کی بنیاد غایت اللہ خان کے حکم سے رکھی گئی اور شہر کی
آبادی بھی شروع ہوئی جب قلعہ بن چکا تو قلعہ کے وسط میں حضرت کو رہنے کا ایک مکان عالیشان بنا کر محل
نام لگا گیا شرق کی طرف قلعہ کے جو ایک بڑا تالاب مٹی کے کھودنے کے ساتھ بن گیا تھا اس میں ہلیم سے
خیر لاکر پانی بھر گیا باغات و درخت لگائے گئے تجارت فقید کی بہت عمدہ بار و نون تختہ و خام منی باور بازار آباد
ساہوکاروں نے تجارت شروع کی ہو یا رہی اسے لگو بخت ہی جاگیر حضرت کے لگو کے واسطے غایت اللہ خان
نے واکہ ار کی پرگنہ اوج کا علیحدہ قرار پایا اس میں جاسی بخت ہی قلعہ بنائے گئے جب فقید خوب آباد ہو گیا تو
سید صاحب نے پھر ہی میں وفات پا گئے اور فقیر نور شاہ سید بخاری اور لگو بخت بھان ہاکم و جاگیردار ہوئے
نشین قرار پاسے لگا میں وہ فوت ہوئی اور فقیر ناگ سلطان اور لگو جانشین منی اور لگو وقت فقید بخت
کا جنگ کے علاقے میں ہو گیا اور احمد خان خیال قید میں آیا سکھوں نے اوج پر بھی پوریش کی اور ایسی ہی
کے ساتھ لونا کہ اوج کے بدو والوں کے کپڑے بھی بدن کے پھوڑے بہت سے لوگ اور وقت بھاگ کر

قصبہ ویران ہو گیا پھر جب کچھ صورت امن کی نمودار ہوئی تو لوگ پھر آکر آباد ہوئے تاکہ سلطان کے بعد
 فقیر نور سلطان نے سجاولہ یا پاتا آب انگریزی مملداری میں آبادی اس قصبہ کی دن بدن ترقی کر رہی ہے۔
شورکوٹ ریاض و آب منجم جنگ کے متعلق یہ ایک پرانا قصبہ اوس لشکر پر جو جنگ سے تلبند
 کر جاتی ہے جیل سیل تلبند سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے چونکہ یہ قصبہ بھٹ پرا نا اور قدیمی آبادی ہے
 اس سبب سے اس کی اصل بانی کا حال دریافت نہیں ہو سکا اور پرائے کنڈ رات سے بھی پایا جاتا ہے کہ کشتی نہ
 میں بھٹ پرا نا دشمن ہو گا آئین اکبری میں بھی سیالکوٹ و شورکوٹ دونوں کا ذکر لکھا ہے ایک قلعہ بہت بلند میدان بنایا
 جس کا سولہ اور میدان اندرونی محبت فراخ ہے ایک سیل کے فاصلے سے وہ نظر آتا ہے زمیندار تو مہیاں سپر
 آباد ہے نواب مظفر خان والی ملتان اس کی آبادی پر محبت متوجہ ہوا ہے اس لیے سچے سچے مکانات بنوائے لوگوں کو اور
 گمان سے بھاگ کر اس میں آباد کیا آبادی بڑی آخری نجات سنگ کے وقت جب سکھوں کے پے در پے ملتان پر پہنچے
 تو اس شہر کو بھی انھوں نے لوٹا بڑی بڑی عمارتوں کو جلا دیا منجملہ چار ہزار گھر اور ایک ہزار دوکان کے کچھ باقی
 نہ بکھارت تک بچے بالکل ویران رہا جس میں ہوا تو پھر آباد ہونا شروع ہوا مگر وہ پانی آبادی کہاں مختصر سی آبادی
 ہوئی اور مکانات کچھ بچے اور کچھ خام بنی غرب کی طرف اس کی ایک بلند ٹیلا موجود ہے وہاں بھی بیشک کشتی مانہ میں
 آبادی ہوگی آبادی کے نشان اوس پر اب تک موجود ہیں اس مقام سے جنگل بار کا شروع ہوتا ہے بلکہ یہ قصبہ
 بھی میں بار میں ہے دریا سے چلم و چلاب ملی ہوئی ندی اس سے بفاصلہ ڈیڑھ کوس اور راوی جنوب کی بندرہ
 کوس پر پتی ہے کچھ رودن کے درخت بھیاں بھت ہیں اور کچھ بھی بھت لندیہ و اعلیٰ ہوتی ہے ضلع جنگ کے
 ماتحت بھیاں تحصیلدار رینکر تحصیل کا کام دیتا ہے اس تحصیل کے علاقہ میں مقام موضع اوان ایک قبرہ حضرت
 سلطان بابو کا بھت متبرک و مشہور مکان ہے لوگ اوس کی زیارت کے واسطے در و درو آتے ہیں محلے تحصیل
 جو اب شورکوٹ میں ہے قادیور میں تھی لکھنؤ میں تحصیل ٹوٹ کر اس مقام پر قرار پائی گئی تھی
میر شہزادہ کی بھٹکانو دریا سے راوی کے کنارے میں جنگل بار میں آباد ہے اگرچہ آبادی
 مختصر ہے مگر مشہور گانہ ہے اور قبرہ میر شہزادہ بلوچ بانی دہہ کا گانہ کے باہر بھارت گندہ دار بنا ہوا ہے یہ
 میر شہزادہ لکھنؤی سلطنت کے وقت بڑا امیر الامراء صاحب قدر تھا **میر شہزادہ** موسیٰ علی گانہ
 علی جنگل میں راوی کے کنارے اور آبادی اٹھائی سو گھر اور چالیس دوکانیں ہیں کوٹ ممالیہ بھیاں سے
 سپاس کوس کے فاصلے پر تہا زمین متعلقہ اس کی راوی کے دونوں کناروں پر ہے چلی بلوچوں کی ملکیت یہاں
 تھی اب تفرق قومیں بھیاں کی مالک ہیں محلے ایک سچے قلعہ بھی گانہ کے پاس بنا ہوا تھا جو اب ہمارا ہو چکا ہے
 گانہ کے چاروں طرف جنگل بار درخت ہتھار کھڑے ہیں اس پر ہجوم کے ساتھ کہ سوائے مذکورہ استون کے اور نہیں ہیں

قادر پور ضلع جنگ میں بھی جو ناسا مقصد عبارت عام ہے پچھلے
تحتیلاً اس ضلع جنگ کے ماتحت تحصیل کا کام دیا تھا اگر اب بھیان سے اٹھ کر شور کوٹ کو چلی گئی ہے تو علاقہ
نحال شاہ چوہہ واڑہ سن کوٹ عیسیٰ شاہ قادر پور بھری ماٹری جہلم کے دو طرف اس کے متعلق تھی پھر
شاہ چوہہ قادر پور کوٹ عیسیٰ شاہ بڑے بڑے قبیلے کچی عمارت کو بن منہ **میں** **میں** **میں**
قبیلہ چنیوٹ سے بندرہ کوس منوب کسٹریٹ موروثی پٹی راجپوتوں کا ہے آبادی اسکی قریبی تین ہزار گہرا اور
اڈائی سو دوکان ہے عمارت کچی مکی مختلف مقبرہ شیخ خیر محمد قادر سی کا قبیلہ کے اندر رختہ بنامو اسے قبیلہ کے
چار طرف شہر بناہ عام ہے غلہ کی پیداوار عام ہے دریاے چناب بھیان سے سات کوس پر پتیاں - 4 -

جلال پور بھیان بھی قبیلہ بنڈی بھیان سے ہیں کوس کے فاصلے پر آبادی پچھلے پچھلے اصد خان

راجپوت ہیں نے اپنے بیٹے جلال خان کے نام پر اس قبیلہ کو آباد کیا اب بھی پانچزار گہرا اور اٹھ سو دوکان
اس میں آباد ہیں عمارت شہر کی تمام دکان ختہ اور شہر بناہ مضبوط ہے شرقی و غربی دو دروازے اندر دفت کے
پختہ ہے ہر چوہہ بن پچھلے مالک اس شہر کے بڑے غرت دار صاحب فرج خزانہ تھے رختہ سنگھ نے اوکوہر آباد کیا
اور ملک چہن لیا زمین بھیان کی ایک طرف بارانی اور دوسری طرف سیلاب ہے دریا چناب بھیان سے

شمال کو دو کوس پر پتیاں ہے **جگ کی کھامی** دواہہ چناب میں بھی شہر دسویں قبیلہ تین

آبادیوں میں منقسم ہے سندھو زمیندان کے بھیان وراثت جو اول اسکی آبادی کے ایک شخص مسی جگسل نے
نے بنیاد رکھی تھی اب بھی ساڈھے تین ہزار گہرا اور چار سو کے قریب دوکانیں اس میں آباد ہیں گہروں کی عمارت

پختہ و عام مختلف ہے **سیالکوٹ** دواہہ چناب میں بھی ایک شہر بائیں کنارے دریا چناب کے

ترسیوٹ میل لاہور سے شمال مغرب شمال کی طرف کو آباد ہے اسکی ابتدا میں اسل تواریخ کے تین قول ہیں بعضی کہ

کہ اسکو راجہ شل نے جو رشتہ دار یا ندون کا تھا اور کیرون یا ندون کی لڑائی میں مارا گیا تھا آباد کیا جبکہ باختر

بریں کا عرصہ گذرا ہے اوتنے اپنے نام سے نام اسکا شل کوٹ رکھا تھا اور بعضوں کا قول ہے کہ راجہ بکر

کے عہد اری میں راجہ سلوان یا سالباہن نے بھی قلعہ بنایا اور سیالکوٹ کا صوبہ قائم کر کے سیالکوٹ نام رکھا

راجہ سالباہن کے دو بیٹے تھے ایک پورن جو فقیر ہو گیا تھا دوسرا سالو جسے امینی دھرمسارن کو راجہ ہوئی

کی ساتھ شادی کی تھی اور اسی رانی سارن نے شہر ساہنڈرا بنجھ کے ملک میں آباد کیا تھا جو لاہور سے باہر

پرگنہ اجالہ میں اسکی آبادی کے نشان موجود ہیں اوسکے بعد مدت تک سیالکوٹ کا علاقہ چوہوں کی ریاست کا تھا

رہا تیسری روایت یہ ہے کہ پچھلے پچھلے آبادی اس شہر کی سیال کی قوم نے کی جو کثرت میں دواہہ چناب میں آباد

ہے یہ شہر بھی اوکوہر نام سے سیالکوٹ کہلایا چیا پھر اور آبادیان بھی سیالون کو شل جنگ سیال وغیرہ موجود ہیں

شاید ایسا ہی ہو مگر اسکی قدامت اور بڑائی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور یہ بھی کچھ بعد میں ہے کہ چلی آبادی
 کا نام کھرا اور پھر پھر سیاہیوں کی آباد ہونے کے سبب کچھ سیاہی لکھوٹ لکھا یا پھر شہر سیاہی میں جب سلطان خسرو
 غزنوی بادشاہان کے خاندان کا آخری بادشاہ لاہور کی سلطنت کا ایک ہوا تو سلطان شہاب الدین علاء الدین
 غوری نے پنجاب پرورش کی اور مدت تک محاصرہ لاہور کا رکھا جب فتح نہ ہوا تو واپس گیا جب سیاہی لکھوٹ کے
 ضلع میں پہنچا تو سیاہی لکھوٹ کا قلعہ مستحکم دیکھ کر چاہا کہ اسکو اپنی قبضہ میں لاکر فوج اپنی بھیان نامور کرے اسوقت
 راجہ سیاہی لکھوٹ کا جیکے قبضہ میں تھا قلعہ تھا بابلہ پیش آیا اور اس میں اسکی اور سلطان علاء الدین غوری کی بہن
 لڑائیاں ہونیں چلی لڑائی سپرد کے مقام پر پہنچی میں میران بہ خور اور ارا نام علی لاسی کے بھائی شہید ہوئے
 دوسری لڑائی مقام آدم دراز و قوم میں آئی وہاں غنیمت نام غازی نام افسر بادشاہی فوج کا شہید ہوا اسوقت
 جعفر مسلمانوں نے شہادت پائی اور کالج شہیدان بنا اور بہند و کچھ علاء الدین کے اور کچھ دربار و ہونے والے شہید
 اب تک موجود ہے تیسری لڑائی خاص سیاہی لکھوٹ کے محاصرہ کے وقت ہوئی جس میں ارا نام علی لاسی نے جام
 شہادت پایا اور قلعہ کے مفتوح ہوئے کے دن میران محمد فتح المعروف سیاہی شہید غازی میں قلعہ کے دروازے
 کے آگے شہید ہوئے کہ اندکی قبر قلعہ کے دروازے کے اندر موجود ہے بعد ازاں قلعہ مفتوح ہوا اور شہر میں قتل
 ہوئی اس لڑائی میں بہند مسلمان دو فوجوں نے بھی بھادری سے ایک دوسری کا مقابلہ کیا اور ارا نام علی
 لاسی جو فوج فرید گنج شکر کے خلیفہ تھے وہ بھی سہا اپنی مریدوں اور بھائیوں کے صرف شہادت کے حصول کی
 امید پر اسلحہ لشکر کے ساتھ شامل ہوئے تھے آخر مراد آباد کی برائی اور شہادت پائی سلطان علاء الدین قلعہ پر
 قبضہ پا کر قلعہ کو جو بہت محاصرہ و قوت پائی کے لگاتار بار بار ہوا اور اپنی فوج و فوجدار بھیان نامور
 کیا یہ قلعہ سیاہی لکھوٹ کی آبادی کے شمال کی طرف لاہور انصاریت تختہ رستم کی عمارت کا ہے باہر سے قلعہ کی دیوار
 کہیں بلند رہ اور کہیں سے پس گرا اور اندر سے کہیں دو گرا اور کہیں ڈیڑھ گز ہے دیوار میں پس برج ہیں جن
 تو ہیں چڑھائی جاتی تھیں شکل و صورت قلعہ کی مربع چار کونہ میں اندر کی نامور کہیں سے کہیں سے
 بلند علاء الدین غوری کے وقت کی عمارت اب بھی قلعہ میں باقی ہے مگر اب کچھ تکی عمارت کا کوئی پتہ نشان باقی
 نہیں مگر تھوڑی سی فصیل کی دیوار بقدر پانچ چھ گز کے جسکی انیسویں محبت پڑی ہیں راجہ کے وقت کی مٹی ہوئی
 معلوم ہوتا ہے غزنوی سلطنت کے بعد جب مغلیہ و تاجاری فوجوں کے بے دریغے علی پنجاب پر ہوئی تو یہ شہر
 بساں ہو کر سربراہ تھا کسی مرتبہ لاکھا اور گئی دفعہ جوں کے راجہ نے مقدمہ پا کر پھر پوریش کی اکبر بادشاہ نے
 پھر شہر راجہ مانگنے کی جاگیر میں عطا کیا اور پھر اسکو بھٹا آباد کیا اور قلعہ کی مرمت کی اور نگارہ راجہ مانگنے کے وقت
 محال ہرا کی وال و بھاگو وال و سمبال و گنگر اس پر گنہ کے شامل تھے اور نو لاکھ روپہ کل محال کی آمدنی تھی

جنتائی کی سلطنت کے بعد جب احمد شاہ ابدالی نے دہلی پر فتح پائی تو پنجاب کے شمال میں علاقہ بھی کابل کی
 سلطنت کے ساتھ شامل ہوا اور احمد شاہ کے حکم سے بہت سارے نالک نظر والے دستگیرہ و اورنگ آباد و چونڈہ
 و چوہدرہ و موٹہ ہی راجہ رنجیت دیو راجہ جیون کے تصرف میں آگیا پھر حسب ہمارے یہ سلطنت ضعیف ہو گئی اور سکھوں
 کی فارتگری کا زور پڑا اور ان سکھوں نے افغان کو سیالکوٹ سے نکال دیا اور خود قابض ہو گئے اور رستہ جمع ہو کر
 سب علاقہ راجہ جیون سے پہنچ گئے اور ایک بڑی ٹرائی سکھوں کی راجہ برج راجہ رنجیت دیو کے بیٹے کے ساتھ ہوا
 کے متصل ہو کر جس میں راجہ برج راجہ مارا گیا اور بنگلی وغیرہ شکون کے سکھ بھاجا قابض ہو گئے جب بخت سنگہ
 کے اقبال کا سارا اچھا کٹاؤ اسے سیالکوٹ پر قبضہ پا کر جیون شکہ قابض ہوا تو کو بیہوش کر دیا اور وقت سکھوں کے
 اس کو خوب لوٹا اور لوگ شہر سے جا بھاگ گئے جب یہی طرح سے اس میں ہو گیا تو پھر آبادی شروع ہوئی رنجیت سنگہ
 کے وقت مختلف حاکم و کاردار بھجوان نامور ہوتے رہے ایک مرتبہ شہر کشمیر آنگہ کی جاگیر میں ملا اور اسے قلعہ کی
 مرستہ کی دلیپ سنگہ کی سلطنت کے وقت یہ علاقہ راجہ جیون کے جاگیر میں عطا ہوا اور سنی قلعہ کے اندر ایک کھیتی
 بنوائی جہاں آب کشی کی کھری ہوتی ہے پھر راجہ جیون کے قلعہ کے لیے لیا گیا اور قبضہ بنالہ عطا و عہد میں تھا
 بھجوان ضلع مقرر ہے صاحب ضلع راجہ اپنی بہنوں کے بھجوان پھر ان کرتے ہیں چار تحصیلیں تحصیل سیالکوٹ ظفر و
 و تیسرے و چوتھے اس ضلع کے ماتحت ہیں بڑی بھاری چھاؤنی فوج کی بھجوان مقرر ہے بڑی بڑی مکانات بھجوان
 و بارکھن کو بھجوان سرکاری بھجوان نئی بھجوان بازار بھی بھجوان چھاؤنی آباد ہے اس شہر و قلعہ کی پچھلے سے
 دو چٹان سے چٹان ہو گئی ہے اور وزیر و زرتی پر ہر کل مردم شمارنی ضلع سیالکوٹ کی سات لاکھ الیس ہزار
 ایک سو تالیس اور خاص اس شہر کے اوٹھن لاکھ ستائیس ہے شہر کی آبادی میں سے رات بھر رات سوچ میں
 آدمی ہندو اور باغی مسلمان میں اور خاص شہر کی خانہ شمارنی چار ہزار پانچ سو اسی تالیس اور ایک ہزار سات سو
 اٹھ سو و کانین شمار میں ہیں شہر کے باہر بھی چند پٹیان علیحدہ علیحدہ آباد ہیں جنکو پورہ کہتے ہیں بھجوان پورہ راجہ
 اسکو شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی نے بہت شاہ بھجوان بادشاہ آباد کیا تھا چھ شخص ایک عالم فاضل بردکار علم میں ملحق
 یگانہ آفاق تھا اسکی اولاد اب تک اس پورہ میں رہتی ہے دوسرا پورہ رنگپورہ تیسرا ہیران پورہ چوتھا راجہ
 پانچواں انارمی چھاؤنی پورہ ساتواں راضی فقیر بھجوان محال گجران میں علیحدہ علیحدہ تو ہیں آباد ہیں اور
 ایک ٹراگروہ کا قذبانے والوں کا ان پوروں میں رہتا ہے جہاں کا قذبانہ یا پورہ سیالکوٹی کا قذبانہ ہے اور
 دور دور کے لکھن میں اسکی تجارت ہوتی ہے اور ایک قسم کا قذبانہ گجری بھجوان بنایا جاتا ہے جو بڑی شہر کا
 صاف ہوتا ہے اور ایک نام ایک ندی شہر سے جانب شرق جنوب گھومتی ہوئی غریب کو نکال گئی ہے اور اسیر ندی کے
 کنارے پر پورے رنگپور و راسے پور و ہیران مسکن کا قذبانہ دن کے آباد ہیں اور کا قذبانہ بنائے ہیں

پانی بہت مفید ہے عمارت اس شہر کی سچتہ ہے بڑی بڑی مکان عالیشان بنے ہوئے ہیں بازار میں شمار کھیت
 ہوتی ہے گردنواح اسکے گنا عدد و شیریں پیدا ہوتا ہے دریائے جہانچان سے سات کوں مغرب کو اور دریا
 راوی تینوں میں پرشک کو بہتا ہے۔ نامی مکانات مصلح اور اس شہر میں بہت ہیں بڑا مشہور مقبرہ جہان علی
 لائق شہید کا شہر سے شمال کی طرف چالیس اس مقبرہ کو حضرت شاہ دولہ گجراتی نے بنوایا ایک مہفتہ جمعرات کے روز
 اور عید و محرم کو جہان علی لائق شہید ہوتا ہے امام علی لائق کے دوسرے بھائی امام ناصر الدین جالندہر میں مدفون
 دوسرا مکان مقبرہ عبدالحکیم ساکن کوٹلی کا ساکن کوٹ سے شمال کو لیا صمد ایک میل کے میانہ پورہ کے آبادی کے
 سچتہ بنا ہوا ہے انکی محبت سے تصنیفات عربی و فارسی میں مشہور ہیں ان کے عہد میں کئی عمارتیں سچتہ شہر کے گرد
 بنائے گئی تھیں کہ جن میں سے ایک مسجد بڑی تحصیل کے مکان کے پاس قلعین بازار میں اور ایک تالاب موجود ہے
 تیسرا مکان شوالہ را جین سنگہ کا دیوان حاکم راسے کی جولی کے پاس بنا ہوا ہے یہ شوالہ لہندہ وسیع دھڑ بنا ہوا
 ہے تین تین چار چار کوں سے نظر آتا ہے چوتھا مکان گر باگھر جادونی میں عبادت گاہ عبدالموٹکا سچتہ دہانڈ
 عالیشان بنا گیا ہے پانچویں تالاب مولوی عبدالحکیم ساکن کوٹلی نے صید اور نگ زیب عالمگیر بنوایا تھا اب وہاں
 پر نیساج کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی جیسا شاہ دولہا کابل جیل شہر سے جنوب کی طرف ایک ہندی کے اوپر
 بنا ہوا ہے اسکے اوپر سے شرک سپرور و نظروال کو جاتی ہے پھر تل شاہ دولہا گجراتی نے جو ایک نامی فقیر گرجا
 تھا بنا یا تھا اب سرکار انگریزی نے اس محل کو آگے سے زیادہ وسیع کیا ہے شاہ دولہا اصل میں باشندہ ساکن
 کا تھا شاہ سید امجد و بھہر دروی سے اس نے نفعت فقر کی پائی تو نے اپنی زندگی میں بہت سی مہمان سرائے
 و مسجدیں و مقبرے دل و خالقان بنوائیں جو اب تک اونکی یادگار موجود ہیں اس محل کے سوا ایک دریل خضر
 منجلی بر جو سپرور کے متصل تھی ہے شاہ دولہا کا بنوایا ہوا جو دوسری شیریں نالہ و ایک بڑا پورہ و گجراتی
 کے راستے میں ہے ساتویں ہندو کی عبادت گاہوں میں بابا نانک کے پیر اور بادی ہے یعنی ایک نو پیر کا درخت
 بابا نانک سی منوے جہان بابا نانک نے اپنی زندگی میں اگر مقام کیا تھا وہ ان اب بہت اچھا مکان بنا ہوا
 اور ایک بادی یعنی چاہ زمینہ دار بھی بولا ساکن ساکن کوٹ نے جو بابا نانک کا چلیہ تھا بنوائی تھی اور اپنی گور
 کے نام سے موسوم کی وہاں بھی مکانات سچتہ بنے ہوئے ہیں اور جاگیر و زمین کا توں کے نام سے بھی مہاراج
 رنجیت سنگھ کے عہد ہی میں ہوا ہے آٹھویں شہر ساکن کوٹ کے باہر جانب جنوب شرق ندی کے پار لیا صمد ایک میل کے
 خالقہ شہنشاہ خضرہ نوٹ کی ہر مقبرہ سچتہ بنا ہوا ہے ماہ بیا کہہ کے پچھلے تاریخ جہان علی لہندہ ہوا ہے وہ بھی
 جسکے سرکار فرزند تھے ہوتی ہے نوین سجادہ حقیقت رامی کی جسکی اصلی سجادہ لاہور میں ہے جہان بھی ایک
 غرض سجادہ بنائی گئی ہے یہ حقیقت رامی بھاگل پور کی گوت پوری ساکن ساکن کوٹ کا بیٹا تھا اور لاہور میں

بزرگوار سال کے بادشاہی دربار میں فارسی علم پڑھا کرتا تھا ایک روز نہ ہئی تہ کرہ اسکا ایک مسلمان ملاک اسکو
 کے ساتھ لے گیا اور لوہے بھان تک پہنچی کہ مسلمان نے دیوہی کو اور دسویں پیمبر صاحب کے حق میں برا کشتی
 کی اور اسکو کامو لوسی اس بند کی گستاخی پر بہت غضبناک ہوا اور اسکو قاضی کے پاس بھیج دیا قاضی نے حکم دیا
 کہ اگر حقیقت سے مسلمان ہو جائے تو امان پائی ورنہ سجرہ مہیے اور بی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دریا جا کر
 پناہ چھوڑ دینا اس نے اسلام قبول کیا اور قتل ہوا اور پھر میں اصلی سعادہ اسکی بنی ہے اور مندر و بست کر دیا
 ہر سال وہاں جمع ہو کر پورن دسویں ضلع سیالکوٹ میں چاہ پورن بھگت شھریا لکھوٹ سی جانب شمال بجا صلہ عاتل
 کے جو ضلع کرول کے پاس واقع ہے یہ شخص پورن چند نامہ راجہ سالہا بن بانی سیالکوٹ کا بیٹا تھا راجہ سالہا
 کے روز و جوتھی ایک کانامہ چہرہ رانی تھا جسکے پٹ سے یہ کہہ کا تھا دوسری لونہ راجہ چھپہ کی بیٹی جسکو لونہا جیالی
 کہتے تھے جو کچھ پورن لڑکا نو جوان بنایا نہ ہو صورت تھا لونہا دوسری عاشق ہو گئی اور درخواست کی کہ پورن کو
 ساتھ ہم سفر ہو پورن نے جواب دیا کہ لونہا میری والدہ ہے مجھے ایسا یہ کام کب ہو سکتا ہے اس سے لونہا پورن
 کی جانی دشمن ہو گئی اور موقع پا کر راجہ کی خدمت میں ظاہر کیا کہ پورن میرے خوالگاہ میں پوشیدہ آیا اور عاتل
 بزرگوار دسویں میرے ساتھ ہم سفر ہو ایسے گستاخ لڑکے کو سزا دینا چاہیے چند گنہگار اپنی اسباب میں اوسو گواہ گذار
 یہ بات سکر راجہ بھت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ پورن کو نو سو کے اندر قید کیا جائے چنانچہ اس چاہ کے اندر وہ
 قید ہوا اور چند سال قید رہا آخر گورگور کہنا تھا کاکڑ راستہ ہوا تو اسکو وہ نکال کر لے گیا اور پورن فقیر گیا
 پانچ سال کے بعد بحالت فقری پورن سیالکوٹ کے باہر آکر مقیم ہوا اور اسقدر مشہور ہوئی کہ تمام شہر کے لوگ
 مقصد ہو گئے لونہا بھی آجہ کو ساتھ لے کر اس فقیر کے پاس اس مراو کے احوال کے لئے آئی کہ اسکو گھر اور اولاد ہو
 چاہا اور لونہا دواؤں فقیر کے رو برو آئے تو پورن پہچان نہ گیا راجہ اور رانی دونوں اولاد کے حاصل ہونے کی
 خواہش ظاہر کی پورن نے جواب دیا کہ اگرچہ رانی اسوقت ایک بات سچ کہہ دیوے تو امید ہو کہ اسکے پٹ سے
 اولاد ہو رانی نے منظور کیا پورن نے کہا کہ پورن راجہ کا بیٹا چھپہ عاشق ہوا تھا تا تو اسکی خواہش کرتی تھی تو
 کو اسوقت سوا سو سچ کہنے کے کچھ بن نہ آئی اور صاف کہہ دیا کہ اوسکا کچھ جرم نہ تھا وہ میری بہت
 سے قید کئی سال تک تھا اب مضمون معلوم کہان گیا ہے چھپہ بات سکر راجہ حیران ہو گیا اور غور سے جو دیکھا تو پورن
 پہچان لیا اور بہت خواہش کی کہ پورن بدستور اپنے گھر چلے اور ولیعہد ریاست کا ہو مگر اسنے مانا اور ایک
 دفعہ محل میں جا کر اپنے والدہ اچھڑا کر ملا اور فقیر دن کے ساتھ کہیں چلا گیا پھر اوسکا نشان معلوم نہ ہوا
 فقیر پورن کا تمام پنجاب میں زبان زد خلق اللہ ہے اور لوگوں نے اسکے گیت بنائے ہوئے ہیں گیارہویں جانتا
 ہے پیر پیر چھ فالتا فالتا نواہ کے کنارے پر پختہ بنی ہوئی ہے اور مشہور ہے کہ چھ بزرگ بھی ہندو مسلمان کی لڑائی

شہید ہوا تھا ہر سال کانگ کی چینی میں بھان میلہ ہوتا ہے قریب دس ہزار کے آدمی جمع ہو جاتی ہیں بارہویں
خانقاہ شاہ بلال موضع کلو وال کے پاس پھر ہزار پختہ بنی ہوئی ہے خانقاہ کی چار دیواری بھی پختہ ہے باغ کے
تعمیر ہوئی ہوئی ہے ماہ چیت میں بھان میں روز تک میلہ رہتا ہے بارہ تیر ہزار آدمی جمع ہوتا ہے اس مزار کے
ستون بھت ہیں لوگ کہتی ہیں کہ پچھ ستون شمار میں نہیں آسکتے گنا گنا آدمی ہول جاتا ہے تعمیر ہوئی خانقاہ
عمر شہید ہوئے ہیں نوالی کے حدود میں واقع ہے پچھ بزرگ بھی سندھ کے لڑائی کے وقت شہید ہو کر گیا
وفا یا گیا تھا کانگ کے چینی میں بھان میلہ ہوتا ہے چودھویں خانقاہ گلو شاہ پچھ خانقاہ موضع کور کے تحصیل
سپرور میں واقع ہے ساٹھ ماہ اسوچ کو ہر سال بھان میلہ ہوتا ہے چالیس ہزار آدمی سے زیادہ جمع ہو جاتی ہیں
سویشی بھی بھان حکم سرکار فروخت ہوتی ہے خیر و زبیر متا ہے پندرہویں جنگی شاہ خاکی پچھ خانقاہ او
اسی نام کانگ کو تحصیل سپرور میں واقع ہے مکان مزار نہایت عمدہ داراشکوہ شاہ بھان بادشاہ کے بیٹے کا
بنوایا ہوا ہے حضرت میانیر بالامیر لاہوری کا خلیفہ تھا ہر سال ماہ بساکہ میں ایک قسم کے سفید رنگ پتہ
بگلے کی شکل سے ہر سال اس مزار پر آکر مٹھا کرتے ہیں چونکہ اس طرح کے جانور رسوا سے ماہ بساکہ کی ہر کبھی نظر نہیں
آتے اور نہ کسی نے کسی ملک یا علاقہ میں ایسی پرندہ دیکھی ہے لوگ انکو اس بزرگ کی کرامت و تصرف چل
کرتے ہیں سو کہوں مقبرہ کو ملی پچھ مقبرہ تحصیل سپرور میں واقع ہے مکان نہایت عالیشان ہے مقبرہ نگین
عمارت کا بنا ہوا ہے بطور بارہ درمی مزاروں پر مشتمل ہے اور کلکاری کام بنایا ہوا ہے مقبرہ چار مینار بھت بلند
ہیں جو وہی نظر آتے ہیں عمارت کے نیچے تہ خانہ ہے اور میں قبر بنی ہوئی ہے مالک قبر کا نام عبد النبی ہے
قصبہ چٹہر اٹھ پچھ قصبہ ساکوٹ سے شمال کے طرف سات کوس کے فاصلہ پر آباد ہے جس میں ایک ہزار چھ سو نو ہزار
باشندہ ہیں اور میں سو مائیس گھراؤ رسترو وکانین اسکے بازار میں آباد ہیں بانی اسکا سہمی چٹہر اور قوم جاٹ گوت
اہریتھاہت تک و سکی اولاد اس میں رہتی ہے جب نہایت و نابود ہو گئے تھے اور اجوت منہاس موضع سید
کھلان سے آئے تھے کہ اس میں رہے اور کھون نے اگرچہ نئی سے سی اسکی آبادی کی گرتا نام بھلا ہی مقبرہ رکھا۔
گوتہیل قصبہ چٹہر اٹھ سے غرب کو اور ساکوٹ سے شمال کی طرف بفاصلہ چھ کوس کے آباد ہے چٹہر چٹہر گوتہ
شہر وکانین آباد ہیں اول جاٹ قوم گوتہیل متو تھوایا جو قوم گوتہیل مالکان ہیں گوتہیل قوم ان پچھ دو بستان
غریب مشرقی ایک و سہرے سے بفاصلہ ایک میل کے آباد ہیں دولی آبادی میں چٹہر چٹہر گوتہ اور نو سے
وکانین اور دوشہر اور نو سے باشندہ ہیں ان دو قصبوں میں گوتہیل دن کے دوکانین بھت میں جو کار گری
میں شہر آباد ہے اور نو سے تھہ کے بنائی ہوئی آہنی چیریں عجائب خانوں میں بھی لگائی ہیں اور میں
اکثر کار سی ملازم و باغرت و قیر میں اور نو سے کے اور نو سے کے کام پچھ بھت چھ کر کے ہیں۔

تاریخ

ظفر وال قصبہ خاص تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع سیالکوٹ کے عیان کمالی کے
 تحصیل کا کام دیتا ہے سیالکوٹ سے اٹھارہ کوس جنوب شرق کے گوشہ میں آبادی اسکی واقف ہے صدارت اسکی
 کچھ تختہ اور کچھ خام بلکہ خام بہت اور تختہ کم ہے پانچزار تین سو ادنیس باشندی اسمیں رہتی ہیں اسمیں دو ہزار
 تین سو تیس مسلمان باقی ہندو ہیں ایکزار تین سو ادنیس گروہین سو ادنیس لیس وکانیں قصبہ میں موجود ہیں
 اور ایک قوم چھاجن ہو پاری جنکو اس خطہ کے لوگ کڑا کہتے ہیں اور قوموں کی نسبت کثرت سے آباد ہے
 اور قصبہ کو مدت سے بدگزری ہے کہ جعفر خان قوم باجوہ نے مقام پر کہ جنگل دیرانہ تھا آباد کیا اور جعفر وال
 نام رکھا آبادی کے وقت تک وہ اور بعد ازاں سو برس تک دیکھی اولاد قابض ہو چکی تھی وہ لاگ سقیم الحال
 ہو کر چلے گئے اور قصبہ ویران ہو گیا پھر اکبر بادشاہ کے عہد میں مسیحی عبدالحیہ راجپوت لگے وہ چھپانہ سے آئے تھے
 اس قصبہ کے ہونہم جائیں آباد ہوئے پھر کسی تقریب سے وہ بادشاہی نوکر ہو گیا اور کسی خدمت کے عہد میں رہے
 اس خطہ کی چودہرات حاصل کی اور سوت اوسے اس قصبہ کو کہ محمدن ویران پڑا تھا دوبارہ آباد کیا کہ ایک
 اوسکی اولاد قابض ہے اور ان راجپوتوں سے پہلے چھل اوسی نے اسلام قبول کیا اور عبدالحیہ نام رکھا یا تھا
 قصبہ کے باہر ایک دلی بٹے جاہ زینہ دار تختہ نام ہے اس پر گنہ میں خیابید انہیں ہوتا اگر بویا جاوی تو
 گرم پڑ جاتا ہے **مکھنڈ** قصبہ سیالکوٹ سے بارہ کوس شرق کی طرف آباد ہے پانچ و س گھر
 اور ایکزار نو سو چالیس آدمی اسمیں رہتی ہیں کتری اور بھاشمہی اور قوموں کی بہ نسبت زیادہ شکر
 سے ہیں سمیراج ولد راری مل کتری نے بعد اکبر بادشاہ جنگل ویرانی میں اسکو آباد کیا اور انہی نام نام
 اسکا پیغمبر کہ سو برس تک انکا نام اسکا پیغمبر مشہور رہا بعد ازاں ایک شخص جاٹ سنگھ نام فقیر عیان شہر
 آگے مقصد ہو گئے اور حضرت اوسکی اس کمال تک پہنچی کہ جگہ کا نو بھی اوسی کے نام سے مشہور ہو گیا اب
 سادہ اوس فقیر کی قصبہ کی باہر شمال کے طرف موجود ہے جو بارہ **مکھنڈ** قصبہ ظفر وال سے غرب کو آٹھ
 میل پر آباد ہے اسمیں دو سو بارہ گھر اور پچاس وکانیں اور ایکزار اکیو ادنیس آدمی آباد ہیں اول اسمیں
 برتو قوم کمال نے علاقہ شکر گڑھ سے آکر چارگانہ کے رقبہ سے کچھ زمین لیکر یہ قصبہ آباد کیا اور ایک ہی
 بنا کر اوسکے اور ایک چوبارہ یعنی بالاخانہ تعمیر کیا اس سبب ہی اس گانہ کا نام ہی چوبارہ مشہور ہو گیا
 اب ہو کر دن ار ایمین برہمن کتری مہاجن سہریہ قومیں اسمیں رہتی ہیں جو **مکھنڈ** قصبہ ظفر وال
 سے دس میل اور سیالکوٹ سے دس کوس گوشہ جنوب شرق آباد ہے اسمیں آٹھ سو ادنیس گھر تیر وکانیں
 چار ہزار دو سو چوبیس آدمی رہتی ہیں وینیں سے ایکزار سات سو اٹھارہ ہندو اور باقی مسلمان ہیں
 زیادہ قوم جاٹ گوت باجوہ اسمیں رہتی ہیں اور انہیں کی ملکیت چار سو برس کی عرصہ گزرا ہے کہ مہلی

اور کانسی کے برتن بنائے تھے مہین باہر آبادی کے ایک تالاب راجول کا بنوایا ہوا اور دوسرا تالاب سمرہ منڈت لکھا
 تیسرا مہین سنگہ کا تالاب بعد مانجوجہ مہین کلال **والہ** قبضہ ضلع سیالکوٹ کے متعلق خوب آبادی کا
 قبضہ ہے جس میں چھ سو اکیاون گھر اور ستر و کانین اٹھ ہزار ایک سو باشندے ہیں اس میں کلاس قوم جاٹ باجوہ
 نے اس کو آباد کیا اور کلاس نام رکھا اب غلط العام کلال والہ مشہور ہو گیا ہے اب جاٹ زمیندار اس میں بہت
 مہین یعنی زمین نوکری پیشہ و موزر بھی ہیں باہر قبضہ کے رانی چند کنور زو جہر دار جو وہ سنگہ کا بنوایا ہوا ایک باغ
 پختہ تالا ہے جو بارش کی پانی سے پورا ہوتا ہے اور ایک باغ و شوالہ ہی اس کے پاس **ٹسک کلال** قبضہ سیالکوٹ سے خوب کچھ
 میل کو فاصلے پر آباد ہے اور اس سے شمال ایک میل سے کچھ کم فاصلے پر دوسرا قبضہ ہے جس کو ٹسک کہتے ہیں اس
 کی آبادی کے میانہ میں تحصیل و پیرا دیا ہوا ہے جہاں تحصیلدار رہتا ہے اس کے میں تین سو بیسالیس گھر
 اکثر و کانین و ہزار چھ سو باشندے ہیں جن میں سے ایک ہزار و سو پندرہ منڈ و اور ایک ہزار تین سو بیسالیس
 مہین بھان کے تانگو دن کے پاس بادشاہی وقت کے کاغذات موجود ہیں ان میں نام سکشا بھان آباد
 شہر ہے اور کاغذات اس کی وغیرہ جو پرانی قبائلیات زمینداروں کے پاس ہیں ان میں بھی کچھ قبضہ کا نام سکشا بھان آباد
 لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بھلی آبادی اس کی شاہ بھان بادشاہ کے وقت ہوئی اور شاہ بھان آباد
 نام رکھا گیا گردان کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ بعد پندرہ برس کے سہمی سو جو قوم جاٹ صاحبی چند و سہمی
 منڈ لاوار سے آکر اس جگہ کو کہ گلی آبادی کے پورے کنڈروں کا ٹیلہ تھا آباد کیا مگر چونکہ بھلی بھان آبادی
 قوم ٹسک کی تھی اور انھیں کے نام سے وہ آخری ہوئے کنڈر سو سو م تھی اور یہاں نام نہ رکھا گیا اور وہی
 سہلا نام مشہور رہا پھر افغانوں کے تاراج اور سکھوں کی غارتگری سے یہ قبضہ آخر گیا اور مالک اس کے کوٹ ڈسک
 میں جو اون دنوں میں دنان کچا قلعہ بنا ہوا تھا جا رہی تھی جب سرداران سہلا پوریہ کی حکومت ہوئی
 تو سہمی دیراج نے کہ اوسے موجود بھلی باقی آوا دلا دین سے تھا دو بارہ اس کو آباد کیا جواب تک آباد ہے
 کانسی وغیرہ کے ظروف اس میں بہت تھے مہین اور مال تیار کر کے گوجرانوالہ و سیالکوٹ وغیرہ میں بھیجا جاتا ہے
کوٹ ٹسک قبضہ مہین آبادی ٹسک کلال سے شمال کو پون میل کے فاصلے پر آباد ہے مہین سو جو اسی گھر
 نو سو و کانین و ہزار اوشالیس باشندے ہیں اس میں سے ایک ہزار و سو اکتالیس منڈ و اور سات
 اٹھانو سو چار مہین آئی مہین مہین کر م چند ساہی نے پندرہ سو ایک سو گیارہ سال کے ٹسک کلال سے نکلا ہے
 قبضہ آباد کیا یہ نسبت سنگہ کی عملدار می سے چلے سردار ندان سنگہ اٹھو اس پر قابض تھا اوسے ایک قبضہ خام
 بھان بنوایا اور لوگ جاہی اس میں سکھ کر بھان کہتے آباد ہو گئے اس کی شمیری دس ہزار اس میں بہت مہین مہین
 اس میں بہت سنگہ نے خود اگر اس قبضہ کو فتح کیا شمیری بھان کے قبل مہین اور شہید مہین بنا تو مہین

اور ایک شہور بات اس ملک میں یہ ہے کہ چونکہ جہان سے سیالکوٹ دس سو روگو جو برائو والہ و وزیر آباد و دس دس دس
 کوس کے فاصلے پر آباد ہیں اس واسطے اس آبادی کو ڈسکہ یعنی دس کو کہتے ہیں **سیالکوٹ** ضلع سیالکوٹ
 میں بھی ایک شہور قصبہ ہے اس میں آٹھ سو اونتر گھر ایک سو ساٹھ دوکانیں تین ہزار اسی سو چوبیس گھر
 ہیں جن میں ایک ہزار پانسو چار ہزار دو ہزار تین سو ساٹھ مسلمان ہزار تین تالیس ہزار پانسو برس گذری ہیں
 جہان چکل ویرانہ تھا چھلے سات سنبان گوجری روٹیکے ملک سے مویشی چرانے کے واسطے آکر جہان اور تیری
 چونکہ گھاس و چارہ کثرت سے تھا اس لئے جہان چند گھوٹھی بنوائی اور رہنے کی بنا ڈالی اس کے نام سے اس وقت
 جھگانو بنی وال کہلانے لگا مستقل ہوتے ہوئے اب **سیالکوٹ** شہر یا گیا جب سال وہ گوجری یہاں رہی پھر
 مویشی لیکر اپنے وطن اصلی کو چلی گئی اور آبادی ویران ہو گئی جہاں سلطنت کے وقت پھر بھی رہن ملے قوم
 جاٹ گھرنے جو خاندان راجہ گڈہ کیا لہ میں تھا اور شیر کو مار کر اسے بادشاہ کے جہان نذر پیش کیا اور یہ
 علاقہ اس کو بطور ملکیت عطا ہوا تھا اس گانہ کو سے سر سے آباد کیا اور جو بھی جہان ہی رہی لگا تب سے وزیر
 ترقی اس کی ہوتی گئی خوشنویس فارسی خط کے جہان بھتہ رہتے ہیں **جہانکی** قصبہ ڈسکہ سے چار میل شمال مشرق
 کے طرف آباد ہے سات سو اکتتر گھر دس سو برس دوکانیں تین ہزار سات سو اکیس رہنے والے ہیں
 رہتے ہیں جن میں دو ہزار دو سو اتر تالیس ہزار اور ایک ہزار پانسو تین مسلمان ہیں پانسو برس کا عرصہ ہوا ہے
 کہ سہمی جاٹ جاٹ گوت جہان نے سامرو والہ سے آکر اس کو آباد کیا اس وقت سے پہلے چندی قوم کھتری و گول جہان
 کے ساتھ اس آبادی کے آباد کرنے میں جہان و معاویہ تھا اس واسطے نام اس کا چھلے جاکی بنی دی ورنہ کے نام
 کے شمول کے ساتھ رکھا گیا تھا پھر جاکی مشہور ہو گیا اب بنڈی کا نام کرتے ہیں لیتا و **ڈالہ** قصبہ
 ڈسکہ سے دس میل کے فاصلے پر کوئٹہ جنوب شرق آباد ہے پانسو چالیس گھر ایک سو برس دوکانیں دو ہزار اسی سو
 چھ ہشتاد ہی میں ہیں جن میں سے ایک ہزار تین سو اٹھاسی ہندو اور ایک ہزار پانسو اٹھارہ مسلمان ہیں چھلے کسی نام پر
 وہ رہے ہوں گے جو آئیں دے دے جہان دے دے آباد کی جہان کے اپنے ہستی کا نام ڈالہ اور
 چھوٹے نے ڈالہ رکھا کہ پنجابی زبان میں ڈالہ سے کو اور ڈالہ چھوٹے کو کہتے ہیں مدت تک وہ ڈالہ رہا
 آباد رہے پھر سبب انفلار نے مانہ کے اجڑ گئے پھر چھ سو برس کا عرصہ ہوا کہ سہمی بنی و بالا قوم جاٹ ہندو
 سے نفع ہو گئی تھی اگر وہ ڈالہ کے رقبہ کا قصبہ کہلا سکتی تھی تو یہ ان آبادی کے نام سے چھلے کا نام ڈالہ آباد
 کیا اور بالاسے علیہ گانہ آباد کر کے کوٹلی نام رکھا ہوا لاکھ کوٹلی مشہور ہے اور اس کی اولاد اس میں رہتی ہے
 اگر سہمی کے ظلم و تعدی سے تنگ آکر کوٹلی کی آبادی کو اونھوں نے چھوڑ دیا اور ڈالہ میں آکر رہی
 دوسرا گانہ ڈالہ بھی اب قوم جاٹ ہندو ہوں نے آباد کر لیا ہوا ہے تین دوکانیں شالیاون کے ہیں

حیر و کہ پنجاب دو آب کے متعلق ہے ایک قصبہ دریائے راوی سے بارہ میل سمت شمال اور اکیسویں
 میل لاہور سے آباد ہے۔ **قصبہ** ایک قصبہ پنجاب دو آب کے علاقہ میں بائیں کنارے دریائے پنجاب کے
 اوپر بہتیرا میل لاہور سے آباد ہے۔ آبادی اس کی بارہ ونق علاقہ اسکا سرسبز و شاداب پیداوار ہی غلہ کی ہوتی ہے
 بارانی وسیلہ بحال اس میں بہت سی **سیال** دو آب پنجاب ضلع لاہور تحصیل شرقیہ کے متعلق ہے ایک قصبہ
 نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے۔ تین سو برس سے اس کی آبادی ہوئی ہے۔ راجپوت کنہری گنہمند و مسلمان بھیکار
 بالک میں عمارت قصبہ کی شیشہ نو سو ستائیس گھر جائیں۔ دوکان ایکزار تین سو اسی آدمیوں کی آبادی ہے۔
کوٹ **سید** **اس** دو آب پنجاب ضلع لاہور تحصیل شرقیہ کے متعلق ہے ایک قصبہ شیخوپورہ کے شکر
 نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے۔ مالک بھان کے زمیندار قوم لبانہ ہیں۔ ڈیڑھ سو برس کا عرصہ گزر رہا ہے کہ
 شہید اس نے اسکو آباد کر کے اپنی نام پر کوٹ بنڈیا۔ اس نام پر گنا عمارت اس کی نام ہے غلہ کا بیو بار ہوتا ہے
 جانول بہت شجر بھان پیدا ہوا ہے۔ **سیال** دو آب پنجاب ضلع لاہور میں ہے۔ ٹراگانو ہے۔ قوم جا
 و رک ہندو مسلمان بھان رہتی ہیں۔ ملی زمیندار نے پھلی اسکو آباد کیا چار سو پچاس برس سے اس کی آبادی عمارت
 کچی کی ملی ہوئی ہے۔ تجارت غلہ کی ہوتی ہے۔ دو سو اسی گھر اور آٹھ سو اونتر آدمی اس میں آباد ہیں۔
اس **سید** **قصبہ** بھی نالہ ڈیک کے کنارے کے اور آباد ہے۔ اول اسکو مسیحی ماسو گنہ نے پرورد عرصہ ڈیڑھ
 برس کے آباد کیا۔ اسکو گنہ و گنہ و گنہ وغیرہ اس میں بہت عمارت قائم ہے۔ بیو بار غلہ کا بیو تا ہی جانول بھان کی
 عہدہ شہور ہیں۔ **شکر** **سید** **اس** دو آب پنجاب ضلع لاہور کے متعلق ہے ایک مشہور قصبہ و آبادی کا مقام ہے۔ اکیس
 برس سے اس کا عرصہ گزر رہا ہے کہ آبادی اس کی ہوئی وراثت و ملکیت بھان راجپوتوں کی ہے۔ نام عمارت بہت اور
 شیشہ کم ہے۔ ایکزار چار سو اکیس گھر اکیس دوکان چار ہزار اکیس باسٹہ آدمی بھان رہتی ہیں۔ مسجد میں اس میں شیشہ
 بیٹھا ہوئی ہیں تحصیل و گنہ و گنہ و گنہ بھی ہر کار کے حکم سے بھان شیشہ بنا یا گیا ہے۔ شجر میں تجارت و بیو بار و
 دوکانہ اسی مسلمان جو چون کی ہے۔ بازار کشادہ و پر تجارت ہے۔ غلہ کی تجارت بہت ہوتی ہے۔ علاقہ اسکا جانی
 و بارانی ہے۔ مقبرہ خواجہ محمد سعید کا بھان زیارت گاہ خلق ہے۔ ہر سال پندرہویں ماہ اساوہ کو وہاں میلہ ہوتا ہے
 لاہور وغیرہ دیہات قرب حوالے سے مخلوق وہاں جاتی ہے۔ یہ حضرت اسی قصبہ میں رہتی تھے اور **شاہ**
 میں اونہوں نے وفات پائی۔ درتیم کے لفظ سے انکی تاریخ وفات نکلتی ہے **شاہ** **سید** **اس** دو آب
 پنجاب ضلع لاہور کے متعلق ہے ایک قصبہ دریائے راوی کے دہری کنارے کے اور پر لاہور سے فاصلہ تین میل
 آباد ہے۔ آبادی ابتدائی اسکی تھی۔ شاہ بھان بادشاہ کے طور میں آئی اور شاہ رہ نام رکھا گیا۔ باعث آبادی
 اسکی کا یہ ہوا کہ جب شیشہ جہانگیر ہازی کا مقبرہ عالیہ ملکہ معظمہ نور جہان بیگم کے باغیچہ میں حکم شاہجہانی عمارت

لاٹانی دریا سے راوی کے دہنے کنارے پر تعمیر ہوا انچھاور و ماہی خانہ و خانہ و فراش و شعل سوز و غبار
 و محافظہ مقبرہ کے بقدر و ہزار آدمی کے نوکر رہے تھے اور ایک عام لنگر جاری ہو کر باورچی وغیرہ ہتھم لنگر کے
 پھر پانچو آدمی کے قرار پائے اور حکم ہوا کہ چھ سب لوگ شب و روز مقبرہ کی خدمت میں مامور رہیں کہیں
 غیر حاضر ہونا نہ پائیں پس انکی درخواست کی بوجہ مقبرہ کے پاس ایک چھ قصبہ آباد ہوا اور ارشاد ہوا کہ وہ
 سب پانچو مال و اطفال کو یہاں کے آویں اور مقبرہ کی خدمت سے غیر حاضر ہونا نہ پائیں پس ایک چھ قصبہ محمد شاہی
 محمد تکیہ بنجونی آباد اور صاحب شاہوں کی غارتگری شروع ہوئی تو انھوں نے کئی مرتبہ اس کو لوٹا اور لاکھوں روپے
 کا حساب مقبرہ کا از قسیم فروش ٹھنڈی و طلسم و کجیا و قتل سوز و شمع و ان نقری و طلائی و غلاف نزار جو کئی لاکھ روپے
 کی تیار کئی تھا سکہاں کفن چور و گرسخت خیم اور اگر لے گئے بلکہ مقبرہ کے اندر سے بھت سی قیمتی شہر جو اسرات
 سب کو نکال لے گئے علاوہ اسکے احمد شاہ ابدالی کے ساتھ جبکہ افغانی فوج بار بار کامل آتی رہی اور مقبرہ کو مٹانا
 پر مشغول ہوتی رہی اور نہ ہی ایسی ہی اعمال صادر ہوتی رہے اور پھر وچ کے اوکھا رہنے میں انھوں نے بھی
 حتی الامکان دیر فرم کیا اور بھت سی ٹنگیہ عقیق و زرد و فیروزہ و سلیمانی و لاہور و وغیرہ کے چھپوچھپو کو کوں سے
 اوکھا رہے یہ رنجیت سنگھ کی عمارت میں اگر چہ قصبہ کی آبادی میں ترقی ہوئی مگر مقبرہ کی عمارت میں زیادہ ترقی نہ
 آئی کہ اپنی رنجیت سنگھ شاہی ممبر و غیرہ یہاں سے اور توڑا کر اور تیرے گیا عمارت شاہیہ کی سنجہ اور بازار بار
 و کشادہ چھپوچھپو سے نامور کار مالدار و کاشین کرتے ہیں دریا سے راوی اسکے زیر دیوار بھتا ہے جھپانی
 پر تھی ہے تو اس کے غرق ہو گیا بھت خوف ہوتا ہے **شہر گوجرانوالہ** چھلے آبادی اسکی ہر دور صحت پر
 بریکے صحتی غار و بھگوت سامنشی نے قائم کی اور نام اسکا خان پوسا منشی رکھا بعد سردر کشیدہ عرصہ کے قوم
 عورت گوجرانوالہ میں گانوہین قابض و دخل ہو گئی اور بانی کی اولاد بالکل بدخل ہو گئی گوجرانوالہ نے اسکا نام
 بد لکر گوجرانوالہ کہاجب سلطنت خجستانی کمزور ہو گئی اور پنجاب کا ملک و ارث منقسم ہو کر ہرنی و غارتگری کا
 میدان بن گیا اسوقت زنداران گوت بازی خان خد باور اس آبادی کے غارت کرنے پر مشغول ہوئے اس وقت
 زنداران موضع کہالی جو اس قصبہ سے بفاصلہ دو کس آبادی سے چھٹنگیہ سامنشی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دادا
 کو جو نواح موضع مہاراجہ سامنشی ضلع ہر تیرا کس زبردست فراق مشہور تھا اپنی حمایت پر لے آئے اور اس قصبہ
 مقام موضع تصور کر کے یہاں سکونت اختیار کی اور جو ملی سنجہ و سیم بنوائی قصبہ کے گرد بھی پھر شاہ بنوایا جسکو ان کے
 شہر کہتے ہیں جس کا نام گوجرانوالہ کا بھائی جانشین ہوا تو اس نے اس کا نوکراں آباد کیا کہ ایک قصبہ خوشنام بنی
 اپنی پانچویں جگہ کے پاس اسے سنجہ پھر کی مکان بنوایا اور قصبہ سینگر کو ویران کرنے و ان کے رہنوالوں کو
 اجازت دی کہ وہ اپنے اگر اس قصبہ میں آباد ہوں چنانچہ وہ سب کے سب یہاں آکر آباد ہو گئے کہ اب تک ایک

قصبہ گانکے نام سے مشہور ہے جسکو باہر کا شہر کہتے ہیں جہاں سنگہ کے وقت زمینداران قوم گوہر بھی بھیان سے
 بیدل ہو کر نکل گئی مگر نام میں کچھ تغیر و تبدل ہوا ابھی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت یہ قصبہ زیادہ تر آباد
 ہو گیا اور سندھ ہو گئی تھی نے موضع میں آکر ضلع سیالکوٹ سے آکر ایک کٹہرہ بھیان سا با محیر سردار دیا سنگہ
 نے ایک کٹہرہ بنایا اور ایک کٹہرہ سردار ہری سنگہ ٹوہ فی آباد کیا اور ایک غالیان جولی تعمیر کی مہاراجہ رنجیت سنگہ
 نے باوجودیکہ اوسکا سکھوں دہولہ بھی قصبہ تھا اسکی ترقی پر پھر کچھ توجہ کی لاہور میں قیام پذیر ہو کر اس شہر کو
 بالکل بھول گیا البتہ بجات شرق اسکے باغ کے دیوار پختہ ہوئی اور اوسمیں بارہ دری عمدہ تعمیر کی سادہ سردار
 بھیان سنگہ کی بھی اسی باغ میں ہے اور قصبہ سے بجانب غرب ثرت سنگہ کے سادہ ہے عرض سردار چرت سنگہ کے
 عمدہ ہے آج تک اس قصبہ کے آبادی زیادہ ہوئی چلی جاتی ہے جب پنجاب میں عملداری انگریزی ہو گئی تو یہ
 ڈپٹی کمشنری کرنل کلارک صاحب بجاو جولی بھیان سنگہ کے ایک بارہ مربع تیار ہو کر رنجیت گنج نام رکھا گیا
 اور شہر اٹھو ہزار تھرت صحت سے دروازہ کیالی والہ لاہوری دروازہ و دروازہ سیالکوٹ والہ لاہوری
 تعمیر کرائی اور بجانب شمال قصبہ کے سمت سی آبادی بڑھ گئی مگر شہر پناہ آج تک بھیان بنا اور سوا سے دروازہ
 کے اور رشتہ بھی بہت آمد و رفت کی ہیں ایک قلعہ فام بھی بھیان سردار ہری سنگہ ٹوہ کا بنایا ہو جو دھماکہ میں
 مرنے کے بعد سات دیوانہ وجہ اوسکی ارجن سنگہ اپنے بیٹے کو کیکر محصور ہو گئی تھی اور مہاراجہ کٹرک سنگہ نے قلعہ
 سی لڑائی کے بعد اوسکو قلعہ ہی بدخل کر کے قصبہ شہر ضلع سیالکوٹ میں بھیجا اور قلعہ ویران کر دیا تیرن
 پٹیل ورتا ہے کے بھیان بہت چھوٹی ہے اور گری فکلی در ورتک ہوتی ہے اور بھی اچھے اچھے کام ہوتی ہیں
 سندھ و مالدار اور باہو کا رنجیت ہیں پرانی آبادی میں زمینداران قوم سانسی رہتے ہیں اور باہر کی آبادی
 متفرق قوم آباد ہے علم کا چھوٹا بھی بہت ہے مولوی سراج الدین فاضل مشہور ہے تیس مسجدیں مسلمانوں کی
 اس شہر میں ہیں اور ہندوؤں کے مندر بھی بہت ہیں راجہ بیجا سنگہ کا شوالہ سب سے اچھا ہے و اگر کسی ہر ایک مذہب کی
 ہوتی ہے عمارت اس قصبہ کی سچت ہے چار ہزار چار سو گھر اور ایک ہزار سات سو دکان اور پترہ ہزار تین
 ایکاسی مردم شمار ہے یہ قصبہ شہر کلان لاہور و شہر کے سردار لاہور سے باقاعدہ چھپیں کوس جانب شمال
 آباد ہے مراہی پختہ مسافروں کے آرام کے لئے بنی ہوئی ہے یہ قصبہ ضلع کا مقام ہے صاحب ڈپٹی کمشنر
 سر صاحب جسٹس کمشنر و اکثر اسٹیشن و تحصیلداران بھیان قیام پذیر رہتا ہے اور ماتحت صاحب کمشنر
 قسٹ لاہور کے کام کرتا ہے سرحد ضلع کے لاہور سے بیس میل کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے شہر و عملداری انگریزی
 میں یہ ضلع ضلع شیخوپورہ کہلاتا تھا اور تین تحصیلیں شیخوپورہ خاص و حافظ آباد و رامن کر اسکے ساتھ متعلق تھیں
 ۱۸۵۷ء میں مقام ضلع تبدیل ہو کر جہانوالہ ضلع کا مقام بن گیا اور چار تحصیلیں قرار پائیں خاص و کوہر آباد

ورام نگر و حافظ آباد و شیخوپورہ شہرام میں تحصیل شیخوپورہ ٹوٹ کر دیہات متعلقہ اسکے حافظ آباد وغیرہ
 تحصیلوں کے متعلق ہو گئے اور تحصیل شرقی متعلق ضلع لاہور مقرر ہوئی اور اس ضلع میں تحصیل وزیر آباد قائم
 ہوئی اور شرقی اس ضلع کے سیالکوٹ کے ضلع سے و حد غربی جنگ کے ضلع کے ساتھ اور شمالی وریامی خیاب سے
 ملتی ہے جو اس ضلع و ضلع گجرات و شاہپور میں بہتا ہے اور حد جنوبی لاہور کی ضلع کے ساتھ ملتی ہے اور گوشہ شرقی
 و جنوبی امرتسر کے ضلع کے ساتھ ملتی ہے و ملحق ہے طول اس ضلع کا بہ نسبت شرق و مغرب متبذیل اور عرض جنوبی
 و شمالی جالیں ملتی ہے فی زمانہ اس ضلع کے متعلق ایک ہزار دوسو دیہات اور ایک نوین رکبہ یعنی چراگاہ ہیں
 جسکا محصول علیحدہ مالکداری سے زمیندار دیتی ہیں اسکا نام زر تری ہے آب و ہوا اکثر اس ضلع کے قریب
 اعتدال ہے علی الخصوص حافظ آباد کے پرگنہ کے زمیندار کے نام سے موسوم ہے وٹان کی آب و ہوا انھیات
 عمدہ ہے و رمال مویشی اور آدمی اس علاقہ کے کھات زر دست و قوی زور و تندرست ہوتی ہیں باقی علاقہ
 اسے ہوا ایسی عمدہ نہیں ہے اس ضلع کی زمین کو ایک تو دریامی خیاب و رسات ندیان اور نالے سیراب کرتے ہیں
 مرد و شمار اس ضلع کی مرد و زن پانچ لاکھ پچاس ہزار پانچ سو چتر ہے اور ایک بھاری جنگل متعلقہ ساڈل بار کے
 اس ضلع کے حد و زمین بھی ہے اور باقی متعلق علاقہ ضلع جنگ کے ہے اور اس جنگل کے رہنے والے لوگ اکثر چوروں
 ہیں اور مویشی دور و درجا کر چور لاتے ہیں ضلع کے علاقہ زمین ہر ایک ہر کے لوگ سکونت رکھتی ہیں شجر گورنول
 میں اکثر فائدہ ان رہیوں کے ہیں جنہیں سے فائدہ ان سردار ہری سنگہ نلوہ کا قابل ذکر ہے کہ سردار ہری سنگہ ایک
 مشہور سردار و دربار محاراجہ رنجت سنگہ کا تھا اصل حال اسکا یہ ہے کہ ایک شخص گورداس نام کو تیری گورنول
 میں رہتا تھا سردار مہان سنگہ سکرچیکہ کے گھر میں وہ اور اسکی عورت کام خد شکاری کا کرتے تھے سردار مہان
 نے گورداس کو پاس دیکر گورداس سنگہ بنا یا گورداس سنگہ کے گھر ایک بٹا پیدا ہوا اسکا نام ہر سنگہ رکھا اور
 سردار مہان سنگہ کے گھر لائی کا رہو کر محاراجہ رنجت سنگہ کے ترقیوں کے وقت وہ ہر سنگہ
 شہرام میں جب رنجت سنگہ نے تصور پر حملہ کیا تو ہری سنگہ فدایت شایستہ بجایا اور سردار و جاگیر مہاراجہ رنجت سنگہ نے جب بانی
 کی تو ہری سنگہ ہر علاقہ وٹان سکایا و بارون سے مل گیا اور چند ماہ بیمار رہا شہرام میں سالار لشکر ہو کر کشمیر پر حملہ آور ہوا
 کشمیر کے نظامت و صوبہ داری کشمیر کی ہر سنگہ کو ملی و جس جگہ پہنچا اختیار حکومت کی اور پانچو نام ہر سنگہ جاری کیا چنانچہ ایک پیر ہری سنگہ
 معروف ہے اور اسٹھ آند کا ہوتا ہے کشمیر کے رہنورد الون پر اسنو شربے شربے ظلم کے اور لوگ سخت تنگ آئے
 ہمارا نے جب یہ حال سنا اسکو کشمیر سے بلایا اور افسری فوج کی اسکو دی جب بھٹکی و دہتور کے زمینداران
 نے سنا دیکھا تو سات ہزار فوج لے کر اوپر کو گیا اور اس ملک کو لوٹ کر پہنچ گیا پھر یہ ایک چھوٹا سا ملک ہوا
 ہوا اور صوبہ داری اس ملک کی اسکو ملی وٹان بھی استوار عایا کو لوٹ کر رہا کر دیا آخر ہمارا کو نصیب ہوا

کہ یہ شخص ایک جنگ کے کام کا ہے نفاست کا کام اسے نہیں ہوتا اس لئے اسے مقام شہری بھی مامور ہوا اور
 مسجد اعظم خان کا مقابلہ اس نے بھی جیتی کے ساتھ کیا باوجودیکہ سکھوں نے اس سے بھاڑ سے شکست کھائی مگر اس نے
 جو انگریزوں کے ساتھ محمد عظیم خان کو شاور سے آئے ہوئے روکا اور کشمیر و کشمیر کے گولی مار کر غرق کر دیا
 پھر پھر اسی کو نور نوح خان شنگہ کے شاور کے انتظام پر مامور ہوا اور افغانان یوسف زئی و بارک زئی کے ساتھ
 اس نے ٹپے ٹپے سے گئے اور قلعہ جہر و دنیا یا جب سیر دست محمد خان قلعہ جہر و کے ویرانی کے لیے لے گیا
 اپنے فرزند کو مع سات ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ و اٹھارہ توپوں کے مامور کیا اور افغانان نے قلعہ کا
 محاصرہ کر کے ایک طرف تو آگ لگا دی اور دوسری طرف تو دی اور دواؤں کے نیچے لقب لگا دی تو ہر سنگ
 قلعہ والوں کے اہل و عیال کو ہونچا اور ایک ہولناکی لڑائی کر کر تین سو آدمی افغانان کا قتل کر ڈالا اور چھ توپوں
 جن میں سے ایک توپ بھی فوج لیکر چھ درہ خیر کے اندر آئے تاکہ تعاقب پر گیا تو سبھی فوج لوٹ پر گئی اور یہ خد
 سواروں کے ساتھ رہ گیا اور سو وقت شمس الدین خان افغانان سے چند مہمانوں کے ہری سنگہ پر حملہ آور ہوا
 گولی بندوق کی تمام ہتھیاروں اور دوسری ہتھیاروں کی اور گولیوں سے گرا اور سکھ اور سکھ اور قلعہ میں
 اتنے بعد دو گھنٹے کے مر گیا اور سو وقت مہمان سنگہ میر پور سے اسکی وفات کو پرشیدہ رکھا جب تک کہ لاہور سے
 راجہ دیوان سنگہ شہزادہ کبرک سنگہ و نور نوح خان سنگہ و جنرل و متور صاحب وغیرہ سردار ہونے لگے سردار سنگہ
 نے سیکرٹری کے محکم میں بھی لکھی جانے لیا کہ کین ہری سنگہ کے مرنے کے بعد ہری سنگہ کے خاندان میں شہزادہ
 میر پور یعنی سات دیوان نے وہ ہری سنگہ کی معہ پنجاب سنگہ و راجہ سنگہ سپران ملنی اپنی کے قلعہ میں محصور
 ہو گئی اور جو اس سنگہ و گوردت سنگہ کو جو شکست سے سات لاکھ زان و دوسری زونہ کی بھی کسی حقیر و خصل نہ پایا
 جو اس سنگہ نے اطلاع اسکی ہمارا راجہ رنجیت سنگہ کو کی مھاراجہ فی کنور کبرک سنگہ اپنی فرزند کو ہتھیاروں کے فیصلہ کو لیا گیا
 اور شہزادہ نے ہر چند جانا کہ وہ حاضر ہو کر فیصلہ کرے مگر اس نادان عورت نے جانا آخر لڑائی ہوئی اور
 قلعہ توپوں کے گولوں سے گرا ویا محصورہ ناچار حاضر ہوئی شہزادہ نے قلعہ شہزادہ شہزادہ شہزادہ شہزادہ شہزادہ
 کے لئے ضمانت کیا اور جو اس سنگہ و گوردت سنگہ کو گولیوں کے زونہ کی اجازت دی اس فیصلہ پر بھی فیصلہ ہوا
 اور باہمی نزاع قائم رہی آخر مھاراجہ رنجیت سنگہ نے ہری سنگہ کی خلی جائیداد ضبط کر لی لاکھ روپیہ کی جائیداد
 شہزادہ میں سے صرف اودھیش شہزادہ سورج و لکون کو دیا اور شہزادہ شہزادہ شہزادہ شہزادہ شہزادہ شہزادہ
 اس عورت کی نا اتفاقی سے سردار ہری سنگہ کا مال جو تمام ہری سنگہ نے نہانہ کو لوٹ کر ختم کیا تھا ہری سنگہ
 بعد فتح پنجاب جب سکھوں نے سیر کر دگی چتر سنگہ و شیر سنگہ اناری و اسکے فساد پر پا گیا تو جو اس سنگہ ہری سنگہ
 کا بیٹا تھا وہ ان کے طرف تھا اس پر ہم میں سب جائیداد اسکی ضبط ہو گئی اور وہ مانتا اور ہتھیاروں کی لکھائی

میں صاحب شہنشاہ میں معتمدہ فوج انگریزی کا قیام ہوا تو فوج کے ملازم رکھنے میں جو اہل سنگہ نے امداد کی تو سکھوں نے اس کو معتمدہ رسالہ داری کا دیا اور ان خدمات کے عوض میں جو اوسنی معتمدہ دن کے متبادل میں کدیں کار
 نے ہاگیر جمعی اکبر ارتین ہو چکا تو یہ دوسرا سالانہ کمی اوسکو مرحمت کی۔ آنریری محکمہ ٹیٹ ٹیٹس گر انوالد بھی ہوا
 گور دت سنگہ جو اہل سنگہ کے ہمراہی میں پنجاب کے سکھوں کے معتمدہ کے وقت وفادار سرکار کا کاردار اوسکی
 جاگیر بھی ضبط ہوئی اور سمات دیان کو آٹھ سو روپیہ سالانہ ایک لاکھ سرکار سے ملنے سے قصہ میں آنا
 سرزمین دواہر پنجاب میں بھی قصہ اوس شکر پر جو لاہور سے وزیر آباد کو جاتی ہے تین میل شمال کھٹون
 لاہور سے آباد ہے اور گوجرانوالہ سے فاصلہ اسکا پانچ کوس شمار میں آتا ہے پرانی تاریخوں سے ایسا ماہ آتا
 کہ بانیہ اس قصہ کی سمات ایمنہ سلطان فیروز شاہ غلجی کی دایہ تھی اوسنے بھیہ قصہ شہید ہوا دواہر فیصل کی بھی
 شہیدہ تعمیر کی اور نام اسکا اپنے نام پر اہل آباد رکھا سلطنت اسلامیہ کے وقت تک رونق اس قصہ کی
 صحبت تھی رہی جب سکھوں کی فوج آئی تو کئی مرتبہ غارت ہوا رہی داسے متفرق ہو گئے مسلمانوں کے معتمدہ
 میں بھیہ قصہ کا کم نشین تھا اور نواکھرو دوسرا کا محال اس کے متعلق تھا اور ایک در کتاب میں حال اس قصہ کا
 لکھا ہوا نظر آتا کہ محلے ہر مقام پر جنگل ویرانہ تھا اور شاہیوں والی سا لگو کے بھان شکار کا ہتھیار میں نہ ہوا
 ایک گانا آتا دیکھا گیا جسکا نام سید پور سلطان تھا دت سنگہ جو اہل شاہ شیر شاہ سوراخان نے ہمایون بادشاہ
 کو شکست دیکر سید برقصہ کیا تو عامل ہمایون کا جو اس علاقہ کا حاکم تھا شیر شاہ سے لڑا شیر شاہ جب دوسرا غالب آیا
 تو اوسنے اس قصہ کو بچا کر دیا اور اوسکے پاس ایک قصہ اور آباد کر کے اوسکا نام شیر گڑھ رکھا جب سلطنت
 افغانی جاتی رہی اور اکبر بادشاہ ہمایون کا بیٹا سید کا شاہ شاہ ہوا تو اوسنے شیر گڑھ کو آباد دیا اور محمد امین
 گور دت کی کو حکم دیا کہ وہ حدید آبادی ہر مقام پر آباد کر کے اپنے نام پر اوسکا نام رکھے چنانچہ اوسنے قصہ ہر جو
 حال آباد کر کے امین آباد کے نام سے سکھوں کو سونپ دیا اور وہ آبادی اب تک آباد دلی آتی ہے اور یہی
 کثرت ہر حال میں آباد مشہور ہے عہد حکومت شان چٹائی تاک بھیہ قصہ نامی وگراھی پرگنہ تھا تقدیر کا خدا
 اسکا نام چھابھال امین آباد لکھا ہے بعد سلطنت احمد شاہ درانی کے جب دوسنی لغارت و تاراج شہر دہلی
 شہر کے معاہدوت کی تو پنجاب ملک دوسنی اپنے تخت میں رکھا اور تیمور شاہ اپنے بیٹے کو اوسنی نظامت علاقہ
 کی دیکر لاہور میں قیام کیا اور سردار جھان خان سپہ سالار فوج پنجاب کو اوسکو پاس چھوڑ کر قندھار کو چلا گیا اور
 جاسنے کے بعد آدمیہ بگ خان حاکم سابق دواہر بٹ جالندھر بھرا بھیہ شمار فوج سکھ و سندوستانی کے بھلائے
 فوجدار احمد شاہی کو جو اوسکے طرف جالندھر میں حاکم تھا شکست دیکر جالندھر سے نکال دیا پھر سرزندہ کا ندوت کیا
 پھر لاہور کو رجوع کیا شاہزادہ تمجود کے پاس اوسوقت فوج صحبت کم تھی اوسنے اوسکے ساتھ لڑنا مناسب نہ جانا

اور ہتمام پر اگر قبضہ حال خدمت میں احمد شاہ کے لکھا اور بانٹھا نوح ابدادی کے اسمقام پر پھر ارٹا اور شہر لکھا
 نے لاہور پر بھی قبضہ کر لیا اور ایک شخص مسمیٰ میرزا جان کو اپنی طرف سے لاہور کا صوبہ دار بنایا اور ایک بھاری
 نوح شاہزادہ تھوڑے کے اخراج کے لئے اس آباد کو روانہ کی سرور ارجان خان اگرچہ اس وقت بڑی مضبوطی کے
 ساتھ لڑا اگر آخر کار شکست کھائی اور شاہزادہ کو ہمراہ لیکر ایک کسٹرن بھاگ گیا اور یہ قبضہ آونہ ملک خان کے
 نوح کے قبضہ میں آگیا۔ یہ قبضہ بھارت وچپ در خوشنما ہے باغات بھی اسکے نواح میں بہت ہیں ایک مکان
 ہندوؤں کا وڈی صاب نام سے تالاب باغ و باولی بھان موجود ہے جہاں ہندو بدھ و برہمنی کئی نکلتے ہیں اور
 ہر سال وہاں میلہ ہوتا ہے مسجدیں بھی اس شہر میں بہت ہیں ایک جامع مسجد پرانی عمارت کی بہت اچھی مبنی
 ہوئی ہے مگر مرمت طلب ہے اور ایک مقبرہ بگم کا بھان مشہور ہے اسکا حال اسطر جیتر ہے کہ بعد فرخ سیر
 بادشاہ میر احمد خان امیر صوبہ کشمیر بنکر دہلی سے اس آگے کشمیر کو جانا تھا جس میں قبضہ کے پاس ہو چکا تو وجہ
 اسکی مرگئی اور بھان بد فون ہوئی اور مقبرہ عمدہ بنا کر ایک آبادی کی تجویز بھی اسمقام پر کی اور اسکا نام
 بگم لورہ رکھا وہ آبادی اب بران ہو چکی ہے مگر نشان اسکی نمایاں ہیں بگم کے مقبرہ کے سر کے طرف درخت
 سولسری کا بھارت خوشنما ہے۔ اس قبضہ میں اچھے اچھے شریف لوگ قیام پذیر ہیں اور دیوان والا سہا
 دار الامام ریاست جموں و کشمیر بھی اسی قبضہ کے رہنے والا ہے اور اسکے جلیان عالیشان مبنی ہوئی ہیں
 تمام قبضہ کی عمارت نچتہ ہے کل مردم شماری اس قبضہ کی چھ ہزار سات سو گیارہ نو سو چار گھر اور سات سو
 ستتر دوکانیں ہیں ہر ایک شہر کے لوگ ہندو مسلمان بھان قیام پذیر ہیں مگر ہندو سیٹ و رعایت خان
 جو الاسہا کے بھان امیر آپ کو صاحب اقتدار سمجھتی ہیں اور مسلمان مغلوب و محکوم ہیں بھلے بھلے قبضہ نام سیکھو
 کے متعلق و مقام تحصیل تھانہ نام میں شامل ضلع گوجرانوالہ کے ہو گیا اور تحصیل بھان سے اونٹھ گئی اور سو
 سے رونق کم ہے اور خرید و فروخت ہر ایک طرح کے جنس کی ہوتی ہے **قلعہ دیدار سنگہ**
 تخمیناً اسی برس گذرنا ہے کہ بعد حکومت سردار جہان سنگہ مسمیٰ دیدار سنگہ جاٹ گوت سندھو نے پھل اسمقام پر
 ایک کوا قلعہ بنایا پھر گانو کے آبادی کی بنیاد کھی اور اپنی نام پر اسکا نام قلعہ دیدار سنگہ رکھا جاٹ سندھو
 اور وڈر اپیم بھان کے زمیندار و مالک ہیں کنبل اون کا بھان اچھا بنانا ہے اور سو باری لوگ اونکو خرید کر
 دور دور لیجاتے ہیں اور ایک چھوٹی سی منڈی تجارت بھان موجود ہے عمارت اس آبادی کی اکثر عام ہے
 مگر اب جو الاسنگہ کٹری نے سرائی سنجیتہ بنوائی ہے اور مسافروں پر وقف کر دی ہے ہار سو اس قبضہ کی خانہ
 شماری اور دہزار ہار سو آدمی رہتی ہیں اور قبضہ کے لوگ آسودہ حال ہیں اور تحصیل گوجرانوالہ کے متعلق
 اسکا نام ہے **موضع شگل و ناسنگہ** یہ آبادی بھان حکومت سردار بھان سنگہ چکہ میں مبنی و دنا

قوم لبانہ نے موضع کھوڑی ضلع گجرات سے آکر آباد کیا اور کسیدہ مدت موضع ڈھولن متصل اس گانہ کے رہ کر
خرد و فروخت تک میں مشغول رہا چونکہ آدمی لائق و خدمتگزار تھا سرور مہاشنگہ فی کھد علاقہ سے اور سات دیہات
اور سکے جاگیر میں دیدیا اور اسے امارت کے درجہ تک پہنچا اس آبادی کی ترقی میں کوشش کی اور کبارہ نالہ
و ایک اس سستی کو لیا گیا۔ اس سرزمین میں چانول یعنی شالی قسم اول پیدا ہوتی ہے جسکو سوین پت کہتے ہیں
یہاں کھوڑی اور کھوڑی پور کے قصبے میں عمارتیں گانہ کی مناسبت سے صرف ایک سرائی اور چوکی پولیس
دوکان بنچہ ہے اور ایک سادہ بالکٹ ام سادہ اور اسی کی بھان موجود ہے اقوام جاٹ رندناوہ ساوہ
لبانہ لوگ بھان بنی ہیں اور دوسو سچاس گھراؤ زمین دوکانیں اور ایک ہزار تین سو چھاسی ہر دم شہار بنی ہے
اور بسب قربانہ ڈاکٹری شکار بھلی کا بھان بکثرت ہے اور گانہ کے لوگ اکثر مچلی کرکڑ گور انوالہ وغیرہ مچھون
فروخت کرتے ہیں موضع گورٹا مچھو ریحہ گانہ ضلع گجرات کے متعلق ہے وہ شہید اسکا معلوم نہیں
مشہور ہے کہ ایک شخص گونا نام غور لقب فی امیر تیور کے حملہ کے وقت ہکو آباد کیا اس کے مالک قوم لبانہ
اور جاٹ گوت کہو کہ زمین شالی قسم عمدہ بھان پیدا ہوتی ہے دو خانقاہیں قدیم زمانے کے بھان بنی ہوئی ہیں
ایک بزرگ کا نام میر گیلان اور دوسری کا نام میر گیلان ہے اور پیر جاہ اسوچ میل ہوتا ہے کہتے ہیں کہ جب امیر
بھان بچو بچا تو منو دیہان کے اسکے مقابل ہوئی اور لڑائی ہوئی تھی وہ بزرگ بھان شہید ہوئی تھیں ہوا بکثرت
کھراور سترہ دوکانیں اور ایک ہزار دوسو بانوین زمین و مرد باشندہ ہیں اور ولید اکھو کھرا اس گانہ کے
رہنے والے کو سرکار سے عمدہ ذلیلا جی ملا ہے موضع بل شاہ دولہ گانہ کناہہ آباد
متعلق ضلع گجرات کے آباد ہے چونکہ اس مقام پر ایک سختہ بل خواجہ شاہ دولہ حضور وادی گجراتی کا نالہ
ڈاکٹری بنوایا ہوا سوچو ہے اس کے اس گانہ کا نام بھی بل شاہ دولہ مشہور ہو گیا شاہ دولہ ایک کامل
والی گجرات کر رہنے والے تھے جکا ذکر خیر اس کتاب میں اولیا کے تذکرہ میں تحریر ہوگا انشا اللہ تعالیٰ اور
نے اس علاقہ میں بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں اور مچھو بل بھی نالہ دیک پر او بھن کا تعمیر کیا ہوا
بھلی اس گانہ میں چند گھر قوم افغان کے آباد ہوئے تھے رفتہ رفتہ صورت گانہ کی بن گئی شالی قسم سوین پت
و بھن مٹی بھان پیدا ہوتی ہے عمارت اسکی خام ہے گرد و طرف بہان نالہ دیک عمارتیں مچھو دیوار گانہ کی
بطور فصل بنی ہوئی ہے ایک سو چھتر گھراؤ زمین دوکانیں اس میں ہیں اور شہر سوستر آدمی کی آبادی ہے خرید و فروخت
شالی کے بکثرت ہوتی ہے زمینداران قوم کھنڈ اور ڈرکن اس کے مالک ہیں موضع گورٹا مچھو کا مچھو
سے مچھو میں مچھو کامون عمارت قوم درک نے موضع کھلی مشہور ضلع گجرات کے ایک ویدہ اندھیل میں بھلی
آباد کیا اور نام اسکا گورٹا مچھو کہتے ہیں نام جو کہہاہ فٹہ فٹہ آبادی اسکی بڑی گئی اور قصبہ کے صورت میں

زور آبادی سے کہی یہ دیران پھین ہوا اب بھی مالکان اسکے زمینداران قوم ورک میں اور سب سے زیادہ کامیاب
 بانی قصبہ کی گانو کے پاس موجود ہے یہ آبادی لب شرک جولاہو سے شاد کو جاتی ہے آباد ہے سرکاری
 سرائی اور پراوا اور بردشت خانہ اور تھانہ بھان موجود ہے عمارت اسکی عموماً خام ہے چار سو چوبیس گھر
 اور پتاون دوکانین میں اور دو ہزار چار سو تیس مردم شماری کے اور کچھ خرد و فروخت بھان محبت ہوتی
 اور قصبہ کے لوگ آسودہ حال ہیں **موضع نوشہرہ** پچھلے بھل اس گانو کو زمینداران جاٹ قوم
 خندہ نے آباد کیا تھا پھر وہ کسی سب سے دیران ہو گیا پھر عہد شاہجہان بادشاہ میں سہمی گھر جاٹ قوم
 ورک نے موضع کڑیاں متعلقہ گوجرانو اس کو آباد کیا نوشہرہ اسکا نام اس وقت ہوا گیا کہ دیرانی
 آبادی کا مقام حکومت پنجابی زبان میں کہتے ہیں اس آبادی کے قریب موجود تھا وہ بڑائی آبادی
 بھی اسکی آبادی کے وقت آباد ہو گئی اسکا نام تو تہ خندہ دیران والا قرار پایا اور اسکا نام نوشہرہ
 یعنی شہر جدید مقرر ہوا مالک اس سستی کے زمینداران قوم ورک میں عمارت اسکی خام ہے مگر ایک تالاب
 باہر قصبہ کے موجود ہے جو دو طرف سے سختہ اور طرف خام ہے اسکے کنارہ پر ایک ٹھاکر دوارہ اور
 اندر قصبہ کے ایک دیوی دوارہ نام ہوا ہے دو سو گھر اور بیس دوکانین اس میں موجود ہیں اور
 مردم شماری ایک ہزار ایک سو پچیس ہے **موضع کوت بھو اشہ اس** عہد سلطنت شاہ
 بادشاہ دہلی کے ہوا اس کو کٹری کوت ملی نے مجھ گانو آباد کیا اور اسے نائب مسی دہلی قوم سرکو
 اچھا ہو کر خود دہلی کو جان دے نو کر تھا اٹھا اور اسی طرف رہا پھر نہ آیا اس سے سو مالک اس گانو
 کے قوم سرکو گئی اور کچھ ملکیت قبضہ کتران قوم سہگل کے ہی اور خروے ملکیت پر کتران کو شہلی
 بھی قابض ہیں تین سو پچیس گھر اور اکتیس دوکانین موجود ہیں اور تین سے پانچ گھر اور پانچ دوکانین
 سختہ بنی ہوئی ہیں باقی خام ہیں اور ایک تالاب سب سے تعمیر کیا ہوا اور زیر سہائی کا اور ایک باولی سختہ بنا
 ہوئی لچھی سہائی کٹری کی ہے اور ایک سارہ باوا کاشی گر کے برب تالاب سے مٹا گئی کے روز دیا
 سید ہوتا ہے اور ایک ہزار چار سو تیس آدمی زن و مرد اس میں سکونت رکھتے ہیں **موضع جھلم**
 پچھلے بھل مجھ قصبہ مسی جھلم قوم دہوتروئے موضع دہوتی متعلقہ تحصیل حافظ آباد سے اگر آباد کیا اور
 اسکا اپنی نام پر جھلم رکھا سو برس تک آباد رہا پھر برب خارہ و نقصان کے دیران ہو گیا اور پچاس
 سال تک دیران پراوا پھر ایک شخص ہومیان نام جھلم کے پوتے نے ضلع ساکوٹ سے آکر اپنی قوم
 ملک کو آباد کیا اور دین سے پھر دیران پھین ہوا بلکہ آبادی اسکی روز افزون ہے مالکان قصبہ
 کے بانی قصبہ تک تیرہ پشت گذر چکے ہیں دو سو پچاس نوین گھر اور پندرہ دوکانین قصبہ کے ہیں اور

بانو او متالین ن و مرد مردم شماری ہے گانوں کے زمیندار آسودہ حال میں موضع حصہ
 شہر صوالہ کی آبادی موجودہ حال سے بھان ایک گانہ افغانوں کا آباد تھا وہ کسی سے آخر
 گیا اس کی غیر آباد کا نام حصہ شہر تھا پھر در عرصہ اڑھائی سو برس کے اس حصہ کو سہمی خلی خد جاٹ گت
 سندھ نے آباد کیا پھر وہ موضع ہرنا متعلق تحصیل جو بنان ضلع لاہور میں تھا وہاں سے سبب نا اتفاقی شرکاء
 نکل آیا اور بھان اگر زمینداری حاصل کی چونکہ وہ قوم کا سندھو تھا حصہ گانوں بھی حصہ سندھو ان شہر ہوا
 مالک اسکے اقوام مشرق قوم قریشی و اراکین سندھ ہو گئیں و کمتری میں عمارت اسکی خام و دوسو چتر
 اور دس دکانیں کنہر اریہیں سوار شمس مردم شماری ہے زمیندار دولت مند ہیں اوسط درجہ کے ہیں
 قبیلہ مہسایان سنگہ چلے اس قبیلہ زمین میں جو متعلق اس قبیلہ کے ہے دو گانہ چکنا نام کوئی اور شاہو تھا
 آباد تھا عرصہ سو برس کا ہوا کہ شہر ت مہسایان غارتگر کر آخر گو جب زمانہ سلطنت بہاراجہ سخت سنگہ کا آیا تو ہوا
 کہتری سوتی ساکن نکل چکے بہاراجہ کے دربار میں افتد اریا اور بہاراجہ فراد کو فوج کا سربراہ کرنیل کا خطاب
 اور سرداری کے راتب پر پہنچا کہ فطانت کشمیر کی اوسکو بخشی اور وہ مدت مدت تک صوبہ کشمیر کا راجہ اور کاروبار
 شیرنگ نے رانی خد کنور پر غالب کر لاہور لیا اور سبب نظام جدید کے چند فوج خود سری تو کشمیر کی ماورہ فوج
 جو اسکی دشمن تھی موقع وقت دیکھ کر اوسکو قتل کر ڈالا اوسنی بھیہ قبیلہ کا نام بہاراجہ کے قبیلہ مہسایان نام رکھا او
 ر پھر ان کے مکانات ختم کر دیئے مہسایان کے مرنے کے بعد سنت سنگہ بیا اوسکا بھی بھاء جو حکم فوج کا میدان تا آخر وہ بھی گیا
 اور سنگہ دیوی سنت سنگہ کی زوجہ معہ ایک دختر کے باقی رہی جو اب تک حیات میں اس گانوں میں لگا قوم مشرق سید و کہتری وغیرہ
 ہیں اور ایک باغ جرنیل مہسایان سنگہ کا تیار کیا ہوا موجود ہے اور ایک بارہ دری شہر کی اندر ہے اس قبیلہ میں جہا علم کا
 محبت ہے اور مولوی غلام رسول جو ایک عالم متبحر و فاضل اجل فقیر صورت درویش سیرت خاندان نقشبندیہ
 کے مرید تھے اس قبیلہ کی زمین زینت بلکہ تمام پنجاب کے اوساد تھے لاہور کے لوگ جب تمام اونکے مقیم ہو گئے
 اور غرت اونکی ٹبرہ گئی تو ایک حاسد شیرہ دل سیاہ باطن نور احمد نام نے ایسی موقع پر کہ سرکار انگریز دہلی کے
 معتمد کے چہیلے میں پہنچے ہوئے تھے اونکی نسبت معرفت پادری نور من صاحب کے بھٹہ ظاہر کر دیا کہ یہ مولوی
 لوگوں کو چھاد کی ترغیب دیتا ہے بھات حاسد کی اوسوقت اثر کر گئی اور مولوی صاحب گرانہ سرکار میں ہو
 اور حکم ہو گیا کہ مولوی اپنی گانہ کھین جائے باغ غرض کئی سال تک اونکی آمد و رفت بند ہو گئی اور انکی
 کے طور پر اپنے ہی گانوں میں بسر کرتے رہے اور نور احمد شیرہ باطن نے ایکٹ مانہ کو اونکی فص عام ہو کر دم دیا
 اور وعظ اونکا بالکل بند رہا اگرچہ نور احمد کو اس باب میں سخت بدنامی ہوئی اور لوگ دس و دشمن دین سمجھنے
 مگر شیرہ دل حکم تھا چند سال کے بعد بھٹ ہو کر کوشش کی بعد اونکی آمد و رفت جاری ہوئی اور وعظ بھی ہونی لگا

حضرت فوت ہو گئے ہیں خدا رحمت کرے بسبب نوم نراجی حضرت کے آخر دو چار سال سے لوگ ازبک و ترک
 قتل کرنے لگے تھے ہو اسلئے کہ غفلت کے وقت چھکے کسی کوئی مسئلہ تیرید و بھو او اس فرقہ کے بیان غصیل کرتے تھے
 کہ وہیں ایک کو خوف ظاہر ہوتی عداوت اور رہا ہوئے فساد کا تھا اسلئے ان کا وعظ صرف خدا و رسول کے
 احکام اور حدیث کے مضامین کے بیان سے ملتا تھا جھگڑے اور فساد کے تقریر وہ کہیں نہیں کرتے تھے اور
 کسی سے لڑنا نہیں چاہتے تھے اس بزرگ کی زیارت چند بار غلام سرور مولف کتاب لکھے تھے بھی کی اور فیض دیتے
 بھرہ یاب ہو اس بیان شدہ اگر مرد خدا اندر حجاب بود و بہان بود و بہان بود و بہان بود و بہان
 اس قبیلہ کی خیمہ و خام ملی ہوئی ہے تین سو چودہ گھراور ایک سو سولہ دوکانیں ہیں اور تین اسٹھ گھراور دس
 دوکانیں خیمہ ہیں اور ایک ہزار چار سو پچیس مردم شمار ہی ہے **موضع مرالی والہ قبیلہ**
 کی آبادی سے ایک شکار گاہ حاکم نجاب نے بیان کیا ہوا تھا پھر در عرصہ تین سو برس کے میرزا احمد شفیع
 قوم غل نے اس جگہ کا نو آباد کر کے شفیع آباد نام رکھا وہ گاؤں ایک سو برس تک بادریا پھر سیٹ مادی مذہب کے
 بے چراغ ہو گیا پھر ۹۵ء میں سہی مرالی قوم راجپوت گوت بھٹی نے اسی جگہ کا نو آباد کر کے اوسکا
 نام بر ماری والہ رکھا تب سہی راجپوت بھی کسی دیران نہیں ہو اعلیٰ اسکی قبیلہ اقوام مختلف مثل مغل و
 کہتری تھا بل غیرہ کے ہے عمارت اسکی خام ہے صرف سادہ بانی وید کی خیمہ بنی ہوئی ہے اور ایک ہر مردم سا
 آبادی کے اندر بھی ہیں سادہ مسمی تار از ام سادہ کے بنی ہوئی سہم سال باہر دھڑ دھان ملے ہوتا ہے اور
 دور و نزدیک پہلے رہتا ہے اور باہر گاؤں کے ایک تالاب پر جسکی ایک دو اسٹھ اور تین طرف خام ہے اور بھی
 ایک ٹھاکر دوارہ بنا ہوا ہے وہاں لوگ روز بیا کہی جمے ہوتے اور غل کرتے ہیں اس گاؤں کے پاس پانی کثیر
 اور تین دوکانیں اور دو ہزار ایک سو اٹھتر مردم شمار ہی ہے **موضع گوندلان والہ قبیلہ**
 گاؤں گوندلان قوم گوندل نے آباد کیا اور گوندلان والہ نام رکھا عہد آبادی انہوں سے یہ کہی دیران پڑا
 زمانہ غارت گری سکھان میں مسات راجپوتان زوجہ گوندل کے ہنگی کیتھد فوج لیکر اس قبیلہ پر حملہ آور ہوئی کہ
 زینداران قوم وڑیچ نے مقابلہ کر کے باندھ لی اور اسکو قبیلہ میں دخل نہ دیا و ماہ تک اسہیں کھکھش علی آخر
 وہ بے حصول مرام واپس علی گئی اب ملکیت اسکی قبیلہ زینداران قوم وڑیچ ہے خرو و من کاٹشی ورنی ہر
 قبیلہ میں اچھے بنتی ہیں اور چھ دوکان طردنہ ساڑن کے جاری ہیں عمارت قبیلہ کی خام ہے پانیو ساجس گھر
 اور سچاس دوکانیں موجود ہیں اور تین سے دس گھر خیمہ یا سب کچھ ہیں اور ایک تالاب در ایک ٹھاکر
 تعمیر کیا ہوا ہے صر و لو ان چند کا بیان ہے اور صر و لو اپنی ہمارا راجہ سنجیت سنگا کے وقت امیر کبیر و افندہ فوج
 اور اس قبیلہ کا رہنے والا تھا اس کے وقت یہ قبیلہ شری اور لٹا رہتا تھا آخر وہ لاولہ مر گیا اور خاندان اوسکا

جائیداد ہزاروں روپے میں آدھی صدی میں اور پانچ سو پچاس گھروں پر چاس دو کائین اور ایک سو پچاس
 قصبہ شعلی گوجہ انوالہ کے زمینداران بدرجہ اوسط اسودہ حال میں **موضع کربال** عہد ہمارے
 بادشاہ میں سہی کرن جات قوم ورکے سکوا آباد کر کے کربال نام رکھا۔ وزیر آبادی سے سمٹا کر غنی ہو گیا
 یہ آبادی بعد از ان پورہ اسی انگریزی چھارچ سنگہ مندر و چلی بھائی بھر سنگہ گاسر کار کے خوف سے بھاگ کر
 اس قصبہ میں پناہ لایا گا نو والوں نے اسکی خاطر کی جب فوج سرکاری اسکی گرفتاری کے لیے آئی تو گا نو
 نے اسکو بھگا دیا گرفتار ہونے نہ یا اس جرم پر سرکار نے اسکا نو کو دیران کر دیا اور زمیندار اپنی ملکیت میں لکر
 بیٹل کے گئے۔ چار ماہ کے بعد پھر سرکار بھربان ہوئی اور دوبارہ زمینداروں کو اس میں رہنے کی اجازت دی
 یہ پھر آباد ہو گیا پانچ سو اکتیس گھروں پر چاس دو کائین اسمین میں زمین سے پندرہ گھروں و دو کائین
 باقی سرگام میں دوسرا ایک سو اٹھ آدمی و دو زن کی آبادی ہو صاحب سنگہ ورکے نمبر دار اسکا نو کا بعد
 زلیہ اری جت سارہ **موضع فیروزوالہ** پہلے چل اسکا نو کو مسہی فیروز دین نام زمیندار قوم ہٹی
 نے آباد کیا اور اپنے نام پر فیروز والہ نام رکھا چونکہ اس کے چھان زمینداروں نے دیکھا تو اسکی ایک
 خاندان قوم بوٹرا اور دوسری خاندان قوم ران میں بسا ہی گئیں اور بانی نے دو نوٹیوں کے خاندان کو
 یہ کہ ملکیت اس کا نو کی دیدی نہ دار ضلع سلطان علیہ میں سہی رعایت خان زمیندار اس قصبہ کا خود سرگام
 مھان سنگہ ہمارا راجہ رنجیت سنگہ کے باب سے پوریش کی اور فریقین میں چند بار مقابل ہوئی بھت سی آدمی قتل میں
 اور سوت کر م سنگہ ہنگلی و نو کے درمیان آگیا اور سنی براہ فریب رعایت خان کو اپنے پاس بلا کر قتل کر لیا
 قصبہ پر قبضہ مھان سنگہ کا ہو گیا اور رعایت خان کے خاندان سے سرداری جاتی رہی مگر ملکیت اب تک
 اونچین و قومون بوٹرا اور ران کی ہے غلہ گندم اس قصبہ کی زمین میں قسم اول پیدا ہوتا ہے جو داؤد خاں
 اور وڈا نک کتے میں اسکی تجارت و در و ترک ہوتی ہے ایک خانقاہ ختمہ رضا علیشاہ فقیر کی ہے
 یہ ہے وٹان ہر سال باہر بھادون ملہ ہوتا ہے اور جھان خان زمیندار بوٹرا اس قصبہ کا نمبر دار سرکاری حکم
 فیڈر اریٹری عمارت قصبہ کی خام ہے پانچ سو دو گھروں پر چاس دو کائین میں اوچین سے ایک گھر اور
 ایک سو دو کائین پچھتر ہزار اٹھ سو اسی تین دن و سرد مردم شمار ہے **موضع ابدال**
 کا زمینی ابدال قوم جٹا چیمہ نے آباد کر کے اپنی نام پر اسکا نام بھی ابدال رکھا اسکی اولاد اب تک قابض
 اور وہ انشا پورہ گیارہ فٹ کے فریو سے ابدال تک پہنچاتے ہیں وزیر آبادی سے کہی دیران زمین ہوا
 و دو سو پچاس گھروں پر پندرہ دو کائین اور ایک سو اٹھادون مردم شمار ہے **موضع شال**
 زمینداران سلطان علیہ میں مسہی خندروپ بدیہی نامکے پوتا نے یہ گا نو آباد کر کے اپنی بیٹی سنگہ کے نام

براسکا نام شہنشاہ پور کہارفتہ رفتہ آبادی ٹبرہ گئی وہ آبادی سے اب تک رونق پر ہی کہی دیران محسن
 ملکیت اس قبیلہ کی بدیون کے قبضہ میں ہے ہندو پانی دیہہ کی سادہ گائو میں بنی ہوئی ہے ایک سو چار
 گھر اور تین سو دکانیں ان میں سے اوش گھر تختہ ایک ہزار دسویں تالیس دم شمار میں ہے **موضع ازب**
 قدیم زمانہ میں اس مقام پر ایک تختہ آبادی راجہ راجہ کی آبادی ہوئی ہو جو بعضی وہ کسی سبب سے ویران
 ہو گئی اور بدلت بدلت وہ ٹھلہ ٹھلہ آبادی راجہ راجہ کے سوسن تین سو برس کے سہی اور ڈو جات قوم ہندو
 نے دکن کے ملک سے اگر اس قوم کو آباد کیا مگر نام وہی قدیم بانی کے نام سے اور پ قائم رہا اب زمینداران
 قوم جات ہندو و نیمہ و زندہ گادہ میں زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ میں بسبب شدت فحش کے بہت سی گھر اس قبیلہ
 کے آج گر چہ گئے تھے غریب کی طرف تباہ قبیلہ کے نزار شاہ بہمن ولی کی سے ایک مسجد کے بنی ہوئی ہے
 اور دوسری خانقاہ شاہ گوڈر ولی کے مشہور ہے اور ایک سادہ اڈو بانی دیہہ کی موجود ہے **موضع**
 تختہ و تمام دیہہ بنی ہو باون گھر اور آٹھ دکانیں بنی ہوئی ہے ایک سو چار گھر اور دو دکانیں تختہ میں ہے اور ہزار ایک سو
 ہے اور دو جات ہندو ریحان کا تمبر دار ذیلاری عہدہ پر ممتاز ہے زمیندار قبیلہ کے آئودہ ہار
موضع لوٹالہ محلہ اس مقام پر بھی اور ڈو جات قوم ڈراپم نے موضع ترکہ متعلقہ گوجرانوالہ سے
 آٹھ گھر مقام پر ایک گائو آباد کیا اور ایک ٹھاکر دارہ ناکر مورت ٹھاکر ون کی رکھی اوس سب کے
 سے سلمان اس گائو کو بت والا کنوٹ کے پھان تک وہی نام مقرر ہو گیا رفتہ رفتہ بت والا سے بتالہ
 ٹھکر گائو بدلت ٹھکر و سکی اولاد پھان قابض رہی پھر وقت ضعف سلطنت عثمانی کے جب پنجاب کے ملک
 گھر گھر راج ہو گیا تو زمینداران قوم چٹے نے اس گائو کو لوٹ کر رہا کر دیا اور مالک اسکی پھان سے آٹھ گھر
 موضع اوگون میں جا رہے اور بس بس ٹھکر اچھا راجہ ازان پھان سکھان اوسی اور ڈو بانی دیہہ کے
 اولاد میں سہی شاہ محمد جو یا سون شہت سی اور ڈو اکا پوتا تھا اور سلمان ہو چکا تھا موضع اوگون میں ایک
 دوبارہ اسکو آباد کیا مگر یہ آبادی پرانی آبادی سے بیجاں ہو کر بقدر فاصلہ پر آباد ہوئی پھر چار
 بدیون کے باب کے اشارے سے قوم چٹے اسچلا اور ہوئی تمام ڈراپم قوم نے شاہ محمد کی حمایت کی
 اور قوم چٹے کو پر قابض ہونے نہ یا اب ملکیت اس گائو کی زمینداران قوم ڈراپم قوم کٹری ہندو کی
 سردار چند سنگھ اس قبیلہ کا رہنے والا تھا راجہ رنجیت سنگھ کے دباہ سردار صاحب توقیر تھا اب بھی وہ
 جاگیر دار ہے اور اختیارات آزیری محشر ٹی کے اوکو حاصل ہیں ذیلاری عہدہ بھی اوکو ملا ہوا
 ہو سکی ہے بیان اور بدیون اور سرامی دباہ مع بارہ دری و شوالہ باعث زینت اس قبیلہ کے ہیں
 گائو سنگھ کی حویلی بھی دباہ وغیرہ دیہہ بنی ہوئی ہے عمارت اسکی خام سی اور خانہ شمار میں تین سو چار

ہے اور میں سے گیارہ مکان اور آٹھ دوکانیں تختہ میں اور ایک ہزار نو سو بیالیس آدمی ہے اور زمیندار اسٹو
 میں قبضہ مطلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے **موضع** **مشت** یا **لہ پھلے** چھ آبادی سہمی مال حب قوم ڈیر
 نے خطہ غزنی سے آکر آباد کیا اور اپنے نام پر نام اسکا ملالہ رکھا ہے۔ ان کی کثرت استعمال منڈیالہ مشہور کیا
 اور آبادی سے آج تک کہی ویران بھین ہوا اولاد اسکے آئندہ کہ جو وہ نسبت گذر میں برابر مالک ہیں
 مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس قبضہ پر پوریش کی اور سردار مل سنگھ جاٹ جو اس زمانہ میں قاضی و متصرف تھا
 مطیع ہو گیا اب بھی زمیندار ہی اس قبضہ کی قبضہ زمینداران و ڈیرا سچ ہے دو سو بیاسی گھر اور سچا پیش و کانیز
 ایک ہزار آٹھ سو مردم شمار ہی ہے **موضع** **پشت** کہہ زمانہ قدیم میں اس سرزمین میں سہمی ملیا
 جیسا کہ ایک جگہ جسکی بٹی مسات لو مارا جہاں ساہیابن والی سیا لکوت کی رانی تھی اسے اس جگہ ایک شہر
 آباد کیا ہوا تھا جب مسات لو تاجوان ہوئی اور شہر حسن و جمال اسکی کا عالمگیر ہو اور راجہ سالباہن فرزند خواست
 کی کہ ناطہ لو تاجا اسکے ساتھ ہو جائے مگر ملہا نے منظور نہ کیا اس بات سے راجہ سالباہن کمال غضبناک ہوا اور فرج
 لیکر اوپر پوریش کی اور بہت سی ٹرائیاں انہیں ہو کر راجہ پلپا یا گیا اور لو تاجا کو راجہ سالباہن بزرگ دہشتی گیا
 اور اپنی رانی بنایا اس جنگ میں بھیہ شخص بھی ویران ہو گیا مدت مدید تک ویران رہا اس ٹیلہ کو لوگ
 پناہ کہتے تھے اسی مقام پر سہمی شہر جاٹ و ڈیرا سچ نے جدید آبادی کی اور نام گانو کا اور سہمی قدیمی نام مشہور
 رہا اس دن سے برابر اب تک آبادی اور سہمی بانی کی اولاد قاضی ہے جسکی پشت پندرہ پشت کے بعد بانی
 کے ساتھ ملتی ہے سکھوں کے وقت جب اس قبضہ پر سردار مہا سنگھ قاضی ہوا تو بازی خان زمیندار گوت
 بازی خان کا سپر حملہ آور ہوا اور ایک ٹرائی کے بعد مغلوب ہو کر واپس چلا گیا نہ مانہ صدفہ سلطنت مغلیہ میں
 طاقت و تاراج اکثر رہنے والے اس کے اپنے انہی گھر چھوڑ کر پہلی و لاہور و کلا نورو بہالہ و سیا لکوت و جموں و
 رہتاس امرتسر و راول پنڈی میں جا کر آباد ہو گئے بلکہ بھیان تک مشہور ہے کہ خانہ ان بھائے گوت بڑے میں باز
 کوئی شخص ہے اور بگ بزرگ اسی قبضہ سے آٹھ کر گئے ہونگے اور اس قوم کا بزرگ سہمی بابا گجھا جسکی سادہ
 بھیان موجود ہے اور اب بھیہ قوم جب اپنی اولاد کا مہا کرتے ہیں وہ کہہ بھیان لاکر طواف سادہ کا کرتے ہیں
 چنانچہ ٹری دو دور سے بھائے بھیان اگر رسم اپنے بزرگوں کی ادا کرتے ہیں اس قبضہ کے چار سو سال گھر
 اور بیس دوکانیں اور ایک ہزار آٹھ سو بیس مردم شمار ہی ہے **موضع** **ڈوگر** **انوالہ** **پھلے** گانو آباد
 کیا ہوا قوم ڈوگر کا تھا خدمت تاکت بادشاہ پھر ویران ہو گیا پھر ویران سو سال کے سہمی شہر جاٹ پانچ
 نے موضع کلا چور ضلع گوجرانوالہ سے آکر بھیہ گانو از سر نو آباد کیا مگر نام وہی قدیمی قائم رہا اس سرزمین میں ویران
 بھین ہوا اب بھی مالک اسکے زمینداران قوم ڈیرا سچ ہیں ہمارت اسکی خام ہر ایک گھر اور مسات دوکانیز

اور ایکزارترین مردم شماری ہے اور ایک خانقاہ شیعہ شاہ جلال نقیر کی بنی ہوئی ہے **موضع لہ رو**
 زمانہ قدیم میں بھی یہاں آبادی تھی جسکا نام لہ رو تھا پھر مسلمانوں نے اس کو جو جات گوت و راسخ سے دوبارہ اسکا نام
 کیا اور نام وہی قدیمی قائم رہا اب وہی باہلی کی اولاد قابض و مالک ہے جسکی پشت اوٹیں پشت سے امر کے
 ساتھ ملتی ہے ساکنان و عہدہ ہستے ایک ہر سنگہ سردار تھا جسکی لڑکی سمات پریم کنور جہاڑا چہ شیر سنگہ کی لڑکی
 اور کنور پر تاپ سنگہ لڑکی والدہ تھی اب تک وہ لاہور میں قیام پذیر ہے اس قبضہ میں دو شیعہ خانقاہیں
 ایک شاہ مالک ٹلی کی اور دوسری محب شاہ کی اور ایک مقبرہ شیعہ زمانہ قدیم کا ہے اور سکا حال معلوم نہیں
 اور دو مسجدیں شیعہ بنی ہوئی ہیں اور عمارت و سوچ و رانوں گھر اور سولہ دوکانیں نام اور ایکزار چار سو
 مردم شماری ہے اور مسی غطر سنگہ جات قوم ڈ ایچ ذیلدار مقرر ہے اور گانو متعلق ضلع گوہرانو الہ ہے۔

موضع مان عرصہ تین سو برس کا گذر ہے کہ سنی لہ جات قوم مان نے اسکو آباد کیا اور اپنی
 ذات کے نام پر مان نام رکھا اور سوزت برابر آباد ہے اب بھی ملکیت اسکی بقضہ زینداران گوت ان
 کنیران قوم سونی بھی مالک ہیں ایک تالاب شمع شوالہ عیان بنا ہوا ہے جہاں بر وزبیا کہی میلہ ہوتا ہے
 دو سو پندر گھر اور بیس دوکانیں اور ایکزار پانچ سو پندر آدمی ہیں اور جہاں کے زمیندار سکھوں کے وقت شل
 سردار جی سنگہ و پھار سنگہ و مانا سنگہ و نار سنگہ وغیرہ تھے نامی گرامی آدمی تھے سردار فتحنگہ مان بھی گانی
 کار رہنے والا تھا جو مقام جمون سردار جو اہر سنگہ کی وزارت میں بار گیا اب بھی سردار فتحنگہ مان ثانی
 عہدہ ذیلدار ہے پر مختار ہے اور سردار ہر سنگہ وغیرہ سپران بدہ سنگہ بھی جاگیر دار ہیں **موضع گوگر**
 عرصہ تین سو سال کا گذر ہے کہ مسی جو جات گوت سکھوں نے ملک دہس سے آکر چھ گانو آباد کیا چونکہ اس کے
 خاندان کی شہوری خطاب نوگرہ تھی اسکا نام بھی نوگرہ رکھا مگر زمانہ منصف سلطنت مغلیہ میں چھ گانو اوجر
 بیچرائے ہو گیا اور چالیس سال تک ویران پڑا جب عہد حکومت سردار جہان سنگہ سکھ حکمہ کا آتا تو اس نے پھر
 اسکی آبادی کی اور سہی دہرم سنگہ کو اسکی حکومت عطا کی دہرم سنگہ نے اسکو آباد کر کے ایک قلعہ بھی تعمیر کیا
 اور ایک آبادی علیحدہ کی سرحد مقرر کر کے دوسرا گانو بایا اور اسکا نام قلعہ دہرم سنگہ رکھا مگر سردار
 ہر سنگہ کوہ نے اپنی جاگیر داری کویتا اس گانو کو ویران کر دیا اور چھ پستی و تن پر لگی اب ملکیت اسکی
 بقضہ زینداران قوم سید اور سکھوں کی ہے تین سو پانچ گہرا و رگبارہ دوکانیں اور ایکزار چھاسی آدمی ہیں
 زمیندار آسودہ حال ہیں **موضع چاہل** زمانہ قدیم میں چھ گانو آباد کیا ہوا زمینداران قوم سید
 کا تھا کیتھرت تک وہ آباد رہ کر ویران ہو گیا اور وہ ویران تھا یعنی شلہ سد دل والہ تھا شہور تھا پھر
 عرصہ تین سال کا گذر ہے کہ دوبارہ اس آبادی کو مسیحان بھر کر دیا گیا و فضل زمینداران جات گوت چاہل سید

اور سکھوں میں جو چاہیں نے دوبارہ آباد کیا اور برصغیر گوشت اپنی کے اسکے نام بھی چاہیں رکھا اور اس نے پھر
آباد کی گئی ویران تھیں جو آباد کئے گئے تھے زمانہ زمینداران قوم چاہیں و کثیرین گوشت ملی وغیرہ ہیں اور
آبادی قبیلہ کی نسبت میں واقع ہے برسات کے موسم میں بہت سا پانی گانوں کے گرد جمع ہو جاتا ہے اور آدھرت
شکل ہو جاتی ہے اور سیلاب غروب قبیلہ کے ایک سال کثیرین کا بنایا ہوا ہے جتنی آدھرت ہوتی ہے عمارت
قبیلہ کی خام ہے دوسو اسی گھر اور اٹھارہ دوکانیں اور ایک ہزار تین سو اٹھاسی مردم شمار ہی ہے *
موضع بھٹری شاہ رحمان زمانہ قدیم میں اس مقام پر ایک گانہ رنگن پور ڈولا نام آباد تھا
وہ کسی سب سے ویران ہو گیا اور اسکے تھہ یعنی ٹیلے کو رنگن پور ڈولا کا تھہ کہتے تھے اور اس ویرانی کو جب میں میں
گزر گئے تو منشی ملک جات قوم ہر اسے بھٹری کے ملک گرا اسکے اور سر نو آباد کیا چونکہ پرانی غیر آباد تھہ گو زبان
پنجابی بھٹری کہتے ہیں اس کے آگے بابے تصغیر زیادہ ہو کر اسکے نام بھٹری مشہور ہو گیا اور رنگن زیب عالمگیر کے وقت
ایک فقیر کامل خداریہ شاہ رحمان نام جو خلیفہ اعظم حاجی محمد نوشاھی قادری کا تھا چھان اگر متصل قبیلہ ہند کے
جانب شمال سکھان بنا کر مقیم ہوا ہزاروں آدمی اس کے مرید ہو گئے اور بھٹری شہرت ہوئی اور بھٹری سے امیر و شہنشاہ
اسکی استانیوں کو منگے تو اس کی فوجی شہرت بھی اسی کے نام پر ہو گئی اور نام کا تو بھٹری شاہ رحمان قرار پایا
پھر بزرگ قوم کا دہوئی ساکن گجرات تھا اور تمام عمر اسے نوشہ گنج بخش کے خدمت میں حاضر رہا کہ بادشاہت طریشٹلی
بائی اور کمال کے درجہ کو پہنچ گیا سلسلہ نوشاھی نے اس سے فروغ پایا شاہ رحمان کے گھر کوئی بیٹا نہ تھا چار
زرگیان بھٹری اور کراچیل کے بدو مریدوں نے باجارت زرگیوں کے مقبرہ میں چار دیواری تیار کر لیا جو تک
موجود ہے وہ مکان بہت بارونتی ہے مسافریں کو جو وہاں شب باش ہوں بھٹری آرام ملتا ہے مجاور فقیر
خانقاہ کے متواضع میں اس ملکیت اس موضع کی قبضہ قوم ہند اور دوسری کی ہے اس خانقاہ پر ہر سال ماہ چہشتہ
میلہ ہوتا ہے قریب میں ہزار آدمی کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں سمیت ایک می کے قلعہ میں بھٹری قبیلہ ویران ہو گیا تھا
چھ ماہ کے بعد پھر آباد ہو گیا عمارت اسکی سنگ مرمر سے ایک سو بارہ گھر اور چار دوکانیں اس میں ہیں اور چھ سو
چودہ مردم شمار ہی ہے قبیلہ ویران آباد گورنر ان کے ضلع کے متعلق بھٹری ایک مشہور و نامور قبیلہ
ہے پانچ خانہ کے بائیں کنارہ و فیصلہ میں مل کے آبادی اور ذالہ لکھو اسکے دیوار کے نیچے بھٹری ہے بھٹری قبیلہ آباد کیا
نواب زیرخان صوبہ لاہور کا ہے جو قبیلہ شاہجہان بادشاہ میں لاہور کا صوبہ اور پنجاب کا فرمان فرما تھا
اور منی اسکے آباد کر کے اپنی نام پر اسکے نام ویران آباد کر کے اور ایک جامع مسجد عالی شان لاہور میں تعمیر کروا
جو ایک اسکے باوجود ہر شخص قوم کا مثل لاہور کا رہتی والہ تھا علم الدین اسکے اصلی نام تھا
لطیف حافی طبابت کا علم سکھتا تھا لاہور میں کسی طبیب کو دعویٰ مسمائی کا اسکے ساتھ نہ تھا اگر تہ نو بہان سکھ

محبوبہ و ملکہ جاگیر بادشاہ جہانگیر گئی اور اسنو اور سکامانچہ کر کے اچھا کر دیا اور اس روز سے رسوخ اسکا باو
 دربار میں ہو گیا رفتہ رفتہ اس رتبہ کو پہنچا کہ فو اسٹا زیر فرمان خطاب اور خدمت حکومت پنجاب کی اسکو
 ملی اسنو پنجاب میں بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں خاص لاہور کے اندر جہاں سید ایسی عمارت کی بنی ہوئی ہے
 کہ خشتی کاشی کار ایسی تمام ہند میں نہیں ہے دوسری پرچی محل و آب گر کا ہے اور بعض دیواروں پر دو شاہ
 اور سکے موجود ہیں تیسری ایک زمانہ سید اور رستم کی محل فو اسٹا زیر فرمان کی شکائی دروازے کے پاس تھی
 وہ بھی سکون کے تختہ میں ہے کہ ادنی گئی صرف زمانہ سید موجود ہے جو اب سردار نے یہ تختہ کھدے کر گا
 سادہ بن خطہ پناہ ہے جس شخص کو لاہور سے براہ راست پناہ دیا جائے وہ کوگا وہ دیکھا جائے اس تختہ
 کے پاس سے عبور کر گیا اور اس گز سے گزر گیا جسکو گز ویرا کہا دیکھتے ہیں یہ گز نہایت عمدہ ہے اور
 پل کشیو کا اوپر سرکار سی بندہ ہاں رہا ہے وزیر آبادی سے یہ تختہ دیوان خیمین ہوا اللہ آفتاب سر
 محبت سی برپا ہوئی رہی ہیں جب بادشاہ و رانی و شاہ زمان وغیرہ کی آمد رفت اس طرف ہوتی رہی
 تو لاہور سے اول یہ تختہ لٹ جاتا رہا جب افغان رہے چکے تو غارتگران سکون کی غارت گری کا بازار گرم
 اور سکون کے کئی مرتبہ سپر حملہ کے آخر جب سردار مہمان سنگھ بکر بکر کے حکومت کا ردیشور ہوا تو اسکی
 اجازت سے سردار کو بخش سنگھ و جو وہ سنگھ بھان قیام پذیر ہوئے اور صورت اس کی نظر ایسی تھی ہمارا
 رنجیت سنگھ تین مرتبہ سپر حملہ آور ہوا اور بھان کے سردار اور سکون نے اسے دیکر ہاتھ سے آخر فقیر فرمایا
 ایک بڑی فوج لیکر رنجیت سنگھ کے حکم سے سپر حملہ آور ہوا اور اسکو سردار ورن نے مغلوب کیا کہ شہر دیا یا
 رنجیت سنگھ کی عملداری ہو گئی کاردار مختلف بھان آتی رہی جب دیو پوٹو فرانسس کاردار بھان کا ہوا
 تو اسنے اس شہر کو بڑی رونق دی اور ایک نئی طرز و نئی قطع کا شہر بنادیا جہاں بازار بنائی ایک دوسری
 کے در و چار دروازے رکھے اور وسط میں جو کہ تھوڑا سا کھین ایسی سیدھی ہیں کہ اگر ایک دروازہ پر
 کھڑے ہو کر دیکھیں تو دوسرا دروازہ نظر آتا ہے بلکہ ہندی کے کنارے پر ایک ٹھمن برج منقطع و خوشنا
 رنجیت سنگھ کے حکم سے بنوایا جس میں خود وہ اگر اترتا تھا باغ بھی تھا اور رنجیت سنگھ کا بنوایا ہوا بھان تھا
 مقام پر بھار اہ کا باغ بنایا گیا تھا پھلے وٹان مکانات عجیب و زریحان کی بنائی ہوئی موجود تھیں وہ سب
 گرائی گئی اور باغ و برج جدید ایک ہو رہے تھے پھل سرکار اگر نیری نے بھان فوج کی فوج و فی مقدمہ کی
 مگر سب خرابی آئی ہوا کہ یہ خواست ہو گئی اس شخص میں اکثر اشتیاق پائویش قلمدان و سید و فوج و دسا وغیرہ
 خوشنما بنتی ہیں اور واسطے خوشنما کے جو دیوار پر نقش کیا گیا ہے وہ صفت ایسی شخص میں ہے اور
 خیمین بوقت ضلع مذہبی ملک پنجاب سے یہ تختہ بھی مقام ضلع قرار پایا تھا سپر حملہ و دے میں سا لکھو ضلع

مقرر ہوا اور یہ قصبہ ایک تحصیل آدمی ضلع کے قرار پایا پھر ۱۵۵۷ء میں یہ تحصیل ضلع گوجرانوالہ کے منتقل ہو گئی اور بعد میں تحصیل ڈسکہ میں ماسور ہو گیا ۱۵۵۸ء میں قصبہ رانم نگر سے تحصیل اوٹھہ کر اس قصبہ میں ماسور ہوئے چنانچہ اب تک ہی شکار پھلی و مرغابی کا بھان بھٹ مل سکتا ہے مالکان دیہہ زمینداران اقوام تفرق میں مگر اراکین کثرت میں اور جاٹ بھی کس قدر رہیں خاندان قاضیوں کا قہر ہی ہے اور قاضی غلام قادر ایک طبیب فاضل آدمی اور خاندان میں شہرہ جی اور قوم جاٹ میں سے جو دہری غلام قادر جاگیر داہ ہے اس قصبہ میں بادکش پینے پر کچھ عہد نہایت اور پختہ شاد اور سے سنگا یا جاتا ہے کوستانی لکڑی لائیں عمارت کے کھانے کے ساتھ بکتی ہے اور ایک نامی منڈی لکڑی کے بھان موجود ہے عمارت اسکی عموماً تختہ سو چار ہزار تین سو چالیس گھرا اور آٹھ سو چالیس دوکانیں ہیں اور پین سے پانوساٹھ گھرا اور اکیسوساٹھ دوکانیں عام ہیں باقی سب تختہ میں اور بندرہ ہزار سات سو تیس آدمی کی مردم شماری ہے باغ بھی اکثر ہیں جن میں سے باغ دیوان ٹھاکر داس حیرہ و کر بارام چورہ کا چٹا اور سڑج صاحب بھادر و پٹی کشن کی بنوائی ہوئی منڈی چھوٹا غلہ بکاتے نہایت اچھے ہیں جبکہ نام میں گنج رکھا ہے اس قصبہ میں مسلمان بھی کابڑی مجموعہ سو کھارہ دریا اور شہر کے باڑوں میں ہوتا ہے رسول نگر عرف رانم نگر ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیر آباد کے قصبہ میں کھارے دریائے خیاب آباد ہے عرصہ اکیسویں برس کا گذرنا ہے کہ نور محمد زمیندار قوم چیمہ ایک آباد کر کے نام اسکا کوٹ نور رکھا اور اسکو سبالت خود سری و حکومت اپنی کے دارالریاست ٹھہرایا اسکو بعد پیر محمد اوسکے بیٹے نے اس قصبہ کو خوب رونق دی اور اپنی مرشد عبدالرسول کے نام پر نام اسکا رسول نگر بدل دیا پھر خاندان بادشاہی مغلیہ سلطنت کے وقت اس علاقہ کا جاگیردار تھا جب سلطنت اسلامیہ ختم ہو گئی اور سکھوں کی غارتگری کا ہنگامہ گرم ہوا تو انہوں نے اپنی خود داری و حفاظت کے لیے فوج نوکر رکھی اور توپوں میں خواتین و باریہ سکھوں سے کراہیاں کیں اور اپنی جوانمردی و جہادری سے اپنی علاقہ میں انکو قوم نہ بننے دیا آخر جب مہان سنگھ سکھ حکمران کا زور و شور ہوا اور اسنے اور سکھوں کی مدد لیکر رسول نگر پرورش کی اور کئی کراہیاں لڑا مگر کامیاب نہ ہوا چنانچہ اسنے جانا کہ اب کراہی سے کام نہیں نکلتا تو اوسنے دوستی کا نقشہ جاما کر منہ اوٹھایا اور قسم کھائی اور فریب دیا کہ تم مجھے دوستی کرنا کہ با اتفاق ایک دوسرے کے اور ملک فتح کریں وہ سادہ دل صاف سینہ مسلمان اوس تیرہ باطن کے فریب میں آگیا اور اسکے چوتھے قسم اختیار کر کے پیر محمد اوسکے بیٹے کو آگیا اوسنے آتے ہی اوسکو معہ جان بھادری سکھ کھائی کے قید کر لیا اور کل علاقہ و خیل ہو گیا اسوقت مہان سنگھ نے رسول نگر کو اپنے ہاتھ لے لیا تھا کہ رعایا کے گلی برتن بھی سکھ اڈھا کر لے گئے تمام مسیحی بن گرا دیں پھر ہی چلیان ملک خاک کو ڈالیں اور حکم دیا کہ آئندہ اس شہر کو کوئی رسول نگر

نہ کہے نام لکھ کے اب دونوں نام مشہور ہیں سلمان رسول لکھ کتے ہیں اور بندہ درام لکھ کتے ہیں دفترون میں بھی
 نام یہ بھی لکھ دیا ہے یہ یاد دہرے ہو اور آباد تھا ملک کی خرید و فروخت اس جگہ بھت ہو کرتی تھی سکھوں کے وقت
 بھی یہ علاقہ مشہور تھا امدادی صاحبان انگریزوں میں جب بنو پورہ ضلع تھا تو یہ قبضہ تحصیل کا مقام تھا شہر
 میں بجائے اسکے قبضہ وزیر پور میں تحصیل کا محکمہ مقرر ہو گیا اور اس قبضہ کی رونق عاتی رہی سمٹا لکھ می میں
 جب سردار بٹر سنگہ و شیر سنگہ اٹاڑی والہ نے مجمع سکھوں کا کر کے سرکار انگریزی کے ساتھ جنگ کیا تو اس
 قبضہ کے پاس سخت لڑائی ہوئی فریقین میں سے ہزاروں آدمی مارے گئے صاحبان انگریز جو اس معرکہ میں
 کام آئی انکو قبرین عالیشان سرکاری باغ کے اندر جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کا بنوایا ہوا تھا بنوئی ہیں اس قبضہ
 تجارت لکھری کی بھت ہوتی ہے زرخیز زرد و شکر تری دتہ وغیرہ ہر ایک چیز کثرت فروخت ہوتی ہے ایک
 دریائے چنا کا اس قبضہ کے ساتھ مشوب جس شخص کو جو انوالہ سے شامپور جانا ہو وہ اس گزرے اور لگا
 کمنل اس قبضہ میں بھت اچھا بنا جاتا ہے دیکر بھی اپنا کام عمدہ کرتے ہیں کشتی بنانے والے تو کہاں پر
 قبضہ کے استاد مشہور ہیں تیرہ نو اس سرزمین کا نہایت شیریں خوشگوار ہوتا ہے قوم جو اس قبضہ میں رہتی
 زمینداروں سے رکتی ہیں عمارت اسکی دو حصہ عام اور ایک حصہ بخت ہے تین ہزار دس گھر اور پانچو
 ترانوں دوکانیں اور سین سے دو ہزار نو سو اکیس گھر اور چار سو پچپن دوکانیں بخت ہیں اور سب عام ہیں
 سات ہزار پانچ سو اٹھارہ آدمی ہے ملک اسکی قبضہ زمینداران قوم اراٹن اور ارورہ وغیرہ قوم متفرق
 ہے تمام عمارتوں میں سے حوبلی جو اہر سنگہ لٹنی کی لائق تعریف ہے اور باکد شاہ کتیری اس قبضہ کا مشہور
 وکیل ہے شہر شاہ بھی اس قبضہ کا تھا مگر اب ہمارے چکا ہے دریائے چنا اس قبضہ سے ٹھوڑے فاصلہ پر ہے
 اور ایک لہ دریا کا اسکے برے طرف کو بھتا ہے جو تین سو گز چوڑا اور نو فٹ گھبر ہے اور فی گنٹہ ڈیڑھ فٹ
 اسکی رفتار ہے و وسیل شہر سے یہی ایک دریا کا ملتا ہے جسکی گہرائی سردی کے موسم میں تین
 فٹ تک ہوتی ہے **فائدہ** چونکہ بانی قبضہ رسول لکھ نور محمد کا قبضہ کو ذکر میں تذکرہ مذکور ہوا ہے اس سطر
 مناسب تصور ہوا کہ شہر احوال اس خاندان کا جو کسی وقت حاکم با اختیار اس علاقہ کا تھا لکھا جانا چاہیے جو بھت
 خالی ہو گا وہ یہ ہے کہ موضع منیر متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے زمینداروں قوم جٹ ہیں سے ایک شخص نور محمد نام
 زمانہ ضعف سلطنت متغایہ میں ملک بے مالک بن گیا کہ کچھ ملک متعلقہ ضلع گوجرانوالہ اپنے قبضہ میں کر لیا اور خود
 حکومت کرنے لگا اور یہ قبضہ یعنی رسول لکھ آباد کر کے دارالریاست بنوایا کل علاقہ جو اسکو زیر جاوے تھا
 جمعی پچتر ہزار روپیہ تھا وہ مر گیا تو چودہری میر محمد اوسکا جانشین ہوا اور چند سال فرمان فرما رہا جب
 فوت ہوا تو غلام محمد اوسکا بیٹا قابض و حاکم ریاست کا ہوا اوسکو سکھوں کے ساتھ علاقہ بمقام متفرق لڑنا پڑا

اور اسے ہر ایک میدان میں ستانہ جنگ کو آخر مقام میں جہانگیر کے ہاتھ سے شہید ہوا اور مہاراجہ نے
بعد قول در قسم اسے پاس بلا کر قید کر لیا اور وہ قید کی حالت میں مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا سال شہادت ہو گیا
شہادت کے بعد جو دوسری جان محمد سحالت تزلزل ملک ریاست کا بنا اور سکون رنجیت سنگھ نے مقام نام لکھنوی
کیا اور ملک مقبوضہ اس کا اپنی تصرف میں کر لیا اور اس روز سے ریاست اس خاندان کی ختم ہوئی۔

قصہ علی پور عرف اکال گڑھ یہ قصہ اپنی زمانہ اختیار و حکومت کے وقت پر مشتمل ہے۔
قوم جٹ نے آباد کیا اور اپنے پوتے علی محمد کے نام پر اس کا نام بھی علی پور رکھا۔ چند سال زمینداران قوم
اس پر قابض رہے جب سردار جہانگیر نے زمینداران جٹ کی ریاست پر قابض ہو گیا تو یہ قصہ اس وقت ایک شخص
سردار دل سنگھ اپنے صاحب کو دیدیا اور دل سنگھ اس قصہ کے متعلقہ علاقہ پر قابض و دخل ہو گیا جب
رنجیت سنگھ لاہور پر قابض ہوا اور صاحب گروالی گجرات کے ساتھ بیٹے درپے اور سیکڑا این مہین تو
ایک مرتبہ صاحب گروالی سردار دل سنگھ کے ساتھ سازش کر کے ہانک دے دو ملکر رنجیت سنگھ کو مغلوب کر میں بھی خیر
جب رنجیت سنگھ کو پہونچی بہ بھلق و فریب دل سنگھ کو اپنی پاس بلا کر قید کر لیا اور قلعہ لیکر اکال گڑھ پر چڑھ
کر داخل سنگھ کی عورت متعلقہ میں آئی اور اپنے حمایت پر صاحب سیکڑا ہنگل حاکم گجرات و سردار جو دہ سنگھ ان کے
وزیر آباد کو بلا کر رنجیت سنگھ نے ان کے آنے کی خبر سنی محاصرہ علی پور کا چھوڑ کر ان کے مقابلہ کو روانہ
ہوا اور آپس میں لڑائی ہو کر صاحب سنگھ بیدی کے وسیلے سے صلح ہو گئی اور سردار دل سنگھ قید سے رہا ہوا اگر
وہ اسی غم و غصہ کی حالت میں چند روز کے بعد مر گیا اور رنجیت سنگھ نے بہ بھانہ ماتم برسی علی پور میں جا کر
شہر اور تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد رنجیت سنگھ اس قبضہ پر قابض ہوا جو کہ علی پور کے نام پر
حضرت علی کا نام سکھوں کے زبان پر آتا تھا اسے رنجیت سنگھ نے اپنی اور اکال گڑھ نام رکھ دیا اور اس روز سے
مسلمانوں میں علی پور اور ہندوؤں میں اکال گڑھ مشہور ہے۔ کترین قوم جو پڑہ اس قبضہ میں رنجیت سنگھ
اور انہیں میں سے دیوان ساون ل تھا جو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ملتان کا صوبہ بنایا اور مدت تک
نیکامی انصاف و طمان فرما کر وہ مر گیا تو اس کا بیٹا دیوان مولراج ہو رہا مگر وہ آخر لالہ باغی ہو گیا
اور کئی ماہ تک لاہور اور صاحبان انگریز کے فوج کے ساتھ لڑتا رہا آخر تنگ آ کر حاضر ہو گیا اور مجرم قرار
دیا واپس لایا گیا اور سکے مہات کے وقت حقد و عمارت جالینان دیوان ساون ل کی اس قبضہ میں رہا
سب سے پہلے کار انگریز نے سما کر ادین اوس روز سے آبادی اس قبضہ کی جبر و قوت ہو گئی رشتہ دار دو
ساون ل کے اب بھی اس قبضہ میں دولت مند و پیشہ دار ہیں اور ان سے دیوان دیو دیال انگریز کے
صاحب غارت واقعہ اسے وہ تجارت کا کام کرتا ہی ملکیت اس کے قبضہ زمینداران قوم جٹ و غیرہ

میں یہ پرگنہ مشہور تھا پھر نور محمد دوسرے قوم جسے اس پر قابض ہے جب سردار مہمان سنگہ سکر ملک اور شہزاد
 آتا تو اس پر بھی قبضہ مہمان سنگہ کا ہو گیا تاکہ اسکے آپ بنید الزماٹ چمپہ میں اور قبضہ سکر ملک شہزاد کے کنارے
 آتا ہے شکر کے مقام کے لیے ایک پڑاؤ بھی مہمان بنا ہوا ہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چار سو دو گھر
 اور پچیس دوکانیں موجود ہیں اور تین سے پچیس گھر اور دو دوکانیں بچتے ہیں اور دو ہزار نو سو تین ہزار
 ہے محمد خان سردار اس گاہ کا ذیل اور مقرری اور زمیندار آسودہ مال میں موضع شکر اکر بادشاہ
 کے عہد میں مسی کشنواٹ قوم جس نے یہ گاہ آباد کر کے اپنی بیٹے کے نام پر پھر اسکا نام پھر رکھا آخر
 سلطنت مغلیہ تک یہ آبادی برابر رہی جب قیام میں سردار مہمان سنگہ شکر ملک و ظلام محمد جس کے
 ژاکیان ہوئے اور سردار مہمان سنگہ پنجاب ہو انوسر دار مہمان سنگہ کی فوج نے یہ گاہ لوٹ کر ویران کر دیا
 چمپہ یا تھکیران رہا سردار مہمان سنگہ نے دوبارہ زمینداروں کو تسلی و دلاسا دیکر آباد کیا دوسری قوم
 پھلی آبادی سے کچھ رفاصلہ پر ہے جو اب تک آباد ہے اس قبضہ میں آنگرکان ہندوئی ساز پھل سکھان اور
 مشہور تھے جھکا کارخانہ اب بالکل بند ہے ملکیت اسکی اقوام چمپہ اور اقوام متفرق میں تقسیم ہے عمارت اسکی
 خام ہے دو سو اکثر گھر اور پندرہ دوکانیں اور ایک ہزار ایکاون مردم شکاری ہے قبضہ کے لوگ آسودہ
 ہیں اور گاہ متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے موضع احمد نگر ایکو برس سے زیادہ مدت گزری ہے
 کہ احمد خان زمیندار قوم چمپہ نے موضع منچر سے آگے کر اس گاہ کو آباد کیا اور نام اسکا برعایت نام انیسویں
 احمد نگر رکھا اور اس سرزمین پر بطور حاکم خود سر کے قابض ہوا پھلے چمپہ جھکا راجہ رنجیت سنگہ کے دادا
 نے اس پرورش کی مگر ناکامیاب رہا پھر شہزادہ بکرمی میں مہاراجہ رنجیت نے اس پر حملہ کیا اور احمد خان کو جھکا
 یہ قبضہ چھوڑا اور ایک ضرب توپ جو احمد خان کے پاس تھی چمپہ کی شہزادہ بکرمی میں بسب قحط کے گاہوں
 ویران ہو گیا اور زمیندار جا بجا پھر دو سال کے بعد پھر وہاں ہی آکر آباد ہوئے اب بھی بالکل اسکی زمیندار
 قوم چمپہ میں عمارت اسکی خام ہے چار سو اسی گھر اور ایک سو تیس دوکانیں اور ایک ہزار نو سو تین
 مردم شکاری ہے سہمی خاں محل سردار اس قبضہ کا ذیل اور مقرری ہے موضع شکر ام آباد
 پھلے پھل محمد شاہ مہمان بادشاہ میں سہمی نظام الدین خان قوم مغل نے یہ گاہ آباد کر کے اپنی نام پر نظام آباد
 نام رکھا اور ایک باغ عالی شان بنوایا اور ایک پھر دریائے چناب سے لا کر باغ کو سیراب کیا اس باغ کا اسکا
 نام و نشان پھلے راجہ سلطنت مغلیہ ضعیف ہو گئی اور آمد و رفت افغانی فوج کی کابل سے پنجاب میں ہونے لگی
 تو ایک مرتبہ فوج افغانی اور قبضہ والوں کے درمیان تکرار ہو گیا اور افغانوں نے اس قبضہ کو لوٹ کر چلا دیا
 دو سال تک غیر آباد رہا پھر اولاد بانی نے اسکو آباد کر لیا ملکیت اسکی اب بھی قبضہ قوم مغل ہی اس قبضہ

اس قبضہ کے لوگ اپنی کام میں استاد مشہور ہیں چاقو چھری وغیرہ ایسا بناتے ہیں کہ ولایتی کام کے برابر
 کر دیتے ہیں سبھی ٹکڑا رہی ہیں ان لوگوں کے بنائی ہوئی بندوبستیں و در و در پور تحفہ فانی تھیں
 کام بھی اس گزین بہت اچھا ہوتا تھا سو پندرہ گھر اور پچاس دوکانیں اس قبضہ میں ہیں انہیں سے باہر
 گھر اور چیتیں دوکانیں سختہ ہیں باقی سب خام ہیں اور انکے چار سو چار سو سے مردم شماری ہے
موضع دہونگل اصل میں اس قبضہ کا نام دہرکیل اور بانی اس قبضہ کا دہرکیل نام ایک گروہ
 راجہ جی پال دالی لاہور کے سپاہ کا سپہ سالار تھا جب سلطان محمد غزنوی نے لاہور کی حکومت کو منیت و بنا کر دیا
 تو دہرکیل کی دولت میں بھی زوال آگیا اور ایک قلعہ جو دہرکیل کا بنوایا ہوا تھا ان موجود تھا نہ ہو گیا
 مگر اب تک نشان اوسکے موجود ہیں موضع دہرکیل کی آبادی بدستور رہی پچیس سو چھتری میں سید احمد اللہ
 سنی سردار سلطان بن سید زین العابدین جگننادر مقام لکھنہ علاقہ ڈیرہ غازی خان مشہور ہے اسکا گھر شریف
 لاہر مصروف عبادت ہوا اور ایک برکت سردار ان ایک شہ پانی کا زمین سے نمودار ہوا اور لوگوں کی بہت
 اور انکی خدمت میں شروع ہوئی انہوں میں جو لشکر قوم منول کا بھرا ہی تو لی خان نمبرہ چنگیز خان کے طرف
 آیا تو اوسکی بھرا ہی ایک شخص لوٹرا زمیندار قوم چوہنڈہ کو بگیا زمین بکر کر کابل کو لے گئے اوسکے مابین
 بیٹے کے فراق میں دوتے دوتے اندھ ہو گئے جب انہوں نے حضرت کی کرامت کا شہرہ سنا تو حضرت کی
 خدمت میں حاضر آئے اور بھرا عجز و نیاز اپنے بیٹے کے ملنے کی دعا چاہی حضرت نے انکی التجا قبول کی اور زور
 کرامت اور نکاح کابل سے منگوا دیا پھر خوارق دیکھ کر وہ تینوں شخص مسلمان ہو گئے اور مریدوں میں
 داخل ہو کر خدمت کرنے لگے چند سال کے بعد حضرت اپنی وطن کو چلے گئے اور پھر مکان لوٹرا کے متحول میں رہا
 پھر زمینداران گوت کلیر کھان مالک بن گئے اور چونکہ نام ایک زمیندار نے اسکی آبادی کو رونق دیکر
 نام اسکا اپنے بیٹے دہونگل کے نام پر دہونگل کہہ دیا بعض کا قول ہے کہ نام اسکا جو اصلی دہرکیل تھا وہی
 نام کثرت استعمال سے بگڑ کر دہونگل مشہور ہو گیا ہے شاہجہان بادشاہ کے عہد میں مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی
 نے یہاں کریمیا حجرہ عبادت خانہ مسجد بنوا دی اور چشمہ کے مقام پر چاہ سخیہ تعمیر کرایا ہمارا جہ نجات سنگ کیوت
 اوس چاہ پر نظر حفاظت پانی کے گزرتا تھا حضرت کے عبادت خانہ میں ہر سال ماہ اسادہ کی پہلی چہرہ
 سے ماہ سادہ کے پہلی چہرہ تک یکساں رہا ہر ماہ ایک ایک سال کے قلعہ زار میں کے آئین
 پنجاب کے مہلوں میں سے یہاں کا شہر اسیلہ مشہور ہے زار میں سبکدہ سے پنکھی اور چندی خرید کر بطور تبرک لے جاتے تھے
 اب تک زمینداران چوہنڈہ اور کلیر مالک ہیں تین سو پچتر گھر اور ایک سو بیس دوکانیں اور دو ہزار تین سو
 اونٹیں مردم شماری ہے **موضع بدوکی** چلے چلے بابر شاہ بادشاہ کے وقت سہمی قوم جاٹ

چیمہ نے موضع ٹوٹھی کھجور والی سے اس قبضہ کو آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر دوسرے رکھا ورنہ آبادی
 سے اب تک آبادی زمینداران قوم چیمہ و گوتاشمین فقیر بھیان آباد میں پانچویں گھراؤر اکتیس گھراؤ
 میں قبضہ سے باون گھر تختہ میں دو ہزار چیمہ سواٹھائیس آدمی کی مردم شماری بھیان ایک سہادہ اور
 مشہور مندر مندر دن کا شہر اور گھگھرا سادہ اس ایک سہادہ بنی ہوئی ہے جو بدو بانی ہے
 گر وخت بعد آبادی موضع مذکورہ بھی موضع ٹوٹھی علاقہ تحصیل گوجرانوالہ سے آکر بھیان مقیم ہوئے
 مرگیا تو رائنہ اور کاجپا صاحب کرامت مشہور ہوئے اور اسکی سہادہ بھی اسجگہ بنائی گئی اور دیوان جوالا
 ساکن ایمن آباد اسلامپور یا بٹ جہون کٹھنر قے اون دو سہادہ ہون پر عمارت تختہ خوانی ایک کیلین
 تین ہر شہ بھیان میلہ ہوتا ہے چھلا میلہ چیت چوس کو دوسرا یکم بیا کہ تیسرا بیا کہ لی نور ناشی گوزندہ
 اس قبضہ کے آسودہ حال ہیں اور پرتاپ سنگ مشہور دار عہدہ فیلداری بہت تازہ ہے موضع سیدنگر
 پہلے عہد سلطنت اکبر بادشاہ کے سہی چاٹر جات گوت پٹھان نے چیمہ گانویا میں ایک مہلی میکانہ پیدا ہوئی
 واد اپنے کے آباد کیا اور نام اسکا پھولر انوالہ رکھا اور میگا پھولر نے ملکیت اس موضع کی سہی بھیان
 زمیندار بننے واد کو یہ کہ دی اور نام وہی مشہور رہا بعد اسکے سید لطف شاہ چکدہ اور سبزو خانہ
 اور قبضہ پایا اور آبادی اسکی بھائی اور سیدنگر نام رکھانہ نصف سلطنت منلیہ میں نور محمد پٹھان
 ہوا اور سبزو خانہ چیمہ نے چیمہ لیا اور اس گانو کو لوٹ کر ویران کر دیا بھت سی لوگ گانو
 سے اٹھ کر گوجرانوالہ میں سکونت پذیر ہوئے چنانچہ اب تک ایک محلہ سیدنگر یونٹا گوجرانوالہ میں مشہور ہے
 کستہ رمدت کی بعد پھر چیمہ گانو آباد ہوا اب ملکیت اس گانو کی قبضہ زمینداران ہندو اور سید کے ہر ایک
 خانقاہ شیخ خرم نوشاہی اور ایک ہزار رحیم اللہ شاہ قریشی کی اس قبضہ میں موجود ہے عمارت عام ہے
 اکیسویں گھراؤر آٹھ دہ کابین اور چیمہ و ستر مردم شماری ہے **گوتلہ سیران** عالمگیر بادشاہ
 کے وقت پیدا احمد علی شاہ قادری شیخ الہند بغداد سے اسکاک میں تشریف لائے اور ہدایت و ارشاد طالبان
 حق مصروف ہوئے اور اس آبادی کے مقام پر عبادت خانہ بنا کر سکونت اختیار کی پھر حضرت سید گیلانی عبد اللہ
 تھے محبوب بھائی قطب ربانی شیخ سید سلطان عبدالقادر جیلانی کے ساتھ انکا شجرہ ملتا ہے تمام عمر عیسوی
 مقام پر قیام پذیر رہے آخر جب بندہ راگی جاننشین گورہ گوبند سنگ نے دکن سے آکر پنجاب میں شور و فساد برپا
 کیا اور سرمندر وغیرہ شہرے بڑے شہرے گولڑا تو بھیجی مسلمانوں کے ساتھ بامید شہادت باجماع مریدوں
 کے مقام قبضہ ٹالہ سنگے اور منڈا کے ساتھ لڑ کر شہید ہوئے مریدوں نے فتنہ حضرت کی بھیان لاکہ دفن کی
 اور رادت مندر گورن نے جمع ہو کر بھیان ایک گانو آباد کیا نام اور کاکہ گوتلہ سیران رکھا اس مقام پر حضرت کا مزار

نچھٹا بنا ہوا ہے پہلے دو گانا بوجھ اخراجات خانقاہ معارف و دلائل ارتقی جب سکھوں کی غارتگری چاروں طرف
پنچاگ کے ہونے لگی تو اس گانہ کو بھی سکھوں نے لوٹ لیا اور اولاد حضرت کی خوف غارت سادہ نگہ غارتگر
جنگلی دشمنی اس خاندان کے ساتھ تھی جلا وطن ہو کر ہزارہ کو چلی گئی چنانچہ اب تک بھی چاند پر و ظہیر حضرت
کی اولاد وہاں موجود ہے بعد ازاں جب سردار گورکھپت سنگھ وزیر آباد میں مالک ہوا تو اس نے حضرت کی
اولاد کو وہاں سے بلوایا اور وہ اس کی درخواست کے موجب بھیان آکر دوبارہ آباد ہوئے اور ایک
بوجھ جاگیر کو کر لیا اب تک واکذا ہے ایک شجاعہ نشین اس ہزار پر تندر تھا ہے وہی جاگیر کی آمدنی
کھانا ہے جس شخص کو جن ویری کا آسیب ہو یا کسی عورت کی خور و سال اولاد مر جائے وہ اس ہزار پر
سجادہ نشین سے دعا کرتی ہیں اور انکی اعتقاد کی صفائی سے شفا ہو جاتی ہے ملکیت اس گانہ کی بقضہ سادہ
کے ہے تیس گھر اور ایک دوکان اکیسواکتیس مرد و عورتی ہے یہاں ایک درجہ قبضہ ضلع جلا
کے متعلق تمام تحصیل و پرگنہ ہے آبادی اسکی جین جنگل باہرین اٹھ ہائی اسکا مٹی قلعہ قوم مٹی تھا و آباد
در بار غنائی ہیں بعد محمد شاہ بادشاہ سمریان شاہی سے تھا اس نے اس کے نام کی رعایت پر اسکا حاکم فاطمہ
نام رکھا اور حکومت شان چٹائی گئی آبادی اسکی بدستور آباد رہی پھر غارتگران قوم سکھوں نے غنیمت و شہوت
سے چکر کر اس قبضہ کو ویران کر دیا چار برس کے بعد پھر راکھان دہرہ نے اسکو آباد کر لیا بعد آبادی پہلی
آبادی سے کہیں زیادہ ہے پر آبادی اسکی نشان اب تک ہے وہیں اب اکیسویں سال سے برابر
آباد ہے کسی ویران نہیں ہوا اسکا کہیں اس قبضہ کے ہریان چوڑے و کپور ہیں جو کہ شاہ مالہ ایشور مرہٹہ
سے آج تک اس قبضہ میں چھلی دھارہ مقرر ہے ملکیت اسکی بقضہ کہ ہریان ہر جہہ ہوا تھا دن گھر اور پچانو
دوکان اور دو ہزار و سو باون مرد و عورتی ہیں یہاں گھڑی ہر دو اور اس قبضہ کا ذلیلہ ہر دو
اور ایک مکان گور و ہر گھنٹہ کا بھیان بنا ہوا ہے وہاں ہر سال دو مرتبہ میلہ ہوتا ہے یہاں
ضلع گور و ان کے متعلق قبضہ پرانا قبضہ اور شہر مکان مع قلعہ آبادی ہائی اس قبضہ کا شہر شہزادہ تھا جسے
شکار کیلئے کی ضرورت تھی اس پرانہ جنگل باہرین چھ آبادی آباد کی اور آگاہ مٹا چھ آبادی اور
قلعہ بن چکا تو قبضہ سے نام ملے و کہ جس بجائے شرق سرحد موضع جین میں ایک لاسنہ اور ایک چاہ اور
ایک نیار جگہ نام ہرن بنا ہے یہ قبضہ بنوایا ہرن مٹا کر کی وجہ شہر معلوم نہیں ہے مگر لوگ بیان کرتے ہیں کہ
اسکا نام ہرن بنایا نہیں بلکہ ہرن ہزار ہے جس کے معنی ہرن کی قبر ہے اور شہزادہ کا ایک ہرن مر گیا
اس جنگل میں ہر گاہ اس قلعہ و قبا لیا اسکی قبر پر چھ مٹا ہوا ایک چھ اور شہزادہ کی کھال محبت ہر
چھوٹے کے ہرن کے ساتھ تھی کہ آدمیوں کی طرح اسکی نقش اسکا مٹا ہر دو فن کر کے چھ مٹا ہوا یا تو

یادگار سرن کا قاتم کیا ایک غمر بھی حد موضع گھر مولہ تک کہو دو ای مسکو رنجیت سنگہ کے عہد میں راجہ
 رشتہ دار دوان سادون تل ناظم ملتان نے درست کیا کتاب خلاصۃ التواریخ وغیرہ میں اس سببی کا حال
 تحریر ہے کہ جہانگیر بادشاہ اکبر شاہ کا بیٹا جو تاشیر و عامی شیخ سلیم خشتی فتحپوری کے پیدا ہوا تھا بادشاہ
 نے اسکا نام بھی اوس بزرگ کے نام پر سلیم رکھا تھا اور ابتداً امر میں شیخ سلیم اس شہزادہ کو شہزاد
 شیخ کہتے تھے اور اسی نام سے وہ مشہور تھا اوستے ہتمام کو شکار گاہ بنایا اور قصبہ و قلعہ و دولت خانہ بنوا
 اس پرانہ جنگل کو آباد کیا اور نام اسکا شیخ پور رکھا پھر جب اکبر بادشاہ مر گیا تو وہ شہزادہ بادشاہ نانا
 جو دہوں سال طویل کے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور پرگنہ اسکا علیحدہ کر کے جہانگیر آباد نام رکھا اور
 متصل اتیکے تالاب مینار و چاہ تعمیر کیا اس سبب کہ جب بادشاہ ہتمام پر واسطے شکار کے آوی تو فوج کو
 اس جنگل میں بانی کی تکلیف ہو اور جو فوج بارہا میں راستہ بھول جائے وہ مینار کو دیکھ کر اوس کو
 چلی آئے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ بادشاہ کا اس عمارت میں خرچ ہوا اور اوس سال میں اکبر آباد
 لاہور تک ہر ایک کو سہرا ایک ایک مینار اور چاہ مسافروں کے آرام کے لیے تعمیر کیا یہ قصبہ بعد
 مغلیہ پرگنہ و تہ جو علی مشہور تھا اور یہ قصبہ شہر و لچپ تھا جو اب بھی قلعہ سے جنوب کی طرف پرانی آبادی
 نشان نظر آتے ہیں جب سلطنت مغلیہ کی ضعیف ہو گئی اور قلعہ لاوارث رہ گیا تو اسوقت سکھوں کی غارت
 یہ شہر ویران ہو گیا اور بعض شہر والوں نے قلعہ کے اندر سکونت کر لی اس قلعہ پر کسی شخص کو اسوقت
 بذریعہ حکومت قصبہ نہیں تھا لیکن سکھان رہن کے واسطے مدت تک جاری رہا تا جب سلاطین درانیہ
 کا مل سے شاہ زمان لاہور میں آیا اسوقت میں ہزار سکھ ہند اس قلعہ میں جمع تھا بادشاہ نے حافظ شیر
 اشرف الوزرائی مختار الدلہ بھادر کو مع چند ضرب توپ کے مامور کیا اور حکم دیا کہ ہند ان شیخ پورہ کو نہرو
 جب اسنے قلعہ کا محاصرہ کیا تو سب سکھ باطاعت پیش آئے اور شفاعت ملا عبد الغفار خان کے کہ وہ بچے
 وہ بھی سکھ تھا اور بعد احمد شاہ بادشاہ درانی مسلمان ہو کر اوسنے علم دینی حاصل کیا اور مولویت کے رتبہ
 کو پہنچا تھا قصیدہ اودن سکھوں کی معاف ہوئی اور حکم ملا کہ آئندہ یہ لوگ رہنئی نہ کریں نہ مذہبی ہی صورت
 گذارہ کی پیدا کریں جب بادشاہ لاہور سے چلا گیا تو وہی بھلی رہنئی و غارت شروع ہو گئی بعد ازاں سبھی
 اندر سکھان ہرن ساکن موضع مانو کے اسپر قابض ہو گیا اور نہ ناسنگہ ہنگی حاکم لاہور نے اوسپرورش کی اور
 کچھ کر دیا اسی دید یا مگر قلعہ کے اندر مہات سہجوز وہ اندر سکھ بدستور محصور رہی پھر مسلمان سہائی سنگہ و صاحب
 زمیندار ان قوم درک ساکنان بھی سپر قابض ہو کر اوندکو نہ مانہ میں مسی دل سنگہ جاٹ گوت گل ساکن
 قلعہ امرتسر شیر پورہ پر حملہ آور ہوا مگر ناکام رہا پھر مسلمان امیر سنگہ و لہ سنگہ و اربیل سنگہ و صاحب سنگہ

چند سال سے اس پر قابض رہے تھے اور تھوڑے ہی عرصے میں شہزادہ کٹرک سنگ کے اوتکی
 سر کو بی کو نامور کیا چند روز محاصرہ رہا مگر قلعہ فتح نہ ہوا پھر مہاراجہ معہ توب احمد شاہی المشہور سنگیان والی
 کے بھیان آیا اور چند گونوں سے دروازہ توڑ ڈالا امیر سنگ داریل سنگ ناچار ہو کر حاضر ہو گئے اور قلعہ
 پر قبضہ مہاراجہ کے تصرف میں آگیا اور پھر تمام علاقہ ریخت سنگ نے اپنے فرزند کھرک سنگ اور اسکی
 والدہ راجکوریان المشہور نکا کے جاگیر میں دیدیا اور کتا پن تمام عمارتیں قلعہ میں سکونت پذیر رہی اور سبکی
 آبادی میں بھت کوشش کی اور ساکنین کو قلعہ سے نکال کر باہر آباد کرایا اور قلعہ کے اندر ایک عالیشان
 حویلی بنوائی اور ایک باغ معہ بارہ درہی تعمیر کیا اب عمارت قلعہ کی بھت بوسیدہ ہے مگر حویلی رانی نکا میں کی
 بھت عمدہ ہے مہارانی خجندہ الہ مہاراجہ دلپ سنگ بھی بھت عمدہ پر داری لاہور سے بدیل ہو کر چند
 ایسے قیام پذیر رہے مگر جب یہی ایسے دنہ پر چند درخت انتر پر داری ثابت ہوئی تو جلا وطن کر کے شہر
 بھی گئی بعد ازاں جب علاقہ پنجاب کا سرکار انگریزی نے ضبط کر لیا تو چند سے بھت شہر مقام ضلع قرار پایا
 یہ قصبہ و علاقہ راجہ ہرن سنگ نسپریتی راجہ نیش سنگ کے جاگیر میں ہے اور مٹھانہ سرکاری مقرر ہے شیخ پورہ
 قلعہ بلو قلعہ نامہ انہیں ہی کہتے تھے قلعہ کے واسطے خندق و دیوار و مورچہ لایا ہی چیزیں میں سوان کا اس قلعہ
 کی عمارت میں نشان بھی نہیں پایا جاتا البتہ عمارت پختہ سراسی کی صورت پر بنی ہوئی ہے اور سرین بنیا حقد
 اب موجود ہے ارتفاع میں اکٹس گز اور ایک فٹ شکل مخروطی ہے اور زیون کی تعداد ایک سو ایک ہے
 یہ عمارت بھت بوسیدہ ہو چکی تھی مگر سرکار انگریزی نے منظر قیام یا دگار شہزادہ شیخ پورہ بھت سدا و پختہ
 کر کے تالاب بنیاد کو دوبارہ درست کرایا اور راسی کھنڈ لال صاحب بھادرا کے کھنڈ عمارت لاہور ڈون
 نے نہایت سرگرمی و محنت و کرائی کے ساتھ اس عمارت کے مرمت کی گویا بنیاد یاد و رہ اس بنیاد کا
 نیچے سے چوتیس گز اور دو فٹ ہے اور مشہور ہے کہ یہ بنیاد بلندی میں اسی گیل زیادہ تھا مگر دو تیر لیں
 اور پکے مسی مراد بنیاد رک ساکن موضع سنگ گری بھت درت تیار سی چاہ اور مطلوب ہوئے انہوں نے گرا لیا
 چونکہ اس وقت سکھ شاہی اور برہمہ گودی زمانہ تھا کوئی برہمن حال اسکا اتہا میں ہوا اور اسے دون
 منبر لیں اس نام اور بنیاد کے اوٹرو الین مگر اس عمل قیام سے تمام گانہ واسے اسکے دشمن ہو گئے اور
 زمینداران جاٹ گوت درن کے نام سے وہاں آگیا تالاب جو اس بنیاد کے بائیں ہے وہ بھت وسیع و بول
 اسکا و وسو چیا نوین گز اور عرض دو سو کیا دن گز اور عمق سات گز ہے تالاب کے وسط میں ایک بارہ گز
 نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے اور ایک چاہ بھی تالاب کے باہر بنا ہوا ہے اس میں تالاب میں پانی نہیں
 ٹھہرتا بارش کے وقت جو جمع ہوتا ہے جذب ہو جاتا ہے اگر پانی ٹھہرے گا تو ایسے جنگل میں اس تالاب کا پانی

ضمنت و فایدہ بخش تھا البتہ اگر سرکار اسکی زمین پر چونکہ تہہ دارا دیو سے تو پانی ادنیٰ خشک نہیں رہتا
 ہو اور خلعت کو برفا فایدہ پہنچتا ہے۔ آبادی اس قبضہ کے بارگاہی و اتم ہے شکار بہرین وغیرہ کامیاب
 دستیاب ہوتا ہے ملکیت اسکی قبضہ زمینداران درک و ہجراتی و قانونگو دار امین ہمارت اسکی سختہ و خفایت
 اٹھاسی گھر اور بیالیس دوکانیں اور ایک ہزار سات سو اکثر مردم شمار ہی ہے چونکہ قبضہ شیخ پورہ کے ذکر میں
 اتفاقاً راجہ ہرنس سنگہ جاگیردار کا ذکر آگیا ہے مناسب کہ اس عزت دار رئیس لاہور کا حال بھی جو اقل
 ہو وہ بھی ہے کہ موضع ایکٹری ضلع میرٹھ میں سے ایک شخص خوشحال نام گوڑہ بہمن تلاش روزگار کے لئے
 لاہور آکر چھارہ راجہ رنجیت سنگہ کے لشکر میں بیٹھ گیا تھا ایک سال تک اسکا خاص سہن ہوتا
 تھا اور چھارہ راجہ رنجیت سنگہ نے دلنفا سے باہر کرکے نظر امتحان سپاہیان پھر ہتھیار بھاری ہاتھ کو
 مشدہ ہو خوشحال سپاہی نے روکا ہوا راجہ نے مانا اور اندر گئے لگا خوشحال نے دوڑ کر نکل آیا اور بیٹھ کر
 رات نہ بھانا اسو اسطر پھر مین دیدیا بعد ازاں معلوم ہوا کہ خود چھارہ راجہ تھا چھارہ راجہ نے اس شکاری کے
 صومل میں اسے کھال بھرنی کی اور چھوڑ دیا وہی کانا دیا پھر تو دن بدن عزت اسکی بڑھتی لگی اور سلطنت
 کے ارکین میں سے شمار ہونے لگا اسے اپنا مذہب جو پور کر سکی مذہب قبول کیا اور اپنی بیوی رام سنگہ اور
 تینا سنگہ اور زادہ کو بھی سکھ بنا کر جرنیلی فوج کی دلوادی اس شخص نے لاہور و امرتسر میں بڑی بڑی عمارتیں
 بنوائی ہیں جو اب تک موجود ہیں اسے عزمین جمہور خوشحال سنگہ مرگیا اور سردار بھگوان سنگہ اسکا بیٹا
 جاگیردار فتحگڑہ کا موجود ہے اسکی فیاضی کا تمام زمانہ مقرر ہے قیام اسکا امرتسر میں ہے اور سردار بھگوان
 جمہور خوشحال سنگہ کا برادر زادہ انگریزوں کا صحبت خیر خواہ تھا انگریزوں نے اسکو راجگی کا خطاب بخشا
 اور جاگیر کثیر عنایت کی وہ ۱۸۶۳ء عیسوی میں مرگیا اس کے بعد راجہ ہرنس سنگہ راجہ تینا سنگہ کا برادر چھوٹا
 کے شکم سے ہے اور اسکو راجہ تینا سنگہ نے بیٹی کیا ہوا تھا جانشین ہوا اس کے جاگیر میں قبضہ شیخ پورہ موجود ہے
 جمعی چون ہزار چوبیس ہزار ہے اور ایک بیٹا صلیح راجہ تینا سنگہ کا زید سنگہ نام بھی موجود ہے وہ بھی جاگیرین
 شریک ہیں قبضہ شیخ پورہ **تہستان** کو جو برافراں کے ضلع کے متعلق ہے ایک قبضہ آباد ہے
 اسکی بنیاد کا حال بطور حیرت و اعجب ہوا کہ اکبر بادشاہ کے وقت میں احمدیہ زبند ار قوم ہٹی نے اسکو آباد
 کر کے نام اسکا بٹھائی ہٹیان رکھا یعنی ہٹو لگا لگا اور بٹھیا بٹھیا زبان میں گانوں کو کہتی ہیں اور بٹھیا ہوتی ہے
 آباد کی نام پر روزانہ ہٹیا اور سو وقت تک کہ سلطنت مغلیہ ختم ہو گئی تھے گانوں کا حال کے اولاد کے قبضہ میں
 رہا جب کہ ہون کی غارتگری کا وقت آیا تو بھی مہی جلال مالک گانوں نے اپنی حکومت علیحدہ قائم رکھی اور کسک
 ہوا ۵۹۰ھ بمطابق ۱۱۹۵ء میں ہمارا راجہ رنجیت سنگہ بہت سی فوج لیکر زبند اران قوم ہٹی کے تادیب کو سوار ہوا پھر

پندرہ یون کے بعد قصبہ جلال پور ہٹیاں فتح کیا پھر اس قصبہ پر پورن کی جلال خان اپنی صحبت کے
ساتھ مقابلہ میں آیا اور متصل عید گاہ کے آگے پورن کی ہڈی پھیلے ہوئی خوب ٹوسے آخر کار توپ کے قوت
بھاگ گئے جلال خان بھی جنگ سیالان کے طرف سے بھاگ گیا مسکوئی فتح سے قصبہ کو خوب لوٹا سب زندہ اور
ملکیت میں داخل ہو گئے اگرچہ جلال خان اور اس کا گنہگار احمد کے فتح میں نوکر ہو گیا مگر ملکیت اس کو ملی
اوس کے مرنے کے بعد اوس کے بھائی شتی خان اور اس کے بیٹے رحمت خان نے بھی مھاراجہ کی نوکری کر لی اور گداز
کیتے ہی آخر مھاراجہ دلیپ سنگھ کے اخیر سلطنت کے وقت جب سردار خیر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ نے اس پر
شورش و فساد برپا کیا اور سرکار انگلینڈ کے ساتھ لڑائی لڑائی اس کا نوکری بنی و اسے سرکار انگلینڈ
کے خدمت گزار رہی اور اس کی کامل امداد و لشکر کو پہنچائے رہی اس خدمت میں سرکار اور پھر مھاراجہ پورن
اور تمام ملکیت گاہ کے اصلی مالکان جدی کو عنایت کر دی اور سکانات اور مکی جو بہت مدد سے ضبط ہو کر
تھے واپس دلائی چنانچہ آج کل قلعہ میں ایک مقبرہ قدیمی تختہ مہی خیر محمد کا بھان بنامو ہے اور سابق
جو قلعہ بنامو تھا وہ اب مھاراجہ دیا گیا ہے میراے اور بھانہ سرکاری بھان موجود ہیں گھوڑوں کے پرین
پنجابی طور کے بھان تختہ تختہ ہیں اور روغن زر و کی تجارت بھت ہوتی ہے بلکہ اس علاقہ کا گہی دور دور
جا کر فروخت ہوتا ہے عمارت اس کی تختہ خام ایکڑ پانچ گھراؤ میں سو دو کا میں اور پانچ گھراؤ چھالیس دم کا
ہے اور رحمت خان مہر دار و لیدار مقرر ہے اس قصبہ میں سوت کا بیویا بھی بہت ہوتا ہے اور ہوا کے
دور دور سے خریدنے کو آتی ہیں خصوصاً شاور و کابل کے طرف بھان کا سوت بھت جاتا ہے۔

کوٹ یار محمد المہر و جلال پور ہٹیاں یہ قصبہ متعلق ضلع گوجرانوڑ کے
آباد کیا ہوا زمینداران قوم ہیں کاہتہ عرصہ انکیو بارہ برس کا گذر ہے کہ مہمی یار محمد زمیندار قوم ہٹیاں
بوقت ضعف سلطنت منلیہ و حالت فو دسری اپنی کے بھگوان آباد کیا اور نام اس کا کوٹ یار محمد رکھا چونکہ
اس سے پہلے قصبہ جلال پور اس کے قرب میں آباد تھا اس کا نام بھی جلال پور مشہور نام گرام شورش سکھانہ
میں اس قصبہ کے حاکم نے کیسی اطاعت نہ کی آخر مھاراجہ رنجیت سنگھ سمیت انکی میں حملہ آور ہوا اور زمیندار
بھان کے لڑائی میں مملوٹ ہی رنجیت سنگھ نے قصبہ کو خوب لوٹا اور مالکوں سے ملکیت چھین لی جس تک
رنجیت سنگھ کی سلطنت رہی ملکیت ضبط رہی واپس نہ ہوئی آخر جب سرکار انگلینڈ کی کانٹرا سردار خیر سنگھ
و شیر سنگھ اٹاری والہ مہندان کے سرکوبی کو اس طرف آیا اور اس قصبہ کے زمینداروں نے خدمات سر کی
کی نمایان کہیں تو سرکار نے اصلی مالکوں کو ان کی ملکیت پر قابض کر دیا ایک خاتواہ نعمت علیشاہ کی کہ
قصبہ میں ہے جان ہر سال مہیہ ہوتا ہے یہ بزرگ فقیر خدائے سیدہ قوم کے ہیں تھے اب ان کی اولاد پانچ

سندھ روپیہ والا نہ وجہ نشین سرکار انگریزی سے پائی ہے اس قبیلہ کی زمین میں خنوزہ محبت اچھا شیرین
 ذائقہ دار خوشبو ہوتا ہے سچتہ اسکا شہر سناہ ہے مکانات شہر کے بھی تختہ بنی ہوئے ہیں ایک ہزار ایک سو تالیس
 اور ایک سو تیس وکانین او دو ہزار پانسو تر اسی مردم شماری ہے قادر بخش شہر دار قبیلہ کا اولاد مقرر ہے۔
جناب الشیرخان سچتہ آبادی کا قبیلہ متعلقہ ضلع گوجرانوالہ شیرخان افغان کا آباد
 کیا ہوا ہے وہ شیرخان اکبر بادشاہ جتائی کے عہد میں شاہی اسیر دن اور نوکر دن میں سے تھا اور اس
 اسکے ایک درستی آباد کے اسکا نام شیر کوٹ رکھا و دو قبیلوں اور بستوں کا ایک جی نام قرار پایا
 چونکہ اس آبادی سے اول مقام پر ایک برائتہ یعنی ٹیکہ کسی پرانی آبادی کا موجود تھا اور لوگ اسکو
 جتہ یا کہتے تھے جتہ بالہ کا لفظ اسکو نام سے غلطہ تھا اور رفتہ رفتہ جتہ بالہ شیرخان مشہور ہو گیا
 بانی کے عمارت سی ایک دلی اور ایک تالاب سچتہ موجود ہے اس باولی کے تاریخ کے اوتار سے
 منظم کر کے اوپر لکھ رکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باولی ۱۷۱۷ء ہجری میں تعمیر ہوئی
 وہ قلعہ تاریخ ہے قطعہ تاریخ بعد شہزاد اکبر لقب بہا یون نسب خسرو کامیاب ہو بغیر
 سید غزنوی ۴ رفیع المکان خان عالی جناب بہا کر دچا ہے مین کرم کہ شد رشک بر چشمہ آفتاب
 ہزار پوش بود و لوگر و ون خیل ہزار چرخش بود مرغ در بیچ و تاب ہزار تاریخ او گفت بافتاب
 بہ از چاہ تخت بود و جواب بہ مادہ تاریخ اس قلعہ کا بہ از چاہ تخت ہو چسبہ ہجری حاصل ہوتا ہے
 پہلی آبادی اسکی چہ بستوں پر بنی تھی زمانہ شورش سکھان میں مہی جی سنگہ المعروف بوڑا دل جنگ
 اس پر تصرف ہو گیا اسکے بعد ۱۸۱۷ء بمبئی میں سردار مہان سنگہ سکھ حکیم اس پر تصرف ہو گیا اسنے
 میر قبیلہ مہی ار و سنگہ کہ بالیہ کو بطور جاگیر دیدیا و سوقت چہ بستوں کی ایک بستی قرار پائی اب ملکیت اسکی
 قبیلہ قوم افغان وغیرہ ہے گہور دن کی زمین اور باپوش اس قبیلہ میں تختہ بنی ہوئی مہی جی سنگہ کی ملکیت اسکا
 بارش باران ہو جاتا ہے اور مینہ بھین برستا تو مسلمانوں اور ہندوؤں کے عورتیں باجماع تمام گہور دن کو ٹکڑ
 باولی پر جمع ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی جناب میں بارش ہونے کے لئی دعا مانگتے ہیں اکثر اوقات
 اونکی دعا قبول ہو جاتی ہے اور ہنگ کر گھر و زمین آتے ہیں اگر شاید اس روز بارش نہ ہو تو دوسرے
 تیسرے روز تو ضرور ہوگی بارش ہوگی عمارت اس قبیلہ کی اکثر تختہ ہے سات سو گہر اور بستیں وکانین و رور
 پانسو تر ان میں مردم شماری ہے قبیلہ کے لوگ اکثر گوری پشیہ بھی ہیں موضع و موضع عرصہ چار سو
 پچاس برس کا گذرا ہوگا کہ مہی جی و نیازیدار قوم تاریخ نے قبیلہ آباد کر کے اسکا نام دیکھی کہار و ز آبادی
 سے کہی ویران نہیں ہوا اگر دتہ یعنی ٹیکہ پرانی آبادیوں کے اسکے حد کے اندر موجود ہیں زمانہ ضعف سلطنت

مغلیہ میں جب گجرات حکومت ہو گئی تو سہمی سن محمد زبید از قبیلہ مذہبی خود سر ہو گیا اور اوپر خدیو بار غزنی
 زبید از موضع کم کو لے گئے اور انہیں لڑائیاں ہوتی رہیں ابھی بھید و نوکری رہی تھی کہ سردار چھان
 سکریٹھان و نوکر چلے آ رہے تھے اور انہیں ہوا اور انہیں ہوا کہ وہ گانہ آدھے اپنے تصرف میں کر لے اب بھی ملکیت
 اسکی بقیہ زبید از ان تار تار ہے عمارت اسکی اکثر غلام ہے چار سو تاسیس گھرا دربار دن و دکانیں اور
 دویزار تین سو نوے مردم شماری ہو اور گانو متعلق خلع کو جو ان کے ہتھ میں ہے زبید از اسود و حال میں ہے
شاہاہ و گران صاحب عرصہ تین سو تیس سال کا گذرا ہے کہ حاجی دیوان صاحب
 ساکن موضع لاد و اندر علاقہ ضلع لاہور فقیر خدائے رب است اسکا بیٹا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہوئی وقت
 سہمی سور قوم ڈوگر اسکا مقام بر طور فائدہ بدوشوں کے رہتا تھا وہ حضرت کامرید ہوا اوہ چار دن طرح
 لوگ ادنیٰ کرامت کا شہرہ شکر ادنیٰ مرید ہونے لگے اور بڑا اجتماع مریدوں کا ادنیٰ خدمت میں تھا چنانچہ
 کہ صورت آبادی کی قایم ہو گئی اور بہت سی لوگوں کو محبت حضرت کی پانچ ہو گئی کہ اوکھوں نے سکونت
 بیجان کی مقرر کر لی سنہ ایک ہزار گیارہ میں حضرت فوت ہو کر بیجان دفن ہو گئے کسی شاعر نے ادنیٰ تاریخ
 وفات اسطرح لکھی ہے **تاریخ وفات** ہر کہ خواہد سرا د از دل د جان ۴ سید ہشتاہ نعمت اللہ دان
 والی عہد خود فصیح زمان ۴ سال تاریخ از ز و ضہ بخوان ۴ اس روز سے نام اسکا شاہاہ و گران
 مشہور ہوا اور واضح رہے کہ نام حضرت کا شیخ اسماعیل اور بیعت حضرت کو سلسلہ سہروردیہ میں نجدت
 فتح دوم نرخ سندھی کی حاصل ہوئی اور ولایت و کرامت میں کمال پایا پھر حضرت کی سب اولاد فرما
 ملکیت اس گانو کی سہمی مولن شاہ کو جو چوتھی پشت سے حضرت کے فرار بر سجادہ نشین تھا سہمی کر دینی زمانہ
 بادشاہ کی آمد و رفت کے وقت ایک مرتبہ گھم گانو لوٹا گیا اور تھوڑی عرصہ تک گانو ویران رہا پھر آباد ہو گیا
 حاطہ فرار کا بار و فتنہ ہے جادو و ضہ خندہ اور ایک مسجد عالیشان بنی ہوئی ہے اس خاندان کے اب بھی
 مرید ہیں و تمام علاقہ اس خاندان کا بابل و جان ادب کرتا ہے اور ان کی اولاد کے واسطے ایک ہزار تیسویں
 سالانہ چاکیر سرکار سے سرکار میں تھا نہ پوائیس کا اس قبیلہ میں مقرر ہوئے قبیلہ بار و فتنہ ہی عمارت اسکی
 نام صاحب ہے اور خیمہ ٹھوٹی اور مالک زبید از ان قوم ڈوگر ترانہ میں گھرا دربار دکان اس میں ہیں اور
 چار سو گیارہ مردم شماری ہے **موضع جو شہر کا** شہر چار سو سال کا عرصہ گذرا ہو گا کہ پہلی فصل سہمی
 جو شہر زبید از قوم و رگ نے اس گانو کو آباد کیا اور موضع راہ سے اوکھ کر بیجان سکونت کی چونکہ وہ ایک
 انکھ سے کوہ تھا اور گانا پنجابی زبان میں ایک آنکھ واسلے کہ کہتے ہیں اس گانو کا نام بھی جو شہر کا نام مشہور ہو گیا
 زمانہ خلف سلطنت میں جب آباد آمد فوج افغانی کی اس طرف سے ہوئی لگی تو اس گانو کو بھی شہزادوں نے لٹا دیا

اور گہروں کو عیاں دیا اور کشتہ بدلت تک اس گانہ کے زمیندار موضع جہرمین سکونت پذیر ہو گیا۔ اس
 قلعہ کی آمد و رفت ہو چکی تو دوبارہ عیدہ گانہ آباد کیا پھر جب یہ قصبہ ہمارا جو تختہ سنگہ کے قصبہ میں آیا تو باہم
 اس بستی کے ایسی ترام و عداوت قائم ہوئی کہ چند آدمی مارے گئے اور ہمارا جو سے دس ہزار روپہ جرمانہ
 ڈیڑھ لاکھ گانہ والوں سے وصول کیا اس جرمانہ کے بعد باہم صلح ہو گئی مگر اس کا تباہی و بربادی بھلی آبادی
 کے پاس قائم ہو گئی تھی غلہ اری کے اخیر میں جب ہمارا جو سنگہ جیلہ بھائی بہر سنگہ سرکار انگریز کے برخلاف
 مقصد ہو کر بھاگا تو اس گانہ میں آیا گانہ والوں نے اس کی خاطر کی سامان خورد و نوش اور سکونت و باج و فوج اور
 گرفتاری کو آئی تو اس کو بھاگا دیا اس جرم میں سرکار نے عیدہ گانہ جلا کر خاک دیا اور گانہ والوں کی ملکیت جہرمین
 کشتہ بدلت کے بعد سرکار پھر جہرمین ہوتی اور بستی آباد ہوئی ایک کھنڈ مکان متبرک اور چند سکونت گاہیں بنا
 ہو گئیں جبکہ نام نہانکانہ اور سوداگر آکر رہا ہوا ہے چار سو روپہ سالانہ کی جاگیر اس مندر کے متعلق ہے وہ قصبہ
 اس مکان کا عیدہ ہے کہ بابا نانک سیر کرنا ہوا بھیاں آیا اور بہت سا اسباب بھیاں بٹہ کر اور سنی شہادت کیا اور
 فرمایا کہ عیدہ کھرا سودا ہے یعنی اس میں نقصان نہیں ہوا اس وقت سے بھیاں مندر میں گیا اور سوداگر اس نام
 قرار پایا عمارت اس کی خام ہے پانچ سو پندرہ گھر اور چتر دوکانیں اور دو ہزار ایک سو چالیس مردم شمار ہیں
 اور لاکھ سنگہ نبرد اس گانہ کا ذیلہ مقرر ہے اس گانہ میں بادہ گاوگا ویش عیدہ پیدا ہوتی ہے۔
 موضع جہرمین ایک سو پچیس برس کا عرصہ گزر گیا ہے کہ عیدہ آبادی تھی چوتھ زمینداروں کے موضع برگو والی
 متعلقہ راستہ جنوں سے آگاہی اور برجات نام دادا اپنی کے مکان نام جہرمین اس کا نام بھی جہرمین کہلاتا
 نصف سلطنت مغلیہ میں عیدہ گانہ سنگہ بنگلی کے قصبہ میں گیا اور سے بھیاں ایک قلعہ بنوایا پھر ہمارا
 یہ تختہ سنگہ کے عیدہ میں عیدہ گانہ سمات راجہ ران دالہ ہمارا جو کٹر سنگہ کے جاگیر میں ملا اور ہمارا جو
 کٹر سنگہ اسی مقام پر مشول ہوا سرکار انگریز کی غلطی میں وہ قلعہ گرایا گیا پھر جب شورش مولراج و شرار
 چتر سنگہ و شیر سنگہ کے برپا ہوئی تو عطر سنگہ و ماری دال مقصد نے بھیاں آکر قلعہ نوکر رکھنی شروع کی اس میں
 میں اس گانہ کے لوگ بھی محبت نوکر ہوئے سرکار انگریز نے اس جرم میں بعد فتحابی اس گانہ کو لوٹ کر
 ویران کر دیا مگر چند ماہ کے بعد پھر آبادی کا حکم نافذ کیا اس سبب میں زمیندار ہی قوم و رک کی ہے عمارت
 قصبہ کی خام ہے چار سو چالیس گھر اور چتر دوکانیں اور دو ہزار بائیس مردم شمار ہیں۔
 موضع کو لوٹا یہ عرصہ تین سو برس کا گزر گیا ہے کہ مسمی کو تو ہمارا قصبہ سید و علاقہ جرات
 اگر کبارہ ناکہ دیکھ صرف اپنی سکونت بلکہ خانہ بدوشان کے مقرر کی اور موضع احمد پور اور دیکھ ہی کہ
 زمین ہتھار لیکر کاشتکاری شروع کی اس کے قیام کے سبب اور بھی چند زمیندار متعلق اس کی باج و فوج

پیر ہو کر اتفاقاً ایک دفعہ کو لکی لڑائی نہ مینداران احمد پور کے ساتھ ہو گئی اور دو تین خون ہو گئی جس کے عوض
 کو لو کے چھ بیٹے اور خود کو لو بھانسی ملا اور سستی ویران ہو گئی صرف مسات راندی کو لو کی زوجہ جو ہا بل بھی
 باقی رہ گئی وہ بھی خوف کے نام سے جنگل میں نکل گئی وہاں ایک ایک فقیر خدا پرست ملا اور اس کے حوالہ
 پر ہم کہا کر فرمایا کہ تیرے شکم میں جوڑ کا ہے وہ صاحب قبال ہو گا مگر جب پیدا ہوا اس کو تو مسلمان بنا کر
 مسلمان نام سے موسوم کرنا عورت نے ارشاد فقیر کا قبول کیا جب لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام سیرا رکھا
 اور رفتہ کر کے مسلمان بنا یا جب بڑھو تو صاحب حوصلہ و داعیہ نکلا بادشاہ کے دربار میں اس کی پیشکش
 ہو گئی بادشاہ نے چالیس دھات ملو کہ قوم تار کا اس کو مقدم و جو دہری بنایا اور سنی پھر یہ قصہ آباد
 کر کے اس کا نام کو تو تار رکھا اور سن سے برابر آباد ہے سکھوں کے شورش کے وقت سردار ہاننگ
 سکھ حکیم نے جا کا کہ اس پر قابض ہو جائے تو سب قوم نے اتفاق کر کے اس کا مقابلہ کیا اور اس کی اطاعت
 نہ کی پھر راجہ رنجیت سنگھ نے اس کو مطلع کیا اور ایک ہتھ پڑانا اس قبضہ سے بفاصلہ آدھ کو س کے واقعہ ہے
 اس کو اس کے کہتی ہیں حال اس کا اس طرح مشہور ہے کہ راجہ سکھ نے جو راجہ سالیا سن والی سیالکوٹ کا رشتہ
 تھا یہاں شہر آباد کیا تھا وہ سب انقلاب مانہ کے آج گیارہ لاکھ بھی اسی زمانہ سے جاری ہے اس نالہ
 کے کنارے پر ایک قلعہ زمین بھارت سفید رنگ کے ہے اس کو گاندو لے متبرک جانتی ہیں اور کہتی ہیں کہ
 میر عبد القادر فقیہ خداریدہ اس جگہ پر آکر بیٹھا تھا اور دس دن سے اس زمین کا رنگ بدل گیا تاکہ اس پر
 قبضہ کے زندیداران قوم تار میں ہمارے اس کی خام پانسو ستر سٹھ گھرا اور اٹھیس و کانین اور ایک ہزار آٹھ سو
 اکھتر مرد شمار ہی ہو اور پیر محمد نمبر و از دلدار مقرر ہے اور عہد اکبر بادشاہ میں بھیان و وفیق خدایہ
 و اس پرند اس برائی اسے صاحب عبادت ہو کر تھے ان کی سادہ بین موجود ہیں وہاں ملکہ ہوتا ہے
موضع اچھیان والی یہ گاندو پانی آبادی کا ہے اور مشہور ہے کہ راجہ بکر ماجیت کے عہد میں
 اس کے رشتہ دار دن میں سو ایک شخص اجنا نام ملک انجہ میں حاکم و جاگیر دار تھا اس کے حکم سے پھل پھل
 عید آبادی قائم ہوئی کشتہ ریت کے بعد وہ آبادی پر باد ہو گئی اور مدت مدید تک ویرانہ جنگل ٹپا رہا
 پھر مہرے امر قوم کاٹ کر عید گاندو آباد کیا اور اس کوٹ نام لکھا مگر وہ نام قائم نہ ہوا وہی بھلا نام پر قرا
 رہا و دوسری بانی کی اولاد ابک موجود ہے جس کا شجرہ اٹھارہ پشت کے بعد اس سے ملتا ہے عمارت اس کی
 پختہ و خام ہے چار سو بیس گھرا اور گیارہ و کانین اور دویزار دوسو بارہ و مرد شمار ہی ہے
 سرحد اس کے پتھر جتنے تازہ سرحد اس سے اس سے اس کا کیا ہے اس قبضہ میں رہتا ہے اس کے
 سے اصول گلاب اس سے مذہب کے ساتھ ملتی ہیں جس کا ذکر مذہب کے ذکر میں مذکور ہو گا اور ایک سادہ شکل

فقیر کی بھیان موجود ہے ہر سال ماہ چیت کے تیسری تاریخ میلہ ہوتا ہے موضع بہکھی عرصہ جو سو سال
 برس کا گذر رہا ہے کہ پہلے مسیحی بھکھی زمینداروں کے قصبہ آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بھکھی آباد کیا
 ضلع سلطنت مغلیہ میں زمینداران قوم کھل نے اس قصبہ میں بے درپے ٹھہر گئے اس کے آبادی دیر
 ہو گئی اور زمیندار بھیان سے اٹھ کر قلعہ شیخ پورہ میں سکونت پذیر ہوئے جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کا
 قصبہ قلعہ شیخ پورہ پر ہوا تو بھیان کے زمینداروں نے نکل کر جنگ لکھی میں جا رہے اور مہاراجہ شیر سنگھ کے
 وقت تک جا بجا سکونت کرتے رہے کہیں اصلی مقام اونکو نکلا آخر مہاراجہ شیر سنگھ نے انکو اجازت دی
 کہ اپنی اصلی مقام پر آکر قلعہ ہون چنانچہ انھوں نے دوبارہ قصبہ کا نو آباد کیا ایک خانقاہ میر شاہ
 بہلول قادری کی جو مشہور بہرگان پنجاب ہے بھیان بنی ہوئی ہے ہر سال ماہ چیت کے بیوی تاریخ
 وہاں میلہ ہوتا ہے مالک اسکی زمینداران قوم درک میں عمارت اسکی خام ہے دو سو اکیاسی گھر اور
 اٹھارہ دوکانیں اور نو سو چار اسی مردم شمار ہی ہے فوجدار سنگھ بھانکھارہ دار فیلدار مقرر ہے اور
 شہرہ قلعہ بھیان بنیا ہے تجارت اسکی ہوتی ہے موضع **جک** بہکھی قصبہ کا نو آباد کیا
 عالم خان زمیندار قوم بہکھی کا ہے اوسنی بھگوان آباد کر کے جک بہکھی نام رکھا دیا ہے سو برس کے عرصہ
 سے بھگوان آباد ہے زمینداران قوم بہکھی کے مالک میں عمارت اسکی خام ہے پختہ ملی ہوئی ہے چار سو چھتر
 گھر اور چھتر دوکانیں اور دو ہزار چار سو ستتر مردم شمار ہی ہے موضع **سرور** المعروف
میان کے زمانہ قدیم میں سبھجہ ایک شہر اور دھونگھی آباد تھا حکمران جو ان کے آباد کر کے
 راجہ کا روپ لے اور سپر خاں کہہ شہر کے لیا اور آبادی کو رون دی بعد ازاں کسی سے بھگوان
 ہو گیا بعد کیتھرت کے میان علی نام فقیر قوم سپر اصحاب جنگال موضع لالی ضلع شام پورہ میں تھا
 اگر سکونت پذیر ہوا اس کے مرید بشیار قومین ہو گئے اوسنی بھیان آبادی کی صورت بنائی اور نام موضع
 کا اوسے کے نام سے موضع میان علی قرار پایا پھر چند سال کے بعد اسکی آبادی جاتی رہی تو مسمیٰ سرور قوم
 کو دگر نے ہنگو آباد کیا اور اسرور میان علی نام مقرر ہو گیا پھر شیر شاہ بادشاہ افغان قوم سور کے اسبھجہ
 سنجہ مسیحی بنوائی جو اب تک موجود ہے اور میان علی فقیر کا نزار بھی سنجہ بناموا موجود ہے زمانہ ضلع سلطان
 مغلیہ میں پھر بھگوان سے چراغ ہو گیا سو امی مجا دران خانقاہ میان علی کوئی شخص بھیان مقیم نہ تھا
 علیہ اسی سرور مہاننگہ سنگھ کی میں تھوڑا سا آباد ہو کر ہر ویران ہو گیا مجا دران خانقاہ پھر بھی بھیان
 رہی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں پھر بھگوان آباد ہوا مالک اسکی زمینداران قوم سپر اور اسرور میں تھوڑے
 اس قصبہ میں بھت بنیا ہے عمارت اسکی اکثر سنجہ ہے اکیس سو گھر اور چار دوکانیں اور چار سو گیارہ مردم

ہے گا تو متعلق خلیفہ کو جہانوالہ کے ہے موضع جلال پور کہ جس کا زمانہ قدیم میں اس جگہ ایک قبیلہ
 جلال پور نام آباد تھا اور کسانتہ و ہرا نہ پڑا اور اٹھنا پھر مرد و عورت چار سو ساٹھ برس کے سمیان ناصر و کوہ
 زینداران قوم پھر رہے اور کھانا آباد کر کے قدیم نام پر موسوم کیا پھر افغانی فوج کی آمد رنت کے وقت فغانوں
 نے اسکو لوٹ کر ویران کر دیا چند سے ویران پڑا اور پھر مسیحی محمدیہ پڑی تھی آبادی مشعل پرانی آبادی
 کے آباد کی اور پرانی آبادی کے جگہ پر آبادی ہو گئی پھر اجہ رنجیت سنگھ کے وقت بھی زینداران اس گانہ
 کے بقا بدیش آئے اور پھر دہلی سے لڑائی کے بعد طبع ہو گئی ایک خاتواہ خضر سلطان فقیر کے بھان سہوڑ
 ہر سال بھاگن کے چھپے زمان میں ہوتا ہے عمارت اسکی تختہ ہے ایکو ستائیس گھر نو دو کائین اور نو سو
 اڑیس ہر دو م شمار ہے قبیلہ متعلق خلیفہ کو جہانوالہ کے ہے اور زیندار اسودہ مال میں بدو ملی
 پنجاب و آب میں یہ قبیلہ موروثی زینداران بدو ملی کا ہے انکے سوا اور قومیں بھی اس میں رہتی ہیں
 عمارت قبیلہ کی کچی بہت اور تختہ کم ہے قبیلہ کے گرو بھی خام دیواری مگر مسجد تختہ تعمیر ہوئی ہوئی علاقہ سکا
 سرسبز و میراب و ریاسے راوی کے کنارے ہے غلہ بھت پیدا ہوتا ہے وریاسے جناب و زینداران
 سے بچس کوس رہے ہے **میر و وال** پنجاب و آب میں یہ ایک قبیلہ موروثی راجپوتوں کا ہے
 قبیلہ کی عمارت کچی کچی ہوئی ہے ایکڑا گھر انہی دو کائین میں مار و وال یہ قبیلہ بھی شہر
 راوی کے کنارے موروثی زینداران قوم باجوہ کا ہے چار ہزار کے قریب گھر اور نو سو دوکان
 سکھوں کے علاقہ راوی کے وقت بھان آباد و خراب اور بھی زیادہ ترقی ہے اس میں خوب سے شیعہ مذہب
 بہت ہوتی ہیں جو سادات شمس کے مرید ہیں وہ سید بھی شیعہ مذہب کہتے ہیں محمد کے دونوں بھان ماتم کی
 جائیداد بہت ہوئی ہیں یہ شمس الدین تھانی کی اولاد ہیں جنکا نذرنگ و خدہ نشان کے بار
 موجود ہے اولی کل اولاد شیعہ مذہب کہتی ہے مگر خاص حضرت کاشعہ ہونا ثابت نہیں ہو تا کیونکہ کاشعہ
 غوثی کی ہیں اولی منگو خدہ تھی اور سلطان محمود و شیعہ مذہب الدین کا سخت دشمن تھا اگر شمس الدین
 شیعہ ہوتے تو یہ رشتہ اوکو کہی تھاتا مار و وال کی عمارت کچی کچی ہوئی ہے اور قبیلہ کے پاس سکھوں
 کے وقت ایک قلعہ بھی بنایا تھا مگر اسکا گرا یا گیا ہے شہر کے باہر ایک قدیمی تختہ باغ بھی موجود ہے
مہلو وال پنجاب و آب کے متعلق یہ ایک قبیلہ دیواری راوی کے دہنوں کنارے سے لیا جاتا ہے
 نویں اور شہر لاہور سے بقا صلا تھیں میل آباد ہے عمارت قبیلہ کی اکثر خام ہے ہر ایک قوم سکونت
 پھر ہے یا نہ ہو پنجاب و آب کے علاقہ میں یہ ایک قبیلہ بائین کنارے کے علاقہ کے لاہور سے میل
 بہت ہزار شمار کرتے ہیں آباد ہے قلعہ بھی ہے پنجاب و آب میں و ہنوں کناری دیواری راوی

کے آبا دوسرے جب راوی میں طغیانی ہوتی ہے تو اس مقام پر دریا پانی پھیر کر پڑا ہوا جاتا ہے اور عین بھی
 بارہ فٹ سے کم نہیں ہوتی آبادی اس قبضہ کی اوس شہر پر ہے جو اردیاں سے براہ امرتسرانگ کے
 جاتی ہے میانہ کا گھاٹ بھی ایک مشہور گھاٹ ہے سردی میں دریا اس مقام پر بہت جگہ سے پایاب
 ہو جاتا ہے **جگ قاضیان** یہ ایک قبضہ مشہور و معروف سیہون کی سیدون کا پنجاب دو آب
 کے علاقہ میں ہے اگر بادشاہ کے وقت سے قضا اس علاقہ کی سیدون کے سردار تھے اور یہ سید شاہ الدین
 شہید حسنی نے ادوی کی اولاد میں چکا مشہور موضع سہاری میں زیارت گاہ غلط ہے غلام محی الدین عرف
 بوٹو شاہ کتاب تاریخ پنجاب میں لکھتے ہیں کہ شاہ بدیع الدین ہمایون بادشاہ کے سلطنت کے وقت اس ملک میں
 آئی ایک وزیر حضرت شجاع الدین تھے کہ گوجر مسلمان میرد آب کے زیندارون بلہیون سے نار کھا کر آئے اور
 لکھا کہ بلہیون نے ہماری آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اگر آپ بددین تھے تو باقی ماندہ کو بھی قتل کر دینگی یہ
 عرض کر حضرت ادوی بددین کے واسطے سوار ہوئے اور اپنے لشکر کے شہید ہو گئے اور باوجودیکہ سرتن سے جدا
 ہو چکا تھا تو بھی جسم پر سر بدستور لڑا اور کھاکو قتل کرنا چاہتا تھا وہ کوں تک برابر بھی حال رہا سیدانان جسم بھی
 گھوڑے سے متصل موضع سہاری کے گریڑا اور اوس جگہ حضرت کا مقبرہ بنا اور حضرت کی دو مقبرہ
 میں ایک تو سیر مبارک کا مقبرہ دوسرا جسم کا دو مقبرہ دن میں دو کوں کا فاصلہ ہے ادوی شہادت کے
 بعد سید فیروز ادوی فرزند جانشین ہوئے ادوی صاحبزادے سید موسیٰ نے استغدر ظاہری و باطنی علم حاصل
 کیا کہ اپنی وقت کے قطب ہوئے ادوی خدمت میں اگر بادشاہ بھت افتاد کرکھتا تھا ہر خد لاہون روپیہ
 نذر گذرانا وہ قبول کرتے آخر کچھ دن میں خانقاہ کے متعلق کر کے ایک موضع اکبر پور نام آباد کر دیا اب
 اوس اکبر پور کا نام قاضیوں کا چک مشہور ہے ادوی بعد شاہ عصمت اللہ پڑے بزرگ ہوئے اور بادشاہ کے
 سے تمام اس علاقہ کی قضا ادوی سپرد ہوئی شاہ جہانگیر اور کاکا بے استغدر تھا اوس دن سے سید قاضی مشہور
 ہوئے سید ابو الفرج محمد فاضل قادری بھی شاہ عصمت اللہ کے اولاد میں سے تھے آخر حبیبکون کا محل و محل
 اس علاقہ پر ہوا تو اونہوں نے چاکا کہ موضع سہاری میں حضرت شاہ بدیع الدین کے مقبری کے پاس قلعہ
 بنو انہیں گر حکم بنوا جب اوس طرف کی دیوار بنوائے تو چھٹا کر گرجاتی آنندہ عمارت ناتمام رہ گئی +
جسر و مشہور یہ ایک قدیم اور مشہور قبضہ ہے آبادی اسکی شمال شرقی میدان مشہور پنجاب کوہ
 ہمالہ کی بنیاد کے جنوبی سمت کوہ اتر ہے چیلے ارج اور ریاست اس شخص کی جموں سے علاحدہ
 اب جموں کے ریاست کے شمال سے قبضہ کی عمارت بھت خوشنما و سنجیدہ و با موقع ہے زمین
 کے حوالیان عالی شان ہے ہوتے ہیں قلعہ جہاں کا مضبوط و محکم ہے جسکو چاروں طرف چار برج دیئے ہیں

صورت اور عجیب وضع کا ہے اس کے مال کا اندراج کتاب میں ضرور درج ہونا چاہیے تاکہ
 کہ اس علاقہ میں سات بڑے بڑے نام کے دریائے چناب کے جو دریا سے کچھ بھی کم ہیں جاری ہیں اور سرانجام
 سے بہت سی کوئیں چھٹھن ہاکنان و دیہات فی اسے اپنے طرف کی زمین کی سیرانی کے واسطے کھود کر لیں
 اور پھر سے تیس کوئیں تو بہت بڑی ہیں کہ وہ بھی گویا ایک ایک نالہ دریا کا معلوم ہوتی ہیں پھر سرانجام
 سے کئی نالیان اور آئین آبپاشی کے واسطے زمینداروں نے کھودی ہوئی ہیں اس علاقہ میں اگر آدمی ایک نالہ
 سے دوسری گاؤں جاوی تو ایک یا آدھ میل کے فاصلے میں کئی شخصین اور گولین آتی ہیں اور صرف ایک
 فطر جاوی سولے نام کے اور پھر کے اور کچھ نظر نہیں آتا اس واسطے سب کثرت اجرائی باقی کے یہی کل علاقہ
 ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے اور فصل اس علاقے کی سبب کثرت سیرانی کے بہت اچھی ہوتی ہے اور
 اعلیٰ اجناس آلو و کچالو ملتی جاؤں گنا کا ٹھہ و پوٹہ و شکر قندی اس علاقہ میں کثرت سے پیدا ہوتی ہیں
 باغات بہت ہیں درختوں کی بچہ کثرت ہے کہ گویا وہ تمام علاقہ ہی سایہ و سایہ ہے ان کے درخت ہوتے
 اس علاقے میں میں سیالکوٹ کے ضلع میں اور جگہ کہ میں نہیں ہیں دیہات کی اکثر خام عمارت ہی ملکہ چھوٹے
 رواج بہت ہی مکانات کے اور بہت کے بدست پھر و آتے ہیں کہوں کہ سبب کثرت سیلاب کے دیواریں ہمیشہ
 گر جاتی ہیں اور بہت کے پورے کے بدست اور دیواروں کو نہیں ہوتی ہر وہی اس علاقہ میں بہت
 علاقوں کے ثابت ہوتی ہیں یہ علاقہ اگر پھر سرسبز و شادابی کے سبب کثرت کثرت ہے مگر کثرتوں کے طرح
 یہاں کے رہنے والے بھی چرکین پوش و غلیظ ہیں لباس مشہور و صاف نہیں کھتی نانی کی تاثیر اور ہوا کی تیزی
 یہاں کے لوگوں کا اکثر گلابھی پھول جاتا ہے جس طرح کہ چابی زبان میں گلابھی کہتے ہیں گلابھوں کے واسطے
 اب ہوا اس میں کی نامورانی ہے اس کی گلابھوں کا اچھا نہیں ہوتا اور وہ انہی کے جانب مشرق اور
 جنوب علاقہ سوات کے دریائے چناب ملتی ہے اور سرحد غریبہ دریا سے ٹوٹی اور شمال کے طرف علاقہ ہزار
 جہون کا ہے اور چند نام کے دریا سے چناب کے کنارے اس علاقہ کو میرا پ کہتے ہیں انہیں سے پانچ نام کے پھر
 اور مشہور ہیں ایک کہ گلابھ نام موضع خیری کے پاس دریا سے نکلا کہ اس علاقہ میں پانی ہوتا ہے اور موضع کے
 سرحد میں ایک و شاخ دریا سے نکلا کہ اس کے شمال ہو جاتا ہے موضع سکال کہ حد میں ایک شاخ اس سے نکلا
 دریا میں جا پڑتی ہے اس شاخ کا نام چاٹہ و مشہور ہے پھر متصل ہو وضع کچھ بانڈا کہ اور شاخ اس کے دریا کے
 طرف جاتی ہے اس کا نام چوٹا گلابھ ہے اور اصل نالہ گلابھ متصل ہو وضع چناب دریا سے چناب ہی مل جاتی ہے
 دوسرا نالہ بھاگ ہے جو سرحد ملک ہزار جہون میں دریائے چناب سے ملتا ہے ہر کہ جاری ہو جاتا ہے اور متصل ہو وضع
 بھاگ کی دریا میں ملتا ہے شیرانہ میرا خور چھ نالہ بھاگ کے نالہ ہی الگ ہو کر موضع خیری کے مقام سے موضع شکر

کو جاتا ہے وہاں جا کر اسکے دو شاخیں ہوجاتی ہیں مشرقی شاخ کا نام تو سیرا خور ہے اور وہ شاخ موضع دگر
متصل دریائے منجانی ہے اور دوسری شاخ ہنگ سرگرب کی طرف جا کر پوجو نام پاتی ہے اور قریب موضع
گڈپال کے سیرا خور میں آلتی ہے جو تھانہ خانو کا قریب ہے اور خراج اس کا موضع بل علاقہ اکھنور ہے اور متصل موضع
سکھہ دریا سے توی منجانی ہے یا پھر ان نالہ توی ہے جس کا ذکر علحدہ تحریر ہوا ہے اکھنور کے ایک
مشہور قصبہ پنجاب کے کنارے کوہ ہمالہ اور میدانی ملک کے درمیان آباد ہے سات سو گھر اور پچاس دکانیں
اس میں ہیں اور ہر ایک قوم راجپوت وغیرہ اس میں رہتی ہے زمینداری و ملکیت راجپوتان جو مال کی
دریائے پنجاب اسکے نیچے نہایت تیزی سے بہتی ہے چلیا ہے اور ایک گڈریمانہ واقع ہے شرق کی طرف
شہر کے ایک نیچے قلعہ جو نہ دیکھ کر مانا ہوا ہے بارہ اس کے برج میں قلعہ کے اندر ایسے اچھے مکان اور عمارتیں
اور کنواں اور باولی بختہ بنی ہوئی ہے جنوب مغرب کی طرف قلعہ کے ایک باغ سیوہ دارو بودی و ہول
یہ ایک قصبہ پنجاب کے کنارے ایک ٹیلے کے اوپر آباد ہے اور پھر توی جس کا نام فارسی کا توغین و دراجو دگہا
پہاڑوین ہے لکھنؤ اس مقام پر پنجاب و شمال ہوتی ہے اور دوسری پہاڑوین جو توی ہے اس کا مشمول بھی دریائے
اسی مقام پر ہوتا ہے و مشمول کے مقام پر ان دونوں نھروں کا پانی دریا پانی ہوا لگ بھگ ایک سو دو رتک نظر آتا ہے
پھر پھر یہ قصبہ ہاڑو کے ایک مشہور قصبہ ہے کہ ہڑو کے وقت اس میں پانی رونق لیتی تھی مگر اب اس میں
نہیں ہوتا ہے اب محبت سی اوغین سے خراب ہو گئی ہیں قصبہ کا بازار محبت سی ہا اور خوشنما و خجہ بنا
ہو لگ بھگ چھ سو دکان ہیں ہارون طرف ویران قصبہ کی بھی بختہ ہے جنوب شمال کی طرف قصبہ
و پھر من میں جنوبی محرم تھوڑا سا پانی جاری رہتا ہے شمالی محرم میں آبادی سے دور تو ایسی نہ رہی
پانی چلتا ہے کہ چکیاں اس پر چلتی ہیں گرجے ہا پانی قصبہ کے نیچے ہونچتا ہے تو زمین کے اندر ہی اندر گھر ہوتا
چلا جاتا ہے پھر ڈیڑھ کوس پر آبادی سے آگے وہی پانی زمین سے باہر نکلا آتے اس پر راستہ میں
شروع ہوجاتا ہے اور مشہور اس طرح ہے کہ اگلے زمانہ میں یہ محرم ایسی ہوا کہ بہتی تھی کہ عبور کرنا
سوائے کشتی کے اس سے گزر نہیں سکتے تھے ایک در ایک درویش صیف اللسان اس گڈر پر آہو سجا اور
طرح سے کہا کہ مجھ کو لوگوں سے بھلا دریا سے اونار و طاح نے جواب دیا کہ جب وہ لوگ جنہوں نے منہ در
وی ہا اور چکیں کے تو ٹکڑے بھی اونار آجائے اور ویش کے کہا کہ مجھ کو ان لوگوں سے بھلا اور نہ ضرور ہی طام
منہ کر لیا کہ اگر تھو بخت ضرورت ہی تو پانی سے راستہ مانگا تو درویش بولا بخت اچھا مجھ کو کہہ کر فقیر نے پانی
کے طرف دیکھا دیکھتے ہی پانی زمین میں دھنس گیا اور خشک زمین نمودار ہوئی جب راستہ مل گیا تو درویش
اپنا راستہ لیا اور ندی اسی طرح اوس روزی اوس مقام سے ڈیڑھ کوس تک برابر خشک ہے اس میں

میں سولی بھٹا لپی اور موٹی ہوتی ہے چنانچہ طول میں ایک کرسی اور موٹا بن میں آدمی کے ساق سے زیادہ ہوتی ہے اس قبضہ کے نواح میں پھاڑ کے نیچے پانی نایاب ہے اگر کنواں کنود اچھا دی تو پانی بڑا دور نکلتا ہے اور بعض مقامات سے حیدر کو دے چلے جائیں پانی نکلتا ہی نہیں اور اس خطہ میں حیدر آبادیان میں ومان کے رہنے والوں نے گانو گانو تالاب بنائی ہوئے ہیں برسات کا پانی اونچے میں ہوتا ہے اور وہی اونکے فرج میں آتا ہے اگر برسات کے وقت پانی نہ بہے تو لوگوں کو بھٹ دقت ہوتی دور دور سے گدھوں پر پانی لا کر لاتے ہیں زراعت اس قبضہ کی حیدر کہ ٹلوں کے اندر سے بارانی ہے اور لوگ بھانکے سفاک بے باک رہن غارتگر بادشاہوں کے وقت بسبب آبی ملک اور کثرت جنگ و بار و درختوں کے فرج اس طرف کم سامور ہوتی تھی اور یہ لوگ اپنے ملک میں خود سر رہتے تھے رنجیت کے وقت بھی بڑی شکل سے ادھوں نے اطاعت قبول کی تھی **دولت نگر** حج دو آب کے متعلق یہ ایک قبضہ اس سرک پر جو ڈیر آباد سے بہر کو جاتی ستائیس میل شمال کے طرف دیر آباد سے آباد ہے **گجرات** نجا کے حج دو آب میں بھی ایک مشہور شہر دریائے چناب کے دھوکہ کار سے آٹھ میل کے فاصلے پر اس سرک کے قریب جو لاہور سے ایک گز جاتی ہے آباد ہے پھلے پھل آبادی اس شہر کی اکبر بادشاہ نے کی تھی نہایت اور نہایت قلعہ بنوایا اور گوجر لوگوں کو جو اس نواح میں غارتگری کیا کرتے اور فائدہ بدوش بھرا کرتے تھے بھان آباد کا اور لاکھوں روپیہ کا محال اس کے شامل کر کے برکنہ اسکاٹا بنوایا اور فوجدار بادشاہی بھان قائم کر کے اسکو کل علاقہ کا حاکم بنایا محمد شاہی عہد تک آبادی اسکی بڑی اوج پر تھی جب سکھوں نے غارتگری شروع کی تو اسکو بھی ادھوں نے خوب لوٹا مکانات جلادے حویلیاں گرا دیں شہر والوں کو کڑے کا محتاج کر دیا تاہم لوگ سکھوں کے خوف سے بھاگ گئے آخر جب سکھوں نے اس قبضہ پایا تو وہ اسکی آبادی کے طرف متوجہ ہوا اور چند سال میں کچھ صورت آبادی کی ظہور میں آئی رنجیت سنگھ نے مرتبہ اس شہر پرورش کی پھلے مرتبہ جب بھان آیا تو بھٹ سا نذرانہ اور بڑی توپ احمد شاہی حکو اب لوگ ہنگیا نوالی توپ کتے میں لیکر واپس لاہور کو چلا گیا دوسری حملہ میں بالکل قابض ہو کر صاحب سنگھ کو محض جہدِ خل کر دیا رنجیت سنگھ سے پھلے رنجیت سنگھ کے باب بھان سنگھ نے بھی اس شہر کا محاصرہ کیا تھا بلکہ اسی کے محاصرہ کے وقت موت اسکی بھی اسی مقام پر وقوع میں آئی رنجیت سنگھ کے عہد ار ہی میں اس شہر کی آبادی بڑھتی پر تھی اور چونکہ بھان کے لوگ اکثر لاہور کے دربار میں غزنو عہدوں پر نو کرتے تھے اسلئے حویلیاں بھی بھان عالی شان بن گئیں ولیپ سنگھ کے آخر سلطنت کے وقت شیر سنگھ و جہر سنگھ اناری والوں نے انگریزوں کے ساتھ بھان معرکہ آرا ہی کی اور شکست کھائی تیرہ

توپ سکھوں کے انگریزوں کے قبضہ میں آئی اب اس شہر میں ضلع مقرر ہے جو قسمتِ ہندوستان کے علاقہ کپورت
اور صاحب ضلع کے متعلق تین تحصیلیں خاص گجرات و کھاریاں و بھالکھ میں ضلع کے مقرر ہونے کے بعد
آبادی اس شہر کی بڑھ گئی نیا بازار تعمیر ہو اس کا رہی سکانات اور کوٹھیاں تیار ہوئیں خاص شہر کی آبادی
ایسی بار و رفت ہو کہ اس علاقہ میں اندر کوئی ایسا آباد شہر نہیں ہے آٹھ سو چالیس دکانیں پانچ ہزار آٹھ سو
چھپاسی گھر عمارت شہر کی بچتہ بارہ ہزار آٹھ سو پانچون کی مردم شماری احاطہ آبادی کا چار میل مربع
دو لاکھ چالیس ہزار اکیسویس روپہ کا سالانہ ہوا پار ہے پرانی عمارات میں سے قلعہ و بادلی و حمام وغیرہ
تعمیر اکبر شاہی اب تک موجود ہے ہنرمند غرت طلب سفید پوش اہل حرفہ ساہوکار ہوا پار ہی سکونت پذیر
ہیں سلاخی کا کام بھیاں بھت چاہا ہوتا ہے تلواریں و کار و وغیرہ اپنی کام بھیاں لکنا بنا ہوا آٹھ مشہور شہر کے
شرق کے طرف مقبرہ مشہور حضرت شاہ و دلاور بامی کا ایک نامی گرامی مقبرہ ہی شاہ جہان بادشاہ کی موت
بیمہ حضرت زندہ تھی حالیکہ اورنگ زیب کی موت کے بعد میں وفات پائی۔ شاہ و دلاور بامی کی تاریخ
وفات ہی شاہ سیدن سیالکوٹی راون کے میرا درسلہ سمجھ مرویہ تھا ظاہری باطنی دولت اونکو حاصل تھی
عمارات کا شوق تھا چل و چاہ و تالاب اکثر ان کی تعمیر کئی ہوئی اب تک موجود ہیں لاہور کے راستے میں
بھی انکے اکثریل ہیں اس شہر میں بھی ایک میل بچتہ بنا ہوا موجود ہے ایک مسجد اور تالاب بھی بھیاں موجود تھا
مگر سمار ہو گیا نشان باقی ہیں سیالکوٹ میں مزار انام علی لاحق وغیرہ شہد کے اور ہندون نے نواہی پڑھائی
ایک ایک وغیرہ پر بھی تل نواہی تھے کہ امتین حضرت کی شمار مشہور ہیں بڑی کراست بچہ ہی کہ جو کوئی
بے اولاد ان کے مزار پر آکر خدائے اولاد مانگے دعا و سکی قبول ہوتی ہے مگر ایک لڑکی یا لڑکا اسکا
موت و مجذوب و سرچوٹا کان بڑی پیدا ہو گا اور اسکو وہ اس مزار پر چوڑا بیگا جاسیچہ بھیکر اہل
جاری ہی اور نوچ ہے اب بھی موجود ہیں اس ضلع کی آٹھ ہوا مقتدل ہی پیداوار برہن کی خرافت سے ابھی
ہوتی ہے کل ضلع کی مردم شماری پانچ لاکھ باون ہزار آٹھ سو ستر ہے کل تمام علاقہ ضلع کا شہر سل
اور عرض چھتیس میل ہے حد مشرقی کا گوشہ شمالی سرحد ملک مہاراجہ جہون کے ساتھ ملتی ہے اور گوشہ
جنوبی ضلع سیالکوٹ سے حد غربی ضلع شامپور سے حد شمالی ضلع جہلم سے اور حد جنوبی کا گوشہ شرقی ضلع گجرات
سے اور گوشہ غربی ضلع گوجرانوالہ سے شامل ہے ہسٹ اسکی متطیل تحصیل گجرات اسکو متعلق ہیں پانچویں
گاونڈاؤن میل کسر قبہ و لاکھ بہتر ہزار و سو چھ روپہ چھ سو چھ ہزار و دو لاکھ چوبیس ہزار سات
اکیاؤن مردم شماری ہے اور تحصیل کھاریاں میں پانچویں لاکھ گاونڈاؤن میل کسر ایک لاکھ
ستاون ہزار تین سو تائیس روپہ چھ اور ایک لاکھ آٹھ سو چھ ہزار مردم شماری ہے اور تحصیل

بھالہ کے متعلق تین سو چوبیس گانوات سو قینس میل کسر ایک لاکھ اونٹن ہزار پانچ سو چوبیس روپیہ جمع کیا
 لاکھ و تالیس ہزار دوسو چالیس مردم شماری ہو چلا **نور** یہ قصبہ شہر گوات سے مشرق کے طرف
 فاصلہ پانچ کوس کے آباد ہے اکبر بادشاہ کے وقت جلال خان گوجر نے اسکو آباد کیا اور اپنی قوم پر اسکا نام پڑھا
 کہہا کہ آبادی کے بعد جو دہری ہندال قوم جاٹ وراج نے براہ زبردستی جلال خان کو بیدخل کر کر اپنا
 قبضہ کر لیا اب اسکی اولاد قوم وراج ہے اس پر قابض ہے اس کے بغیر کھتری و برہمن وغیرہ بھی اس میں آباد ہیں
 عمارت سنجہ اور خام ملی ہوئی ہے علم عربی و فارسی پڑھایا جاتا ہے چار ہزار روپیہ سو چالیس گھراور چودہ ہزار
 چار سو قینس کے مردم شماری ہے سو اونٹنہ وکان ہے بازار میں ہویا ہر ایک قسم کا ہوتا ہے کام شینہ کا
 بھی بھان کے کشمیری سالانہ بکرت کرتے ہیں چنانچہ سات سو چھتر وکان سالانہ کے بالغ مال تجارت
 ایک قلعہ خام سلام گڑھ نام شہر کی جنوب کے طرف ہے زمین بھی دو سو قینس گھراور ہیں ملک و شہر تری و
 قدسیاہ کی بھان مٹی ہے بڑے دولت مند ہوں کار بھان رہتے ہیں دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ سالانہ کا پتہ
 ہوتا ہے اور دو لاکھ روپیہ کے قریب شینہ کا ہویا پڑے دیور بنانے کے سانچے اور پتی بھان بھت عمدہ
 بنتے ہیں تھنی دانت کا کام بھی اعلیٰ ہوتا ہے مسجد تالاب سرے وغیرہ سنجہ مکانات بھان بنے ہوئے ہیں
کشیہ یہ قصبہ شہر گوات سے چار کوس غرب و جنوب کے طرف آباد ہے شہر میں راجہ کنج پال
 المشہور کنج پال اور رزاد و راجہ کنپال قوم طور راج پوت سورج منی سنا اپنی حکومت کے وقت آباد کیا اور اپنی
 نام پر اسکا نام کنجاہ رکھا دت تک آباد رہا پھر سب انقلاب سلطنت اس خاندان کے ویران ہو گیا پھر شہر
 منغل کے فتوحات کی وقت مسیحی جتو قوم جاٹ وراج نے وکر نے اسکو دو بار آباد کیا کہ ایک اسکی اولاد
 مالک ہے سوانی اور ان کے قوم کھتری برہمن مسلمان بھان رہتی ہے آبادی سنجہ و خام دو نو قسم کی ہے دو ہزار
 تیرہ گھرا ایک سو چالیس وکان میں کنپال و دیسی پوت گندم وغیرہ کا ہویا سالانہ قریب اسی ہزار روپیہ کے
 ہوتا ہے بڑی بڑی سنجہ مکانات مثل جلی ویران کرپارام و باغچہ بہشت آباد و باغ ویران نکور و باغ ہنگار
 چھا چھی وغیرہ موجود ہیں چھپائی سلطنت کے وقت بھان اچھے اچھے علماء و فضلاء شہر رہتی تھی اور ایک شاعر
 اور نگار کے وقت بھان غنیمت نام ہو گئے اس کی کتاب نیرنگ شش المشہور شہر غنیمت ایک ماہ
 میں مشہور ہو گیا **وال** یہ قصبہ سات کوس خاص گوات سے غرب کی طرف آباد ہے اکبر بادشاہ کی عہد
 اس قصبہ کو مسیحی چند قوم وراج نے آباد کیا اور اپنی باب گھو کے نام پر اسکا نام رکھا پھر احمد شاہ ابدالی
 کے صلوان کے وقت افغانوں نے اس آبادی کو ویران کر دیا کہ شہر بھانے جو چند وکے اولاد میں سے تھا اسکو
 پھر آباد کیا آبادی سنجہ و خام دو نو قسم کی ہے دو ہزار اٹھ سو چالیس کی مردم شماری سات سو نو گھرا ایک سو چودہ

دوکان ہے جو پار معمولی ہوتا ہے ایک نالہ پوڑھی نام قصبہ کے شرق کے طرف جاری ہے واقعہ درالہ
 یہ قصبہ گجرات سے جنوب کی طرف چار کوس کے فاصلہ پر آباد ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت میں راجپوت
 المعروف نواب قلعہ دار خان قوم مغل نے یہاں آبادی کی تجویز کی مگر اس کے مرنے کے بعد امارت سامان
 نرہاؤسکی اولاد نے زمیندار ہو کر یہاں ہی سکونت کر لی اب تک وہی مالک چلے آتے ہیں قصبہ بارہ نقت
 ہے عمارت سختہ و خام و دو قسم کی ہے و ہزار تین سو اکتیس مردم شماری ایکڑ زمین پر گھر ایک سو سیاس
 دوکان ہے جو پار معمولی ہوتا ہے **شاوہی وال** خاص گجرات سے چار کوس جنوب کی طرف قصبہ
 آبادی یہاں بادشاہ کے وقت میں ہی قلعہ دار ہوا شاوہی نے اپنے باپ کے نام سے موسوم کر کر اسکو آباد
 کیا چیلے اسکے ایکٹ آبادی تھی اب چار بتیان الگ الگ آباد ہیں عمارت اسکی سختہ و خام مثلاً مساجد ہزار
 دو سو باون مردم شماری ایکڑ زمین پر گھر ویدہ سو دوکان ہے ایک نالہ بہرہ اسکے پاس جاری
 ہے **لکھن وال** خاص گجرات سے سات کوس شرق کو یہ قصبہ آباد ہے چیلے سہی آدم قوم و راج
 اسکو آباد کیا نام اسکا اپنے دادا لکھن کے نام پر رکھا سختہ و خام اسکی عمارت ہر مردم شماری دو ہزار
 سات سو اٹھ گھر اٹھانوہین دوکانیں ہیں جو پار ہر قسم سیاس ہزار روپیہ سال کا ہوتا ہے شیخ ہر
 فقیر کا ہزار چھان مشہور ہے جہاں عیدین کا میلہ ہوتا ہے اور نالہ جوئی قصبہ کے پاس جاری ہے **دنگ**
 خاص گجرات سے بارہ کوس غرب کی طرف قصبہ آباد ہے مقیم خان گوجر کسانہ نے اسکو آباد کیا جو کہ ابتدا میں
 آبادی اسکی تھری تھی اسلئے اسکا نام دنگ یعنی ٹھرا مشہور ہو گیا عمارت سختہ و خام و دو قسم کی چار ہزار
 نو سو چوبیس مردم شماری ایکڑ زمین ہو پیش گھر چار سو چھتیس دوکان ہیں گندم روغن زرد وغیرہ کا ہوتا ہے
 کو نالہ دریا بہرہ کے کنارے ضلع گجرات کے متعلق خاص گجرات سے فاصلہ جس کوس جانب شمال
 یہ قصبہ آباد ہے اکبر بادشاہ خٹائی کے عہد میں ملک حسن قوم اداں نے اسکو آباد کیا آبادی اسکی تمام
 خام بلکہ چند گھر سختہ ہیں تین ہزار تیس آدمی کی مردم شماری سات سو اسی گھر جو الدین دکان ہزار
گجرات مشہور گجرات سے شمال کی طرف بارہ کوس کے فاصلہ پر یہ قصبہ آباد ہے پھلو گل قوم
 گوہر نے اسکو آباد کیا اور اپنی قوم سے ملتا ہوا اسکا نام گلپانہ رکھا اسکی اولاد اب تک قابض و دخل علی
 آتی ہے علاوہ انکو قوم قریشی بھی یہاں ملکیت رکھتی ہے آبادی اسکی خام چند گھر سختہ ہیں ایکڑ
 پاس کی مردم شماری چار سو اکتیس گھر تیس دوکانیں ہیں نالہ بہرہ اس قصبہ کے جانب شرق برسات کے
 موسم میں جاری ہوا کرتا ہے **مالکٹ** مشہور گجرات سے نندرہ کوس غرب کو یہ قصبہ آباد ہے مہلکی
 بہل قوم جاٹ گوٹ و راج نے آباد کیا اسکی اولاد اب تک قابض ہے کتری دلبانہ وغیرہ بھی رہتی ہیں

عمارت اسکی تختہ و فاسم دونو قسم کی آسمین ملی ہوئی ہے تو ہم بھائیہ وار وڑہ وغیرہ کی بھی کچھ ملکیت ہے
 قصبہ بارونق سات سو اسی گھر اگر تالیس دوکانیں دو ہزار دوسواڑھی آدمی کی مردم شماری ہے۔
قادرا آباد خاص گجرات سے پچیس کوں جانب غرب دریا منجانب کے کنارے پرچہ قصبہ آباد جس پرچہ
 سواتشند خان قوم مغل نے اپنی بیٹی قادرفان کے نام پر اسکو آباد کیا اور قادرا آباد نام رکھا باقی کی اولاد
 سوائے اصل حرفہ لوگ اسمین محبت رشتی ہیں اسکی قصبہ نامی ہو گیا ہے عمارت تختہ زیادہ خام کم سی و ہزار
 آٹھ سو شتر کی مردم شماری دو ہزار چار سو انتتر گھر ایک سو چوبیس دوکانیں ہیں اکثری سوداگر گھرانے
 انکوں کیثون پر لاکر ملتان کو لیجاتے ہیں ایک گزر دریا جناب کا اس قصبہ کے نام سے مشہور ہے۔
پسلان یہ قصبہ شکر گرات سے غرب کے طرف نصف میل میں کوں آباد ہے زمانہ قدیم میں پہلی کسی
 نام کی آبادی بیان ہو چکی تھی بعد اکبر بادشاہ کے وقت سے ہی جو ت سنگہ قوم برہمن نے بادشاہی حکم سے
 اس پرانہ کو آباد کیا اور قدیم نام سے ہی موسوم کہا اب جاٹ قوم گسلو پاک ہیں آبادی تختہ و خام و
 قسم کی ہے بلکہ تختہ زیادہ سی چار سو سا سی گھر اکبزار سات سو پیش کی مردم شماری چالیس دوکانیں بازار
 بارونق ہے ایک قدیمی تختہ مقبرہ شیخ علی نام کسی امیر کا باہر قصبہ کے بنا ہوا ہے نالہ بوڈھی اسکی سرحدیں
 جاری ہر حوالہ **لانی** خاص گجرات سے جنوب کو نصف میل جوڑہ کوں یہ قصبہ آباد ہے پہلی یہ ایک
 قدیمی دیوانہ پڑا ہوا تھا پھر مسیحی سٹی قوم جاٹ تار نے اسکو آباد کیا اور قدیمی نام سے موسوم رکھا جاتا
 سلطنت کے ضعف کے وقت غلام محمد قوم جٹ نے اس مقام پر اپنی سکونت اختیار کی اور قلعہ بنا یا آبادی
 اسکی خام گرد و کانیں تختہ میں دو ہزار دوسواڑھی آدمی چھ سو چتر گھر چالیس دوکانیں ہیں کہار بازار
 ضلع گجرات کے متعلق یہ ایک مشہور قصبہ تحصیل کا مقام ہے آبادی اسکی دریاوی جہلم کے بائیں کنارے
 پندرہ میل اور اتھاسی میل لاہور سے شمال مغرب کو واقع ہے عمارت اسکی تختہ و خام دونو قسم کی ہے اور
 دوبو لیان یعنی چاہ زیندہ اور تختہ بادشاہی وقت کے بیان ہوئی ہیں ایک کا پانی شہادوسی کا کہارا
 یعنی شوہے اسکی کہار یان اسکا نام مشہور ہے **حراج** دو آب کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اوٹس پر
 جو رسول گمر سے ٹنڈو اوٹخان کو جاتی ہے جو وہ میل ننڈا دن خان سے شرق کے طرف بائیں کنارے دریائے
 جہلم کے عین جنگل بارمین آباد ہے عمارت قصبہ کی خام مکہ غلہ کی تجارت عام ہے بازار بارونق اور آباد ہے
 رہایا و شاد ہے ملک سیراب ہے چاروں طرف کو یا عالم آب **جلیان** دو آب ج کے متعلق
 دریاوی جہلم کے بائیں کنارے سی پانچ میل یہ ایک گاؤ آبادی آبادی اسکی محبت مختصر ہے اور شہرت اسکی
 زمین انگریزی حکومت کے زیر قبضہ ہے اور ایک تاجر فرج انگریزی دفن اسکی ماتحت سردار چند سنگہ و شیر سنگہ انگریزوں

کی ہوئی تو اس گانوں نے زیادہ تر شہرت پائی اور صاحبان انگریز وغیرہ حقد رانہ کہ انگریزوں کے طرف سے
 مقتول ہوئے تھے اور انکی یادگار کے واسطے بھان ایک پختہ مکان بنوایا گیا ہے **کارمل** قصبہ اس
 شہر پر جو رسول نگر سے پندرہ دن خان کو جاتی ہے دریا پر چابک دہنی کنارے رسول نگر سے پندرہ میل
 آباد ہے برسات کے موسم میں استعمال پر ایک میل چوڑا دریا ہوتا ہے قصبہ کے اندر اچھا بازار ہے اور شہادت
 کثرت ہوتی ہے **شہر** چیمپور دو ایچ کے متعلق ہے ایک مشہور قصبہ دریا پر جہلم کے بائیں کنارے
 لاہور سے پندرہ ایک سو پچیس میل آباد ہے صاحب ضلع ماسٹ کشتی جہلم کے بھان ضلع کا کام دیتی ہے قصبہ
 سے مشرق کی طرف چھاؤنی کا مقام ہے بھان فوج انگریزی رشتی ہے زمین اس ضلع میں بارانی و چابی
 ہے کوئی ندی نالہ جاری نہیں ہے جنگل بار کثرت آبادی متفرق دکن مسلمان قوم عام ہے اور ہندو سہ
 نام ہے اور حقد رانہ دہن اور انکی عادتیں بھی ہندو کی سی بھان میں زمیندار اپنی گھر اکثر اپنی اپنی جا بات
 بنا کر رہتے ہیں اور وہی ایک دو گھر گانوں شمار کئے جاتے ہیں لباس عورتوں اور مردوں کا ایسا تو کہ وہ
 سے کچھ تفریق نہیں ہوتی کہ انکی مردی یا عورت عورت مردوں پر پہنی بال بکتری ہیں اور سلی کٹری ہوتی
 ہیں اس علاقہ کے لوگ بسبب کم پیداواری کے مفلس بہت اور بے متول کم ہیں کل ضلع کی مردم شماری میں
 دو ہزار سات سو اور کل رقبہ زمین کا تین ہزار پانچ سو میل مربع ہے آب و ہوا مقام کی بھی اچھی بھان ہے بھلی
 سمارت اس قصبہ کی بالکل خام اور خراب تھی اب جس روز کے بھان ضلع مقرر ہوا ہے پختہ مکانات بہت
 بن گئے ہیں اور آبادی بار دہی ہو گئی ہے زمیندار بھان کے سید قوم ہے دو مقررے عالمیہ ان ایک شاہ
 شمس الدین شیرازی اور دوسرا شاہ محمد کا بھان شہر کے مکان زیادہ لگا ہئے ہوئے ہیں جن پر سال دوم
 سے میلے ہوئے ہیں **کانووال** جج دو اس کے متعلق ہے ایک قصبہ ضلع جہلم تحصیل ضلع کو متعلق
 ہے بھان ضلع شاپور کے ماسٹ کھجری تحصیل کی ہوتی تھی اب وہ تحصیل ٹوٹ گئی اور علاقہ متعلق
 ضلع جہلم کے ہو گیا بھان زمیندار قوم مان آباد تھی مگر رنجیت سنگھ نے جہلم ضلع میں سیال کو جہلم سے ہٹا
 کر ان بھان کے زمینداروں کو بھی جو اس کے حامی وہ دگا تھے بھان سے نکال دیا اس پر گنہ میں متفرق قوم
 اب وہ کہلو تے کہلو کہلو افغان جڈر محمد و مسید وغیرہ رشتی ہیں جن میں سے ہوانہ کہلو تے کی بہت کثرت ہے اس
 علاقہ کے ساتھ علاقہ احمد نگر بھی ملتی ہے مگر ادھین کوئی شہر آبادی بھان جھوٹا سا جھار کہلو تے نام وہ
 دیکھ کوں ٹول میں ہے وہاں شگ تراش جڈر رشتی ہیں اور بھان سے جہلم کے شہر کا لکڑ اور کھان
 بنا کر فروخت کرتے ہیں بھار کی چوٹی پر گور و گور کہنا تھا کہ انسان بنا ہوا ہے اور گدی نہیں بھان کا ہے
 گور و گور بھار کے جنگل بار ہے **ضلع شاپور** کے متعلق ہے ایک مشہور شہر اور تحصیل کا

مکان ہے عمارت اسکی پختہ و خوشنما ہے کہتری مغزو خواندہ بھان بھت رہتی ہیں وہ شہید اسکندریہ کی امانت
 باشندے بھان کے موضع ہواری پہلیم پار کے علاقہ میں آباد تھے باہر شاہ کے محلہ میں پہلیم بھری میں شیران
 الموسوم بفرید خان نے اس قبیلہ کو ویران کر دیا اسوسلے ومان کے باشندے پہلیم وار اگر آباد ہو
 اور یہ قبیلہ ان سب بھواریوں نے ملکر آباد کیا اور بھرانام رکھا اپنی مقبلیار میں قبضہ بندوق تلوار اور
 پتھر کی چیریں و برتن مثل کھل و گلاس و پیالہ و شتری اور میں قبض کے دستے سنگ شیم وغیرہ کی بھان
 ہشتہ میں شطرنج کے محراب و بساط بھی طبع اور رنگ رنگ کے پتھروں کے بھانیت مہلوہ و خود بصورت
 تہائے فائے میں نمائے کافرش بھت تحفہ بکرو و در و ربطو تحفہ پہچا پاتا ہے لوہار بھانگر چھری کا سا اسیا
 اسیا بناتے ہیں کہ او بھان در و لایتی چھری کا شے میں سرورق بھان ہوتا قبیلہ کے باہر ایک قدیمی و
 شہید شہر شاہ بادشاہ کی ہوائی ہوئی موجود ہے **ساہی وال** راج دو آب کے متعلق ہے ایک
 باہن کنارے دریائے پہلیم کے لاہور سے اسکی وائیں میل شمال کی طرف کو آباد و عمارت اسکی پختہ و فام
 ملی ہوئی ہے کہتری اور کے بند و بھت اور مسلمان کم رہتے ہیں زبیدیاری بھان ہندوؤں کی ہر دو تین
 باغ بھی بھان اچھے اچھے بنی ہوئے ہیں گنا فاسہ شترہ سیٹ غیرہ سیوے بھی بھان پیدا ہوتے ہیں طرف
 پنجی کنول کٹوارہ کافی آفتابہ ساگر جوبی ڈوب بھان بھت خوبصورت و خوشنما ہے میں کام ہاتھی دانت کا
 اچھا ہوتا ہے بازار میں تجارت کا گرم بازار ہے نمک کٹرا او غلے کی تجارت بھت ہوتی ہے تحصیلہ
 ضلع شامپور کے بھان تحصیل کا کام دیتا ہے چوڑی علاقہ بڑا آباد ہے اس میں موضع کھائی خود دو
 کھائی کلان جو کہ قریب شترہزار کے کھجور کے درخت لگے ہوئے ہیں ہر سال سرکار سے اوکٹا ٹھیکہ ہوتا ہے
 اس میں اقوام جو یہ کہو کھرو بلوچ و سید و قریشی آباد ہیں **دو و دی گھاٹ** قبیلہ دھوکا
 دریائے چناب کے ملتان سے پنج میل شمال مغرب کو آباد ہے متصل اسکے ایک بڑا گھاٹ ہے جو اسی کے
 نام سے موسوم ہے اس گھاٹ میں سافروگر اور کرملتان سے دیرہ جات کو جاتے ہیں **دھوکا** ایک
 رونق دار مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بازار آباد ہے رعایا شاد و سہ ہے تجارت غلہ و شکر لگی
 و چھٹ کی بھت ہوتی ہے اس علاقہ میں دو جگہ خوب میلا ہوتا ہے ایک مقام تخت شترہ شاہ شاہ الدین
 بھروہی کی مزار پر ہر سال ہندو کھڑے ہفتہ کے دن دوسرا بیکہ میٹھے کے چھلی اتوار کو بڑا صاحب شاہ
 فقیر بھروہی و میٹھے شری و ہوم و نام سے ہوتے ہیں اور شترہ با خلقت جمع ہو جاتی ہے اور یہ تخت شترہ
 وہ ہر جو ہر و ہر قوم را بھنا ہر کے بھان کاسولہ و وطن تھا اور را بھنا دھان سے اگر جنگ سال میں چوک
 بیکہ بیکہ ہر سال چرائے کو کرنا شترہ ہر ای میں بھیدار قوم را بھنا بھت رہتی ہیں اور زمیندار

بھی مانا وسی قوم کی ہے بلکہ مذہ کی علاقہ میں بھی اکثر رہا تھا قوم کے زمیندار ہیں زراعت چاہی بھیان
بھت ہوتی ہے کشتیوں کو پانی چرخ و کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے گنا بھیان بھت ہوتا ہے گونا بھیان
مگر آب و ہوا ناقص ہے اکثر لوگوں کو بھگنے پھول جاتے ہیں تخت ہزارہ ایک گاؤ کا نام ہے دکانا نام پہلی
بہاگیر گڑ تھا کسی وقت اس کا آبادی تھی کہ ہزار خان یعنی امیر وٹان قیام پذیر تھے اس واسطے اس کو تخت ہزارہ
کہا گیا تھی زمینداری قوم رہا تھا کی میان تھی چاہتا ہوا وقت کی ایک مسجد تھا تہہ ہنی ہوئی موجود ہے
اگرچہ بھت سی گڑ گئی ہے مگر تو بھی باقیانہ عمارت عمدہ ہے اب قوم ہزارہ اس پر قابض ہے
بھت قبیلہ دریا پر چلیم کے دہلی کنارے ریشہ لاہور سے ایک سو میل شمال مغرب کے گوشہ میں آباد ہے اگرچہ آبادی
اسکی کچھ بھت بڑی نہیں ہے لیکن بارونی مقام ہے سکون کے وقت صرف سات سو گھرا اور ایک سو دو گڑ
اس میں آباد تھی اب جس روز سے کہ کشتی و ڈوٹی کشتی بھیان مقرر ہوئی ہے آبادی اسکی بھلے سے ہوئی
بڑھ گئی ہے اچھے اچھے ختمکانات مالیشان و بارکین کو بھیان تعمیر ہو گئے ہیں نیا بازار باوقم بن گیا ہے
تجارت بھیان کشت ہوتی ہے بڑی بڑی ساہوکار مالدار ہو پارسی و دکانیں کہتے ہیں نمک کی کان کنی
جو اس ضلع میں ہے سو پارسی نمک خرید کر کشتیوں کے ذریعہ سے بھت بھیان لاسکتے ہیں اور بھیان سے اور
ملکوں میں بلیوں اور گدہوں پر لاد کر لجاتے ہیں چلیم کے پرگنہ کے آدے گاؤ جو شرق کے سمت کو آباد
ہیں اونکی زمین ہزار سو کنوون کا پانی تھی جس پانیس لاکھ پر نکل آتا ہے اور نصف علاقہ جو غربی سمت
ہے وہ ناہوار و کوہستانی ہے اس میں کٹوان کہہ بھیان سنگا رہتی و اسے وٹان کے تالابوں اور ٹالون
و چشموں کا پانی پیتے ہیں اور اگر تاشا و نادر کہیں کنوون سے تو بھی وہ ستر اسی لاکھ عمیق ہوتا ہے پانی سگر
اوس سے کھنچا جاتا ہے باشندے اس ضلع کے سب گریب سلمان زمیندار جات گاؤں گہاڑ میں کل ضلع کی
مردم شماری تین لاکھ چوراسی ہزار تین سو چھپیس ہے چلیم کے کنارے چھ درہیں ہیں ہزار ہے وٹان گہوٹا
جو روٹی لگا گیا و باجرہ پیدا ہوتا ہے باب دریا میں طوفان آتا ہے تو اکثر اوقات شکاری آبادی کو نقصان
پونچھتا ہے سردی کے موسم میں شھر سے ایک میل کے فاصلہ پر دریا باب بھی ہو جاتا ہے اور پانی
کے راستے سے ۱۲۹۰ میں اگر بڑی فوج جو افغانستان کی مہم پر سامو رہی تھی باب اس کے تھیں اگرچہ اس وقت
دریا کا پانی بھت کم تھا تو بھی اکثر آدمی دریا میں بھگ کر غرق ہو گئے تھے ناقص آبادی شھر چلیم کی ہے
سطح سے ایک ہزار چھ سو فٹ بلند ہے اور سرکار نے اب گرا پٹی بند سے اس مقام تک ہزاروں گاؤں کا علاقہ آباد
کر دیا ہے اس ضلع کے متعلق چار تحصیلیں ہیں ایک چنور تحصیل چلیم و دسری شکیل شہر وادشاہ
تیسری چکوال جو تھی قلعہ گنگا و ہر ایک تحصیل میں تحصیلدار ماتحت اصحاب ضلع چلیم کام دیتا ہے

اور صاحب ضلع کی کچہری خاص جہلم میں ہوتی ہے رہشاس سندھ ساگر و آب میں بھیہ پڑانا
 سنگین قلعہ دریائے جہلم کے دہنے کنارے سے مغرب کی سمت کو بنیاد چھ میل واقع ہے بانی اس قلعہ کا شہنشاہ
 بادشاہ افغان ہے جسے اس قلعہ کو بعد میں بدل کر نے ہمایون شاہ بادشاہ کی سنہ ۹۷۴ میں بھرت بندرہ
 لاکھ روپیہ کے خواہاں اور خواص خان ایک اپنے مقتدا سپہ سالار کو بارہ ہزار سوار جو اردیکر بھیان نامور
 کیا اس خیال سے کہ مغربی بادشاہوں کا حملہ بند پڑے اور وہ آئندہ پنجاب میں آنا نہ پائیں یہ قلعہ
 پھاڑ میں کوٹروں کے ملک کے سرحد پر بنا ہوا ہے اور استحکام اور مضبوطی میں اپنے ثانی نہیں کہتا
 بیرونی دور اسکا ڈھائی کوس اور اندرونی حصہ ڈھائی میل شکل اسکی مستطیل ہے دیوار میں اس کے
 تین ٹیٹ یا چوبیس ہاتھ چوڑی و موٹی ہیں اور چونہ اور پھر کی بھارت سخت و سنگین عمارت ہے بارہ دروازے
 بھارت مضبوط و بلند و فراخ ہے موٹی ہیں اور میں سے خاص دروازہ و دروازہ لنگر خانہ و دروازہ
 کابلی و دروازہ بھولی ایسی بلندی و استحکام کے ساتھ بنائی گئے ہیں کہ انسان دیکھ کر حیران ہوتا ہے
 و در طرفین قلعہ کی اور نیز دیوار کے اسکے شرق کے طرف سے ایک ندی کے کنارے پر واقع ہے جو کہ ایک
 پھاڑ اور قلعہ کے درمیان بہتی ہے مغربی دیوار اسکی دریائے گام پر ہے جو اسکی بنیاد میں بھارت ہے
 دیوار دن میں دھری سورج کو لے چلائے کے واسطے کہی ہوئی ہیں قلعہ کے اندر اگرچہ چند کنوئیں
 اور ایک باؤلی تہر کی بنی ہوئی ہے مگر وہ آب پانی چھین دیتی باؤلی کی شیریاں ایکو ایکساں ہیں اور
 سیاہ شہر کی عمارت ہے شیریاں چوڑی و مستطیل ہیں کہ اگر ایک ہی دم ایکو آدمی اور سین او تر جائے تو ٹھکر
 ہے قلعہ کے محلات شاہی و دیوان خاص عام اور شہر مسجد و لنگر خانہ کی دروازے کے پاس تھی سب
 سندھ میں ہو چکی ہیں باعث اسکا بھیہ ہوا کہ جب افغانی سلطنت اس کے نا اتفاقیوں کے سبب ضعیف ہو گئی
 اور ہمایون بادشاہ نے کابل سے آکر دو بارہ پنجاب کو لیا تو ایک ہی اور ترکہ وہ بھیان پہنچا اور یہ قلعہ
 قلعہ اس کے اوٹے بلا جنگ بدل لے لیا اور قلعہ کے اندر ہو چکر مسجد بڑے بڑے عالیشان مکان شیر شاہ
 کے پڑاؤ میں تھے مسبار کراؤٹے اور جاکہ کل قلعہ کو سندھم کر دی مگر جلدی کے ماری و سلی
 کو جلد یا اوس وقت بھرت سے مکانات گرائے گئے پھر بادشاہان چٹائی سے اس قلعہ کی مرمت کی طرف
 کوئی توجہ نہ ہوا اس واسطے کہ بھیہ سندھم ہو گئی بلکہ ایک طرف کی دیوار بھی سی رہا دی ہوئی ہے کہ اندر باہر
 اسے جانے والوں کو کوئی روک کی جگہ نہیں رہی قلعہ کے اندر ایک طرف تو جنگل و دریاں ہیں اور درمیان
 و در پٹی میں شمالی گوشہ کے اندر ایک قصبہ آباد ہے جسکو رہتاس کہتے ہیں سکھوں کے وقت میں
 اور دیکھ سو دوکان او سین آباد تھی اب اس سے بھی زیادہ آباد ہے دیوار و دروازہ کے طرف

اب بھی مضبوط و بلند کھڑی ہے سو اس کے اوپر سے اور طرف بھاڑ ہے اور اسی طرف زرخیز و بار بار بار بار ہے
 اور وسیع میدان ہے جہاں اگر چہ کھیت ہو مگر خشک رہتا ہے برسات کے موسم میں اس میں پانی
 طمانی ہوتی ہے کہ لوگ اور تر نہیں ہو سکتے اور اس کی تیزی کے سبب سے اکثر لوگ یہ جاتے ہیں قلعہ کے
 دروازے کے باہر ایک چشمہ ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور قصبہ کے لوگ اس کا پانی پیتے ہیں
 قلعہ خاصہ حلیم سے آٹھ میل اور لٹھی کے راستہ پر واقع ہے **پال ناٹھہ جوگی کاٹیل**
 سندھ ساگر و آب میں یہ ایک مشہور آبادی اور عمارت نگاہ جوگی فقیروں کی ہے قلعہ رہتا ہے
 جنوب مغرب کی طرف فاصلہ اس کا دس میل یا سات کوں کا شمار ہوتا ہے یہاں جوگی بھت رہتے ہیں
 اور برسوں روز تو جوگیوں کا اعتقاد اختتام ہوتا ہے کہ ہزاروں تک فوت ہو چکا ہے اس کی
 میں ایک چشمہ ہے جس سے شور مانی نکلتا ہے پانی اس کا بھت مریدوں کے واسطے جوگی مرض لغوی
 فائدہ بخش ہے خصوصاً خازن کے مرض کے بیمار کو تو بھت ہی مفید ہوتا ہے **کھاس** سندھ ساگر و
 اور ضلع حلیم کے متعلق یہ ایک مشہور و آبادی ہے اور اس میں کھاس ایک تالاب نام ہے جو اس کے
 پاس بھاڑ کے اندر ہے تالاب کے اندر سے ایک چشمہ پانی کا اوتا ہوا نکلتا ہے اس چشمہ کے اُمتی کا کچھ
 حساب نہیں ہے برہمن کہتے ہیں کہ یہاں سے طبعاً زمین کا شوق ہو رہا ہے اس سے پہلے زمین طمانی
 اس کے باب میں مند و کہتے ہیں کہ یہ بھت زمین کی دہنی آنکھ ہے دوسری آنکھ جس کو بائیں آنکھ کہتے
 سکتا ہے ضلع اجیر میں امر گنڈ تالاب ہے جس کا نام چنگی بھی مشہور ہے اس چشمہ کے گرد بھت سورت رہتا
 سینا سی اور اسی ساد ہون کے کل اکیسویں رہے ہوئے ہیں پھلی ناریخ بیا کہتے ہر سال یہاں
 ہوتا ہے دور دور سے مند و برہمن کتری سادہ فقیر غل کے واسطے یہاں حاضر ہوتے ہیں
شہد اوان خان سندھ ساگر و آب ضلع حلیم کے متعلق یہ ایک بڑا قصبہ دریا
 کے دہری کنارے سے بھت نزدیک بھت چار میل کے آباد ہے اگر چہ عمارت اس کی ملی ہوئی ہے قلعہ دفاع ہے
 کہ مطبوع مقام ہے مضبوطی کے واسطے دیوار کی کڑی مکانون میں بھت صرف ہوئی ہوئی ہے
 کے وقت اس میں چہ ہزار گھراؤ پانود و کان کی آبادی تھی اب بھی سب بھر ہوئے تحصیل ضلع حلیم
 کے آمد رفت لوگوں کی یہاں بھت اور بازار میں تجارت بکثرت ہے شہر ہزار پانود آدمی کی آبادی
 ہے راجپوت کہو کہر جالب چھوٹے راجہ شل کی اولاد مسلمان اس پر گنڈ سے زیندار ہیں شہر کی آبادی
 انہیں بھاڑوں کی قطاروں سے بھت قریب ہاٹھوے یہاں کے ٹھک کہو دنی کا کام بھت کرتی
 ہیں بھت سنگہ کے وقت اسی شہر میں ٹھک کی منڈی خرید و فروخت ہوتی تھی شہر کی آبادی ہزار

حصہ دین منقسم ہے دو آبادیوں کو تو کوٹ کہتی ہیں اور ایک کا نام کلی وال ہے جہاں ارنل لوگ
 رہتی ہیں جو بھی آبادی کا نام منڈی ہے آبادی نسبت اور منگے بھٹ بڑی ہے شہر کے باہر ایک پرانا
 قلعہ ہے اوس میں تحصیل کی کھری ہوتی ہے اور ایک بارہ درہ درہ گلاسنگ کے وقت کی ٹوٹی
 ہوئی تھی ریشم کی بنگلی بھان بھٹ ابھی بنتی ہیں اور وہی ایک تھہ اس شخص کا مشہور ہے منڈا اوٹھا
 سے جانب شرق جار کو سو ایک چٹہ پانی کا جاری ہے اوسکے پینے سے انسان کو دست آتے ہیں سر
 جس شخص کو مہل لپٹا منڈور ہوتا ہے اوسکے پانی کا ایک عام بی لٹا ہے بندرہ سولہ دست آجاتے ہیں
 اور خوراک غلہ گندم بریان کہتا ہے اور نام حشہ کا گھراٹ ہے **کوہ نمک** عہہ بھار ایک مجموعہ
 بھارتوں کا ہے جو کہ سلیمان کے شرقی کنارے جلگہ دریا کے جلم تک پہنچتا ہے مختلف مقاموں پر
 نام بھی اسکے مختلف ہیں اسل یوریا سکوسا ایفیرنچ کے نام سے پکارتے ہیں یہو اسلی کہ عہہ بھار فرخ بھار
 ہی اور دور دور تک پھیلتا ہے اگرچہ جنوبی حصہ اسکا جلم تک ختم ہو جاتا ہے مگر شمالی حصہ اسکا کوہ ہما
 کے جنوبی حصہ کے ساتھ ملتی ہو جاتا ہے آخری حصہ اسکی قصہ ہمبر و جوں و نور و نور و بلا سور بلکہ فیض آباد
 جس مقام پر کہ جہاں رہتی ہے اور ہر دور کے مقام تک جہاں کہ لگا ہوتی ہے ہوتا ہے آغاز و انجام اسکا
 شمال غرب سے جنوب شرق کو ہے اس بھارت سے مقام منڈا اوٹھاں و کالہ بانگ نمک نکالا جاتا ہے اور جس میں
 مقام سے نکالتے ہیں و سکوا و اوتے ہیں کہاوی علیحدہ علیحدہ اور نام بھی اوتے علیحدہ علیحدہ ہیں
 انہیں بڑا کہا و اسو جو وال کا ہے شعل لیکر کہاوی کے اندر جاتے ہیں اور نمک کہاوی کے اندر شیشہ
 کی طرح چٹکا ہوا نظر آتا ہے سو جو وال کا کہا و کفہ کے شکل پر چو اور ترب میں سو قدم کے اوسمیں اوٹرنا
 پڑتا ہے اور بڑی بڑی نمک کی ٹکڑے کہو دروان سے باہر لاتی ہیں بھلی بھیر نرم ہوتا ہے بھیر ہوا لگ کر
 سخت ہو جاتا ہے بعض اوقات نمک کہو دنے والے بھارت کے نیچے ذب کر جاتے ہیں کہا و لون
 کے اور پانچ نظام سرکاری ہر وقت رہتا ہے کوہ منڈی کے متصل بھی اسی بھارت کے اندر ہی نمک نکالا جاتا
 ہے گروہ نمک علی قسم کا نہیں ہے اور عہہ نمک منڈا و ان خان اور کالہ بانگ کا عہہ و گلابی و سفید و اعلیٰ ہے
 اور بھارت سے کہ اگر اور مقامات میں بھی اس بھارت کے اندر نمک کی تلاش کیجا دے تو بھٹ جگہ نمک کا نہیں
 نکلیں تاہم شاہوں کے وقت ان کا نون کا طور ہوا اگر کے وقت بھی بھان سی نمک نکالا جاتا تھا کہ انہیں
 میں اسکا ذکر تحریر ہے رنجیت سنگھ کی حکومت کے وقت فی سال قریب دس لاکھ من کے بھان سی نمک دا
 جاتا تھا و تمام پنجاب میں بھٹ ارزان فروخت ہوتا تھا اب سرکار انگریزی کے حکم سے کہو دا جاتا ہے
 اور بھٹ گران کہتا ہے اس بھارت کی قانون کے سوا بھی کوٹا کی کان ولین و ملی ولین تیار و

کارخانجات نمک متعلقہ گورنمنٹی پنجاب میں کل نمک سرکاری فروخت ہوتا ہے اور اس کام کے انتظام کے واسطے ٹریسڈرے محکمے اور علی ڈاکم و محافظ و محصل مقرر ہیں جیسا کہ ابتدا ہی ۱۸۶۵ء میں قائم کیا گیا۔ تاریخ ۱۸۶۵ء میں جو پندرہ لاکھ چار سو سی ہزار ایک سو اڑتالیس روپیہ کی آمدنی سرکار کو ہوئی اور آئندہ روز بروز بڑھتی ہوئی چلی جاتی ہے اور خرچ علیہ کار جو اس کام پر ہوا وہی پانچ لاکھ چوبیس ہزار چھ سو بیانوین روپیہ سال تخمیناً ہوتا ہے اور گنٹ کے رقم کا خرچ اڑسویہ ہزار بیانوین روپیہ الگ ہے اس بھارت میں نمک کے سوا اے اور بھی بھٹ کا مین ہیں ہنگری و گندہک بھی اسی سے نکالا جاتا ہے کوپون کی کاشین بھی اب انگریزوں نے اسی بھارت کے اندر دریافت کر لی ہیں بلکہ اسی اس بھارت کی جوپون کے کوئی بھٹ ٹریسڈرے ہیں تمام جوپون میں بھٹ ٹریسڈرے جوٹی روپہار پانسو فیٹ بلند ہے اس بھارت کے اوپر بنات و درخت پیدا نہیں ہوتی دریائے سندھ اسکے اندر جاری ہے جیسا کہ آستہ بھٹ گھرا اور رنگ ہے اور کنارو پر اس کے قصبہ کالا باغ آباد ہے اور جو شرک کہ اسکے اندر بنائی گئی ہے وہ ایک سو فیٹ دریائے اوچی ہے نمک ان کا لون کا بعض گلابی اور بعض بھٹ سرخ اور بعض خاکی رنگ اور بعض سفید ہوتا ہے اور ایک و قسم کا شیشہ نمک کہلاتا ہے جو صلابت کے ہوئے بلور کے طرح نکلتا ہے اور میں اور بلور کے ٹکینہ میں ناواقف آدمی تمیز نہیں کر سکتا اس بھارت کا پانی تمام شور ہے اور بعض مقامات سے جو چشمہ پانی کے نکلتی ہیں اور انکا پانی بھی سفید و شہو ہوتا ہے اس بھارت کی تمام زمین خصوصاً کالا باغ کے متصل سرخ رنگ ہوا میں دریائے سندھ بہتا ہوا چھٹا پانی بناتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے کالا باغ کے پاس کے حصہ میں تھا طیس اور کلی کے شہر بھی کثرت ہیں اور ایک قسم کا سرخ ریشما پتھر بھی ملتا ہے خصوصاً کوئٹہ کی کان کے پاس ریشما پتھر بھٹ ہیں کچالو بھی اس بھارت میں بھٹ دستیاب ہوتا ہے جو سرخ و خاکی و سیاہ رنگت کا ہو اس لوہی کی بھٹ ان تک کثرت ہے کہ اگر اس بھارت پر چڑھ کے کہیں لگاؤں تو کہیں کی سوئی مثلاً طیس انکا کام نہیں دیتی یعنی شمال مغرب پہلاقی صرف بھارت کے سمت ہی مائل ہوتی ہے اور جو زمینیں کہ اس بھارت کی بنیاد میں بھٹی ہیں اور کوئٹہ کے ریگ میں سے ہونے کا ریتا نکلتا ہے بھٹ لوگ دیون سے ریتا نکال کر اور اسکو دھو کر سونا نکالتے ہیں بعض بعض وقت بعض ٹکڑے زمین ہونے کے بعد ریشما کے بھی نکل آتے ہیں کالا باغ کے اندر ہنگری بنانے کے کارخانے بھٹ بنی ہوئی ہیں اسکے بنانے کی ترکیب بھی یہی ہے ہنگری کے پتھر کے ٹکڑے سے نکال کر اور نیچے اوپر کہہ کر میں فیٹ نمک و سجا ایک انبار لگا دیتی ہیں اور ان ٹکڑوں کے اندر بھی برابر لگا دیان رکھتی ہوئی چلیے جاتے ہیں پھر انبار کے گرد اور لگدیان رکھ کر ان لگا دیتی ہیں بارہ ساعت تک وہ آگ رہتی رہتی ہے اس آگ کی گرمی سے اصل ہنگری ہنگل کہ باہر آ جاتی ہے جو گلابی رنگہ کی ہوتی ہے پھر اسکو با

کے حوض میں ڈال کر تین دن تک رکھتی ہیں اور اسے رنگ اور سکا سرخ ہو جاتا ہے پھر وہاں سے لگا لکڑی
 کچھ مصالح جوڑہ اپنا ڈال کر بڑے بڑے برتنوں میں جوش دیتے ہیں بعد جوش کے وہ سرد ہو کر برتنوں کی
 تھن میں بیٹھ جاتی ہے گویا وہ اصل پیکری بن چکی العرض اس بھار میں بڑے بڑے فائدہ کی چیزیں حاصل
 ہوتی ہیں ایسی کہ اور کہیں پیدا نہیں ہوتی اور سوائے اسکے روئی زمین پر کوئی ایسا بھار نہیں
 ہے جس میں تھکے ہوئے سونا گزرتا ہو بھگت می تھا تھیں شوراکوٹا کھلی کے تھرو غمرہ استقدر فائدہ شتر
 کانیں ہوں اگر چہ بناتی دولت اسپن نہیں ہے مگر معدنی دولت بی انداز ہے شور اگر پنجاب
 کے میدانی و شورے زمین سے بھی ملتا ہے مگر بھان کا شور اثر اعلیٰ قسم کا ہے وہ بھی چکنو آل
 وہنی کے ملک میں یہ قصبہ نامی گرامی اور تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع حلیم بھان کا سرکار
 مگر اس پر گنہ کا علاقہ تمام خراب ہے جنوب شرق کی طرف اسکی بھار غرب کی طرف گنہ زمین سخت بھار
 سے اثر ہے قوم حاکم راجپوت لکی زمین مسلمان اسپن رشتی میں گھوڑا اس پر گنہ کا بھت مضبوط اور
 اچھا ہوتا ہے **گنہ** گنہ ساگر و آب ضلع حلیم کے متعلق یہ ایک قصبہ بھار کے متصل رہا
 سارہ کے بائیں کنارے آباد ہے اور تحصیلدار ماتحت ضلع حلیم کے بھان کا مقام دیتا ہے اس پر گنہ ہون
 مسلمان قوم اور ان بھت رشتی میں اور ایک بھار سون سو کسیر نام بھان مشہور ہے ہندو کشتے میں پانڈو
 راجے جب جلا وطن ہوئے تو مدت تک وہ اسی بھار میں رہتے تھے ایک مالاب بھت بھاراد و کوس کے طول
 عرض کا بھان موجود ہے جسکو سندھ بھگت میں پانی اور سکا کھاری ہے اور ایک کنواں لگا بل نام بھانی لگا
 مٹھا اور خوشگوار ہے ایک قسم کی لکڑی خوشبودار بھان پیدا ہوتی ہے اور سکو سرک بھتی میں اور اس
 لکڑی کی بوتلی ہوتی ہے مسواکین اور سکی بطور پیر و در و دھچھی جاتی ہیں خوشبودار سکی اس حد تک ہوتی
 کہ ایک دفعہ سو اک کرنے سے تمام روز منہ سے خوشبودار رشتی ہے تاکہ کا بھار بھان بھی موجود ہے مگر اب
 اور تھک لگا لا نہیں جانا **جھان** جھان ایک مشہور شہر ہے دہلی کے گھر اور دوسو دوکان
 کی آبادی رنجیت سنگھ کے وقت اسپن تھی اب بھی آبادی اسکی بار و تھ ہے شہادت کی کثرت اور
 اسے کا جانے جاری ہیں آبادی اسکی دریا سے حلیم کے وینو کنارے پر واقع ہے شہر کی عمارتیں
 تو مڑاؤں راجہ سید شکر کوڑہ کو کھر جھت دھیرہ اسپن آباد ہے لنگی کہیں سوتی و امیر شہی و شہر
 و شہر لنگی لنگا سوتی اسپن اسے بھتے ہیں ایک میلہ خوشاب شہر شرق کی طرف ایک کوس خانقاہ حضرت شاہ
 غیاث شاہ ولایت پر محرم کی پہلی تاریخ ہوتا ہے دوسرا میلہ حافظ دیوان کی خانقاہ پر مہسویں جیت
 شیر امیر متبرہ حافظ ولی اللہ پر ساتویں ذی الحج کو چوتھا میلہ شاہ فقیر کی کوڑی کا اسارہ کے مہسویں

اور اگرچہ مشہور تھا کہ خوشاب شہر سے چار کوس ریگستان کے اندر بھیہ ایک قصبہ آباد ہے زمینداروں کی
 ملکیت وہاں بلوچوں کی ہے اور آدمی بڑی دلاور و بہادر ہیں قصبہ میں دو ہزار گھروں پر مشتمل ایک
 آباد ہیں جمال اور سکاس بارانی ہر بار میں ہوتا ہے یہاں ہوتا ہے **سارنگ پور**
 سندھ ساگر و آب میں بھیہ ایک قصبہ بائیں کنارے دریائے سوان کے تہتر میل بہت خوبصورت
 شہر شاہ کے آباد ہے مشہور اور وہ سندھ ساگر میں بھیہ ایک مضبوط و مشہور قلعہ ہے گرد اس کے
 کی دیوار نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے بانی اسکا نواب سر غنیمت خان ہے جسے اس قلعہ ریگستان میں تھل کی
 زمین میں بنوایا چونکہ اس کے چاروں طرف دور دور و بربستہ ہوئے و تھلی زمین کے پانی بھین مل سکتا
 اس واسطے دشمن سپر سہولیت دستیاب نہیں ہو سکتا تھا قلعہ کے بانی کی قبر بھی قلعہ کے اندر ہی چرخ
 میں اور ایک مسجد و تختہ چاہ قلعہ میں تعمیر ہوا موجود ہے قصبہ منکیر ایک اچھی آبادی کا مکان قلعہ
 کے اندر آباد ہیں یا شو گھر اور اکیس دوکان ہے قلعہ کے خندق کی عمارت سخت و مستحکم تھی جو
 ہے احمد شاہ درانی کے وقت علاقہ اسکا کابل کے سلطنت کے متعلق تھا اور اسی بادشاہ کے فخر
 حیان ایک ناظم مقرر تھا جسے سلطنت صغیف ہو گئی تو ناظم بھیا نکا خود سر حاکم بن گیا اور بدست
 حکومت کرتا رہا اس نے اعم میں سخت سنگہ نے ناظم منکیر اور بڑی فوج لیکر یورش کی اور ایک ہفت
 محاصرہ رکھا آخر فوج سبھی بے آبی علاقہ کے بہت تنگ ہی اور غریب تھا کہ محاصرہ اور محاصرہ
 اس وقت سخت سنگہ فوج کو نہیں بٹھا رہا کہ دو اور فوج کو سیراب کر نہایت سختی کے ساتھ محاصرہ
 کیا جب نواب نے جانا کہ اس سبھی فوج کے ساتھ سیراب مشکل ہے اطاعت قبول کی اور قلعہ سخت سنگہ
 کے حوالی کر دیا سخت سنگہ نے کچھ جاگیر قصبہ رکھ کر اور اسکو ڈیرہ اسماعیل خان میں دیدی اور نواب فیض خان
 منکیر کو پورے ڈیرہ اسماعیل خان میں چلا گیا **قلعہ دلا** سندھ ساگر و آب میں بھیہ ایک قلعہ دریا
 سندھ کے بائیں کنارے سمیتا لیس میل اور اکیسوا لیس میل لاہور سے شمال مغرب کے سمت کو واقع
 ہے **کارلو** سندھ ساگر و آب میں بھیہ ایک قصبہ جو میں میل و منی کنارے دریا میں
 اور اکیسوا لیس میل لاہور سے مغرب کی سمت کو آباد ہے **کالی سرا** قصبہ ایک قصبہ
 ایک دور اولپنڈی کی شکر پر ایک سو فاصلہ نو میل جنوب مشرق کی سمت کو دریا کی کالی کے
 کنارے پر آباد ہے حیان ایک قدیمی و بادشاہی سرای بڑی مضبوط بنی ہوئی ہے چونکہ قصبہ سرا
 دریا کی کالی کے ہر سو اسلے سرای دریا کے نام سے موسوم ہے اور قصبہ کا نام بھی سرا ہے
دریا کی کالی ایک چوٹا سا دریا مشرق کی سمت سے بہتا ہے حیان آباد ہے دریا کے

چکروریا سے ہر دین باداغل ہوتا ہے اس دریا کا اگرچہ بہت طویل میں بہت کم ہو مگر عمیق بہت ہی سراسر ہے
 کے پاس اسکے اوپر تھرون کاہل بنا ہوا ہے اور صاحبان انگریز اپنے فتنوں میں اس دریا کا نام دریا
 تیرا لگتے ہیں اس قبضہ کے شمال مغرب کو ایک کنواں زمیندار بنا ہوا ہے جس کے نیچے ایک سو پندرہ
 دہائے میں اسکے گرد سے کالک کوستانی ونا ہوا رہ چکا ہے جو یا خجاست میں ہے ایک شہر ہی آباد
 شہر میں بھاڑ کے پاس وہ یاہر سندھ سے مشرق کی طرف قریب بجاس محل کے آباد ہے اس مقام پر
 صاحبان انگریز کے ایک خاطر خواہ کان کوہلو کی دستیاب ہوئی ہے مگر ابھی کوہلو کا کھنا شروع نہیں ہوا
میاں فیض قبضہ نکسار کے پاس کے قبضوں میں سے ایک مشہور قبضہ ہے عمارت اسکی بہت اونچے
 اچھا ہزار ہے پھلوں کی منڈی سکھوں کے وقت بھان مقرر تھی اس سے اسکوں میں مانی کہتی تھی
 نکسار سے نکسار بھان ہی جمع ہوتا اور نکسار کا تھا سو اگر لوگ خرید جائیں گے تھے اسکی اور وقت
 شہر اور آبادی اسکی زیادہ تھی اب بھی بارہوئی مکان ہے باغ اور شوالے کھیت بہت اچھا
 بنے ہوئے ہیں باشندے بھان کے اکثر مزدور لوگ ہیں جو نکسار کوہلو کے کام کرتے ہیں اور اسی
 آمدنی سے اور نکسار کا رہا ہے علاقہ **کر و** قبضہ جو ساکھی کی ملی ہوئی عمارت کا ہے
 مسہر سے تختہ عمارت بہت اور خام کم ہے قبضہ کے اندر ایک مکان مندر کا ہے جس کا گاہ دو دروازے
 بنا ہوا ہے جسکو دیال پور کہتے ہیں یکم ماہ بیکر کوہلو ان میں ہوتا ہے ویسی کیشری کی بھان منڈی
 ہوتی ہے اور ہزار ہا روپیہ کا کپڑا دیر عات کو بھاجاتا ہے علاقہ **لکان** اس علاقہ
 میں کوئی بڑی آبادی نہیں ہے جوئے جوئے گاؤں آباد ہیں مگر کل بار کے اندر ایک مکان کوہلو
 کر کے مشہور ہے اسکے اوپر ایک جوگیوں کا مکان بنا ہوا ہے جسکو کوہلو کرانہ کی گڈھی بولتی ہیں اور
 کے روز دکان بڑا سید ہوتا ہے فقروں کا گدی نشین سید کے روز فقیر آدمی جمع ہوں فی آدمی
 روٹی اور آدھ سپر ملو تقسیم کرتا ہے اگرچہ دنیا دار بھی رہیں بہت ہوتی ہیں مگر پورا اجتماع مندر
 فقروں کا ہے بھاڑ کے نیچے ایک تختہ تالاب اور بھاڑ کی چوٹی پر تین تالاب پانی کے بارش کے
 پانی سے بھرے رہتی ہیں اور وہی پانی دکان کے لوگوں کو سال بھر کے واسطے کافی ہوتا ہے گدی نشین
 فقیر اس مسجد کا شہر اور قلمند اور گدی نشین سے رخصت سنگہ کے وقت ایک شہر باہم بھان کے فقرا کی گڈھی
 کے اوپر نکسار ہوتی تھی تو گدی نشین نے چون ہزار روپیہ نذرانہ دیکر گدی بھان کی سرکار لاہور
 حاصل کی تھی چیلے اس مسجد کے پوجاری کے لاکھوں پنجاب سربزمین میں ہیں جو ہر سال نذرانہ فقیر
 بڑی اعتقاد سے بھیجتی رہتی ہیں اس بھاڑ کے سیلون میں ہی ایک مشہور ٹیلہ اور تری جو سراسر ہے

صاحب دہلی کشن پٹا بہار پٹنہ ٹبری تلاش کر کے روہتہ کی کان دریافت کی اور چاہے کاشی بھی اسی جھاڑ سے نکال گیا اور امتحان کے وقت اس میں تھوڑے چھاپے کا کام اجاڑا یا زراعت بھان کی کل بارانی سی مادی زراعت بالکل ختم ہوئی اور ایک موضع دیرپہ تو ان لکھیان میں ایک قصبہ کی خانقاہ پیدلہ ہوتا ہی وہاں بھی ٹبری جوہم ہوتی ہے اور اس طرح موضع پیرسری خانقاہ پیرسری پرچیت کہہ دیتے ٹبری جوہم سے پیدلہ ہوتا ہے علاقہ لالیان اس علاقہ میں کوئی ٹبری آبادی نہیں ہے چوتھے چوتھے گانوں میں زمیندار ہیں جنگل میں رہتے ہیں جو پٹنہ محبت پاتے ہیں گہی بھٹ اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے مویاری خرید کر اور ملکوں میں پھیلانے ہیں علاقہ لالیان کے واسطے ایک علاقہ دریائے جہلم کے کنارے پر واقع ہے زمیندار جوہم بہت زمیندار کرتے ہیں اور ایک نالہ دریائے جہلم سے نکلا اور موضع سودا الہ میں ہو کر ادھر کو آتا ہے اسی نالہ کی طبعیاتی سے تمام علاقہ سیراب ہوتا ہے اور اسی نالہ سے زراعتوں کو آبپاشی کرتے ہیں اور نالہ کے کناروں پر چھلار ہیں لگاتے ہیں موضع شاہ یوسف میں روضہ شاہ یوسف کا کاشی کی عمارت کا بنا ہوا ہے وہاں ہر سال میلہ ہوتا ہے علاقہ لالیان کا موضع شاہ پور کے متعلق ہے علاقہ لالیان سے گری ٹبری آبادی اس میں بہت ایک مشہور کشتہ رات یعنی تہہ جبکہ اردو میں ملکہ کہتے ہیں موضع شیخ پور کے پاس ہے اس کا اسکول ہمارا ہے اس میں شیخ میر کا مزار بھی اسی ٹیلہ کے اوپر ہے رائے صاحب کے پتے اور فلاح و کھنڈا دروازوں اور اس سے علی و گری آباد ہوتے ہیں اور ایک ٹراغاریخانہ لالیان پر کیا گیا تھا اس کا پانی بھین جاتا اور ایک اور موضع بھان چانیاں شاہ کے مشہور ہی وہاں نزار پیر چانیاں شاہ پراشارہ کے چٹے تاریخ پڑا ہوا کرتا ہے علاقہ لالیان کے موضع مرکہ بہت اچھا قصبہ ہے زمین چنڈ و کھنڈ اور بازار ہے تجارت بھی غلہ کی ہوتی ہے اس علاقہ میں ملکدار بھی و ڈیرہ دارہ و نوشہرہ لالیان و لکھیان میں بھی بہت بنائی جاتی ہے درخت بھی کالانہ کہلاتا ہے جو ایک لکھیان کا اور کھانا کھاتا اور چوتھے چوتھے اور کھانے پیتے ہوتے ہیں بہار کے گروہم میں قدہ تی پیدائش اسکو جنگل میں بہت ہوتی ہے اسکو کاشت کر اور جلا کر بھی بنائی جاتی ہے کاشت کے پتے میں بھی بنائی ہوتی زمین میں گڑا کو دکر اور لاندہ اوہین و الگ الگ نکا دیتی ہیں بوقت اسکا جمع ہو کر تھہ میں جمع جاتا ہے جلاسنے کے وقت پانی کی ٹبری حفاظت ہوتی ہے اگر کوئی اس پر پانی ڈالے تو سب اسکا آدمی کہتے نقصان پہنچاتا ہے **اول شیدی** سندھ ساگر وارت کے متعلق ہے شیدی اور ان سے شاہکار لاہور سے ایک سو ساٹھ میل شمال مغرب کے قریب آباد ہے سکھوں کی وقت آبادی اس کی کچھ ٹبری اور کچھ ٹبری زراعتی ملک ہے یہی انگلہ ٹبری ملہاری ہوتی اور ضلع و جہاڑی فوج کی بھان قرار پائی تھیں اسی آبادی اسکی

بڑھ گئی اور آئندہ بڑھتی جاتی ہے ملک صاحب ڈپٹی کمشنر نے بھیان بنی بازار بستی آباد کیا اور طرح طرح کی بستی
 عمارتیں اور دوکانیں بنوائیں کوہنیاں و بارکین تعمیر کیں اب شہر کی عمارت و بازار بستی بن گئے ہیں اور
 بڑی شہر جو لاہور سے پشاور کو جاتی ہے شہر کے اندر سے ہو گزرتی ہے بڑی بازار میں جو محبت لہیا اور
 چوڑا ہی بڑی بڑی دوکاندار سا ہو کار و دوکانیں کرتے ہیں اور تجارت کی اس قدر کثرت ہے کہ اگر اس شہر
 کو اس علاقہ کا دارالتجارت کہیں تو سچا ہی کہوں کہ لاکھوں روپیہ کا قیمتی مال جو ہندوستان سے کابل وغیرہ
 کو جاتا ہے اور اوہر سے ہند کو آتا ہے بھیان اگر کہلاتا ہے تاکہ غلہ و ریشم و روئی وغیرہ کا بیوپار بھی کرتا
 ہوتا ہے شہر کے گرد شہر بنیاد معہ دھرمون کے بنیاد ہے اور ایک قلعہ بھی بنائے وقت کا موجود ہے
 کے وقت ایک بڑی عمارت مالکشاہ شاہ شجاع الملک کابلی نے بھی بھیان بنوائی تھی جو وقت کے وہ کابل
 سے بدیل ہو کر بھیان آیا اور رہنمیت سنگ نے اس کو بھیان رہنے کے واسطے حکم دیا تھا شہر کے اندر
 حضرت شاہ چراغ ولی کا زیار نگاہ بنا ہوا ہے اور ہر مہفتہ جمعرات کی رات وہاں میلہ ہوتا ہے کل شہر کی
 آبادی ہندو ہزار آٹھ سو تیرہ ہے صاحب ڈپٹی کمشنر ہشت کشتی جہلم کے بھیان اجلاس کرتے ہیں اس ضلع
 متعلق سات تحصیلیں ایک ہمدرد اول نڈی و دوسری تحصیل حضرت شیر سی تحصیل پنڈی کہیں جو تھی فتحنگا
 پانچون کو جہان پٹی کوہ مری ساتویں تحصیل کوٹھارہ و ہر ایک تحصیل میں تحصیلدار رہبر مال کی تحصیل کرتا ہے
 سکھوں کی علیادری سے پہلے کہکڑوں کی حکومت اس ملک میں تھی جو اپنے آپ کو کیکاؤس کنخیر کی اولاد
 کہتے ہیں اصل حال ان کا یہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی نے اپنی اقبال کی یاد دہی سے اس ملک پر قبضہ کیا
 تو اس نے ایک شخص کہکڑ شاہ ایرانی کو اپنے طرف سے بھیان کا حاکم بنایا اس نے اٹھائیس سال حکومت کی اس نے
 اولاد برابر آٹھ سو برس تک اس ملک کے فرمان فرما رہے اس عرصہ میں کسی وہ خود مختار اور کہیں حاکم کابل یا
 دہلی کے باج گزار رہے ایک شخص مقرب شاہ نام انہن سے بڑا عالی مہبت و صاحب ملک و دولت تھا
 اس کے نسبت اب تک یہ مصرع زبان زد خاص عام ہے در میان سند و جہلم شد مقرب بادشاہ ۹۹
 سکھوں کا تسلط اس ملک پر ہونا شروع ہوا و قبضہ و منوکل و بر واد کہکڑوں کی دار الحکومت تھی وہ سکھوں نے
 غارت کر کر اوٹاڑ دی سکھوں کے ساتھ کہکڑوں نے بھی بھت زور آزمائی اور معرکہ آرا سان کیں گزرا
 نے یاد دہی نہ دی آخر بخت سنگ کا تسلط کامل ہو گیا۔ یہ ضلع راولپنڈی کا بڑا ہنسا اور چوڑا ضلع ہے جس میں
 اہل شمال اسکو دریائے جہلم سے ملتی ہے یہ غریب و ریاض سندہ سے شمال کی طرف علاقہ ہزارہ جنوب کی طرف ضلع جہلم
 سے ملتا ہے ہزارہا ہست میں ایہ ہزارہہ سود و سر ضلع اسکے متعلق شمار ہوئی تھی کل ضلع کی مردم شماری کے خانہ
 میں پانچ لاکھ تیرہ ہزار سات سو ساٹھ آدمی تحریر ہوئے تھے اور پانچ ہزار نو سو پچانوین میل و قبہ زمین کا

شہر میں آیا تھا اور کل تھا نہ پولیس کے اونٹن تھوڑا خاص تحصیل راؤ لندی کا علاقہ کلر سکھو بڑھو مار کھانا ہی
 اسکے علاقوں میں سے علاقہ جھمہ و کھارڑ بھی اعلیٰ درجہ کے علاقہ ہیں مگر جھمہ کھارڑ سے بھی اعلیٰ ہے زمین
 اوسکی صاف و ہموار و زرخیز ہے مہمان و مان بھت رہتی ہیں جو پٹو و پنجابی و دونوں زبانیں بولتی ہیں اور
 وجہ تسمیہ کھارڑ کا یہ ہے کہ کھارڑ خان اس قوم کا مورث اعلیٰ تھا جسکے نام سے اب جھمہ قوم موسوم ہے
 اور علاقہ خدال و گنڈہ و گریب تحصیل پنڈی گربٹ کے متعلق ہیں اونہیں سے کہیں کے وجہ تسمیہ جھمہ بیان کی گئی
 کہ مٹو و مٹو و کھنڈین بھائی تھے کیسوی کی اولاد میں سے قوم کہیں ہوئے اور مٹو کی اولاد ٹوانہ مشہور ہے
 کیسوی کی اولاد بھال کہلاتی ہے **حسن ایل** سندھ ساگر و داب ضلع راؤ لندی کے متعلق ہے
 ایک مشہور مقام اور پر فضا جگہ ہے اسلامیہ وقت میں نام ایک ولی بھان رہتا تھا اوس کے نام سے
 جھمہ مقام مشہور ہے اور کھارڑ بھی اس بھان کی زیار نگاہ بنا ہوا ہے سکھ اس جگہ کو پنجہ صاحب کہتی ہیں وجہ
 تسمیہ ہے کہ شہر کے متصل جہلات ندی بہہ کنارے کے اور ایک بھان سکھوں کا زیار نگاہ بنا گیا ہے وہاں
 ایک تہرے کے اندر پنجہ کی شکل بنی ہوئی ہے سکھ کہتے ہیں کہ یہاں بابا نانک نے پنجہ لگایا اور شکل پنجہ کی تہرہ
 نمودار ہو گئی اور قلعہ اسکا بھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بابا نانک بھان آیا اور شاہ ولی قند ماری سے جنگ
 چاہی پانی کی بلند ہی ہو گیا وہاں پانی مانگا اور خون نے نہ پایا وقت نکال کر اپنے بالوں سے بھان پنجہ مارا
 اور چمچ پانی کا جاری ہو گیا رنجت سنگھ کے وقت بھان بڑا تالاب اور پنجہ مندر بنایا آبادی قلعہ حسن ایل
 بھانیت سرسبز و سیراب و زرخیز مقام ہے طرح طرح کے درخت اور بھٹ بنی حشمت سرور و خوشگوار اس بھان
 پر جاری ہیں تالاب کے اندر پھلیاں کثرت سے بن سکھاری و مان اگر کھارڑ کہتے ہیں اکبر بادشاہ نے بھی
 اس بھان کو سیر و شکار کے واسطے دیند فرمایا اور ایک قلعہ بنوایا کہ فرح بھان نامور کی شہر کی کھارڑ
 جھمہ ایک مشہور قلعہ اور تحصیل کا مرکز ضلع راؤ لندی کے متعلق ہے اس علاقہ کے زمیندار قوم کہیں
 بھٹ رہتی ہیں کہوں کے وقت ایک ہزار گھر اور شہر و کالینر اس میں آبا و اجداد اب بھی اس جگہ پر
 سکھان پر گنہ کی آبادی اسکی روز افزون ہے آہ و رشت ہو یا پلوں اور سوہاگردن کی کثرت سے
 شہر سے مغرب کی طرف ایک نالہ جاری ہے جو کہیں خشک اور گہری نہ آب رہا ہی رہا ہے کہ موسم گرمی میں
 بھٹ بھان بنی ہوئی ہے ایک جھمہ ایک مشہور قلعہ و قصبہ و ریاست کے کھارڑ پر بنا ہوا ہے
 جھمہ قلعہ محمد اکبر بادشاہ نے ۱۱۲۰ھ میں تعمیر کیا اور فرح نامور کی چونکہ جھمہ قلعہ مغربی جلون کے
 واسطے ایک لنگہ بنا گیا تھا اس واسطے اسکا نام لگہ رکھا گیا اور پہلی تاریخ میں اسکا نام لگہ
 مبارک بھی تحریر ہے چونکہ ایک طرف قلعہ کے چار ہے اس واسطے دور سے نظر نہیں آتا علامت قلعہ کی

نہایت مضبوط پتھر اور چوڑے کی بنائی گئی ہے اس کی صنعت کی کہ کل عمارت قلعہ کی ایک ہی شہر کی بنی ہوئی
 معلوم ہوتی ہے یہ قلعہ عرض و طول میں ڈیڑھ میل اور دو تہائی دروازے شمالی و جنوبی ہیں جسکو
 لاہوری و کابل دروازہ کہتے ہیں اور ایک دروازہ وسط چھوٹا ہے اسکا نام موری دروازہ ہے
 شمالی دروازہ کے اندر رنگ برنگ کے تخت پر چھ دروازے ہیں  سرشاہان عالم شاہ اکبر
 نقاشی شاہ اندک اور دروازہ گوشہ جنوب غربی کے دیوار میں ایک مربع منام آب دروازہ اور اس کے اندر
 دریا کا پانی آتا ہے دریا کے ساتھ ایک خشک چھانوٹا ہوا ہے اس پر پانی جمع ہوا ہوتا ہے جس کے چاروں
 قلعہ کے بنی ہوئے ہیں ان پر چون کے اور سو اگر تو کنگ کو سریم تو قلعہ کے اندر ہندوستانی قلعہ کے اندر
 کوئی شاہی مکان دیوان عام و خاص و محل شاہی بناموا انہیں ہی صرف جنگی قلعہ کہتے ہیں شاہی چکے
 بارہ سو کنگ کے اور چیس بیج میں غنائی و کابل ہلا صید سلطنت تک آہن بادشاہی فوج رہتی رہی ہے
 ناظم کھیر کے ماکم کابل سے باغی ہو کر یہ قلعہ رنجیت سنگھ کے واسطے کر دیا اور کنگھی فوج زمین مامور رہی اس کا
 انگریزی ہے۔ قلعہ کے اندر ایک قصبہ پنجہ عمارت کا بنا ہوا ہے جس میں تفریق لڑک رہتی ہیں اور صنعت
 دیواروں کی اوہیں بھرتی ہوئے ہیں کے وقت پانچو گھر اور ایک سو دو گاہ و زمین آباد تھی اب بھی آباد
 اس کی ترقی پہلے **لوہور پور** **شاہان** سندھ ساگر و دیاب ضلع راولپنڈی کے تعلق ہے
 ایک مشہور قصبہ اور معلوم مقام ہے اور نور پور شاہان اسکا واسطی نام ہے کہ مقبرہ حضرت شاہ لطیف علی
 کا وہاں زیارت گاہ خاص و عام ہے یہاں بھیاں بھیم و نام سے سید ہوا ہے اور ایک ہفتہ تک
 برابر مخلوق جمع رہتی ہے یہ حضرت شیخ فاذان قادریہ اعظمیہ اور سیدحات المیر سیرہ غوث الاعظمیہ
 مرید قصبہ کی عمارت اکثر سختہ اور پتھری خام بازار آہستہ عمارت کا گرم بازار ہے علاقہ متعلقہ اسکا
 اچھا سیر و سیراب **سید پور** **لوہور** ضلع راولپنڈی میں ہے یہی ایک آبادی مشہور ہے علاقہ
 اسکا ایک عجیب سیر و سیراب ہے درختوں کا کچھ حد و حساب نہیں ہے پانی بجا بجا ہی ہے غلہ کی پیداوار
 کثرت ہوتی ہے ایک مکان عبادت گاہ بنو و کھجور ام گٹھ مالا بکھتی ہیں یہاں بناموا ہی ماہ بنیا کہہ
 پھلی تاریم بھیاں سید ہوا ہے حضرت ضلع راولپنڈی میں ہے ایک آباد قصبہ اور تحصیل کا مقام ہے
 آبادی اسکی سختہ و خام ملی ہوئی اور بازار کشادہ ہے زمیندار چھوٹے دیار و حضور اس علاقہ میں
 کرتے ہیں دیار قوم صرف تاکو و نہ کاری وغیرہ کو کر دخت کرتے ہیں اور ایک فرقہ اس علاقہ میں
 اصلی مشہور ہے وہ خاکرونی کا نام ہے یہی مگر و انہیں کہاتے مسلمانوں کو انکو ساتھ کہانی پیش
 کہتے ہیں ہوتا زراعت یہاں کی بارانی کھیت ہو خریف میں باجرہ اور برہم میں گہون کی پیدائش ہوتی ہے

ضلع خٹک سندھ ساگر دو آب میں پھیرا گیا چھی آبادی کا قصبہ بہاول بائیں کنار ہوندا ہے
 کے سمت جنوب شرق آبادی چاروں طرف کی خچہ محبت نام کم بازار کشادہ و بارونق ہے تجارت قلعہ وغیرہ
 کی بھان کثرت ہوتی ہے اچھو و کاندہ ماردار ساہوکار بھیان ہو مار کرتے ہیں قوم حکو اور دکھا
 اس علاقہ کے زمیندار ہے اور تحصیلدار ہاتھت صاحب ضلع راولپنڈی بھیان مال کے تحصیل کا کام کرتا ہے
جلال پور پور پور ایک قصبہ و دیہات ہے جہلم کے مغربی کنارے آباد ہے گردنواح ایک ایک گالی
 زمین و سیرات میں شقائق کی وریاں جہلم سے لیکر کان نکست تک پہنچی ہے افستین صاحب
 انی تو ارسخ میں لکھتے ہیں کہ اس کے پاس کے میدان میں سکندر اعظم اور راجہ پورس کی لڑائی ہوئی تھی
 برقی صاحب فرماتے ہیں کہ لڑائی کا جگہ مقام نہ تھا بلکہ پور لڑائی جہلم کے کنارے اور اس مقام پر ہوئی
 جس مقام پر دریائے جہلم سے اس کے سرسٹ کے موسم کے بروقت پایا یہ شامی لکھ فوج سکندر کی بھی
 اس دریا سے پار پڑی تھی اور پنجاب میں مل دخل کر لیا تھا اس وقت سندھ سے شہج تک کل ملک
 پنجاب کا سکندر کے حکم میں آگیا تھا اور سکندر نے چند عمارت بھی یادگار بنوائی تھی **دور**
 سندھ ساگر دو آب میں پھیرا گیا چھی آبادی کا قصبہ بہاول کے مغربی کنارے لکھ دریا ہوندا
 اور جہلم کے درمیانی گھاٹیوں میں جاری ہوتی ہے پھر شرق سے مغرب کی طرف سجاس میل کا رستہ
 ملے کر دریائے سرسٹ کے کنارے شامل ہو جاتی ہے پھر وٹاں سے پھر وٹاں بٹول ایک دوسرے
 کے چکر مار کر علاقہ کے متصل دریائے سندھ میں داخل ہو جاتے ہیں **سرو** و **جھپ**
 چوٹا سا تالہ سندھ ساگر دو آب میں جاری ہے پچھلے پچھلے تالہ کوہ تالہ کی بنیاد سے لکھ اس طرف کو
 آتا ہے پھر شمال کے در سے شمال مشرق کے سمت کو بہتا ہوا قلعہ انگ کے چند میل کے فاصلہ پر بعد طرح
 راستے ساٹھ میل کے دریائے سندھ میں بائیں کنارے کے سمت سے شامل ہو جاتا ہے اس دریا کو
 راستہ میں اور بھی کھبت سی چوٹی چوٹی ندیاں اور پٹیاں کے شامل ہوتے جاتے ہیں شکی ام او
 پھر آب و موج ہو کر علیت ہے **سرو** و **جھپ** ان کے ایک دریا کوہ تالہ کے خلیق قلعہ
 سے جو کوہ کشمیری مغرب کی طرف ہیں نکلتا ہے پھر وٹاں سے جنوب مغرب کے سمت کو رستہ لیکر بعد طرح
 مسافت ایک سو میل کے قریب میں میل کھٹک کے مقام سے نیچے دریائے سندھ میں اسکے بائیں کنارے
 کے طرف سے شامل ہو جاتا ہے پھر دریا اگرچہ کھبت مقامات سے پایا ہے مگر تیزی و تندی اس میں اتنا
 کہ سوار و پیادہ کو طغیانی کے وقت بھا کر لیا جاتا ہے اور لہر لہر کے آونٹ بھج جاتے ہیں پانی اسکا
 سرخی مال اور قصبہ اسکے چہرے میں سردی کے موسم میں بعض مقام پر ایک فٹ سے زیادہ پانی ہوتا ہے

ہرے مالدار دوکاندار دوکاندار سی کرتے ہیں خلی زری و بار کی زہی و بلوچ زمین زمین شہر
 پس کچھ روٹا ہوت و آب کے درخت بہت ہیں **دریا خان** سندھ ساگر و آب ضلع درہ
 اسماعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریا سندھ کے بائیں کنارے پر آباد ہے اس میں تحصیلدار اسٹیشن
 ڈیرہ اسماعیل خان کے رہتا ہے **کوٹ سلطان** سندھ ساگر و آب کے پیرہ اسماعیل خان کے شہر میں
 بین بائیں کنارے دریا سندھ کے ملتان سے چھ میل سمیت شمال مغرب آباد ہے **کوٹ سلطان** سندھ ساگر
 و آب کے پیرہ اسماعیل خان کے ضلع کے متعلق ہے ایک قصبہ اس کا ایک قصبہ ہے جو دریا سندھ کے
 مقابل ہوتا ہے ڈیرہ اسماعیل خان سے ہذا ضلع اوٹس میں کے آباد ہے یہ شہر بھی آبادی کا قصبہ ہے اور
 پشاور آدمی اس میں رہتا ہے **سیالکوٹی** بھی ایک ضلع اور پشاور سندھ ساگر و آب کے متعلق
 ضلع بنوں کے جو دریا سندھ کے پار ہے واقع ہے یہاں نہ ساق میں اسکی سروراری اور علاقہ ملحق
 تھا اور کبھی پنجابی لغت میں دریا کے کنارے کو کہتے ہیں اس واسطے اس ملک کا نام بھی کبھی مشہور ہے یہی
 تاریخ اس ملک کی اگر وہ دستاویز نہیں ہوتی مگر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سکندر اعظم نے یہاں گزر کر ہندوستانی
 جہاں پہنچے بعد ازاں کہہ کر آباد ہوئی تاہم یوں شاہ کے وقت کہنگروں نے بادشاہ کو یہی بددینی اور
 عداوت سے شیر شاہ بادشاہ نے اپنی حکومت کے وقت انکو بر باد کر کے ملک سے نکال دیا اور قوم اور
 وجاہت علاقہ مشرقی جہاں آباد ہوئے اکبر بادشاہ نے اپنی سلطنت کے عہد میں کہنگروں کی بھرپور
 کی اور حکومت ان کے ملک کی مسلمان سہاکت متعصب کہنگروں کو دیکھ کر انکو سلطانی کا خطاب عطا کیا
 اور سلطان مقرر ہے شہر عظیم نگر آباد کیا اور اسکی نسبت ملک ہی دار الحکومت دارالسلطان مقرر ہے
 مرنے کے بعد اسکی اولاد میں کثرت ہوئی غوریزیان ہوئیں اور آئیں کے نا اتفاقیوں کے سبب یہ قوم
 کمزور ہو گئی اور چارتری افغانوں نے اس ملک میں دخل پا کر مالگیر اور رنگ زب کے وقت دوبارہ ملک
 جہاں کی مبارز خان کہنگروں کی اور خطاب سلطانی بھی ملا کہ سب قباد اور مگر بھائی بندوں کی حکومت کو
 قرار پائی اور نیاز سی افغان خونی قابض و خلیل ہو گئی **شاہ نواز خان** افغان ناظم احمد شاہ درانی
 کے حکم سے جہاں آیا اور شہر عظیم نگر کو اسو سبب تہر کہنگروں کے لوٹ کر ویران کر دیا اور ملک میں
 ٹہری ٹہری زیادتیان کیں اور یہ کہہ گیا بھی وصال کیا جبکہ اسکی سلطنت میں غصہ آیا تو رجعت ملکہ
 باپ جہاں ملکہ نے کئی مرتبہ سپر فویشن کیں اور اوپر سے حافظ احمد خان و محمد خان حاکم منگیری کے
 بار بار ملے کرتے رہی اور یہ ملک دو عالمی میں رہا آخر جب قلعہ منگیر اسٹیشن ملکہ کے قبضہ میں آیا تو ہما
 میں بھی اسے قبضہ جایا اسانگر زری سلطنت ماست ضلع بنوں کے ہر اس خطہ کی زمین و حصوں

منقسم ہے ایک گیتان یعنی محل دوسری کبھی یعنی پست زمین جو کہ ہر سال دریا سندھ کے طغیانی سے
 سیراب ہوتی ہے مگر یہ گیتی زمین نہایت کم آب و خیر آباد ہے اس میں سے اندر سو سائندہ کے قصبہ اور دیگر
 کے اندر سے اڑی کے پاس نکلتا ہے اور کچھ اور بھی اکثر مقام پر پایا جاتا ہے۔ خاص سیانوالی کوئی براہ
 زمین مگر بیعت و اتم ہوئے اسٹیٹ اور تحصیل کے نام اسکا کھت مشہور ہو گیا ہے۔ اصل سیانوالی اس قصبہ کا
 میان علی فقیر اس شیخ ملا فقیر تھا اب تک بھان کے لوگ اس کے خاندان کے مرید ملے آتے ہیں بھلی بھلی
 اپنے زمین کا مکان بھان بنایا اس دن سے یہ میان والی کے نام سے نافر و ہو گیا اور نہ فی الحقیقت
 نام اس خطہ کا کبھی ہے اس موضع کے پاس موضع بلوخی کلان ایک ہی آبادی کا قصبہ ہے اور حد و دونوں
 کے آپس میں ملتی ہیں اور وہ محل سندھ ساگر و آب ضلع بنوں پر گنہ میان والی قصبہ ایک مشہور
 قصبہ اور آباد مقام ہے خانہ شماری اسکی سات سو تیس ہے اور زمین پانچ سو بیس کا شکار اور ایک سو چوبیس
 غیر کا شکار ہیں قوم افغان و سید اس میں ملتی ہیں علاقہ اسکا سرسبز و شاداب ہے علاقہ اور اس
 ضلع بنوں پر گنہ میان والی میں ایک آباد قصبہ ہے کل بارہ موضع اسکی ساتھ شامل ہیں کل ایکڑ
 تین سو اٹھاون گھر قصبہ کے شمار میں آتے ہیں سرنگ میان قوم اس میں رہتی ہے پندرہ ہزار اٹھ سو
 اسکی کل آدمی ہے چار ہزار چھ سو پچاس پر گنہ میان والی میں ایک علاقہ ہے کل بارہ موضع اس میں شامل
 ہیں ایکڑ بارہ سو اٹھ خانہ شماری اور بارہ ہزار نو سو تریس مالگزار ہیں ہر شرف قوم افغان بلوچ
 اس میں رہتی ہے اور گڑھی قصبہ بڑی آبادی پر گنہ میان والی ضلع بنوں میں واقع
 ہے اس کے ساتھ دو موضع اور ملکر علاقہ کہلاتا ہے جسکی کل خانہ شماری چھ سو چوبیس اور چار ہزار نو سو اٹھ
 مالگزار ہیں قوم افغان سرنگ کی اولاد اس میں ملتی ہے گنہ میان پر گنہ میان والی میں چھ ہزار
 علاقہ اور آباد مقام ہے چار گاون اس کے ساتھ اور ملکر علاقہ کہلاتا ہے خانہ شماری اسکی ایکڑ بارہ سو
 اڑیس ہزار ایک سو اکیس و سید مالگزار ہیں چھ سو بیس ہشتاد و چار اس میں رہتے ہیں چھ سو چوبیس
 کبھی میں قصبہ ہے اس کے ساتھ سات موضع اور ملکر علاقہ کہلاتا ہے چھ سو تین ہزار تین سو چار
 آباد ہیں اور تیس ہزار دو سو چوبیس و سید مالگزار ہیں چھ سو تیس و چار اس میں رہتے ہیں
 موسیٰ محل ضلع بنوں تحصیل میان والی کبھی میں قصبہ مشہور و معروف مقام ہے دو گاون
 اس کے ساتھ اور ملکر علاقہ کہلاتا ہے چھ سو ایکڑ ہزار اور بارہ ہزار چار سو اکیس و سید مالگزار ہیں
 قوم افغان سرنگ و بانی اس میں رہتے ہیں چھ سو ایک قصبہ ہے آباد پر گنہ
 میان والی میں و انتم ہے اس میں پانچ سو نو گنہ آباد ہیں اور چار ہزار نو سو اکیس و سید مالگزار

ہے قوم پھر اس میں رہتی ہے اور انہیں کے نام سے یہ قبضہ موسوم ہے **پھر نولی** بیان دلی کی
 کے علاقے میں یہ قبضہ واقع ہے اور وہ موضع ملکہ یہ ایک تعلقہ کہلاتا ہے جس میں تین سو نوے گھر آباد ہیں
 اور دوسو بیانوین روپہ مالگزار ہے افغان اور جاٹ ملی ہوئے قوم اس میں رہتی ہے **منظفہ گڑھ**
 قسمت بلتان کے متعلق یہ ایک آباد قبضہ اور ضلع کامکان ہے آبادی اسکی سندھ ساگر و آب میں
 انیس مثل جنوب مغرب بلتان سے اور دوسو چالیس میل لاہور سے اسی سمت کو واقع ہے پچھلے
 اس ضلع کی کھری خانگڑھ میں ہوتی تھی اور اسی نام سے یہ ضلع مشہور تھا پھر یہاں سے ایک کچھ خانگڑھ
 سے زیادہ تر آباد تھا کھری ضلع کی جہان آگئی اب تین تحصیلیں اس ضلع کے متعلق ہیں ایک حضور
 تحصیل مظفر گڑھ دوسری تحصیل سبب پور تیسری تحصیل کوٹ اور وہاں کل ضلع کی مردم شماری
 و لاکھ کیا دین ہزار ایک سو چار سو پچھلے چل اس شخص کی آبادی کی آبادی مظفر خان بلتانی شہید نے بنا دیا
 اور قلعہ تعمیر کیا اسکی زندگی تک یہ قبضہ خوب آباد رہا جب نواب نے ریخت سنگھ کی لڑائی میں ہار
 پائی اور یہاں سے فرار ہو کر اسی قبضہ ایسا غارت ہوا کہ کل رعایا بکریوں کی محتاج ہو گئی اور تمام لوگ
 اپنے گھر بار چھوڑ کر جلا وطن ہو گئے ایک مدت کے بعد اس میں ہوانو دیوان سادون مل کے وقت دوبارہ
 آبادی اسکی طور میں آئی اب انگریزی عملداری میں بسبب مقرر ہونے ضلع کے اور بھی رونق اسکی
 بڑھ گئی ہے اور آبادی روز بروز ترقی ہے **خان گڑھ** سندھ ساگر و آب میں ہے ایک
 قبضہ دریائے بلہم کے وسط کنارے بلتان سے تیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے پھر ضلع مظفر گڑھ
 کی کھری اسی مقام پر ہوتی تھی اب ضلع جہان سے اوٹھ گیا آبادی اسکی کچی ملی ہوئی بازار بارونق
 اور قلعہ کی تجارت کثرت ہے **کوٹ اور** ہونہ سندھ ساگر و آب میں دریائے سندھ کے بائیں
 کنارے سے نوسیل اور بلتان سے چالیس میل سمت شمال مغرب آبادی یہ قبضہ اگرچہ تجارت خاں ہے مگر
 اچھا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع مظفر گڑھ کے جہان کام و تاج ہے **پور** ضلع مظفر گڑھ دریا
 سندھ ساگر میں یہ قبضہ بارونق و آباد مقام ہے تحصیل کی جہان پھری ہوتی ہے افنون اور کسوم کی
 پیدائش جہت ہے آب اور کھجور کے پیر کثرت میں **کھجور** یہ قبضہ سندھ ساگر و آب میں ہے
 ہزارا اور قدیمی مکان ہے کھجوری زمیندار جہان کھجور میں اسلانیہ سلطنت کے ضعف کے وقت یہاں
 سکھ دیوان سنگھ نام اس پر قابض ہو گیا اور قلعہ بھی بنوایا کہ اگر اس قلعہ خواہاں اگرچہ شہور شاہ احمد
 کے پیشے کے وقت یہ علاقہ بلتان کے نواح سے ہوانو دیوان سنگھ کو جہان سے نکال کر انہیں
 جایا اور قلعہ گرا کر و باوہ مسجد بنوائی علاقہ اسکا اگرچہ دیکھنا ہی ہے اگر قلعہ کی پیدائش میں لاشانی ہے

یہ قصہ اس کے مشورہ سے خیرال تھا اور وہ چھان سدا نام کھیر کے ساتھ پیاسی گئی تھی تھوڑی مدت کے بعد اپنا چوکی بنگر چھان آنا اوس کے آنے کی جب خبر مشہور ہوئی تو سدا نے ہیر کو طلاق دیدی

چھٹی قسم دریا سے سند کی پار کے ملک کے شہروں اور قصبوں کے نام

اس قسم میں ایک حصہ قسمت ویرات کا بیان ہے جو اسے بعد از ان ضلع شہر اور کوٹا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس قسم میں دریا کے علاقہ واسن کو بھی کہتے ہیں جو پیاسی دریا پر سند کو ہلکان کا نام ہے۔ لیکن اس کے ایک حصہ کو ایک شہر میں سوسیل لکھا اور محکمہ اسکا نام مختلف ہے جو اسے گروہ ملک کے مقام پر درجن اور سکا نام سوسیل شہر میں آتا ہے اور یہیں دیرہ سوسیل چان و فتح چان و نماز چان وغیرہ بڑی بڑی جگہوں اور شہروں اقم ہیں زمین مشرق اسکی زمین قسم کی ہے اول رنگیان جگہ اسکا نام کی زبان میں آتا ہے۔ دوسری جگہ بجز زمین ہے اس میں چھوٹی جگہ یون کے سوا اور بڑا درخت کہ پیدا ہوتا ہے اور اگر تو محبت نہیں چلتا گھاس کی پیدایش مطلق نہیں ہوتی تیسرے قسم کی سیراب زمین جس کا نام ٹوہ ہے جو دریا سے سند کے طینا کی سے سیراب ہوتی ہے اور دوسری وہ جگہ چھائی نالوں کے ذریعہ سیرابی ملتا ہے اس میں بڑی بڑی پیدایشیں غلہ وغیرہ کی ہوتی ہیں اور زبندار بڑی فایدہ دہنا۔ اس میں اب دھوا اسکا نام کی مختلف خطوں میں مختلف ہے مگر گری کے موسم میں گرمی زیادہ ہوتی ہے اس علاقہ کے بڑی حصہ کی زمین بڑا مشہور شہر ہے۔

دیرہ نماز چان یہ شہر لاہور سے خوب

مستحق تہنیت ہے جو سوسیل میں دریا سے سند کے کنارے ہے یہ سوسیل پر آباد ہے جگہ اس آبادی کے مقام پر دریا بہتا تھا جس کے طرف کے طرف کو ملا گیا اور زمین پر آباد ہوئی تو نماز چان قوم ہوا۔ اسے جو مال بولتی تھی بھرتہ رکھتا تھا اس کو اگر اور گھاس بھی دیکھ کر مال بھلا یا اور سکونت اختیار کی چونکہ موقع محبت اچھا تھا چنان ایک گاؤ کی آبادی کی ہماؤن بادشاہ کے عہد میں بنادالی اور اپنی نام پر دیرہ نماز چان اسکا نام رکھا چونکہ نماز چان بانی اسکا رفتہ رفتہ اس علاقہ کا حاکم بن گیا تھا اس سے رو بہ دریا اسکی رہت بڑھتی گئی اور تمام اوس سرزمین میں جو دریا سے سند سے واسن کو ہلکان کے پاس آتا ہے اور کوئی نہیں نہیں ہے جس کو شہر کہا جاتا ہے اخیر ملکہ اسی صفیہ اور محاول خان میں اللہ اس شہر کی رونق عانی رہی تھی عہد سکھوں میں کچھ رونق ہوئی مگر بعد ازیں سرکار انگریزی میں خوب آبادی ہو گئی اور شہر بڑھتا رہا۔ دریا آباد ہو گیا تھا زمین شہر و خام کثرت سے تعمیر ہوئی مقام صدر ضلع و چان کی رونق کی تباہی گئی اور ایک کشادہ بازار غرب کی طرف شہر کے بنوا گیا چنان اول قلعہ بنا ہوا تھا اور

مالدار لوگوں نے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کی ہیں ایک ہزار سببازوں کے آرام کے لئے عمدہ تعمیر ہوئی
 ہزاری کے دروازہ پر گھٹی گھریا ہوا ہے جہاں اہل کیشی اجلاس کرتے ہیں چونکہ بازار منڈ میں صاحب
 وٹھی کٹر کے حکم سے بنایا گیا تھا اس لئے منڈ میں گنج رکھا ہوا پاری دور دور ملکوں فراسان تھے اگر ہزاری میں
 فروکش ہوتی ہیں مکان تحصیل و تھانہ کے بھی اوسے بازار میں ہی ہوتے ہیں اور ایک عمدہ باہلی سندھ صاحب
 نے عین بازار میں بنوائی ہے عمارت شہر کی تختہ ہے ایک ہزار چار سو گھر اور دو کاتین اور پندرہ ہزار گھر
 مرد و عورت ہر ایک اور نامی عمارتیں اس شہر میں تفصیل ذیل ہیں اول مسجد عالی شان غازی خان بانی قصبہ کی
 بنوائی ہوئی کاشی کار نہایت عمدہ مشہور ہے کہ چاس ہزار روپیہ اوسکا اوسکی عمارت پر خرچ ہوا تھا دوم
 مسجد غازی خان صاحبہ مسجد تختہ شہر کے وسط میں نواب عبدالجبار خان حاکم وقت نے ۱۱۷۵ھ میں بنوائی
 شیش ہزار روپیہ کے تعمیر کی آخون عبدالحکیم بالانڈی کو امام مسجد مقرر کیا اور منہ عمارت دو سو سال سے
 مسجد کے وقفہ کے نواب بھاول خان اور سکھوں کے وقت وہ عمارت ضبط کر لئے بلکہ سکھوں کے وقت
 عینان تک نوبت ہوئی کہ مسجد دہر سال بن گیا مسلمانوں کا قبضہ و دخل اوسے اوسکا گیا سندھ و
 عبادت خانہ بن گیا سرکار انگریزی نے وہ مسجد پھر مسلمانوں کو دیدی اور ایک عمارت اور نو سو سال سے
 نقد اس مسجد کے نام پر مقرر کئے آخون عبدالخالق و عبدالواحد و عہد الشکر رنجبرگان عبدالشکور اب
 متولی مسجد کے ہیں تیسری مسجد چوہانے خان بھی مسجد نواب چوہانے خان کو جس نے مسجد بنوائی تیسری
 کی سکھوں نے اس مسجد کو بھی دہر سال بنالیا تھا مگر اب انگریزی نے مسلمانوں کے لئے جو احسن کر دیا ہے
 چوتھی مسجد حاجی محمد خان بھی مسجد حاجی محمد خان نواب غلام محمد علی خان سندھ وری کے دادا اسے بنوائی
 چاس ہزار روپیہ اسکی عمارت پر صرف کر کے مسجد و عہدہ سرخ رنگ عمارت تعمیر کی اس مسجد پر بھی
 سکھوں نے قبضہ کر لیا کہ وہ دارہ بالیا تھا اور ایک دفتر منہ دادا اسی عینان تھا اسکا
 دو چار مکان تھے سرکار انگریزی نے اب یہ مسجد مسلمانوں کو دیدی ہے مگر ہر دو چار جاگیر سندھ
 مسجد کے نام پر واکذا زمینیں ہوئی وہ دونو چار اوسے منہ و فقیر کے اولاد کے نام رکھا گیا ہے
 پانچویں مسجد ککالہ والی بھی مسجد نواب محمد و خان کو جو حاکم وقت نے بنوائی تھی یہ مسجد ککالہ
 اسکی غلامی رنگہ نے کرائی اور مسجد ککالہ والی شہر ہو گئی کہ ککالہ رنگہ کو گتہ ہیں۔ زمانہ قدیم میں
 ایک باغ جسکا نام نو گتہ یا غازی خان نواب غازی خان کا بنوایا تھا وہ اب وہاں ہے گتہ
 صرف ایک رختہ بڑا اور نو گتہ کا باقی ہے اس شہر کا نو گتہ سرسبز چاروں طرف باغات شاد
 ہیں منار و درختوں کا جھنجھل ایک نالہ دریا کا جسکا نام گتہ دہری ہے تعمیر سے بیجا شہر شرقی واری ہو کر رہی

برسات کے موسم میں ہر اتوار کے روز وہاں میلہ ہوتا ہے اور نالہ کے کنارہ پر سیاہ دار درخت لگائے ہوئے ہیں۔ شہر مذکور سے دریائے سندھ جانب شرق بقا صلیہ و میل جھاب سے شہر مذکور میں دریا شہر کے قریب آگیا تھا سرکار انگریزی نے وہ بندہ بنچتہ نو اگر شہر کو بجایا اس شہر میں بیٹن کانسہ بونجی و بار شاہ ایشی بہت عمدہ ہے۔ شہر دیرہ غازیخان کے متعلق اکثر مزارات ہیں جنکا ذکر اس موقع پر ہو رہا ہے۔
 دل خانقاہ پیر عادل مجدد مزار شہر دیرہ غازیخان سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے جسکی نام اسکا سید تھا اسکا گھر بھی میں شہر آباد ہے اس طرف آکر اور کفار کے ساتھ جھاد کر کے اونکو قتل کیا عادل کا خطا اونکو اوس وقت سے ملا ہے جس وقت سے انھوں نے بعض خون ایک گنوار کے امنی پٹے سید علی بر قصاب جاری کیا یا دھو دیکر حضرت کا ایک ہی بیٹا تھا مگر شرع کے حکم کو مقدم سمجھا آخر شہر میں انتقال کیا۔
 سردار انگلی تاریخ وفات سید علی ان کے فرزند متقول کی قبر بھی مٹی ہوئی ہے۔ نو اب غازیخان شہر کے مزار پر بہت روئے خراج کیا اور وہ وقتہ عالیشان بنوایا میرزا اس خاندان کے شمار اس علاقہ میں ہیں اور باہر جیت پر وہ وہ شہر چھان میلہ ہوتا ہے دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے سید احمد شاہ و سید شاہ حضرت کو بھائی کی اولاد اب بجاوہ نشین ہیں دوسری خانقاہ نورنگ شاہ کی اس بزرگ کا قبضہ حال ہے کہ قاسم شاہ باب نورنگ شاہ کا سند سے مطوف آیا اور نورنگ شاہ نے بارہ برس تک خانقاہ شہر پر پرہیز کر عبادت کی اور صاحب کرامت و کشف ہو گیا روضہ پرانا بنا دیا اور جو دوسری خانقاہ شاہ لال کہاں کے جنکا انتقال شہر میں ہوا اور دیرہ غازیخان میں دفن ہے اس کے مجھ بزرگ صاحب کرامت کے متعلق جو کچھ خانقاہ خواجہ کریم علی کی بھیر بزرگ اور نگ زیب عالمگیر کے وقت فوت ہو کر بھائی بنایا گیا اور مزار سچے مناسبت ضلع دیرہ غازیخان میں اضلاع پنجاب کے دریا سندھ کے پار واقع ہیں کل قریب چار ہزار نو سو باون میل مربع ہے طول اسکا اکیس نو میل اور عرض تیس میل شرقی حد ضلع ہماچل پر دریائے سندھ جاری ہے دریائے سندھ کے اس طرف جانب شرق علاقہ تحصیل ریتھان ضلع ہماچل غازیخان جنوبی طرف ضلع مظفر گڑھ و علاقہ نو اب بجاوہ اور کابہ غازیخان ضلع کی کوہستان سے ملتی ہے جو کوہ سیلان و کوہ روہ ہوتے ہیں میان دامت کوہ کا اس ضلع کے ساتھ متعلق ہی میان سے بھاڑ شہر ہوتا ہے وہ زمین ضلع سے باہر خارج از حکومت انگریزی ہے حد جنوبی علاقہ جیک آباد سندھ کے علاقہ سے شامل ہے حد شمالی علاقہ ضلع دیرہ ہماچل غازیخان سے ملتی ہے چار تحصیل میں اس ضلع کے ساتھ متعلق ہیں ایک دیرہ غازیخان خاص دوسری بام پویشی راجن پور جو تحصیل شکرچہ ہوتی ہے تیسرا گانہ ضلع کے ساتھ متعلق ہیں تحصیل دیرہ غازیخان اکیسویں نوین موضع تحصیل جام پور

ایک سو تتر تحصیل راجن پور ایک سو ستر تحصیل سنگر ایک سو چالیس چار لاکھ چوبیس ہزار نو سو اکیس و پندرہ لاکھ
مقرر ہے اور تین لاکھ آٹھ ہزار آٹھ سو چالیس کل ضلع کی مردم شماری ہو کل ضلع شمالاً و جنوباً و علاقوں
میں تقسیم ہے ایک علاقہ سندھ و م علاقہ سجاولہ و مین و دو علاقوں کے درمیان ہے اور سکونڈا و تلوہ
علاقہ سندھ و مین کے قریب ہے اور سجاولہ و مین کے طرف کا علاقہ دریائے سندھ کے متصل ہے
نظام والہ غوب کے طرف اس قبضہ کے جاری تھا اور سات سو بیس گہاری جو مین وال نام شخص پر تھا
ہو کر ہر روز دریا کے پار رات کو اپنے دوست کے لئے کو گھڑے کے اور تیر کر جاتی تھی اسی موضع
نظام والہ مین رشتی تھی آخر اس کے ماب کو خبر ہو گئی تو وہ بچہ گڑا اس جگہ سے جان اسی جگہ
میں جہاں کہا ہوا تھا اور اٹھا لے اور کچا گڑا رکھا اور جب وہ مقررہ وقت پر وہاں پہنچی اور دیکھا کہ
گڑا کچا تھا اسے بچہ گھڑے کے رکھا ہے تو وہ اپنی دوست کو جام محبت میں مست ہوئی ہوئی ہوئی
کے گھڑے کو لیکر دریا میں گئی فی الفور کچا گڑا پانی میں گل گیا اور وہ فرق ہو گئی پنجاب میں یہ
جگہ مشہور ہے بلکہ شعر نے اسکے عشق کے بیان میں کہی کہ مین زبان پنجابی تصنیف کی ہوئی ہے
اور طالبان عشق اور سکونڈی شوق سے بڑھتی ہیں۔ پھر دسویں دریا ٹٹا ٹٹا قصبہ کے شرق کے طرف
آگیا ہے دریائے سندھ کا اس ضلع میں کمال دور سے بارش کے دنوں میں کوسوں تک پانی پہنچتا ہے
جہاں زمینداروں نے اپنے بستیوں کی حفاظت کے لئے منڈ باندھ رکھے ہیں اور جوڑا ارشد رہتا ہے
کہ تمام زمین کشتی ایک طرف سرد و سرے طرف کو جاتی ہے اور کشتی سوار اسکے تہوج کے خوف
سے زندگی سے نا امید ہونے کے فضل پر پھر و سار کے ہوئی کشتی میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اس ضلع میں
بڑا بھاری میلہ خانقاہ تھی سرد و سلطان کا ہے جہاں ہائے لوگ و در و در بلکوں سے قافلہ کے قافلہ
ہاں چھا گرن چیت میں حضرت کے نزار پر مقام لگا ہے آتے ہیں چپس تیس ہزار سے کم آدمی میلہ میں حضور
ہوتے دوسرے درجہ پر میلہ محمد قافل صاحب کے نزار کا جو راجن پور میں ہوتا ہے اس پر بھی مشافعت
و در و در سے آتی ہے تیسرے میلہ خواجہ سلیمان صاحب شیشی کے خانقاہ کا جو تقریباً چار سو میلہ
شیشی کے مقبرہ کا چھ چار میلے گویا ایسے اسٹاک میں ہن چکی ثانی تمام پنجاب میں نہیں ہن قوم بلوچ اس ضلع
میں چھوٹا رہتی ہے جہاں مذہب سلمان ہے مند و بہت کم ہیں اور مسلمان مند و نکو ایک قافلہ گزرتا ہے
دیکھتی ہیں نواز خان چکانا ہوا ڈیرہ غار سخان ہ قوم نزاری بلوچ اس ضلع پر تصرف کا کہانہ
ہاگہ راج گزدار شاہ دہلی کارا اور صوبہ ملتان کی حکومت اس پر بھی وہ سندھ نو سو بھری ہیں مرگاتہ حاجو
اور سکاتہ جانشین ہوا اور غازیانی رواج آئندہ بھی نزاری پانی کہ ہر ایک پشت میں ایک جانشین کا نام لگا

اور دوسرے کا حاجی خان مقرر رہا۔ چنانچہ شہنشاہ نے باستان میں خاندان میں رہی اور نوبت ہو
 خاندان میں حاجی خان جانشین ہوئی۔ یہی ایک غازیخان کے وقت شاہ حسین غلام شاہ قندھار سے
 اس علاقہ میں آیا بلوچوں نے ناحق اسکی لشکر میں دست اندازی کی بادشاہ نے ناراض ہو کر بلوچوں
 کو قتل کا حکم نافذ کیا۔ پیرہ غازیخان کے رہا ہو کر لوٹ آیا اور اس غارت و قتل میں اس خاندان کو بھتہ
 خاندان میں ہو گیا۔ ان کے بعد بہت کے بعد باستان میں خاندان سے متعلق ہو کر محمود گورکھ کے گھر میں
 چلے گئے۔ گنیشیا و سکی عہد سے کہ محمود بن محمد پورسہ قوم کو جسے کچھ حکم بھی تھا اور اتھا سرفت محمد و قلم
 پورسہ غازیخان کی قازیخان پاس کر دیا اور اپنی ہوشیاری سے اسے ذریعہ سے مقرب و منہشین خان کا بن گیا۔ چنانچہ
 مرگیا تو حاجی خان کے روبرو دھنسی وہ وزیر و شیر و ہمارا الہام بنارہا حاجی خان مرگیا تو غازیخان اخیر کا
 سال گیا اس وقت محمود کے دل میں طبع پیدا ہوئی کہ خود مالک بن جائے اس واسطے اسے غلام شاہ
 گورکھ کا حکم بندہ کے ساتھ سازش کر کے اسکو طلب کیا وہ فی الفور فرج لیکر چڑھ آیا اور پیرہ عہد
 میں ہو چکا غازیخان خود رسال کو قید کر لیا اور بعد میں ایک قلم کشیر کے محمود کو بھیج دیا۔ باستان ویدی عہد
 میں آخری میں ہوا اور باستان غازیخان کی ختم ہوئی غازیخان اخیر بھی آخر کو غلام شاہ کے قید میں
 بعد خود رسال کے الہام مرگیا اور نعش اسکی سند میں دفنائی گئی بعد ان غازیخان کی اولاد میں
 کوئی شخص باقی نہ رہا محمود خان گورکھ کے عہد میں یہ ملک شاہ کابل کے تعلق ہو گیا اور پیرخان بادشاہ کپڑے
 حاکم اس علاقہ کا تصور کیا جاتا وہ مرگیا تو بر خور دار خان اسکا برادر زادہ جانشین ہوا اگر اسکی عہد
 ہوئی اور بادشاہ نے خاص نواب کابل سے اس ملک میں بھیجا اور باوقات مختلف تبدیلی حکام کی ہوتی رہی
 آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے شکیر فتح کیا تو اس طرف بھی توجہ کی محمد زمان حاکم شاہ کابل فی الفور
 گیا رنجیت سنگھ نے تمام عہد ملک بطور امارہ معہ کچھ نوابی بھیجا اور پور کو بعض عمارت لکھ پر ویدہ سالانہ کے
 دیدیا تھا پھر دیوان ساوئل ناظم ملتان کے سپرد ماب زیر حکومت سرکار انگریز ہے **مختصر و اصل**
 پچھلے عہد مقام ایک ویرانہ جنگل تھا عرصہ ٹھیک آٹھ سو برس کا ہوا ہے کہ داود نامی ایک بلوچ قوم ناظر
 علاقہ ہر دسے آٹھ کر سبب فراط گہاس کے بیان سکونت پذیر ہوا اور مویشی اپنے بیان جسے کو چھوڑ دی
 چونکہ گہاس بیان بکثرت تھی اور مویشی دار زمین اربھی زبان اگر سکونت کرتے تھے اور روز بروز دولت
 آبادی کی ہوتی گئی چونکہ داود خان نے اپنے گھر کے پاس ایک درخت حال کا لگایا ہوا تھا اس سبب کا نام
 داود حال مشہور ہو گیا رفتہ رفتہ بزرگ اگر داخل قرار پا گیا من بعد قوم سانگی و لنگاہ و ہمار و دوسرے
 و ہزارہ و گجراتی و ڈانڈا و سپو و غیرہ بجا آ کر آباد ہوئے اور پھر کے باہر بھی الگ بستی بنجھو یہ ہوئی اور

قوم گڑاٹھندہ بھی اگر سکونت پذیر ہوئی شہر کے اندر ایک لکڑی و درخت جال کی شکست ہوئی ہوئی ہوگی
لکڑی بھی کہتے ہیں کہ عید دی جال کا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے بھیلے بھیلے داؤد اگر بھاٹھا علم
اسکی بھت سی خام ہے اور شہر کی سی سختہ بازار اسکا سرکار اگر نری شہر کے غلدار دی ہیں اگر کسی یا بنا گیا
اور ہر ایک دوکان کا پھر و سختہ تعمیر ہوا ہوگا اسکا موسم گرما میں وہو سختہ پڑتی ہے ہاں بازار کو
سرکی و شیرہ سے چٹا ہوا ہے خانہ شماری اس فقہ کی ایک ہزار ایک سو اوپنیاس اور مرد و شہر میں
بہت سو ترانو سے ہے اس فقہ میں صراحی کٹھہ و آنخوہ و ہوجہ گلی کہار عمرہ بنا ہے ہین اور ہوجہ
لوگ کی چوٹھی کہیں ہوتی سختہ ہین ترانوہ و خروہ و شوکار و شیرین پیدا ہوتا ہے گامی ہل و غیرہ
ہوئے ہین نہ مانہ ہین ہین قس کوٹھیاں بنا ہوگا ان شکار پور سندہ کے بھیاں ہوتی ہین اور وہ لوگ
بھیاں کپڑا وغیرہ اجناس خرید کر بیچتے تھے و گندک و خرا و بادام و عجبہ وغیرہ بھیاں لا کر فروخت کرتے
گر بھیاں کی عملداری میں بھیب زیادتی ہوجو اس کے رہا ہت عاتی رہی پانی کی اس شخص میں اکثر اوقات
شہر میں وقت ہوتی ہے کہ کچھ نیکہ جھڑ چاٹ اس شخص میں ہین اوٹکا پانی تلہ ہے ہین کے لائق نہیں ہے ایک
بڑا تالاب خام باہر شہر کے جانب شرقی اور دوقین تالاب خور و خام بنائی ہوئی ہین اوٹھین پالی بارش
اور سیلاب کا جمع رہتا ہے اسے پانی آدمی اور حیوانات پتر میں جب پانی ہین رہتا تو مقام ہند سے جو بار
کوس اس مقام سے ہے اسے کہو دکر شہر سے نالہ سے پانی لاتے ہین بوقت مخصوص پانی کے بڑی وقت ہوجی
بعض اوقات موضع ہند کے رہنرو اس پانی لاسے نہیں دیتے اور عذرات طح طرح کے کرتے ہین البتہ
جب پھاڑ سے سیلاب آتی ہے تو سب تالاب بھر جاتے ہین ایک تالاب سختہ جو سرکار نے بنادیا جو اسکا
لوگ نہیں ہے اور خام و حاصل ہین ہین اس شخص میں باغ کوئی نہیں ہے اور نہ کوئی درخت سادہ
ہے اس گانے کے اندر ایک خانقاہ شہر سلطان کے جانب غرب بفاصلہ ہند کوس ہے ہین و ضہ بھت پڑا
ہے اور صاحب اس شہر ولی ہے شہر کا نام کوہر ہے شہر خاص ڈیرہ غارنجان سے بفاصلہ تیس میل
جنوبی اقصیہ شہر آبادی کا پڑانا مال معلوم نہیں ہوتا حدیث انتقدہ دریافت ہوتا ہے کہ ہر و عرصہ
چھ سو برس کے مسی جام نامی قوم جاٹ نے اس شہر کو آباد کیا اور اپنے نام پر جام پور نام رکھا اور
آبادی سے برابر آباد ہے کہی ویران ہین ہوا عمارتین سختہ اور بلند ہین جام بانی شہر کی اولاد سی کوئی شخص
باقی نہیں ایک ہزار پانسو ستائیس خانہ شماری اور دوسو پچاس وکان ہین اور سات ہزار سات سو ہشتاد و
بے چھہ شہر بعد شہر ڈیرہ غارنجان کے اس ضلع بھت آباد اور بار و نق مشہور ہے شہر میں ہر سال
نے ایک بازار سختہ سیہ مانوایا بازار اکثر شاہ اسادہ اور موسم گرمی میں خوش پوش گردیتی ہین کہ

تو اس قبر کی نوبت پہنچی اور سو وقت لوگ کھڑے تھے کہ دیکھیں کہ اب اس دلی کی قبر گرتی ہو یا رہتی ہے۔
 دوسرے روز پھر صاحب موقع پر آیا اور حکم دیا کہ اور سب قبریں گرائی جائیں مگر یہ قبر گرائی جائے
 بلکہ پختہ ہوادی جائے چنانچہ پختہ ہوا لی اور وہ یہ خرچ کا صاحب نے اپنی گھر سے دیا کھتے ہیں کہ صاحب کے
 خواب میں کچھ اشارہ ہوا تھا اور صاحب نے اس اشارہ سے کہ وہ جب قبر بنوادی دوسرا اثر خواجہ مولوی
 محمد بن کاظمی فقید کے شرق و شمال کی طرف ہی تھیں مولوی محمد حسن نے یہاں ہی کا بنایا تو مبنی کا بنی ہوئی
 تھا خواجہ نور محمد ساکن حاجی پور کا بھی خلیفہ و سرمد صاحب کرامات بلذوہ مقامات اور چند تھا لوہن ہنگام
 کو انکی وفات ہوئی مبنی قادرانے مرید نے فرما دیا تھا یا کو **طہ** مبنی ہر ایک قبیلہ بر لب دریا سندھ
 تحصیل راجن پور میں آباد ہے۔ دوسرا صاحب بریں کا مرید ہوا ہے کہ مبنی شہن خان بلوچ کو تہجوی ہے
 بھان اگر بسب ہر شہری کنارہ دریا کے اٹھائے اور سکونت اختیار کی اس کے بعد اور مبنی کو کہتے
 لوگ بھی بھان اگر سکونت پذیر ہوئے اور رفتہ رفتہ ایک قبیلہ بن گیا پھر جب محمد شریف قریشی فقیر ہر دور
 کہ مرید صاحب کمال تھا بھان اگر راتوں زیادہ سے زیادہ اسکی رونق پڑے گی تمام زمانہ کے امیر و غریب
 حکام وقت بھی اس کے مرید بن گئے گویا اور سو وقت بھی ایک شہر تھو دریا کے کنارہ پر آباد ہو گیا پھر
 ساہوکار و مہاجرین اس میں آباد ہو گئے زیادہ تر باعث آبادی کا یہ ہوا کہ پانچون دریا پنجاب کے اہم مقام
 دریا سندھ کے شامل ہوتے ہیں اور پنجاب کے شہر و نواح میں تو دیہات و جالندھر و امرتسر و لاہور
 و وزیر آباد و گجرات و جلم وغیرہ سے تاجر لوگ بڑی کشتیوں کے مال لاکر بھان راتوں کے اور جا بجا
 اور چند مال بی بی و کر اسٹی و سندھ سے پنجاب کو آتا وہ کشتیاں بھی بھان اگر اتاری جائیں اور مال
 روانہ ہوتا اور دو نو ملکوں کے درمیان تھو تجارت گاہ بنا ہوا تھا اس سبب یہ شہر تہجوی آباد
 ملا آتا تھا اور شہر والے اسودہ مال تھے صاحبان انگریز نے بھی اپنی ملکاری کے وقت محکمہ سٹیٹ
 تحصیل و تھانہ اس مقام پر بقرہ کیا مگر افسوس کہ سٹیٹ انگریز مبنی دریا سندھ سے قریب تھا اس شہر
 اپنا رخ کیا اور تمام شہر و دیار دھو گیا شہر والوں کو وہ نقصان ہوا کہ خانہ بدوش ہو گئے سکانات دیا
 بھا کر کے گیا اسباب پر بار دھاتا ہوئی لوگ جا بجا پھرتے گئے محکمہ سٹیٹ نے تحصیل و تھانہ سرکار
 راجن پور لے آئے آخر سرکار نے رہا کی و شیکری کی اور تھو زیرو دیار آباد کرنے اس شہر اس مقام
 بھان ان کے تھو فراموشی ترکیب عمارت کی بہت عمارت ہوئی چار بازار چار دروازے درمیان میں
 قرار پایا لوگوں کے گھر یا موقع قطار و اینٹوں درمیان میں شیکری یا موقع کشادہ رکھیں تھو بھان
 پھر شہر میں تین میل کے فاصلہ پر تھو تھو تعمیر ہو گیا اور نہ کثیر عمارت کا خرچ ہو گیا اور شہر کی آبادی آج بھی

تو قبیلہ الون کی بدھشتی سے دریا کا رخ شرق کے طرف کو ہو گیا اور پھر شہر و ریاست سے دور ہو گیا آمد و رفت
ہو باری کی موقوف ہو گئی اور شہر کی رونق جاتی رہی پھر سیاحت و تحصیل کی بھی جگہ کے لئے مکانات تعمیر ہو گئے
تھے بھان قاضی ہو کر اب اکثر دکانیں شہر کے ویران و مہار ہو گئے ہیں ساہوکارہ کم ہو گیا ہے بعض کے
دیوے لے لکل گئے ہیں صرف سرکاری تھا نہ ہے باغیچت بھی شہر کے گرد و بھٹ ہیں جو وقت آبادی لگوائی
گئی تھی ایک روز وہ نہ خواجہ محمد شریف و خواجہ عاقل محمد گایان عالمیسان بنا ہوا ہے سابق مجھ و صاحب
میں کوٹ میں تھا جب دربار و ضلع کے پاس آگیا تو وہاں سے محض لاش محمد شریف و خواجہ عاقل محمد
خدا بخش کا لٹکوا کر اور بھان لا کر دفن کیا اور وہ وہ حال عالمیسان سرحدوں سے نر آیا تمام
پر جتنی کا کام ماسٹر ہے اور انہیں نندی اور سہری کا مہر ہے جس میں ہزار ہا دیہہ اسکی عمارت پر خرچ
اور وہ ضلع کے پاس شہر ہے اور وہ میں شہر مسو خان بلوچ سے بنوایا اور وہ ضلع کے جانب شمال ایک عالمیسان
پختہ دلاں تمام کے مجلس کے لئے تمام شہر کے باغیچے و بھٹ میں قبر خواجہ عاقل محمد و صاحب
کی جہت باہر میدان میں قبر بھی شہر کے ایک طرف ہے مگر حکم تھا کہ ہزار ہا دیہہ اسکی
سیدانہ ہزار ہوی اس کے خاندان کا مال اس کے حرم کے پاس ملی نام نبرنگ انکا خراسان سے سندھ
آیا اور یہ شہر خواجہ محمد شریف و خواجہ عاقل محمد کا مقام کوٹ شہر کے ایک طرف ہے قیام پذیر ہوئی اور وہ شہر گرا
ہیں یا ایک تمام زمانہ حلقہ گوش کر لیا بادشاہ نے یہ علاقہ اور کئی جاگیر میں دید با محمد شریف کے دو بیٹوں
ہوئی عاقل محمد و قاضی نو محمد عاقل محمد نقیری میں رہے اور پھر محمد بڑے عالم و فاضل و امیر و قابل
ملک ہوئے عاقل محمد کا شہر کہ امت و ولایت میں با یکے ملے تھا اور ہزاروں لوگ ان کے سر پر شہر اب تمام
حضرت کی اولاد سے سجادہ نشین ہے اور یہ تمام علاقہ سندھ و دکان کو ہے بلکہ کہ اسکی و بی بی تک ان کا
کے لوگ ہرید میں اس خانقاہ پر سال بھر میں چار عرس خواجہ محمد عاقل و خدا بخش و احمد علی و تاج محمد کی
ہوئے ہیں و بہت شہر باجمہم عاقل محمد صاحب کے عرس پر ہوتا ہے کہ ہزاروں آدمی ہم ہر ہو جاتے ہیں اس شہر
کی تمام شہر شہر ہوا اور مردم شمار ہی دو ہزار چوبیس ہزار گھوڑے پانچ سو پانچ سو دکانیں گروہوں و دکانوں میں
اس کا کیو و دکانیں میں پچھلے سجادہ نشین کا بازار گھوڑے و جانور و غیر آباد میں اس شہر کی سرحدیں
و شاد اب اس شہر کی حالت کی بہت سی شہر ہے کہ درخت بہت ہیں شکار بھی دیکھی تو نو قسم کا مایا ایک
نیزہ کا جانور اس کے جنگل میں ہے جسکو گدہ کہتی ہیں رنگت اسکی ہرن کی آواز بکری کی انگلیہ ہے شہر
ہوئی ہر فاصلہ کوٹ شہر کا سید ہر چار سو ساٹھ اور ہندی مسلم سندھ و دو سو پانچ سو و صاحب
یہ قبیلہ تعلقہ ڈیرہ غازی خان و اس کوہ میں آباد ہے حال آبادی اسکو کا سید ہے کہ بھلو قوم ہزاری بلوچ ہے

کے اندر رہتی تھی کوئی بڑی آبادی اور آگاہ اس قوم کے لئے پھاڑ سے لنگر نہ تھا اس واسطے ہمارا یہ
 سخت لنگر کے عہد میں مہر و غرضہ پنجاہ سال مسیٰ بصرام خان قندار قوم مزاری نے پھاڑ سے لنگر اسکا آبادی
 کی بنیاد رکھی اور نام گانوار و جھان جیکے معنی بلوچی زبان میں آرام گاہ ہے کہنا اب وہ مزارات سو
 بیس آدمی اس میں رہتے ہیں قوم مزاری سے زیادہ ہیں مذکور کے دو کانیں بھی سختہ و خام بنے ہوئے ہیں
 شہر شاہ صرف تمام بنامو اسے اب امام بخش خان قندار نے اگلی آبادی سے بظرف غربت حاصل ایک محل
 کے نئی آبادی کر کے اسکا نام بنار و جھان رکھا ہے اس میں اپنی رہنے کے جو مکان تختہ اور تختہ مسودہ عالی
 بنوادی ہے اور ایک بنگلہ حکام کے رہنے کے خاطر تعمیر کیا ہے وہ عمارت اس جنگل میں جنگل بنیاد میں
 نظر آتی ہے اور درخت سو بارہاں کو ہی کی اس گانوں میں بہت سے قریب بہت سے سو کے گھر اور دو کانیں
 اس میں بہت سے قبضہ مسودہ حال ہے **گنوار** ڈیرہ غازی خان کے ضلع کے قندلوی بھی ایک مشہور آباد
 واسن کوہ میں تمام ڈیرہ غازی خان سے جانب غربت حاصل بیس محل کے نئی گلی کے کنارے آبادی شہری
 اس گانوں کی صرف حضرت سید احمد سنی سرور سلطان کے مزار کے قریب ہے اور یہ خانقاہ پنجاہ کے مشہور مزار
 ہے پوریاں یعنی شیشہ شمالی خانقاہ کافی کے اندر ہی دروازہ کلان اور سکا جنوبی سمت کو آبادی کے ساتھ
 لگا ہوا ہے بادشاہ دہلی نے اول بھیہ خانقاہ تختہ بنوادی پوریاں تختہ دیوان لکھت راٹھر جسپت راٹھی سرور قرا
 صوبہ لاہور نے بھیہ نواب ذکر یا خان بجا و صوبہ لاہور کے بنوایشن جیکے دیوان لاہور خاص میں ایک
 موجود ہیں غربی والان میں مزار حضرت نحر سرور کی ہے چند تون عالیشان زیریں فکھری میں چراغ
 ہر وقت صبح و شام دن رات ہلنا رہتا ہے شمال غربی گوشہ میں بابائے ناک کا مکان بنایا ہوا ہے جہاں آوتے
 اگر قیام کیا تھا اور جانب شرقی دوسری کوٹھری میں بی بی صاحبہ زوجہ سنی سرور کا پشیرا اور چڑھو
 جیسے سوت کا بتی تھیں تیسری کوٹھری اندر و فی میں مذکور کے دیوانہ میں دن کا مقام بنایا ہے
 مکان کے غربی طرف چار دیواری کے اندر ایک درخت جال کا خشک کھڑا ہے اسی جانب غربی مہر
 چار دیواری سے درخت کٹہہ سبز کھڑا ہے مجاور لوگ کہتے ہیں کہ یہاں گہوڑی لگی حضرت کی باندھی گئی
 تھی جال کی جگہ کیلا اگاری کا اور کٹہہ کی جگہ کیلا پھاڑی کا تھا اور حضرت کی کراست مسودہ و نوکیلو
 شہر کو درخت بن گئے تھے چار دیواری کے بعد ایک مکان سید راو دین حضرت کے فرزند کا بنا ہوا
 اور ایک در مکان تختہ بنوادی کے نام سے موسوم ہے این دو مکانوں میں قبر کوئی نہیں اور کٹہہ
 حاصل بن خانقاہ سے بجانب غربت مسیٰ نور و اسحاق کے دو قبریں ایک بلند ٹیلے پر بنی ہوئی ہیں یہ دو شخص
 سرور کے دوست تھے پھر اوسے جانب شرقی دو قبریں مسیان علی عثمان کے ہیں یہ دو نو بھی حضرت

حضرت سید الشہیدین اصحاب تھو خانقاہ سے جانب شرق ایک تالاب محمود خان گورکھ کا بیٹا ہوا جو دور
 گریانی اور میں نہیں تھو خانقاہ کا اس طرح رہا یہ ثبوت بھی تھا کہ سید احمد سخی سرور کا باب بھی زمین العابدین
 بنو آدم سے تھو جو میں اعلیٰ ہند ہوا اور مقام شہ کوٹ شملہ ملتان قیام پذیر ہوا اسی میرا قوم کہ گورکھ
 خانو کے نے ایشیائی لڑکی ملات عائشہ اور کے نکاح میں دی اور اسکے بطن سے سید احمد سخی سرور پیدا ہوا
 زمین العابدین تھو میں سرگیا تو سید احمد برادران خانہ زاد کے فراحت سے تنگ کر دیا اور حاکم گیا اور
 حضرت غوث الاعظم و شیخ شہاب الدین سحروردی و خواجہ سرور دشتی سے نعمت خلافت کی حاصل کی اور
 کے وقت جندی مقام و ہونکل شملہ ضلع گورکھ خانہ کے قیام رکھا بھر خان میں آیا اور حاکم ملتان نے ایشی
 لڑکی کی شادی اسی کر کے حکام نام بی بی بائی تھا دوسری شادی سید عبدالرزاق کی لڑکی کے ساتھ
 ہوئی پھر سید احمد لاہور میں گیا اور سید اسحاق سے علم ظاہری حاصل کیا پھر لاہور میں کرکوتہ افتخاری
 ہزارہوں آدمی تھو کہ انت کا شکر خدمت میں حاضر ہوئے یہ شہرت اسکی برادران خانہ زاد کو پسند نہ
 اور براہ صاحبان کہ ہونکل کر ڈالین جب سید احمد کو اونکے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو سید عبدالغنی انہو
 بھائی و بی بی بائی نے وہ و سرور راج الدین خود سال بیٹے کے ساتھ پوشیدہ دشمنوں سے گھیرے نکل آیا اور
 مقام پر بیان اس خانقاہ بنی ہے جین گل میں قیام پذیر ہوا اگر برادران خانہ زاد نے پھانچا ہوا اور
 اہتمام کر کران پر اپنی اور حضرت کو سید بھائی و فرزند بی بی بائی کے شہید کر دیا اور حضرت بعد شہادت
 کے بیان دفنانے کے شجرہ حضرت کا اس طرح حضرت امام حضرت صادق کے ساتھ ہو چکا ہے کہ سید احمد
 زمین العابدین بن سید نصر بن عبد اللہ بن سید بھاد الدین بن عیاش الدین بن بھاد الدین بن صلاح الدین
 بن زمین العابدین بن سید عیسیٰ بن صالح بن عبد الغنی بن سید جلیل بن خیر الدین بن ہشاد الدین بن ابی او
 بن عبد الجلیل رومی بن سید بھادیل بن امام حضرت صادق رضی اللہ عنہ ائمہ بن بعد وفات ہوئی حضرت کے
 تین شخص ایک سنی گورکھ خانہ کی بھاری تھی اور دوسرا سنی جہت نابینا قوم لنگاہ و احمد خان افغان
 جو نامہ تھا بیان آنی اور تینوں کے ہونکے وہ تینوں اس خانقاہ کے مجاور ہوئے اور اب تمام مجاور اور
 تینوں کی اولاد میں سے ہیں مجرم کی اولاد قوم کاشک اور نابینا کی اولاد قوم منمن اور پشیمان کی اولاد
 قوم شیعہ کہلاتی ہے قبادان مجاورون کی ہونکے ایک ہزار تین سو چالیس رہتی ہے جب گورکھ خانہ تھو تو ایک
 مرجانہ ہے یہ بھی ایک کہ امت حضرت کی مشہور ہے مقتدر بن سید احمد سرور کے چچا کے ملک میں لاکھوں
 آدمی ہیں باہر چاکن و چیتا میں ہزاروں آدمی قافلوں کے قافلہ شہر عالمیہ سرور ہوشیار پور و گورداسپور
 دیا لکھوٹ و گورکھ خانہ و گجرات و شکرہ و ملتان و لاہور و امرتسر و غیرہ سے آئے ہیں عرض پنجاب میں ہر

بزرگ کی مانتا گھر گھر ہوتی ہے جہاں بے علم لوگ محبت متفقہ میں عمل کا اعتقاد اس طرف سے سرگرم تھے۔ اہل نواز
 شیخ شمس اہل بزرگ کے گانوں کا نو شہر شہر اور کے نام لیکر گداؤں کر کے ہیں بیکار گھر کے چالیس تا پچیس بڑے بھائی
 میلہ ہوتا ہے تجارت مویشی کی ہوتی ہے اس روز کے میلے میں چالیس ہزار سے کم آدمی نہیں جھومتے
 کل جمع موضع نگاہ کے تمام محاوران و خانقاہ کے معاف ہی مند و مسلمان و دونوں قومیں حضرت سے اعتقاد
 کامل رکھتے ہیں ہندو بھان اکر زنا رندی کی رسم اور کرتے ہیں اور مسلمان اپنے بچوں کے چوٹے بچے
 سر کے بال بھان اکر اور تروائے میں پانی کی بھان بڑی قلت ہے کوئی چاہ بھنچ ہے نالہ پانی کا جو
 خانقاہ کے پاس سے فشک رہتا ہے البتہ برسات کے موسم میں بار ہی ہو جاتا ہے لوگ فی سب کے اندر
 جوتے جوتے چاہ نکال کر پانی لٹھی میں پھوڑی ہی مٹی دو رکھ کر فی سب پانی نکل آتا ہے محاورہ لوگ و دور سے
 پانی اور ٹھون اور بیلون پر لا کر لاتے ہیں اور گران قیمت سے فروخت کرتے ہیں جیسا کہ ایک کوٹہ
 پانی کا چار آنہ کو بکتا ہے اب ایک ہاٹھ من صاحب دہلی کشن نے ہوا یا ہے بھان کے منہ سے پانی نکلتا ہے
 حضرت سے اعتقاد ہے کہ کوئی ہندو اپنے سردوں کی ٹہیان لگاتا ہے لیکن جب پانی میں پانی جاری ہوتا
 تو اس میں ڈال دیتے ہیں باشندگان موضع نگاہ ہندو مسلمان سب رات کو سب اور حضرت
 کے چار پائی پر نہیں ہوتے صرف ایک چار پائی تمام گانوں میں ہے جس پر مسلمان اپنے سردوں کا خزانہ
 قبر پر لچاتے ہیں سال تمام ایک دفعہ ماہ چٹہ یا اساتذہ و دیگرین کلان بھان لکھا کر تقسیم کیا جاتی ہیں ایک ایک
 کا نام مانگی ہے اور میں گورائے میں گئی یا شیخ من دیکھ گھوڑن کا میں من صوبہ وغیرہ ایک من ہوتا ہے
 دوسری دیک کا نام لنگر کی دیک ہی اور میں گورائے میں روغن زرد و حنہ دیکھ لنگر کا آٹھ من ہوتا ہے
 وغیرہ میں تار پڑتا ہے جب بھجہ دو نو دیکھن یکا جاتی ہیں سب پر برابر لکھا نا تقسیم ہو جاتا ہے۔
 موضع گورائے میں گورائے علاقہ دیرہ قانہ بھان نہایت شہرہ رستی ہے اگرچہ گانوں جو اس سے
 گریب تر اور اجلیان چشتی کی جو بھان واقع ہے شہری محبت ہی یہ ہے جو اسلیان خانہ ذکر یا خانہ
 قوم افغان گوت عشقون تھی قدیمی وطن انکا خراسان تھا بزرگ انکے خراسان سے اگر علاقہ و رگھو آتہ
 کوہستان باغستان میں سکونت پذیر ہوئی جو توبہ سے جانب غرب کو ہر گوجی میں واقع ہے اسٹیشن
 سلیمان مدد ہوئی اور نام انکا نارنگا گیا جب بھجہ بالغ ہوئی تو شوق علم کا دامن گیر ہوا اور کوٹ شہر میں
 جا کر علم پر توجہ میں کی عمر میں فائدہ غرض تحصیل ہو کر خواجہ نور محمد پر مہار انوالہ کی خدمت میں جا کر مرید
 ہوئی پیر و شفیع نے نام انکا سلیمان خان رکھا مدت تک یہوں رہنے پیر کی خدمت میں رہ کر تحصیل مائی
 ۹۹ میں بھجہ دہلی و اجمیر تک جا کر پیران غلام کے فرائض سے مستفید ہوئی پھر پیر و وطن کو گوجی کو گھر

وہاں سے واپس آکر توبہ میں مقام کیا حضرت کی شہرت ولایت و کرامت میں بھانٹنگ ہوئی کہ دو روزہ دور
لوگ اگر مرید ہوئی ہزاروں جمعیت سے مستفید ہوئی صد ہا روپیہ روزانہ حضرت کو تدارک حاصل ہوتا تھا اور
اوسے روز غزا و فتنہ کو تقسیم کر دیا مانتا تگہ حضرت کا ہر وقت جاری تھا نواب والی بھاؤ پور بھی انکا
مرید ہوا انکا بیٹا گل محمد ہے لائق لڑکا تھا گروہ ادھکے روپیہ فوت ہو گیا شہید ہجرت میں خواجہ محمد سلیمان خان
فوت ہو گئے اور حجرہ شنگاہ میں دفنائے گئے بجائے اونکے خواجہ الہ بخش سجادہ نشین اشک حیات
میں نواب بھاؤ پور نے روضہ حضرت کا پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کر تعمیر کیا اور غلام محمد طغیانی کو اپنی
مٹائی نے مجلس خانیہ منجبتہ عالیشان بنوا یا جس پر دس ہزار روپیہ خرچ ہوا اور احمد خان افغان نے جاقو
عمار میں بصرہ و ہزار پانسو روپیہ کے بنوائیں اور عمارتیں منجبتہ منجبتہ وغیرہ خواجہ الہ بخش سجادہ نشین نے
خود تعمیر کی ہیں اب بھی اس خانقاہ پر ٹہری رونق ہے لنگر جاری و ہوتا ہے اور کارخانہ ٹہری رہتا
کے طرح ہے امارت و دولت مندی بے انتہائی باوجودیکہ سرکار سے کوئی جاگیر و روزیہ مقرر نہیں ہوا
صفر کے ساتویں تاریخ مہمان ٹہرا سید ہوتا ہے خیر محمد حضرت کا بھائی بھی متبرک آدمی ہے۔
واٹرہ دین شاہ آبادی اس قصبہ کی اگرچہ دریائے سندھ کے شہر قتی گنارہ پر ہے مگر اس کے
کہ یہ قصبہ متعلق ضلع ڈیرہ غازی خان کے ہی اس حصہ میں اسکا حال زیب اندراج پایا یہ ایک قصبہ دریا
سندھ کے بائیں کنارے دریائے بھاصلہ یا پنجم کوس اور ملتان سے سمت شمال مغرب بفاصلہ چالیس میل
قصبہ لیم کے شہر کے اوپر آباد ہے آبادی اسکی خوشنما ہے عمارتیں اچھی اچھی بنی ہوئی ہیں تجارت
بہت ہوتی ہے سکھوں کے ظہور سے اول ایکڑار گھر اور ایک سو دوکان اس میں ہے مگر مہمان سنگر حکم نے
اسکو دو مرتبہ لوٹا اور قصبہ والوں کو ٹکڑے کا محتاج کر دیا اور قصبہ ویران ہو گیا پھر سخت خشک کثرت
جب صورت امن کی ہوئی تو قصبہ دوبارہ آباد ہوا زمین متعلقہ اسکی اگرچہ تھوڑی ہی مگر سیراب و خیر
و سرسبز ہے دریائے سندھ ہر سال اسکو سیراب کرتا ہے پیدائش غلہ کی بھت ہوتی ہے روٹی اور میل
کی بھی زر اعتین بھت ہوتی ہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا
متعلق محال تھا اب علاقہ اسکا سنگر کے متعلق ہے باقی اس قصبہ کا کوئی ٹھکانہ تھا اوسے منجبتہ قلعہ و باغ و
حوایان بھان بنوائی تھیں اس قصبہ کے رہنے والے اب بھی اکثر ٹھکانہ ہیں جو زبان شہر سے بھی وقف
ہیں اوسے ایک آبادی اسی نام کی دریائے سندھ کے اس طرف بھی آباد کرانی تھی مگر وہ آبادی سبب
پے در پے آنے سیلاب کو ہی کے ویران ہو گئی تھی اب مان بھی تھوڑی آبادی موجود ہے اور گاناو اسی
نام سے موسوم ہے نام اس قصبہ کا ڈیرہ دین پناہ اس لیے ہے کہ شاہ دین پناہ بن شاہ حسین مہم

سجاری حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین اوچی کی اولاد میں سے ایک لی کامل تھے اور انکو شوق
جہان گردی کا ہوا تو سندھ و ستان کر گئے اور مکہ و مدینہ میں سات برس تک رہے پھر اس طرف کو آکر اسٹیشن
میں سکونت پذیر ہوئے چونکہ بڑے کامل ولی خدا دوست تھے ہزاروں آدمی انکے مرید ہو گئے جہانیاں تک
کہ یہ قبضہ بھی انھیں کے نام سے موسوم ہو گیا پھر حضرت اولیٰ مہات سوہاگن زوہ اکو کے گھر پر مگر تھو
جب مہات رانی سوہاگن کے دختر کی شادی مٹھی بکھو بکھول کے ساتھ ہوئی تو سوہاگن کے پاس کہنا ہوا
وہ بزرگانہ تھا حضرت فرمایا کہ ہم رانی کے وہنر میں جاتے ہیں چنانچہ لڑکی کے ساتھ بکھو بکھول کے گھر
حضرت کو کشتی میں بیٹھ کر سیر کرنے کا بھت شوق تھا کشتی حضرت کے سوا کسی دوسری کے خشکے میں نہیں تھے
جاتے تھے بعد وفات جہانیاں دفنائے گئے بعد ایک سال کے بعد اور ان اکو نے خفیہ سندھ و ق حضرت کا کنگر
دریا پار کی بستی میں لیے چلے گئے کو خبر ہو گئی اور اسے سندھ و ق روک لیا اور ان اکو کو خواب میں
اشارہ ہوا کہ تم ایک سندھ و ق بنا کر علیحدہ مکان میں رکھو ہم وہاں خود آجائے چنانچہ انھوں نے سندھ و
بنوایا اور علیحدہ مکان میں رکھ دیا دو ساعت کے بعد دیکھا تو نقش حضرت کی اوہمیں موجود پائی چنانچہ
انھوں نے الگ وضع بنایا اب ریہ کے داربار دور وضع بنی ہوئی ہیں اس بار اولاد بکھو کی اور
اصطوف اولاد اکو کے مجاور ہیں مرید اس خاندان کے ہزاروں لوگ ہیں ہر سال باہر چیت برو
جمعہ بڑا بھاری سیلہ ہوتا ہے یعنی تمام ماہ چیت میں چاروں جمعہ کے روز چار سیلے ہوتے ہیں ۔۔۔

قصہ حاجی پور یہ قبضہ نواب حاجی خان غازی خان کچھے کا آباد کیا ہوا دریا سندھ کے
دیسے کنارے شاہیں پور اور ملتان سے سمت جنوب مغرب سچا نوین میل واقع ہے پانی جہانیاں کا
طرح طرح کا غلہ جہان پیدا ہوتا ہے قسم قسم کے ترکاریاں و نیل و پوست بویا جاتا ہے افیون کثرت سے
نکالی جاتی ہے اس قبضہ میں ایک خانقاہ خواجہ نور محمد ناردوہ الہ کی بھت مشہور ہے اور ہزار ہا نو
قبضہ کی آبادی سے جانب جنوب پختہ بنی ہوئی ہے پھر نرائن شاہ میں اسلام خان و او دو ترہ شہ و
نواب بھاولپور نے تعمیر کی اور لا وضع حالیشان نوایا شرق کے طرف وضع کے ایک عالیشان
والان مجلس شہاء کے لئے بنا ہوا ہے اور ایک حوض پانی کا بھی پختہ لائق تعریف ہے پچھلے بزرگ
بستی میان والی میں سکونت پذیر تھے وہاں نے جہانیاں کو قیام کیا پھر بزرگ سلطانہ ہجری میں پیدا ہوئے
اور ملتان میں جا کر علم فارسی و عربی و تصوف پڑھائے میں فارغ التحصیل ہو کر خواجہ نور محمد
ہزار نوہ حشری کے خدمت میں جا کر مرید ہوئے چند سال میں تکمیل پائی اور چند مدت بمقام ناردو
قیام رکھا سو اسطر نور محمد ناردوہ الہ مشہور ہوئے وہاں نے حضرت کو زمینداران قبضہ حاجی پور پختہ

کے ایک قصبہ بزرگ رات کو کبھی چھین چھین کر کھینچے گئے تھے وہاں کو روزہ رکھتے تھے شمس الدین بہر شہر بس کے
 حضرت نے انہیں لے کر گیا تھا انہیں چھوڑ دیا گیا وہ غصہ سے بھر پور تھے اور ان کے شرعی جنوبی شمالی میں
 اور روزہ انہیں چھوٹی شہر میں چھوڑ دیا گیا اور یہ تاریخ کو لکھا ایک برس کے بعد انہیں اور
 اوسے روزہ میں چھوڑ دیا گیا تمام لوگ اور انہیں روزہ سے چھوڑ کر تھے میں اور مشہور ہے کہ مولوی غریب
 نام ایک بار یہ حضرت کا تھا اور اسے اہل عالم واقف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس روزہ میں
 کھڑے ہوئے دیکھا تھا اور اس دن سے یہ چھوٹی روزہ مشہور ہوا ۶۱۔ ہادی الاولیٰ کو چھوٹی روزہ حضرت کا
 انتقال ہوا تھا حضرت کا عرس ہو گیا ہے حضرت کی اولاد سے اب میان غلام رسول سجادہ نشین ہے
 حاجی پور میں حال خاندان یہاں صاحب سرائی کا قابل شہر ہے ہوا سطر لکھا جاتا ہے کہ یہ خاندان ایک
 صاحب غریب و جاگیردار اس قبیلہ میں ہے اس خاندان کے لوگ شجرہ اسنا حضرت عباسؓ سے ہیں صاحب غریب
 کے چچا کے ساتھ ملائے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ہارون رشید علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں قریشی
 عباسی اولیٰ وارت ہیں صاحب میان محمد سرور شاہ اعلیٰ الکامع اپنی برادری کے شجرہ علیہ السلام کے علاقہ کا
 وہ ائمہ سندہ ہیں آریا اور بادشاہ سے گاڑی کا علاقہ جاگیر میں پایا وہ نگر گیا تو محمد وادو اسکا بیٹا پھر الیٰ شہر
 جانشین ہوا محمد وادو و بھائی تھے وادو کی اولاد وادو پورہ کہلاتے ہیں اور اوسے میں سے
 اب صاحب سجادہ وادو الیٰ بھاول پور ہے اور محمد وادو سے بھائی کی اولاد سے میان آدم شاہ صاحب
 ہوا ہے وادو سے میان الیٰ تھا اسکی بیعت حیات المیر کے ساتھ ہوئی اور اسکا مقبرہ سکھر میں مشہور ہے
 وادو کی اولاد میں سے میان نصیر محمد صاحب ملک مال ہوا اور میان ملک ترقی کی کہ شجرہ حیدر آباد سندھ
 ہے وادو کی حکومت میں آگیا اور بھتیجے برسون ملک اب نصیر محمد کے یا محمد و غلام شاہ فرمان فرما رہے
 اور ملک شہزادہ کو قصبہ میں غلام شاہ نے سند سے چاکر کالہ باغ ملک فخر کر دیا نو اب غازی خان کو جو شہر
 کی مالک قائم آری غازی خان اول سے تھا بھی غلام شاہ قید کر کے سندھ کو لے گیا اور محمد و خان کو حکومت دی گیا
 غلام شاہ کے بعد محمد سرور آریا اور اسکا بیٹا پھر عبد الباقی اسکا بیٹا جانشین ہوا عبد الباقی کے نا اتفاقی و بد رفتاری
 اور اس کے ہو گئی وہ شہر میں گواہ تھے قتل کر دیا یا قہاندہ نے اسکو ریاست سے نکال دیا وہ احمد شاہ بادشاہ
 خراسان کے پاس گیا اور بادشاہ کی بادشاہ نے اسکو دیکر دوبارہ ریاست حیدر آباد پر قابض
 کیا حیدر آبادی فوج و اس کی نو و زرا نے دوبارہ اسکو ریاست سے بیدخل کر دیا وہ دوبارہ بادشاہ
 کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے عبد الباقی کو چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر اس علاقہ میں دی اور
 سندھ یا کہ جب تک تمہارا قصبہ سندھ پر نگر آبا جا سکا میان گناہ کر دینا پھر عبد الباقی نے حاجی پور میں سکونت

اختیار کی یہی چیز تھی کہ اس نے سوئم حصہ قبضہ حاجی پور کا اپنی طرف سے اور سکودیدیا ایک سال کے بعد
 بادشاہ فی سنیہ پر چڑھائی کی امیران سندھ سے بادشاہی امر کی بہت خاطر کیا اور روپیہ کی زور سے ملک بجا
 امیران سے ایک زبان ہو کر بادشاہ کو یہ صلاح دی کہ اب سوئم کہ جس کا آگیا ہے وہیں ہونا مناسب ہے
 سوئم کے سوئم میں پھر سندھ پرورش کر کے عبدالغنی کو ریاست دلا دی جائیگی چنانچہ بادشاہ وہیں چلا گیا
 اور پھر اتفاقاً سطرفت آگیا تھا اور عبدالغنی نے حاجی پور میں ہی قیام رکھا تو اب بھاول خان نے اپنے وقت
 میں تیسرا حصہ جاگیر کا ضبط کر لیا پھر ہمارے رنجیت سنگھ اس ریاست کو زمین سے پہلے چار ہزار
 پانچ سو سالانہ پھر نو ہزار نو ہزار لیسارہ اس زمانہ میں پیش گانوں اس جاگیر دار کے قبضہ میں ہیں اور پھر ہزار دو سو
 پچیس روپیہ سالانہ آمدنی ہے۔ عبدالغنی کے بعد تاج محمد جانشین ہوا وہ سندھ میں مر گیا اور احمد یار خان
 اور سکودیدیا ملک بنما اور انیز دیار خان اور سکودیدیا کی گذارہ پاتارہ احمد یار خان کے بعد خان محمد خان
 جاگیر دار قصہ اریا پادہ مر گیا تو عطا محمد خان گدی نشین ہوا اب وہی جاگیر پر قابض ہے اور بھائی اور
 گذارہ پاتے ہیں اس ریاست کا ہر ایک گدی نشین شہنشاہ خان کے لقب سے لقب ہوتا ہے اور یہ لقب
 سب سے اول احمد یار خان کو شاہ کابل سے ملا تھا۔ سراسی ان کے بزرگوں کا خطاب چلا آتا ہے اور
 وجہ اس خطاب کی اچھی طرح دریافت نہیں ہوئی اس خاندان کے لوگ عمدہ شیعہ مذہب میں اور سکون کی طرح
 سرکابل پر ہر گز اور پھر آباد رہے ہیں تاکہ وہ بھی نہیں پتہ ہزاروں آدمی اس خاندان کے مرید ہیں اور ان
 بھی یہی طریق ہے کہ گدی نشین اس خاندان کا بادشاہی طریقہ تھا یہ ایک چھوٹا سا تخت بنا کر اور گاؤں گدی نگاہ کر کے
 تعلیم کی بنیاد پڑھائی گئی ہے مگر اب نہیں کیا موضع چوک و سراپہ چھوٹا سا گاؤں متعلق ہے
 غازی خان کے دریا کے کنارے آباد ہے آبادی خام ہے پیدائش غلہ کی ہوتی ہے یہاں ایک شہنشاہ خواجہ محمد کریم
 کی مشہور ہے یہ بزرگ خواجہ محمود بن یعقوب قوم علانی پٹھان تھے شہنشاہ بھری میں انون نے انتقال کیا سبب
 دریا بردی کے چند مقامات پر انکا صندوق منتقل ہوتا رہا انہیں مدفن ہوئے اور ان کے بھائی میں
 روضہ بنوایا گیا ہر وہ بزرگ صاحب کرامات تھے ان کی اولاد سے میدان فتح محمد صاحب مسلم و فضل سجادہ نشین
 موجود ہے موضع شہان صدر الدین یہ گانوں کے ساتھ ڈیرہ غازی خان بارو فتح آبادی کا ہی حصہ
 مشہور ہے اس کا نوکی حضرت شاہ صدر الدین سرور دی کی نام سے ہے جسکا فرار بھی پختہ یہاں
 بنا ہوا ہے شاہ صدر الدین حضرت پھار الحق ملتان کے مرید تھے ہر سال باہر پختہ میں میلہ ہوتا ہے
 ان کا تو میں ان دنوں غلہ و افیون کا ہوتا ہے موضع ہترڈ ضلع غازی خان کے متعلق یہ ایک
 قبضہ ہمارے دو کوسوں کے فاصلہ پر آباد ہے آبادی اس کے بزرگوں غازی خان سے

کج گوشت کو جاتی ہے واقعہ ہے عمارت کچھ تختہ اور کچھ خام ہے مگر تجارت عام ہے رونق کا مقام ہے علاقہ اسکا اگرچہ جنگلوں سے بھرا ہوا ہے مگر پانول قسم اعلیٰ پیدا ہوتے ہیں شکار جنگلی بکثرت ہے ایک قلعہ بھی بھیاں بنامو اتھا دیوان ساوہل ناظم ملتان نے دوبارہ اسکو درست کرایا تھا شہر سنی ادنیٰ اور قایم عمدہ تحفہ بنا ہے محلے تحصیل سرکاری ہاسٹل ضلع ڈیرہ غازیخان کے بھیاں رشتہ تھے اسکی متعلقہ علاقہ میں کنوؤں کا پانی تلخ ہے لوگ دریا و بارش کا پانی تالابوں میں جمع کرکے پیتے ہیں اور وہی پیتے ہیں حال کے درخت بھیاں بکبت ہوتے ہیں اور انکا پھل جکوبیوں کہتے ہیں شیریں ہوتا ہے گرمی کے موسم میں وہی پل لوگوں کی خوراک ہوتی ہے بھیاں ایک خانقاہ موضع ہرند سے بفاصلہ پانچ کوس کے واقعہ ہے اوس بزرگ کا نام خالد بن ولید ہے بعض اوسکا نام اسحاق کہتے ہیں بھیاں ہزار پرانا ہے کہتے ہیں کہ بھیاں شخص رسول اللہ کے اصحاب سے تھی جب محمد قاسم نے اسکا پرچہ کیا تو بھیاں شہید ہو کر بھیاں دفن ہوئے ۔

موضع سیت پور بھیاں کا متعلق ڈیرہ غازیخان کے ہی پھلی آبادی اسکی دریا کے اسطرف تھی اسباب رگزدانی دریا کے آبادی دوسرے طرف یعنی دریا کے پار ہو گئی ہے گانوں کی آبادی ہے پیداوار ہر چیز کی ہوتی ہے گانوں کے لوگ اسودہ حال ہیں اسہیں ایک خاندان ساوات کا نام ہے انکا ذکر قابل اظہار ہے اور وہ بھیاں ہے کہ بھیاں خاندان اولاد سید طلال الدین شیر شاہ میر سرح سجاری کی ہے بھیاں وضع شہر اوج میں زیارنگاہ خاص و عام ہے اونکی اولاد میں سے شیخ سید حسن سجاری سیت پور میں اگر قیام پذیر ہوا جو نکو دلی و خیر است تھا ہزاروں لوگ اسکو مرید ہو گئے قوم لنگاہ نے جنگی حکو ملتان میں تھی انکی لڑکی اونکو دلی اور بھت سالک دہلیز میں دیا بعد حکومت لنگاہ کے جب قوم ناہر اس علاقہ پر حاکم ہوئے تو انہوں نے بھی غرت و ابرو اس خاندان کی قائم رکھی سید حسن کا بیٹا شیخ محمود اسکا بیٹا شیخ محمد راجو ہوا اوسنی بعد نادر شاہ بادشاہ کے ثروت و دولت حاصل کی اور اس تمام علاقہ کی حکومت اونکو بطور صوبہ مل گئی شیخ محمد راجو نے اسکا کو بھت آباد کیا مالہ ہشتی و مالہ دہندی و مالہ قطب و مالہ مبارک و مالہ قادر الاکھون روپیہ خرچ کرکے کھودوائے اور ملک کو سیراب کیا شہر راجن پور کی آبادی کی سیرابی اور ہزاروں چاہ کھودا کر زندہ رکھو دیئے سوا ہی شہر راجن پور کے اونس گانوں و سنی اور آباد کر کے تمام علاقہ کو زیر خیر کر دیا شیخ محمد راجو کا بیٹا شیخ محمد کبیر نظر اسکا بیٹا شیخ محمد دوم محمد راجو اسکا بیٹا محمد دوم شیخ محمود اب زندہ اور انکی ملکیت برقاوض میں اب بھی اکتیس گانوں میں اس خاندان کی ملکیت موجود ہے اور ہزاروں لوگ مرید ہیں **سیت پور** بھیاں ضلع ڈیرہ غازیخان کے متعلق ہے اس گانوں میں ایک خاندان بھیاں بھی سوارش اعلیٰ اس خاندان کا سہی سلطان طیب

چھ سو چالیس برس کے سندھ سے اس علاقہ میں اگر علاقہ ہند میں سکونت پذیر ہوا اور ملتان میں جا کر غوا
 بھاؤ الحق لسانی کا مرید ہوا اور تکمیل پائی اور ولی صاحب کراست مشہور ہوا قوم گورچانی اور سکے مرید
 ہو گئے سلطان طیب کا بیٹا سلطان یوسف اور سکابٹا سلطان طیب ثانی اور سکابٹا دوست محمد اور سکابٹا
 بنام علی ہوا اور سکے بھگوانو آباد کیا اور سکونت یہاں اختیار کی اور سکابٹا دوست محمد ثانی اور سکابٹا
 علی ثانی اور سکابٹا عاقل محمد موجود و زندہ ہے روضہ سلطان طیب کا تختہ بنام موجود ہے اور عاقل محمد
 جانشین حال صاحب غرت و ابرو و کرہی نشین ہے ملکیت اسکی چند دیہات میں ہے **لوہو** و **ڈیرہ بھٹی**
 کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنے کنارے دریائے سندھ ملتان سے نوے میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے
 اس کے پاس کے جنگل میں ایک دریائی جانور رہتا ہے جسکو لوہو کہتے ہیں اس کے بدن پر شرمبھت ہوتی ہے
 نہایت نرم و ملائم لوگ اسکو مار کر اس کے چمڑے کی پوشین بناتے ہیں رنگت اسکی خاکی اور گرم بھت
 ہوتی ہے ایک کہاں کے دور و پیہ قیمت ہوتی ہے **سنگر** ایک مشہور و معروف قصبہ شامل ضلع
 ڈیرہ غازیخان کے تحصیل کا مقام ہے اس کے علاقہ میں بمقام سنگر و ٹیکہ چھری تحصیل کی ہوتی ہے اصل میں
 سنگر ایک بھارتی ناکہ کا نام ہے جس کے نام سے یہ علاقہ موسوم ہے اور اس کے پانی سے بھیکل علاقہ سیرا
 ہوتا ہے چابی زمین اس میں بھت کم ہے گیہوں جو ارکی پیدا ہوتی ہو گھوڑا اس علاقہ کا خوبصورت اور
 عمدہ ہوتا ہے **لاہور** ڈیرہ جات میں ہے ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہنے کنارے سو دس میل
 اور ملتان سے پچاس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **مہمالی** قسمت ڈیرہ جات میں ہے ایک
 قصبہ دریائے سندھ کے دہنے کنارے سی چالیس میل اور اکیسواڑتیس میل ملتان سے آباد ہے **عمر کوٹ**
 قسمت ڈیرہ جات میں ڈہنے کنارے دریائے سندھ سے اویس میل کوٹ مٹھن سے جنوب مغرب کے سمت کو آباد
 ہے **لوہو** قسمت ڈیرہ جات میں ہے ایک قصبہ دہنے کنارے دریائے سندھ کے ملتان سے اٹھارہ
 میل شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **ویرہ استماعیل خان** یہ شہر پنجاب کے علاقہ واسن کوہ
 کے متعلق بھت مشہور و ضلع قسمت کا صدر مکان ہے آبادی اسکی نہوں سے جنوب اور ڈیرہ غازیخان
 سے شمال لاہور سے دوسو سو میل سچم کھیرن دریائے سندھ کے دہنے کنارے کے اوپر واقع ہے حدود واقعہ
 اس کے ضلع کے بھہ میں مغرب کو سلسلہ کوہ سلیمان مشرق ضلع جہنگ و شاہ پور شمال حدود ضلع نہوں جنوب و
 ضلع ڈیرہ غازیخان و موضع موچنگی اس ضلع کے اندر دریائے سندھ کے مغربی حصہ میں شیمان اور قریبی
 حصہ میں بلوچ و جاٹ و افغان وغیرہ آباد ہیں شہر میں مردم شماری اس ضلع کی تین لاکھ چھیالیس ہزار
 بائیس شمار ہیں آبی اور سالانہ آمدنی چار لاکھ تیس ہزار روپیہ ہے کل سطح اس ضلع کا نو ہزار اکیسویں سو

مربع ہے اور ضلع میں فی میل مربع میں آدھی لکھتے ہیں تاہم قدیم مختصر میں ضلع کی جگہ پر لکھا ہے
 ملک میں اجمل اور بل و دیہاتی حکومت کرتے تھے پکا قلعہ اور کٹا دریا سے سندھ کے درمیان رہی یہ بلوٹ
 متصل مشہور ہے کہ اب بھی اور سکی تعمیر کے نشان موجود ہیں جب مسلمانوں نے غلبہ پایا اور گڑھی کو لگی
 تو مجبوراً انھوں نے یہ ملک چھوڑ دیا کتنی ہیں کہ یہ انابلوٹ راجہ بل کا آباد کیا ہوا تھا بلوچوں کے ملک کے
 طرف سے بلوچوں نے غلبہ پا کر اپنے قبضہ میں کر لیا اور یہی اسماعیل خان ہوئے جس کے نام سے دیرہ اسماعیل خان
 مشہور ہے بسرکہ دگی اپنی قوم کے دیرہ غازی خان کی طرف سے اگر تمام سر جو بارہ کوں شہر دیرہ اسماعیل خان
 سے جنوب کو ہی سکونت اختیار کی اور تمام علاقہ میں اپنا تسلط چالایا اور موقع دلیندہ دیکھ کر بارہ سر جو باسیوں
 ۱۷۱۹ء کو ہنگو گیا اکیس سال کے عرصہ تک شہر کے بنیاد رکھی اکبر بادشاہ کی سلطنت کے شروع تک دس شہر
 آدھائی ہزار گھر آباد ہوئے تھے اور شہری شہری جو میان قلعہ و باغات بلوچوں کے ہیں ان کے مختصر میں
 میں دریا سے سندھ کے شہر کی طرف رخ کیا اور پانچ برس کے عرصہ میں وہ بارہ ونق دار شہر بالکل برباد
 و دربار و ہو گیا اکیس سال کے عرصہ تک شہر کے رہنے والے گروہ نواح کے آبادوں میں شہر رہتا تھا
 اس شہر کی جو اب جو ہے آبادی شروع ہوئی اور اسماعیل خان ہوت اس شہر کے بانی کی اولاد پانچ
 عیمان حکومت کرتی رہی تھیں آخری رئیس نصرت خان احمد شاہ درانی کے حکم سے کابل میں قید ہوا جو کہ
 اسے بخلاف آبا و اجداد اپنے کے اطاعت شاہ کابل کی چھوڑ دی اور خراج دینا موقوف کر دیا تو باد
 نے اس کو عواطف خسروانہ کا امیر و ارکس کے اپنی پاس لایا اور لکھا کہ ہم کو علاقہ ملتان غیرہ ملک سندھ
 کی حکومت سپرد کرنا چاہتی ہیں اس بات پر وہ خوش ہو کر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا بادشاہ نے سنن
 کا خراج اس سے طلب کیا وہ نہ سے سکا اور چند سال قید میں رہا اور سکی مغرولی کے بعد عبدالرحیم نامی حاکم
 اس علاقہ میں کابل سے مقرر ہو کر آیا پھر شاہ بن احمد شاہ درانی کی اخیر حکومت تک وہ فرمان فرما رہا جب
 شاہ زمان بادشاہ کا وقت آیا تو نواب محمد خان سدوزی بھادریل میراوار خان خطاب باکر حاکم اس علاقہ کا
 قرار پایا پھر شخص منجملہ جاگیرداران خطہ ملتان نواب مظفر خان کاناٹ تھا و زمر رجسٹر اللہ خان عرفہ و داد خان
 کی سعی سے جبکا پھر رشتہ دار تھا بادشاہ نے پھر علاقہ اس کی حکومت میں دیا جب شاہزادہ ہالون شہزادہ
 شاہ زمان کا مستعد شورش و فساد ہو کر بدعوی سلطنت چند لڑائیاں شاہ زمان کے ساتھ لڑا اور شکست
 اس ملک میں آیا تو نواب محمد خان نے شاہزادہ ہالون کو سہارے عیال و اطفال قید کر کے کابل کو روانہ
 کر دیا اس خدمت کو عوض میں پھر تمام علاقہ اس کو دیا گیا جو ضلع کابل کے نواح میں تھا
 کے نام حسب رخنہ است محمد خان دربار شاہی سے مل گیا جب کابل کی سلطنت میں کمال مستحکم گئی تو نواب

قمرخان نے بھی معاملہ دنیا چھوڑ دیا کیونکہ رنجیت سنگھ نے الی الی اور کی بار بار حملوں سے اس کو کمال فتنہ تھی اور فوج بھی اوسے
 کافی کمی ہوئی تھی اوسے اپنے ارد گرد کے چند بار بعضہ شاہ کابل عریضے لکھو اور اپنی حالت کا اظہار کیا مگر کچھ بندہ دست نہوا
 آخر اوسے ایک تم روپیہ کی بحضور شاہ کابل پیش کر کے یہ عہدہ نواب شیر محمد خان عرف شاہنواز خان اپنے نواسہ کی نام منتقل کر دیا
 اور خود سنگھ ہجری میں مر گیا چونکہ اوس وقت نواب شیر محمد خان خرد سال تھا منتظم امور ریاست کا حافظ احمد خان شیر محمد خان
 کا باپ نواب قمرخان کا داماد قرار پایا اوس وقت ۱۱۳۳ھ ہجری میں شاہ کابل نے کابل سے حکم کر کے علاقہ ٹانک سے ساٹھ ہزار روپیہ
 وصول کیا علاقہ کراچی و درائن و جو دھوان واقع دالان کوہ کہ نواب قمرخان نے ہزار شیشہ فوج کیا تھا نواب حسین لیا
 فوج شاہی کی واپسی کے بعد رنجیت سنگھ نے لاہور سے آکر نواب سے چار لاکھ روپیہ نقد وصول کیا اس طرح میں
 ملک تباہ ہو گیا ریاست زیر بار و زبرد ہو گئی ۱۱۳۵ھ میں رنجیت سنگھ نے کچھ فوج کشی کر کے قلعہ سنگرہ کا فتح کر لیا مگر علاقہ ڈیرہ
 اسماعیل خان کا نواب کو واگزار رکھا دس مہاشیر اور پانچ اس سپاہ لائے نذرانہ نواب شیر محمد خان مقصد رہا ہوا اوس وقت میں
 متعلقہ ڈیرہ اسماعیل خان کا نواب کو پاس رکھا تھا اوس میں سے بھی پندرہ ہزار روپیہ لائے رنجیت سنگھ کو خراج دینا
 معین ہوا تھا انہیں ایام میں شہر ڈیرہ اسماعیل خان کہ نہایت بختہ شہر بنا ہوا تھا دریائے سندھ کی گریباہان تک کہ
 ایک مکان بھی غرقابی سے نہ بچا نواب حافظ احمد خان و شیر محمد خان نے بمقام پورانی کہ متصل ڈیرہ کوٹ سے
 نئی آبادی خام کی بنیاد الی ابھی شہر اچھی طرح آباد نہیں ہوا تھا کہ ۱۱۳۷ھ ہجری میں حافظ احمد خان مر گیا اور
 شیر محمد خان صاحب اختیار ہوا اس کے وقت رنجیت سنگھ نے عہدہ سابق کے بظلاف بجای پندرہ ہزار روپیہ کے
 بیچ اس ہزار روپیہ سالانہ خراج نواب پر مقرر کیا اور پیش تہ اور دس گھوڑے نذرانہ معین کئے اس سے ملک تباہ
 و سپاہ تنگ ناچار ہو گئے اور نواب مرآت کی بیماری میں گرفتار ہو گیا جب سپاہ ہو کہہ کی غلاب سے مرنے لگی تو مقابلہ
 و مجاہدہ پر متعہ ہو گئے ایدہر یہ حال گذر رہا تھا او دہر سے کنور نو خال سنگھ ہمارا راجہ رنجیت سنگھ کا پوتا فوج لیکر
 ڈیرہ اسماعیل خان پر چڑھ آیا اور بابت علاقہ ہنود و لورت کے ایک لاکھ روپیہ نقد اور پچیس اس
 گھوڑے طلب کئے نواب نے جواب دیا کہ تم تمام علاقہ کے لو سپاہ کی تنخواہ دی دو اور میرے واسطے گزارہ مقرر کرو و خواجہ
 تمام ایک سو کئی تصرف ہو گیا اور ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر نواب کے واسطے مقرر ہوئی بعد ازاں اس بات کے
 نواب ہمارا راجہ رنجیت سنگھ کے خدمت میں بمقام لاہور حاضر ہوا ہمارا راجہ نے منجملہ ایک لاکھ روپیہ جاگیر کے ساٹھ ہزار
 روپیہ سالانہ جاگیر نواب کے لیے منظور کی اور علاقہ جات کمری و بہر و جو دھوان نواب کے نام و واگزار بہتے اور
 چاہے ہزار روپیہ نقد بابت جاگیر قبیلہ ملتان معرفت دیوان سوان مل کے نواب کو لکھا تھو نیز ہوا نواب نے اپنی بیٹی سرفراز خان کو
 اسباب بیماری کی و روپیہ کیا آخر عہدہ کی یہ علاقہ لاہور کی ریاست کے تحت رہا ۱۱۴۹ھ میں بھنگلی ریاست لاہور کے سین بھی
 ملتان میں سرکار انگریزی ہو گیا ۱۱۶۱ھ عیسوی میں دربار سندھ نے پھر شہر کی آبادی کی طرف توجہ کی مگر سرکار انگریزی

جو بھت سار دیر میں کر کر بند باندھا اور شہر کو قحطی کے حد تک محفوظ رکھا اس ضلع کا کل مسلم و وحید میں تقسیم کیا گیا
 دریائے سندھ کے مشرق کی طرف دو قسم کی زمین بریگی یعنی قحطی ہو اول قحطی بارانی دوسری چھلک و بھگت میں
 سیرادو جو دریا کو طیفانی سے سیراب ہو اس حصہ میں دریا خان دھکرو لیکو کوٹ سلطان جو بارہ نوان کوٹ قلعہ کٹر
 واقع ہیں چنگاؤ گردو آب بند ساگر کے بتیوں کے ذکر میں آچکا ہے دوسرا حصہ جو دریائے سندھ کو مغرب کے سمت کو براسا لگا
 دامان یا دامن گوہ کہتی ہیں اس میں سیلاب اور بارش کے پانی سے زراعت ہوتی ہے گندم باجرہ کھجور
 پو یا جاتا ہے خرلوزہ اسمک کا بھت لذیذ شیریں و خوشبو مشہور ہے اس حصہ میں تین پرگنہ ڈیرہ سہاگلہ
 دکلاچی دٹانک اور ایک ناک کو ہی الموسوم کوئی کا سیلاب تحصیل کلاچی کی زمین کو بھت فائدہ دیتا ہے
 اور دمان ہی کے جو پانی آدمی وہ فاصلہ ڈیرہ اسماعیل خان کے پرگنہ میں کام آتا ہے اور تحصیل ٹانک کا علاقہ
 ردو درہ زائم وغیرہ بھاڑی نالوں سے سیراب ہوتا ہے اور ردو دلو اڑہ بھی اس علاقہ میں فائدہ بخش
 ہے دامن کے علاقہ میں کنواں نہیں ہوتا اگر کوہ داجا سے تو پانی تلخ نکلتا ہے گرمی اور اساک باران
 میں باشندہ بھیان کے پانی کی سخت تکلیف اٹھاتے ہیں بلکہ اکثر مسافر جو پانی کے موقوفوں سے ناواقف ہوں
 ہیں گرمی کے موسم میں مارے سے پیاسے مر جاتے ہیں اور جہاں جہاں پانی کم ہوتا ہے وہاں کے باشندے
 اپنے بستیاں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ خاص شہر کی آبادی اگر چہ عام ہے مگر بھارت و دق کا مقام ہے
 کارخانہ تجارت کا عام ہے لوہائی سوداگر بھت مال بھیان سے لاد کر وسط ایشیا کو لے جاتے ہیں بھت
 سے قسم کے اجناس کی سوداگری بھیان دریائے سندھ کے ذریعے سے ہوتی ہے نہک بھی کالا ہاتھ
 بھیان بھت اگر فروخت ہوتا ہے شہر کی گروہ نواح بھارت آباد دوسرے شہر طرح طرح کے درخت دبانہ
 موجود ہیں بھت سی عمارتیں تختہ و کوٹھیاں و بارکھن تعمیر ہو گئی ہیں در برب اسکی کہ ضلع اور کشمیری کے
 دونوں بھریان بھیان ہوتی ہیں آبادی اسکی دن بدن بڑھتی رہے مہتر حضرت لال جین پیر شہر کے
 باہر شرق کے طرف موجود ہے یہ حضرت بھی انی وقت میں ایک ولی کامل تھو و گزدریائے سندھ کے
 بفاصلہ تین تین میل بھیان مشہور ہیں جن میں سے ایک گزدری گزدر بھارت ہے اس ضلع میں تحصیل کلاچی اور
 ڈیرہ اسماعیل خان کے جانب شرق دریائے سندھ جاری ہے جانب شمال کوستان ہی دوسرے بھی چند دیہات
 واقع ہیں درگمہ علاقہ آباد دامان کوہ میں واقع ہے جنوب کی طرف کوستان محض ہر صاف زمین ہی اور جانب
 غرب اٹھارہ کوہیں تک آبادی ہے کلاچی سے تین کوہ کے فاصلہ پر بھاڑی سرنگا لکھڑا ہے جو خراسان اور
 ہند میں جد فاصلہ ہے اس بھاڑی میں متفرق قومیں شیرانی دنا صر دیو سی قحطی وغیرہ رہتی ہیں خود اس کو
 کے رعایا کو سخت اذیت پہنچاتے رہتی ہیں تحصیل فاصلہ ڈیرہ اسماعیل خان میں قوم کراڑ و بھیان کھتر

چڑھ جاتے ہیں کوئی قافلہ شاذ و نادر ہوتا ہوگا جو اون غار نگروں کے ہاتھ سے سلامت کھانچی تک پہنچتا
 ہوگا اس درہ میں ہمیشہ خونریزی و غارتگری ہوتی رہتی ہے دوسری اس علاقہ میں ایک اور بھاری درہ
 ہے جسکو درہ سپرو کہتے ہیں جسکے راستے سے بظرف لکی مورت و بنو دھسی غلہ آمد و رفت ہوتی ہے پختانہ دار
 اور پولیس کے سپاہی اس درہ کی حفاظت پر مامور ہیں اسکا پانی بھی لیتا ہے کہ درہ کے اندر بقدر ایک
 گھمادن کے زمین پر اسکو جہان سے ایک بالشت بھر کر دین تو پانی نکل آتا ہے **بلوٹ** ضلع ڈیرہ
 اسماعیل خان میں یہ ضلع و قصبہ دریا سندھ کے مغربی علاقہ میں آباد ہے یہ ضلع راجہ بل کے نام سے جو زمانہ
 قدیم میں مالک اور حاکم اسکا تھا منسوب ہے مگر وہ اگلی آبادی یہ نہیں ہے پہلی آبادی ویران ہو چکی ہے جسکے
 کھنڈرات موجود ہیں اور قصبہ موجود ہے حال کو پہلی آبادی یہ نہیں ہے پہلی آبادی کی ویرانی کے بعد
 زمینداروں کے آباد کیا مگر نام وہی بھلا قائم رکھا علاقہ اسکا دریا سندھ کے کنارے بھت زرخیز و سیراب
 زمین ہے پیدائش غلہ کی بھت ہوتی ہے **بھٹار** ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق یہ ایک
 مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بھت بار و نفع و خوشنما تجارت غلہ کی کثرت ہوتی
 ہے پھل زمانہ میں بھٹان کے رہنے والوں میں سے ہے اچھے عالم و خواندہ و معزز لوگ تھے مگر اب ہوشیاری
 رہا اور زمینداری پر گزارہ ہے علم سے کنارہ ہے **گڈھی** ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
 کے علاقہ میں ٹبریں قصبوں میں شمار ہوتا ہے بلوچ و افغان و غیرہ متفرق قومیں اس میں رہتی ہیں بازار
 آباد ہے رعایا و لشاد ہی بھری و سیلابی زمین میں پیدائش غلہ کی بھت ہوتی ہے **ٹانک** ضلع ڈیرہ
 کے ضلع کے متعلق یہ قصبہ بھت آباد ہے نام اسکا درود و ٹانک مشہور ہے کھری تحصیل کی اس مقام پر ہوتی
 ہے اس کے پرگنہ میں ٹبریں آبادی کوئی بھین چوٹے چوٹے گانو بھت ہیں مگر خاض شہر ٹانک بھت آباد اور
 ٹبریں بستی ہے بھٹان کا جاگیردار ایک معزز سردار اسمین رہتا ہے اس سے اپنے رہنے کے واسطے اچھے اچھے مکان
 اور باغ بنوائے ہوئے ہیں اس مقام پر کچھ سرکاری فوج بھی رہتی ہے تجارت بھی قسم قسم کے اجناس کی ہوتی ہے
 مسعود و وزیر کے علاقہ سے لوٹا اگر بھت کہتا ہے بوری بھت شہر بھٹان بنا یا جاتا ہے جسکی خرید و فروخت کثرت
 کے ساتھ ہے ٹانک کے علاقے میں بھی کنواں بھین کہو داجا علاقہ اسکا درہ زام کی ندی سے بہکے شورہ بھی
 کہتے ہیں حیران ہوتا ہے مسلمان رعایا بھٹان تمام ہی مندرہ برای نام ہے **چوہو** ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
 ڈیرہ اسماعیل خان میں یہ ایک قصبہ و تیس سلی جنوب مغرب ڈیرہ اسماعیل خان اور چوہو میں شہر ہے
 شمال مغرب کو آباد ہے ڈیرہ کے قصبوں میں یہ بھی ایک نامی گرامی مسعود و مشہور قصبہ ہے آبادی
 اسکی خوشنما اور اچھا بازار ہے تجارت کا گرم بازار ہے قوم افغان و بلوچ اسمین بھت رہتی ہے۔

ڈیرہ فتح خان دامن کوہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق بھی ایک قصبہ دریائے سندھ کی ایک شاخ کے اوپر آباد ہے اور وہ شاخ بھی ٹپے دریائے چندان دو بھین ہے بانی اس قصبہ کا فتح خان پیر تھا جسے آباد کر کے اسکو اپنے نام سے موسوم کیا زمیندار بھان کے اسودہ مال علاقہ زرخیز و مال مال ہے روئی انیون ٹیکہ کی بھت میں اس کی غلہ کی پیداواری کا کچھ حد و حساب نہیں ہے **گور انک** دامن کوہ ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق بھی ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہن کناری اور بفاصلہ چوتھری میل بلتان سے شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **کاھری** قسمت دامن میں بھی ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہن کنارے شاہ گزر کے متصل اوس شرک پر جو ہندوستان سے افغانستان کو براہ ڈیرہ پشاور گلیری درہ کو جاتی ہے آباد ہے اس مقام پر دریائے سندھ کے موسم میں ایک ہزار دس گز تک پورا ہوتا ہے اور بھار کے موسم میں اوس سے دو چندان ہو جاتا ہے زمین میں قصبہ کی بھت زرخیز و سیراب ہے اور دریائے ہنیانی سے اوسکو بھت فائدہ پہونچتا ہے **لونی** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے علاقہ میں ہے ایک قصبہ اوس شرک پر جو غزنی سے ڈیرہ اسماعیل خان کو آتی ہے دریائے کوہ سیلا کی ایک شاخ پرگیا ہے **ماج گڑھ** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات میں بھی قصبہ اوس شرک پر جو ڈیرہ اسماعیل خان سے غزنی کو جاتی ہے اور درہ گلیری اوس کے درمیان ہے کوہ سیلان کے مین بنیاد کے اندر ڈیرہ پشاور سے بفاصلہ اونٹیں سیل آباد ہے اس علاقہ کی زمین بگی اور پانی بھت نزدیک ہے جس مقام سے ایک شاخ زمین کو دین پانی نکل آتا ہے **میری** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق بھی ایک قصبہ دہن کنارے دریائے سندھ سے اڑتائیں سیل اور بلتان سے ایک سو سیل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **چمن سیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق بھی ایک قصبہ دریائے سندھ سے مغرب کے طرف میں سیل اور بلتان سے ایک سو گیارہ سیل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **عمر خیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق بھی ایک قصبہ دہن طرف دریائے سندھ کے اور بلتا در سے جنوب مغرب کے سمت کو بفاصلہ ایک سو چودہ سیل آباد ہے **راجل** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق بھی ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہن کنارے سے اڑتائیں سیل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **خضر خیل** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات کے متعلق بھی ایک قصبہ دہن کنارے دریائے سندھ سے اڑتائیں سیل جنوب مغرب کو چو میں سیل آباد ہے **مٹکو** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق بھی ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہن کنارے سے اڑتائیں سیل جنوب مغرب سے مغرب آباد ہے ضلع **مٹون** سرکار انگریزی کے ابتدائی عملدار نے مین بھی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ماتحت ایک پرگنہ تھا **شاہ** مین ضلع لہوٹ کر ضلع مٹون ڈیرہ اسماعیل خان کے گمشدہ کے تھے

مقرر ہوا اور چار تحصیلیں ایک حد بنون دوسرے لکی مروت تیسری عیسی خیل چوتھی میان والی اس ضلع
 کے ماتحت قرار پائیں اس ضلع کے مغرب میں کوہ دزیری جو انگریزی سلطنت کے حد سے باہر ہے مشرق میں حد
 ضلع شاہپور و علاقہ ٹھٹہ ٹوانہ و ضلع ہلم تحصیل نگہ گنگ شمال میں مغربی حد سے لیکر دریائے سندھ کے کنارے تک
 کنارے تک علاقہ کوہ ٹنگان متعلق ضلع کوٹاٹ اور بائیں کنارے سندھ کے علاقہ مکہ و ضلع راولپنڈی واقع
 ہے جنوب کے طرف حد واسکے ڈیرہ ہما خیل خان کے ضلع کے حد و دسے ملتی ہیں طول اس کا نوے میل اور عرض
 شمال و جنوباً تین سو چالیس میل اور کل سطح میں ہزار چھ سو گیارہ میل مربع ہے و لاگتہ چھ سو تیس ہزار
 دو سو اٹھادین دہائی ہیں آباد ہیں اور فی سال منسوبہ آدمی کی آبادی کل ضلع کی سحاب و وسط شمار میں آتی ہے
 اس ضلع کا بڑا حصہ زمینیں پرگنہ بنون و لکی مروت و عیسی خیل واقع ہیں دریائے سندھ کے مغرب کی طرف
 چھاروں سے گھرا ہوا ہے خصوصاً درہ ٹنگ جو عیسی خیل اور لکی مروت کے حد پر روڈ گرم کے راستے
 کے نزدیک دیوان ہرا پاکوستان ہے اوچکھہ سلسلہ کوہ ٹنگان و کوہ شیم بدین کے ملحق ہو جانے سے بنون
 اور مروت کا پرگنہ چھاروں کے حلقے میں بطور دون اور سبھی جگہ سے مدور میدان معلوم ہوتا ہے دوسرا
 چوتھا حصہ دریائے سندھ سے جانب شرق واقع ہے جو بھلے ضلع لہ کے متعلق تھا اور زمینیں پرگنہ میانوالی کے
 شمال میں پرگنہ بنون میں بسیر الی روڈ گرم کے سب سے اعلیٰ قسم کی پیداوار ہوتی ہے گھاس کی افراط ہے اور
 ایک قسم کی گھاس شفا لانا نام بھان مشہور ہے جسکے کھانے سے بولشی و گھوڑا جلد تر فریہ و تیار ہو جاتا ہے اور
 اوسکو ایک نفعہ بزرگ چار مرتبہ کاٹتے ہیں بیج اوسکا رائی کے دانے کے برابر ہوتا ہے لکی مروت کی سرکاری
 و جنوبی حصے اور پرگنہ بنون میں تھل و زیران احمد زئی کی ریگستانی زمین نامہوار ہے جہاں چنے اور گہوں
 کی زراعت افراط سے ہوتی ہے اس خطہ کی ریگساگرہ گرمی کے موسم میں دن کو گرم ہو جاتی ہے گریات کو
 کھات سرد ہو جاتا ہے پرگنہ عیسی خیل دریائے سندھ کے دہری کنارے پر ہے زمین اس ضلع کی سوا ہی پرگنہ
 بنون و مروت و میانوالی کے ریگستانی زمینیں جو بدین بارش کے منجھتہ زراعت نہیں دیتی کل آباد و زمین
 ہے آج اس ضلع کی مختلف مقامات میں مختلف ہی اور وجہ تسمیہ اس ملک کی بنون کے نام سے بھی ہو کہ اسلام
 سے پہلے اس جگہ ایک جہ سترام نام راج کرتا تھا اوسکی دختر کا نام بنون تھا اوسکی نام سے بھی ملک بنون
 مشہور ہوا سو اسی اسکے ایک بڑی وجہ قوی بھی ہے کہ جب بنومی قوم کوہ سوال سے آکر اس علاقہ میں بسنے
 پڑے بنومی تو بھی ملک بنون کہلا یا پہلے زمانہ میں میان ہند و قوم بدنی رہتی تھی اور شہر سترام حکمران تھا
 بدلتی ہیں اور کھادارہ ریاست تھا سلطان محمود غزنوی کی فوج جو ایک مرتبہ اس طرف سے گذری تو اونکو یہاں
 بسبب مخالفت مذہبی کے قوم بدنی کا مقابلہ ہو گیا شاہی فوج نے اون پر غالب کر بہت سے قتل کئے اور باقیان کو

ملک شہزادہ یا شہر شہرام عرفان گر چھی علاقہ خاک کے برابر کیا بعد ازاں مدت مدید تک یہ علاقہ دیران و جنگل
 پڑا رہا پھر سلطان شہنشاہ بن غوری کے وقت قوم منی و جنگل بھارت سے اتر کر بھان آباد ہوئی اور کئی آباد
 کو جب پڑھو برک عرصہ گزر گیا تو شاہ محمد روحانی کے دست قوم غوری کو و شمال سے آکر بھان سکونت نہ
 ہوئی اور قوم منی و جنگل نے یہ علاقہ چھوڑ کر چلی گئی شاہ محمد روحانی پھر دہلی شاہ رکن عالم قریشی تھے
 نمبر خواجہ محمد والدین ملتان کے خلیفہ آدمی تھا سیدہ و صاحب مال قال تھی جنگی اولاد سوا بس علاقہ
 میں سیات گانو آباد ہیں و رہنما رون آدمی اور مریہ ہیں ^{۱۳۵۰} ہجری میں شاہزادہ بھادشاہ اورنگ
 عالمگیر کے بیٹے جو کابل کا ناظم تھا اس ملک فتح کر کر اصالت خان کہلے ہوئے دار سنا یا مگر قوم غوری نے اس کو
 نکال دیا پھر ^{۱۳۵۰} ہجری میں خود شاہزادہ بھان آباد اور کچھ ہندوستان کے علاقہ عرض ناور شاہ کے وقت
 ملک و شاہی نظام اس ملک میں ہوئی مہا یا جب شاہزادہ آتا تو اس نے پھر شور مچایا کہ آتے ہی میں گانو علاقہ
 اور قتل عام شروع کر دی ہوا سطر سب متروک کر کے اور اطاعت قبول کی احمد شاہ و شہر شاہ و فتح خان کے وقت
 بھی یہ حال تھا اگر کوئی امیر فوج لیکر آتا تو معاملہ وصول کر کے لے گیا ورنہ خیر حافظ احمد خان نو اسٹیکر کے
 بھی ایک دفعہ فوج اپنی سرکردگی دیوان نامک نام کے اور نامور کی اول تو کچھ علاقہ اور سبکدست میں گیا
 پھر جب جبل بنوں کے طرف تہذیب تو مقابلہ میں شکست کھائی ^{۱۳۵۰} ہجری میں رنجیت سنگھ سکھ فوج لیکر ادھر آیا
 اور بلا مقابلہ و مجاہدہ کل ملک لے لیا لیکن نظام صبا کہ چاہتے ہوئے پاپائے وریے ناظم بھان آتے رہے اور
 جو کچھ حقد ر علاقہ وصول کر کے لے جاتے تھے اور رہا یا کچھ بے طمع اور کچھ باغی رہتے و لیکن نگہ کے وقت جرنیل کو شہ
 و اڈور و صاحب حکم زبڈنٹ لاہور اس ملک کے نظام کو سطر مامور ہوئی اور بنوں کے کچھ صورت نظام کی
 سید اکی ^{۱۳۵۰} ہجری میں بھان ملک انگریزی قبضہ میں آ گیا اب ایسا نظام ہوا کہ صد سال سے کبھی نہیں ہوا تھا
 اس ضلع کے رہنما اے افغان بکثرت اور شیو و بھائی بولتی ہیں سوانی اور کنگ اور قومین سید و قریشی و جٹ
 وغیرہ بھت کم ہی مند و بھی بعض بعض شیو و بھائی آباد ہیں بلکہ تجارت کا کام مند و پرچہ قوم کرتی ہے اور
 افغان اس عہدہ کام کا کرنا عار سمجھتی ہیں **حصہ دلیپ گدہ یا بنوں** یہ حصہ شہر ضلع بنوں کا
 حصہ مقام ہے آبادی اسکی کچھ پرانی نہیں ہے دوسری جنوری شہزادہ کو اڈور و صاحب ناظم بنوں نے
 حکم زبڈنٹ لاہور اسکی آبادی کی بنیاد ڈالی اور نام اسکا دلیپ سنگھ کے نام پر دلیپ نگر رکھا
 مگر اب یہ نام مشہور نہیں ہے عام قلعہ کو قلعہ اور شہر کو بارہ کہتے ہیں اس قلعہ اور شہر کی تعمیر کے بعد
 بنوں میں جو تین سو قلعہ مشہور تھے سب منہدم کر دی گئی اس آبادی اسکی روز بروز ترقی رہی یا دار عہدہ
 طبرقہ شہر مالدار و گاندہ اید و کانین کرتی ہیں انگریزوں کی کو شہان بھت بھت اچھو بنہ بنوں کے

و منور صاحب کے وقت میں جنوب کی طرف آبادی شہر کی بڑھائی گئی فی الحال ایک ہزار دو سو چوبیس آدمی
اس میں آباد ہیں جن میں سے نو سو دس ہندو اور تین سو سولہ مسلمان ہیں کل خانہ شماری اس شہر کی ایک ہزار
چوبیس ہے اور ان میں سے پانچ سو پینتیس گھراور پانچ سو اکیس دکانیں ہیں چاروں طرف شہر کی گلیاں گیارہ فٹ اونچی
دیوار سے گھر بہت مضبوط و استوار ہے پانچ دروازے شہر کے اوپر پختہ بنائے گئے ہیں اور ایک ہی پختہ
عالی شان غلام محمد خان تحصیلدار کی ہوائی ہوئی یہاں موجود ہے جسکی تعمیر نو ہزار روپیہ پانی کا خرچ
ہوا تھا اگر دھواں شہر کا سیلاب و سایہ دار ہے سبزہ کی بہار ہے شہر کے دو طرفہ طرح طرح کے درخت شمشام
و توت وغیرہ لگائے گئے ہیں اور انب انار آڑو انجیر خوش ذائقہ و لذت دہندہ پیدا ہوتے ہیں
قلعہ دلیپ گڑھ یہ قلعہ شہر دلیپ گڑھ کے پاس بنا ہوا ہے اٹھارہ سو بیس باہر دس سو بیس سالہ عرصہ کو
مستور اور صاحب ناظم بنوں نے بحکم رزیدنٹ بہادر لاہور و دکن گورنمنٹ سے جنوب کی طرف تھوڑا سا حصہ پر
اور نالہ جنگوٹ سے بفاصلہ پونا سیل اس قلعہ کی بنیاد رکھی اور دہرائیانا جو تین سو اسی چھ سو اندر کا قلعہ
ایک سو گز چوبیس اور دیوار میں بیس فٹ بلند اور نو فٹ چوڑی ہے اور باہر کی قلعہ کی دیوار اندر کی دیوار سے اسی گز
دو سو بیس فٹ بلند چھ فٹ چوڑی ہے اور اسکی باہر تیس فٹ عمیق خندق کھودی گئی ہے اس موقع پر کہ غلام محمد خان
وہ خندق پانی سے بھر دیا جس سے اور بعد تیار می کے دلیپ سنگھ کے نام پر نام اسکا دلیپ گڑھ رکھا
اب قلعہ کا درجہ اندرونی گڑھ کا درجہ بحال رکھا گیا ہے یہ قلعہ اگرچہ خام ہے مگر سبب اس کے کہ بنوں
کی زمین کی مٹی بہت پختہ ہے عمارت اسکی ایسی مضبوط ہے کہ بدو قلعہ شکن توپوں اور محاصرہ مدت میں
کے دشمن اس پر فتح پانہن ہو سکتا عیسائی خیل دامن کوہ ضلع بنوں کے متعلق دریا سندھ کے
ایک مغربی طرف کی شاخ کے کنارے قلعان سے بفاصلہ ایک سو ستتر میل یہ ایک قصبہ آباد ہے اسکو عام لوگ
ترہ بھی کہتے ہیں بانی اسکا احمد خان زکو خیل ہے جسکی آبادی سو چھ سو ہے بکرا جیتی میں جسکو چالیس سو
گڈری ہیں آباد کیا ہندو قلعہ کی دیوار میں بہت رہتے ہیں کشتیوں پر لاؤ گڈریا کے راستے غلہ سکھر وغیرہ کو
لیجاتی ہیں و بسبب اسکی کہ آبادی اسکی نشیب میں واقع ہے یہاں کے موسم میں پانی کی کثرت ہوتی ہے کل قصبہ
کی عمارت میں انفرار خان عیسائی خیل کا مکان قابل دید ہے قصبہ گڑھ کا مقام ہے اور کھری خیل کی یہاں ہوتی ہے
کل بیس گھرانو اسکی مگر یہ عیسائی خیل کا تعلق کہلاتا ہے اس میں چار ہزار نو سو چوبیس گھراور پینتیس ہزار چار سو ننانوین
روپیہ آمدنی ہے قوم افغان زکو خیل باجی خیل و بند خیل نظام خیل و لعل بیگ زنگی خیل و پچی خیل و کلو و پیر خیل
و ملا خیل اس علاقہ میں ہیں ضلع بنوں میں گرنہ عیسائی خیل اگرچہ چھوٹا ہے مگر اس میں قوم عیسائی خیل و سلطان خیل و شہرنگ
و خوشانی شاخا میازی و بودی آباد ہیں ان کے بڑوں میں سے عیسائی خان نیازی اسکی اولاد قوم عیسائی خیل

مشہور ہے شیر شاہ بادشاہ دہلی کے پاس نوکر ہو کر امارت کے درجہ پر پہنچا اور بہت خان اعظم ہمایوں کا
 خطاب پا کر پنجاب کا صوبہ دار بنا جب شیر شاہ مر گیا تو اسلام شاہ اور اسکی مخالفت ہو گئی اور فوج شاہی
 اوسکا مقام اٹالہ لڑائی ہوئی آخر شکست کھائی اور پھر بھی تباہی اور بے گناہی بحال رہے ہنسے بھاگ کر
 مقام دہلی کے متصل کلاہ نام کے آگہ گزین ہو جب فوج بادشاہی اوسکے قلعہ کو آئی تو وہ بھاگ کر
 کھنڈرون کے پاس چلا گیا اور دو سال تک اٹالہ رہا اور کھنڈرون کے نامی بنگر بادشاہی فوج سے لڑتے
 رہے آخر کھنڈرون کی بھی فتح حاصل ہوئی اور نیازی بھاگ کر مدینہ منورہ یعنی خان کے کشتیر کو چلے گئے عالم کشتیر نے
 اوسکا منصوبہ تباہی سمجھ کر اپنے ملک میں دخل نہ دیا اور فریقین میں لڑائی ہو کر مدینہ منورہ و بہت خان میں
 اپنی بھائیوں اور فرزندوں کے مقتول ہوئے اس صدمہ کے بعد قوم نیازی متفرق مقامات پر آباد رہے
 اب ہر در عرصہ دو سو ستر برس کے بعد قوم اس علاقہ پر قابض ہو کر دخل علی الی ہے لکھی قسمت ڈیرہ جات
 قلعہ بنوں میں روکھیلایا تو وہی کے جنوبی کنارے شاہ رستہ اکیس سو لہ میل جنوب مغرب کے سمت کو
 آباد ہے اوس ملک کی بولی لکی یعنی قوم یعنی انہوں نے ہی ابتدا میں بھیہ نام موضع مینا خیل و خوند اور
 کاتھا جب فتح خان اوانہ نے بوقت کار واری سکھوں کے آگے گھیلہ کے شمالی کنارے پر قلعہ بنایا اور جھانڈا
 اوانہ کو قلعہ دار مقرر کیا تو اوس وقت پرانی لکی اور دیگر دیہاتیں و غیرہ رہا یا لا کر قلعہ کے
 شمال کے طرف صاحب خان نے ایک ٹوٹا آباد کیا اور نام اوسکا احسان پورہ رکھا مگر وہ نام مشہور نہ ہوا
 اور لوگ اوسکو لکی کے نام سے پکارتے رہے مدت تک وہ قصبہ آباد رہا سنہ ۱۱۶۷ھ میں بیاض انداز کا
 عجمہ اور سیلا کے رہا یا نے مجنور ستر اوسٹن صاحب ڈیٹی کشتیر کے بھیہ درخو است کی کہ وہ اوس مقام پر
 قصبہ کی آبادی کو منتقل کر لیں صاحب نے اوسکی درخواست منظور کی اور پرانی بنگہ مینا خیل کے پاس قصبہ
 لکی آباد کر دیا یا نازار بنوایا اور ایک شافانہ بھی رہا عام کے واسطے تعمیر فرمایا بھیہ قصبہ اجمہ آباد اور
 تحصیل کا مقام ہے یہ بنگہ اسکا پر گنہ لکھی مروت کہلاتا ہے زمین اس پر گنہ کی ریگستان ہے مگر خالق کی قدرت
 سے وہی ریگستان تحصیل میں گندم و غنہ کی پیداوار ہوئی ہے اور سوداگر بھیان کا غلہ لا کر دیر جات و گنہ
 کو لجاتے ہیں اور ایک عجیب بات بھی ہے کہ اونٹنیوں کے دودھ سے بھیان لکھی کالاجا تا ہے اور لوگ اوسکو کہاتے ہیں بھیان اور
 لکھی کہ اونٹنیوں کو دودھ سے گھی نہیں نکلتا کنوین بھیان سبب اسکو کہ زمین لکھی ہے کہ وہاں جاتا رہو دگبیلہ کا پانی لگ
 دس دس کوٹ لکھی جاتی ہیں اور بعض مقامات پر بارش کا پانی ٹالابوں میں جمع رہتی ہیں اہل اسلام کی عملداری
 سے بھیان ہندو اور یونانی لوگ ملے ہوئے رہتے تھے اور انھیں کے ہی حکومت تھی سلطان محمود غزنوی
 اور شہنشاہ الدین غوری کے وقت وہ لوگ بھیان سے جدا وطن ہو کر ایک در قوم ہو گئے تھے نام آباد ہوئے

اویس کے بیٹے کے مندرجہ ذیل قرار پائے۔ قبضہ کالا باغ شہر کی تجارت کی جگہ اور منڈی کا مقام ہے منڈی
 اور پراچی مسلمان بھانگرنا ہوگا اور شہر میں بہت سی جہان پور کے باشندے ہیں انگریزوں کا کام بہت خوش قرار
 دیا گیا ہے انگریزوں کو سلامی دلا جا رہا ہے کہ ان کے ہاتھ میں ہے انگریزوں کے ہاتھ میں ہے انگریزوں کے ہاتھ میں ہے
 نہیں دریا کی طغیانی سے شہر کے مشرقی حصہ کو اللہ ضرر ہو چکا ہے بازار کو چھ شہر کے تنگ اور انار کی
 گنجائش ہے عمارت اگر چہ عام ہے مگر آباد مقام ہے سکانات دو شہر سے بہتر ہے بہت سی موٹی مٹی کی گرجا
 دیوون میں سیاحت دانس کو ہا اور مقابل ہوئی آفتاب کے باوجود قریب دریا کے وہوت کی شدت ہوتی
 ہے دو درخت بڑے بڑے کے اور چند درخت چھلکے کے مقام پر ہیں سواری اور مگر شہر کے اندر اور باہر
 کہیں باغ کا نام نہیں ہے اور نام اسکا کالہ باغ صرف اور نہیں دو شہر کے درختوں کے سب سے مشہور
 ہے تمکین بھاڑھیکے اندر سے سرخ نمک نکلتا ہے جہان واقع ہے دریا سے سندھ بھاڑھیکے اندر تین سو
 پچاس گز تک جوڑا ہوا ہے شہر کی سو فیٹ اونچی دریا سے بھاڑھیکے کٹ کر بطور پٹرین کے
 بنائی گئی ہے مگر تنگ شہر کی کہ لہا ہوا اونٹن کی شکل تمام گز تک ہے اور تنگ کان نمک سے لگا لگا ہوا
 مٹی جو دریا کے بائیں کنارے جو کالہ باغ بھاڑھیکے ایک میل شمال شرق کو بھاڑھیکے اوٹ میں واقع ہے
 جمع ہو کر فروخت ہوتا ہے اور کثرت کے ساتھ ہو پاری خرید کر منڈی و افغانستان کو لے جاتے ہیں
 گٹا و بھاڑھیکے جہان سے نمک نکلتا ہے بہت صاف اور چمکا ہوا بلور کے طرح ہے ہنگری بنانے کی کارخانہ
 جہان بہت جلدی میں جو کالے رنگ کے پتھر سے بنے ہوئے ہیں جلانے میں کالہ باغ میں وہ
 کارخانے واسطی صفائی ایسی ہے کہ تمام کے جامدات کے موجود ہیں دریا سے سندھ سال بھر جہان بہت سی
 اور قابل جہاز رانی کے ہوتا ہے قبضہ کے اندر تین ہزار آدمی کی آبادی ہے ہلاک میں ہونے کے ضمیمہ
 ہے ایک قبضہ اس شہر پر جو شہر سے غزنی کو جاتی ہے شہر شہر سے بھاڑھیکے ایک سو تین میل آباد ہے
 شہر ایک بڑا آباد قبضہ ضلع ہون کے میدان حلاقہ میں مغرب کے طرف دریا سے سندھ کے ٹکڑے بھاڑھیکے
 کے بنیاد میں آباد ہے گھروں و دوکانوں و بازاروں کے عمارتیں بہت سی ہوئی ہیں شہر کے گرد شہر
 بھی بہت سی بازار ہیں تجارت کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے افغانستان کے سوداگروں کی ہمیشہ آمد و رفت ہوتی
 ہے کہ دونوں اسی علاقہ اسکا کھایت نہ خیر و آباد و سرسبز ہے شہر و رقبہ ایکٹ بڑا نامی شہر شمال
 مغربی حد سلطنت انگریزی شہر لاہور سے دو سو پچیس میل شمال غرب کہ دریا سے سندھ کے دھنوں کی رقبہ
 اور درہ خیبر کے دریاں اٹھارہ میل خیبر کے درہ سے مشرق کے شہر آباد ہے آبادی اسکی بہت سی ہے
 بخوبی ثابت نہیں ہوتا کہ آیا اس نے بھاڑھیکے آبادی کی بنیاد رکھی تھی منہ و ان کا بھی قول ہے کہ بھاڑھیکے آبادی

برساوڑ تھا اور پیرام اوٹارنے اسکو آبا د کیا اور قلعہ جبر و پیرام کے باب جگن نے بنانا اور
 اسکی آبادی کا یہ ہوا کہ دار اسکے وقت سے ورہ فیہ کے راستے پہلے اسیانی و یونانی و ترکیوں
 کے مند کے ملک پر ہونے لگو تو مند کے راجوں کو اس بات کا خیال ہوا اور تجویز ہوئی کہ ورہ فیہ
 کے آگے ایک بھاری فوج کی جہادنی مقرر ہو اور ایک شہر بھی آباد کیا جاوے خواستہ فوج مامور ہو سکے
 اور شہر آباد ہو کر پیرام کے حکم سے برساوڑ نام رکھا گیا اور بعضوں کی چھ تقریر ہو کر جب راجگان
 فوج کی جہادنی ہمیشہ کے واسطے اس آخری سرحد پر قرار پائی تو جہادنی کا نام پیش اور قرار پایا
 اسکو کہ مند کے جہادنیوں سے ہمت کے پیش جہادنی تھی اور باعث ہمیشہ قیام رکھنی فوج کے چھ شہر بھی
 نام آباد ہو گیا اب پیش اور کے نام کی مختلف خبر کرنا و مشہور ہو بعض غلط فہمی کرتے ہیں کہ اصل نام
 اسکا برشور ہی کا معنی کہ جب راجگان پنجاب و برہمپور کے مسلمان بادشاہوں کے ساتھ لڑائیاں جنگیں
 ہونے لگیں تو مند کے راجہ مسلمانوں کے ساتھ اسی مقام پر لڑتے رہی اور کوئی زمانہ خالی نہیں جاتا تھا
 کہ اس سرزمین میں شورش فساد و لڑائی نہیں ہو رہتی تھی اس لئے اصل مند نے اس خطہ کا نام خطہ
 برشور رکھا و یا سلطان محمود غزنوی نے جب تسلط اپنا اس ملک پر کیا تو مہی ابو علی سجوری کو جہان نظم
 حاکم مقرر فرمایا و سنی شہر کو خوب بسایا و در سے تجارت کا مال منگوا یا اسکے بازار کو دارالتجارت بنایا
 غزنوی سلطنت کے بعد شامان مغربی اور فوج مغلیہ کے پہلے حملوں سے اس شہر پر چڑھ چکا و بعد
 پوینچہ کی آبادی و کھیتی ویران ہو جاتا و ایرانی کا باعث تو یہ ہوتا کہ جب مغربی غنیم کی فوج اس پر
 پنجاب پر حملہ آور ہوتی تو پہلے حملہ اس شہر کے قتل و غارت پر ہوتا اور آبادی کا بھڑکا
 کہ شورش ہو کر اس وقت بھی شہر اس کے لوگ بھڑک کر اپنی مکانات پہنچا لیتے اور خراسان و ایران وغیرہ
 ملکوں کی تجارت سے شہر پر سے عرصہ میں فائدہ کثیر حاصل کر کے پھر آباد ہو جاتے اور پھر غارت شدہ ہوا
 کا غم بالکل اٹک کر دل سے جاتا رہتا اکبر بادشاہ کے وقت اسکی آبادی میں بڑی ترقی ہوئی اور یہ مقرر ہوا
 جہادنی فوج اور قلعہ اس کے مغربی بادشاہوں کے حملے بالکل بے فائدہ ہو گئے اسلئے آبادی اسکی بڑھ گئی
 و شہر کا اصل تو اس کے اکبر بادشاہ کو دوسرا بانی اس شہر کا کہتے ہیں شاہجہان بادشاہ نے بھی اسکو خوب
 آباد کیا اسکا اٹھ شاہی عمارت بنوایا و اب علیرہ آستان امیر الامرائے بھی شہر شہر
 عمارتیں عالیشان بنائیں اور شہر کے رونق اور بھی زیادہ ہو گئی بعد تنزل سلطنت فیضائی کے شہر
 درانی کی فوج نے اسکو کئی مرتبہ لوٹا مگر جب علقاہ کامل کی سلطنت کے ساتھ شامل ہوا تو پھر آبادی اسکی
 ہو کر خوب رہنمائی شہر نے اس پر قبضہ پایا تو پھر اسکی آبادی کا وقت آیا سکھوں نے قلعہ بالاحصار بسا دیا

میری بنیاد پر بنیادین عالیشان گراہین محراب کے محراب لگا کر جلادی ٹبرے ٹبرے باغ جو ہزار ہا روپے
 کی تیاری کی تھی اونکے درخت چڑھ سے ادا کا ڈال ڈالے شجر کو ایسا لگا کہ کوئی بھی اونکے ماتھے سے نہ ٹوٹا اور
 باعث سخت گیری محمول و برقیانوں کے ہاں شاہی حکم کے سوداگر دن کا انابھی سو قوت ہو چند سال کے بعد
 میرا واپس لو کہ صاحب خانہ ٹکڑا آتا تو اسے میرے شجر سے یا بازار چوڑا یا راسے میرے جو خرابا و بندہ ہو
 شجر سے میرے جاری ہوئے ان کے لئے اس کے لئے اگر کسی داکم سپر کو مست کرتے ہیں ملک آباد و مایا و شاد است
 خاتم شاہ و شہزاد آباد و خاتم کے طرفت پہاڑ اور مشرق کے حد پر دریا بہتا ہے چھپن آباد
 کہل ہوا ہے اکثر سطر و ریاست کے بل جھکوا لیا کہ میں میری مدد میں سے لگا کر مشرق کی طرف بہتا ہوا اور
 سندھ میں قلعہ انکسے کے فاصلہ دیکھ سہل آن ملا ہے اس میں ریاست کے وسط میں واقع ہے اسے اس خاتم کی
 کے و دھری ہو گئے ہیں حصہ شمالی میں پرگنہ شہت نگر و پورہ زئی اور اسی حصہ میں غرب کی طرف دیکھا
 سوات اور دریا کی کل کے چھوٹے ایک دو آب واقع ہے گویا میں پرگنہ حصہ شمالی میں ایک حصہ جنوبی میں
 پرگنہ داؤد زئی و شاد و نو شجر ہے پہلی حصہ پرگنہ یوسف زئی میں قوم کال زئی اور دولت زئی آباد
 ہے اور ملکیت بھی ان کے ہیں اور پرگنہ شہت نگر میں محمد زئی اور داہ میں قوم گلپانی وغیرہ رہتی ہیں
 حصہ جنوبی میں قوم داؤد زئی و خلیل و مہند و خٹک رہتی ہیں خاص شجر شاہ و میں متفرق قومیں ہندو
 مسلمان اکثر ان میں پٹھان ہیں اس مقام پر سو داگری کی ٹبری لٹھی ہے افغانستان و ترکستان و ایران
 وغیرہ ملکوں سے سب سب داگری مہاجرات بادام انگو سیب انار پتہ کشمش خشک و لاشی پوسٹین سمور شہاب
 جو شہر کی گائے گھوڑے قسم قسم کے پاجات لٹھنہ و لٹھنہ و ریشم و پاجات ریشم وغیرہ ان سے گفتگو کی
 اگرچہ شہر ہے مگر آباد و بھی ہوئے ہیں شہر پانی کی شجر میں پھرتی ہے اور چار طرف شجر کے بھی جاری
 کل علاقہ شاد و کالہبان میں بنسٹہ میل چوڑا ان میں نوے میل کل سطر و ہزار ہا میں سو چوبیس میل آباد
 کل چار لاکھ چوبیس ہزار پینا نوین آدمی ہے آب و ہوا بھان کی گرمی کے موسم میں گرم ایسی ہوتی ہے کہ
 الہ قیاس موسم سارے کے اندر ایک دو دن درجہ تک ہو سکتا ہے گرم کو سخت چلتی ہو کل سطر زمین کی دریا
 کامل و دریائے سوات و رو باڑ اسکے پانی سے میرا آب ہوتا ہے پیداوار ہی ہر ایک قسم کی بھان ہوتا
 ہوتی ہے کہ مہند و ستان کے کسی علاقہ میں بھین ہوتی پانی بھان کا ذراعت کی بہ و ریشم کے باب میں بہت
 سہل ہے بعض بعض مقامات پر کنوئیں کے ذریعہ سے بھی ذراعتوں کو پانی دیتی ہیں ٹبری پیدائش بھان
 جو شمالی شجر شجر کوئی پیاز کیس کی خروڑہ تر بوڑھرا کہ دتل راسی ستر و شاد ہوتا ہے و ان
 اور انار وغیرہ ریشم بھان با فراط پیدا ہوتا ہے و دباڑ اسکے کنارے کے کنارے ہر ایک قسم کا بھان پانل

ایسا ہوا ہے کہ بہت اقلیم میں کہیں نہیں ہوتا بلکہ جسے کہتے ہیں وہ بہت بڑا ہے اور وہاں ہوا ہے
 اور یہی گورنمنٹ ہسپتال ہے اور یہی گورنمنٹ ہسپتال ہے اور یہی گورنمنٹ ہسپتال ہے اور یہی گورنمنٹ ہسپتال ہے
 انگریزی فوج کی شہر سے مغرب کے سمت کو ٹری لینی چوری ہوئی ہے شیشیا ساؤسی دس ہزار فوج عیان
 رہتی ہے وہ پلٹیں گورن کی اور ایک تو سنا بھی ہو جو درہا ہے خاص شہر کی آبادی تین ہزار
 دوسو تھانوں میں ہے جن میں ہزار سات سو چھ ہندو اور باقی مسلمان ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
 ایک ہزار اسی فٹ ہے اگر چہ پچھلے قدیمی مکانات کی عمارت عیان بہت ہیں مگر انگریزی وقت میں بھی
 ہے لیچے مکانات پلٹیں ہوئے ہیں انگریزوں کے کوٹھیاں دیھاونی کا عاظمہ سورجہ بند بنا گیا ہے ایک طرف
 دھاونی کے فوج کی بارکین میں پرانے قلعہ میں سیکرٹین ہاؤس اور کی جیل سے جاسا پانی پہلا گیا ہے
 گورن پر دھیرے درختوں کے لگائے گئے۔ شاہ میں چوب دووار کی لکڑی دریاحی سوات اور دیکا
 کامل کے درجہ سے بہتی ہے جسے ہزاروں روپیہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے علاقہ یوسف زئی ہونیم
 اول تاکو اگر فروخت ہوتا ہے۔ شاہ کے قدیمی مکانات میں سے ایک مکان گورنمنٹ ہی ہے جس کے کمرے
 کا مندر بنا ہوا ہے پورانی سڑکی بھی پختہ نہیں ہوئی ہے قلعہ بالا حصار کا اگرچہ سکھوں نے گرا دیا تھا مگر شہر
 نے دوبارہ بنوایا وہ دوسو بیس گز مربع ہے چاروں کونوں پر چار برج ہیں چار دیواری اور خندق
 پختہ ہے قلعہ کے اندر بلندی دیوار کی ساٹھ فٹ باہر سے تیس فٹ ہے اندر کے درجہ میں تہ خانہ و مکان
 سکیمہ زمین غیر بہت ہی ہوئی ہیں دروازہ قلعہ کا شمال کے طرف اور دروازہ کے اور ایک بالا خانہ بنا
 ہوا ہے قلعہ شہر سے باہر دھاونی کے طرف واقع ہے باغ و زریں کا بھی قابل سیر مگر بس ہمارے جانے عمارت
 شیشیا خانہ وغیرہ کی خوب صورتی اسکی نہیں رہی شہر کے جنوب و مشرق کے طرف بہت باغ ہیں اور ہوبہا
 عالم لالہ زار اور رنگارنگ شگونے نظر آتے ہیں جامع مسجد شہر کے اندر ہمارے سمت موجود ہے یوں کے بازار اور
 کوثرالی کا نیا مکان پختہ ہوا گیا ہے شہر کی عمارت و بازار نہایت خوبصورت و رونق داری ہے
 عمارتیں عالی شان ہیں پورے میں انگوڑا پختہ ہے شاہ کے متصل دریاحی کامل کے پورے کناری اور شہر
 جو ایک سی شاہ کو مانی ہے ان کے شمال مغرب کے سمت کو بقا صلا بارہ میل آبادی ہے
 ایک قلعہ علاقہ قلعہ جبرو سے ایک میل شمال مشرق و درہیر سے بہت نزدیک موجود ہے قلعہ
 قلعہ پختہ ہے شہر کے قلعہ سے ناظم شاہ ورنے ہوا تھا صورت اسکی مثبت ہے قلعہ کے اندر اچھے اچھے مکانات
 عمارت قابل مقابلہ دشمن کے ہیں ہر سیکہ لہو ناظم شاہ ورنے اسکے اندر ایک کنواں بھی لکھو دیا
 مگر باوجود بہت سی عمارتیں لکھو دے کے بھی باقی نہ نکلا اس قلعہ کے اندر باہر سے دیکھنے کے پانی آتا ہے اگر

ہنگو نکلے اور ہنگو دن سکھ قتل ہوئے اور دوسری لڑائی میں بذات خود ہجیت سنگھ نے جا کر کوسر کی
اور افغانوں کو متفرق کر دیا اور نوشہرہ پر قبضہ پا کر عیان ایک قلعہ بنوایا جس کا ہتھم جرنیل اور یوہیہ تھا
قلعہ کے چاروں طرف دروازے ہیں چھاونی فوج انگریزی کی عیان بھی بنی اور بھی اور فوج
نامور رہتی ہے ۱۵۹۰ء میں یہاں ہندوستان کی ہوئی کہ چھاونی تک پانی ہو چکا اور بارگاہ ہندوستان
ہو گیا اور شاہ کے قتل کے متعلق ایک مشہور رہتی اور ضلع کا سرکار ہوا صاحب علی گشت
سید امین سید حسن کے عیان کھری کر تھے ہیں یہ شخص شاہ ورسہ وکرن کیناوت لاہور سے دوسریل شاہ اور
سید کو آبا دسہ علاقہ ایک ضلع کا بھارتوں کے گھر ہے ایک اور شاہ ورسہ کے درمیان اور یہی بھارت کا
مشرق کو کا کا صاحب کی زبانت تک جلا گیا ہے اس موقع پر بھارتیہ اور قوم کے واقع ہوئے ہی ہجیت
سرحدی ملک قبضہ ہو کر انگریزوں نے ہجیت خیم اور پچھلے ہجیت میں اس ضلع کے ہر شرفی اور حنفی
قوم شکستہ دی بولاق آباد ہے اور باقی قوم ہنگو اور اورک ندی رہتی ہے سرحد شمالی و مغربی پر قوم فری
د اورک ندی آباد ہے اور سکونت رکھتی ہے اور بس اتم ہونے واقعات سرحد کی چھاونی فوج
کے ہجیت کے واسطے عیان ہجیت ہے حصہ شرقی و مغربی اس ضلع میں تحصیل ایک خاص کوٹ اور دوسری
ہنگو ہجیت میں ہنگو کے ہنگو میں چانول ہجیت ہی اعلیٰ قسم کے ہوتے ہیں اور ہنگو ایک قلعہ ہے اس ضلع کے علاقہ میں
بھارت سے نکلتا ہو چکا پانی میں جوش دیکر ہو سکتا ہے ہجیت اور ہنگو ایک ملک کی کان بھی واقع ہیں
نکلتا کر افغانوں وغیرہ میں فروخت ہوتا ہے علاقہ پرا آباد و زرعی ملک ہے وریا کی ملکیت ہے
ناون کے ایک سیراب کرتا ہے شکر کوٹ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک بھارتیہ علاقہ کے چبے چاری ہیں
اور ایک ہندو کان گندہ کی بھی موجود ہے شکر کوٹ کے پاس ایک قلعہ ہجیت بنا ہوا ہے اور ہجیت سرکاری
فوج رہتی ہے اور صاحبان سول کے ہنگو کے مکانات بھی قلعہ کے اندر بنا رکھے ہیں اس شکر کے پاس پانی
کے چبے ہجیت چاری ہیں گریو ہجیت اور چٹون کا پانی اسیا سر دہوتا ہے کہ چبے ہجیت چاروں طرف ہی
چبے گرم ہو جاتے ہیں بڑے بڑے بھارتیہ اس ضلع کے چبے ہجیت ہنگو شری شری چبے ہجیت فوج دہوہ
کرش بھارتیہ شری شری شری بھارتیہ علاقہ کو ہجیت کے سرحد میں شری کل ضلع کی ایک ایک ہنگو ہجیت

سائون شیم شاہ ورسہ اورک ندی اورک ندی ہجیت ہجیت

اس علاقہ کے وریا ورسہ اورک ندی ہجیت ہجیت کا بل ہے اسکو افغانی لوگ بھی کہتے ہیں
آغاز اس وریا کا شیم چری شری شری آٹھ ہزار چار سو فیٹ کوہ مغربی کے اندر شاہ کی گئی ہے اور شیم

یہ نکل کر بھٹ پر آئی دہتری کے ساتھ چلتا ہے مورخان انگریزی کا قول ہے کہ اگرچہ چٹھہ شیر سے پانی اس میں بہتا
 داخل ہو کر دریائی صورت اس میں ظاہر ہوتی ہے مگر فی الحقیقت سرخ اس دریا کا چشمہ جو شیر زمین میں نکل کر
 جو شیر سے بارہ میل پر ہے اصلی چشمہ اس کا کوہ اونا کے اوپری گھاٹیوں کے اندر ہی دھانسے نکل کر چوٹی سے نکل کر طبع
 بنا ہوا جو شیر کے پاس آتا ہے اور اس کا پانی لیکر ایک چوٹی سی ندی بن جاتا ہے پھر وہ ان سے باہر
 کہ آج چلتا ہوا بعد قطع کرنے راستہ ساٹھ میل کے قابل تک پہنچتا ہے پھر کابل سے آگے چل کر دریائی لہ گڑھ پہنچتا
 اندر سے اگر اس میں بجاتا ہے کہ گڑھ کے نیچے سے بڑی دہتری پر آئی اس میں ظاہر ہو جاتی ہے پھر کابل سے سو سو
 فاصلہ چالیس میل دریائی پونچھ سیرانی چشمہ سے اکیسویں میل کا راستہ طے کر کر اس میں آگے چل کر شمول کے مقام پر
 بندرہ مل نیچے ڈرنا ہے گونا اپنی چشمہ سے اسی میل طے کر کر اس میں آتا ہے پھر اس شمول سے جس میں نیچے دو ٹوٹا ہوا
 ندین علی گنگ علی گنگ اپنے اپنے چٹوں سے نکل کر بھارتوں کے اندر ہوتے ہوئے اس میں آگے چل کر پورے ہین طول اور رشتہ
 ان دونوں ہونے پر یوں کا اوپری چٹوں سے لیکر دریائی کابل کے شمول تک اکیسویں میل شمار ہوا ہے پھر
 وہاں سے جس میں کابل کا راستہ چل کر دریائی سرخ اپنی چشمہ سے ستر میل کی مسافت طے کر کر اس میں داخل ہوتا ہے
 جو کہ اس دریا کے پانی کی سرخ رنگت ہی اس واسطی اس کو دریائی سرخ کہتی ہیں پھر دھانسے میں سل شروع کرتا
 سمت کو بھٹ کر دریائی گانا اس میں آ جاتا ہے جس کو دریائی کو نہ بھی کہتی ہیں جو اول خیرال بھارتی نکل کر کوہ کاؤشا
 میں پتا ہوا ایمان آتا ہے اور دریائی کابل کا مددگار بن جاتا ہے اس قدر دریائوں کے شمول کے سبب چشمہ
 برابر درجہ بدرجہ دہتری دہتری و عرض و طول میں بڑھتا ہوا اور شرق کے طرف کو راستہ لیتا ہوا
 کوہ سفید کے گھاٹیوں اور جنوبی دھلون گھاٹیوں کو ہندو کش کے اندر ہوتا ہوا کہ کابل کے مشرقی کنارے
 تک پہنچتا ہے جس پرستی میں بھی دو ٹوٹا ہوا ہے اس کی بھٹ ہی جوٹے ہوئے ندیاں اور چھوٹے چاروں ہیں
 نکل کر اس میں داخل ہو جاتے ہیں اگرچہ اس میں مقام پر چوڑاں اس کی بھٹ ہی بکریاٹ اس کو کہ اس کے تھ میں شہر
 بھٹ اور تیز دہی بھارت سخت ہی وہاں بھیہ قابل جہاز رانی کے نہیں ہے لکڑیوں کے ٹوٹا کر لوگ دریائی سواروں
 میں بعد ازاں بھیہ دریا داخل ممالک پر حکومت سرکار انگریزی ہو کر تین شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور
 تینوں شاخیں ایک سری سے علیحدہ بھیہ کر ملک کو سیراب کرتی ہوئی مقام دو بندہ اس میں مل جاتے ہیں اس مقام
 لیکر دریائی سندھ کے شمول کے مقام تک بھیہ دریا چوڑا اور عمیق قابل جہاز رانی کے ہے اور پھر پورے کشیان
 جنیر خود سو من تک بوجہ لدا ہوا ہوتا ہے اس میں چلتے ہیں ندی دو بندہ کے مقام پر شمال کی طرف سے
 لداہی میں آکر گرتا ہے دریائی لدا کو وہاں دریائی نہم کوہ بھی کہتی ہیں بھیہ دریا کی لدا کوہ ہندو کش کے
 ایسی شکل لدا مقام سے نکلتا ہے کہ جو ایک بخوبی دریافت میں ہوا جب دھانسے سے راستہ طے کر تا ہوا جب

کے سمت کو آتا ہے تو گوشہ شمال و شرق سے دریائے سوات اگر اس میں شامل ہوتا ہے سو اس کے اوپر بھی چوٹی ہوگی
 ندیوں اور چشموں کے پانی بائیں راہ اس میں شامل ہوتے چلے آتے ہیں پھر دریائے گندھارا اپنی مشرقی و جنوبی
 کنارے سے مل کر مقام دہندہ دریائے کابل میں آتا ہے پھر دہندہ میں سے چالیس میل شرق کے طرف چلے
 دریا سندھ کے مشرقی کنارے سے مقام انکسندہ میں داخل ہو جاتا ہے کل طول اور اس سندھ دریائے کابل کا
 پانی لیکر دریائے سندھ کے مشرقی کنارے میں سو بیس میل شمار ہوتا ہے **کوہ چمبل** اس علاقہ کے مشرق
 میں دریائے سندھ مغرب کے طرف علاقہ یوسف زئی شمال ملک کوہ چمبل کی شکل میں بھاڑ کی طور پر وہ کے
 ہے اور میدان کم زمین نامہوار اور بھاڑ ہے اور شاہین قوم منڈر کی اور سمین آباد ہیں مشہور ہے کہ
 اٹھارہ ہزار آدمی سمین رہتا ہے بوقت ضرورت کے انکی مدد کو قوم ہندو ال پہنچ جاتی ہے۔
کوہ چمبل علاقہ ملک کے شمال کے طرف واقع ہے مشرق کے طرف اسکی دریائے سندھ شمال ملک
 سوات مغرب علاقہ یوسف زئی ہے چاروں طرف اسکی اپنے بھاڑ میں جنہیں سے شمال کی طرف کوہ ایلیم
 کوہ دودھ ہر سندھ کے سطر سے دس ہزار ایک سو بائیس فیٹ بلند ہیں جنہیں اس کے بطور وادی کے زرخیز
 زمینیں واقع ہیں ملک نامہوار و دشوار گزار ہے آب ہوا اسکی معتدل ہے مگر آدھی بھاڑ دن کے اور سرد
 ریشمی برف کے سردی زیادہ ہے اس ملک میں قوم یوسف زئی کے شاہین اس طرح آباد ہیں کہ مشرقی حصہ
 میں شاخ جہڑی شمال میں گدائی زئی مغرب ہلالہ زئی جنوب میں نوری زئی وسط میں عایشہ زئی و لکڑی
 میں ہیں اگرچہ کل قوم کا آٹھویں کم اتفاق ہے مگر باہر کے غنیم کے دفع کے واسطے سب آٹھویں ایک دہائی
 ہو جاتے ہیں یہاں اور ملک کی اسی ملک کے واسطے کافی ہوتی ہے قحط کے وقت سوات حصہ کے ملک سے غلہ
 لاتے ہیں بکری و بھڑی بھٹ رکتی ہیں تیس ہزار ایک سو ہندو بھان رہتا ہے بارہ سو تالیس ہزار ایک سو اگر
 وہاں لکھا کر فروخت کرتے ہیں **کوہ سوات** اس علاقہ کے صدر و دار ہے اس طرح میں کہ شمال میں
 کوہستان لڑم جکے اور کے طرف علاقہ دیر سے شرق کے طرف وہ بھاڑ جکے سلسلہ دریائے سندھ تک پہنچتا
 جنوب کی طرف ملک ہندو تحصیل یوسف زئی مغرب میں علاقہ اڑنگ ٹینگ و آٹمان خیل و باجوڑ واقع ہے
 سوات حصہ کا ملک بھاڑ دن کے اندر بطور دورہ کے ہے طول اسکا جنوب مغرب سے شمال شرق تک چالیس میل
 عرض تین میل علاقہ اوپر جنوب شمال کی طرف اور بھی بھاڑی علاقہ اس ملک کے متعلق ہے اور اودن
 بھاڑ دن سے جو دیر سے سوات حصہ کے وسط کے طرف آتے ہیں اوپر اندر بھی دور و در تک آبادی ملی
 گئی ہے اس ملک کے وسط میں مغرب کی طرف دریائے سوات بھاڑ ہے اور دریائے دودھ کناروں کے اوپر شمالی
 و جنوبی بھاڑ تک برابر زمینی زمینیں ہمارے چلے جاتے ہیں اس دریائے سوات اور بھی بہت سی چٹانی کے

شیریں و شفاف ہمیشہ جاری رہتی ہیں جسے زمیں سیراب ہوتے ہیں پیداوار بھیا بھیا کی بانی بانی
بکثرت گھوٹ بھی بونی جاتی ہے دریا و سوات کے جنوب و شمال کے طرف دامن کوہ میں بھت سی کھانوں
آباد ہوتے چکے گئے ہیں اور سواتھ کے اندرون ملک میں زیادہ تر قوم اکوڑی نسل یوسف زئی اس تفصیل
سے رہتی ہے کہ دریا کے شمالی طرف شاخ خواجوزی اور جنوب کے سمت کو بازیدی اور کوستان جنوبی متعلقہ
سوات میں قوم رانی زئی اور بانی زئی آباد ہے مشرقی حد و دوسری قوم گوجر کوستانی رہتی ہے سوات
سے شمال کی طرف کاشغر و ترکستان جانے کے لئے بعد گل جانے بر فون کے سال بھر میں تین مہینے راستہ جاری
رہتا ہے مگر نہایت پر خوف ہے ورنہ ہمیں بدلتے ہوئے صوبہ کے کیسا مکان نہیں ہے کہ جاسکے سواتھ کے
بنی ہوئی کیل سیاہ شہر ہوں باز شکار ہی بھی بھت بکڑے جاتی ہیں ناکسکی قدر بھلاک میں بھت سی
نمک کو لٹ کے کان سے بھیا بھت آتا ہے غلہ و زعفران و دوسرے دوائے سے خرید کر سوداگر اور کھوپڑ
ایجاتے ہیں اس بھیا کے شرقی صوبہ پور بادشاہ ایرانی نے پیارا راستہ بنوایا تھا گراؤ ہا کھل خراب ہو گیا ہے
آج ہو ا بھیا کی نہایت معتدل خصوص ہویم گراہیت افزا ہے اور بھار و گلزار و سیرابی و شادابی میں
کثیر کے ثانی ہے مگر اتنا فرق ہو کہ وہ کشادہ اور بھت ناکسکی بھلاک میں پورانے وقت کے کھنڈرات اور
تجانون کے علامات اب تک موجود ہیں جسے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں اسل گر یک در سند و بھیا
رہتی تھے فی الحال سچاں ہزار سے زیادہ افغان مسلمان سنی مذہب بھیا سکونت پذیر ہیں اور اسی ملک
کے مغربی حد پر پنج گورہ ندی وریاے سواتھ کے ساتھ آکر شامل ہوتی ہے **دوسرا حصہ**
سواتھ بھت حضرت ایک بزرگ مولوی عابد خدایت عبد الغفور نام سواتھ میں رہتی ہیں کل افغان سواتھ
انکر مرید و فرمانبردار ہیں بھت حضرت اسلمہ امیر ہیں علاقہ سواتھ میں پیدا ہوئے ذات انکی صافی یا صافی بھلاک بھلاک
اور بھلاک افغان ہیں خود رسالی میں حضرت بوشی چلے تھے مگر پر پیر گاری اور بھلاک اسی عمر میں شہر تھی کہ بھلاک
کا وہ خود پیٹے اوسکی بسی خود داتھ میں بکڑ کر چلے اس مراد سے کہ کسی کی زراعت میں وہ شہرہ ال
اٹھارہ برس کی عمر کے بعد موضع برن گولہ میں جا کر حضرت نر عالم ٹہ پا بھلاک جو گڑھی علاقہ یوسف زئی میں آکر
اور عبد الحکیم اخون زادہ کے مسجد میں بیٹھ گئے من بعد مقام نور دہیری جا کر صاحبزادہ محمد شعیب کے مرید ہو
صاحبزادہ حافظ عمر زئی اور عمر زئی ثنوی صاحب المشہور صاحب طریقت فقیر پیر والی کے مرید تھے سلسلہ
کاشغریہ محمد وید کا تھا چار دن خاندان نقشبندیہ قادریہ شیعہ سہروردیہ جہین طالب چاہا ہو مرید کہ بھلاک
افغان صاحب حافظ عمر زئی کے سلسلہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے اور وہاں ہی آکر موضع بھلاک کتارہ دریا سندھ ایک
خس پوش ہو پڑی ہیں بیٹھ کر بارہ سال تک بھلاک حق مشغول رہی اور تکمیل حاصل کی اوس عمر میں

کے حصہ حاصل ہے اس درہ کے بھاڑ کے اندر بھٹ سی کانین میں گر بسب قصبہ خیر یون کے کھو دی نہیں
 جاتے اور محض بسب موجودگی کا نون کے چوندی کہ علی سہ کے مقام سے نکلکھ آتی ہے پانی اسکا بے مزہ ہے
 اس بھاڑ کے اندر کوہ تارا کی چوٹی میں ہزار یا سو فیٹ سطح شادور اور چار ہزار اچھ سو فیٹ سمندر کی سطح پر
 اویچی ہے چوڑان کوہ خیر کی میں نیل تک لمبائی اسکی کوہ ہندو کش سے لیکر کہ سفید اور نکین بھاڑ تک
 یہاں میل ہے اس بھاڑ کے اندر دو قدرتی ندیاں جاری ہیں ایک کا نام خیر ہے اور دوسری ندی آو
 شمال کے طرف جاری ہے درہ کے اندر خیر سی افغان آفریدی اور یک زئی وغیرہ رہتی ہیں اور کل بھاڑ میں
 چار درے یعنی چار راستے اور رفت کے جاری ہیں اول درہ خیر جو بھٹ بھوار اور قابل بھوار
 نوشانی اور گاڑی کے ہی دوسرے اور تارا جو کہ درہ خیر کے بعد ہے راستہ اسکا پکڑاؤ مشکاکا اور مقام درہ
 کوہ ملال آباد تک ہے تیسرا درہ افغانان اس سے مشرق افغانستان کی شروع ہوتی ہے اس درہ کے اندر
 قابل مقام چوٹی داخل ہوتا ہے پھر درہ سے باہر کر کوہ بنیر میں داخل ہوتا ہے پھر چوٹی کی گاری وریا کی ویکاکے حکمر
 درہ تارا و خیر کے ساتھ بھاتا ہے جو پھر درہ کر آیا جیسے اندر سے دریائے کامل مقام دوسری گڈر نامی اور درہ
 وریا جیکہ دریائے گڈر کہتے ہیں اس درہ سے گڈر کا خاص مغرب کے سمت کو چلتا ہوا دریائے کامل کے ساتھ شامل
 ہو جاتا ہے چوتھا درہ خیر کا حصہ فاصلہ درمیان افغانستان و ہندوستان کے ہے اور درہ پوان اس کے جنوب کے
 سمت کو واقع ہے درہ خیر کو کلید افغانستان کہتے ہیں شروع اور آغاز اس درہ کا پتہ درہ میں میل مغرب کے
 سمت کو مقام قدیم ہے ہوتا ہے جس مقام جو غاروں کا ایک مجموعہ ہے اور ہسلاد اسکا تین میل دو کا کے مقام
 ہے یہاں سے آگے میدان جلالت آباد کا شروع ہوتا ہے پھر بھاڑ پھر کے تختوں سے بھرا ہوا ہے بارش کا پانی اس
 درہ میں بہتا ہوتا ہے اسطرح باہر کے وقت پھر بھاری سیلاب ظاہر ہوتا ہے گرمی کے موسم میں پھر اسکو دھوپ سے
 بھٹ گرم ہو جاتی ہیں اور زمین بھٹ خشک ہوتی ہے اس درہ میں ایک چوٹی سی ندی بھی جاری ہے جو پھر
 اسکا پانی بھی بھاڑوں کے اندر ہی غائب ہو جاتا ہے اس درہ کی سفین و شکلیں بھٹ بڑی مسافروں کے حامد ہا
 ہوتے ہیں ایک خوف جان اور غارت ہونے وال کا جو خیر سی غارت گردن کے ساتھ سے بڑی قافلہ کے سوا کوئی
 یہ نہیں جانتا دوسری علی مسجد کے پاس مشرق بھٹ تنگ ہے اور بڑی بڑے اویچے بھاڑوں سے بھٹی ملندی
 ہزار ہزار گڑگی ہو رہا ہے گھرا ہوا ہے وہاں جا کر بھی مسافر گھبرا جاتا ہے اور بے آبی کے سبب مر جاتا ہے علی مسجد
 کے پاس ایک قلعہ اویچی بھاڑ کے اوپر بنایا ہوا ہے مگر باعث خنونی پانی اور ہندوئی پاس کے بھاڑوں کے اس میں پانی نہیں
 کہ کوئی شخص اس میں نہ ہو کر باہر کے خیمہ سے لڑکے کال کے ہم کو وقت اس قلعہ کے لینے کے واسطی سرکارانگریزی اور افغانان
 بڑی لڑائی ہوئی آخر قلعہ کے اندر کی فوج ہتھیار حاصل ہو کر پانی کے قلعہ چور کر چکی تھی پھر وہ قلعہ انگریزوں کے زیرِ تصرف میں آ گیا

سافروں کی بھی اس سے بہت سی کوہ سفید یہ ایک بلند قطار بھارتوں کی جنوب کی طرف دریائے گندک کے واقع ہے اور شمال کے طرف دریائے کوہ ہندو کش ہے اور یہ دو پہاڑ قریب بہرمل کے ایک دوسری سے جدا ملے جاتے ہیں اور جہد ران دونوں میں فاصلہ ہے اور یہ دریائے گندک کو چوڑا کرنا چاہتی ہے کہ قطار شرق سے غرب کو قلعہ ایک کے مشرق کی طرف سے شروع ہوتی ہے اور غربی حصہ پر اپنی جا کر ختم ہوتی ہے مغربی انجام ایک چکر دار ٹیلوں تک شمار کیا جاتا ہے اس میں ننگ جراج اور کلی کے پتھر بہت ہیں تین قطار میں ایک واقع ہیں جو ایک دوسری کے سامنے دکھائی دیتی ہیں آواز تینوں کا دریائے گندک سے ہوتا ہے دو قطار میں نچلے اسکے چٹیر کے درختوں سے ڈھکی ہوئی ہیں اور جو سب سے بلند قطار ہے وہ بیاضہ اور ڈھلوں اور شلہ اور گریب سب سب سے سیرانی کے خوشنام معلوم ہوتی ہے اور اس سے اور ایک ٹھکانہ بلند قطار اسکی چوہ ہزار فٹ اونچی ہے اور ہر جگہ برف پڑی رہتی ہے اور سب برف کی دوسری وہ سفید نظر آتی ہے یہی سب سے اسکا نام کوہ سفید ہے اس چار میں سرخ رو دو کاراسو وغیرہ ندیاں بہت جلتی ہیں اگرچہ پایاب ہیں مگر شیر بہت ہیں اور شمال کے طرف سے ٹکڑے دریائے گندک میں گرتے ہیں خیر کا پھار ایک شہر ہے اسکا نام کوہ کرسی اسکی سب کوہ ہمال سے شامل ہوتا ہے اور وہاں دونوں کے درمیان جلال آباد آباد ہے شنگھار یا شنگھار خیر سے مغرب دریائے گندک سے جنوب کوہ سفید سے شمال علاقہ گندک کے مشرق کوہ کرسی علاقہ واقع ہے اسکی خیر و سیراب آباد ہے انار وغیرہ میوے یہاں بہت ہوتے ہیں جلال آباد قلعہ نوزہ باسول ہزار آباد اس علاقہ کے نامی قبیلہ میں اصلی حد و اسکی دریائے گندک سے دور تک شمال کی طرف تصور کرتی ہیں بلکہ علاقہ کا نام وہند و تینو و کوثر و لغمان بھی اسی میں شمار ہوتی ہیں وہ شہر ملک شنگھار فقط نو ہزار ہے اسکے معنی نو خضر یا شہر سے نو درمی را ہے مگر تو خمار کا لفظ سبب خرابی زبان شہر کے مگر کوہ شنگھار ہو گیا قوم ہند و شوارسی و صافی وغیرہ اس میں ہوتی ہیں اور مشرقی حصے میں فریدی آباد ہیں اس ملک میں کوہ سفید دیشم و روسی اور ادن و جانول بہت ٹھنڈا انار وغیرہ میوے پشاور کو بھی جاتے ہیں کابل کو بھی یہاں سے بہت مال جاتا ہے اور پنجاب سے خچہ چرم و نیل و انگریزی مصفاہ سب انگریزی کسٹرواں لیا کر سودا اگر فروخت کرتے ہیں اسٹہ کابل اور پشاور کا جلال آباد ہو کر جاتا ہے فی الحال یہ ملک زیر حکومت اسیر کابل کے ہے **شہر ایک** یہ ایک عمدہ ملک اور شاد آب علاقہ کوہ مغربی کے اندر واقع ہے اگرچہ اصلی تیراہ چاروں کے اور اس کے میدان کا نام ہے الا جو تو میں ہاں کی جہد ملک میں انجیل و قابض میں اب و سفید تیراہ کہلاتا ہے اسکے شمال میں حد و و ضلع پشاور و علاقہ خیر و شنگھار و مغرب میں کوہ سفید اور کوہ راجکال خواہ راجکدہ جنوب ملک شنگھار و ضلع کوہ شمشرق کوہ شمشرق کے مشرق کوہ دریائے سندھ

اس علاقہ کے حصہ شمالی اور مشرقی پر قوم آفریدی جنوبی اور غربی پر قوم اورنگ زئی غالب ہیں جو جنگی قوم
 قوم دوشاد آباد ہے فاص تیرہ کی زمین ہمارے درخیز و سیراب اور باقی نامہوار بھارون کے اندر گہری
 اور جگہوں کی پیداواری کامل ہوتی ہے تلوار و دیوہ اور اشراف میں عمدہ اور آباد رہتا ہے آفریدی اور اورنگ زئی
 دونوں قومیں ہمیں سخت عداوت رکھتی ہیں اب وہ ہواوان کی مقتدر اور صحت بخش ہے بڑی بڑی چوٹیاں
 بھارون کے ایک جنوبی حصہ میں نریو غزوات ہزار ہا سال سے ہزار سال سے ہواوان کی
 نریو غزوات ہزار ہا سال سے ہواوان کی علاقہ **کریم** دراصل کریم نام ایک بھارون کی ناکہ
 ہے اس کے کنارے کے اور یہ ملک واقع ہونے کے سبب کریم کہلاتا ہے اس کی شمال کے طرف کوہ سفید
 مغرب کوہ مقبوضہ قوم سنگل جنوب علاقہ خوست مشرق علاقہ اورنگ زئی ونگش ہے کوہ سفید کے طرف جنوبی
 و ہوشواران ملو نادران کران ہوتا ہے اور یوب میں جو اس علاقہ سے علاقہ رکھتے ہیں اور اسی بھارون کی ناکہ
 اور ناکہ کریم سے سیراب ہوتی ہے مئی و جانول کی پیدائش بھت ہوتی ہے انگو ر سب انار کی پیداوار کا حصہ
 حساب نہیں کی تجارت بنون غیرہ ملکوں میں ہوتی ہے اس بھارون کے مغربی حصہ میں مقام اور یوب قوم حاجی
 مسلمان اور ہزار سے نیچے رافضی رہتی ہیں اور کے بھارون و بنون قوم سنگل و چکنی رہتی ہیں کوہ سفید میں چوہ
 عمارتی دیو دارزیتون وغیرہ عمدہ عمدہ لکڑی ہوتی ہے مغربی چوٹی اور سنگی سطح سندھ سے سولہ ہزار فٹ کے
 قریب اونچی ہے کوہ سفید اور کوہ و سنیہ اور سکنا نام ہے **کریم** بھارون ایک ناکہ کوہ سفید کے جنوبی
 سے نکل کر نواح اور یوب اور مقام ہونار کے پاس سے گذر کر قوم پوری کے علاقہ میں جو اسی ناکہ کے نام سے
 علاقہ کریم کہلاتا ہے ہوتا ہوا علاقہ ونگش و دربران و درویش خیل کے بھارون ملک سے جنوب شرق کو ہواوان
 علاقہ بنون کے مغربی سرحد سے نکل کر میدان میں سیدنا جنوب شرق کو جاری ہوتا ہے اور اکثر رگہ بنون مروٹ
 و عیسیٰ خیل کو سیراب کرتا ہوا اور کیندہ میں قصبہ عیسیٰ خیل سے بفاصلہ پانچ میل کا فوٹ کے متصل داخل ہوتا
 ہے ناکہ علاقہ کریم و بنون و خیرہ کی سیراب کرنے کے لیے اکسیر کا حکم کرتا ہے اس ناکہ میں بھارون کے اندر زردم کے مقام کے
 ناکہ کے کنارے اور ناکہ کنتی نام بھارون سے نکل کر شامل ہوتا ہے اس ناکہ کا سر کوہ جدران میں واقع ہے جہاں اسکو
 شل کہتے ہیں اور ملک خوست میں ہو کر آتا ہے کل راستہ ناکہ کریم کا کوہ سفید کی ایک دریا کی سند کے شمول تک ایک سو چار
 میل ہے جہاں سے کوہی راستہ سپاس میل اور میدانی راستہ سو میل شمار ہوتا ہے **کریم** بھارون
 فرخ اور بلخ و طار بن بھارون کی سلطنت انگریزی کے مغربی انجام کر سب کیلین واقع ہیں جو شمال سے جنوب
 پہلے تو موٹی علی بنی میں و کابھج کے بھارون کے قریب سطح اسکا بھت بلند ہے اور سخت سلیمان اور سکنا نام ہواوان
 اس کی بلند کے سطح سے گیارہ فٹ ہے اس چوٹی کے اوپر چشہ برف سردی کے موسم میں بڑی بڑی گرمی پڑتی

برٹ گل کر جاتی ہے کلی کے کنکر اور ریتی بہت بہت ہیں دریا ہند کے طرف کے شرقی گھاٹان اسکو بہت
 ڈھلوان ہیں اور بہت چٹے اور ندیاں اس سے نکلتی ہیں جات کے ملک کو سیراب کرتے ہوئے ہند میں داخل
 ہوتے ہیں اور بعض کا پانی راستہ میں ہی جذب ہو جاتا ہے مغربی گھاٹان اسکی لمبی اور اونچی ہستان کے
 سبکل تک پہنچتے ہیں اور مشہور ہے کہ کوئی دریا اس بھاڑ کی سوا ہی رود گرم کے سمندر تک نہیں پہنچتی
 صرف رود گرم کا پانی بذریعہ دریا ہند کے سمندر تک پہنچتا ہے اس بھاڑ کا کل سطح شمال سے جنوب کو
 تین سو پچاس میل ہے افغانی قوم کثرت میں ہے نباتات اور سنہری اور بہت کم پیدا ہوتی ہے گرمی
 ایکے نشیب سے چوٹی تک بہت گہری تلی برٹ یعنی کوہ سے سردی کے موسم میں تھکے رہتی ہیں اور اونچے کے
 اور کشتے ڈار جہاں پانی پیدا ہوتی ہیں جگہ کے ساتھ جہاں کے موسم میں بول بھی ہو پتوں میں دریا ہند
توجی یا گھسیلا ہے دریا کوہ خروٹی علاقہ اور گون اور کوہ ریل سے نکلتا نواح مرقہ اور علاقہ طور
 سے اگر ملک بنوں کے مغربی سرے سے مشرق کی طرف منہ کوہ شکہ توجی سے باہر نکلتا صلیع بنوں کوہ
 میں داخل ہوتا ہے اس نالہ سے صرف تھپہ مار کرنی و نور و گانیل و زیران کی اراضی سیراب ہوتی ہیں
 اور بند پھل سے لٹڈیہ اک کی زمین کو بھی پانی ملتا ہے اس سے نیچے پانی اسکا زمین کی سیرانی کے کام میں آتا
 مگر روٹ کے علاقہ میں جہاں اس نالہ کا نام گھسیلا ہے کوہ گون کے نیچے میں پانی اسکا کام آتا ہے پھر قصبہ
 کی روٹ سے تین میل مشرق کی طرف لکڑہم میں داخل ہو جاتا ہے کل راستہ اسکا ابتدا سے انتہا تک ایک سو
 میل کا شمار ہوتا ہے **گلہری** دریا پیدہ ایک شہر اور کوہ سلیمان میں ڈیر جات سے کابل کی طرف
 جانے کا راستہ ہے پھر دریا کے اوپر دریاں نکلیں اور پھر ہی ملک کے جہاں ہزار می قوم رہتی ہے وہاں
 ہے اس درہ کو ایک برابر استہ واسطی آمد و رفت ہندوستان و افغانستان کے شاہ کیا جاتا ہے شمال طرف
 ایک درہ خیبر اور جنوب کی طرف درہ بولان ہے اور اسی درہ بولان کے اندر سے ہو کر انگریزی فوج شاہ
 شجاع کو ایک کابل کے تھوڑے پانی افغان کے قافلے گلہری دریا سے بہت گہرے میں جو مال ہندوستان کا کابل
 اور افغانستان کا ہندوستان کو لایا جاتا ہے اسی دریا سے گزرتا ہے راستہ اسکا بہت جگہ پلا و پر ہے
 جبکہ وہیں داخل ہون تو قریب میں میل کے اول شمال مغرب جاتی ہیں پھر آگے چالیس میل مغرب کے
 سمت کو چلنا ہوتا ہے پھر واپس بہتار جگہ کہانی اور تھکلیضن اٹھاتے ہوئے غزنین پہنچتی ہیں اس درہ
 کے اندر دیر می قوم کثرت رہتی ہے پھر مشہور و ناکا غار تگری و قزاقی ہے اگر وہ وہ بھاڑوں کے اندر جہاں
 پانی بہت گہری بھی کرتے ہیں مگر اصل مشہور و ناکا غار تگری ہے اور ہر وقت تاک میں رہتی ہیں کہ اس درہ
 کے مسافروں کو لوٹیں و چار دس مسافروں کو مار دینا یا لوٹ لینا اور انکو اس کے کچھ مری بات نہیں

اسو اسطرلوانی وغیرہ سوداگر ٹپے بڑی قافلے ٹکرا اس درہ میں داخل ہوتی ہیں اور پتھیاں وغیرہ سامان کو
 سے درست رکھ کر پتھیاں شکل خانہ مال سلامت لیجاتے ہیں کھل سید ایک دریا شرقی کوہ افغانستان میں
 بہتا ہے اور کوہ سلیمان سے ٹکرا دریا سے سندھ کے طرف آتا ہے اور اوت کے کرنے مسافت اکیسواٹھ میل کے
 رگستان امن کوہ میں پھیل جاتا ہے اور رگی زمین اسکی پانی کو جذب کرتی جاتی ہے اس دریا کے راستہ کو جو
 بھار کے اندر ہے گلیری درہ کہتے ہیں شمال کی طرف اوسکو درہ خیر اور جنوب کے سمت کو درہ بولان ہے
 بلکہ گمل نام ایک قصبہ بھی امن میں اوس شکر پر جو غزنین سے ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف جاتی ہے حلیہ
 میل ڈیرہ اسماعیل خان سے مغرب کی طرف آبادی آبادی اسکی گمل کے درہ اور دریا کی گمل کے درمیان ہے
 کنارے کے اور واقع ہے کانسہ کوٹ اس نام کا پتھر اور ایک پرانا قلعہ قدیمی عمارت کا
 ایک تو قلعہ ضلع بنوں پر گنہ جسی خیل موضع گوندل کے جنوب دریا سندھ کے مغربی کنارے کے بھار کے ایک
 قلعہ بنا ہوا نظر آتا ہے عمارت اوسکی اگرچہ خستہ حال ہے مگر نہایت مستحکم و بلند ہے جسے اونچے برج ایک آٹھ
 عمارت کا قلعہ موجود ہے اور دیواروں میں توڑ پھوٹ کے مورچے دکھائی دیتی ہیں سوامی قلعہ کہہ
 بھی وضع ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں بھیان پڑا تھا آباد تھا کہ گندرات اوسکو دور دور تک معلوم ہوتے
 چلے جاتے ہیں مگر اسکے بانی کا نام اور اوسکا زمانہ دریافت نہیں ہوتا اور نہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر کب آباد
 تھا اور کب ویران ہوا قلعہ کے ٹوٹے پھوٹے دیواروں دریا سندھ کے ساتھ ملی ہوئی ہے اب بھی جو شخص اعمارت
 کو دیکھتا ہے اوسکی شکام و صفوٹھی و صفائی کے معاینہ سے تعجب حیران رہ جاتا ہے وٹو صاحب مورخ
 انگریز فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسی عمارت بلند و نیچہ باوجود محبت سیاحی کے کہیں نہیں دیکھی جو کہ چند ہزار
 اسپین گنبد کی صورت گول میں اونکو دیکھنے سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ بودہ مذہب والی لوگوں نے جو دور
 برس سے پیشتر بھیان آباد تھی یہ مکانات اپنی پرستش گاہیں بنائی ہوئی اور جوان برہمنوں کے
 کہی اور بادشاہ یا راجہ نے اونکی بنوائے ہوں کیونکہ یہ پتھیاں چار کے عمدہ موقع اور سخت جگہ پر واقع
 ہے اور اسلک کے حکام کے واسطے یہ قلعہ نازک و قوتوں میں حصین اور جامی سپاہ تھی اور یہ بھی مشہور
 کہ ہمایون بادشاہ چٹائی نے بھی اپنی بھائیوں کی ہمہری کے وقت ایک دفعہ بھیان آکر پناہ پائی تھی اور چٹو
 کی یہ عمارت مبنی ہوئی ہے اور وقت تو قوت و سندھ و غیرہ آتش فشان پتھیاں و نکانہ میں کہیں نام
 و نشان بھی نہ تھا و ستر کا فساد کوٹ بنوں کے شمال کی طرف محض ایک اونچے بھار کا نام ہے جو تراشا
 ہوا بھار قلعہ کے دیوار کی طرح اوسجا معلوم ہوتا ہے مگر اوسپر کوئی عمارت یا نشان عمارت کا نظر نہیں آتا
 قدرتی شکل اوسکی اس طرح خالق حقیقی نے پیدا کی ہے اور جو تین ٹری ٹری ٹیلے بھار کے دو سرے بطور قلعہ

پس کہا ہی دیتی ہیں نزدیک جاکر دیکھنے سے دور دور معلوم ہوتی ہیں کہ **غونڈ** صدر ضلع بنوں کے
 مقام سے پتالیس میل گوشہ جنوب مشرق کوہ شیخ بدین جسکو کہ غونڈ بھی کہتے ہیں سطح سندھ سے چار ہزار چھ
 ہزار فٹ بلند ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور بنوں کے وسط میں درہ نیر سے مشرق کے طرف واقع و اگر
 نسبت قلت پانی کے درخت و دان کے لیے رونق اور خشک ہیں مگر باعث بلندی کے گرمی کے موسم میں سرد
 رہتا ہے اور ہوا صحت اور شور سے چلتی ہے تاہم گرمی کی شدت سے محفوظ رہنے کے واسطے اکثر صاحبان گنجان
 اپنے مہیون اور چھون کو لیکر گرمی کا موسم دان جا کھیتی ہیں اور ڈیرہ اسماعیل خان و غازیخان و بنوں کے دیگر
 عبادار اکثر دان میں سے شہر تک رہتی ہیں **علاقہ خوش** یہ بھاری علاقہ گرم کے علاقہ سے
 جنوب کے طرف واقع ہے اسکے مغرب کی طرف کوہ جدران مشرق کوہ وزیران جھیت خیل و جن خیل ہی چاروں
 طرف اسکو بلند بھار حلقہ کئے ہوئے ہیں پچھین سطح میدان ہے کوہ جدران سے روڈ شل لنگر اسلامک کے
 وسط میں مشرق کے طرف کوہی ہے اکثر علاقہ اوس سے اور کچھ چھوٹوں کے پانی سے سیراب ہوتا ہی گندم
 و انول صحت پیدا ہوتے ہیں مغربی حصہ میں اسکے قوم اسماعیل خیل و حیدر خیل و مند و زئی وسط میں قوم
 پڑہ و مرد خیل مشرقی میں قوم لکن و رکی خیل وغیرہ آباد ہیں لغاری قوم انہیں تجارت مشہور اور باقی
 کشتکاری کرتے ہیں تاکو بھیان کا شہر مشہور ہے اور گہی و چانول و ند ضلع بنوں کو فروخت کیو اسطے کہ
 سبز نمک زریزی قوم بھیان فروخت کیو اسطے کہ لاتی ہے خیل و آہنی اسباب و بختہ حرم و پارہ سفید کی بھیان بری
 قدر ہے یہ علاقہ فی زمانہ امیر کابل کے متعلق ہے **علاقہ وزیر** یہ علاقہ صحت و سیر ہے اور ڈیرہ
 قوم بھار و نہیں بنتے آبادی انکی گنجان نہیں ہے متفق موقوفین میں آبادیان میں مشرق کی طرف اسکو
 حد و ضلع کوٹ و بنوں و کوہ پٹنی جوحد و ڈانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملا ہوا ہے جنوب و درہ
 مغرب علاقہ قوم خروٹی نامتھ کوہ بریل شمال علاقہ دنگون و جدران ملک خوش و گرم و وحد و ضلع
 کوٹ واقع ہیں ان حد و کے اندر وزیری قوم مشرق رہتی ہے فرقہ دروش خیل یعنی آٹامی
 احمد زئی آپس میں تھلڑ رہتی ہیں و مسعود و دن کا علاقہ الگ ہی سرائیک شاخ کے بھار کے اندر علیہ علیہ
 زمین ہے سوائے علاقہ کافی گرم شمال و مرفہ و بریل کے باقی علاقہ زمین زمین بخت کم ہی ملک انکا ناموار
 و ٹیکہ دار ہے جنوبی و مغربی حصہ میں اسکے اوچے اوچے بھار ہیں سب کا اوچا بھار مسعود و دن کے علاقہ میں
 سیریل ہے بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار پانچ سو تراسی فٹ شمار ہوئی ہے ان بھار و دن میں
 کے درخت اور دیو دار کے پٹر کثرت جنوب کی طرف علاقہ وزیر کے کافر و اتہ ہی اور اسے علاقہ کے کافر
علاقہ کوہ دور اندر مغربی حد و ضلع بنوں روڈ چھی کے دو نوکار و دن پر واقع ہے پڑ و

ایک قوم وزیری اور چین درہ قومی کے اندر قوم دورستی ہر زمین اسکی رود قومی کے پانی سے سیراب
ہو کر غلہ کی پیداوار کامل ہوتی ہے تاکہ اور بھی اور مویشی اس علاقہ کے ضلع میں سو اگر فروخت کیو سطر
یجائے ہیں پارہ سفید اور نکاب کی بھان بھت قدرتی علاقہ شیرانی درہ گول کے جنوب
کی طرف ہے ایک بھاری علاقہ واقع ہے مغرب کے طرف اسکے رود جنوب مشرق قوم کا گرومند و خیل مشرق
حد و ضلع دیرہ اسماعیل خان دیگر گنہ کلاسی ہے اسکے شمالی حصہ میں قوم حسن خیل وسط میں او خیل طوبانی
جنوبی میں قوم ہری پال شاخانی شیرانی بستہ میں علاوہ اسکے قوم باڑا درہ اشتراکی جنوب مشرق کی طرف آباد
ہیں اور اسی علاقہ میں وہ اصلی خطہ کوہی کوہ سلیمان کا جسکو تخت سلیمان کہتے ہیں مسلم سمند بھی بارہ ہزار
فیٹ اونچا موجود ہے اسی موقع کے سبب نام کل سلسلہ متعلقہ اس بھاڑ کا کوہ سلیمان مشہور ہے علاقہ شیرانی
اور اشتراکی سے جنوب کی طرف ایک نالہ کوہی ڈھوڑہ نام سے لیکر ضلع دیرہ غازیخان کے حد و تک مغرب
گیاٹوں میں قوم بلوچ کے شاخین ملک سندھ کے حد تک آباد ہوتی ہے گویا اس طرح کہ نالہ وہودہ سے جنوب کی سمت
قوم کسرائی اون سے جنوب بنوار وغیرہ پھر میدان شہر سے مغرب کے طرف کوہی ملک میں قوم مری اور اون
جنوب گئی آباد ہیں **کاکرا کرا** قوم بھی وزیری قوم کی طرح ایک وسیع بھاری علاقہ
پر قابض ہے مگر مشہور اور عمدہ علاقے انہیں سے اول رود جنوب کے جنوب شمال کے طرف پر واقع ہیں اور وہ
کناروں پر قوم مند و خیل و کاکرا کے دیہات آباد ہیں زمین زرمی زر خیر و سیراب عمدہ ہے دوسرا علاقہ اسکا
پوری و برشور و چوخی و کوٹہ ہے جس کے حد و سے درہ بولان ماہین قند مار و شکار پور جاتا ہے علاوہ اسکو
گروہ اج کے بھاڑوں پر مشرق آبادیان بھی اس قوم کے موجود ہیں مشرقی حد و انکو کوہ شیرانی و بلوچان
سے دور تک ملتے چلے گئے ہیں قوم موہی خیل و ایوٹ افغان کسرائی بلوچان کے بھاڑوں سے مغرب کی طرف
ضلع دیرہ غازیخان کے حد و تک آباد ہوتے چلے گئے ہیں انکو علاقوں سے گوسفند و مویشی خرید کر باہر
یجائے ہیں اور باہر سے پارہ سفید بھان لاکر فروخت کرتے ہیں نالہ طہور ایک بھاری نالہ دریا
کے علاقہ میں ہے کہ ملک سیراب کرتا ہے اسکا کوہ سلیمان کے مشرقی حصہ سے ہے و انکو نکل کر یہ دریا
کے علاقہ میں آتا ہے اور نیالیس میل تک برابر زمین کو سیراب کر کے گیٹان میں منقود ہو جاتا ہے **ساو**
یہ ایک نالہ مشرقی بنا کوہ سلیمان سے نکل کر علاقہ دیرجات میں آتا ہے اور پھر میل تک مشرق کی طرف
بتا ہوا اور ملک کو سیراب کرتا ہے اور گیٹان میں پہنچتا ہے وہاں اگر پانی اسکا تمام و کمال ریتہ میں جذب ہوتا ہے
چلا جاتا ہے **کوہ مار** و ضلع دیرہ غازیخان کے متعلق ہے ایک بھاری قوم بلوچ اسمیں رہتی ہے بھیل
رات کے وقت جھاوگی و خٹون کے اوپر چٹیم پرتی ہے وہ جم جاتی ہے وہاں کے باشندے و خٹون کے اوپر

وہ شہنشاہ کے کرکٹ کے بہتے کہاتے ہیں اور وہ بالکل ترنچین اور شیر شہت کی طرح شیریں و لذیذ ہوتی ہے
 دی ہیں نہ جنس ہے اس کی شیرینی میں اور کچھ عیب نہیں ہے البتہ کھانے کے وقت پھاؤ کے پھون کی بواہا کرتی
 ہے وہاں کے لوگ اس کو شگوار کہتے ہیں گندم و جو و اجڑا و جوار کی دان میں ایش بھرت ہے ۔

تھوین تھیم بھاو پور کی ریاست اور وہاں کے ذکر میں

یہ علاقہ ریاست گاہر میں بھاو پور کا پنجائے میدانی ملک سے سمت جنوب مغرب اتم ہے مغرب کے طرف ہر ملک
 سندھ و علاقہات سرحد ہی پنجاب مشرق و جنوب کو خلدیم پٹھانہ و جلیمر و جنوب مغرب کے طرف زاویہ ملک سندھ ہے
 سرزمین اس علاقہ کی شکل جنوبی تین سو اسی میل طول شمال مشرق سے جنوب مغرب اور ایک سو اسی میل چوڑی
 سطح بائیں سر اسیل پر ہے اور بقدر زمین میں ہر محل جٹا حصہ قابل زراعت ہے باقی سب گشتان و جنگل و بیابان
 شمال مغربی پر اس کے دریا کی گہرا اونچہ بندہ سند جاری ہے جو زمین اس کی ہموار و سطح ہے کوئی ٹیلہ یا بھاؤ واقع نہیں
 سو اسی ریگ کے نیلون کے جو پچاس یا ساٹھ فٹ سے زیادہ بلند تھیں ہوتی زمین قابل زراعت اس علاقہ کی ریگ
 بائیں کنارہ کی مارہ میل تک چوڑی و دریا کی گہلی گئی ہے اسی زمین کے ٹنگڑی میں بھرت سی آبادان و اقم ہیں
 رعایا اس علاقہ کے اکثر سدھان اور سندھ و کم ہوتی ہیں کل علاقہ کی رئیس متوفی کے وقت پندرہ لاکھ کے قریب تھی اب
 سرکاری سرپرستی اور انتظام میں آمدنی بھرتہ گئی ہے چھ لاکھ آدمی کے قریب کل علاقہ میں ہی بھاو پور اور
 خان پور آج تھیں پٹیان اس میں آباد ہیں خاص شہر بھاو پور شہر دارالریاست بھاو پور
 دریا کے کنارے ایک شاخ پر ہے دریا سے بھارت و دیل شہر لٹان میں بھارت شہر لٹان کے اندر آباد ہے
 شہر ناہ اسکا خام اور کل دورہ قریب چار میل کے ہے قوم سید و اودو ترہ و بلوچ و راجپوت و کتری و کرم
 طرح طرح کے قومیں اس میں رہتی ہیں عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے پھر چار ہزار آٹھ سو کے حویلیان اور کھنڈار
 و کان پٹیان شہر آدھی آبادی ہے رئیس کے رہنے کے مکانات بڑے بلند و عالیشان ہیں ہوتے ہیں بازار بارہن
 کارخانہ تجارت بکثرت بڑی بڑے ساہوکار مالدار و تجار باہ قار و کائین کرتے ہیں بھارت خانی ہر ایک شہر
 کے جاری ہیں پارچات لنگی ارب پتی سادہ و ارب پتی سادہ و کلاہونی و لنگی ہوتی و سو پتی شروع و گاہدنی و
 ارب پتی بھارت بھارت ہوتے ہیں کانسی کا کٹوری اور سی برتن بھارت ہوتے ہیں خدوق و تلوار و خیرہ و ہتھیار
 بھارت بھارت ہوتے ہیں جو لوگ و درو و راج پوتہ لیتے ہیں آدمی اس شہر کے قدر آور و مضبوط و ساروں لنگ
 کے ہوتے ہیں سر کے بال بھارت ہوتے ہیں اور باطن سبیل اس قدر لگاتار ہیں کہ تمام کٹوری و کٹوری ہوتے ہیں
 لنگ کا نشہ بھارت ہوتے ہیں ہر ایک کے کٹوری لنگی لنگی ہوتے ہیں ہر ایک کوئی دوست یا آشنا آدمی تو ہر ایک

۱۸۶۶ء کو بکرا جتئی میں بھاول خان مرگیا اور محمد صادق خان اوسکا بیٹا سندنشین ہوا اور دس برس تک وہاں
 ہو کر ریاست کرتا رہا۔ اس وقت بکرا جتئی میں پنجیت سنگ نے ڈیرہ ہارن خان کا ملک فتح کر کے شاہ زمان خان کے
 حاکم سے تین لاکھ روپیہ نذرانہ وصول کیا اور اس ریاست کے طرف مشورہ ہو کر محبت سے علاقہ وسیع قرار دیا
 کر کے اپنی تصرف میں لیا اور چند سال تک پچاس لاکھ روپیہ نذرانہ کے وصول کیے۔ اس وقت بکرا جتئی
 میں محمد صادق خان مرگیا اور نواب بھاول خان اوسکا بیٹا ریش حاکم بن گیا اور کچھ وقت میں پنجیت سنگ
 نے اس میں کو وصول نذرانہ و جرمانہ وغیرہ کے واسطے محبت سنگ کیا اور چار لاکھ بیس ہزار روپیہ
 علاقہ لوہان رئیس نے جت بکرا کہ اس پنجیت سنگ کے ہاتھ سے ملک ریاست و غرت کا پنجاہ مال ہی تو آگ
 انگریزوں کی طاعت قبول کی چونکہ انگریزوں کو بھی معلوم تھا کہ پنجیت سنگ کے علاقے اور پندرہ ایک ہزار
 دریاہ تسلیم مد مقرر ہو اس واسطے انہوں نے رئیس کی درخواست قبول کی اور اوسکو اپنی حفاظت میں
 لے لیا اور اس نے جس علاقہ پنجیت سنگ کے ماتحتی اور حکومت ہو باہر نکل گیا بلکہ بعد فتح کا بل شہادہ بنجا
 کو انگریزوں نے کابل کے تحت پر مشتمل یا تو بھی یہ علاقہ کابل کی سلطنت کے حکومت سے بری رہا اور پھر
 بھاولپور نے سرکار انگریزی کی بڑی بڑی ضرورتیں اہلین کہیں بھلی سندھ کے ملک کی ہم میں دسویں فوج بکرا
 کو رسد پہنچائی اپنی فوج بکرا کی بعد فتنہ سنبھل دی جن خدمات کو نمٹ کر اوسکو علاقہ سنبھل کوٹ
 دیوہنگ بارہ علاقہ کیا بعد ازاں جب مولراج ناظم نشان نے بغاوت کی تو وہاں کے رئیس نے اپنی فوج
 نو ہزار سپاہیوں اور پچاس لاکھ روپیہ کو بکرا کی بھاری لڑائی فیما بین فوج بھاولپور و مولراج کی ہوئی بھاولپور
 فوج فتح پائی اس وقت کو عیوض میں سرکار انگریزی نے ایک لاکھ روپیہ سالانہ پیشکش کیا جس سے بھاولپور کی ضرورتیں
 پوری ہوئیں ایک لاکھ روپیہ کا جو نو اس کے ملکیت دریاہ گہا کے پار تھا اور سرکار انگریزی کو وہاں پر پیشکش کر اوسکی فوج
 کی ضرورت تھی تو اسے بلا تامل دیدیا عرض بھاول خان فریق دوستی و خیر خواہی و وفاداری کا سرکار انگریزی کی ساتھ
 ہو کر اس وقت میں بھاول خان مرگیا بھلی جو بیٹا اوسکا محمد صادق خان جانشین ہوا اور چالیس سال تک وہاں حاکم رہا
 مگر پھر بھلی کی حکومت قائم نہیں رہی اور اتفاقاً مثل فوج و ملک کے دہلی حاکم ریاست کی گدی پر بیٹھا اور چوٹیا سلطنت
 نظر بند رہا اس کے مرنے کے بعد چونکہ رئیس مال غور و سال لگیا تھا اس واسطے انتظام اس ریاست کا سرکار انگریزی
 نے اپنی ذمہ داری پر لے کر فوراً صاحب کشمیر ملتان کو بھاولپور میں مامور کیا صاحب کے جان سپرد کیا لوگ اٹھنے و چلنے و
 ہو گئے مگر چند تھنشی و افترار و ازاد می جو بھی بات نہیں پاتے اپنی اعمال کے منکافات کو پیشکش کر دیا اور
 نواب بھاول خان کا سوتیل بھائی جو بھلی نو اس کے وفادار کے بعد دعویٰ ارشد نشینی کا ہوا تھا اور رئیس مرہوم کے
 اوسکو قتل شدہ در اور میں قید کیا تھا انکو اگر لاہور کو روانہ کیا گیا اور لاہور میں قید کیا گیا تو وہاں تک

صنعتوں کے کارخانے جاری ہیں بازار خوشنما و بار دہی ایک سید خجہ عالمیہ جیسے چار بنیاد بنی ہوئی ہیں۔
 بھاول خان کے بنوائے ہوئے ہیں جو وہیں توڑی دار اور باروت بھیان بھت تھنے بنائی ہوئی و
 ابریشم کے کپڑے بھیان بھت تھنے بنائے ہیں کل شہر میں ایک ہزار اٹھ سو گھراؤ رہتیں ہزار آدمی آباد ہیں
 کے سوا ہی ایک اور بھی ہستی احمد پور نام اس علاقہ میں ہے جسکو چوہا احمد پور بولتے ہیں آبادی اسکی سند کے ملک
 کے طرف ریاست کو سرحد کے اوپر بہا و لیور سے اکیسواونٹیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے **قاسم کا**
 حصہ قصبہ ریاست بہا و لیور میں بائیں کنارے دریائے گہرا سے چار میل بہا و لیور سے شمال مشرق کو اکیسواونٹیس
 میل آباد ہے **خان** بہا و لیور کی ریاست میں ہے ایک بڑا قصبہ بائیں کنارے دریائے گہرا سے
 کے آباد ہے زمین اسکی خصایت درخت و سیراب سرسبز ہے دریا کے طغیانی کا پانی اسکو سیراب کرتا ہے
 کہ خشک سالی میں بھی اسکی زمین کو پانی کی حاجت نہیں ہوتی میدانی علاقہ کی اوس میں بھیاں ہوتی ہے قصبہ
 کے زمیندار بھی مالدار و سودہ حال ہیں بازار باروت و تجارت ہے **خان** گڑھ قصبہ بہا و لیور
 کی ریاست میں بہا و لیور سے اٹھارہ میل بہت جنوب اور شہر کا نیر سے اکیسواونٹیس میل شمال مغرب کو آباد ہے
خان بہا و لیور کی ریاست میں ہے ایک آباد شہر اور پیر کنارے اوس قصبہ کے حکم نام اختیار ہے
 آبادی بازار میں کافی آباد و کارخانہ تجارت کا کثرت بازار وں کے اوپر اکثر چٹین پڑی ہوئی ہیں اور
 ایک کچا قلعہ دو سو گز لمبا اور اکیسواونٹیس گز چوڑا ہے اسکی حالت کے طرف سے اوس میں قلعہ اور شہر
 گرد و نواح کی زمین اسکی لائق کاشت و زرخیز ہے مگر جو زمین کہ خاص بہا و لیور سے جنوب مغرب کو اس
 حصہ زمین بدلتی ہے کیونکہ مشرقی ریگستان اس قصبہ کے پاس سے شروع ہوتا ہے اور جو شرک کہ اسلام گڑھ سے
 آتی ہے وہ بھیان میل بہت جنوب اس قصبہ کے عین ریگستان کے اندر واقع ہے اس ریگستان میں لمبی و
 طویل ٹیلے ریت کے کوسوں تک برابر نظر آتے ہیں گویا اس جنگل کو ریت کا سمندر کہا جاوے تو سچا ہی اس شہر میں
 اگرچہ اب عمارت تھوڑی ہے مگر قدیمی علامات سے پتہ چلتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ قصبہ بہت آباد ہوگا اب بھی
 ہزار آدمی انہیں رہتے ہیں مگر مسلمان عام و منہ و سراسر نام **چیمہ** بہا و لیور کے
 ریاست میں ہے ایک قصبہ دریائے گہرا کے بائیں کنارے آباد ہے اسکی مشرق کے طرف ریت کے ٹیلے جس شہر میں
 تھل بولتے ہیں بہت نزدیک ہے اسو اسطر او سطر کے گلیان و بازار و گہر ریت سے بھری رہتے ہیں اور وہ ریت
 فصل سے اور اور کر قصبہ کی نہایت کو نقصان پہنچاتا ہے اس ریگستان اور قصبہ کی آبادی میں وسیع کا
 فاصلہ تھا چند سال گذرے ہیں کہ گہرا زمین طغیانی ہوئی اور پانی دریا کا اس شہر کا چڑھ آیا اوس وقت
 اچھی زمین کو دریا اوٹھا کر لے گیا اور یہ ناقص تھیں ڈال گیا عمارت قصبہ کی تمام ہی گر چوکنہ زمین کی

مٹی تختہ پر اور بارش بھی اس طرف کم ہوتی ہے وہاں کے گھریلے ملک قایم رہتی ہیں چند مسجدیں جو میان تختہ و
 منقش بھان بنی ہوئی ہیں اور پانسو دوکان کا بازار بھی اس شہر میں تجارت بھت ہوتی تھی اس کا نام تو پوریا
 سودا گروں کے قافلہ بھان آتے ہیں اور خرید و فروخت مال کی کرتے ہیں کارخانہ بھی ہمارے پاس
 و انگری و ظروف سازی کے بھان جاری ہیں شہر کے باہر کے قلعہ و گڑھ بھان کچی بنی ہوئی ہیں جو بھان کے رستے
 وقت بوقت بناتی رہی ہیں **مارہ** **و** **ٹ** **بھ** **قصبہ بھادپور** کے شرقی میدان میں اوس شہر کے چوہا و لیور
 بہتر کو جاتی ہے بھادپور سے ساٹھ میل شرق کی طرف آبادی شہر یاہ قصبہ کے گرد خام لیور قلعہ بنا ہوا ہے۔
 گروں کی آبادی بھت سی خام اور کچھ تختہ بازار آباد و بارون پر تجارت ہو کر دنو راج کی دیکھاتی لوگ اپنی
 پیداوار کا غلہ بھان لاکر فروخت کرتے ہیں **میر گڑھ** بھادپور کے علاقہ میں بھہ ایک قصبہ بھادپور سے
 شرق کی طرف آباد ہے چوٹا سا زمین بازار بھی اور قصبہ کے پاس ایک قلعہ خاص ہے زمین اس کی اچھی ہے
 گزر راہوں کو پانی کنوؤں کے ذریعہ سیریا جاتا ہے **موج گڑھ** بھادپور کی ریاست میں بھہ ایک قصبہ
 اوس شہر کے چوہا و لیور سے جودہ پور کو جاتی ہے بھادپور سے ستائیس میل جنوب شرق کو آبادی علاقہ
 متعلقہ اسکا تمام رنگ اور گل سے محیط ہے گڑھ خاص آبادی قصبہ کی تختہ زمین کے اوپر واقع ہے شہر کے گرد
 چوٹے چوٹے رگ کے ٹیلے بھت ہیں شہر کے گرد تختہ دیوار چاس فیٹ بلند اڑھائی فیٹ موٹی بنی ہوئی ہے
 جب نواب بھاول خان نے اول اس شہر پر پوریش کی تو شمالی دیوار کے طرف تو میں نصب کہن چنانچہ نشان
 لوگوں کے آج تک نمایاں ہیں وہ دیوار چاروں طرف کے شہر کے فضل کے اندر بنتی ہوئی ہیں اور شکل و صورت
 شہر کے تمام و کمال قلعہ کے طور پر ہے اندر شہر کے ایک مسجد تختہ عالیشان بلند کرسی کے ایسی بنی ہوئی ہے جس کی بلندی
 کے دیوار کی بلندی سے بھی زیادہ ہے مینار و سکردور سے نظر آتے ہیں شمال کے طرف شہر کے باہر کسی بزرگ
 مسلمان کا مقبرہ نہایت تختہ و عمدہ عمارت کا بنا ہوا ہے اوسکی مینار بھی بھت بلند و عالیشان ہیں اور ایک
 تالاب بھی قصبہ کے باہر تختہ بنا ہوا ہے جو بارش کے پانی سے پر آب رہتا ہے شہر کے اندر کنوئیں اٹھاون ہاتھ کے
 عمیق بھت ہیں **سارگپور** بھہ ایک قصبہ بھادپور کے ریاست میں پانچ میل بائیں کنارے دربار
 گہار کے اور اٹھاون میل شرق و شمال شرق کے طرف بھادپور سے آبادی **محمود** **وال** بھادپور
 ریاست میں بھہ ایک قصبہ ملتان سے جنوب کو بانو سے میل اور خاص بھادپور سے جنوب مغرب کے سمت کو
 اکثر میل آباد ہے **ناموکی** بھہ قصبہ بھادپور کے ریاست میں بائیں کنارے دربار کے اور خاص
 بھادپور سے اکیسواٹھ میل شمال شرق کی طرف کو آبادی **نوشہرہ** بھادپور کی ریاست میں بھہ ایک
 قصبہ بھہ چوٹے سے بازار کے آبادی اسکی ایک و پندرہ میل کے اوپر ایک ندی کے کنارے پر واقع ہے

قبضہ کے گرد و عمدہ فیصلہ بنی ہوئی ہے اور اراخی متعلق اسکے آباد و زرخیز و سیراب پیدائش غلہ کی بھت مولیٰ ہے اور **حیدر و ٹکھا** حیدر کی ریاست کے متعلق بھی ایک پرانا شہر دریائے پنجند کے بائیں کنارے سے بفاصلہ چار میل آباد ہے اسکے گرد و خفاہت خوبصورتی کے ساتھ درختوں کے مجموعے لگے ہوئے ہیں اور قلعہ خفاہت سرسبز و سیراب ہے تین آبادان شہر کے علیحدہ علیحدہ واقع ہیں اور تینوں آبادیوں کے گرد و اطراف لگاتار شہر بنناہ بنی ہوئے ہیں آبادی شہر کی گنجائش گلیاں تنگ بازار کشادہ اور بڑی ہیں بہت ہر ایک دانت کی عمدہ و خوبصورت منکر بھیاں ہے اور ملکوں میں تحفہ بھیجاتی ہیں تجارت بھی اگرچہ بھیاں ہر ایک قسم کی بھت ہوتی ہے مگر برتنوں کی تجارت بھت بھی وافر ہے قدامت میں ملتان کی طرح بھت شہر بھی ضرب المثل ہے اگرچہ کچھ اوٹرا اور کئی دفعہ آباد ہوا مگر آخر آبادی اسکی جو شہنشاہ الدین زکریا ملتان کے وقت تسلیم ہوئی میں اس سے بعد بھی مدت اس پر بھت آئی مگر دیران بھین ہو اسکھوں کی فوج نے رنجیت سنگھ کے حکم پر اسکو بھت لوٹا اور قریب تھا کہ آٹھ جاوے مگر جب ریاست بھادلوپور انگریزی حکومت کے تحت میں آکر محفوظ ہو کر تو اسکھوں کا دست غارت بھرا ہوا تھا آبادان اس کے شیلوں کے اور میں جو بھیلے آبادیوں کے کھنڈرات ہیں اس میں اسلامیت سے ادلی بھی بھت شہر حاکم نشین تھا اور اسلام کے وقت میں بھی حاکم نشین ہوا ایک آبادی اسکی متعلق سادات بخاری جو حکماء بزرگ بھلوپور حلال الدین سرخ بخاری بھیاں آیا اونکی پوتے سید حلال الدین مخدوم مہمانیان جہان گشت بڑی بزرگ اور ولی تھے بھکار و خدہ بھیاں زیادہ نگاہ بنا ہوا ہے اب تک اونکی اولاد بھی بھیاں قابض علی آتی ہے بھت حضرات سید حسینی حسینی ہیں بلکہ کل ہندوستان میں جو سید بخاری اپنا شجرہ انکے ساتھ درست ملا دیکھا حسینی حسینی ہو گا دوسری بستی گیلانی سیدون کی ہے بھت بھی بڑی بستی ہے اسکے سید گیلانی ہیں جنکے بزرگ سید محمد علی نقیادی علی ہے اگر بھیاں سکونت پذیر ہوئی اونکا اور اونکی صاحبزادی سید عبدالقادر ثانی کا روضہ بھیاں موجود ہے سو اسی انکی اور بزرگوں کے روضہ بھی بھیاں بھت میں اوکل شہر کے اگرچہ تین بڑی بستیاں ہیں مگر اونکی سو اسی بھی متفرق آبادیاں ایک دوسری کے پاس ہیں اور کل کا تعداد شمار کر کے سات اوجھن مشہور ہیں اور نام اس شہر کا سید مخدوم حلال الدین سرخ بخاری نے رکھا ہے اس سے پہلے اس شہر کو دیو گڑھ کہتے تھے اور دیو سنگھ نامی ایک حاکم ظالم بھیاں حکومت کرتا تھا جب حضرت فریڈرک اسکو زیر کیا اور اچ کے قلعہ میں اسکا تسلط جمایا تو اچ شریف اسکا نام قرار پایا بالفعل سجادہ نشین مزارات حضرات بخاری کا سید محمود ہے اور قدیم سے جو سجادہ نشین بھیاں ہوتا ہے وہ مرزا ناصر الدین کے خطاب سے مخاطب تھے اور سجادہ نشین مزارات سادات گیلانی کا گنج بخش کہلاتا ہے اس شہر میں ہندو کم اور مسلمان بھت ہیں ہندو بھیاں کو گڑھ کہلاتے ہیں میں اس خطہ کی اکثر جاہلی ہے اپنی اپنی کنوؤں پر بنیدار جنوٹ پران بانڈہ کر رہے ہیں

اور چرخ جو کے درمیان سے آہانی ہوتی ہے اس کا چھوٹا حصہ ایک قصبہ بھاو دیوہ کی ریاست میں ہے۔
 کنارہ دریائے سندھ کے بھاو دیوہ جنوب مغرب کو فاصلہ ایک سو اکتیس میل کے آباد ہے۔ اس میں **لوہا** کا
 بھاو دیوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دریائے سندھ کے بائیں کنارہ میں خاص بھاو دیوہ سے ایک سو سولہ میل جنوب مغرب
 کو آباد ہے۔ **روہ** بھاو دیوہ کی ریاست کے متعلق ہے ایک قصبہ بھاو دیوہ سمیت جنوب مشرق شریوہ میں
 اور بھگنیر سے شمال مغرب کو فاصلہ تیسریل آباد ہے۔ **کوتل** بھاو دیوہ کی ریاست کے متعلق ہے
 ایک قصبہ بھاو دیوہ سے چودہ میل سمت جنوب مشرق اور چتر میل شمال و شمال مشرق شہر ہکر کے درمیان
 کے بائیں کنارہ پر آباد ہے۔ پہلے یہ قصبہ سندھ کے سلطنت کی متعلق تھا جب ہکر کا رانگر نیری نے سندھ کا ملک
 فتح کیا تو سندھ میں سجدہ کے منجن مات نواب بھاو دیوہ کو یہ علاقہ عطا کر دیا کہ اب اس کی ریاست متعلق ہے۔

تیسرا حصہ پنجاب کے کوہ شمالی اور اس کے علاقوں کے ذکر میں

اس میں پانچ تقسیمیں ہیں جن کی تقسیم ہزارہ کی ملک و اس کے متعلق علاقوں

ضلع ہزارہ یہ ضلع منجملہ اضلاع پنجاب کے دو آئندہ ساگر میں مقام لاہور و دارالامارت ملک کشا
 سے فاصلہ دو سو تیس میل شمال مغرب و اقصی آبادی اس میں شہروں اور قصبوں میں تقسیم نہیں ہے بلکہ چوٹی

بستیوں اور چوٹی چوٹی گاؤں میں تقسیم ہے۔ اس میں ہری پور ہر جیکس و اورنگ آباد و سمیت انگریزوں میں خاص علاقہ میدانی
 ہزارہ میں آباد کیا تھا اور وقت سے یہی شخص و انکو مت و حاکم نشاں ہر کار انگریز کی تبادلی عملہ میں بھی ہے۔

ضلع کاٹھکان آباد تھا۔ اس میں علاقہ ہندو میں جگہ جگہ کی اس کے ضلع و سرحد میں گرمی متعلق غوبی آب ہوا کی مقدار
 ہری پور کے ضلع کا مقام بھی وہی موقع ہے۔ اور اس کے ضلع میں شہر اول اس ضلع کے کوہ موقع ہے۔ کیا تھا اور اتنا

اور اس کے نام سے یہ نام ایٹ آباد شہر ہے اور ضلع کے تمام چھوٹے گاؤں کا وہی مقام ہے اور وہ موقع خاص ہری پور
 بائیں میل کے فاصلہ ہر جانب مشرق و شمال و اقصی ہے اور ضلع کا نام وہی ضلع ہزارہ اتنا قائم ہے و جو

اس علاقہ کا نام ہزارہ ہے و ایات متعلق ہے۔ شہر کے آدھ میں جو آخر ۱۸۹۹ء میں ہوی قوم ترک
 ہزارہ و قوم فارغ میدان علاقہ میں جہان اب ہری پور آباد ہے۔ قابض تھی اور انہیں کے نام سے یہ علاقہ

ہزارہ شہر تھا اور اتنا ہی پر تھے ہندو قبائل میں بھی اس علاقہ کا نام ہزارہ و فارغ درج ہے۔
 ان ترکوں کا میدان پہلی میں شاہ جہانگیر کے وقت بھی موجود تھا اور اب بھی موضع کہ شہر اول میں لوگ

رہتے ہیں اس ضلع کا طول ایک سو بیس میل اور عرض پانچ سو میل گوشہ مشرق و شمال کے طرف اس کے علاقہ
 ریاست جہوں و جنوب کے طرف سرحد ضلع راولپنڈی اور کپٹھ رگوشہ شمال کے طرف و ضلع شہر

ہیں اور باقی گوشہ غرب و شمال سے حدود علاقہات اقوام خود مختار اور شمالی حد دریائے سند کے ساتھ ملتی ہے
 صورت ضلع مغربی سے بطور صراحی کے ہی یعنی گوشہ شرق و شمال علاقہ کاگان جو ایک درہ طولی ہو اور
 اسکی شکل بسبب طولانی اس طرف سے زیادہ تنگ کر دی ہے ضلع متعلق کشمیری تیار و تری اور تقسیم ضلع کی تری
 تحصیل ہری پور چھین تین سو دس دیہات چھ سو انیس میل شمس رقبہ قدر جمع ایک لاکھ
 سینا لکھ ہزار تین سو کوڑیہ اور مردم شماری ایک لاکھ تیرہ ہزار سات سو بیاسی ہے دوسری تحصیل تیار
 جیکے متعلق تین سو اٹھاون دیہات چھ سو تیراؤن میل قصبہ بیاسی ہزار نو سو اٹھارہ وینہ جمع سالانہ اور مردم
 ایک لاکھ چودہ ہزار چار سو بیاسی ہے تیسری تحصیل مانسہرہ اسپین دوسو اٹھارہ دیہات ایک ہزار چار سو
 میل رقبہ اشتر ہزار ایک سو سولہ وینہ جمع سالانہ اور ایک لاکھ پندرہ ہزار دوسو چھتیس مردم شماری کی شکل ضلع
 کے آٹھ سو چھاسی دیہات دوسو ہزار سات سو اکثر میل رقبہ زمین اور تین لاکھ آٹھ ہزار تین سو چاراون
 جمع سالانہ اور تین لاکھ سینا لکھ ہزار پانچ مردم شماری ہے یہ ضلع کوستانی ہر مشرقی و شمالی حصہ
 نام کوئی ہر اور جنوبی میدان ایک لکھی دور انام اسپین جاری ہے جسکی اکثر علاقہ ضلع کا سیراب ہوتا ہے
 ضلع کے رہنے والے عموماً مسلمان اور ان افغان و گوجر و گڑوال و گبکڑ وغیرہ ہیں ہندو کم ہیں ہری پور
 گانچو اس ضلع میں آباد ہیں اور نکا ذکر ذیل میں درج ہو گا میوہ شاموت و انگور وغیرہ پیدا ہوتا ہے گھنوں
 و شکر و مکئی و ماشائی کی پیداوار ہے اور کھلی کے علاقہ میں غلہ کی بھت پیدا ہوتا ہے اور علاقہ جیو ایک مشہور علاقہ ہے اور
 لوگ و نو ملکوں کو ملا کر بولتے ہیں یہ میدان علاقہ قلعہ انک کے شرق کی طرف ہے چار سو رانی اس قصبہ کی متعلق تحصیل
 ہری پور نالہ سر و سکے کنارے پر ایک بلند جگہ پر تین سو سال تخمیناً سو چھ آبادی قوم کھڑون کے رہنے کا مقام ہے
 اور بالک بھی تمام علاقہ کے جو خاصہ پر مشہور ہے قوم کھڑون کے گھر اسپین خیمہ میں باقی تمام ہی اس قوم میں ہیں
 اور ہر وار قوم کا مقرر رہتا ہے اور سکوا قیام اور گدی کی جگہ بھی قبضہ ہے فتم خان مورت اعلیٰ قوم کا خاصہ قبضہ
 آباد کیا تھا بازار میں چھین دوکان میں چھین کہتری دوکانہ میں درخان میوہ و ایشل الودہ و باری
 و شاموت و انگور سبزیہ وغیرہ بھت ہیں بلکہ باغات اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ تمام علاقہ ہشت کا
 نمونہ ہی تمام ہزارہ میں ایسی باغات دس ستر تری کہیں نہیں جیسی بھیان ہی کہا یعنی گنا اور تما کو بہت ہوتا
 گوبر بھی بنایا جاتا ہے پرانا ایک قلعہ بھیان بنامو اٹھارہ انگریز دن نے ایک نیا قلعہ بنایا ہے چھین تھا نہ دا
 رہتا ہے نالہ ہر د چھاروں کے کنارے جاری ہے اور اسکے کنارے پر باغات و باغات لگائی گئی ہیں خاصہ میں
 کھڑون کی تعداد چھ سو چھاسی اور دوسو ہزار سات سو بیاسی مردم شماری ہے **پانچواں** ضلع رقبہ متعلق
 تحصیل ہری پور کی آباد کر آیا ہوا ایک چھ ہندو کا جو اسلام کو چلی بھیان حکومت کرتا تھا آبادی اسکی بھی

مانپور کے طرح ہی مگر باغات دستہ بہنیں ہیں پہلی آبادی اجداد کے عہد کی جانب جنوب آبادی حال کی تھی اور
 یہ آبادی دوبارہ آباد ہوئی سکھوں کی عکازاری سے پہلی عکازہ ترکوں کے ماتحت تھا چنانچہ اب بھی قوم کے
 اس قبضہ کی مالکیت قبضہ کے رہنے والے عموماً مسلمان ہیں صرف چند گھڑکھڑوں کے ہیں جو سوچو سوچو گھر
 اور ایک ہزار دو سو باسی خانہ شماری ہے **سرای صالح و متعلقہ سرای صالح** ایک شہر
 جو ہری پور سے ایٹ آباد کو جاتی ہے اور یہ قبضہ آباد ہے صالح قوم دار اس نے اسکو آباد کیا اور کسی
 شہر پر قوم ہری دلیان و بانڈے دھوڑی وغیرہ اس میں آباد ہیں بھٹ اچار و نٹ کا مقام ہے ایک سو
 دوکان سات سو اڑھتہ گھر اور دہزار آٹھ سو سا سی خانہ شماری ہے نالہ و ڈرو اس قبضہ کے پاس ہے
 موجب سرسری و سیرانی اس قبضہ کا ہے اس علاقہ میں کچا و دہلوی بھٹ پیدا ہوتی ہے گور بھی بھٹ بنایا جاتا ہے
 کس قدر باغات بھی ہیں **گورٹ** اس قبضہ کا بانی نجیب اللہ خان قوم نرن تھا وہ سلطان
 خجائی مسلمان کے وقت اس خطہ نزارہ کا حاکم تھا اس نے اپنی نام پر اسکا نام نجیب اللہ خان کا گورٹ کیا
 اب یہ قبضہ قوم گور کی ملکیت ہے اور ہر احد و غلام محمد عزت دار زیندار اسکی مالک ہیں انکا بزرگ مشرف نام
 بڑا بھادرو دلیر ہو گا رہا ہے آبادی اسکی اس شہر پر واقع ہے جو ہری پور سے راولپنڈی کو جاتی ہے
 کھتری اصل حرفہ اور جو لاج ہے بھان بھٹا بھٹی میں اور بارہ لکھی سیاہ تھہ بنایا جاتا ہے ایک سو زیادہ دوکان
 سات سو چوں گھر اور چار ہزار آٹھ سو اسی مردم شماری ہے کھتری بھان کے مالدار و تاجر مشہور ہیں اور شہر
 اور چند دیھات کے یہ علاقہ نجیب اللہ خان کے گورٹ کا علاقہ کہلاتا ہے اور سرزمین رخیز و سیراب ہے **قبضہ ویر**
 یہ قبضہ آباد کیا ہوا ملک اور ویش قوم نرن کے مورث اعلیٰ کا ہے اور وہی قوم اتکٹا بھٹ و خیل ہے مشرقی قوم
 کے لوگ بھی رہتی ہیں و سو اٹھائیس گھر اور ایک ہزار چار سو مینا لیس مردم شماری ہے ایک باغ مہمی نادرفان قوم
 نرن کا لگوا یا بھان موجود ہے او میں ہر ایک قوم کا سو پیدایا جاتا ہے جو بارہ گانوں میں غلہ کا ہوتا ہے **شہر ہری**
 یہ قبضہ اس شہر پر جو راولپنڈی سے ایٹ آباد کو جاتی ہے آباد ہے ضلع ہزار میں ہری و بار و نٹ بھٹی
 اور کوئی مہمن کھتری تحصیل کی بھان ہوتی ہے اور صاحب شہٹ بھی ماتحت صاحب ٹی کشن کے بھان ہیں
 ہر کھیتی وقت میں شہر اور ہری شنگہ نلوہ نے یہ موقع میدانی دیکھ کر اس شہر کی آبادی کی بنیاد ڈالی اور اسنو
 نام پر ہری پور اسکا نام رکھا جو کہ یہ موقع میدانی علاقہ کے وسط میں اور پانی کے کٹری یعنی بھڑن جابری کے
 بھٹ علاقہ بھٹی آباد ہو گئی اور ایک ایک می میں قبضہ آباد ہو گیا دیوار فصیل کے خام بنی اب بھی گھر لوگوں کے
 خام بنی ہوئی ہیں مگر بعض عمارت خستہ ہیں ایک قبضہ اور باغ بھی ہر شنگہ کا بنوایا ہوا سوچو سوچو قبضہ کشن گدہ
 اور باغ ہر شنگہ کھتری میں شہر کے اندر بھی کھتری پانی کے جاری ہیں مقام بھٹا سرسری اور درختوں کی کھتری

[illegible]

سرکار کے طرف سے مقرر ہوئے۔ **کھارکھٹ** قبضہ جانب گوشہ شمال مغرب شہر ہری پور سے آباد
 علاقہ رقبہ ایک کاشاں محل موضع کا ڈل ملکیت گورنر ان کو شہر دیوہ سے برسر ہوا ہوگا کہ سید خان علی زئی نے
 دریا ہند کے وسط میں اگر باغات اسحاق گورساکر کی نڈل کے قبضہ آباد کیا وقت آبادی ایک
 تیر ہاں شمال اسکی زمین میں تین گراؤں کا کھڑا تھا اور لوگ اسکو کھلاٹ کہتے تھے اوسکے نام پر قبضہ کا نام پھر
 ہو گیا سکھوں کی عمارتیں میں علی گڑھی بخش کیدان انیسویں سو سال کے سکھوں کا اور علاقہ دوسری دفعہ دیوان
 برسرکھٹ کوٹ کر دیوان کر دیا نہت تک قبضہ غیر آباد رہا سرکار انگریزی کے وقت سید خان کی اولاد نے
 پھر اسکو آباد کیا جو ایک باوہر و سو چار انوی گھرا اور ایک ہزار پانچ سو ہزار مردم شماری ہری آبادی خام
 و خفہ و نو قسم کے ہری خاندان سید خانی اس قبضہ میں ستر ہزار کیا گیا ہے اور تین ہزار چار سو سا نوین روپہ
 کی جاگیر و کنگر گزارہ کے لئے مقرر ہوئے علاقہ سرسبز و شاداب ہری **ایٹ** آباد و **چھاوٹی** آباد
 علاقہ مشہور میں سید مقام مشہور و جاہل آسائش ہے ایٹ صاحب دینی گشت اول ہزارہ نے قبضہ مقام ہند کر
 چھاوٹی کی بنیاد ڈالی اس بعد مقام ضلع ہزارہ کا بھی بھی ہری ہزار مان ضلع دو کا ڈار و متفرق اقوام میان آباد
 ہیں دو جگہ بازار ایک صدر ایٹ میں دوسری ہاٹن گورکھ میں میان انگریز کر فزنگل اور ایک کاری سر
 صدر بازار کو متصل ہے اور میان انگریز سکونت گاہ ہے میان ہری ہری و دینی و خصوصاً ہندو گرامین تو ہری آسائش کا مقام
 ہری ہری سوار تالیں گھرا و چار ہزار تین سو چار اسی مردم شماری ہری **مشروران** قبضہ ضلع ہزارہ تحصیل ایٹ آباد
 شہر ہری آبادی اسکی بھت پرانی ہے قوم ترک کہ کسی بزرگ کی اپنی حکومت کے وقت قبضہ آباد کیا تھا اور مانو
 اوس وقت ان میں تو سکھوں کی غارت و تاراج کی وقت اسکی آبادی کم ہو گئی تھی ماسا و آبادیان اسکی مشروران و دو کا
 موجود ہیں انکیوٹا اس گھرا و آٹھ سو سات مردم شماری ہری دینس کا تھا نہ بھی میان موجود ہے **مشرور**
 قبضہ بھی ایک پرانی آبادی ضلع ہزارہ تحصیل ایٹ آباد کے متعلق ہے کہ کون فیصل اسکی بنیاد رکھی و مشہور
 کے عرصہ سے زندہ ان قوم تنولی کے ہر قبضہ کیا اور ترک ہلا وطن جو کر چلے گئے اب بھی قوم تنولی تنولی خان
 مورث اعلیٰ کی اولاد اس پر قابض و قبضہ ہری و سو بارہ گھرا و ایک ہزار انکیوٹا اسکی مردم شماری ہری
 قبضہ ہری اس کا بڑی آبادی بھت پرانی ہے خصوصاً خان قوم تنولی کی حکومت کے وقت اوتامی ہری گھرا
 تھا و تھا اور سات سو دو کاں قبضہ ہری خان و شہر خان و گل خان حکم ہوتی رہی ہری شہر شہر خان
 نواز خان شہر خان شہر خان شہر خان کے بڑے کو قتل کر دیا تو قبضہ دیران ہونا شروع ہو گیا
 کے وقت خاندان تنولی کے دور دفعہ اسکو چلا یا اوسے دیران تو ہوا اگر آبادی بھت کم ہو گئی ہری آبادی
 جو کہ ہری جا کر آباد ہوئی و دیران بھی ہری و دھہ کر گئی تھے عطا محمد خان تنولی جو رئیس کرسی نشین ایک ہزار سات سو

سترہ روپیہ سالانہ کا جاگیر داری اسی قصبہ میں رہتا ہے۔ دوسروں کے گھروں اور فوسو دوسروں کی داری ہے۔
موضع نازہ عرصہ یار سو برس کا گذر گیا ہے کہ کسی غریبی خان قوم کو رال نے یہ موضع آباد کیا اور
 روز بروز اسکی اولاد میں ترقی ہوتی گئی اور اسکی طرح گانو کی آبادی بڑھتی گئی سکھوں کے وقت جب
 شورش اس علاقہ میں برپا ہوئی تو دوسرے سکھوں نے یہ قصبہ چلا دیا مگر غریبی خان کی اولاد پھر یہاں ہی رہی
 آباد ہوئی یہی چونکہ پانی کے نازے یعنی خضرین بھان ہا رہی ہیں گانو نازہ مشہور ہے آبادی اسکی خاموشی
 گانو کے گرد اگر چند چشمہ پانی کے جاری ہیں جسے دلی قصبہ کی زیادہ ہے ایک قلعہ خام سکھوں نے یہاں
 بنوایا تھا جو اب گر گیا ہے اب سرکار انگریزی نے ایک قلعہ بنا کر اس میں ٹھکانہ قائم کیا ہے یہ قلعہ چشمہ پور میں قصبہ
 میں ترسی گھر اور چھ سو مالیں مردم شماری ہے۔ **قصبہ شہان** مخزن ہزارہ تحصیل ایشیا
 کے واقع ہے آبادی اسکی دریائے سندھ سے سولہ میل مشرق کے طرف تھا اس میں شرک پر جو درہ وہاں
 ہو کر کشمیر کو جاتی ہے واقع ہے یہ آبادی بہت پرانی ہے پھر قوم شرک آباد و وارث بھی ہیں جس کا
 عرصہ ہوا کہ قوم جہاں اسکا ملک میں آئی اور ترکوں سے جنگ جہاں کر کے علاقہ کے لیے یہ قصبہ بھی انکو
 تصرف میں آیا تو آبادی اسکی بڑھ گئی ابتدا میں آبادی سے آج تک پھر برابر آبادی قوم جہاں میں
 کثیر ہے وغیرہ متفرق تو میں اس میں رہتی ہیں قصبہ کے متصل ایک تالاب موسوم ہے شاہ جمال غازی کا
 تالاب یہاں اسکا موسوم گر با میں ہر دو صاف ہوتا ہے پہلی بھی اس میں بہت ہی اس قصبہ کے نام پر تمام علاقہ
 کا علاقہ کہلاتا ہے ایک ہزار ایکاون گھر اور پانچ ہزار پانچ سو اکیس مردم شماری قصبہ کی ہے۔ **قصبہ جہاں**
 اس گانو کی آبادی نالہ دور کے کنارے پر واقع ہے اور قوم افغان گوت ہے دن اس میں سکونت پذیر و مالک
 متفرق قوم کے لوگ بھی اکثر رہتی ہیں پانچ سو گھر اور دوسرا ایک سو پچاس مردم شماری ہے اور چاقوں کے
 قریب دوکانیں ہیں جن میں تجارت غلہ کی ہوتی ہے۔ **قصبہ کلہ پور** یہ قصبہ شہر جری پور سے چھ
 شرق آباد ہے آبادی اسکی تمام دیہاتے جہاں کے گاندھ میں واقع ہے اس مقام پر با میں علاقہ سرکار انگریزی
 و جہاں جہاں کے دریا جہاں حاصل شمار ہوتا ہے قصبہ میں قوم ٹم ہوئے کثرت سے آباد ہے اور کچھ کچھ
 اور دوسری قوموں کے بھی ہیں آبادی کے ایک طرف دریا جہاں اور دوسری طرف ایک کس پانی کے
 یعنی شہر غور و جاری ہے جس میں قصبہ کا علاقہ تمام سرسبز چشمہ بھی پانی کے نصیب داری ہیں جو قوم سرما میں
 رہتے ہیں یہی رہتی ہے اور تالابان میں موسم سرد و خوش ہوتا ہے شکار بھی یہی رہتی ہے چھان و دیہاتے ہوتا ہے
 پھر میں یہ قصبہ بہت میں پڑا ہے شالی و انگور و ماش وغیرہ کی محبت ہوتی ہے ٹھکانہ سرکار ہے ڈاک گاہ بھی
 صاحبان انگریز جو کہ سری شکر کو قاتل ہیں اس سے گزرتے ہیں قصبہ میں ایک سو پچاس گھر اور ایک سو

ستہ

چھالیس مردم شماری ہے موضع بالمشہر آبادی اس قبضہ کی برائی ہے عرصہ دوسو برس کا
 گزرا ہے کہ جب سواتھ کے چھاڑ سے پٹھانوں نے اگر اس ملک کو فتح کیا اور ترک قابضان سابق بیدخل ہوئے
 تو برائی شہید یہ ہے آبادی قائم ہوئی اور قوم خان خیل نے سکونت اختیار کی عہد سکھی میں سردار ہری سنگ
 نے اسکو ویران کر دیا کسی قدرت کے بعد پھر آباد ہوا جو آج تک آباد ہے اب روز بروز آبادی اسکی ترقی
 ہے اکثر اقوام ذی حرفہ بھی اس میں آباد ہیں پانسونتیس گھراور دسزار اکثر مردم شماری ہی میں دکانگر
 جنہیں تجارت ہوتی ہے مکان بدست و تحصیل دھانہ وغیرہ مکانات سرکاری تختہ تعمیر ہوئے ہیں سبھی وقت کا
 ایک قلعہ بھان تھا وہ اب گر گیا ہے درہ کاگان و جھوگر سنگ کبشت سے مال بھان بھت آبادی و غن زرد
 و جانول شہد کاہو بارگرتہ ہو لو مانگ وغیرہ شیا بھی بکثرت فروخت ہوتے ہیں موضع گڈھی
 جس کا نام آبادی جمیع اللہ خان قوم سو آتی کی آباد ہوئی ہے اور ایک گڈھی یعنی جھوٹا قلعہ بھی
 بھان بنا یا ہے یہاں سے چھل کے کنارے پر پچھ آبادی واقع ہے قوم سو آتی اس میں مالک ہے سمنہ خان رئیس ہے
 سوز اس قبضہ کا مالک ہے جو پتھار ایکو بارہ روپیہ کی جاگیر یا تاپو آئندہ بھی وہ مقرر ہو سکتا ہے
 دوسو تین گھراکھزار چار سو تین مردم شماری ہے موضع بقہ لشکر سو آتی کے فتح کے وقت چھانو
 آباد ہوا دو تین مرتبہ محلہ آری سکھی میں چھگانو لوٹا گیا اور چند ویران رہا پھر آباد ہوا وہ آبادی اب تک
 موجود ہے گانو کے رہنے والے پتھو و سندی دو نور بانین بونے میں بہتری اس قبضہ کے بڑی مویاری ہیں و غن زرد
 و جانول و جھوگا بکثرت ہو یا رہی اور لہندی و پٹھو ادستخان وغیرہ سے لوٹا وغیرہ اجناس بھان اگر فروخت ہوتا ہے
 اس قبضہ کی آبادی ہوگر سنگ و گوان و کاگان بھاڑی درون کے مقابل ہے اگر و اس قبضہ کی ایک
 آبادی جن میں سے ایک کماؤن آبادیان مشرق میں دوسرے باغستان پر واقع ہیں اور علاقہ ملکیت عطا محمد خان
 کے لکھا ہے شمالی اور کی کاہو بار بھت ہو تاپو شہد بھی بھت فروخت ہوتا ہے سرکار انگریزی نے ایک قلعہ بھان
 بنوا یا ہے جس میں تھانہ رہتا ہے سواروں کا ایک ٹرپ بھی بھان قیام پذیر ہیں جن ہو گھرا در ایکھزار چار سو
 سینتیس مردم شماری ہے بالاکوٹ اس قبضہ کی آبادی قبضہ بقہ آبادی کے طرح ہر علاقہ نہایت
 مشہور ہے تجارت ہر ایک قسم کی ہوتی ہے ایکھزار تین سو ایک گھراور دس ہزار چھ سو بیاسی مردم شماری ہے
 موضع شکبہ آری چھگانو سو ایتھون نے بعد فتح اس ملک کے آباد کیا سکھوں کے وقت دیوان ناگپنڈ
 نے سبب سندنہ بلکے کے اسکو ویران کر دیا تھا پھر اس سے عرصہ کے بعد پھر آباد ہو گیا فرق کہ طیف اسکی
 ایک پرانا قلعہ موجود ہے اسکو لوگ اب رہنا لوگے ساتھ منسوب کرتی ہیں اور کشتی میں کہ بھان اسکا قلعہ تھا آباد
 اسکی خامی ہر ایک قسم کا ہو یا رہی ہے قبضہ کے ساہوکار و دنی چند دیوانا می آدمی میں لوگ ملای و اسکا

فاخر و لباس سے اس قبیلہ میں غمزدہ بنی جاتی ہے۔ دوسو چالیس گہرا اور یکہزار چار سو اٹھاسیس مرد و عورتیں ہر ایک
 ایک سرکاری تھانہ تختہ عمارت کا بیان بنا ہوا ہے **کاگان** ایک بھاری خطہ اور دورہ کا نام
 ہے اور نیز ایک بستی اسی نام کی آباد ہے پچھلی بھلی سہمی غازی بابائی اور سکوا تار کشا اور وجہ شہید کاگان
 ہے کہ ہندوؤں کی عمارتوں میں ایک عورت ہندوئی راجہ کی عورت کاگی نام تھی اور دوسری کا نام
 راجا ال تھا علاقہ کاگان تو کاگی کے نام سے مشہور ہے اور راجا ال کے نام سے علاقہ راجا ال داخل کاگان
 ناخر و خاص کاگان کی آبادی میں مقام پر منقسم ہے علی القیاس راجا ال کے اور شکل محبوبی کاگان مشہور
 ہے مقام پر ہوسم سرمارف بستی ہے اور گرمی میں ہوسم دکش ہوتا ہے بستی ہوگی ہوسم تابان بیان
 اگر مقام کے ہین تجارت ملک کی زیادہ ہوتی ہے تو ادنی بخت تھنا جاتا ہے دوسو چالیس گہرا اور دوسرا
 تین سو چالیس مرد و عورتیں ہر ایک ایک تھانہ ہے **ضلع سرارہ** اس ضلع میں کوئی کان اسی
 نہیں ہے جس سے کوئی معدنی دولت با فراط حاصل ہوتی ہو مگر ہونے کا کھانا اور پانی سے سندھ کی ریگت سے
 بخت جگہ دستور سے ہونے کے درمیان میں ہے ہوسم ہونے میں نہ کش لوگ جو قوم کے ترک ہیں ریگت سے
 سونا نکالتے ہیں اٹھاسیس مواضع کی ریگت سے بیان سونا نکالاجاتا ہے جسکی تفصیل سرکاری تاریخ ہندوستان
 درج ہے **۱۹** عمارتوں میں ہمارا شیرنگہ میں جب دریا سندھ نہا تہا تاکہ بندہ اور پھر ایک نہہ بانی اگر
 گا فو دربار ہو گئے اور طغیانی کے فرو ہونے کے بعد بخت سا سونا ریگت میں سے نکلا کرتا اور ایک کشت
 دن بھر میں ایک وسیع تہا کی کر لیتا تھا پھر **۲۰** اگر فی انگریزی عمارتوں میں جب طغیانی ہوتی تو بھی
 روز تک مرد و سونا نکالتے تھے اب اگر کسی سال طغیانی بخوبی ہو جاتی ہے تو چار آنہ پوسہ کی بجائی ہندو
 کر لیتا ہے ورنہ دو آنہ ڈیڈہ آنہ کا سونا تمام وزن نکلتا ہے سوا سے اس کے سترہ اور چوبیس کا گنگہ اور اسی
 بھی اس سر زمین کی ہی ہو نکلتا ہے مگر اربن کے ورق چوٹی ہوتے ہیں لہذا کا پھر اور سرحد کا پھر اور سفید رنگ
 مٹی بھی بخت ہوتی ہے سفید مٹی سے دیواریں سفید کی جاتی ہیں برہمنی عہدہ کار آئے چہرے اس عمارت سے حاصل ہوتی
 ہے پانی ہی اور یہ ایک قسم کا گوندھی جو علاقہ بکوٹ موضع سنگل کے پتروں سے نکلتا ہے اور دور دور تک ہوتا ہے
 یہ سفید اور چوڑوں اور پتروں شکستہ کی ہاریوں میں ہمارے کو دیتی ہیں کل ضلع کی پیداوار جو علاقہ کی قسم سے
 ہوتی ہے مٹی گندم جو باجرہ مو سبزی یعنی شالی آدمی کا دہلوی سریشہ اور تمام علاقہ میں شہر میں ہندوستان
 ایک علاقہ گرم دوسرا معتدل شیر سرد ہے گرم علاقہ سدانی میں گنگہ پانی گہوؤں کی پیداوار زیادہ ہے
 یہ گندم تمام اضلاع میں ہے قسم اعلیٰ ہوتی ہے معتدل علاقہ جو میان اور پھر کے درمیان ہے اور پھر
 بھی دیہاتی ہوتی ہے البتہ شکر عہدہ قسم کا پیدا ہوتا ہے ملدی بھی عہدہ ہوتی ہے سرد علاقہ میں شالی کی پیداوار

زیادہ ہو اور اکثر علاقے برغانی بھی اس میں داخل تھے۔ اور اس کا ذائقہ دار ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ اس علاقے کا یہ ہے کہ اسلام کے علاوہ اسی سے اول یہ علاقہ ہزارہ کا ہندوؤں کی حکومت میں تھا۔ چنانچہ اب بھی ہزار
 و نشان اس وقت کے موجود ہیں۔ بعض قوم پرچور میں کہو دی گئی تو بت سنگین برآمد ہوئی اور ایک بت سنگی
 اشرفیان ہندوؤں کے عہد کے سرکار انگریزی کے وقت ایک ہزار کو دستیاب ہوئی۔ جب سلطان محمود غزنوی
 کا حملہ ہند پر ہوا تو مسلمانوں نے اسے اس ضلع کے ہندو راجوں کے ساتھ عین تہذیبی علاقہ میں بھیج دیا
 مقام ڈاکٹر پر راجوں کے رانیان لڑائی دیکھ کر بھی تھکے۔ جب سب راجہ قتل ہو گئے تو رانیان سب اختیار ہو کر
 بھاڑے۔ گر گر گئیں۔ بعد ازاں قوم گھڑا اس علاقہ پر حاکم ہوئی اور انکی عمارتیں مدت بہ مدت تک اس ملک میں ہی
 اور کئی سلطان اس قوم کے ہوئے۔ چنانچہ سلطان آدم گھڑا کی اولاد اب بھی بھیان رہتی ہے اور اب ہزار
 اور خاندان کا حیات اللہ خان موجود ہے۔ اور یہ سالانہ نشین پاتا ہے اور سلطان سارنگ کی اولاد
 علاقہ خانیور میں حکومت پذیر ہے اور قوم کاسر اور مقرر کسی نشین آجہ چاند اوخان فرزند راجہ رحمت خان
 موجود ہے۔ جب سلطنت خجائی نے زور پکڑا تو اس وقت بھی قوم ہندو رہے اور شاہان وقت کے دربار میں انکی
 عزت و حرمت باظہار اطاعت ہوتی رہی۔ مگر خجائی سلطنت سے اول اور بھلی بادشاہوں کی اطاعت اور انوک
 کم کی تھی اور ہمیشہ ان سے گھڑا کرتے رہتے تھے اور انوں کے محبت سے بھیان آباؤ کہیں دیکھتے
 رہے۔ خجائی سلطنت کے ضعف کے بعد یہ قوم بھڑا آدہ گئی۔ مقرر خان گھڑا نے احمد شاہ درانی کی آمد اور ہند
 کے حملوں کے وقت دی اور مقام گجرات سکھوں کی لڑائی میں شہید ہوا۔ اسے گھڑا نے اپنے گھڑا کے ساتھ
 اور بادشاہ انگلو گھڑا دربار میں تصور کرتے تھے۔ جب عہد اسی سکھوں کی پنجاب میں ترقی پکڑنے لگی تو بھلی سردار
 ہارنگی سکھ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور رنجیت سنگھ کے کاردار ہار ہار ہوئے۔ چونکہ اس وقت ہزارہ کے
 خاندان کی آئینہ نگاری خجائی سکھوں کا دخل اس میں ہو گیا۔ جب سکھوں نے ظلم و زیادتی شروع کی تو سکھوں کے
 ہو کر شورش برپا کی اور رنجیت سنگھ کے اسلحہ ہزارہ سے نکال دیے۔ رنجیت سنگھ نے درانی سے اکوڑ و شہزادہ شیر سنگھ
 و دیوان راہیال و جرنیل الہی بخش کو قوم ہندو ہزارہ کو بھیا ہزارہ کے لوگ بڑی سختی کے ساتھ لڑے اور رنجیت
 نے نیزہ بھیج دیو ان راہیال مارا گیا۔ شہزادہ شیر سنگھ نے اگر کہہ دیتا۔ رنجیت سنگھ نے اس علاقہ پر بادشاہ
 بننے کا ارادہ کیا۔ اور اس علاقہ میں کسی کسی علاقہ میں شہزادہ کے بھائی رنجیت سنگھ
 نے محبت سے ہزارہ کو ہزارہ کی طرف مامور کیا۔ چونکہ وہ ہندو اور رنجیت سنگھ کے بھائی تھے۔ اس لیے
 و نہی سے محبت سے علاقہ کا انتظام سنبھالی کر لیا۔ سیدانی علاقہ اسکی زیر حکومت ہوئی۔ لکھا آخر جب جن علی خان
 لورنس کی قوت و مدد ہر سنگھ ہوئے۔ بھائی کے قتل ہوا۔ اس وقت کے بعد شیر سنگھ و جرنیل الہی بخش

فوج دو تہ سنانہ لیکر اسی اور بلالہ میں علاقہ کو اپنا مطیع کر کر اور بعض علاقہ جات سے نذرانہ لیکر واپس چلے گئے اور کئی
 ہفت تک ہزارہ خود سر رہا جسے سخت سنگہ نے کشمیر فتح کر لیا تو سردار ہر سنگہ ناظم کشمیر کا ہوا سردار ہر سنگہ کو
 سخت سنگہ نے نصیر دہ تہم سنگہ کے اپنے طرف بلایا تو ہری سنگہ ملوہ کا گزر اس رہتہ ہی ہو جب داخل علاقہ
 ہزارہ ہو تو محمد خان تہن او سکاسد رام ہوا اور نہ جا تا کہ وہ اس راستہ سے جانے سردار ہری سنگہ نے
 سمجھتے عزت کے لئے محمد خان ہزارہ نے ایک نہ مانی ناچار وہ ٹرائی پر متفق ہوا اور وقت ملکیت پر تہن
 اتھا اور اسکے ساتھ دس ہزار سی بھی کم فوج تھی مگر وہ بھاڑا لیا اگر دو ہزار ملک لیا گیا اور ہزارہ بالکل فتح
 سب ملک بھاگ گیا آخر افغانان قوم جو دن سردار کے پاس گئی اور غنایت منت کی اور گناہ بخشوایا
 چونکہ سردار ہر سنگہ اور وقت رگنڈ تھا تعلقہ والوں سے اوسنی چہرہ فی گھر وصول کیا اور انہی سردار ہری
 پوشان خان محمد خان کے برادر زادہ کو لیکر سخت سنگہ کی لشکر کے طرف روانہ ہوا بعد فتح سنگہ حکومت ملک
 کی سردار ہر سنگہ ملوہ کو ملی اور میں ہزارہ روپیہ کی جاگیر محمد خان کو عنایت کی مگر محمد خان دل سے مطیع نہ ہوا
 زینداران ہری کوٹ کو بھگتا کر جنگ پر متعہ کر دیا اور تربلہ کے زینداروں نے اونی مدد کی اس لئے اسی
 سردار ہر سنگہ کو شکست ہوئی اور سردار کو ہی ملک سے دست بردار ہو کر میدان ملک میں آیا اور شہر
 اور قلعہ ہر کشن گڑھ کی بنیاد رکھی منت امین سردار ہر سنگہ کو سخت سنگہ نے اپنی پاس بلایا وہ اوپر آگیا اور
 سردار گوردت سنگہ اپنے فرزند اور ہر سنگہ اکالیہ کو سعد و سو سوار اور پانچ سو تارہ کے ہزارہ کی حکومت پر
 چھوڑ گیا ہر سنگہ نے ایک رخت نالی کا موضع درویش بھاگیا جسے جاگیر سے کٹوا منگوایا اور سپر شیر شورش
 برہما ہوئی قلعہ ہر کشن گڑھ کا ملک والوں نے محاصرہ کیا سرکاری سپاہی لیا قلعہ درند کو قوم تنہا رہے اور
 قلعہ سنگار ہی کو قوم سو آتی نے مار لیا سپاہ حقہ ر قلعہ میں تھوڑے قتل کر ڈالے سنگار ہی کے اکثر یوں کمال
 فوج کیا کر اونی جو ان لڑکیوں کے ساتھ افغانان نے زبردستی نکاح کر لیا جیساں شورش کی خبر ہمارا جہ سخت سنگہ
 کو پہونچی سردار ہر سنگہ ہند مانو ایک تہ ایک برجہ فوج کے اوپر کھڑا کیا اور سردار ہر سنگہ کو بھی بھرا اور
 سپہ سالار اور وقت ملک نے ان شہر کے قریب مورچے باندھے ہوئے تھوڑے سکھ ہی فوج نے ٹوڑ دی اور ایک
 کو حبس ملک چھوڑا لگا دی جو کہ سردار ہر سنگہ سردار ہری سنگہ سے اول ہزار ہی ہو چکا تھا محمد خان نے
 جانے ہی اوسکو ساتھ اتفاق کر لیا بعد بات ہر سنگہ کو ناگوار گزری اور ہمارا جہ کو اطلاع دی اور سردار
 واپس طلب ہوا اور سردار ہری سنگہ دوبارہ انتظام ہزارہ کا شروع کیا کئی گانو علاقہ سمجھتے سا ملک قتل
 کیا جن کو گون نے مندوں کے لڑکیوں کے ساتھ نکاح کئے تھوڑے وقت میں ہزار ہی ایک ہزار زین سپہ
 اور کلا قید کر لیا اور ایک ایک عورت کی عیوض میں دو دو عورتیں مسلمانوں کی مندوں کو دیا

اور شہر قلعہ سنگاری سہار کرادیا موضع سنگری کو جلا دیا سریندر خان اور سوت ریس سنگری نے بھڑکے
جمع کیا اور شیر محمد خان سپر گلان اپنی کوسروار کے مقابلہ پر روانہ کیا بھلی شیر محمد خان کے فتح پائی اور سکھ
بھاگ گئے دوسری لڑائی میں شیر محمد خان مارا گیا بھڑکے اور سوت ریس کوٹ و گنگا گڑھ پر چڑھائی کی اور
یکم ایسے صحت اکبر می کو لڑائی ہوئی بلکہ لوگ تختہ تختی سے لڑی تمام سکھ ہی فتح بھاگ گئی اور سردار
پر سنگ لاک کوٹھ خانم کے اندر گھر گیا جہاں دوسروں دیکھا کہ ان پر آہنی ہے تو سردار و جہان سنگ وغیرہ
پہر ایسوں کے کوٹھ سے لڑنے لگے مقابل ہو اکیسوں نے تلواروں کے دار بھیت کسے لگے بے پرواہ پویشی کے کارگر
ہوئی لڑتے لڑتے شام ہو گئی اور سردار گھوڑی سے گر کر ایک کس میں جا پڑا اٹلکے لوگ سردار کو قتل کرنے
کے لئے دو ٹوٹے تھے جب وہ دو ٹوٹے گئے تو سردار کو اوٹھنی کی طاقت نہ تھی اسید و ارادہ غیبی کا
تھا اسی میں ایک سکھ جاکر موٹی فوج سے وہاں آہو پھار دے اسکو آہستہ آواز دی اور وہ سکھ
سردار کو اپنی پشت پر لے گیا سردار کو کوئی رحم نہ ہوا کہ نہ تھا گر نہروں کے پوچھاڑے تمام جسم اوسکا
چر و پور تھا اس لڑائی میں سردار بھیت سنگ لاک افسر مارا گیا چوتھے افسر اور فوج قتل ہو گئے
بچہ مال سنگر بھیت سنگ لاک نے تو خانہ اور فوج پیادہ و سوار بھاگ لایا جو بچے روانہ کیا اور جو بھی ہزارہین
چاہو پھار اوسکے جانے سے اکثر لوگ اطاعت میں آ گئے اور بھیت سو سوار یا ب ہوئی کچھ انتظام بھی ملین آیا
پوشان خان ترین جلال خان محمد خان ٹبرین نذر پانڈہ خان سلیم شاہ شوالی سید محمد و شیر محمد برادر جہا
ر و سادہ ہزارہ اور سوت ریس اور اچھے غرض سبھی وقت میں ایسا ہی نشیب فراز و انتظامی سر
علاقہ میں ہی رہا یا بجوئی اطاعت میں نہ آئی کہ انہوں میں پیدا احمد جہادی سید اپنی فوج ہندوستانی کے ہزارہ
ایا ہزارہ کے لوگ سکھوں سے بے خفا لفظ مذہب کے ناراض تھے فی الفور اوسکے مطیع ہو گئے اور اوسو عشر
کا زینہ اردن سولیا شروع کر دیا سکھوں کے اسکا ہزارہ ہونے کا لہجہ اور تسلط اپنا بجوئی جالیا مارا آخر کار
اوسو و باہر کے مسائل بیان کرنے شروع کئے اور عشر کے حق میں سے ہلاک ہو کر و ما اور معاملہ کے
لینے میں کمال سختی کرنی شروع کی تو سب کے سب اس سے بھڑکے اسی میں ہزارہ شیر سنگ فوج لیکھ سید احمد کی
سرکوبی کو ہزارہ میں چاہنچا اور قلعہ بالاکوٹ کا جہیں سید احمد تھا خاصہ کر لیا اگر فوج سید احمد کے پاس
زادہ تھی گرا و سوت ریس اکثر آادی جنگی اوسکے پاس ہونے دیکھا اوسو میں گروہ تین تین سو آدمی کو لے
کے لکھنیا کو ایک گروہ کا افسر مولوی اسماعیل تھا دوسرے کے ہمراہ مولوی جیل اور شیر کی افسر خود
سید احمد بنا اور گانوسے لکھ لڑائی شروع کی ہندوستانی شہزیادی جیتی کے ساتھ لڑی مگر توڑی تھی آخر ہندو
اور مولوی اسماعیل اور سید احمد برسر میدان شہید ہوئے سید احمد کا سر سنگ لاک کے گروہ اس سے اوسکی شہزادی

نگہی جب تسلط ہندوستان کا اٹھ گیا لاہور سے سرورایتی سنگ نامہ ہزاروں کا قرار پایا ہوا ہے۔
مجھے ملک کنور پر تیسرے کے جاگیر میں ملا پھر راجہ گلاب سنگ کے حوالہ ہوا پھر دیوان مولراج نامہ ہوا اور سکونت
برافنا ہزاروں میں ہوا جسکا ذکر کھلی آؤ نہیں ایام میں سرکار انگریزی اور سکون کی اکھین ٹرائی ہوئی ایک
انگریز فوجی جو اس انقلاب سلطنت میں مولراج ہزارہ سے علاا ہزارہ والوں نے سید اکبر شاہ کو بادشاہ
ایمان لیا اور نواب خان تنولی و غلام خان مدار الہام متفرق ہوئے انگریزوں نے علاقہ ہزارہ بھی شامل ملک
کشمیر کے راجہ گلاب سنگ کو دیدیا اور راجہ کے طرف سے دیوان ہر چند وغیرہ کاردار ہزارہ کے متفرق ہوئے
مگر انتظام ہوسکا پھر دیوان جو الہام کا آواہ بھی واپس گیا اور راجہ گلاب سنگ نے اس ملک کے اپنے سے انکا کیا
اسے اسطرح بھی ملک پھر سرکار لاہور کا علاقہ شمار ہوا اور ایٹ صاحب دیوان جو دیہا پر شاہ و اسطرح
بندی سرکار لاہور و سرکار جموں کے ہزارہ میں آیا اور حد بندی قائم ہو گئی اور انتظام ہزارہ کا بھی معرفت
ایٹ صاحب اور جو نیز ہوا سرورایتی سنگ نامہ ہزاروں کے ہزاروں کا قرار پایا ہوا ہے اور غلام سرکار کو شہر میں
اور شاہ و وغیرہ علاقہ برقاہض ہو گیا یا تمام سکون گئی اور شاہ ہر کار انگریز کے ساتھ اور شک کے ہائی ہزاروں
لاہور کا ملک انگریزوں نے ضبط کر لیا یہ علاقہ بھی انگریزوں کے تسلط میں گیا اور اس سے اس ملک پر انتظام و حکومت انگریزوں نے کیا
مگر اس انتظام میں کوئی خدشا ویر یا نہیں کہ اس کے انتظام ہزارہ میں دیہہ ہندہ جو ملک کر لیا اور کو لائی کو حد پر ہر
ہوئی یا کو طرف ہندہ حاصل یا شکار گاہ محراب کے طرف میں آؤ ہو یا پھر اکثر اس مقام میں لایا گیا ہے اور اس مقام پر
تیز چلتی اور پانی بہت صاف ہے اور دریا کے ذریعہ ہر ہزار ہار و سپر کی لکڑی اس ضلع میں آتی ہے
جو عمارت میں خرچ ہوتی ہے دریا ہندہ میں کشتی اس ضلع میں جاری ہوتی ہے اس سے اور ہندہ ریلوے والہ اور دریا
وغیرہ کو ذریعہ لوگ دریاس اور تہی ہیں موضع اپنے ہی ایک انتظام کے حد تک میں شاہ گذر اس دریا کی میں ایک
گذر در ہندہ وہ گذر ریلوے تیسری گذر ریلوے اور دریا ہر جہاں انتظام کے شرق کی طرف جاری ہے اور علاقہ
بکوٹ کے سرحد پر داخل اس ضلع میں ہوتا ہے وہاں دریا و شاخوں میں منقسم ہوا ہوا آتا ہے
ایک وہ جہاں تاکہ ٹاسے کا گان کا پانی موضع بوسے کے قریب شامل ہوتا ہے اور نام اسکا ہندی
ہے دوسری شاخ کشمیر کے طرف سے آتی ہے وہ بھی اصل میں و شاخین میں ایک خاص شہر کشمیر کے دریاں
ہو کر آتی ہے اور اسکا نام بہت ہے دوسری شاخ ملک جلاس سے داخل ہوتی ہے اور اسکا نام کشنگا ہے وہ دونوں
قریب شہر منظر آتا دلی نہیں بلجائے میں پھر آگے جو کو نارت سے ملکر نور دریاں جاتا ہے ہندی کو نارت پر ایک
نختہ مل متصل گڈ ہی جیلا شہر خان کی اور دوسرا مل موضع کوالہ کے قریب بنا ہوا ہے۔ اس ضلع میں
حد ہا چوٹی حضورن اور چشمون کے پانی پھاڑے ہوئے اگر ملک کو سیراب کرتے ہیں انکا شمار نہیں ہو سکتا

تین تالیس تیس ہزار ہین ایک نالہ ہر دو دم نالہ ڈور تیسری نالہ سرن عیدہ تین ہزار کی زمین کو سیر
 کرتے ہیں آب و ہوا ضلع کی مختلف ہے یعنی حصہ گرم زمین گرم اور حصہ سرد زمین سرد اور حصہ معتدل زمین معتدل
 ہے بلکہ اگر ایک ایک علاقہ کی آب و ہوا علیحدہ علیحدہ تصور کی جائے تو سب سے زیادہ گرمی کے واسطے نہایت
 شورش و قوی دل و جنگاں دور و دلیرو جو اندر ہین مرنے سے ہرگز نہیں ڈرتے سبکدوش اور ہر
 ضلع ہزارہ ہین حصہ ہشتادویں سی آبادی کا قلعہ ہر گزین گدہ کے وری واقع ہے آبادی اسکی بھت بانی
 اور قدیمی ہے یہاں عمارات و خان بھت ہین سچہ و خام عمارات بازار بارونی و ہر تجارتی گاہ ہین
 سدھی خان حصہ ایک آباد و متحکم قلعہ و قصبہ تجارت سچہ باین کنارے دریای کوشن گنگا دریا
 سندھ و ہر ستر میل بہت شمال مشرق ایک مقام ہین واقع ہے یہاں اس گدہ ہین عمارت حد رفان افغان
 سانی اور حد رفان کی گدہ ہین نام کہتا تھا اب سدھی خان کی گدہ ہین شہور ہین لوہے سے قلعہ اور شہر کا
 جو ایک قلعہ سے گھیرا جاتی ہے شہر کے حد سے میل وری مغربی بنیاد اون بھاڑون ہین جو شہر کے مغربی
 زمین آباد ہے گردی کا ملک اسکا نہایت خشک ہے زراعت ہر مختلف مقامات پر ٹھیلو و بھاڑیان خشک و اقم
 ہین وری حصہ ایک مقام باین کنارے دریای سندھ شمالی و مغربی حد ملک پنجاب و سلطنت انگریزی
 پر واقع ہے فوج انگریزی اکثر یہاں رہتی ہے چونکہ اس مقام پر دریای سندھ بھاڑون کے اندر تنگ ہے اور قلعہ
 اس واسطے اس علاقہ کا نام در بند شہور ہین اسی نواح ہین شیر سنگہ بھت سنگہ کے پیشے سے سیاح اور مولوی
 ہما میل کے ساتھ جنگ کیا اور بہت لڑائی کے بعد اونھوں نے سمہ اپنی رفیقوں کے شہادت یا می قہرین کی بھی
 ومان ہو جو دہین حصہ ایک حصہ ہوا اس علاقہ چھار ہین شرق کے طرف دریای سندھ کے واقع ہین زمین اسکی
 نہایت زرخیز و سرسبز ہین غلہ اور میوؤں کی بھت ہوتی ہے خصوصاً مکی کی پیداوار کا حد بآب
 ہین ہر بھت سنگہ کے حکم ہین سنگہ نوہ قوم سکھ لیکر اس ملک ہین گیا تو اونھوں نے تمام اس علاقہ کو
 لوٹ کر بار کر دیا اور رامہ مانڈہ خان حاکم میان کا اپنی جان بچا کر بھاگ گیا سکھوں نے تمام زمینیاں جا
 دین کے بعد ہر صورت اسکا آبادی کی نظام ہر موئی اب بخوبی آباد ہین ہے۔

دوسری تحصیل شہر چھاڑ اور ومان کے شہروں و
 فقیرانہ دیوانہ ہین و چیلون و گانوں کے زمین

شہر کا ملک شہر اور چھوٹے اقلیم شہر ہوا ہر شمال کے طرف اسکا کہہ کو گرم ہے جسکا حد واصل نہایت اور
 اکثر شہر میان شہر کے ہین شہر شہر ہوا ہر شمال کے طرف اسکا کہہ کو گرم ہے جسکا حد واصل نہایت اور

تو اس وقت درج کتاب ہو کر جب جاناکہ خالق حقیقی کی پیدائش کا شمار نہیں ہو سکتا تو چوڑا دیا گیا ماہ اسوج اور
 لکھنؤ میں چھان بیون کی چنگی ہوتی ہے انکورا اور کرانگوری شراب کھنچی جاتی ہے تالابوں اور چشموں اور ندیوں
 اور تالابوں کا چھان شمار نہیں ہے جن پر گرم آواز ہو کر گھر گھر اور باسیا پانی پھرتا ہے صرف شرفی پھار کشمیر کا خشک
 اور بجالی ہے مغربی و جنوبی و شمالی پھار سرسبز و شاداب ہے اور تمام پھار پانی چھتی و ندی و نالے باسیا سوسے
 بارہ مول کے در کے پاس دریائے حیدر سے ملتا ہے جن کے پھاروں کے درمیانی مختلف بیان کرتے ہیں
 ابو الفضل صاحب ابو القاسم فرشتہ تین لفظ میں صاحبان کے پھار چول صاحبان کے پھار بارہ کتے ہیں اور جن
 ان درون میں سے چار دروہیت تری ہیں جو ہیشہ جاری رہتی ہیں پھار درہ ہو کر خوشترقی منتہی ہو دوسرا پانی
 جو جنوبی حد پر ہے تیسرا درہ پنج پاس جو مغرب کی طرف ہے چوتھا درہ بارہ مول ہے پھار مغربی حد کے اوپر و اٹھ
 اس کے سوا ہی ایک در درہ ہو چکا ہے درہ دس باہتے ہیں وہ بھی بارہ مول کے پاس ہے ان درون کے راستے
 اور نسبت لوگوں کی جاری ہے قلعہ قطار ان درون سے اگر اوس ملک کا کوئی واقع آدمی ہو تو معمولی درون کے
 سوا ہی پھار کے اوپر سے بھی ہو کر کشمیر میں داخل ہو سکتا ہے اور درون میں دیکھو درے کے راستے کے گیارہ
 میں گڑھی کا راستہ کسی درہ میں نہیں ہے شالان چٹائی اکثر اوقات میر خاں کے راستے سے زانی سوار پون
 کے اٹھتی ہو کر کشمیر میں داخل ہوتی ہے جو سخت سنگ کے پھار ہے بارہ مول کے درے کے راستے کی کشمیر پر چلے گیا تھا اور تری
 مشکوٹوں پر توپ اپنی تھانہ کے گیا تھا شالان شاداب کے پھار ہے کشمیر پر قبضہ پاتا تو اوسنہ تری دروہیات متفرک
 سات سردار ایک ایک درہ پر ایک ایک محاذ پر متفرق فرما کر اور ملک کا خطاب اور کو شہنشاہ اور درون کے علاقہ
 سے اور پھار سے تھوڑے جاگیروں کے اوکو ملا فرمائی اور ارشاد کیا کہ وہ ساتوں سردار فوج مسلح و جہاز
 پاس ہیا و تیار رکھا کریں کہ ہر وقت چل کر کسی دشمن کے کام آویں ختمی سلطنت کو آخر تک وہ سردار بدستور
 اپنی اپنی کام پر مستعد رہیں اور دیکھو طاقت نہتی کہ اور درون کے راستے کشمیر میں داخل ہو اور ملکوں کے
 اور لاو اگرچہ ایک موجود ہی مار سکھوں کے وقت اونکی جاگیریں ضبط ہو گئیں اور اونکی اختیار بھی بالکل چھین گیا
 سکھ شاہی میں کسی اونکی قدامت کے طرف خیال کیا۔ اس ملک میں کالاریمجہ و سفید ریمجہ پھاروں میں
 بہت ہو تا ہے مگر پھار یا بہت کم ہے جنگلی بکریاں جنگلی ہرن بارہ سنگے بکثرت اور نریشتم کا ایک جانور بلا و نام ملک
 میں پایا جاتا ہے جو دیکھ کے اندر کہ جس کے چوہلیان کہتا ہے گھوڑے پھان کے اگرچہ ہوئے ہیں مگر نہایت مضبوط
 و بارکش و فادار و تیز و میں چالیں سہل ایک دن میں اگر سفر کریں تو کچھ ماندگی اور غیر عاید نہیں ہوتی وہاں
 و پھار ملک میں شمار ہوتا ہے پھار کے چوہلیان سات ہزار دیکھ بارہ ہزار فیٹ تک متدرجے سطح
 و پھار میں پھنڈیا بانی کے کارخانے بکثرت جاری ہیں اور پھار کشمیر میں بہت کھیر سرتی ہو سکتا ہے

شخصی لداخ کی دار السلطنت میں ہی عرصہ ہوا کہ کشمیر کے پٹنہ میں کاغذ خانہ میں خارہ اگیا اسکا بھلا بھٹ
ہوا کہ اعلیٰ شہینہ میں لوگ اونی شہینہ ملا کر مال تیار کرنے لگے تھر اور انگلستان میں جا کر جسے کشمیر کے شہینہ
کے ساتھ اور منی مقابلہ نہ کہا تا تو حال کے شہینہ کے قدر کم ہو گئی علاوہ اسکے انگلستان میں بھٹ کا کارخانہ شہینہ
کے جاری ہو گئے اور کشمیر کے شہینہ کی خندان ضرورت نہ رہی۔ یہ ملک بھٹ پر آباد تھا گر خند در خند صد فی
اسپرانیے آئی کہ آبادی کم ہو گئی پھلے بھٹ سلطانین چاک جو شہینہ مذہب تھی فیما بین سنی اور شیعہ کے سخت لڑائی
ہو کر بھٹ لوگ قتل ہوتے رہے اور ملک ایران ہوتا رہا اور سوقت بھی ایک دیا ہو پخال مہال ۱۲۰۰ ہجری کشمیر
ایک چند مقامات میں غرق ہو گئی بھٹ کا توبہ ہو گئی اور موضع جلوہ و اہم اور اپنی عمارت سمیت دریا
جہلم کے اس کنارے سے دوسری کنارے ہو گئے اور زمین ہو پٹ کر دریا کا راستہ بدل گیا اور موضع بادور کے
اور ایک بھارگر پڑا اور اس ہو پخال کے صدر سے سی ساتھ ہزار آدمی کے بائیں تلف ہو گئے ۱۲۵۰ ہجری
میں ایک خوفناک ہو پخال آیا جس سے ایک ہزار آدمی مر گئے اور سکود و قین جیو بدو باہر بھٹ اپنی پہلی
چالیس دن کے عرصہ میں ایک لاکھ دو ہزار آدمی جان بحق تسلیم ہو گیا ۱۲۵۰ ہجری میں ہوسم برہما ملک
ایسی گری کہ شالی کے فصل کا چارم حصہ تلف ہو گیا اور ہزاروں آدمی رہ گئے مسافر کا شکار وغیرہ ہونے
نیچے دیکر مر گئے بھٹ اسکا خاندان ہوا کہ ماہی کے ایک وسیع آٹھ آٹھ پراپنی سپہ فروخت کر ڈالے بھٹ کی
فرید زرا تو ہو کہہ کے خدا سے بچوں کو دسم کہہ کر کہاں اس صدر سے بھٹ بھٹ سنگ نے اسکا کھنم کیا تو
سکھوں نے اسکو خوب لوٹا چند سال کے بعد جب محمود غزنوی شال شاہ انکم کشمیر کا ہوا تو اس نے کشمیر یون پر اپنی
سختی کی کہ تمام کشمیری وطن چھوڑ کر چلے آئے اور تمام بھٹان میں ہوا کشمیر یون شادہ اور اونکو لاشوں کے اور
آدمی کم نظر آتا تھا اوس دن کشمیری لاکھوں آدمی سرداروں اور پور و غیرہ ہندوؤں میں کشمیر یون کے بھٹوں کے
محلے آباد ہو گئے اس ملک میں ہندو کم اور مسلمان بہت ہیں اور جو ہندو ہیں وہ بھی مسلمانوں سے خدان پرست ہیں
بول ہال اس خطہ کی ہفت اقلیمیں علیحدہ ہی کیے ہوئے ہیں اسکا کہ اور بھٹ بھٹ بھٹ بھٹ بھٹ بھٹ بھٹ بھٹ بھٹ
خراپا در میلی ہوتی ہے یا جامہ عمو ماعورت در و ہن جاتو ایک کر تھلکا لکھتے ہوتے ہیں عورتیں پر
قصاہ اور مرد اکثر ٹولی یا عامہ رکھتی ہیں وہ بھٹ کی کشمیری کہ اس کا جو نام بھٹ ہیں سردی کے ہوسم میں آتش
نیو کانگری آگ کی زن و مرد بھٹ میں و باقی کشمیر یون ہنگامہ کشمیری بھٹوں اوسی کانگری کے بہت
واغ و اغواہ جلا ہوئے ہوتے ہیں کشمیر کے آدمی بھٹ سختی و بار کش و تیز فہم و کانگری میں بھٹا شہی بھی کہ لڑائی
لوہی کا کام بھٹان خوب بنایا گیا کہ ستالیف و در و در ہجرت ہاتھ میں بھٹانی و بھٹانی دولت و دولت و کشمیر کی
کشمیر میں موجود ہندوؤں اور یون اور غلام کی پیدائش خصوصاً شالی کی سپہائیں اس قدر کہ اگر ملکوں میں ہندو

اور کانوں میں سر پور کی کان اور پھر سنگ چٹان و خاک سرخ و سیاہ و زرد و سنگ سیاہ و سنگا بری و
سنگ نر و کان میں غیرہ بخت سرکانین با سجا سجان مروجہ دہن کو لیکہ کی کان بھی دریافت ہوئی ہو۔
تو اس طرح کشمیر اسلام سے پہلے جو راجے جہان گذرے ہیں ان کا بیان موجب طوالت کلام سے ہے
اسلام کے ظہور کے وقت سے قبل حال شاہان کشمیر کا کتاب تواریخ اعظمی سے جو ایک مشہور و معتبر کتاب ہے لکھا
اگر سال سات سو پانچ سو چھ ہجری بمقام راجہ بودا و سنو بہت شہنشاہیت شہنشاہ الدین بلبل شاہ کشمیری
دین اسلام قبول کر کے سلطان صدر الدین کے نام سے موسوم ہوا جب ۷۳۵ھ میں فوت ہوا تو اس کا
بیٹا چندر دیو جس کا نام اسلام کے بعد حیدر خان قرار پایا تھا خور و سال ۷۸۱ھ میں اس کا راجہ اور دن راجہ دیکھا
قدما سے اگر کشمیر کی حکومت بر قائم ہو اگر اس کی عمر نے وفات کیا اس کے مرنے کے بعد گونا گویا راجہ دیو کی عورت
منداشین ہوئی اور شاہ میر وزیر کو مختار راست کیا تھوڑی مدت کے بعد شاہ میر وزیر کا نکاح رانی گونا گویا
سے ہو گیا اور شاہ میر بادشاہ با اختیار و ملقب بقیب میرٹس الدین ہو کر حکومت کرتے لگا شاہ میر کے بعد سلطان
جست پیر سلطان علی شاہ النخاطب بعد الدین پیر سلطان شہاب الدین پیر سلطان قطب الدین ایک دوسری
کے بعد بادشاہ ہو کر قطب الدین کو وقت پیر علی پیرانی کشمیر میں آیا اور بادشاہ اور کھامریہ بنو افغان شاہ کی
تعمیر علیہ آئی وہ سرگیا تو سلطان سکندر بن شکر کشمیر کے تخت پر بیٹھا اور میر محمد علی میر علی پیرانی کے صاحبزادے
میرزا اور دین اسلام کے پیغمبر و ظہور میں اس کی سخت کوششیں کیں اور ہزاروں سنگین تہانہ مندوں کے
جن سے کشمیر کا علاقہ بھرا ہوا تھا اس میں منہدم کر کے اور مسجد بنی ہوئیں لاکھوں ہندوں کو مسلمان کیا
خطاب پاؤں کے بعد سلطان علی پیر سلطان شہابی النخاطب بن العابدین پیر سلطان حیدر پیر سلطان فتح شاہ
بن آدم پیر محمد شاہ بن حسن پیر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ پیر اسماعیل شاہ بن محمد شاہ غازی شاہ چک پیر حسین شاہ
برادر غازی شاہ پیر یوسف شاہ پیر علی شاہ پیر انور محمد بن تحت حکومت بر اہلس فرما کر
غازی شاہ کے وقت سے شیعہ قوم کا کشمیر میں بڑا زور پڑا اور شہنشاہ علی شیعہ مذہب کے تھا تھا اس کو
شیعہ اور سنیوں میں سخت سخت لڑائیاں ہوئیں وہ تو ایک کی جانی رہی مگر فرنا دہر باری آخر یوسف شاہ
کے وقت ہمایا کشمیر کی بخت تنگ ہوئی اور ہندو اعراسے لکر شاہ اکبر کے خدمت میں التماس کی کہ وہ کشمیر کے
تنگ مقصوف ہوا اگر شاہ نے وہ تنگ مقصوف پھر کشمیر کے طرف فتح سر کر دی تو قاسم خان میر جری کے پاس
قاسم خان نے کشمیر پہنچ کر تنگ مقصوف کیا اور خدائی سلطنت کشمیر میں ہو گئی اکبر بادشاہ کے بعد شاہ جہانگیر
شاہ جہان پیر اور تنگ مذہب عالمگیر پیر عباد شاہ وغیرہ فرمان فرما رہے انکو وقت کشمیر کی آبادی نہایت
فروغ پڑا اور پھر پیر عباد تیسرا لکھنؤ میں احمد شاہ دہلوی کے وقت احمد شاہ درانی نے کشمیر فتح کیا اور

بھیکل ملک کابل کے ساخت کو شمال ہو گیا آخر فتح خان کے وزارت کے وقت رنجیت سنگھ دو مرتبہ کشمیر پر حملہ کر دیا اور دوسری حملہ میں یہ صاوق خان ناظم کشمیر پر فتحیاب ہو کر قابض ہو ا رنجیت سنگھ کے حکم سے موتی رام دوسری سنگھ وغیرہ نوبت بنو بت بھان کے ناظم ہوئے ہر سنگھ نے اپنی نام کا ہر سنگھ روپہ کشمیر میں جاری کیا جسید ازخ شمال نے اپنی نظامت کی وقت کشمیر کو اس عمارت کیا کہ کل ملک پھر اٹھ ہو گیا اور کشمیری اپنی وطن سے جلا وطن ہو کر جاسمائل گئے بعد ازاں بھیان سنگھ و شیخ غلام محی الدین و امام الدین ناظم تھے آخر سال ۱۱۳۵ھ میں بھیکل ملک انگریزوں نے سرکار لاہور سے لکھ رہا کہ اس سنگھ رئیس جموں کے پاس فروخت کر ڈالا اور اسکی بیات تک اس سنگھ قبضہ میں آتا اسکا بیٹا عمار احمد بن سنگھ اسکا ملک مالک ہے **شہر سری** سنگھ یہ شہر دار السلطنت و دارالریاست کشمیر کا ہی آبادی اسکی بھت پرانی ہے سب بھت قدامت کے بخوبی دریافت نہیں ہوتا کہ آکس ایچے فی بھلی بھلی اسکو آباد کیا تھا مندر تو ہزاروں بلکہ لاکھوں برس کی آبادی اسکی بیا کی ہے ہر مسلمان کشمیری اسکو سلیمان شہر کا آباد کیا ہو اکتی میں گر انگریزی مورخ فرماتے ہیں کہ شہر سری لکھ کی آبادی کے سب سے اول راجہ پرور میں نے بنار کہی جسکو شہر سری شہر نامک کشمیر کی سلطنت کی تھی بلکہ ایک اور شہر بھی اسی نام کا اس علاقہ میں اسکا آباد کیا ہوا تھا جسکے کہند رات مقام و منقہ نور و من کے قابل دیکھنے میں اس سے بعد باوقات مختلف جگہ ویران و آباد ہوتا رہا بلندی اس شہر کی مندر کو سطح سے پانچ ہزار فٹ پر اور آبادی شہر کی دریای جہلم کے دونوں کناروں پر چار میل تک برابر ہوتی چلی گئی ہے اور عین آبادی کے پچھلے دریا ہماہی اور ہراو دہر کی آمد و رفت کے واسطے خوب چلی پل بنی ہوئی ہیں کشتیاں بھی جاری تھیں ہر شمالی حصہ شہر کا جو دریا کے دونوں کناروں پر بنی ہوئی حصہ سری بھت پرانی اکثر پرانی عمارتیں و نامور مکانات و مزارات و مقبرے و قبا بھی شہر کے شمالی حصہ کے طرف واقع ہیں مگر اس وقت ہونی حصہ میں رونق زیادہ کیونکہ فوج کی چھادی اور ناظم کشمیر کا اتنی طرف رہتا ہے اور اسی طرف ایک قلعہ شاہو امی جسکو شہر لکھی کہتے ہیں وہ قلعہ چند ان مضبوط نہیں ہے جو صرف حکم و ناظم کے رہنے کا مکان ہے یہ شہر گامی و مندر لکھان شہر کے فیصل سے بھی اور پچامی شہر یاں اسکی دریا کے کنارے ایک پھلی ہوئی چند مکانات کہ دریا کے کنارے پر بنی ہوئی ہیں انکی عمارت سب چلی ہوئی کل لیکن تعداد میں بارہ ہیں اور میں سری لکھ میں تو جو ہوئے اور بعض استعد تہری میں کہ اوٹکی اور دودھ دوکان و بازار ہیں ان میں سے ایک پڑا ہوا چوٹی سات عمارت کا ہر ایک کی کل عمارت دیو دار لکھی کی ہے اور بہت بھی اوسے لکھی کی ڈال گئی ہے عمارت شہر کی بالکل خراب ہے جسے دن و شب قطع گلیں و بازار شک فروش بھی بوسیدہ و تالیاں بازار کے وسط میں پڑے اور دیوار اور کچھ دیواروں پر لکھی گئی ہیں اور دوکانوں کے آگے انار لکھ رہتے ہیں اور ان کے پاس

بارش بھی ہو تو شہر میں جلیا پھر نامشکل ہو جاتا ہے اور اگر سفید کپڑی کو اوسکا داغ لگ جائی تو کوئی بھی
سکھون کی عملداری سے آتش شہر کی صفائی کہی ہوئی بڑے بڑے ٹریجر اینار کو ڈیون کے برسوں کے جمع ہو کر
ہوئی ہو جو دھن دریا کے پاس کے رہنوی والے دریا کے کنارے سیلے کے اینار جمع کر دیتی ہیں اور سستی ہفتہ
ہے کہ آگے ذرا تیرہ کر دریا میں بھین پھینکتی جب دریا طبعانی پر آتا تو کل سیلا اپنی کناروں کا بھرا کر لیتا
شہر کی عمارت چوبی بھتی اور مکانات تھری پھین پھری ہوئی ہیں دو تین دن کے گھروں کو سخت
عمارات ہیں اور جو مٹیوں کی اندر باغ و حمام بنے ہیں دریا سے شہر میں لیا کر اوسمیں چوڑی گئی ہیں شہر
کے اندر ٹریجر کے کارخانے جاری ہیں شالانی کا کام جس کی صفائی و پاکیزہ بھان بننا ہی کہیں ہفتہ اقلہ
میں بھین بننا پینہ کی نکت صفادروشن ہوتی ہے کاغذ کشیری صفائی و خشکی میں مشہور ہی نقاشی کے
کام میں بھان کے اوستا و بڑے اوستا دھن کاغذی و چوبی قلمدان و دبیہ وغیرہ نقش بھان خوب ہوتی ہیں
قلمدان مشرقی و لادی بخت تحفہ بناتے جاتے ہیں پینہ و اون کے چوٹے و پا جامی و جہاں بخت ہوتی
کاتب خوشخط فارسی عربی و شاستری نویس بھان بخت ہیں اگر وہ خواندہ بھین ہوتی مگر حرف کی نقل
بھینہ کرتے ہیں سکھون کی عملداری میں سہاک میں بروہ فروشی عام تھی لاہور و امرتسر وغیرہ شہروں میں
کسی طبی الفی کثیر کثیر سے منگو اگر بشتہ کر آتے تھے اب بھان انگریز کے سب سے بڑا بروہ فروشی ہنگو ہر سہاک
کے لوگ غیرت کم رکھتے ہیں اور بزدلی اور نامردی میں ثانی نہیں رکھتے خود اگر کشمیریوں کی چانول ہے
اور جامی بخت ہوتی ہیں حاکم کو سوا سی جو رو قندی کے کام بھین دیتی عطر کشیر کا تحفہ ملکوں میں جاتا ہی تھا
پینہ اوپر شہر کے قلعہ اور میوؤں کی بکثرت ہے اس میں کل مردم شماری سری نگر کی دو لاکھ چالیس
تھی مگر اب ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی ہیں آبادی اور بھین منزل آبادی کا محض سبب بخت گیری حکام کی
مگر اب بھادوچھون سے شالانی کے محمول پر تخفیف دی ہے اور اورا بھان کا بھی محمول کم لیا جاتا ہے
اس سبب بھین کی آبادی میں ترقی ہو چائیگی محمول شل شرق کے طرف شہر سری نگر کے کچھ ایک چل کر
پہنچ جاتی ہو جو دہر طول اسکا شمال سے جنوب کو پانچ میل اور عرض شرق سے غرب کو اٹھائی میل پانی ہکا
بھایت صفادشتان و سرد و فائدہ بخش و لطیف و بکر حقیق کم ہے زیادہ تر عمق اسکی دس فٹ تک ہے
تمام بھیل و حصہ نہیں ہفتہ ہر اوپر بھین ایک بھیا ہے جو جنوب سے شمال شرق کو جاتا ہے اور اس کے
اور سرارون قسم کے شالانی قدرتی پیدا ہوتے ہیں اور بند کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ چوڑا ہوا ہے
جس کے اندر سرکشتیان اور سرکشتی اور سرکشتی کے اندر آتے جاتی ہیں ٹول کے اندر بھیت ہی زمینیں ہوتی
کے طور پر بھی ہیں جس کے نام علیحدہ علیحدہ رکھی ہوئی ہیں اس بھیل میں پانی بذریعہ روٹیل کے آتا ہے

جو شمال شرق کے طرف کو بھاڑی نکل کر اور پھیلتا نکلتا اگر جبل کو پر آب کرتی ہے یہ جبل دریا میں جہلم کے کنارے
 پڑیہ ایک شخص کے اندر رفت رکتی ہے اور پھین او سکر ایک دروازہ لگا ہوا ہے جب دریا میں جہلم میں پھیلتا
 ہوتی ہے پانی دریا کا اوس شخص کے راستی ڈل میں آتا شروع ہوتا ہے تو پانی کے زور سے وہ دروازہ
 خود بخود سد و دھو جاتا ہے اور پانی دریا کا جبل میں آتا ہوتا ہے اگر کچھ دروازہ سد و دھو
 تو جبل میں پانی ہو کر شہر غرقاب ہو جاتا ہے شہر کے کتے مقامات کے اندر سے ہوتی ہوتی جاتی ہے اور
 اوسکی پانی سے صفائی شہر کی کچھ جاتی ہے سوائے صفائی کے اور بھی فائدہ اس شخص سے شہر کو صحت ہوتی ہے
 علاوہ اسکے ایک اور خوب سری نگر میں جلتی ہے حکانام ماری جو سلطان زین العابدین بادشاہ کشمیر نے بنوائی
 تھی وہ میں بھی کشمیر میں جلتی ہے جو ان اسکی تیس فیٹ سے زیادہ نہیں ہے اور کنارے شہر کے پانی ہوتا ہے
 میں پانی اور محراب پون کے بھی رنگین ہیں اوسکی کنارہ دن کے اوپر دیو دار لکڑی کے جھلیان
 پر سے بلند ہوئی ہیں اور قد ہی مسلمان بادشاہوں کے رہنے کے مکانات بھی اسی کے کنارے پر چھو
 جوا ب سوار ہو چکے ہیں دل کی پھول ایک عجیب سیرگاہ ہے یہ صفائی و سرسبز اور باغات و عمارت
 شاہی کے حوالے کے کنارے پر ہیں اس پھول کو سب جیلوں پر فوقیت حاصل ہے مثلاً انار باغ و نشاط باغ و
 بشمار عمارتیں اسکے کنارے پر ہیں جو میں کنول کے پھول و سنگ مارہ اس میں شمار کیا جاتا ہے اور
 کشمیر پر سوار ہو کر اس میں سر کرتے ہیں ترند اسکاری دو گنا تین قسم کے کشمیر اس میں جلاتی ہیں پانی
 یعنی لاج پور میں کشمیر کے علاقے کا کام کرتے ہیں اس جبل کے پانی کے اوپر کشتی بہت بنائی جاتی ہیں اس میں
 کہ پانی کے درمیان اپنی کہت کا نشان ہر ایک شخص علیحدہ علیحدہ بناتا ہے اور اسکے عمارتوں طرف سے
 لکڑیاں گاڑ کر نشان قائم کر دیتی ہیں جس سے وہ دہشت کے بچانے جاتیں اور اس قدر جگہ پر پختہ یا لکڑیاں بھاڑ
 اور اوس پر پختہ کیا کر زمین بنالیتی ہیں اور اس میں ہر کاری وغیرہ ہو کر فروخت کرتی ہیں اور یہ بات جو
 لوگوں میں مشہور ہے کہ کشمیر میں کہت چوری جاتی ہیں سو وہ بھی کہت ہیں کہ لوگ ایک دوسری کی زمین
 کی قدر کاٹ کر اپنی زمین کے ساتھ شامل کر لیتی ہیں پانچ شاخ لالہ مار یہ باغ ڈل کے کنارے جگہ یاد
 نے بنوایا تھا اگر چہ اب آخر ہوا ہے تو بھی چار کے درخت اس میں بہت میں کل باغ اٹھ سو گز لیا اور دوسو
 اسی گز چار ہے اور پھر عمارت بارہ درہی جو اسکی اوپر کے حصہ میں بنی ہوئی ہے اس میں کالاشنگ مر مر جلائی
 نہایت صاف لگا ہوا ہے راستہ باغ کا اوسکی اندر سے گزرتا ہے اور شکر کے دو دو طرفوں پر دو کمرے بنی ہوئے ہیں
 اس مکان کے شرق و غرب کے طرف ساڈو جہ گز چار زمینہ اور اندر مکان کے بشمار ستون تیرہ فیٹ بلند چھوڑا
 بنی ہوئی ہیں اور مشہور ہے کہ یہ تیرہ ستون بلند دن کے کسی مندر کو اگر بادشاہ بھان لایا اور مکان فرمایا

کسی شکل گول ایک فٹ مربع ہوئی ہے جس کے پڑ استون میں فیٹا ہی زیادہ نہیں ہے اور وہ ستون کسی
 معقول توجہ کے ساتھ بنائی اور کھڑکی کے گئے ہیں کہ ہونچال وغیرہ صدیوں سے اونکو کچھ سدھ نہیں تھا
 اس مسجد کی عمارت میں دیوار لکڑی ایسی مضبوط لگائی گئی ہے کہ باوجود گزرنے صد ہا سال کے اوس میں
 کچھ نقصان پایہ نہیں ہوا البتہ خشتی عمارت کچھ ہونچال کے صدیوں سے گر گئی ہے دوسری مسجد
 یہاں شاہ جہان کی بنوائی ہوئی ہے وہ بھی دیوار لکڑی کی عمارت ہے اور محراب اور عمارتیں اوسکی طرف
 عمارت کے ساتھ شامیت نامہ کہتی ہیں **دلاور خان کا بل** شیعہ ایک نامی گرامی باغ ہے
 کے باغوں میں ہی متصل اسکے خواجہ محمد شاہ نقشبند کا مکان ہے اونکی اولاد صاحب سلسلہ شہر میں رہتی ہے
شیخ نامہ شیعہ باغ اگرچہ پرانا ہے مگر شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر نے اسکو دوبارہ بنوایا اسواسطے
 شیخ کا باغ مشہور ہو گیا **زار خانہ** شیعہ سہری نگر میں شیعہ باغوں کے دوکان اور کارخانہ
 کثرت سے جاری ہیں رومال جامہ وار دو شالہ جوئے وغیرہ شیعہ بات تیار کر کے شالہ ان کے محکمہ میں لے
 دیاں پہلی قیمت کا تخمینہ ہو کر محصول کی رقم قرار پاتی ہے بعد اچھو سرکاری محروم جامہ اور سرگٹ نامی
 جب تک ہ جامہ سرکاری جامہ پر نہ لگے کوئی جامہ فروخت ہونے نہیں پاتا **حکام سہری** نگر میں عام
 بہت ہیں جاڑے کے موسم میں میروں کے گھر گھر اور غریبوں کے لئے بازار بازار کوہ کہ چکھام گرم
 ہوتی ہیں اور نہانے والے دکان بھاتی ہیں بڑا لطف اٹھاتے ہیں **چار چار** زینہ مکان شہر
 بھاگل پور چارسل ڈل کے پانی کے اندر ہی کشتی پر ہوا ہو کر دکان جاتی ہیں اور دکان ڈل کے پیچ سے ایک
 پانی کا ناہ نکلتا اور شخص کے شمالی حصہ کے پچھلے سے ہو کر دریائے جہلم میں جا پڑتا ہے اور اسی راستے
 کشتیوں کی آمد و رفت جاری ہے اور جہان کہ وہ ناہ ڈل کے پیچ سے نکلتا ہے دکان دروازہ لگا ہے
 جیسے کہ پہلی ذکر ہو چکا ہے چار چار کے مقام کو چار چار بھی کہتی ہیں چار و طرف اسکی پانی ہے اور خبرہ
 کے اندر دو چار درخت اور ایک بارہ درمی دیوان گریار ام ناظم کشمیر کی بنوائی ہوئی ہو جو دہی
پان پور کشمیر ملک میں ایک قصبہ شہر سہری نگر سے پانچ میل جنوب مغرب کے دریا سے جہلم کے شمالی کنارے پر آباد ہے نہیں
 ہوا اور از ریخ میدان میں واقع ہے اسکے پاس دریائے جہلم کے اوپر ایک پختہ پل بہت سی محرابوں کا بنا ہوا ہے کل علاقہ
 متعلق اس قصبہ کا باغات انگور و ناشپاتی و سیب و انار وغیرہ میوہ دار درختوں سے بھر ا ہوا ہے قصبہ میں چار سو گھروں
 آباد ہیں اور بازار بہت بڑا رونق و پر تجارت ہے مقبرے مسجدیں وغیرہ مکانات پرانے بہت ہی پرانے ہیں پیلہ و ارغلہ
 کی خصوصیات شالی قسم عمدہ کی یہاں اس قدر ہوتی ہے کہ کشمیر کے تمام علاقہ میں کہیں نہیں ہوتی زعفران جو ایک عمدہ
 پیداوار کشمیر کی ہے وہ بھی اسی قصبہ کے زمین میں پیدا ہوتا ہے **پیداوار** **پیداوار** **پیداوار**

زمین میں زعفران بویا جاتا ہے بونے کے بعد ندی کا پانی اسکو نہیں دیتی صرف بارش پر کہتی ہیں کانگ کے
 چمنو میں اوسکو کوپیل زمین سے باہر نکل آتے ہیں اور اوسی چمنی میں پھول جاتا ہے رنگ زعفران کے
 پھول کا اور دانا فرمائی سا ہوتا ہے اور اس پھول کے اندر ریزہ دریشہ وجود ہرگز رنگ کے ہوتا ہے
 وہ ہے زعفران کہلاتا ہے جب پھول زعفران کے اوتارنے کے لائق ہو جاتے ہیں تو
 حاکم وقت بذات خود دیکھان اگر امین ہاتھ سے پھول توڑتا ہے بعد اوسکو زمیندار ہاتھ لگاتی ہیں اور زعفران
 کے پیر اور سی نصف تو حاکم لے لیتا ہے اور نصف زمیندار لیتی ہیں اور وہ ان قیمت زعفران کی میں روپیہ
 سیرک ہوتی ہے اور آمدنی اس ضس کی سب اس ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ ہوتی ہے **اچھٹا**
 حصہ ایک چشمہ کا نام ہے جو کشمیر کے پھاڑ کے اندر موضع برنگ سے دس میل مشرق کی طرف واقع ہے
 پانی اسکا نہایت شفاف و شیرین و سرد ہے سورخ اس چشمہ کے پانچ ہیں چمنی پانی جوش ہوتا ہے جو پھاڑ
 سے بڑا سورخ ہے اوس سے پانی نہایت زور شور سے جاری ہوتا ہے اور وہ سورخ سطح زمین سے دھند
 فٹ اونچا قطر اوسکا مارہ فٹ کا ہے دین صاحب مورخ انگریزی فرماتے ہیں کہ یہ نکاس اوس پانی کا
 ہے جو برنگ کے مشہور سے نکلتا زمین کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور پھر دس میل تک زمین کے اندر ہی اندر وہی
 پانی جنوب مشرق کو ہلکا اس مقام سے نکلتا ہے اگرچہ یہ بات بھی قرین قیاس ہی مگر اتنا شک ہوتا ہے کہ برنگ
 کے چیلے کا پانی حصہ زمین کے اندر جاتا ہے یہ پانی اوس سے کئی درجہ زیادہ بھیاں سے نکلتا ہے شاید سکو
 ساتھ زمین کے نیچے اور چشموں کے پانی شامل ہو جاتے ہوں پانی اس چشمہ کا اس قدر سرد ہے کہ سردی کے
 بجائے آدمی اوسکو ہاتھ لگا نہیں سکتا یہ جاکہ غسل کرے پانی اگر بے تودانت دکنی لگ جائے تو اس چشمہ
 کے گرد بھی چشمہ درناگ کے طرح شاہ جاناگیر نے عمارت بنائی اور آراستہ کیا گراٹ عمارت اور دنی اور
 مبار ہو گئی ہے **برنگ** کشمیر کے ملک میں برنگ ایک بھار کے قطار اور گھاٹی کا نام ہے جو جنوب
 مشرق کی طرف شمال مغرب کو پہنچی ہوئی جاتی ہے اور اسکی اوسچی جو پٹون میں ہے جو بھارت اوسچی ہے وہ پچھل
 کے کوہ برغانی تک پہنچتی ہے جسکو مشرق کی طرف کشمیر و اٹھ سہ اور درہ میل کی شریک جو اس بھار
 سے نکلتی ہے اور وہاں سے وہ گھاٹی آگے کو جاتی ہے اوس مقام سے دریا برنگ نکلتا ہے دین صاحب لکھتے
 فرماتے ہیں کہ یہ گھاٹی بھت سے غاروں اور پانی کے چشموں اور ندیوں سے جو اس میں ہوجو وہیں ایسی نظر آتی
 ہے کہ شہر کے گھوٹوں کا چشمہ ہوتا ہے اور وہ چشمہ بھت ٹیڑ و بہا آب چلتی ہیں اونہیں سے چشمہ توتہ ہر بار
 واجہ دل بھت سے شیر چلتا ہے بلکہ چشمہ اچھ دل کو رنگ دریا کا منہ کھنا جاتا ہے کہ اوس سے اسکو بھت مدد
 پہنچتی ہے ورنہ دیان اور بھی دریا برنگ میں شامل ہوتے ہیں جسکے منہ سے یہ دریا نکلتا ہے پھر پھلا دریا

اور سکا کوہ درہ دونوں کو ہے اور وہ وہاں سے نکل کر جنوب کی طرف بہتا ہوا رنگ میں آہٹا ہوا دوسرا دریا
 سرینچال کے مغربی گھاٹی سے نکل کر اسکے شامل ہوتا ہے یہ تینوں ندیاں مل کر جب آگے چلتے ہیں تو ایک بڑا
 حصہ ان کے پانی کا بھاڑ کے غار میں گہتا چلا جاتا ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ غار کے اندر سے پانی کہہ ہر
 اور کس طرف کو چلا جاتا ہے یا قیامندہ پانی اؤ نکلا شمال مغرب کے طرف بہتا ہوا اسلام آباد کے نیچے دریای
 کہ رستے جا ملتا ہے پھر اسلام آباد سے ملکر جہلم میں جا پڑتا ہے کل طول دریا سرینچال اسکی شہر قریب
 چالیس میل کے ہوگا سرینچال بھی ایک کندہ قطار بھاڑوں کی ایک کشتیر کے جنوب مغربی حد پر واقع
 ہے یہ قطار میں شمال مغرب سے جنوب مشرق کو چلتی ہیں اسکا کل لمباں بارہ سو لہ کے درہ سے مقام پنجال
 یا نندن ہرنک قریب چالیس میل کے ہی نہایت بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار اونچے کی سطح
 سے بارہ ہزار فٹ ہی سبب برستی ہونے کے باعث اس بھاڑ پر کم ہوتا ہے اللہ قسم قسم کے پتھر اس بھاڑ
 کے اوس چلو سے جو کشتیر کے طرف ہر نکلتی ہیں اسکی جنوب مغربی انجام کے درہ کو درہ سرینچال یا نندن
 بولتے ہیں اور اسی نام کی وہاں ایک جہل ہے اور ایک سرکاسکا بنی ہوئی قبر وہاں کوئی نہیں ہے
 کہتے ہیں کہ پنجال نام ایک جوگی مندو دھیان رہتا تھا اوسنی اس مقام پر بڑی ریاضت کی پھر خدا تعالیٰ
 کی حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی بھیان شریف لائے تو وہ بھی اونکی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اسکو
 ہدایت کی کہ مسلمان ہو جاؤ اور اوسنی عرض کی کہ اگر میرا جسم روحانی ہو جاؤ اور میں زندہ جاؤں تو
 تو اسلام قبول کروں حضرت نے اوسکے حق میں دعا کی اور وہ اپنی مراد کو پہنچ کر مسلمان ہو گیا اور حضرت
 اسکا نام شیخ احمد کریم رکھا اب زیار نگاہ اوسکی بنی ہوئی ہے اور مجاور وہاں رہتا ہے اونکو خیال میں ہر حال
 قیامت تک زندہ ہے اور رہے گا اور اوس کے نام سے یہ بھاڑ سرینچال کہلاتا ہے درہ سرینچال کا سال
 میں بہت مہنگی کھلا رہتا ہے کاک کا خیر تک اس میں برف نہیں پڑتی اور ایک ریاضی اسکو اندر نکلتا ہے
 جسکو دریا سرینچال کہتے ہیں وہ دریا بھیان سے نکل کر قیالیس میل تو سید شمال مغرب کو جاتا ہے پھر پنجال
 خاص مغرب کے سمت کو ہو کر اور تریہہ میل کا راستہ طر کر کر دریا جہلم کے شامل ہو جاتا ہے شہر
 کشتیر کے بھاڑ میں بھی ایک چوٹی سی جہل ہے اور چار جہلیوں کے شمال کی طرف کوہ سرینچال اور تھوڑے
 دور سمیت شمال درہ نندن سرسودا اتم ہے یہ جہل ہمیشہ پر آب رہتی ہے اور دریا جہلم جہلم دریا جہلم
 بھی کہتی ہیں اس جہل سے نکلتا ہے بلکہ دریا جہلم گنگہ بھی اسی جہل کے مغربی کنارے سے جاری ہوتا ہے اور
 دریا جہلم کا اہر شمال مشرق کے گوشہ سے ظہور میں آتا ہے اس جہل کو ہندو بہت شکر جانتے ہیں اور وہ
 درہ سرینچال غل کے ذریعے واسطی آتے ہیں فتح پنجال کشتیر کے بھاڑ میں بھی ایک قطار بھاڑوں کے سب

پنجالون سے جنوب کی طرف ہو بلندی اسکی چار ہزار فٹ سے زیادہ ہو جو کہ دائرہ اسکا دور ہی بطور کمان کے
نظر آتا ہے اسکو کمان گرتہ بھی کہتے ہیں جو ٹی اسکی کساناں چل سے نکلتی ہے آغاز انجام اسکا مشرق سے غروب
کوہا اور خدائیکل کے اور چالیس میل برابر اسکی لمبائی ہے وہ ہم کشمیر کے پچاس میں ہے ایک بھاری
گہائی ایک ر کے اوپر واقع ہے جو درہ کوہ ہندی پنجال و پیر پنجال کے درمیان ہے اوس درہ کو بعض لوگ
درہ پیر پنجال اور بعض درہ ہندی کہتے ہیں یہ بھار گیارہ ہزار آٹھ سو فٹ سمندر کے سطح سے بلندی
اسکی سمجھیں وہ شکر جاری ہو جو پنجاب سے کشمیر کو براہ رجوری جاتی ہے اور دریا ریندر اسکی چوٹی سے نکلتا ہے
مشرق کی سمت کو ہوتا ہے اور باہر ملے جہلم میں جا ملتا ہے اور چوٹی کی کوہ شمالی پنجاب میں ہے ایک چوٹی
شہر اکٹھی کے کنارے کے اور جو کوہ پیر پنجال سے نکلتا دہراتی ہے اور پھر بھان سے آگے ہوتی ہے
دریاے خیاب میں جا پڑتی ہے آبادی اگرچہ یہ شہر کشمیر کے بھار و احاطہ سے باہر ہے مگر چونکہ مشہور
سدھنت کشمیر کے رہا ہے اس واسطے بیان اسکا بھی اسی موقع پر شمع نظر آیا عمارت اسکی ایک بلند گروہ
پر کچی مٹی ہوئی ہے مگر بس کے کہ لکڑی بھان کے عمارتوں میں بہت سی خرچ ہوئی ہوئی ہے پختہ عمارتوں
کے طرح مضبوط رہتی ہے دو وقتوں کے مکانات المٹہ پختہ و عالیشان بنی ہوئی سو جو وہیں خصوصاً راجہ
ابو بلیان تولد و منقش عمدہ عمارت کے ہیں میں متعلقہ اسکی صفات سرسبز و سیراب ہو راجہ رحم اللہ خان ان
نیرگون کے وقت سے بھان قابض ہلا آتا تھا رنجیت سنگھ نے دو مرتبہ اس پر حملہ کیا شہر کو تاراج کیا اور اس
آبادی اسکی کم ہو گئی مگر پختہ اکبر بادشاہ کی بنوائی ہوئی بھان موجود ہے سرائی میں ایک مسجد بھی بنی ہے
ہوئی ہوئی موجود ہے شہر کے ایک راجہ رحم اللہ خان کے بٹے کے قبضہ میں تھا پھر چند دن میں شہر امام
نادر کشمیر نے راجہ گلاب کے کوہ کو فتح کیا وہاں حکم دیا کہ لاہور لے گیا اور اسکی چھوڑ دی گئی شہر امام
شفیع ہو گیا اس وقت سے اس قدر کے راجہ فقیر اللہ خان مالک جو رہی انیسویں صدی میں اس کا راجہ
مقرر کر کے اسکو گلاب کے ضلع میں جمہور یا کرتاکٹ مان تھا اور یہ علاقہ کشمیر کے ساتھ راجہ گلاب کے تحت میں آگیا
گلاب کے زیر رجوری ہی نام اسکا بدل کر راجہ پور رکھ دیا پھر اس کے عمارت اور قلعہ راجہ کا بنوایا ہوا بھان تو جو
اور قلعہ کے چھوٹے راجہ رحم اللہ خان کی بنوائی ہوئی ہے پختہ اکبر کے چھوٹے بیٹے نے اس پر حملہ کیا شہر کو
کلی کے اندر ایک چوٹی سے بلندی کے کنارے پر جو بھار سے نکلتا ہے میں جا ملتی ہے دریا جی جی
چالیس میل آبادی عمارت اس شہر کی پختہ و خام ہے تجارت عام ہے ایک ہزار گھوڑے اور دودھ سود و کان
آبادی اسکی اول ہے شہر راجہ سلطان خان کے قبضہ میں تھا اور وہ مسلمان بھار کی راجوں میں تھا
باتو قیر راجہ تھا جو الا کہ وہ یہاں لایا اسکو ملک کی آمدنی بھی رنجیت سنگھ نے کئی حملوں میں اسکو زیر کر

کل ملک چین لیا ایک مسجد اور سرائی اکبری بھیان بھی بنی ہوئی ہے اس جگہ سے بھاڑوں کا سلسلہ برابر شروع ہوتا ہے
 جکارا سترہ ٹراشکل گذار ہو چار بھاڑاؤن میں بھت سخت ہیں اول مہیر کہاٹھ دوسری کمان گوشہ تیسری رتن پنجال
 چوتھی پیر پنجال ان میں سے رتن پنجال کا بھاڑ بہت بلند اور راستہ ادھکا بھت سخت ہے اس بھاڑ کے نو انچز
 تو مہینیاں و جلالی و جلال رہتی ہیں اور مہین ہندو اور مسلمان دونوں مذہب کے لوگ ہیں ہندوؤں کی لڑکیاں
 مسلمانوں اور مسلمانوں کے ہندوؤں کے ساتھ بیاہی جاتی ہیں ہندو اور مسلمان میں صرف اتنا فرق ہے کہ ہندو
 جو کے کے اندر اور مسلمان جو کے کے باہر کہاٹھ کہتے ہیں نکاح کے وقت ملا اور برہمن دونوں ملائی جاتی ہیں
 ملا خطبہ پڑھتا ہے براہمن گنیش پوجا کرتا ہے اور پھیری دلاتا ہے کچھ لوگ رہنری کرتے ہیں اگر کوئی مسافر ہو تو
 گھر چلا جاتی تو اسکی بڑی خاطر کرتے ہیں اور مال اور سکاسکھا طرک رکھتی ہیں اور اپنی علاقہ سے بھاڑت کھاتے
 ہیں سوای غار نگری کے کچھ لوگ زراعت کا کام بھی کرتے ہیں **سراسی** تو شخصہ یہ ایک فلاح و
 مضبوط سرائی اس شکر پر جو پنجاب سے کشمیر کو براہ درہ پیر پنجال جاتی ہے واقع ہے عمارت اسکی بختہ و دروازہ
 پتھر کا ہے مضبوطی میں قلعہ سی بھی زیادہ ہے متصل اسکے رو و توئی جاری ہے جو کہ بھیان سے چالیس میل ملکہ خراب
 میں جا گرتی ہے اس سرائی کو شاہنشاہ اکبر نے بنوایا تھا بلکہ اب تک نام بادشاہ کا دسکر دروازہ پر لکھا ہوا ہے
 مگر بسبب عدم خبر گیری حکام کے عمارت اسکی خراب و خستہ و منہدم ہو گئی ہے اور عمارت کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے
 کہ کسی زمانہ میں جب بھت عمارت مٹی ہو گئی ہزاروں عمارتوں سے عیدہ و اعلیٰ ہو گئی اس سرائی سے ملحق
 حکام دو کام لیتے تھے یعنی کسی غنیمت کو جنگ کے وقت اس میں شین کے چلے اور ان کے پاتھروں کے وقت مسافروں کو
 اسکا دروازہ کھلا دیتا تھا کچھ کشمیر کے جنوبی بھاڑ میں بھی ایک قصبہ بھاڑ کے جنوبی ڈھلوان میں آباد ہے آبادی
 اسکی درہ پور سمنہ کی بنا و اور دریائے لوہنہ کے کنارے کے اور واقع ہے جو بھیان سے آگے چلتا ہوا خراب
 جا گرتا ہے اور دو پتھر کتن جو ایک مقام کو ٹپلی اور دوسری را جوڑی سے آتی ان بھیان اگر ایک جاتی ہیں
 اور پھر بارہ مول کے درہ کے راستے دو شکر کشمیر میں داخل ہوتی ہے بلندی درہ پور سمنہ کی مٹی ہزار
 دو سو اسی فٹ ہے **سری** پور کشمیر کے جنوبی بھاڑ میں مقام درہ پور سمنہ میں شکر کی اور پور بھاڑ
 کے گھاٹیوں کے اندر دھن کٹاری دریائے زینیر کے بھی ایک قصبہ آباد ہے اس جگہ دریائے زینیر کو دریائے سری پور
 بولتی ہیں یہ قصبہ اگرچہ چوٹا سا ہے اور بازار بھی چوٹا آبادی کم ہے مگر چونکہ پیر پنجال کے نیچے اور گرد و فواح
 اسکا سبزہ اور پھولوں سے ہرما ہوا ہے اس واسطے نائیش اسکی ابھی ہے اور نام اسکا بھت مشہور اسکی خوب
 کی طرف ایک بھاڑ کی جو ٹی بہت بلندی میں پریشہ برف میں رہتی ہے دریائے زینیر کا آغاز کوہ و مسدہ ہندو
 کی جبل سے ہے اور دوسری بھت ہونا ہوا ادھر کو اتار اور دھری جانا ہوا اہلہ میں داخل ہوتا ہے

ہر ایک ایک قلعہ شمال کی طرف ملک پنجاب کے اوس شہر پر جولاہور سے کشمیر کو درہ بنی مال سو
 گزر کر جاتی ہے کشمیر سے جنوب کو بھالہ اٹھائیں میل واقع ہے پاس اس قلعہ کے ایک ندی بہتی ہے جو قلعہ کے
 نیچے ہوتی ہوئی خلیہ میں کارا ستی کے گرد رہا ہے جناب میں گرتی ہے عمارت قلعہ کی جونی ہے اور اچھی موتمن رہا ہے
 کھوٹا کشمیر کے ملک میں ہے ایک بھاری گھاٹی کو ہیر خالی یا کوہ درجیل کے شمال کے طرف ہے یہاں
 تین میل گیا اور چڑھت ہوئے صورت نظر آتا ہے آبادی اس میں کثرت و ملک زر خیز ہے تھوڑا سا حصہ
 بگلی ہو پور اور درختوں سے بھرا ہوا ہے اور اون درختوں کے اندر سے موسم بہار نہایت خوشبو ہوا نکلتی ہے
 جو دور دور تک ملک کو مہطر کرتی ہے کشمیر کے لوگ بھار کے موسم میں بھان سیر کو آتی ہیں اس کے پاس ایک
 اور گھاٹی بھاری کی ہے وہ بھی بہت سرسبز و شاداب ہے بھار میں ہزاروں قسم کے پھول و دان بھوکے ہوئے
 و گہائی دیکھو میں اور مشہور ہے کہ کسی زمانہ میں اوس گھاٹی کے اوپر ایک لہاسا پ رہتا تھا جبکہ دم تھا
 کے بنیاد میں اور سرچوٹی کے سر پر ہوتا تھا کہ کھوند پر بس زیادہ ترسیرانی کے سردی بھی زیادہ ہوتی
 ہے اور بلندی اوسکی ہند کے سطح سے چہ ہزار فٹ ہے کہ کرناگ کوہ کشمیر میں ہے ایک مشہور
 چشمہ ہیر خالی کے شمالی بنیاد میں واقع ہے وانی پانی اسکا نکل کر چلے اور کالی کے تہروں کے بھاڑ کو
 اندر نذر نہ چہ سوراون کے جلتا ہوا دریا ی رنگ میں جا پڑتا ہے اس چشمہ کا پانی بہت فضل نہایت صاف
 و سبب شیرین مشہور ہے اگر سلطنتوں کے وقت جو کشمیر کا حاکم مقرر ہوتا تھا وہ پانی اسی چشمہ سے منگوا کر پیتا
 تھا پانی باضمین ہوتا ہے کہ اگر کھانا کھانے کے بعد پانی پیر تو کھانا فی الفور ہضم ہو جاتا ہے گناگ
 یا قیسر ناگ کشمیر کے ملک میں شمال کی طرف کوہ نتم خالی کے چہ ایک چیل گناگ کوہ کے مشہور ہے
 یہ چیل اوٹا میل لہی اور پانی کو گڑھ ہے پاس کے پھاڑوں کے اوپر سے برف پگھل کر پانی اس میں
 بہ جاتا ہے بعض وقت تو اس قدر ٹھیکانی ہوتی ہے کہ اصلی سطح سے چالیس فٹ اوچا پانی اس میں ہو جاتا ہے
 اس میں سے دریا ی و شہر نکل کر حلیہ میں جا پڑتا ہے وہ دریا اس چیل کے مغربی کنارے سے نہایت پرانی اور تیزی
 کے ساتھ نکل کر ہوتا ہے دریا کے منہ کے مقام پر باروں طرف ٹپڑ ٹپڑی اور پھر بھاڑ نظر آتی ہیں کنارے اس چیل کے
 اسی سرسبز و خوشنما ہیں کہ انکو دیکھ کر نظر کو طراوت حاصل ہوتی ہے ہزاروں طرح کے رنگارنگ پھول
 و خوشبو دار بوٹیاں و قسم قسم کے درخت شرو غیر شہر سایہ دار و دان موجود ہیں ہندو اس چیل کو بہت شہر
 جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس چیل کے جہان اگر جہان یعنی قدیم کہا تو یہ چیل ظاہر ہوئی دور دوری ہند
 جاتری ہیں بھان اگر غسل کرتے ہیں بلندی اسکی ہند کے سلیم سے بارہ ہزار فٹ شمار ہوتی ہے
 و کرناگ یہ چشمہ مری نگر سے جنوب کے طرف بھالہ اٹھارہ کوہ کے پھاڑ کے اندر ہے دریا ی بہت

جہلم کا ابتدا و اخراج اسی کے اندر ہوتا ہے لطافت اور صفائی میں یہ چشمہ کشمیر کے تمام چشموں سے بہتر و اعلیٰ ہے
 پہلو میں چشمہ بے تعمیر و خراب تھا شاہ جہانگیر خجائی نے سنگ سرخ سے اسکو مشیت پہاؤ بنوایا ہر ایک پہلو پہا
 بندہ ہاتھ لبا اور عمق سا ڈھلوان کتیں تھکا ہوا اور دو مقام پر اسات سندرجہ ذیل کالی شہر میں کندہ کر کے
 وہاں لگائے گئے ہیں **حد** یہ حکم شاہ جہان بادشاہ عشرہ شکر خدا کہ ساخت چشمین آثار جوہر
 این جوہر دادہ است ز جوہر بہشت یاد ہزارین انبار یافتہ کشمیر آبرو و تار سیم آب جوہر گنھا سر و شست
 از چشم بہشت بردن آمد است جوہر دوسری عبارت نثر و اسات سندرجہ ذیل چار دیواری کے حلقہ کے اندر
 ایک کالی تر کے کٹری پر کندہ ہیں **حد** از جہانگیر شاہ اکبر شاہ بادشاہ کشمیر کشمیر افلاک دیانی عطا
 تہ تخت و قصر آباد و چشمہ و زناک بادشاہ ہفت کشور شاہ عدالت شہر ابو المنظر نور الدین جہانگیر شاہ
 ابن محمد اکبر شاہ غاری تبار سیم جلوس درین سر چشمہ فضل امین ترول اجلال فرمودند و اس عمارت حکم
 آنحضرت صورت تمام یافت فقط تالاب چشمہ لبریز ہوا اور پانی کے خروج کے مقام سے ایک ٹہری
 شاخ پانی کی ساتھ ستر ہاتھ کی لمبائی پر نکلتی رہتی ہے اور باوجود نکلنے اس قدر پانی کے سطح پانی کی بالکل
 نہیں ملتی بادشاہی عمارات اس چشمہ کے کناروں پر بہت خوشنما معلوم ہوتی ہیں **لکھنیا** و **لکھن** میں
 یہ ایک گانو شمال مغربی انجام ایک بلند قطار چھار کی جو برفانی قطار پر شمال سے شروع ہوتی ہے اور درجہ
 بدرجہ کشتی ہو کر پانی میں جا ملتی ہے آبادی کو کہ یہاں آبادی بہت کم ہے مگر پرانے کنڈرات اور قدیمی
 مکانات و تالاب اور حماموں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ ایک چشمہ آباد ہوگا۔ + +
نیلہ ناک معنی ایک نیلی چیل ہے کشمیر کے ملک پرگنہ اسچہ میں بھیڑا اور مشہور چشمہ ہے اور اس سے
 ایک بڑی ندی نکلتی ہے بارہ سولہ کے درہ کے راستہ دریا میں جہلم میں جا پڑتی ہے منہ و اس چشمہ اور چیل کو
 بڑا متبرک سمجھتے ہیں اور دو دو سی آکر اس میں بخاری ہیں یہ چیل میں شمال کے چھار کے شمال مشرقی گہائی کے
 اندر واقع ہے **امرنا** اس مقام کا حال ہندوؤں کے عقائد گاہوں میں تحریر ہوگا۔
حوض عجیب موضع دول پرگنہ رنگ سونہ براری نام ایک مربع حوض ہے شمال کی طرف اوپر
 ایک پہر کا پتھر لگا ہوا ہے چاروں طرف سے اسے اجڑے تک ایک دن میں تین تین چار مرتبہ اس
 حوض کے تہہ سے پانی جوش زن ہو کر حوض پر ہوتا ہے یہ حوض خالی ہو جاتا ہے اس قدر کہ ایک قطرہ پانی کا نہیں
 رہتا رہتا ہے اس حوض کے ساتھ مقام سی پانی نکلتا شروع ہوتا ہے جب تک کہ وہ پتھر پہنچے
 پانی بند نہیں ہوتا جب پتھر پہنچتا ہے تو کالک پانی کم ہوتا ہے یہاں تک کہ ایک قطرہ اوپر نہیں
 ہوتا **پون** شہر ہمایا پرگنہ شاہ آباد میں ایک چشمہ پون سندھیا نام ہے پانی اسکا اس طرح نکلتا ہے

جیسے کوئی سانس لیتا ہے اور یہ کہ دم میں بھت سا پانی اوس سے نکلتا ہے اور بخیر کے دم میں وہ تمام پانی غائب ہو جاتا ہے ایک قطرہ باقی نہیں رہتا ہمیشہ دن رات ماہ و سال اوسکا یہی حال رہتا ہے غار مشرق شاہ آباد کے برگندہ میں جید ایک بڑی غار ہے جو کوئی اوس کے اندر جاتا ہے اوسکو برف کے ٹکڑے ملتے ہیں اگر وہاں ہی کہلے تو برف ہوتا ہے اور اگر باہر لائی تو وہ برف مہر بجالتا ہے **واسک ناک برگندہ** دوسرے میں اس نام کا ایک خیمہ ہے پانی اوسکا نہایت سبک اور سرد ہے اتنا اچھا ہے جب تک کہ شمالی خیمہ نہ ہو جائے پانی اوس سے نکلتا ہے جب سردی شروع ہوتی ہے پانی اوسکا بالکل خشک ہو جاتا ہے اور پھر موقع سے کم ہو کر پھار کے دوسری طرف مقام گلاب گڑھ کے قریب پہنچتا ہے غرض کہ تمام سال میں جہ ہینتر تک پھار کے اطراف اور چھ مہینوں اور طرف جاری رہتا ہے **غار آری راسی** برگندہ تارتہ موضع نوٹہ میں اس نام کے ایک استفہ رُبری غار ہے کہ اچھا کسی نے اسکا انتہا نہیں پایا یا پھر سے موضع اوسکا ہٹ تنگ در اندر سے فراخ اور تاریک و غرض اوسکا قریب پانچ درجہ ارتفاع چار درجہ ہے جو نیکہ شبیر و فہرہ پرند چاندون کے وہاں گونسلے ہیں اور نگر خیال کے سب سے اندر سے بد بو آتی ہے جانگیر یا شاہ جبار نے پتھا تو سہارا آدمی کیا ایک پتھر ایک ایک پیر تیل دیکر اوس غار کے اندر بھی کہ اوسکا انتہا دریافت کر چکا وہ غار میں داخل ہو کر تھیں پیل ایک ہی راستی چلی گئے آگے جا کر ایک گندہ یا جسکے چیت سے پانی ٹپکتا تھا گندہ ارتفاع میں رعد و درجہ اس درجہ تھا اُسکے آگے بڑھ کر تین استی نکلتی تھیں و منظر طرف کار استی پتھا تھانہ کار تھہ اور پتھر بلند ہوا تھا اور پتھر درجہ تحت الشری کو اوسخون نے ایک تھری کے راستی میں ہنکا اور مہمان کیا کہ کیفیت تحقیق ہے ایک گھنٹہ تک برابر اوسکی نیچے جانے کی آواز سنتی رہی جو کہ آگے جلتے کے لیے تیل کم تھا وہاں واپس چلے آئے کہ **جسک** موضع ہونہ نامہ برگندہ و بنو میں گنگہ عین نام مقام ہے کہ پانی وہاں بہت کم ہے یہاں دن سہی شہمی کے دن پھار کے ایک بیل سے پانی آدمی چلی کے موافق جاری ہوتا ہے اور کوئی ایک مقام سے بادل کی طرح پانی رہتا ہے تمام روز بھیہ حال رہتا ہے پھر بند ہو جاتا تمام سال ایک قطرہ نظر نہیں آتا اگر وہاں سے برگندہ یا سجنہ نامہ من قصہ مذکور کے متصل اس نام کا ایک ٹالاب اوس میں چند خیریں واقع ہیں زمیندار اوس میں پوشیان چرتے ہیں مگر جب کبھی شدت کے ساتھ ہو اچلتی ہے تو وہ خیروں کے نیچے زمینیں کشتی کے طرح حرکت کر کے ایک طرف سے دوسری طرف کو چلے جاتی ہیں کشتی کے مانند تیرتی ہوئی نظر آتے ہیں چٹا سر ہالک سرگندہ بڑا اظہر یا بن میں جس جگہ دریا می سندھ دور با می بہت پائے ہیں قدیم زمانہ سے ایک بڑا کھنڈر موجود ہے یہاں کہترا اوسکا نام ہے وہاں کے لوگ اوسکی عمر کی ہزار برس کی بیان کرتے ہیں کسی وہ خشک زمین ہوتا پانی کی پھانی اور سیلاب سے بھی نقصان پھن پاتا

چشمه سیر دریا و دریا کے ساتھ ملتا ہے۔ **ناگ** کہ گنجیل پر دو وہ ناگ چشمہ کے نیچے
 چشمہ جاری ہے۔ چاروں طرف اسکی تہ کی عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ اسکا بھی منہ دریا کے ساتھ ملتا ہے۔
کشمیر ناگ کہ وہ دریا کہ کشمیر ناگ نام ایک بڑا چشمہ منہ سے بہت کے ٹہری ٹہری طرح
 رنگ کے پھاڑوں کے گردوں کے طرح اسکی اندر بہتی ہے۔ نظر آتی ہیں تین حصے۔ بانی اس چشمہ کا پھاڑ
 اندر چلا ہوا ہے اور ایک حصہ دریا و دریا کے شامل ہوتا ہے۔ اعلیٰ چشمہ کہ وہ اور چشمہ کہ وہ دریا
 حصہ ایک بڑا چشمہ جاری ہے۔ دریا و دریا کے شکل اور شکل کبھی اسے نکلتی ہیں۔ **ناگ** کہ وہ دریا
 ہیں۔ چشمہ جاری ہے۔ اور اسکا بانی رنگہ نروہ کے ذرائع تون کو سیراب کرتا ہوا جو بانی ناگ
 شامل ہوتا ہے۔ **کشمیر ناگ** موضع ارکم رنگہ رنگ میں اس نام کا ایک چشمہ نکلتا ہے۔ یا چشمہ مقام
 بانی اور سکا زمین سے خوش بار ہوا ہے۔ بانی اور سکا غلات لطیف اور سکا ہے۔ **ناگ** موضع میں
 رنگہ ناگ میں ایک چشمہ پھاڑ کے نیچے سے نکلتا ہے۔ اور پھاڑ و عمارات پر اسے بنی ہوئی ہیں۔ منہ و اسکا
 چشمہ میں پھاڑ **ناگ** موضع پانزت رنگہ دریا و دریا میں حصہ ایک چشمہ جاری ہے۔ ناگ کہ وہ دریا
 کے دریا چشمہ پھاڑ و دریا و دریا میں حصہ ایک چشمہ پھاڑ نامی ہے۔ چشمہ
 کہ وہ پھاڑ کے اوپر اس نام کا چشمہ جاری ہے۔ بانی اسکا غلات شفا بخش و خوشگوار ہے۔ **ناگ**
 رنگہ رنگ میں حصہ چشمہ جاری ہے۔ بانی اس میں بہت نکلتا ہے۔ بانی حصہ ایک طرف بانی کے
 پھاڑ و دریا کے نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی شخص انہیں کوئی برتن یا برنگا لے کر نکلتا ہے تو برتن فی الفور ٹوٹ
 جاتا ہے۔ اور اسکی بانی میں گر پڑے ہیں۔ **کشمیر ناگ** کہ وہ کلنی ہر گاہ پھاڑ کے شرف کی طرف ایک
 دو چشمہ واقع ہے۔ جو منہ دریا و دریا کے لگا کا ہے۔ اور اسکا پس و تالاب میں ایک کا نام ہے۔ سرد و سرد
 و سرد حصہ دو تالاب ہمیشہ پر آب ہوتی ہیں۔ **چو شحال** حصہ ایک تالاب نوشہرہ کے نزدیک
 چشمہ کے نامی تالابوں میں ہے۔ **اچا** موضع سوہرہ کے نزدیک واقع ہے۔ اس میں بھی منہ دریا و دریا
 پھاڑ و تالاب حصہ موضع ناگ کے پاس واقع ہے۔ بانی اس میں بھی بازا طہر مقام ہے۔ **شمال**
 کہ وہ براری ہے۔ حصہ ایک چشمہ کہ بڑے چشموں میں سے شہر کہا گیا ہے۔ اور دریا و دریا کے حصہ منہ
 کہا جاتا ہے۔ **وہ پانی** کہ یہ حال منہ اس دریا کا پھاڑ ہے۔ پانچوں دریاؤں کے احوال
 میں شہر ہو گا۔ اگر اس میں حصہ دریا و دریا کے علاقہ کا کل بانی اس دریا کے منہ دریا میں
 شہر ہو گا۔ اگر اس میں حصہ دریا و دریا کے علاقہ کا کل بانی اس دریا کے منہ دریا میں
 حصہ دریا و دریا کے علاقہ کا کل بانی اس دریا کے منہ دریا میں

اند کر ٹری دریا سے شامل ہو جاتا ہے اسکر اندر بھی بہت سی ٹری ہیں جن سے نہر شاہ کل جو لال کوہ
 سے آتی ہے اسی میں اگر شامل ہو جاتی ہے **مالاب** یہ نہر بھی کئی ٹریوں سے آتا ہے ٹری ٹری ٹریوں
 میں داخل ہوتے ہیں ایک نہر کا نہر جو شہر شاہ کل پر گرنے پر وہ درجی پائس کوہ پر گرنے بالکل کا مجموعہ
 یہ مقام کا نہر اسی میں ٹری ہے دوسری جگہ نامی دیرہ کہ یہ بھی درجی پائس کی ایک شاخ ہے جو قریب
 شہر کل میں ملتی ہے تیسری شاخ درجی پائس جو سلطان پورہ میں ملتی ہے اس مقام کے بعد یہ نہر کا پانی
 اس مقام سے چل کر ان تارہ تارہ ٹریوں میں داخل ہو جاتا ہے **تاوی** ساڑھے ایک سو
 کوہ کو نہر سے ملتا ہے وہاں سے یہ نہر چل کر ساوی تارہ کی مقام سے **مالاب** کے ساتھ مل جاتی ہے جو
تاوی یہ نہر کوہ اردن پر گرنے کو نہر سے ملتی ہے اور مقام تاوی میں کے پائس درجی
 ساتھ مل جاتی ہے جو **شہر** نوں یہ نہر ایک شاخ جو تاوی میں کے یہ نہر بندہ پور کے مقام سے
مالاب کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے جو **ارہ کلان** یہ نہر کوہ پیر خیال کوہ پائس سے ملتی ہے اور نہر پائس پورہ
 کے اندر داخل ہو جاتی ہے جو **تارہ** یہ نہر بھی کوہ کو نہر سے ملتا ہے وہاں سے درجی پائس
 درجی میں مل جاتی ہے جو **شہر** یہ نہر ایک شاخ ہے جو کوہ افروٹ پر گرنے کوہ میں واقع ہے وہاں سے
 چل کر مقام پورہ درجی بہت کے ساتھ مل جاتی ہے جو **پائس** یہ نہر ایک شاخ ہے جو گاردر بہت کا
 نہر ایک شاخ ہے جو نہر پائس بہت سے شامل ہو جاتی ہے اول جو کل کا شاخ ہے جو تارہ درجی مقام کوہ
 میں شامل ہو جاتی ہے جو پورہ کوہ پورہ سے اگر مقام دو کوہ اس میں ملتی ہے تیسری جو کل جو کوہ تارہ سے اگر وہ
 کوہ کے پائس ملتی ہے جو نہر کل مجموعہ مقام دو کوہ کے پائس بہت کے ساتھ مل جاتا ہے
جوہی وہاں سے یہ نہر جو کل کی ایک شاخ ہے اس سے علیحدہ ہو کر مقام تاوی میں ملتی ہے اور وہی
 مقام پورہ درجی بہت کے ساتھ مل جاتی ہے جو **پائس** یہ نہر ایک شاخ ہے جو کل سے ملتی ہے اور مقام
 دو کوہ کو نہر شامل ہے جو **شہر** یہ نہر ایک شاخ ہے جو نہر کوہ درجی تارہ پورہ میں سے اگر
 یہ نہر پورہ درجی بہت کے ساتھ مل جاتی ہے جو **پائس** یہ نہر ایک شاخ ہے جو کل سے ملتی ہے اور مقام
 علاقہ دو چہ نہر ملتی ہے اور کوہ پورہ کے مقام سے ملتی ہے اور نہر کوہ درجی تارہ پورہ میں سے اگر
 کوہ ساکنہ اور کوہ پورہ کے مقام سے ملتی ہے اور نہر کوہ درجی تارہ پورہ میں سے اگر
پائس یہ نہر ایک شاخ ہے جو نہر کوہ درجی تارہ پورہ میں سے اگر
جوہی یہ نہر ایک شاخ ہے جو نہر کوہ درجی تارہ پورہ میں سے اگر
پائس یہ نہر ایک شاخ ہے جو نہر کوہ درجی تارہ پورہ میں سے اگر

و در تور و در آوہ و کرناؤ و در میال و کپسال و کافان و کلاک و کپل و پونش و راجپوت و پور
 و مردادون و بانہال و غمرہ اور جہمہال ہر وقت گلگت اسکو و کچو و گری و حصہ و لہ اش
 بھی قہیم سی اسکی شامل تھے بگنے کشمیر کے پچھلے پیش تھے اس زمانہ میں چوتیس شہر ہیں اور کل علاقہ دو نام
 کا مہراج و مہراج کے نام سے موسوم ہے مہراج کا علاقہ پنجاب سیر و شاداب اور کامراج اور اس کے کم سراج
 ویران ہے مہراج کے علاقہ میں بگنے مہراج شاہ آباد بنگ کوٹھار مارٹھ انت ناگ وچہن بارہ کمارہ
 وکر وپوچاک وپوہ سراجون باگوسہرہ میں شکر و شادہ زینہ پور ناگام اجہہ وپوچو وپوچو وپوچو
 اور علاقہ کامراج میں بگنات مفصلہ ذیل شعلق ہیں لعل کوٹھار پور ساہیر المواضم پانین پانین پانین
 تیاگام کروہن کپوئی زینہ گیر خاص کامراج خاص کامراج کے چہ پتہ ہیں پتہ محل پتہ لولاب تیاگ
 پتہ محی لورہ تپہ رام محال پتہ ہری کشمیر کے مسافات میں علاقہ وچہن وکمارہ ہیں جو شمال و جنوب
 وریا بہت کے واقع ہیں وچہن کے پتہ واپس ہمیشہ اور کمارہ کے پتہ واپس ہمیشہ پتہ میں وچہن سے
 ریاست کپوئی وپوچو آوہ وپوچو کرناؤ وپوچو ریاست وپوچو وپوچو ریاست وچہن
 وکمارہ وچہن لورہ اور کمارہ کے شعلق ریاست وپوچو اور لورہ اور وپوچو اور وپوچو علاقہ فی زمانہ
 سلطنت وپوچو وپوچو وپوچو کے ماتحت وزیر حکم ہے پانین ایک قصبہ کشمیر کے ملک میں پانین کنارہ
 وریا پانین کے خاص سری نگہ سراجون پل جنوب مغرب کو آباد ہے مگر کسی ایک پتہ چوٹی پانین کشمیر
 کے جنوبی پانین کے اندر واقع ہے بلندی اسکی اسقدر ہے کہ وہاں ہال بھر میں بہت سے چوٹیوں میں چوٹی
 شمال کپوئی اسکو اندر ہی ایک پتہ چوٹی ہے جسکی اندر ہی پانی بہت چوٹی اور کم کم اخراج پانی گویا نہن کے
 حرکت کپوئی نکاس پانی کا اور پانی چوٹی پانی نکلا ایک عرض کے اندر جمع ہوتا ہے یاہ ڈھیر وچہن و
 فروری میں اسکا پانی اسقدر گرم ہوتا ہے کہ ہاتھ بھی اڑھین ڈالنا نہیں جاتا مگر اور موسم میں پانی اسکا
 سرد اور خشک اور ہوتا ہے اصل میں چہ چہ گرم پانی کا ہے اور سرد ہوتا ہے اسکا اسو اسطری کہ گرمیوں میں چوٹی
 پانی چوٹی کا پانی آتا ہے وہ ہنگو سرد کر دیتا ہے اور سردیوں میں چوٹی کا پانی سو قوت ہوتا ہے تو
 چہ پانی پانی اصل حالت کو جب گرم ہوتا ہے اس چہ کو نہ بہت متبرک سمجھتے ہیں اور غسل کر کے آتے ہیں
شوپیان چہ ایک قصبہ سری نگہ کے جنوبی طرف میں کوس کے فاصلہ پر آباد ہے سر زمین اسکی نہایت پست
 و سر زمین چوٹی وپوچو وپوچو وپوچو اسکا کے سری نگہ میں پتہ ہیں اسقدر چہان بھی دستیاب ہو جاتی ہے
 طرح طرح کے میوے سیب انگور وغیرہ کی چہان پیدا ہوتی ہے ایک مقام ہری بل نام چہان سے چاکر
 پر یہ وہ سندون کا پستہ نگاہ ہے ایک لٹان چہان کے نیچے بنا ہوا ہے اور چہان کی بلندی سے پانی

کرتا ہے اس کا نام ابابکر کثیر کے بھائی ہیں یہ شہر شمال کے طرف دریا ہر جہم کے آباد ہے یہ مقام
 پر دریا جہم غصات عین دھار پہاڑ پہاڑ ہے عرض دریا کا بھان اسی گرتے کم زمین مونا لکڑیوں کا فراخ کثیر
 بادشاہی وقت کا بنا ہوا بھان موجود ہے شہر کے لمبی لکڑیاں دیو دار کے اوپر ہیں لکڑیوں میں بھہرے ہوئے
 لمبی اور لمبی شیلوں کے اندر تباہی اور انھیں شیلوں کی بنیاد کے اندر ایک فراخ چشمہ انا تہ نال نام
 شکل مثلت جاری ہے جس میں پانی غصات فراط کے ساتھ نکلتا ہے اگرچہ اس چشمہ کا پانی سرد و شفاف و
 ہے مگر گندہک کی بو اس کی پانی سے آتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بھار کے نیچے گندہک کی کان ضرور
 پہلیاں اس چشمہ میں بھہرے ہیں سردی کا اعتقاد ہے کہ یہ چشمہ شین جی سے پیدا کیا اور پہلیاں اس چشمہ کے
 کہیں زمین سے بلکہ اون پہلیوں کو غصات پاک و متبرک و لایق پرستش تصور کرتی ہیں شہر اسلام آباد کی
 عمارت پختہ و بازار کشادہ خوشنما ہے آثار و گلگت و لداخ و تبت کے سوداگر بھان مال لاکر جمع کرتے ہیں
 اور پھر چند دستان ہزارہ و شاہ راؤ ویر جات کو لے جاتے ہیں شہر کے شمال بھان پتھر ہیں تن سوکا رشتہ
 شالہانی کے بھان جاری ہیں شہر قسم کی چھٹ اور کافون کے اسی بھان رنگ جلتے ہیں انکو ٹو و لوکا
 و چوہہ خود رنگ سفید کثیر بھان بھت اچھا بنا جاتا ہے اول اس شہر کا نام بھی شہر کے نام پر انا تہ نال تھا
 مگر اسلامیہ سلطنت کے وقت اسلام آباد کے نام سے موسوم ہوا شہر ابابکر و بھان کے شمالی بھان میں بھہ
 ایک قصبہ او مقام ہے کہ جہاں دریا کی کشتیوں کا جہم سے اگر شامل ہوتا ہے آباد ہے شہر شہر شہر ہے
 اور اگر کوئی غنیمت بارہ مولہ کے درہ کے راستے کثیر میں داخل ہونا چاہو تو بھہ شہر اسکو و اسطو غصات روک
 کا مقام ہے اس مقام پر دریا و فون یعنی کشتیوں کا جہم پر شاہ گندہ واقع ہیں اور رنگ بے عالمگیر بادشاہ نے
 بھان ایک شہر بنایا اور فوج مامور کی یہ وقت سلطنت کا بلی افغان کے عطا محمد خان ناظم کثیر نے اس قلعہ کے
 اندر راؤ و ہارتن اپنے لوگوں اور ماسن بنا دیے اور بھان کثیر کے دریا میں بن کر شہر کو ہلکے
 ہر کہہ گنگ کے شرق کو جو شمال مشرقی مد کثیر کے ملک پر واقع ہے نکلتا ہے او مقام پر چاہے چاہے کے چشمے اور
 ندیاں اپنے منہ پر مقام پر اسکو شامل ہوتی جاتی ہیں شہر کے ایک بھان دریا بھان نامی ہے اپنے چشمہ سے
 ایک سو میں میل کا راستہ ہو کر مقام منظر آباد کوہ کریم و رسا درہ کے راستے اگر دریا ہر جہم میں پڑ جائے
 شہر کے مقام پر ترقی و تہذیب و تہذیب اس دریا کی دریا ہر جہم سے کم ہوتی ہے چھل پر مقام شمول
 ان دونوں دریاؤں کے ملنے کی کامل نڈا ہوا تھا مگر اب جو کہ اوڑھنے کے لائق بھان رہا اسکو نڈا
 کشتیوں کے آمد رفت ہوتی ہے وہ بھہ قصبہ اس شہر کے جو ملک کثیر کو بارہ مولہ کے درہ کے راستے
 جاتی ہے آباد ہے یہ بھت گنگ کے وقت ہر گنگ نڈا ہوا تھا مگر اب جو کہ اوڑھنے کے لائق بھان رہا اسکو نڈا

کی کہ تمام قصبہ آج گیارہ سو دسے بھیان کے کچھ تو مثل ہوئی اور کچھ گھر چور کر بھاگ گئے اب بھیر کے آبادی
 کی صورت نمایاں ہوئی ہو اس موضع کے نام سے بھیان کا درہ بھی درہ دب کہلاتا ہو جس کا راستہ دریائے جلم و
 کشن لگا کے کنارے کناری چلا جاتا ہو **فلس** تل کشمیر کے ملک میں ایک خوبصورت و خوشنما جبل
 شمال کی طرف دریائے جلم کے واقع ہے پانی اس کا ٹکڑا دریائے جلم میں پڑتا ہو گردنواح کی زمین بھایت
 سرسبز و شاداب طرح طرح کے درخت و پھل اور زمین پیدا ہوتے ہیں اس جبل کے شمالی کنارے کے اوپر
 نورجہاں بیگم شاہ جہانگیر کے لکھنے ایک محل سیرگاہ بنایا تھا جو اب سار ہو گیا ہو کنڈرا و سکر ہو جو وہیں
پٹن کشمیر کے ملک میں اس نام کا ایک گاؤں ہے جو اسلام آباد سے پتلیکوٹ شرق کی طرف کے گھاٹوں
 تک جاتا ہے اس گاؤں کے مغربی سمت کی انجام کے چیلوں کے اندر قریبی عمارت کے کنڈرات موجود ہیں
 جیسے دیکھتے ہیں ایک عمارت و حیرت حاصل ہوتی ہو کہ آیا ایسی عمدہ و مستحکم و سنگین عمارتیں کس جگہ کے زمانہ
 میں بنی ہوئی ہیں ایک بڑا مندر مندر و کچھ شگاہ کا بھی بنا ہوا ہو جسکی عمارت بھی اسی قدیمی عمارتوں میں
 سے شمار کی جاتی ہے وہاں ہندو جا کر شب نگاہ کی پرستش کرتے ہیں سیاحان و فرنگ فراتوں میں کہہ رہے ہیں
 مندر ادیش ماننے کے عقرب بنا گیا ہے کہ جب برہمنی مذہب والوں نے غلبہ پا کر مذہب الون کو چھوڑا
 سے نکال دیا تھا **فٹنی** تل کشمیر کے ملک میں بھی ایک گاؤں ایک پرانے کنڈرات کے اندر واقع ہو جو
 لکھنوی زمانے میں کہ اول یہ پٹن کشمیر کے ملک دارالسلطنت تھا آبادی اسکی دریائے جلم کے دھنر کناری
 اوس شکر پر جو سری نگہ سے اسلام آباد کو آتی ہے سری نگہ سے جنوب مشرق کو سولہ میل کے فاصلہ پر ہو اس پٹن
 کے پرانی تواریخ کے موجب یہ گاؤں آٹھ سو پچیس عیسوی میں اونٹنی ورم راج کشمیر نے بنایا اور آباد کیا
 اور اپنے نام پر اوس کا نام اونٹنی لور رکھا اور پڑے عمارات عالیشان بنا کر اپنی سکونت بھی یہیں
 اختیار کی عمارت اور کنڈرات اسکی تخت پرانی ٹن کے عمارت سے مشابہت ہے کہ پٹن میں جو کہ بھیان بڑا
 تھا تھا سلطان سکندر بہت شکر کے تمام مندر گرادر اور شہر والوں کو حبس عام قبول کیا تو ان کو بھی ڈر
 کر کے مکانات گرادر لے گئے کنڈرات کے اندر ایک مندر و لگاواتی دیوی کا بھی بعضی اوسکو وندناواتی
 دیوی کہتے ہیں اوسکی پرستش ہوتی ہے **شاہ** آٹا و یہ قصبہ کشمیر میں اگر شاہ بادشاہ فی آباد کیا اور
 شاہ جہانگیر و شاہ جہان عالمگیر بھی کبشیر میں آکر تو بھیان ہی آکر ٹھہرے اوسوقت آبادی اسکی پڑی
 اوج میں تھی شاہی مکانات لکھار و نہ کی تیاری ہو گئی تھی بھیان قریب نو تھے سلطنت اسلامیہ کے اخیر تک ستو
 سال یہ آباد رہا آخر جب بھیت سنگ کے کشمیر سے چلا گیا تو سکھوں نے اسکو لوٹ کر ویران کر دیا عمارت گرادر
 اب بھوٹھی ہی آبادی باقی ہے یہ قصبہ ایک سنگ و لبر چٹان کے گھاٹی کے اندر رہتا ہو اسکو خوب منظر

پیر پھال دورہ بائیں شمال شرق کو کشمیر کے بھار کے سرسبز قطار میں بہت سی سیلون تک پہنچی ہوئی نظر آتے ہیں
 رنگ کا بھار اس علاقہ کے درمیان ہے اس بھار کی گھاٹی بعض مقامات پر ایکزار گز سے زیادہ چوڑی ہے
 سندھ میں ندی اسی بھار کے اندر سے نکلتی ہے اور بہت سی حثیوں کے پانی جو اس بھار میں جاری ہیں لیکر جاری
 ہوتی ہے بھارت ہندہ لوہے اور تانبے کی کان بھی اسی گھاٹی کے اندر موجود ہیں علاقہ سیوہ دار درختوں
 اور گلزار و سرسبز سیوہ دار ہوتا ہے اس بھار کے لذت میں کشمیر کے کل سیون سے زیادہ ہوتی ہیں اس قصہ میں
 پنجمہ بازار پر بھار بنا ہوا ہے روئی غلہ اور کپڑے اور شہد کی تجارت بہت ہوتی ہے بھار میں قبضہ علاقہ
 مکان کشمیر کے ساتوں میں سکونت کی جگہ جو ساتوں درون کے محافظ و باگردار تھے اور جن میں
 کے پاس خاص شاہ آباد کی جاگیر تھی وہ درہ بھال کا محافظ تھا اور برہی آباد فی اس جاگیر کی او سکواشی تو
 سکھوں کے وقت تک جاگیر اسکی بھال میں رہی جب سکھ گئے تو گویا دن برافٹ آئی جاگیر میں ضبط ہوئی الٹ گیا
 لڑکے کے محتاج ہو گئے اب اونکی اولاد اور کشتکاروں کی طرح ذراعت کرتی ہے ہندی شاہ آباد کی سندھ
 کے سطح سے پانچزار چھ سو فٹ ہے اور پیرانے عمارات کے کھنڈرات بہت پر ہیں شاہ پور ایک
 قبضہ کشمیر کے ملک میں دریائے جہلم کے بائیں کنارے ہے یہاں ایک سیل اور شہر سری نگر سے ترائون
 میل آباد ہے چوتھوں میں ایک قبضہ کشمیر کے ملک میں نو اسی میل مغرب کے طرف سری نگر سے اور پیر
 میل بہت شمال و شمال شرق را ولپندی کے آباد ہے پانچویں قبضہ کشمیر میں ہے ایک نو سری نگر سے پانچ
 شمال مغرب کو آباد ہے مسلمانوں کے سلطنت میں بھار آباد تھے اسکی پرانے عمارتوں کے کھنڈرات
 میں کی عمارات کے طرح موجود ہیں ہندوؤں کے عبادت گاہیں بھارت میں اب بھی جا بڑی لوگ وہاں
 جا کر پرستش کرتے ہیں سو گام بھی ایک قبضہ کشمیر کے ملک میں دریائے جہلم کے بائیں کنارے شہر
 سری نگر سے شمال مغرب کو پانچ سو فٹیں میل آباد ہے چھویں قبضہ کشمیر میں ہے ایک بلند چوٹی بھار کی کشمیر کے شمالی بھار
 کے اندر ہے اسکی بلندی کے اندر ایک چیل بنام گنگہل کے مشور ہے جو ہندوؤں کا تیرتھ کہلاتا ہے
 سندھ کی سطح سے یہ چوٹی تیرہ ہزار فٹ بلند تھا کہ ہوتی ہو گنگہل چیل میں ہندوؤں کے تیرتھ
 کشمیر کے ملک ہر ایک کے بھار کے اندر دیکھو چیل چوڑی اور تین میل لمبی ہے جا بڑی لوگ بھارت غلہ کے واسطے
 بھارت جاتی ہیں بلکہ ہندو کشمیر کے ملک میں رہتے ہیں اونکی چلی ہوئی ہندو بھارت میں ہنگی
 باتی ہیں در ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ بھارت ہندی کے ہندوؤں کی نجات ہوتی ہے اور غلہ
 بھارت کا ہر دور ارگٹا کے برابر ثواب کہتا ہے بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بھارت ہندی کے پانی سے زمین کے برود
 کے نیچے بھی اگر بھارت چلے اور شب بھاد ہو بہت بھارت کر کے رہے ہیں کشمیر میں

حصہ ایک عباد گھاہ ہندوؤں کی کوہ کشمیر میں ہے ایک ٹالپ کے اوس شرک پر جو سری نگرسی امر ناتھ کو جانی
 ہے واقعہ جو اصل میں یہ ایک ٹکڑا بھارت کا دریائی لہر کے پاس ہے اور قدرتی شکل اوسکی بطور ناتھ کی
 بنی ہوئی ہے اوسکو ہندو لوگ گنیش کا روپ تصور کر کے پوجتے ہیں اگر وہ جاتریوں کا وہاں رہنا چاہتے
 جاتری امر ناتھ کے درشن کو جاتے ہیں بھان بھی ٹھہر کر پرستش کرتے ہیں اگر نرخی تارچون میں لکھنا کہ
 کہ وہ شکل ماتھ منشی بنی ہوئی ہے قدرتی نہیں بلکہ جہان شہادت اوسکی بھی ماتھ کے شہید سے مطابق نہیں
 ہے اور وہاں کوئی ماتھ شہر وغیرہ کا بنا ہوا ہے صرف پوجاری دانت کے اپنے علم کے
 ماری بھارتی برتھ کر جاتریوں کو دکھلاتے ہیں کہ بھ گنیش کا سر اور بھ آنکھیں اور بھ ناک اور بھ تارچون
 کشتال بھ ایک بلند گہائی بھارت کی کشمیر کے شمال مشرقی بھارت میں اوس مقام پر واقع ہے جسکو درہ غل
 یا بلستان کہتے ہیں اور اوس درہ کے اندر ہی بھارتی شرک کشمیر کے دریاخ و دت خور کے طرف جاتی ہے کہ وہ
 کشتال دریا سندھ اور بھارت کے درمیان واقع ہے اور دریا اس سے نکل کر ہندوستان کے شمال کی طرف دریا سندھ اور
 جنوب کو دریا جہلم کی ہندی کشتال کی ہندو کے سطح سے دس ہزار بانوفٹ سے زائد ہے درہ بھارت
 کشمیر کے ملک کے درمیان کوہ کشتال میں واقع ہے اسکی شمالی گہائی کے طرف دریا سندھ اس سے ہندوستان کے شمال
 دریاخ کے ملک میں تھوڑے ہو گا ہندی اسکی ہندو کے سطح سے دس ہزار بانوفٹ کے ہی اسکو درہ شہر حلقہ و حلقہ
 و کشتال بھی کہتے ہیں ٹالپ لکھنا ایک بھارتی جہلم کشمیر کے ملک میں سری نگر سے براہ خشکی تھوڑے
 کوہ اور براہ دریا جہلم کو س بھارت کو بھارت میں واقع ہے جہلم اکیس میل لمبی شرق و غرب کے اور نوسل
 جو شرقی شمال سے جنوب کو اسکی کیفیت اور پانی کی سیر لاتی دیکھتے دریا جہلم شہر سے نکل کر شرق کو جاتا ہے
 اور اس جہلم کے غربی شمالی گوشہ سے اوس میں داخل ہوتا ہے اور معلوم محض ہوتا ہے کہ پانی اوسکا کہ مرگیا پھر
 دوسری طرف سے اوس سے چوڑا ہو کر بھارت دریا نکل جاتا ہے کچھ بھارت اور سنگھاڑ سے اس میں بے حساب فیض
 اور پھر اردن دریا بنی جانور مرغابی و مچھلی وغیرہ اس میں بہتے پھرتے ہیں سابق طول و عرض اس جہلم کا بہت
 تھا اب کم رہ گیا ہے اس باعث سے کہ جب دریا جہلم میں طغیانی ہوتی ہے تو شہر مٹا دیتا اور جنگل کا گھاس
 پھوس بھارت اس جہلم میں جاتریاں اور اوس میں رہتا ہے اور وہی کوڑا کناروں پر لک کر زمین کے ساتھ بھارت
 اوس جہلم زمین خشک تر بنتی جاتی ہے اور سلطان زمین اہل بھارت اسکی اندر رہتا ہے تھی وہ اب
 خشکی میں آگئی ہے عرض اب بھی اس سے بھارتی جہلم کوئی کشمیر کے ملک میں بھارت کے مہم اور بھارت
 بھارت کے وقت اس میں طغیانی ہوتی ہے اور براہ اردن کے اور پھر پانی کا سیلاب اگر اس میں داخل ہوتا ہے
 ہندی پور یا سندھ پور بھارت کشمیر کے ملک میں اوس شرک پر واقع ہے جو سری نگرسی اسکو در

کو جاتی ہے اس قبضہ کی پائس دن چھار دن کی قطار ہے جسکو کشمیر کے ملک کی سرحد قرار دیا جاتا ہے اسکو پائس
 دو ٹبرہ ندیان جاری ہیں جو بھیان سے ملکر دلو کے جبل میں جا پڑتی ہیں و لڑکائی جلی اس قبضہ تک تھا
 ایک میل دوری عمارت اس قبضہ کی سنگین اکثریتہ دن کی تھی ہوئی ہے اور رہنرو اور کشمیری دہشتی بولی مختلط
 بولتی ہیں **کارکول** کشمیر کے ملک میں ہے ایک قبضہ دریائی در اس کے دہتر کنارے فاصلہ دو میل اور
 سری نگر سے سمت شمال مشرق اسی محل آباد ہے عمارت قبضہ کی سخت اور بار دلق اور بازار آباد ہے۔
 ورہا کے لڑ کشمیر کے ملک میں ہے ایک دریا کشمیر کے شمال مشرقی سرحد میں بھار کے جنوب کے
 نکلا ہے جسکا سمندر کے سطح سے چودہ ہزار فٹ بلند ہے جو نکلے اور پھر دریائی بلندی سے بہتی کو نکلا
 آتا ہے اسکا پانی کشمیری دہشتی میں بہت ہوتا ہے مگر جب میدان میں ہو پھر جاتا ہے تو بہت ہی کم رفتار
 اور آہستگی سے چلتا ہے پانی اسکا میدان میں سیلا اور کھارے خاک تھمتیہ ہوتا ہے پھر بعد مل کر کے مسافت نشا پڑ
 کے جسٹہ کے مقام سے اسلام آباد کے باغ میل پھر دریائے جلم کے ساتھ ملتا ہے ابتدا اسی اشاکاں
 شمال مشرق سے جنوب مغرب کو ہے اور کشمیر کے ملک کے مشرقی و سرحدی بھار میں
 جو ملک کشمیر اور کوہ مردوہ دن کے درمیان فاصلہ شمار ہوتا ہے بلندی اس درہ کی بارہ ہزار فٹ ہے اور
 سو اسی اسکے اور جو قطار میں بھار دن کے کشمیر کے چاروں طرف میں اسکی شکل و شایستگی عجیبہ ہے
 کیے ساتھ محضین بلندی **فوارہ** بھی ایک بلندی ہے بھار کے کشمیر میں شمال مشرق گھاٹیوں کے
 اندر پہلٹی ہے اسیر ایک درہ ہے جسکو درہ بندر پو کہتے ہیں جو کشمیر کے حدس و ثبات کے ملک کو جاتا ہے اس بھار
 کے اندر ایک چشمہ اُبلتی ہوئے گرم پانی کا جاری ہے بلندی اسکی گیارہ ہزار فٹ اسل تاہم لکھتے ہیں
 اسکے متصل ایک در بھار تک پہنچ نام ہے وہ اس کے بھی بلندی **پاش** کشمیر کے ملک میں ہے
 مندر قدیم اور ہندوؤں کی عبادت کا مقام ہے بھیان اگر ہندویشن کی پرستش کرتے ہیں اسکو پائس بھی
 عمارتوں کے گنڈرات محبت میں جسکو مسلمان بادشاہوں نے گرا دیا تھا اب بھی جو قبضہ اس عمارت کا جو
 ہے اسکی دکنش سے عقل حیران ہوتی ہے کہ بنانے والوں نے اسکو کس معنیوں اور زیبا پیش سی بنوایا تھا
 یہ مقام شمالی بنیاد کوہ کارون کے اندر واقع ہے **سندھ** اس کشمیر میں ہے ایک جوہاں قبضہ کوہ
 کشمیر کے جنوب مشرقی انجام میں آباد ہے اسکا نام ایک لہری کی کان ہے گروہاں دانتیے کہ نکالا جاتا ہے اور
 ادنیٰ لوہے کے کانوں سے جو علاقہ باجوڑ و چینی تا نارین میں لوہا اس کان کا ادنیٰ قسم کا ہے جائیداد
 کشمیر میں ہے ایک قلعہ بھی مندر اور ہندوؤں کی پرستش کا مکان کشمیر سری نگر سے سمت جنوب مشرق فاصلہ
 چار میل ہے جو اہم عمارت اسکی خوبصورت کم قد کی عمارت ہے اور گویا ہندوؤں کے عمارت میں سے ہے

ایک پرانی اجون کی تعمیر یا گراہی چھتاسکی قابلیت گنبد دار چار چار طرف چار دروازے مخرابی ہیں اور کل عمارت بستر مربع دروازوں در دیواروں کے اوپر ستر اور لکڑی کے اندر صنایعان چاکر بست اچھی اچھی رگڑی کے سہل بوتھ اور نقاشی کا کام کیا ہوا ہے چھ مندر ایک لاکھ وسط میں تختہ بنا ہوا ہے اور تالاب چھتہ برابر بتاوی جاتری لوگ پاکین تھیر کر دھان جگا اور پوہا کرتے ہیں اس سب سے کڑی کسی دیوٹی پوتا کانت یا تصویر نہیں رکھی صرف مکان ہی روشن ہوتی ہیں مورخان انگریزوں فراتر ہیں کہ چھ عمارت اس وقت کی بنی ہوئی ہے کہ جب اسکا میں بدلا لہ مذہب یہاں ہوا تھا اور ہونے کسی تقریب سے یہاں یہ عمارت بنوائی ہوگی جو اب تک باقی ہے اگر سب دن کے مذہب کو اس کے بانی ہوتی تو یہاں ضرور کسی نہ کسی دیوی دیوتے کی تصویر ہوتی اور در صورت ہونے تصویر کے کہی مسلمان بادشاہوں کے ماتھے سے یہ نہ بچا ہر سب کے اندر کچھ لکھا ہوا نہیں ہے صرف مکان کے اندر بہت کے قریب ایک کنول کے پھول کی شکل بنی ہوئی ہے کہ جس کے دو عجیبہ دو علاقہ علی علیہ علیہ کثیر کے ملک سے خاص جنوب سمت کو دریا جہلم کے دو ٹوکنا کے اوپر واقع ہیں سرے کے کنارے پر تو کھنڈا در غری پر ہمسہ آباد ہیں دو نو قوسیں کہیں دہسہ انہیں سکونت پذیر ہیں علاقہ بخت اچھا اور زمین اسکی سیرا ہے گزر عایا بخت منطس خراب ہے سکھوں کی عملداری سے بھلی چھ علاقہ بخت آباد تھیں تمام رہنے والے خوش و دلشاد تھے ہر ہری سنگہ نلوہ نے رنجیت سنگہ کے حکم سے ان علاقوں میں جا کر رعایا کو ایسا لوٹا کہ انکو کمانے کو ٹکرا اور ہنسی کو کٹرا نہ ہوڑا سکھوں کے ظلم تمام لوگ اپنی آبادیاں اور گھر جوڑ کر بھاگ گئے اب اگرچہ کچھ صورت آبادی کی نموداری مگر رعایا اوسے طرح مفلس و نادار ہے۔

تیسری تقسیم ملک ثبت لہ رخ و گلگت و کشوار وغیرہ کے احوال

چھ ملک سب ایک دوسری علی علیہ علیہ ہمد و دھند علاقہ نام اور الگ الگ علاقہ کتنی ہیں حال کی عملداری سے بھلی ریاستیں در حکومتیں انکی بھی جدا جدا تھیں اب ایک حکومت جہوج کے رئیس کی بھان بک سے ہوئی کہ مولف کو اس حکومت کے علاقہ حال بھی لکھنا منظور ہے اس واسطے ہر ایک علاقہ کا الگ الگ حال تحریر کیا گیا ہے۔ **پاکستان** اس علاقہ کو بلتقی و بلتستان وقت خور دجھی کتنی ہیں اسکی شمال کی طرف چنی تار ہے اور دونوں کے درمیان کوہ زناغ و کار کورم کوہ سندر کش فاصل گنا جاتا ہے جو شمالی حد سے شہر دھم کو شق تک پہنچا ہے شرق کے سمت اسکو لداخ و تبت گلان کا علاقہ ہے جنوب کے سمت کوہ دیو ات سود و پرانہ گل جوشمیر کے ملک اور اس میں جد ہی سفر کی طرف ملک گلگت و اباسین اسطور واقع ہے کل علاقہ انیس میل لہا اور سات میل چوراسی چھ ملک کثیر کے ملک کے شمال شرق کی طرف ہے رہنے والی اسکو عموم سپاہی سمیت کثیر بے رحم جنگجو ہیں اسواسطے حاکم یہاں کاسپاہ نہیں کہتا تھا بوقت ضرورت اپنی علاقہ کے رعایا جمع کر لیتا تھا تھیں

چکان کی گندم جو سورشالی ہی بیوہ بھی قسم قسم کے زرد آلو و خر بوزہ وانگور وغیرہ پیدا ہوتی ہیں مگر انگور کی بیشمار
 کم ہوتی ہے سیب کی کان اور بلور کی اس بھارت میں موجود ہے دریائے سندھ کے کنارے سی اکثر سونا بھی نکلتا ہے۔
اسکر وہ ایک مشہور شہر ملک ابلستان یعنی بت خور دکا دار السلطنت و دار الخلافت ہے آبادی
 اسکی بھارت کے اندر عین میدان میں اتم ہے جو اس بھارت کے کل میدانوں سے اونچا و بلند ہے متصل شہر کے ایک قلعہ
 نہایت مضبوط و قدیمی شہر کے عمارت کا بنا ہوا ہے اس قلعہ کے نیچے دریائے سندھ و دریائے شیکر الہین بہت ہیں
 اور قلعہ بائیں کنارے دریائے سندھ کے ہے قلعہ کے نیچے دریائے سندھ کی چوران ڈیڑھ سو گز کے ہے تیزی رفتار کی
 اور عمیق بھی بہت جھلکات ہے قلعہ کے تین طرف ریتہ دار زمین سواری مغربی سمت کے اور طرف ٹیلوں ان بھارت
 سواری اس قلعہ کے ایک در قلعہ بھی جاگن اسکر و دکا بنوایا ہوا ایک سو گز کے قدرتی چوڑے کے اوپر دریائے
 متصل ہے عمارت اسکی تہرا اور لکڑی و دو قسم کی ہے اور قلعہ کے اندر اچھے مکانات و حفاظت گاہیں
 و عالیشان محل بنی ہوئی ہیں نافذ و دریا میں بہت کچھ دریائے شیکر خوب ہوتی ہے اسکر و کے بھارت کی چوٹی پر
 شکل کا ایک قدرتی میدان ہے اور اسکر و تھوڑے آدمی چڑھ سہیں تو نیچے والوں کے ہمراہ جاسکتا ہے
 فوج ہو تو بھی وہ اسے مقابلہ نہیں کر سکتا اگر جان اسکر و اس میدان میں بہت سی گول گول شہر و خانہ جہر گزرتی
 تھے وقت ضرورت اس بلندی سے وہ ہتھیار و دشمن پر ماریں اسکر و کا قلعہ بہت بلند ہے سواری سمت مغرب کے
 اور کسی سمت سے آدمی و سہیں جاتیں کتا بلکہ مغرب کے طرف بھی دوسو فٹ بلند و وار مضبوط و عمدہ پتھاروں اور
 برجوں کے بنی ہوئی ہے اس قلعہ کے اوپر کے حصہ میں پانی نہیں ہے مگر قلعہ کے نیچے ایک عمدہ چشمہ جاری ہے
 ہے خشک پانی قلعہ میں لے سکتی ہیں خاص اسکر و میں سو گزوں کے آبادی ہے بلکہ علاقہ اسکا نہایت سرسبز و زرخیز
 ہے بیوہ ہر ایک قسم کے پیدا ہوتے ہیں اس بھارت کی بنیاد میں دریائے شیکر بہتا ہے اسکا پانی تمام ملک کو سیراب کرتا ہے
 قلعہ کے بائیں کھڑی ہو کر ٹیڑھی بلندی جو شان بت کے بھارتوں کے نظر آتے ہیں شہر اسکر و دکا و جہر تسمیم
 وہیں کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب سکندر اعظم چین کے طرف جاسکا تو غم کر کے چکان آیا تو سنا کہ علاقہ کو قحطی
 شک یا مشک راستہ جو کہ بائیں یا ریتہ دار علاقہ میں ہے جسے بسبب پڑ جانے برن کے مسدود ہے تو ناچار اوسکو خیز
 اوسوقت تک راستہ صاف نہ ہو چکان بھارت اسکی و سنی چکان بھارت کے قلعہ بنوایا اور فضول اسباب
 اسکا نہایت سی اسنی لشکر کے جو ضعیف یا لڑکے بھارت و سنی چکان ہی ہوئے اور خود بھارت کے موسم میں چین کو چکان
 میں جو لوگ سکندر کی فوج کو چکان سے اوہوں نے اسکی و سنی کو اسطرحیہ قبضہ آباد کیا اور اسکندر و نام کو
 اور بسبب گذر لی سکندر و نام کے سکندر و نام کے بگڑتے اسکر و و سنی شہر ہو گیا جہاں بات اگرچہ قریب اس
 ہے اور فارسی مورخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اسکندر چین تک پہنچا اور چین کو فتح کیا مگر انگریزی تاریخ والوں کے

اسکا جتنی اچھا پس میل مریم ہی اسہیں دریا سند جنوب شرق میں شمال غرب کو بہتا ہے اور کیولن و قترانغ
 نیسے کارکر م کے بھاڑو کوہ ریشو و سیتی دریا کا رے سمیں بہہ کر دو نو علاقوں کو اسہیں ہی جدا کرتا ہے جو چٹان
 اسلمک کے بھاڑون کے اسقدر اونچی ہیں کہ ردی زمین پر کسی اور بھاڑ کی نہیں آت وہاں اسلمک کی سرد
 خشک و دلاکہ کے قریب آدمی اسہیں آباد ہیں صورت و شہت اسلمک کو لوگوں کی کشمیروں سے اکثر
 شہت رکھتی ہے عورتیں بھان کی خوب صورت سرخ رنگ ہوتی ہیں وشن چہرہ نیک خلق بھربان و شاہ
 پر خوف ہیں مگر پوشش چرکین و سیلی کہتی ہیں مردوں کا حسن خندان لائق تعریف نہیں ہے شراب بھی کاعرت
 مرد کو شوق ہے کمنہ و زریل قومو نہیں چھہ رسم ہے کہ ایک عورت کو خد خاوند ہوں مگر اشراں و دقتندہا
 عار سمجھتی ہیں بڑی شہی کی بھان بڑی غرت و قدر ہے وہی اپنی باب کی کل جاہاد کا مالک ہوتا ہے اور جو بڑی بیٹی
 اس کے مطیع و فرمان بردار رہتی ہیں لداخون کی پوشاک لانی ہوتی ہے غریب غریب کی پوشتین کرتے
 کی جگہ پہنتی ہیں مالدار لوگ بنا کے کپڑے رکھتی ہیں مذہب لداخون و تبتیوں کا بدنام لامہ ہے اور لامہ
 انکار و پوشاک پہنتا ہے اور مڑا لامہ جس کے مرید ہزاروں اور لامی ہوتی ہیں سرخ پوشاک پہنکر سر چھکا
 ٹوپی رکھتا ہے زبان بھانکی ایسی ہے کہ جہین تہی و تاناری و مندی ٹلی ہوئی ہے سوای او نکر اور کوئی کم
 بولتا ہے سلمانی مذہب کے لوگ بھی اگر چہ بھان بہت ہیں مگر کثرت بدنام مذہب کی ہے رہا اسلمک کا حاکم کوٹھ
 معاملہ نہیں تھے غلہ اور میوہ کی سدائش بابت دیتی تھی اور صہم کے وقت راجہ اپنی رعایا کو جمع کرتا ہے اور
 لوگوں کے پاس توڑی دار بند و قین و ریشمکان ہوتی ہیں تو اس طرح ملک تبت و لداخ
 تین سو برس کا عرصہ گزرا تھا کہ لداخ و تبت کے لوگ خود مختار بنے فکری سے گذران گوتے تھے اور ایک
 با اختیار اپنی ملک کی حکومت رکھتا تھا مگر جب کشمیر میں چک کی قوم نے حکومت پائی تو ادھون نے اپنی
 آمد و رفت اسلمک میں جاری کی اور ایک و حلوں میں اسلمک کو غارت کیا چونکہ لداخ میں ایک تبتید
 سے رسم قائم تھی کہ ہر ایک سے و اگر مالدار و دلتند لوگ لامہ دیوتا کے نام کا خزانہ جمع کرتے تھے اور صہم ہوتا ہے
 وہ خزانہ بھت ہو گیا تھا اور رنگ زیب عالمگیر کے وقت یہ ملک اسکو حکومت میں آیا اور وہ خزانہ لٹ گیا
 ۵۴۴ء میں راجہ گلاب سنگ نے حسب اجازت تخت سنگ کے اسلمک پرورش کی اور وزیر زور آور سنگ کو
 اسکو کشمیر کے واسطی معہ فوج روانہ کیا لداخ کے حاکم نے بھی اپنی فوج کے مقابلہ کو بھی اسہیں لڑائی ہو کر جو
 کی فوج غالب ہی اور وہاں کا حاکم سقیم ہوا و فرار و رنگ نے پچاس ہزار روپہ تو نقد وصول کیا اور تین ہزار
 روپہ سالانہ اوسپر خراج بھرا یا اور مع فوج آگے بڑھا اسکو جاڑی لداخ کے حاکم نے پھر سرکشی کی اسکو
 نے واپس کر ملک غارت اور سلطنت کو برباد کر کے اپنا تہا جابا بخت سنگ کے مرنے کے بعد راجہ گلاب سنگ نے پھر

وزیر زور آور سنگ کو اس کے دوہنی تبت خود کے تسخیر کر مامور کیا جب وہاں پہنچا تو راجہ احمد خان متقابلہ میں آیا
اس نے اسی میں راجہ معزول لداخ کا جو احمد خان کے مدد کو آیا تھا مقتول ہوا اور فوج جموں کی فتحیاب ہوئی اس کے
میں بھی زور آور سنگ دخیل ہو گیا پھر ایک برس کے بعد جموں سے دس ہزار فوج سب کر وگی زور آور سنگ تسخیر
ملک اورخ و لاسہ وغیرہ روانہ ہوئی راجہ احمد شاہ سیر احمد خان بھی اس مہم میں ہمراہ تھا یہ فوج بھارت میں
فتوحات کرتے ہوئی ایک مہینے کے راستہ تک آگے کو بڑھتی چلی گئی ناگاہ برف کا موسم آگیا اور سردی بھی
اور اگلے طرف کا بھی کچھ ٹھکانا نظر محض آتا تھا اور پھیلا دور تھا ناگاہ لاسہ فوج کو ہر فانی سے آموجو دیوی
اور فوج وزیر کی ایک بند بھارت کے اوپر گھر گئی اور اسی رات ہندو برف کی بارش ہوئی کہ تمام آدمی سیدھے
ہوئے دشمن کی فوج بھارت پر چڑھ آئی اور نیم مردہ آدمیوں کے سر کاٹ کاٹ کر ہینکے شروع کئے آٹھ ہزار آدمی
تو قتل ہوئے اور دہزار جو ان گرفتاری میں آئے غرض کہ کل فوج وہاں ہی رہی زور آور سنگ بھت ہی کھڑا
ہو کر مارا گیا راجہ احمد خان پھلے ہی اس فوج سے جدا ہو کر لاسیوں سے جا ملا تھا اس فتح کے بعد وزیر راشہ وزیر لگا
وراجہ احمد شاہ لاسیوں کی فوج لیکر لداخ میں آئے اور احمد شاہ پھر اس کے دو پر تسلط ہو گیا راجہ گلاب سنگ کی فوج جو
اس کے دو میں تھی قلعہ بند ہوئے اور تمام ملک راجہ گلاب سنگ سے بھاگ گیا صرف دو شخص ہر کرن و جلدن راجہ
لداخ کے پھلے ہو کر راجہ گلاب سنگ کے خیر خواہ رہے جنہوں نے زور آور سنگ کے قابل کو جموں تک پہنچا دیا ان
نے وہ قلعہ جموں کی فوج قلعہ بند تھی گھیر لیا اور کچھ مدد کو وزیر تھو دہر سجدہ فوج جموں سے مامور ہو کر
اس فوج نے فوج محصور کو جا کر چوڑا یا اور لاسیوں سے خوب لڑائی کی اس میں وزیر لگا لاسی مارا گیا آخر کار
بعد جنگ بیکار فریقین میں صلح ہوئی اور جو قدیم سے حدت کی تھی قائم رہے کہ جموں کی فوج واپس ہوئی
بعد چند سال کے پھر گلاب سنگ نے تبت پر چڑھائی کی اور کل ملک و سرحد صرف میں آگیا اگر ن و جلدن خیر خواہ ہو گیا
راجہ گلاب سنگ کے دہان کے کاردار مقرر ہوئے اور بقی راجہ حاکم لداخ کا فرار یا یا یا لیس بگنے اس کے متعلق
اس میں سے پر گنہ رشتہ میں گندک کی کان ہو اور نمک بھی نکلتا ہے اور وہ لہ کے پر گنہ میں لڑھکی کی کان چھو
ہے پیدائش اس ملک کی گندم سور جو کال مشک پھر گلاب سنگ کے قبضہ سے پھلے جہاں کی اور پوست پیدائش
ہو تا کتاب و سکی پیدائش بھی تبت سے اور انیوں بکثرت نکالی جاتی ہیں ششخص کے ملک لداخ یاہ شہر
کا دار السلطنت و دارالریاست یہ ایک مشہور و قدیمی شہر ہے اس کے شہر لداخ بھی کہتے ہیں آبادی اس کی دریا
سندھ کے وہی گندم سور سے فاصلہ دو میل چار دن کے سائے اور دریا کے درمیان دو ہزار فٹ کے اونچے ٹیلے
کے اوپر واقع ہے دریا سندھ کو جہاں سندھ کی بھین کہتا ہوا گلاب باب بولتی ہیں شہر کے چار دن کو نوں پر
چار ہزار ربہ کل کے بھت اونچے ہوئے ہیں جنکی جو پٹیاں بھاڑ کے چوٹیوں کے برابر چلے گئی ہیں شہر کے

اور چھٹا دسکا شہر ہزار فٹ بلند کے سطح سے اونچا شمار میں آتا ہے تو معلوم ہوا کہ مجھ دریا فی سبیل انہیں شہر
بلندی سے پستی کو یا دریا سے پار کے شہر کے مقام سے مجھ دریا نسبت جنوب میں میل ہلکے دریا کی سطح پر
شمال ہو جاتا ہے اس قدر بلند میں بھی شمار ہوئے ہونگے نہ یوں اور چھٹوں کے پانی انہیں داخل ہونے والے
ہیں اور دو ٹبرہ زمین ایک بولانگ اور دوسری لہاک بھی ہے جس کے ساتھ اگر عفاست تیزی و تندی و تیز
کے ساتھ زمین داخل ہوتے ہیں ان دونوں کے ملنے سے مجھ دریا اثر امواج و یر آب ہو کر جلتا ہے شہر کے شہر کے
مقام پر بلندی اس کی بلند کے سطح سے آٹھ ہزار چار سو چار اونچے ہیں شہر کے چھوڑ چھوڑ کے لداخ کے ملک
میں مجھ ایک ٹبرہ چیل کوہ ریشو کے اور واقع ہے جس کے قطار میں دریا می شہر اور سندھ کو دریا میں پہلی پوری
ہیں اس مقام پر اس چیل کا نام نری سنگ بھی مشہور ہے مجھ چیل سندھ ہزار فٹ بلند کے سطح سے بلندی اور سندھ
گھری ہوئی ہے طول اس کا شمال سے جنوب کو پندرہ میل در عرض شرق و غرب کے آٹھائی میل ہے پانی اس کا نہایت
صاف نیلی رنگ کا ہے چین کے درت کا کہن نام بھی ہے چیل کے کنارے ہزار دن شہر کے درخت سرخ لک ساہ دار
کھڑے ہیں چیل و سرخابی اور دریا کی جاؤروں کا کہن کہہ حد صاحب چین ہے درہ و ریشو لداخ کے ملک کے
پھاڑ میں آٹھ ایک چارہ ہی اس کی گر و ٹبرہ شہر بلندی چھاڑ اور فراخ میدان ہیں جن پر نہ تو کوئی درخت اور نہ کسی
شہر کے نباتات ہیں اور ہر جگہ کا حال ہے کہ گرمی کے موسم میں بھی برفنا ہشتہ بھان بھی رہتی ہے اور ہوا انہیں
کے ساتھ چلتی ہے کہ درہ کے بلندی پہ کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی کہ ہر شہر کے چوٹان ٹبرہ بلندی میں کم سے کم بلندی
اور کی سولہ ہزار فٹ سے کم نہیں ہے آٹھ ہوا چھانکی سر و خشک و آبادی کم مگر شہر کے بکری کی سیدائش شمار
ہے اور ہر سال شہر سے پتہ دھان سے جمع ہو کر شہر لداخ میں آتی ہے و پھر یہ ایک اقبہ لداخ کے ملک میں شہر
کے شمال مشرق کو ہیں میل اور کشتہ اسے ایک سو چھپن میل اور طرف کو آباد ہے در اس لداخ کے شہر
کشتہ کے سرحد پر یہ ایک قصبہ بطور قلعہ کے آباد ہے چھانکی گھاتی بھی اسی کے نام سے در اس شہر میں قصبہ کے
متصل ایک شہر جاری ہے جو شہر کے بلندی کے درہ کو آتی ہے اور پھر درہ کے اندر سے گزر کر کشتہ کے ملک میں داخل
ہوتی ہے اس گھاتی کے وسط سے دریا در اس درہ بٹل ناکتال کے اندر سے جاری ہوتا ہے اور وہ دریا بھان کے ملک
پہلے چھوڑے فافاں تک جنوب کی طرف کو بہتا ہے اور پھر شمال کی طرف کو بہتا ہوا موضع مرال کے متصل دریا سندھ کے شمال
ہو جاتا ہے اور کوہ در اس کے گھاتی اور ہزار فٹ سطح سے دریا کی سطح پر آتی ہے پانی اس لداخ کے ملک میں
مجھ قصبہ بھی اسی شہر کے پر جو شہر کے دریا درہ بٹل کشتہ کے آتی ہے درہ بٹل سے لداخ میں اس کے آباد ہے گرد
کا ملک اس کا مویشی کی چراگاہ ہے زمین گہاں بھٹ پید اہو کی ہے یعنی تو اندہ لوگ ماندہ اس کے بدلے اس کا مویشی
در اس کو تہو میں یعنی کوہ در اس کے مجھ قصبہ نیچے واقع ہے آبادی کی جگہ اس قصبہ کی گردی کے پھاڑ بلندی

بلکہ وہ در اس بھی اسی قصبہ کے نام سے موسوم ہے ہندی اسکی ستم سمندر سے نو ہزار فٹ سے زائد بلندی کے ملک میں ہے ایک بلند ستم اور بھاری علاقہ دریائی سندھ اور دریائی خیاب کے درمیان واقع ہے یہ علاقہ غریبی کے لیے ایک خوب شریقی شمال مغرب کا اور ساٹھ میل جوڑا ہے اس میں ٹبر ٹبر جنگل اور آبادیاں واقع ہیں اور ستم اسکا سرسبز و خوش نصیب ملک ہے ایک شہر آباد قصبہ و منی یا شمالی کنارے دریائی سندھ کے آباد ہیں ایک آبادی کے نیچے ایک در بھاری ندی تھیں گز دوری تھیں ہر شہر کے جنوب کی طرف ایک بھاڑ کی قطار جس کے چاروں طرف دریا ہیں دو رنگ مینا پتی ہوئی چلی جاتی ہے جس کا پھیلاؤ شرق سے غرب کی طرف ہوتا ہے اس علاقہ میں بھیت اچھی ہوتی ہے غلہ بھیان تین مہینوں میں ایک جاتا ہے ایک مہینہ میں دو دفعہ بارش ہوتی ہے اور گندم شلغم جو وغیرہ پوکے جاتے ہیں یہ سب اس کے بھیان کے مسلمان کم اور بدالاسم مذہب کے بھیت ہیں جو بھیت کے ٹبروں کے چلنے میں اس قصبہ سے بفاصلہ پورے میل کے ایک لکڑی کا ٹبر ہے لکڑی دریا سے ستم سے بارہ فٹ اونچا بنا ہوا ہے دو طرف اس ٹبر کے چار کے دو ٹیلوں کے اور اس کے اوپر سے اس کے دریا بہتا ہے غرض دریا کا وہاں میں گرتے زیادہ نہیں ہے مگر غرق اور تیز چلتا ہے سردی کے موسم میں اس کے نیچے دریا کا پانی تیار لکڑی ٹبر بھیت اور بھار کے موسم میں اس سے زیادہ بھر دیر کے طغیانی سے کہ ہوتا ہے مگر بھت خور کے شمال مغرب اور کوہ پادری کے جنوب کو بھیت ایک پست گاہ ایک بھیت کی گاہ جس کا دریا بھت شہر نگر چوٹی سے آبادی کا ہے اس پست کا علاقہ تین دن کا سفر لیان میں ہے اور اس میں میل چڑان میں ہے اس میں ایک ندی بھی چلتی ہے جس کا پانی دریا کے گلگت میں جا کر داخل ہوتا ہے اس بھار کا عورتیں بھانست خوبصورت و شوخ و طائر و فادار ہیں اور نزاکت اور لکڑی بھانگ شہر سے کہ جب وہ پانی تیز ہیں تو گلے کے اندر پانی اور تار ہوا معلوم ہوتا ہے خاص کر بادی نگر کی دریا کے کنارے جو اور ایک قلعہ بھی ہے بنا ہوا ہے ایک گلگت ہے ایک بھاری علاقہ منہ و کوہ کے گھاٹی کے اوپر ہے جس کے شرق کی طرف علاقہ زابلستان یعنی بھت خور و اور مغربی سمت کو علاقہ چترال ہے یہ علاقہ بڑی اونچی بھاڑ کے اوپر واقع ہے اور بڑی اسکی ایک شہر ہے جس کو دریا گلگت کہتے ہیں وہ اس علاقہ میں شمال مغرب کی سمت کو بہتا ہے اور ایک سدا کہ جا کر شمال میں جاتا ہے خاص شہر گلگت ایک عمدہ و آباد مقام اسی دریا کے کنارے پر آبادی فاصلہ اسکا سری نگر سے ہے بھت خور کی فوج اور قافلہ بادیس کے در اور جریہ پیادہ بندرہ دن میں پہنچ سکتا ہے جوڑہ جلاس وغیرہ بھت بھت بھت اور پر گئے اس ملک میں واقع ہیں جوڑہ کا راجہ شاہ سلطان نام احمد شاہ سکردو کے حاکم کا بہنوئی تھا جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا جبار خان راجہ ہوا شہر سنگ ناکم شہر اسکو وقت میں اس بات پر متفق ہوا کہ وہ گلگت کو علاقہ کو سنیر کرے اس راہ پر سری نگر سے فوج جاسور ہوئی مگر جبار خان نے ٹرائی

نہ کی اور نامہ و پیغام کے ذریعے سے اطاعت قبول کر لی پھر میان سنگہ ناظم کشمیر نے جبار خان کو اپنی پاس ملا کر
 قریب قریب کر لیا اور گلگت جوڑہ کے علاقہ میں اپنی کار و بار مامور کر دی اور اسی میں سے کچھ بیورو اسکا علاقہ چار
 کے گزہ کر کے اسکو مقرر کر دیا جس پر سنگہ ناظم کشمیر کے وقت حاکم خاص گلگت کا سلیمان خان تھا اور کچھ
 محمد خان عباس خان تھو اس وقت سلیمان شاہ نام برادر زادہ راجہ ملک بان اور والدہ کا بھال شاہ اور
 پاس آیا اور گزہ کر کے پھر زینت لگا کر براہ وطنی اور سلیمان خان کی عیادت سے آشنائی کر کے سلیمان خان کو
 قتل کر ڈالا اور چائے کو جو حاکم موجود تھا مگر نہیں ہوا گلگت میں سلیمان خان کے بیٹے محمد خان کو حاکم بنایا
 اور سلیمان شاہ پھر حضرت و آہ و بیل کے ملک کے طریق بھاگ گیا جب پھر بریں محمد خان کی حکومت کو گزہ کر
 عباس خان جو بھائی محمد خان کا طاہر خان کے بر کے راجہ جو اسکا خسر تھا۔ دیکر گلگت میں آیا اور محمد خان
 اپنی بھائی کو قتل کر کے خود حاکم بنا اور وقت سلیمان خان کی عیادت جو وہ سلیمان شاہ اپنی یاد کردار کے
 ملک سے ملایا اور وہ بڑی جمعیت کے ساتھ آیا اور باہم لڑائی ہو کر عباس خان مقتول ہوا اور سلیمان شاہ حاکم بنا
 آٹھ برس تک اسکی حکومت تھی اور اسکی وقت میں ملک بان اور کارا راجہ مرگیا اور اسکی ملک پر بھی سلیمان شاہ
 قابض ہوا اور گورامان کے پیشینے جو خود رسال تھا سلیمان شاہ کی اطاعت قبول کی چونکہ اردار کا ملک فاضل
 سے زیادہ تر سلیمان شاہ کو تسلیم تھا اسلئے اسکو ایک شخص آزاد خان کو گلگت کا حاکم مقرر کر کے اپنی حکومت
 اور اس میں مقرر کی مگر آزاد خان نے سلیمان شاہ سے باغی ہو کر اسکا تختہ بد کیا اور لڑائی میں سلیمان شاہ مار گیا
 جب آزاد خان کی حکومت کل علاقہ میں قرار پائی تو اسکو گورامان ملک ان کے بیٹے کو لیا اور ماہ بنایا اور
 موروثی اردار کا اسکو ورنہ بعد از ان طہر خان کر کے حاکم نے آزاد خان پر پوریش کر کے اسکو قتل کیا اور
 خود حاکم گلگت کا بنا طاہر خان کے بیٹے سکندر زمان نے حکومت باغی ہو کر تمام حاکم جوڑہ و سنال و بکر و اردار
 اسکو دشمن ہو گئے تھے اسلئے اسکو اسکو شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر کی اطاعت قبول کر لی اور کشمیر سے سکھائی
 گلگت میں پہنچا لیا یہ بات سنگہ گورامان اور والدہ اسکو سیر سے آہو تھا اور سکندر زمان کو قتل کر کے خود حاکم بنایا
 یہ خبر سنا کر سارنشا راجہ محمد خان و سلیمان خان کے غلام محی الدین ناظم کشمیر نے فوج حرار گلگت پر مامور کی اور
 بتھا بدیشی یا عین بھائی اور ساتھ پاس اسکو ماری گئی اور خود وہ شکست کھا کر بختان کو بھاگ گیا ناظم کشمیر
 کے طرف تھو نہ علی شاہ گلگت کا حاکم مقرر ہوا پھر جب جید ملک ربارا اور سیر راجہ گلگت کے سردار ہوئے تو
 اسکو طرف سے بھی میں ناظم بھال ناگر گورامان کے طرف سے جو قریب قریب قریب بد نشان کے صد کا بد نشان کے
 بادشاہ کے طرف سے ناظم مقرر ہوا تھا گلگت کو ناظم کو بڑی تکلیف دہتی تھی نہ علی شاہ کو یہ خبر سنا کہ وہ
 سے زمان ناظم ہوا مگر اس سے انتظام نہ ہو سکا اور اسکی وقت میں ابغض فر نے قلعہ لودس اور گورامان کے قلعہ

اونی کثیر اور سوٹا کثیر اچھی بنا جاتا ہے مگر کم مسلمان کثیر اس میں بھی مگر دو نو فریق پر مبنی نہ ہوا
از حد طاری ہو لداخ و بخت کیلوف سے تجارت کا مال اگر اس میں فروخت ہو تا ہی سہم اس میں شریک ہوتا ہے
اسم سے باشندہ ارفیت بلندی مشہور و دور و دور کو ہمالیہ کے پھاڑوں میں ہے ایک بستی اور راجہ
قطار پھاڑ کی اس نام سے مشہور ہے اور اس نام کا ایک دریا بھی اس پھاڑ کے پانی سے بہتا ہے جو مقام شہر اور
دریای چناب سے ملتا ہے اور ایک گاؤں بھی اسی نام کا اس پھاڑ میں آباد ہے جس کے مقابل درہ منگ
واقع ہے اس درہ سے کثیر کے طرف اس پھاڑ سے راستہ جاتا ہے بلندی اس کی بارہ ہزار ارفیت سمندر کی سطح سے ہے

جو بھی نصیب جموں اور وہاں کی ریاست اور بعض مشغول
اور قلعوں قبضہ کر کے ان کو جو اس وقت ولایت
وغیرہ کے جموں کی ریاست کے مشغول ہیں

تھیں جن کی طرف سے شمال کی طرف کو ہوا کے جنوبی قطاروں میں دریا کی طرف سے گھاٹی آباد
اس گھاٹی کے مشرق جنوب کی طرف دریا کی طرف سے دریا کو دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے
اس کے بعد طے کر کے مسافت جو پچیس میل کے نسبت جنوب مغرب رہتا ہو اور دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اگر وہ دریا کی طرف سے
رہتی ہو گھاٹی کی طرف سے وقت مسافروں کو سخت تکلیف دیتی ہو جو اس میں دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے
بعض گھاٹی کی طرف سے بھی بہت عمیق ہو اسی دریا کے اس پار ایک دریا اور دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے
سطح پر ایک سو سیاحین فیٹ اور ایک ایک تلوے بنا ہو اور اس کو باہر کا تلوے کہتی ہیں خاص طور پر دریا کی طرف سے
جو تلوے کی طرف سے مسافر کے وقت سفر کی سخت کم تھی مگر اب جو دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے
بازار اس بارہا دریا کی طرف سے آباد ہو گیا ہو کہ اس کو دیکھ کر اس کو روح کو تازگی حاصل ہوتی ہو یہاں پر محل چار بج اور
اسیروں کو دیکھ کر ان کا نشانہ شہر کے نزدیک دریا کی طرف سے اور اس کے کہ شہر کی آبادی بھی دریا کی طرف سے اور اس کے
بعض عالیشان جو دیکھ کر اس کی طرف سے اس شہر کے اندر اس کے کہ اس کی طرف سے اس شہر کے اندر اس کے کہ اس کی طرف سے
کیونکہ اس کے واسطے بھی ان کی زندگی بانی ہوئی ہو اور وہ شہر کی طرف سے لایا جاتا ہے کہ ان کی طرف سے اس شہر کے اندر
کہ وہ دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے
اور دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے
تصور کہ ناگہانی اس کے واسطے اس کے اندر اس کے کہ اس کی طرف سے اس شہر کے اندر اس کے کہ اس کی طرف سے
پر دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے گھاٹی آباد اور دریا کی طرف سے

کھوسنگ پھلی بھاری ڈوگری سالہ میں معہ اپنی بیوی کے بخت سنگہ کی فوج میں لوکر ہوا اور اسکی بیٹی
 تیون کے بخت سنگہ کی بھرنائی سے یہ براج حاصل کیے کہ راجگی کا خطاب پایا جائیگا۔ تیون نے قرار حاصل کیا
 دیا سنگہ کو وزیر اعظم کا خطاب ملا انہیں پیر دیان سنگہ بخت سنگہ دہنا سنگہ سدا نو ایون کے اہم مقام
 قلعہ لاہور پر وزیر قتل بھاراجہ شیر سنگہ قتل ہوا اسکا بہادر راجہ پیر سنگہ اسکی بیٹی نے لیکر سدا نو ایون کو قتل
 اور خود بھاراجہ دیپ سنگہ کا وزیر بنا اور راجہ سویت سنگہ اپنی بیوی کو بھی پیر سنگہ نے مقام لاہور سے ہٹا
 ماتہ قتل کر لیا اور چند ہفتے بعد خود بھی کھوسنگ کے ماتھے سے قتل ہوا راجہ گلاب سنگہ نے لیکر قتل و زانیہ ایسی برادری
 وقت میں بار لاہور میں قتل کیا اور الگ بھاراجہ گلاب سنگہ کو لاہور سے ہٹا کر دیکر اسکی اولاد کو قتل
 وقت کے اندر دھیرہ کوستانی علاقہ انگریزوں نے خرید کر کے اپنی علیحدہ سلطنت قائم کی اور انگریزوں نے بھاراجگی کا خطاب
 پایا اور بخت آبرو اسکی بیوی کو ہونچ کر فوت ہوا اسکی بعد بھاراجہ پیر سنگہ اسکا بیٹا اس کی جگہ پر
 کرتا تھا یہ سلطنت انگریزوں کے قطع ہو اور ان کے علاقے کے جو وقت تو ان کے ایک باہم قرار پائی ہیں جو
 قتل ہوئی تھی تمام بھاراجہ میں کوئی عورت نہ تھی جس میں باوجودیکہ بھلے بھلے ایک عام رسم جاری تھی
 بڑے فوجی بالکل منع ہو گئی تھے باوجودیکہ کشمیر میں لڑکی لڑکا کا فر دخت کر کے لایا دی رواج ملا تھا
 اب کسی کی مجال نہیں ہے کہ بر ملا یہ منوع کام کرے ضرورت کی وقت یہ پیش بل و جان سرکار کی مدد کو تیا
 ہو جاتا ہے چنانچہ پہلی کے مصنفہ میں بھاراجہ جیون کی فوج ہو ایسی ایسی عرق ریزیاں و جانفشانیاں و قوت
 ایکن کہ خشک خود صاحبان انگریز اسکی نشانہ بن گئے ایک بڑا اور ان افسر فوج جیون کا وہیں بن
 ہوا بعد ریاست حسب شرائط نامہ انگریزی کے تسلیم و قبول و بطاعت و ان اپنی پاکستہ فوج پر حکومت کر گئی
 اس ریاست کے علاقہ میں اب سرکار انگریزی کو کچھ دخل نہیں ہے جب تک کہ کوئی شرط خلاف شرائط
 کے وقوع نہ پڑے اور پور خان انگریزی کے بیان کے بموجب ریاست جیون کے علاقہ کا مول شرقی و غربی
 میں ہو چاس میل اور عرض جنوب شمال تک و دوسو میل در کل معلوم ہے یہ ریاست اس میں ریاست
 کھری میں شری شری شیر و وزیر بادشاہ صاحب فخر و قدر و قتل راجہ پیر سنگہ بن بھاراجہ دیان سنگہ بن
 جو الاسامی و دیوان انتظام میں دیوان کریم و وزیر و دیوانہ و غیرہ میں اور دیگر نائب شاہ
 بیٹا بھاراجہ کا ولی عہد ہے اس کے بعد ایک قلعہ کو شمالی پنجاب ریاست جیون میں واقع ہے اس کے
 جو پنجاب کے کثیر کو جاتی ہے ایک بھاری ندی کے مشرقی کنارے پر ہے اس قلعہ کے اندر بھی دیوانی جیون کے
 رہتی ہیں سادہ قلعہ کے ایک ٹکڑے پر ہے جس کے اوپر سے قلعہ کے اندر کا رہتی ہے اس کے گانو بھی
 آبادی کا یہاں ہو جو دیہاتی ہے یہ ایک مشہور قبیلہ ہے کہ وہ شمالی پنجاب میں کے دریاں

کے کناری کے اوپر آباد ہے یہ قصبہ چلی پرا آباد اور ایک اچھے رہنے کا مقام تھا تجارت و سودیاری کا مقام
 راجہ با اختیار مانع و وقار بھان حکومت کرتا تھا آخر جس اچھے گلاب سنگھ نے قوت پائی تو اسے گرفتاری
 کل ملک و ملک لیکر جنوں کے ریاست کے شامل کر لیا اور راجہ کو بند کر دیا اور اس کے دربار میں علاقہ جنوں کے تحت
 سے چلی راجہ کے حیدر آباد و سکانات ایک موجود ہیں قصبہ کی عمارت تختہ می پتھر کے سکانات بنی ہیں بھٹی
 بازار ہے ہر ایک کے دکاندار مالدار ہے راجپوت ڈوگر می کوستانی بھان تختہ رہتی ہیں یہ **پالیسی**
 جنوں کی سلطنت کے متعلق یہ ایک قصبہ بالکل گیارے دریائے خیاب اور جنوبی کنارہ کوہ ہمالہ میں آباد ہے
 اس مقام پر ایک قلعہ ہے جس کا نام ہے **چھوٹا** و تختہ ایک بھار کے اوپر چلی کا و درم شکل ہے جو اسے صورت قلعہ کی
 مریم اور دو اربین بھٹ بلند پتھر کے بنی ہوئی ہیں یہ ممکن نہیں ہے کہ غنیمت اور می لگا کر اس کے مفصل پر چڑھ
 جاویں چاروں کوٹوں پر چار برج خوش قطع و جنگی بنی ہیں قلعہ کے اندر دو تالاب ہیں جو ہمیشہ پُر آب رہتے ہیں
 فوج والی جنوں کی یہاں قلعہ کی حفاظت پر مامور ہیں یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک تیلہا بھائی کے
 اندر سے ایک دریا جاری ہو کر بھار کے اندر بہتا ہے قصبہ ریاست بھی اچھی آبادی کا قصبہ ہے ایک ہزار آدمی کے
 قریب و سہیں رہتی ہیں بازار با موقع و عمارت تختہ و خوشنما ہے **ٹاسو** کوہ شمالی خیاب میں دہری کنارہ
 دریائے خیاب کے اوس ٹکر پر جو خیاب کے کشمیر کو جاتی ہے آباد ہے متصل اسکے دریائے خیاب بذریعہ چوڑے کے
 اوتر کے ہیں جسکی تعریف مولف چلی حصہ میں درج کر چکا ہے **چٹنی** ریاست جنوں کوہ شمالی خیاب میں
 یہ ایک قصبہ شہر سری نگر سے جنوب جنوب شرقی فاصلہ تھرتل اور فاصلہ شہر جنوں سے تیس میل پر آباد
 یہ قصبہ ایک اچھے کا دارالریاست ہے جو راجہ چٹنی والا کہلاتا ہے اور نہایت ترقی و تاملدار ہے ریاست جنوں
 اپنی علاقہ پر قابض ہے اس قصبہ کے عمارتیں پتھر کے اور رہنے والے بکثرت ہندو رجوت راجہ کے ہنر
 کی فحل شہر کے اندر خوب صورت و عالیشان بنی ہیں کوہ **بندھی** کوہ شمالی ریاست جنوں کے متعلق یہ ایک
 قصبہ دریائے خیاب کے ایک شاخ کے اوپر شہر وزیر آباد میں شمال مشرق کو نو اسی میل آباد ہے زمین اسکی اچھی
 نامہوار ہے مگر زرخیز و لائق کاری کشکاری بہت ہوتی ہے غلہ و ترکاری اور ہر ایک قسم کا میوہ بھٹی
 بہت پیدا ہوتا ہے **پنگ** ایک قصبہ ہے ایک بھٹ لبنی چیل علاقہ جنوں کے شرقی حد کے اوپر واقع
 ہے لیکن اسکا اکیسویں میل اور چوڑائی بدرجہ اوسط تین میل پانی اسکا نہایت صاف مگر تگن ہے بلندی
 اسکی سمندر کی سطح سے چودہ ہزار دو سو چوبیس فٹ ہے **گھمیا** کوہ جنوں کے سطح کے متعلق یہ ایک قلعہ بلند
 بھار کے اوپر دریائے سندھ کے بائیں ڈیل میں کناری کے نیامہوار اور مضبوطی اور مستحکم اسکی اس قدر ہے
 کہ اوس نواح میں درگزی قلعہ ایسا مضبوط چلی بنا ہوا نہیں ہے کہ دی اس قلعہ کے دو دو میل کے فاصلہ

اب چنیہ تک برابر او سکی کاشت ہوتی ہو اور لاکھون روپیہ کی جاکم فروخت ہو کر دور دور کے ملکوں میں جاتی ہے
کانگرہ کی جاکم حدیں کی جاکم سے رنگت اور خوشبوئی اور ذائقہ سے پہلے کم ہو کر نہ کہہ فرنی چھین ہو اس ضلع کے
جنوبی حصہ کی آب ہوا منڈی کے حد و تک گرم و خشک ہو اور بھارہا کہیں خشک اور کہیں سرسبز اور کہیں
جنگل اور کہیں آب و ہوا دوسری حصہ میں گلیر و جالاکھی و سجان پور شیرہ کالک در پور شری شہر ہری پور
وغیرہ ہیں اوستی پٹنچے او شکر و ریاست سلیم و بیاس کے درمیان بھارہا کے آغاز سے منڈی کے حد تک ملک گرم اور اکثر
بھارہا خشک اور کہیں سرسبز جاکم پور دانا پور کے بھارہا میں بانس اور پٹری کان ہو اور سکرا کے آخر تک کہیں
جنگل اور کہیں بھارہا اور کہیں خشکی و کہیں گلزار ہو کل ضلع کی مردم شماری چھ لاکھ بیانوین ہزار نو سو ستتر
ہے اسکے اس ضلع میں کچھ علم پڑھنے والے و اج نہ تھا اب سرکار انگریزی کے توفیق سے ہزاروں آدمی فارغ
و انگریزی و عربی پڑھ کر عالم ہو گئے ہیں شہر شہر و دیہ دیہ مدرسے جاری ہیں اور ایک کشتی سجن فواد عام
و ترقی علم کو واسطے رسامی کانگرہ نے مقرر کی ہوئی ہے جن میں برابر تجویزین مشغول رہا عام کی ہوتی ہے
اور واضح ہو کہ کانگرہ ایک خاص ضلع کا مقام ہو حد و دار ہم جیکے چھ ہیں حد غربی شاہ پور جوبت و یامی راوی
واقع ہو شرقی حد چنی ناٹاری سرزمین کے ساتھ ملحق ہو شمالی حد پرداخ کا علاقہ اور جنوبی حد سرزمین آہ
ست جالندہر کا ملک ہے کل قبضہ اس ضلع کا تخمیناً آٹھ ہزار سیل مریم ہے اس ملک کے رہنے والے لوگ مختلف النسل
اور مختلف النسل ہیں پڑی پڑی ہندوستانی بھارہا وں کے اس علاقہ میں ہیں خلی ہندی کوہ انڈس کے چوٹی
بھی یاد ہو آب و ہوا بھی اس علاقہ کی ہر ایک علاقہ میں علیحدہ علیحدہ ہو اور نباتات و درخت لاکھون شہر
کے بر فانی بھارہا اس علاقہ میں ہیں دھان کوئی سبزہ و درخت نہیں ہوتا تقسیم اس ملک کی قدرتی تقسیم کے
طریقہ و حصہ نہیں ہوتا ہے ایک کانگرہ خاص اس میں پنجے کے تمام بھارہا شامل ہیں جو قریب و شہر آبادات ہو
سیل مریم کے ہیں و سرانجنگلی حصہ اور کوشانی ملک کلو و لائل و سٹی کہلاتا ہے اس کا قبضہ پانچ ہزار سیل ملک ہو گا
اس ضلع کے تین طرف بھارہا ریاست جی راہون کے ہیں جو ماتحت سرکار انگریزی اور محروس محفوظ با اقتدار
ہیں غرب کے طرف اسکو دریا ہری ہتا ہو اس ضلع کو ریاست جیون کے علاقہ سے علیحدہ کرنا ہی شمال کی طرف
ایک پڑی بھارہا دھان کی ہو جیکے اکثر چٹان سواہ ہزار فٹ تک سطح سمندر سے بلند ہیں اور اس ضلع اور
جنوب کی ریاست کے درمیان حد فاصل ہیں مشرق میں منڈی اور کہلور کے ریاستیں ہیں اور کلو گرنہ سے لے کر
جنوب کے طرف سرزمین میدانی و آباد ہے جالندہر کی ہو دریا و بیاس اس ضلع میں پڑی تیری و نہاں کے
ساتھ چلتا ہو اور کلو و منڈی کے ریاست سے گزر کر کانگرہ خاص کے علاقہ میں داخل ہوتا ہو اور مقام کانگرہ
سجان غرب جنوب ہو جالاکھی و الی قطار بھارہا وں کے کاٹا ہو اسید ان کو آتا ہے اس علاقہ میں بھی

کوئی اس کے شمل ہوتی ہیں اول بنوان ندی جو کہ چھتا ہے کہ اس کے حصہ سے ٹککھ اور نالہ اور دھیرہ
 نالوں کو اپنے ساتھ لاکر مقام سنگول سے لجاتی ہے دوسری نکل ندی جو پشورہ بھوان پور کے پاس جا کر
 بیاس میں گرتی ہے تیسری بان گنگا جو کانگرہ کے دیواروں کے نیچے روان ہو چکی ہے گندی پانچویں دھیرہ
 جو کانگرہ کے قلعہ کے نیچے بہتی ہے سواری انکو ندی بول جو بہری پور اور نور پور کے درمیانی بھاڑوں میں ٹککھ
 اور ندی جلی جو ضلع کے بھاڑوں سے ٹککھ آتی ہے اور پانی اس کا بیاس میں آوی دو نو میں پڑتا ہے نہا کی
 وہاں نالہ دن کے متصل ملتی ہیں اور سواری نام ندی تلوار کے گھاٹ کے پاس ملتی ہے دریاں رادی کار ہے
 اس ضلع کے متعلق صرف چھٹا میل ہے اور دریاں ستلج کا پچیس میل اور ریاستیں جو ضلع کے متعلق ہیں اور کنگا
 جیسے نام ہے چھٹا نو نو میل ہے و اتار نو نو میل ہے ان سب کے متعلق کنگا ہنگال جیسے ریاستیں ہیں
 راج کانگرہ کے ماتحت ہیں پھر رنجیت سنگھ والی لاہور کے خراج گزار ہیں اب سرکار انگریزی کے ماتحت ہیں
 اور خاندان کٹوج کا قدیمی اور بزرگ شمار کیا جاتا ہے شامانی و جادوالی دولت اس بھاڑ میں بہتی ہے جو پشورہ
 وغیرہ اقسام جو کنگا حد و حساب نہیں اور سنگھ دن قسم کے میوے پیدا ہوتے ہیں کولون کے ذریعہ اس مقام
 بھاڑ میں پانی بھرنا ہے غلہ بھی قسم قسم کا پیدا ہوتا ہے خصوصاً مکمل معصفر یعنی کسوت کے بڑے پیداوار ہے گہری کو
 کنگا کسو بہت ہے اہم ہوتا ہے کانگرہ کے اوپر کی زمین میں ہزاروں میں شالی قسم عمدہ پیدا ہوتی ہے گندی اور
 کچور بھی اس بھاڑ کی خاص پیداوار ہے ایک لاکھ ہندو ہزار کے جاگیردار قدیمی ہاگنان ملک میں ہے
 میں جنگلی فصل بھی ہے پراہہ پراہہ سنگھ کٹوج اولاد والی کانگرہ چھٹیں ہزار کا جاگیردار دوسری راہ پورہ
 چھٹیں ہزار کا جاگیردار شیرہ راہ رام سنگھ سیدہ والہ بس ہزار کا جاگیردار جو چھٹیں راہ شمسیر سنگھ ہری پورہ
 بس ہزار کا جاگیردار پانچویں میان السیری سنگھ بھانہ دو ہزار چار سو ہزار کا جاگیردار چھٹیں میان
 بھانہ ایک ہزار چھ سو ہزار کا جاگیردار ہی قلعہ کانگرہ قلعہ کل ہندوستان کے قلعوں میں ہے اور
 اور قلعہ ہے زیادہ تر اس کے قدامت کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ آیا پہلی کس راہ پورہ کی بنیاد کی اور کٹوج
 کانگرہ کی وجہ سے کیا ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ قلعہ آدمیوں نے نہیں بنایا دیتا وں کے ملکہ تعمیر کیا تھا قلعہ کے
 اندر نالہ اور چھٹی جاہی ہیں انکو زنگیں اس قلعہ کا ایک چوٹا سا دروازہ تھا اور کنگہ کے دروازے اور
 اندر جاتے تھے یا بزرگ پشیری کے کار براری ہوتی تھی شاہ جہانگیر نے جب قبضہ سپر پاتوا دسویں اور پانچویں قلعہ
 طبرہ دراز میں ہوا تو صاحبہ التواریم لکھتا ہے کہ کل دور اس قلعہ کا ایک کوس اور ہندوہ جبیب جی
 جیسے طول ہے چھٹا کوس کے اور وہاں غرض بابیں کنار قلعہ دیوار ایک سو چار درختیں ہیں اور سات
 دروازے ہیں یہ قلعہ چھٹیں میل دور راجون کے تصرف میں ہے اور سو اسے سلطان محمود غزنوی سلطان

فیروز شاہ باریک و شاہ جہانگیر خٹائی کو کوئی مسلمان بادشاہ اس پر قابض و منحصر نہیں ہوا مگر شاہ جہانگیر
 کے بعد برابر آخر سلطنت کے وقت تک یہ سلاطین خٹائی کے قبضہ میں تھے اس قلعہ کے اندر ایک قلعہ بھی
 تھا دیوی اور بھیر دکان ہے جس کا مفصل حال سندھ و نگر عبادت گاہوں میں تحریر ہو گا قلعہ کے اندر کپور نگر
 نالاب شہر عمیق اور شاہ جہانگیر کی بنوائی ہوئی ایک مسجد بھی تھی اب قلعہ کے اندر انگریزی فوج گورہ
 کی رہتی ہے جو برسرِ گاکشی کرتے ہیں اور بندر وں کے دروازے بند کر دیئے ہیں یہاں **سنت حکومت**
 کا نگرہ کا نگرہ کی سلطنت تھی بھاری اور قدیمی تھی پانڈوؤں کے بادشاہی کے وقت راجہ کانگرہ کا
 سہم چند رتھا اور سنو تمام بھارت کے اندر اپنی حکومت پہنچائی اور میدانی علاقے میں بھی کچھ تو سس شہر تھے
 بشا اور دواہست و باری میں تادریاں زادی اور سکرا راج تھا اور یہی اہل قلعہ کا نگرہ کا ایسا بادشاہ
 بنایا مگر جب راجہ کیرن اور پانڈوؤں کی لڑائی میں مارا گیا تو اس کے بعد تاحیہ سلطنت راجہ سنگھ چند
 دوسو بائیس پشت بہشت راجہ ہوتی آئے اور سکے وقت میں فیروز شاہ باریک بادشاہ دہلی کے کانگرہ پر
 یورش کی اور مدت تک محاصرہ قلعہ کا رکھا آخر اس نے اطاعت قبول کی اور قلعہ پر بادشاہ نے
 دخل پا کر نام قلعہ کا محمد آباد رکھا اور دیوی کی تصویر جو قلعہ کے اندر تھی اسکو اٹھا کر دینہ معلیٰ منجی آباد
 کہ ہرم خرم کے دروازہ کے آگے سجائی زمین رکھی تھی جس پر راجہ سنگھ چند مر گیا تو کرم چند جانشین ہوا اور
 وقت سنو راجہ راجہ چند کے عہد تک چھ جانشین ہوئے اور سکے عہد میں سلطان سکندر افغان اکبر بادشاہ
 بھاگ کر اس بھارت میں جا چھا تھا راجہ چند نے اسکی بھت فاطمہ کی خدمت سے وہ دھان راجہ اور برسرِ بھارت
 چڑھ گیا جس اکبر اس کے تعاقب سے لوٹ کر ہندوستان کو چلا گیا تو سکندر نے بھارت سے اور نگر پنجاب میں پور
 چھائی اکبر شاہ بھارت سے چھپ چھا اور سکندر کے تعاقب میں نور پور تک پہنچا اور وقت راجہ چند نے اکبر شاہ
 سے دوستانہ ملاقات کی جب امجد مراد دہرم چند اور بھیر دہرم چند کے بعد نانک چند بھیر چند
 بن چند راجہ ہوا اس نے اکبر بادشاہ سے جنگ کیا اور اکبر کو اپنی علاقہ میں تسلط ہونے دیا اور
 بعد تلوک چند مالک ہوا اور سنو اکبری فوج سے شکست کھائی اور نگر اگرا نگر نگر نگر نگر نگر نگر نگر نگر
 بھارت سے اسکو تاج بخشی ہوئی اور سکے بعد راجہ پریش چند راجہ بنا اور سنو بادشاہی اطاعت نہ کی جہانگیر فوج
 اسکو تینہ کو ماہر ہوئی اور راجہ مکر حاجت بادشاہی فوج کا افسر نگر آباد مدت تک قلعہ کا محاصرہ
 آخر جب محصور طول محاصرہ سے تنگ آئی تو قلعہ چھوڑ کر نکل گئے راجہ پریش چند کے بعد اسکا کوئی وارث
 نہ ملا مگر بادشاہ کے بھان سہی کلان چند پریش چند کے بیٹے کو علاقہ راجہ جہانگیر عطا ہو کر راجگی کا خطاب
 عطا ہوا اور سکے بعد سحر راجہ قائم مقام اس پر باب کا ہوا مگر چھ بھی ملا دھرم اسلیو خاں لکیر اور نگر نگر نگر نگر

نے بہیم خنداوسکی بھائی کے بیٹے کو راہگی عطا کی بعد ازاں راجہ عالم خنداوس کا عہد میں چونکہ جہانی
 سلطنت ضعیف ہو گئی تھی اس لئے اس نے کچھ کوشش کر کے سوائے جاگیر مقررہ کے اور بھی تسلط اپنا
 کر لیا اور اس کے بعد بہیم خنداوس نے حکومت بائی نگر اور سکی اولاد دہوی اسلمی اور سنی ایک شخص تیغ خنداوس اور زاو
 اپنی گرد میں لے کر لیا یا لیکن بہیم خنداوس نے مرنے کے بعد بہیم خنداوس کا بھائی تیغ خنداوس کا باب جانشین ہوا
 اور سنی بھائی کا قلعہ فتح کیا اور گوہر کے راجے کی علاقہ کو بھی لے لیا اور سنی بعد راجہ تیغ خنداوس نے سریشما اور
 رام گدہ سکھوں کے ساتھ لڑ کر پنجاب ہوا پھر انجکان جموں سے اس کا مقابلہ ہوا اور فتح پائی جب ہمر گیا
 راجہ سنہار خنداوس کا بیٹا دس سال کی عمر میں گدی نشین ہوا اور بارہ برس کے عمر میں اور سنی کلودالہ راجہ
 لڑائی کی اور اور سنی کی بھاری سے اور کر دوایت کے میدان کیرف آیا اور علاقہ ہوشار پور و
 سجواڑہ اور سنی سکھوں سے چھپ چلا اور سجواڑہ میں ایک سنگین قلعہ بنایا اس کام سے فارغ ہو کر کانگرہ کے
 قلعہ کے لیس کا اور سنی غم کیا اور سو وقت کانگرہ کے قلعہ میں بھی سیف علی خان نواب قلعہ راجہ محمد شاہ بادشاہ کے
 وقت سے قلعہ دار تھا اور قلعہ کے متعلق دگر دواچی علاقہ قون پر وہ بطور خود مختار حکومت کرتا تھا اور
 ایک فقیر محمد ویکے زبانی اور سکھ بشارت ہو چکی تھی کہ جب تک تو زندہ رہے گا یہ قلعہ کسی اور کو ملے گا سنہار خندا
 نے کئی سال قلعہ کا محاصرہ رکھا مگر فتح نصیب نہ ہوئی اتفاقاً اسی محاصرہ کے اندر سیف علی خان بھٹانی
 ربانی جہان فانی سے گزر گیا اور سیراجیوں سے لے کر سکی نالایق بڑے بایکے مرنے کے بعد فی الفور قلعہ چھوڑ
 دیا اور سو وقت جی سنگھ کہنہ سیدہ اپنی فرج کے راجہ سنہار کے یہ دیکھ گیا ہوا تھا اور سنی سنہار خنداوس کا دخل قلعہ پر ہوا
 دیا اور قلعہ کے دروازے کھلتے ہی خود قلعہ میں چلا گیا اور داخل ہو بیٹھا یہ حال دیکھ کر سنہار خنداوس نے
 اپنی علاقہ کو چلا گیا چند سال کے بعد جب جہان سنگھ رنجیت سنگھ کے باب اور سنہار خنداوس نے ملکر چاہا کہ کل علاقہ
 جی سنگھ کالی لیا جاوے اور اس ارادہ پر فوج کا ٹہرا اجتماع ہوا تو جی سنگھ نے خوف کہا کہ کانگرہ کا قلعہ سنہار خندا
 کو دیدیا اور جہان سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کے ساتھ اپنی پونی کی نسبت کر دو نو کو راضی کر دیا قلعہ پر دخل
 پانے سے راجہ سنہار خنداوس نے اپنا تسلط بڑھایا تا مگر بھارتی راجوں کو مطیع بنایا کل سرداروں کو تا بعد لکھا
 مختاروں کو یہ اختیار کیا کہ اپنے خراج کو خراج لے کر کیا اسلمی کل راجہ جاگیردار سردار اختیار بھاڑ کے
 اور سنی دشمن ہو گئے اور سنی کے ملکر پوشیدہ پوشیدہ راجہ بن بھادروالی نیپال سے مدد طلب کی اور اور سنی
 پر آمادہ کیا کہ وہ جہان ادی اور کل بھاڑ کا مالک بن جاوے اور سنی بھادروالی سے مدد سہاقت کے فوج
 جہاد کر دے گی اور سنی سے سالار بھاڑ کے فتح کے لئے سوری کی اور وہ فوج تمام بھاڑ تسلیم یا کہ کو فتح کرے پھر اور
 راجوں کے راجوں کو مطیع کرے اور سنی سنہار خنداوس نے علاقہ میں اپنی بھارتی اور کل بھارتی کے مقام پر ڈیرہ کیا اور

بھی لڑائی کی طیار ہی ہوئی اور کل راجہ دے کو بلا گئے تمام راجگان جو بظاہر تابع فرمان اور دل سے دشمن
 جان تھے اپنی اپنی فوجیں لیکر حاضر ہوئے سنار چند نے اپنی اور راجوں کی فوج جمع کر کر سب کر دی غلام محمد خان پٹو
 کے گورکھ فوج کے مقابلہ کے واسطے مامور کی جب مقابلہ ہوا تو سب سے اول بھاڑی راجوں کی فوج حسب الامر
 اور سنگ سہ سالار گورکھ کے بھاگ نکلی اور کانگرہ کی فوج پر سخت شکست عاید ہوئی اس فتح کے بعد امر سنگ
 بڑا اور قلعہ کانگرہ کا محاصرہ کر لیا ساوہی میں سال تک برابر محاصرہ رہا تمام علاقہ غارت ہو گیا آخر
 سنار چند نے سخت تنگ کر رنجیت سنگھ والی لاہور سے مدد طلب کی اور اقرار ہوا کہ اگر رنجیت سنگھ اگر
 گورکھ فوج کو تسلیم پاراوتار دے تو قلعہ کانگرہ پر اسکا دخل کر دیا جائے گا اگر سواہی قلعہ کے اور بھاڑی
 علاقہ سے اسکو سرور کا رخصت گارنجیت سنگھ اس پیغام کے پہنچتی ہی سبکی فوج لیکر کانگرہ جا ہونچا چونکہ گورکھ
 فوج میں سال کے محاصرہ اور قلعہ کے نہ فتح ہونے سے تنگ ہو کر تھے علاوہ اسکے اونہیں بیماری دور
 پہنچی ہوئی تھی اونہوں نے رنجیت سنگھ کے جانے کے بعد محاصرہ چھوڑ دیا اور بار بار سی لیکر شہر باراوت
 گئے اور کھڑے ہی قطع نظر قلعہ کانگرہ سے تمام بھاڑی رنجیت سنگھ نے اپنی بھانہ جادوی اور انتظام انیا کر لیا
 قلعہ میں ہی ایک ہزار سبکی فوج مامور ہوئی اور تمام بھاڑی سے صرف نادون وکر ٹہر وغیرہ چند علاقے
 راجہ سنار چند کو واکزار کو اس منزل کے بعد سنار چند شہر بکر باجیتی میں مر گیا اور اندر دہ چند اسکا بیٹا
 جانشین ہوا اگر رنجیت سنگھ کے تشدد اور فتح چند اپنی چاہ کے اتفاق سے سنگھ کو انگریزوں کے ملک میں جا بٹھا
 اور سکر جانے کے بعد رنجیت سنگھ نے جو وہ میر چند سنار چند کے دوسرے بیٹے کو جو رانی گدن کے بطن سے تھا چلی
 کا خطاب یا اور اسکو دوزخ ہون سے جو بھائی خوبصورت تھیں شادی کر لی اور فتح چند سنار چند کے بھائی
 کو علاقہ راجپور جاگیر میں بکر اہلی کا خطاب بھانہ آخر راجہ اندر دہ چند سمیت اس میں تمام سرور وار مر گیا دوسرے چند
 دوسرے چند دہی اور سکر باقی رہے اور خون سے اپنی حق رسی کے واسطے بھور لاٹ گورنر جنرل بھادور
 استغاثہ کیا اور اندر دہ وید صاحب اجنٹ ریڈنٹ بھادور کے اونکی سفارش و بار لاریں ہوئی رنجیت سنگھ نے
 انگریزوں کے کہنے کے بموجب علاقہ سوری محل صوبی پنجاہ ہزار روپیہ اونکی جاگیر میں دیگر اندر دہ چند کے
 بڑے بیٹے رنجیت چند کو راجپور اہلی کا خطاب یا اور بھیم علاقہ اونکی جاگیر میں دیپ سنگھ کی ریاست تک ستور قائم رہا
 ۱۹۵۵ء میں رنجیت چند مر گیا اور بیکم شہر کارنگ صاحب کم کوہستان پرمودہ چند اسکو بھائی کو راجپور کا خطاب
 عطا ہوا اگر اسی سال میں جب بکھوں نے جمہور کو پنجاب میں فساد پرا کیا تو پرمودہ چند نے بھی سرکشی کی اور
 بارہ صاحب کے ساتھ لڑائی کر کر مقید ہوا اور بکالت قید المنورہ کو بھیجا گیا اور وہاں ہی ۱۹۵۸ء میں مر گیا
 علاقہ واسطے سرکار کے ضلعی میں آیا اور دوسری خاندان فتح چند کا بھی حال ہوا کہ جب ہر گیارہویں

اوسکا بیٹا جانشین ہوا جب وہ مراٹھوں پر قابض ہوا اور پٹیوار میں چورس صاحبان انگریز کا حکم دیا کہ وراثت اس خاندان کی کل داروں کو تقسیم کر دیا اور سر پات خدی نے اپنی بھائیوں کو دیا حتیٰ کہ دروازہ کی کئی کئی وراثت ہماری تقسیم ہوئی خاصہ سفارشیں ہر شاہ صاحب سنت میں خطاب راہی کا مراتب بندہ کو عطا ہوئے تقسیم کا حکم بدستور قائم رہا غرض کہ سیکڑوں برسوں کی حکومت اس خاندان کی شجہ کی چند سال میں حکم الحاکمین پر ہم دیر ہم ہو گئی اتنی باقی و اکل فانی و ہر سال یا کوہ شمس کسویہ ایک سر و پھاڑ اور آرام گاہ انگریزوں کا کانگرہ کے ضلع میں کانگرہ سے آٹھ میل اور لاہور سے بہت شمال میں ایک سو چھیس میل شمس کے بیابان میں واقع ہے ضلع کانگرہ کی کھری تمام گرسوں میں بھیان پٹی ہوا دنیا سے بڑی شہر ہے عہدہ دار انگریز بھیان اگر گری کاموسم سیر کرتے ہیں گورہ فوج کی چادنی بھی بھیان پٹی ہے اب ہوا اس بھار کی فصاحت عہدہ و فائدہ بخش ہے اور بر فانی بھاڑا مقام ہے بہت تر و کھجے۔۔۔

جواں والا بھی کانگرہ کے ضلع میں ہے شہر بہت قدیم دریا و بیاس کے غری کنارے کانگرہ سے سو میل یا بارہ کوس آباد ہے گرواج اسکا بہت پر گڑھ ہے بھار پانی بھیان کا خوشگوار شہر کے تختہ بازار حسین پٹی ہے تجارتی سوار کرتے ہیں تمام شہر کا فرش پتھر کا صاف و آراستہ و کانوں پر پتھر و سب چیز لگی ہوئی کوٹہ با مقیم مکانات تختہ و باسلیقہ بھی ہے اس میں تمام اس بھاڑ میں جیسے شہر عہدہ و باسلیقہ و با مقیم بھیان اور کوٹہ میں ہیں ہر ایک قوم اور پیشہ کے لوگ وہاں موجود ہیں مگر مسلمان کم اور ہندو زیادہ خصوصاً۔۔۔

بھو بھون کے گڑھ بکثرت آباد ہیں آدمی تو صورت حسن چھ آئے ہو ا متدل ہے کل آبادی شہر کی قریب تین لاکھ ہے شہر کے اندر و باہر شہر کے وٹھا کر دو اور ہندو ہندوں کے عبادت گاہ ہتھار ہیں بڑا ہندو والا ہے اس کے جدا منفصل حال عہدہ شہر پر ہو گا شہر کے پاس ایک قدرتی چشمہ جاری ہے اوسکی پانی کی بھید تاثیر ہو کہ جگہ گلا سوچ جا اور گڑھ آزار میں گرفتار ہوا سکی پٹی سے گلا اوسکا اچھا ہو جاہو نا و **ول** ضلع کانگرہ میں ہے ایک قصبہ شہر و مطبوعہ مقام ہے پاس اسکو دریا و بیاس ہتھار دریا کے کنارے ایک آدمی نے لکھا اور اسکی آبادی واقع ہے اس مقام پر دریا بہت عمیق اور تیز چلتا ہے پانی نے فصاحت صاف و شفا دہندہ سو گڑھ و ان رفتار فی گنٹہ تین میل ہے دینا کنارہ دریا کا اس مقام پر بڑا سنگین و بلند اور بامیان کنارہ زمین کے ساتھ ہوا ہے شاہ گدڑ بھانکا شہر ہے اس گدڑ سے ایک شرک گدڑ کر مندوستان سے کشمیر کو جاتی ہے راہ ہندو خدی کے وقت میں بھو شہر بڑا آباد تھا اور اس وقت کی شکل زبان زد لوگوں کے ہے کہ جائیگا نا و **ول** ایٹھکانوں جن میں اس شہر کے عورتوں کا مشہور و مطبوعہ ہے اور رعایا غریب کم زبان اب بھی آبادی سکی اچھی اور بازار آبادی تجارت ملکہ وغیرہ کی ہوتی ہے اور تحصیلدار جاتشی صاحب بھادو ضلع کانگرہ کے بھیان

تحصیل کام دیتا ہے اور پورے رباری دریا کے چھارے پہلے قطاروں کو ہمارے اوس شہر پر چوہنجا
 اور ہندوستان سے کشمیر کو جاتی ہے ایک شہر کی مثل ہے ان میں سے ایک چھوٹا سا شہر آباد ہے طول آبادی
 کا ایک کوس ہے اور عرض سب سے پہلے شکل مثلث کے مختلف ہے بلکہ زمین اس کی زیادہ چوڑی ہے
 اور ہر طرف سے پونا کوس اور دوسرے طرف سے دو سو قدیم ہے پونا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی طرف ایک قلعہ
 ہے جس کے عمارت کا دو سو فیٹ کے اونچے ٹیلے کے اوپر بنایا ہے جو دھرم کے نام سے شہر کی سنگین باروتوں پر
 بازار میں چھوٹا چار سو دوکان ہے کل شہر میں آٹھ ہزار آدمی کے آباد ہیں شہر کے اندر جانے کے واسطے ایک ہی
 دروازہ ہے جس کا پتھر کا دروازہ ہے جس کے دروازے تک چھوٹے ہیں تعداد پیروں کی تیر
 سے زیادہ ہے قلعہ میں راجے کے رہنے کے گھر بہت عمدہ و مطبوع ہیں پورے میں کچھ آبادی اس شہر کی گرد
 کے نیچے بھی ہے جہاں جو لائی وغیرہ ریل قوم رہتی ہیں راجہ باسو نے کہ اول کنوئیں رہتا تھا اس مقام کے
 راجہ کے راجہ سنگھ کا گاہ اختیار کی اور آبادی کے اگر کمال چلوں جہاں گہری قلعہ بنا شروع کیا چند نوین کہ
 جہاں گہرا شاہ نے کانگرہ پر ہم کی تو اس وقت راجہ سورج مل پڑا پتھر راجہ باسو کا جہاں گہرا
 اس کو بھی اپنا فرمان بردار بنایا اور نام اس شہر کو پھر دھرم شہر رکھا بلکہ راجہ نام نور جہاں اپنی لکھ کے
 نور پور لکھ دیا شرق و شمال کے طرف شہر کے اور قلعہ کی بنیاد کے نیچے دریائے جکی روان ہے جو جہاں سے
 آگے پس مل جلکے دریائے راوی کے ساتھ جاتا ہے شہر کے اندر بسبب پختہ و بلند ہے زمین کے کنوئیں بہت ہیں
 کم ہیں اور گرمی کے موسم میں پانی کی شہر میں بہت قلت ہوتی ہے لکھ قلعہ کے پاس ایک ٹھکانا قلاب قلعہ بھی بنا
 اور برسات کے پانی سے وہ پتھر مٹا ہوا قلاب سے شہر کے پانی پتی ہیں شہر کے اندر طرح طرح کے
 اہل حزنہ و پیشہ صاحب علم و منہر رہتی ہیں مگر کشمیری مسلمانوں کی بہت کثرت ہے جو شالیا فی کا کام کرتے
 ہیں اعلیٰ سوداگری جہاں کشمیری ہے اور تجارت غلہ وغیرہ کی ہندو دار و دہہ کھتری کرتے ہیں کہ
 چھوٹے کشمیر و لداخ و تبت و یار قند سے سوداگری کا مال جہاں آکر فروخت ہوتا ہے اور جہاں مال لے کر
 اور ملکوں میں جاتا ہے آب و ہوا جہاں کی معتدل ہے ملک رنج و سیر اس قلعہ کے چاروں طرف آگے
 پھاڑ اور باہر شہر کے بقاعدہ تین میل ایک باغ بہت عمدہ بنا ہوا ہے اور میں عالیشان عمارتیں اور
 سیوہ دار و دخت ہستیا رہتے ہیں۔ قلعہ کی اس شہر کی چھتہ کی سطح سے ایک ہزار دو سو چوبیس فٹ ہے چھتہ شہر
 دار الہیاست و جگن قوم کو جو چھتہ کا حصہ ایک ہزار برس کا گذرا ہے کہ راجہ جیت پھلا راجہ اس خاندان کا
 کی سلطنت تھی سب قلعہ قوم جو ان کے بدخل ہو کر اس کو چھلا آیا اور مرنے پہنچا جو بارہ و سو و سو کو
 اپنی طرف میں لاکر راجہ بنا اس کے بعد جب سو کشمیری اور سکر و ابراج کرتی تھی انہیں نو شرو ان

رانا کلاس حکومت آراہو اسنو اپنی حکومت زیادہ کی اس راہ کے چھ پانچو ان جانشین راہ بھاڑ مل بھا
 اوسنی بکیرا دشاہ کی اطاعت قبول کی ایک تہید راہ بکیرا کپٹا ہتھام برجیان شہر آبادی اپنی پانچا
 سبطو ویکیر آبادی شہر دہلی اور بھاڑ بھاڑ اختیار کیا جو نگہ شہر کی آبادی سے بھلی ایک ہندو بھاڑیو
 دہرم شہر نام کا بیان بنا ہوا تھا اوسنی بھی اوسنی نام پر شہر کا نام بھی دہرم شہر رکھا اوسکی پھر راہ
 باسویہ قادیانہ شہر کی بنیاد رکھی اور شہر خود ہی آباد کر آیا اوسکی بعد سو چل گئی شہن ہوا اوسکی وقت میں
 یہ شہر جاگیر کے حکم سے نور پور کے نام سے موسوم ہوا اوسکی بعد جب راہ برہمنی سنگہ بھانکارا راہ ہوا اوسنی
 شہر کی آبادی اس وقت پر ہوئی کہ بھانکارا میں اور کوئی شہر اسکی ساتھ کا آباد نہ تھا اوسکی بعد جو تھی شہت
 تک یہ ریاست قائم ہوئی آخر تخت سنگہ نے وہ فتح کانگرہ اسخانہ کے راہ کو بھی الیا غارت کیا کہ بھانکارا
 کانگرہ نذرانہ دیکر زیادہ ہو گئی بھانکارا میں تو بھانکارا کے ماتھے سے غارت ہوئی اب بھانکارا ایک
 شہر اور حاکم نال نہ رہا صاحب ضلع کانگرہ رہا کہ تحصیل کا کام دیتا ہو ٹکوں کا شہر یا ٹکوں کا شہر
 یہ شہر نور پور سے مشرق میں کانگرہ اور نور پور کے درمیان ایک بھاڑی کانگرہ کے کنارے آباد ہو آبادی
 اسکی اگرچہ کچھ بڑی تھی مگر رون قدیمی شہر دن سے بھی زیادہ تر بھانکارا میں ٹکوں کا شہر نام ایک ہندو شہر جی ہوا
 بنا ہوا تھا اوسکی پھر گلی کے ریاست کے وزیر سہی دہیانگ نے باغ بنایا اور کچھ حقوڑی سہی آبادی کے بھانکارا
 ٹکوں کا شہر بنایا شہر ہوا اوس سے حقوڑی سہی مدت بعد جب سردار بھانکارا شہر بھانکارا شہر کے
 حکم سے کل بھاڑ کا ناظم بن گیا تو سردار بھانکارا کو یہ موقع بھانکارا اپنا اور اسنی اسکی آبادی میں
 بدل دیا جو شہر کی بکیرا ایسا حاکم بنا کہ جو کوئی مجرم یا قصیری کسی ریاست کا ہتھام ہوا اگر آباد ہو وہ
 اس جرم سے آزاد ہوا اور اگر کوئی مفلس نادار رہنے کے ارادی برہمن آدمی وہ بھانکارا میں بھی کاغذ
 سرکاری سے یہ بات جہت شور ہوئی تو سیکرٹن آدمی ہندو مسلمان اسمگلہ اگر آباد ہوئی اور حقوڑی
 سہی مدت میں پرانی شہر دن کے طرح یہ مقبہ خوبی آباد ہو گیا کارخانہ شہنہ کا بیان بھانکارا جاری ہو گیا
 بنا ہوا شہنہ دور دور جاتا ہو تجارت ہر ایک ہنس کی بھانکارا بھانکارا پور کے بھانکارا ہتھام سردار
 ہوا آٹ ہو اسندل ہو بھت ہو رہنورد الے بھانکارا کے ہندو کتری اردو مسلمان حقوڑی میں جس وقت
 اچھا ہو کر پوشش کسین و شمالی طرف اسکی بھانکارا پور بھاڑ اور جھگڑی پور چنہ کے علاوہ کاتر شہر کے
 پاس ٹکوں کا شہر ہوا لوکا مند مند دنگا پتھنگاہ ہے اور اوس کے نام سے یہ شہر موسوم ہو
 ہری لوکا کانگرہ کے ضلع میں یہ بھی ایک تحصیل کا مقام ہے ہری پور اسکا نام ہے بھانکارا ہری پور
 دکاندار شہر اور ادارہ ایک شہنہ قادیانہ شہنہ کا بھانکارا بھانکارا شہنہ دن کے نزدیک شہر

سکان ہر دو نکایان ہر کہ بن جی نے بھان اور تار کیا سو اسکا نام ہری پور رکھا گیا کہ ہری اصل میں شہر
کا نام ہے بن جی کا مندر بھان پرستش کا مقام ہر دور دوری لوگ وہاں آتے ہیں پرستش کرتے ہیں
سلطان پور ضلع کانگرہ میں بھی ایک قصبہ کوہ مالہ کے جنوب میں جلوان ایک شہر کا نام ہے
زمین کے اور دریا سو یا سا اور ایک دریا کے درمیان جو اوسکو دریا کہتے ہیں اس میں سے بھان کا پانی
کوس آباد ہے بھان کا پانی شہر کا پانی ریاست کا دارالریاست تھا اس کے بعد ملار اور زریہ کے صاحب نام کانگرہ
بھان پرستش کے پٹن اسکا ایک درندہ جیتے ہوئے رہا کہ رستہ کے پورے مکانات بھان بنی ہوئی
شمال کے پٹن اسکا ایک بڑا بازار ہے بھان تجارت کا گرم بازار ہے ہر ایک کے گھر کا چار دیواری ہو یا پھر اور
شہر کے اور کے چھ مین سو داگر دن اور دوکاندار دن کا کاروبار کے رستہ کے علیحدہ مکان بنی ہوئے ہیں
وراء اس شہر کی چھٹ دھواں گھڑا ہے اور اس ضلع کے بعض مین آدیون و کٹوری ہری اور گوسا پور
جو دور دور کے ملکوں سے اس بھار کے مندر و مین پرستش کرتے آتے ہیں وہ سو داگر کی کاتال
بھت ہالا کر بھان جو ضلع معاوضہ کرتے ہیں بھی شہر سلطان خان راجپوت نے یہ قصبہ سلطنت شاکان کو دیا
آباد کیا اور اس کا نام براسکا نام سلطان پور رکھا ایک قصبہ کا آدمی اہل حرفہ ہے کہتری اور ڈھیلان
یہ ضلع بھان بھان آباد ہے علاقہ زرخیز و دریا بادشاہی علاقہ کا یہ علاقہ ہندوستان کے ملک
شمال اور کانگرہ سے شرقی طرف سرکار انگریزی کے اخیر حکومت کے اور پر اتم ہے شرقی اسکا چھٹی تارا
کے ساتھ ملتی ہو اور غرب اور شمال کے طرف ہندو کے ریاست کا علاقہ اور کوہ غوث کے سمت کو علاقہ ہندو
و جنوب شرقی کے طرف علاقہ حکومت سیدہ اقم ہے اور تمام ملک کوستان و دشوار گنہ اور پیرانہ و جنگل
کثرت راہ درسم و عادات اس ملک کے لوگوں کی ہر ایک ایک ہے علیحدہ ہین اہیون و چرس و شمش کی ہین
پیدائش ہے گھورا اس ملک کا کہ قہ فریہ شکو گوٹا کہتی ہیں بھت تیز و محنت کش و جالاک و فتنہ انگیزی کا جو
دم کا موہیل بھان خوب تاسی گنوری شاکانہ بھت آریان ملتا ہے کلو کے راہ کے متعلق چند بیانات
و ڈھیلوین گھیلوین کے اندر آباد ہیں جنہیں پیداواری کم اور جنگل زیادہ ہے مگر راجہ اس پر فائدہ ان کی
قدیمی ہے اول راجگان دگن سے ایک بہتری راجہ پور پیر پال نام اس بھان میں کسی تھری سے آگیا اور
اس ملک پر قابض ہوا اس کے بعد راجہ کیلاس پال کے بعد آئے اور پھر راجہ بھت اس بھان کی حکومت
کرتے رہے مگر ایک ہی علاقہ پر حکمران نام وزیر سی ہر قافہ رہے کیلاس پال کے بعد راجہ ہندو راجہ ہندو
ایسا علاقہ تھا یا اور ہندو علاقہ نے سراج کے ملک کے اوسنے ان کے ہندوین کے بعد اوسکے تین شہر اس کے
علاقہ راجہ چوٹا جاتھن پر بھی راجہ ہوا تو اوسنے ایک راجہ پور پیر پال کا دیا اور اسکو لکھیان نام

پھر حکمت سنگھ نے حکومت پامی اوسنو مانج تعلق سراج کے اور لہو اسکو بعد برتھی سنگھ ثانی راجہ بنا اوسنو
کل علاقہ سراج کا اوسنو تصرف میں کر لیا اور بھی تسلط اپنا کر دیا بلکہ دریائے ستلج سے اوڑھ کر کوٹ گم ویر قلعہ بنا
بعد اسکو چار پشت تک ایسا ہی رہا پانچویں جانشین کرنان سنگھ کے بعد مین وزیر می کا چارم علاقہ منڈی کے
راجہ نے اوس سے چھین لیا اور علاقہ کوٹ گم ویر بھی اسکو دخل سے نکل گیا اور بعد جیت سنگھ نے گدی پائی
وقت ۱۸۹۹ میں لاہور کی سکمی فوج مرگ مصاحبات کی طرح اسکو سر پر جا ہو سچی اور کل ملک اور راجہ کا مال
ایسا و خزانہ سب لوٹ لیا اور کل علاقہ منڈی کو شامل سلطنت لاہور کے ہو اس غم میں راجہ جیت سنگھ شان
حال ہو کر مر گیا اور کوئی وارث اسکا باقی نہ رہا شہر سنگھ والی لاہور نے اس خاندان کی تہ استاد
لہنا سنگھ بھٹیہ ناظم کوستان کی سفارش کے طرف توجہ کر کے جیت سنگھ کے چھوٹا کر سنگھ کو راجہ بنایا اور علاقہ
وزیری جو موروثی ورثہ اس خاندان کا تھا اسکو عطا کیا اور باقی ملک سب کا سب ضلعی میں لے لیا۔
سن ۱۹۰۳ میں جب بھٹیہ بھارٹر سرکار انگریزی کے تصرف میں آتا تو حکام انگریزی نے بھی بعض بارہ ہزار
روپیہ کے وہ علاقہ دستور بھارٹر سنگھ کے پاس ہندو یا ٹکڑیہ ایک قصبہ دریائے بیاس کے پار کے بھارٹر ریاست
حکومین کو دیا نہ شمال مشرق کو بھارٹر ریاست کے اصل آبادی بھری گرتھ بھٹیہ ایک قصبہ شمال مشرقی
انجام کوہ شمالی بھارٹر ریاست کے حکومین بھارٹر ریاست جنوب و جنوب مشرق بھارٹر ریاست کے آبادی
گوہاٹی کے بھارٹر کے علاقہ میں بھٹیہ ایک بھارٹر کے اندر سے نکلا اور بھٹیہ جنوب مغرب بھٹیہ کے
راستہ سے گزرا دریائے بیاس میں شامل ہو جاتی ہے۔ ~~بھٹیہ شہر کوہ ہمالہ کے جنوبی قطاروں میں~~
کے جنوبی طرف دریائے راوی کے کنارے کے اور آبادی ہے مشرق کی طرف اسکو دریائے راوی کے جنوبی طرف
کے میں اور مغرب کے طرف دریائے سیالکوٹ اور دونوں دریا اسی شہر کے نیچے باہم مل جاتی ہیں اسلئے
شہر کی آبادی کی شکل مستطیل اور یہ تہا دریائے سیالکوٹ کے طور پر دو طرف اسکو دونوں دریا اور شہر کے طرف
ایک بند بھارٹر بھٹیہ شہر میں بھارٹر میں خوب صورتی اور لطافت میں ضرب المثل اور تجارت و سوداگری میں
لاٹانی ہو گیا آبادی بھٹیہ کے ساتھ بھٹیہ اور طرز عمارت کا بھی نائید بکانات اسکو دو شہر سے مشرق
ہیں اور کے اور بھارٹر بھٹیہ کے صرف بھٹیہ کے بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ
سیدان میں بھٹیہ بھٹیہ کے بھٹیہ کے بھٹیہ کے بھٹیہ کے بھٹیہ کے بھٹیہ کے بھٹیہ کے بھٹیہ کے
بلکہ کالعدم آبادی کی ابتدا سے بھٹیہ شہر دار الحکومت ہلاک آیا ہی پرانی قدیمی بھٹیہ شہر بھٹیہ کے جو وہاں
دریائے راوی سے بھٹیہ بھٹیہ کے بھٹیہ کے آبادی شہر کی شروع ہوتی ہے اور یہ سوزاوتہ تک کم جوڑی آبادی
بھارٹر کے قیاس کرنی چاہیے اس آبادی سے آگے بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ بھٹیہ

کے دین اسلام کو محض غیر مسلمان اس نام سے نہ جانے سکے سو کام کرتے رہے کہ اس کے وقت سے شہنشاہ عالمگیر کے عہد تک
 سب سے پہلے شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 نو حکومت پائی اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 عالمگیر کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 کو نذرانی دیتی رہی تھی اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 نذرانہ کے منہ دی گئے اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 راجہ شہنشاہ عالمگیر کا وقت آتا تو پھر اس کو سرافرازی ہوئی اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 سب انگریزوں کے علاقہ میں آتا تو سرکار نے بھی ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی نوکری اس کے ذمہ قرار
 دیکر راج کو بدستور قائم و بحال رکھا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 ہامون و مھون ہو کر بیجاپور میں آئے اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 سرکار انگریزی نے اس کے انتظام اس ریاست کا اس کے ذمہ لیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 گوشتاؤن جو ایک خیر خواہ و نیک حال وزیر ریاست کا تھا صاحب کشتی کے بیات میں ریاست کا کام انجام
 دیتا تھا اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 کے اختیارات عطا کیے گئے اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 کلارک صاحب سی مائی اختیارات کے سپرد ہوئے اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا اور اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر نے اس کو آباد کیا
 بھیجا اور درخواست کی کہ یہ وہ کار نامہ ہے جو اس نے خلیفہ میں انجام دیا ہے اس کا خیر سرائی
 ٹرمینیکامی ہوئی۔ علاقہ راج منڈی کا بہت بڑا و وسیع علاقہ ہے جس کی دولت بھی بھانجھت ہے
 دو جگہ تک کی کان میں جس سے بکثرت نمک نکلتا ہے فروخت ہوتا ہے ایک کان کے نمک کو کوہہ دوسری کو دودھ
 کہتے ہیں ان کانوں میں سے نمک سیاہ رنگ پائیل سبز رنگ نکلتا ہے گہرے سیاہ ایک چھوٹا سا قصبہ جنوبی ڈیپلو
 گھاٹوں کوہ ہمالہ کے اندر آتا ہے عمارت گہرے کی تختہ پتھر کی بنی ہوئی ہے مکانوں کے اوپر بڑی
 بڑی چٹیر کے لکڑیوں کے چتین قصبی دار بڑی ہوئی جو پیچھے سے اونچے اور دو طرف سے نیچے ہیں اس مقام پر
 ایک نمک کی کان میں جس سے اکثر گلابی رنگ کا نمک نکلتا ہے چھ کان ماسخت ریاست منڈی ہے راجہ کے
 ملازموں کے معرفت نمک نکالاجاتا ہے کھلا گڑھ چھ قلعہ کوہ ہمالہ کے چوٹی کے اوپر بائیں یا جنوبی
 کنارے دریامی بیاس کے کچھ تعمیر اور کچھ قدرتی بنا ہوئے ہیں بائیں بائیں اور بھی چار قلعہ چار کے
 نیچے پڑیوں پر بنی ہوئی ہیں جو شمال سے جنوب کو تین میل کے فاصلے کے اندر اندر ہیں اس چار میں ایک

ایک چوٹی بلند ایسی جو سب چوٹیوں سے اونچو چوٹی بلند اور ریاس کے سطر سے پندرہ سو فٹ بلند ہو اور ہندو
 کے سطر سے تین ہزار فٹ بلند ہو سطر اس چوٹی کا چھپرہ قلعہ بنا ہوا ہے اس قلعہ میل لمبا اور پانچ میل چوڑا
 جس کے گرد دیو گہری گھری زبان ہوتی ہیں وہاں میں گھاٹیاں بھی اس کے چاروں طرف بھت میں جو ایسی اور ہندو
 اور دھندہ سو فٹ تک بلند ہو سکتے ہیں چھپرہ قلعہ راجہ ہندو کے قلعہ میں ہیں پھر راجہ ہندو
 راجہ ہندو کا گھر ہے اس قلعہ کے اوپر پوریش کی مگر کامیاب ہو عبداللہ ان پر بھت سنگری کی فوج لے کر
 جنرل و نثار صاحب کی بھانیاں مامور ہوئی اور ہندی بھت سے قلعہ لیا سب سے پہلے شہر
 میں بہت پرانے اور قدیمی ریاست گاہ ہو اور ریاست بھت کی پانی ہو بلکہ ہندی کی ریاست بھی اس ریاست کی
 ایک آفری شاخ ہو آبادی شہر کی بھٹ کے واسطے میں بھت چھپرہ قلعہ کے اندر واقع ہو ہندی بھت کی
 زمین بھت پر فضا دسر سب شہر کے پختہ آباد ہو چھپرہ قلعہ ہندی میں ہندی شہر کے پختہ ہو چھپرہ قلعہ
 سادہ ہمارت کا بنا ہوا ہو ہندی کے پختہ ہو چھپرہ قلعہ سادہ ہمارت کا بنا ہوا ہو چھپرہ قلعہ اس ریاست کا آباد
 میل لمبا اور بیس میل چوڑا ہو کل سطر اس کا چار سو میں میل مرہ ہمارت میں اس کے علاقہ میں جو ایسی شہر
 بانو ہون آدمی رشتہ ہیں اور ایسی ہزار دو پیر ریاست کی گدی ہو چھپرہ قلعہ ایک قلعہ ریاست
 کے تعلق دو اہلست کے چھپرہ میں سکتے ہو اس میں سب جنوب مغرب اور کوہ ہندو سے ہندو میل شمال
 کے طرف کو آبادی ہو چھپرہ میں ایک قلعہ ریاست سکتے اور دو اہلست کے چھپرہ کے تعلق شہر سکتے
 سے اٹھا میں سب جنوب مشرق اور شمال مشرق کو بھا صلا میں میل آبادی ہو علاقہ
 دون کے شمال دریا میں ریاس کے کنارے سب کا علاقہ اس کا تمام ہمارت نام ہمارت دسوار گزار اور
 جنگل غدار و دیرانہ ہمارت ہو اسے اس ملک کے عموما راجوٹ ہلیا کا جنگل اس علاقہ میں بھت ہو اور
 وکر یا نہ بھی اوس میں بھت پیدا ہوتے ہیں خوشبودار پھول باغ خاص قلعہ ہندو آبادی ہو اور لوگ
 غرب طلب مالدار سا ہو کار رہتے ہیں عطر بھانیاں لالا ہو اس قلعہ شہر ہو ہندی کی ریاست کا بھت حال ہے
 کہ چھپرہ احمد میں چند کٹوج راجہ سب چند کٹوج کا بیٹا اپنی بھائی کرم چند سو ناراض ہو کر گلنکار راجہ بنا او
 شہر ہو پورا آباد کر کے رہی لگا اوسکی بعد شیر جانشین ہو برن چند ہو اوسو برن چند کے چار بیٹے ہو اور
 ہر ایک ہو الگ الگ خانہ ان بنا او میں ہو گیان چند ہو بیٹے باب کی گدی پائی اور سری چند ہو
 بیٹے نے اپنی بھائیوں سے علیحدہ ہو کر سب کا ملک جو مالی اور جنگل پڑا تھا آباد کر لیا بعد اوسکو بھی چند
 نانک چند نانک کئی شہنشاہ برابر راج کرتے ہوئے ہلی آئین نانک چند ہو دو بیٹے ہوئے شہر ابنا ان کو کست چند
 تو باب کی گدی کا مالک بنا اور دوسری شہر کسوت چند ہو زوار پور کا ملک علیحدہ کر کے اپنا الگ ملک

یہ انتظامی سہل گئی اور بادشاہ کی طرف سے بھی اس میں کچھ توجہ و توجہ میں نہ آئی ایسا حال دیکھ کر راجہ انگیا
 راجہ مغزول کے متعلق لوگ راجگان ہند کی دلہی اور دوسرے لاہور کے لینے پر آمادہ ہوئے اور دس ہزار
 فوج لیکر لاہور کا محاصرہ کیا لاہور کے ناظم نے محبت سے عرض کیا بادشاہ کی خدمت میں لکھیں اور باد
 مانگی گردان سے جوت تک آیا اسو اسطر ناظم خود غزنی کو چلا گیا جب اس سلطنت ناظم سے خالی ہو گیا
 تو باہر کا انتظام تو بند نہ کر لیا مگر لاہور فتح نہوا کیونکہ سردار ان مغزول عہد شہزادہ ابوالمحمد نے ناظم
 متفق ہو کر شہر کو بدستور بند رکھا اور ہندوؤں کے فوج سے سات ہفتہ تک لڑتے رہے منور وہی معاملہ دہشت تھا
 کہ ۱۲۲۲ء میں سلطان محمود دہلی نے ابوالقاسم محمود و محمد منصور اپنی دو نو فرزندوں کو پنجاب کے انتظام کر دیا
 لاہور کا دستور تو شاہ و زمین اگر دمان کا ناظم بنا اور ابوالقاسم محمود ایک بڑی فوج لیکر داخل لاہور
 اور سکڑ آئے ہی ہندوؤں کا لشکر پنجاب کو خالی کر چلا گیا بعد وفات شاہ محمود کے جب ابوالحسن
 علی بن محمود و بادشاہ ہوا تو اس کی وقت علی بن رستم سے جو اتفاق میرک و کلیل انہی کے
 شاہ و لاہور و دمان بلکہ کل پنجاب کے ملک پر قبضہ کر لیا اور لاہور کو دار الحکومت بنایا اور عہد میں
 خدمت علی گنج شیش جو بری غزنین سے لاہور میں تشریف لائے اور دھیان ہی قیام رکھا اور اسکے بعد جب
 سلطان عبدالرشید کے سلطنت کا وقت آیا تو اس نے علی قابض پنجاب کو تسلی و دلاسا
 دیکر اپنی پاسبانیاں اور سبھی تو شکمین صاحب غلام و فادارانہ کو انتظام پنجاب کا سپرد فرمایا بعد چندی پنجاب
 میں خبر آئی کہ سلطان عبدالرشید کو طغزل صاحب نامی پستان کے بغاوت قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن گیا ہے
 بعد خبر سنا کہ پنجاب غصب میں آیا اور پنجاب کے لشکر کو غزنین کی طرف جانے کا حکم دیا اور امرای غزنین کو لکھا
 کہ کی طرح میرے آنے سے اول ہی طغزل کو تمام کام تمام کر دو ورنہ میں خود آکر اس کا کام تمام کر دوں گا
 مگر اس کے بعد چندی سے اول ہی امرای غزنین کے ہاتھ سے وہ مقتول ہوا اور اس کے بعد جب سلطان عبدالرشید
 کا و شاہ ہوا تو اس نے بھی ابوالقاسم محمود و سپہ سالار پنجاب کا مقرر رکھا اور خود بھی ہندوستان
 کے ہم کے وقت دوسرے اگر لاہور میں مقیم ہوا اس کے بعد سلطان محمود و شالی بن ابیہم
 نے سلطنت پائی اس کے حکم سے لغمانگین صاحب پنجاب کا حکم نیکر آیا بعد سلطان عبدالرشید
 کو وقت محمد سلیم پنجاب کا ناظم قرار پایا مگر اس نے سلطان عبدالرشید کے وقت بغاوت اختیار کی اور شہر لاہور کو
 کیے دریا سندھ کی طرف فوج بھیجی خبر پا کر پھر ام شاہ نذات خود شہر پنجاب پر چڑھ آیا اور اپنی سبھی فوج
 گرفتار ہو کر بادشاہ کو درو گیا تو بادشاہ نے اس کے لیے حکم فرمایا بادشاہ نے اس کو دھین پر دھن پائی بعضی تقصیر اس کو
 سزا کی اور دوبارہ خدمت دیکر نظامت پنجاب کی دیکر اس کے بعد کہ بادشاہ غزنین پہنچا تو خود پنجاب سے دوبارہ

استقلال بچھڑ کر باغی ہوا اور فوج افغانی اور کشمیری کی نوکر کہہ کر چلا گیا کہ غزنویوں پر یورش کرنی
 یہ خبر ماکر پھر بادشاہ بھوج کھنہ خواہ لہان کے راتے پنجاب میں آیا اور پنجاب کے اپنی و سونے لڑکوں کو جو
 ایک شتم ہذا ان جنگ تھامس ہتھیار لڑ کر کے بادشاہ کے مقابلے کے واسطے لایا اور پھر خود جہد جہد
 فوج لیکر لہان کے پاس جا اور تاج بادشاہ و مان آپہنچا تو فریقین میں ایک سخت مقابلہ ہوا آخر کار لہان
 کے او بار نے محمد بن سلیمان کو اکھیر اور پنجاب کے فوج کو شکست فاش ہوئی تو شکست کو صوبہ نے چلا گیا کہ کشتی میں
 بیٹھ کر سہ کے ملک کو بھاگ جا دو اور اتفاقاً دور یا میری جہاں غزنویوں نے کشتی اوس نہکواصم کی مع دوست
 بیٹوں کے دریا میں غرق ہو گئے جب وہ نہکواصم اپنے اہل کے ساتھ لہان پہنچا تو بادشاہ نے بھی ہلاک کر دیں
 بن غلوی کو پنجاب کا صوبہ مقرر کیا اور غزنوی کو چلا گیا پھر وقت کے بدلنے کی بدولت اپنی کے بھرم غلام
 غوری سے بھاگ کر لاہور میں آیا اور بھان ہی وقت میں انہوں نے ہر صرام کے خشم و شہاد
 اور لاہور کے تحت پر پٹا لٹا جس میں تمام کل پنجاب کی حکومت کر کے مر گیا اور مرنے کے بعد
 ملک خشم و شہاد کا نشانہ ہوا بعد بادشاہ نے انہوں کو اس کے تمام ملک خارج از پنجاب بھیجا
 جہاں تک سلطان براہم غزنوی نے فخر کی تھی ہند کے راجہ سے لیا کہ سلطان غلام الدین
 غوری نے اوس کو آرام سے بیٹھ کر دیا اور میں جلوس میں لاہور کے لیا اور خرم و ملک غلام الدین
 قید میں لیا اور سلطان غزنوی نے تمام ہونے پر خوار کیا کہ سلطان غوری نے ہندوستان کے فتح کر دیا تھا
 اور قتل الدین اس کا بیٹا غلام و ناد اور پنجاب کی حکومت سپرد کر کے سلطان غوری کے مرنے کے بعد سلطان
 قطب الدین اس کے تمام لاہور و ہند کے تحت پر بیٹھ کر بادشاہ ہوا اور ایک شخص میں الدین
 کو پنجاب کی حکومت سپرد کر کے دہلی کو چلا گیا اور سکے جانے کے بعد سلطان تاج الدین
 حاکم غزنوی نے بارہ اوٹھمیر پنجاب و اخل پنجاب ہوا اور لاہور کا حاکم کر کے دہلی کے راجہ کے راجہ کو تخت
 اوٹ دی ہا سو وقت بادشاہی فوج لاہور میں کم تھی اسے اس کے خشم کے لڑنے بھی جنگ میں بھی ہاتھی و فوج
 قطب الدین یہ خبر سنا کہ کو حلیہ و ہلی سے لاہور آیا اور تاج الدین قتل کر کے ہاتھ اسی سرگرمی کے ساتھ
 لڑائی کی کہ تاج الدین نے بھاگ گیا اور غزنویں جا کر دم لیا سلطان قطب الدین بھی تعاقب و سکون غزنویں پہنچا
 اور غزنوی و مان رہے کہ و اس جلا آنا اور لاہور میں کھینچ کر اس کے ہاتھ لڑ کر مر گیا اور سکون اور سکون
 ہمارا احمد شاہ تخت نشین ہوا اگر سب عدم لیاقت معزول ہو کر تخت سے اوتا را گیا اور سلطان
 شمس الدین شمس بادشاہ بنا کر احمد شاہ سے وقت میں پنجاب میں کچھ آرام نہ تھا کہ قتل
 حاکم ہندوستان سے لاہور کے راجہ تک و ملک کو لوٹ کر آیا تاں بھی سلطان شمس الدین شمس

تاریخ

بادشاہ کو کہہ دیا کہ اس کا تاج الدین بدو و شاہ غزنوی نے پھر پنجاب پرورش کی اور کل پنجاب
 ملک کو شہر تاج ملک پر قبضہ میں کر لیا اس لیے سلطان شمس الدین نے پڑی صحبت کے ساتھ اس کا مقابلہ
 کیا اور آخری جنگ بمقام لاہور ہو کر تاج الدین ہندو گزدار ہو اس جنگ سے فراغت پا کر دوسری لڑائی
 شمس الدین کی قباہت کے ساتھ ہوئی شمس الدین نے فتح پائی اس لیے پھر بھی سلطان
 جلال الدین شاہراہ و خوارزم جو چنگیز خان تاتاری کے ساتھ لڑتا ہوا اور ہندو ہوا تھا لاہور پہنچا
 اور لاہور پر قبضہ پا کر خوب غارت کی اور اپنے ایک شہر کو شہر لاہور سمیٹ کر کے خود تاتاری ہندو
 کے غارت گزرتا ہوا چلا گیا سلطان شمس الدین بھی شہر لاہور آیا اور رکن الدین اس پر بھی کو پنجاب
 کے حکم بنا کر دہلی کو چلا گیا سلطان شمس الدین مرگیا تو رکن الدین شہر اور سکاسی علماء الدین جامی کو
 پنجاب کا ناظم بنا کر خود راہ و سخت نشینی دہلی پہنچا مگر اس کی سخت نشینی کے بعد علاء الدین حاکم پنجاب
 و اعز الدین ناظم بلتان و صاحبان ناظم راون نے ہم صلاح ہو کر بغاوت اختیار کی اس حال میں گاہ ہنر
 سلطان رکن الدین نے دہلی سے پنجاب کو کوچ کیا پھر اس کے امرا و سلطنت نور سلطان رضیہ حکم
 سلطان شمس الدین کی بیٹی کو بادشاہ بنایا اور رکن الدین فیروز شاہ کو معزول کیا رضیہ حکم کے وقت غازی
 کے چنان ناظم بلتان کل پنجاب کا حاکم بنا کر تھوری سی مدت کے بعد علانیہ بغی ہو گیا اور اس کی سرادھی کی سطر
 خود ملک پنجاب کے طرف متوجہ ہو کر جب سرشاہک پہنچا تو صوبہ شجاع اطاعت قبول کی اس واسطے ملکہ را
 دہلی گئی رضیہ حکم کے سرور کی کے بعد جب ہر اہم شاہ بن سلطان شمس الدین بادشاہ ہوا تو اس
 نے فراغت کو پنجاب کے لئے ہر ماہور کیا اور اس کے وقت میں تاتاری فوج پنجاب میں آئی اور تمام علا
 کو قتل کر کے ہو لاہور پہنچا خود شہر کا محاصرہ کر لیا پھر داخل پا کر وہ قتل عام کی کہ شہر کے گلیوں اور
 بازاروں میں کشتوں کے پستے لگے پڑے علماء و شائخ و سادات نے اس قتل میں شہادت پائی
 حاکم ملک کا اپنی جان بچا کر گیا جیسے خبر دہلی پہنچی تو بادشاہ نے قطب الدین حسن غوری
 کو امیر کو سلطانی فوج کے ساتھ تاتاریوں کے سرور کی کو سطر مامور کیا چونکہ وہ فوج اور لشکر بادشاہ
 سے سرکش ہوئی ہوئی تھی اس لیے وہ فوج بایں تک پہنچ کر واپس دہلی میں پہنچ کر بادشاہ
 کو قید کر لیا اور تاتاری فوج کا کوئی شخص جواب نہ دیا تو انھوں نے پنجاب کو خوب لوٹا اور جیسے
 راہ سے آئے تھے وہیں واپس چلے گئے بعد از ان جب سلطان علاء الدین مسعود شاہ
 نے دہلی کے تخت پر اعلان کیا تو اس کے وقت میں بھی منلیہ تاتاری فوج کوہکنوں کے ملک سے رستہ
 پنجاب میں آئی تو دیر پاہر سے کہ گزرتا گزرتا ملک کو غارت کرتی ہوئی تھی اس لیے اس کے ملک کا

محاصرہ کر لیا یہ خبر ماکر خود بادشاہ دہلی سے پنجاب میں آیا اور سکھ آنے کی خبر سن کر کل تاتاری پنجاب سے نکل گئے اور بادشاہ نے ایک امیر شیر خان نام کو جو غیاث الدین بلبن کے زیر کی چچا کا بیٹا تھا خان منظم خان خطاب دیکر پنجاب کا ناظم بنایا اس نے ناظم قوم کہلے سے جو اس وقت برسرِ فساد تھے بھت لڑائیاں کیں اور انکو خوش آوی
اسی کے عہد میں بادشاہ پھر لاہور تک آیا اور دیالپور کا صوبہ لاہور سے الگ کر کر شیر خان کو ناظم دیالپور اور صال الدین کو لاہور کا صوبہ مقرر کیا سلطان مسعود کے مرنے کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے
نور بادشاہ بنا تو پھر بھی بذات خود پنجاب میں آیا اور لاہور کے قلعہ کے تعمیر کا حکم دیا سال ۱۰۱۰
ہجری میں شیر خان صوبہ لاہور مر گیا اور سکھ مرنے کے بعد منلیہ فوج نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا اور لاہور تک پہنچ کر وہ منلیہ شہر کے گرد محاصرہ کیا ابھی لاہور کے اندر انکو دخل نہیں ملا تھا کہ شاہزادہ سلطان محمد شاہ
کا بڑا بیٹا پنجاب کا حاکم نیکر لاہور آچھو پنچا اسکے آتے ہی تاتاری متفرق ہو گئے چند سال کے بعد جب سلطان غیاث
الدین لکنئو کے ہم سے واپس آکر دہلی میں داخل ہوا تو شاہزادہ سلطان محمد بھی بابک سلام کے واسطے
پنجاب سے دہلی کو گیا اور سکے جاتے ہی فوج منلیہ پھر آمو جو دہلی کے عیا نے عرضی انہی حال کی شہزادہ کی منلیہ
شہر کی اسو شہزادہ پس پا واپس چلا آیا اور سکھ آنے کی خبر پر دشمن سب بھاگ گئے پھر سال ۱۰۱۰
ہجری میں تھو خان بھٹل ایک امیر لامرائی خاندان چنگیزی سے تھا قندھار و غزنین و شہزادہ برصغرت ہو کر
مع فوج پنجاب میں داخل ہوا شہزادہ محمد سلطان اس وقت ملتان میں تھا تیمور نے اگر لاہور کا محاصرہ
کر لیا ایک ہفتہ کے بعد شہزادہ کی فوج ملتان سے لاہور آچھو پنچا اور منلیہ فوج نے محاصرہ سحر اوٹھ کر لاہور
و دیالپور کے درمیانی ملک کے خوب لوٹا اور ملتان کے گردانہ ہوئے ملتان پر پہنچو شہزادہ کی لشکر اور منگولوں کی فوج
میں سخت لڑائی ہو کر شہزادہ فتحیاب ہوا اور بھٹل بھاگ نکلے مگر نصنائی ربانی ایسا موقع ہوا کہ شہزادہ کا
لشکر منگولوں کے تعاقب اور انکو لوٹنے میں مشغول ہو گیا اور شہزادہ کے ساتھ صرف پانچ سو سوار رہ گئے جو غنیمت
ظہر کے نماز کا وقت آہو پنچا شہزادہ سوار ہو کر جمع سواروں کے نماز پڑھنے میں مصروف ہوا
اس وقت ایک امیر منگل شہزادہ دوسرا سوار کے جملہ ملانی لشکر سے چپ کر جنگل میں پوشیدہ کھڑا تھا شہزادہ
مشغول بننا زور دیکر وہ کنگاہ سے باہر نکلا اور سب کو مع شہزادہ نماز پڑھتی ہوئے شہید کر دیا اگرچہ پھر غری
منگولوں کے نصیب ہوئی مگر وہ بھی سب اسکو کہ سواروں قتل و غارت ہو چکے تھے بنگالی ملک میں پھرنے
اور یہی قندھار کی راہ لی سلطان محمد کے شہادت کے بعد کچھ عرصہ واسکا بیٹا پنچا کا حاکم قرار پایا اسکے
وقت میں پنجاب اسن باکشی دشمن نے نہادھا یا سلطان غیاث الدین کے مرنے کے بعد جب سلطان
کیشاب و خمد کا بھائی دہلی کے تخت پر بیٹھا تو شاہزادہ کچھیر و کو اسنو اپنی پائیں ملا کر نکھرا

وزیر کے کہنے کے بموجب شہید کرادیا کچھیر کے مرنے کے بعد پنجاب کا ملک پورا غم ہو گیا اور مغلوں کی فوج بھی
 اٹھو و ہوئی لاہور لٹ گیا قتل عام ہوئی پھر خبر پا کر بادشاہ نے ملک بارسک خاں خجنان کو فوج دیکر پنجاب
 روانہ کیا اور سنہ ۱۱۷۱ھ میں لڑائیاں کر کے مغلوں کو پنجاب سے نکالا اس کے بعد سلطان **جلال الدین**
فیروز شاہ خلجی کے سلطنت کی وقت ملا کہ خان تاتاری جنگی خان کا پوتا جس نے بعد از قتل و تاراج
 کیا تھا ٹہری بھاری فوج لیکر پنجاب میں داخل ہوا اور پنجاب کا انتظام کر کے دہلی کی طرف متوجہ ہوا شاہ دہلی
 اور اسکی خوب لڑائی ہوئی جنہیں ہلا کہ خان نے شکست کھائی اور اپنی ولایت کو معادوت کی اور بے
 جانے کے بعد شاہ دہلی نے شہزادہ ارکلی خان اپنی بیٹے کو کل پنجاب کی حکومت عطا کی مگر جب بادشاہ
 شہادت پائی اور سلطان **جلال الدین خلجی** قاتل بادشاہ کا بادشاہ بنا تو رکن الدین
 چوہا سبھائی سلطان **جلال الدین** دہلی سے بھاگ کر پنجاب کو چلا آیا اور سچاس ہزار سوار مع الیاس بیک
 الف خان ملک ظفر خان امیر ون کے بڑا و گرفتاری شہزادہ ارکلی خان و رکن الدین کے دہلی سے لاہور
 چھوڑا اور دونوں شہزادوں و امیر ون کے قول و قسم پر اعتماد کر کے بلا جنگ جیل اورنگ ساتھ ہو لیجب
 دہلی پہنچے تو بادشاہ نے اون دونوں بگناہ کو بگناہ نامینا کرادیا تیسرے بھی اورنگ و اسلحہ و اہم اہم کسی حکم
 نماند فرمایا اور انھیں یام میں ووز خان بادشاہ ماورالنہر پنجاب کے لیے کے ارادہ پر بعد ایک لاکھ سو ار کے
 داخل پنجاب دہلی سے بھی الف خان و مظفر خان کو سیاہ کشتہ خواہ نامور ہوئی اور انھیں لڑائی ہو کر دہلی کے
 کے فوج تے فتح پائی اس فتح کے بعد ظفر خان نے پنجاب کا انتظام سنبھالی کر لیا مگر دوسری سال از خلق خواجہ و داد
 شاہ ماورالنہر کا بیٹا و لاکھ سوار لیکر پنجاب پر چڑھا آیا اور پنجاب میں بے درک لوک اور سکا و ضل ہو کر ایک
 معاملہ وصول ہو گیا اس کا مہ سے فراغت پا کر وہ دہلی کے لیے کو آگے بڑھا اور دہلی کے پاس شاہ دہلی اور اس
 سخت لڑائی ہوئی جنہیں اور سنہ شکست کھائی اور سبالت امیر ماورالنہر کو چلا گیا اور اسکی جانے کو بعد ظفر خان
 پھر پنجاب کے انتظام میں مصروف ہوا مینور سبھی انتظام ہونی نہیں پایا تھا کہ سنہ ۱۱۷۸ھ میں پھر مغلوں کی فوج
 ہوئی اور امر وہہ تک ملک کو فتح کرتی ہوئی چلی گئی آخر سلطان فوج کے ہاتھ ہو شکست کھا کر میں پاموئی اور
 صدمہ کے بعد غازی ملک تعلق دہلی سے پنجاب کی نظامت پر مامور ہوا اور سنہ ۱۱۸۱ھ میں قیام رکھا اور
 تاج الدین ملک بارسک صوبہ لاہور کا حاکم بنا اور اس کے وقت میں ککائی ایک قتل فوج لیکر پنجاب میں آیا اور
 صوبہ کے فوج سوار و سنہ شکست کھائی اس کے بعد سلطان **شہاب الدین** و سلطان
قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا سلطنت کے وقت بھی دہلی ملک غازیخان تعلق
 پنجاب کا صوبہ مقرر راجہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ خسرو خان اپنی عشق کے ہاتھ سے مع اپنی فرزند

تیس سال ہوا تو یہ خبر سنا کہ غازیخان تعلق بنایا بلتان کی فوج لیکر دہلی گیا اور خیر خان کو کورم
 آگاہی کے کہ تارک کر قتل کیا اور خود سلطان عثمان غیاث الدین قلعہ قلیاں خطاب باکر بادشاہ
 ہوا اور سبھی بھرام ناظم بلتان کو کل پنجاب کا صوبہ بنایا سلطان عثمان غیاث الدین جب ہند کے نیچے دس کر گیا
 تو سلطان محمد قلعہ قلیاں تخت نشین ہوا اور سب کو تخت میں پریری خان بن واکو خان سکر
 حاکم الدوس شمار فوج لیکر چلے داخل پنجاب اور بنالہ خیر خان کے لڑتا ہوا دہلی ہو گیا سلطان محمد فی حبیب خان
 اس کو دشمن کے ساتھ ہنر کر دیا تا تو تخت سار ویدہ نقد دیکھا و سکولیں پاکیا اور ہنرین و نون میں بھرام صوبہ پنجاب
 و بلتان باغی ہو گیا اور بادشاہ نے خود ڈاکرا دسکر ساتھ جنگ کیا اور بھرام عین سکر کہ میں مارا گیا اور تارخان
 صوبہ بنا دسکر وقت میں ہجر میں ملک چند سرور قوم کھٹکے سرکشی کی اور رٹری فوج لیکر قریہ آما عین
 جنگ کے وقت تارخان مارا گیا اور ملک خیر خان لاہور و دیالپور کے علاقہ پر قبضہ پا کر مسلمانوں کو بہت
 اغوا دی یہ خبر پا کر بادشاہ نے خاتونان امیر لشکر کو مع فوج روانہ کیا گیا اور اس وقت ملک خیر خان کو بہت
 کے ساتھ لاہور سے نکالا لکھنؤ کی فوج تمام و کمال قتل ہوئی اور ملک خیر خان کو و قلعہ قلیاں تھا لکھنؤ کا قلعہ
 و خزانہ و اسباب جاہ و چشم کھنڈن کا خاتونان اس فوج کو قسیم کیا لکھنؤ کی فوج کے بعد ایک شخص قلعہ قلیاں
 جناب نام شاہ و دہلی کی طرف سر پنجاب میں ہو گیا لکھنؤ و سب کو قیام نہ آتا ہوا اور یہ آما اور اس وقت
 مر گیا اور قیصر و بادشاہ و بادشاہ قلعہ قلیاں تخت نشین ہوا اور اس کے وقت میں قلعہ قلیاں کی فوج بلتان کے ساتھ
 پھر پنجاب میں آئی چونکہ بادشاہ اس وقت مذلت خود لکھنؤ کے قریب میں مصروف تھا صوبہ پنجاب کی بدولت
 اور قلعہ قلیاں خواہ پنجاب کو لوٹ کر اپنے وطن کو چلے آئے ہیں کل پنجاب تاسیر و بندہ ساز گرد و آسیر لکھنؤ
 ملک و ان خان کے سپرد ہوا اس ناظم نے بہت آما و مان کر انہیں اور رٹریوں کو قلعہ قلیاں کو بھریا
 ۹۳۳ ہجری میں قیصر و بادشاہ مر گیا اور سب کو سلطان عثمان غیاث الدین قلعہ قلیاں
 اور لکھنؤ کے وقت میں ہی قیصر الملک ناظم راجب دہلی سلطنت محمد شاہ فیروز شاہ
 کی ہوئی تو اس وقت میں سب کو کھٹکے پنجاب پر پریش کی اور لاہور و دیالپور و بلتان پر و خیل ہو گیا
 بادشاہ نے اپنی بیٹیہا یون کو اس کی سزا دی کہ اس کو دہلی سے روانہ کیا اچھی کہ قیصر و خیر خان ہوا تھا کہ بادشاہ
 دہلی میں مر گیا اور ناصر الدین محمد و شاہ نے سلطنت پائی اور سب کو رٹری خان و خیر خان
 کو بھریا لکھنؤ پنجاب کو بھریا لکھنؤ ان کے ساتھ رٹری شکست کہا کہ چون کہ کھٹکے گیا اس فوج کے بعد عا
 برادر سازنگ خان صوبہ لاہور و سازنگ خان ناظم دیالپور و خیر خان حاکم بلتان قرار پائے اور سب کو
 بہت بد خیر خان سازنگ خان کے درمیان فساد برپا ہوا اور سازنگ خان بادشاہ سے باغی ہو کر علاقہ

دلاہور وغیرہ اپنے قبضہ میں کر لیا بادشاہ نے تاتارخان و ملک لباس کو سارنگخان کی سزا دی کہ اس کو
 ماسور کیا اور مقام لاہور فریقین میں لڑائی ہوئی اور سارنگخان شکست کھا کر بلتان کو بھاگ گیا اتنے میں
 میرزا امیر جانگیر امیر تھوڑا صاحبقران کا نو تاج لیکر بلتان آیا اور قلعہ بلتان اور ستر اپنے قبضہ میں لیکر
 سارنگخان کو قید کر لیا وہ قید سے بھاگ گیا اور اوہان میں دنوں میں جتا میر تھوڑا صاحبقران خود
 داخل ہوا تو وہاں کھڑا غی اوس سے بھاگتا بادشاہ نے اسے پھر پھر بھی پھانسی کی لیکرنا اوس سے بڑھتا
 حکم میر کے لاہور آکر تھوڑا صاحبقران کو قلعہ فتح کر کے قلعہ میں ہو گیا اوس کو فوج تھوڑی اوس کی سزا دی
 کے واسطے ماسور ہوئی اور تھوڑی سے جنگ کے بعد وہ گھاٹا کر امیر کے زور دیا اور مقتول ہوا اوس وقت
 امیر تھوڑے اپنے طرف سے خضرخان کو پنجاب کا حکم بنایا اور دہلی کو چلے آیا اور دہلی کے فتح کے بعد میر قند کو سزا دی
 کی اوس کی جائے کے بعد خضرخان نے محنت و تھکال ہم ہو چکا اور دہلی جا کر بادشاہ بن گیا سلطان
 خضرخان کے بادشاہ ہونے کے بعد عہد الہم غامدی الملک جو سلطان خضرخان کے باپ کا بیٹا تھا
 کا ناظم بنا اور خضرخان کے حیات تک حکم رہا خضرشاہ کے وفات کے بعد ابو الفتح مبارک شاہ
 بادشاہ ہوا اوس کو ملک کے جس کو سوار کیا صوبہ قرار دیا اوس کو وقت میں بڑا انقلاب پنجاب میں پیدا ہوا
 جس سے کھڑا محنت تھی لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقہ گرفتار کر لیا اور لاہور پہنچا اور سب کا جمع
 کل پنجاب پر داخل ہو گیا سلطان دہلی اور سکھوں کو اپنے خود دوسرا ہو گیا جس سے پنجاب میں جو خود
 پنجاب چھوڑ کر بھاگ گیا قلعہ میں بادشاہ لاہور میں آیا اور لاہور کو جو جس سے گرفتار ہو گیا
 پھر آباد کر آیا اور ملک میں ایک امیر کو نظامت پنجاب کی عطا کی اور دہلی کو روانہ ہوا بادشاہ کے روانہ
 ہونے ہی جس سے پھر آمو جو دہوا اور کلانور وغیرہ کے طرف تاراج کرنا ہوا جون ہو چکا اور شہر جون کو
 تاراج کر کے شہر میں پھر لاہور پہنچا اور دہلی پور تک لوٹا ہوا اہل گناہ اس فراتی کے بعد ملک سکندر
 شہر پنجاب کا بنادہ ابھی نظام میں ہی مسرور تھا کہ شہر میں تشیع علی امیر کامل ایک عمارت کی شکل
 لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقوں کو لوٹا ہوا لاہور پہنچا کہ سکندر شہر نے محنت سار دوسرے دکر اوس کو
 لاہور کے محاصرہ سے ہٹا یا بعد ازاں غامدی الملک نے بار دہلی سے ناظم پنجاب کا ننگ لڑا و شیع علی کے ساتھ
 بڑی بڑی لڑائیاں کر کر اوس کو پنجاب سے نکالا اوس کو وقت میں پھر کسی نفع کی جرات نہ ہوئی کہ پنجاب
 میں قدم رکھو لیکن شاہ دہلی کو کسی دشمن سے کہیں سوار اوس کی نسبت کچھ شک ہو گیا اور اوس کی تبدیلی ہو کر
 سکندر شہر پنجاب میں آیا اوس کے آتے ہی جس سے کھڑا اور شیع علی دہلی پنجاب میں آمو جو دہوا اور
 جس سے لاہور پہنچا شہر کا محاصرہ کر لیا پھر پھر خود دہلی سے روانہ ہوا اور ملک سکندر

وزیر ناظم قرار پایا فوج شاہی کے بیاں پر ہونے لگی اور غارت گری پنجاب سے نکل گئے ملک سرور وزیر نے
 لکھی ملک انتظام جو بی انتظام کیا اور حضرت خان شکر گیلانی کو پنجاب کا صوبہ بنایا وزیر کے جانے کے بعد شیر شہ
 میرا سو جو دہوا اور لاہور میں داخل ہوا اور دہلی اور فوج محافظہ قلعہ چور کر دیا لاہور کو حاکم کا حصہ خبردار
 بادشاہ نے میرا عادی ملک کو ناظم بنایا اور خود بھی دہلی سے کوچ کیا بادشاہی توجہ کی خبر پا کر امیر شیر شہ
 کابل کو روانہ ہوا بادشاہی فوج نے لاہور کے قلعہ کو آکر محصور کیا دہلی سے بھی امیر شیر شہ علی کے نوکر کے
 ساتھ باغی اور جان بچا کر چلے گئے شیر شہ میں بادشاہ سرور ملک کے وزیر کے ماتحت رہے شہید ہوا اور
 شیر شہ میں فرید خان بن خضر خان بادشاہ ہوا اور سکھ وقت میں ملک بادل
 بودی نے جو میرا صوبہ دیا لاہور کا ناظم تھا ملا اجازت شاہی خود لاہور پر آکر قابض ہو گیا اور کل ملک
 پنجاب کی اسٹیو انٹی قبضہ میں کر لی جو کہ ہم حضرت شکر گیلانی کے رات دن پنجاب کے ناظم کو درپیش رہی تھی بادشاہ نے
 بھول کو طوعا و کرہا حکم کل پنجاب اسٹیو انٹی مقرر کر دیا اور حضرت کی سزا دی گئی اس طرح فرما
 جاری کیا بادل نے پنجاب کا حاکم شکر سکونت اسٹیو خاص لاہور میں رکھی اور افغانی فوج نوکر کہہ کر باہر
 لاہور کی اور بادشاہ کے حکم کے برخلاف حضرت شکر کے ساتھ اور سوارا طاعت کا سیدھا کیا آخر شوکت و
 کامل ہم ہو چکا کہ دہلی پر پوریش کی اور مبارز شہید خان وزیر کے بادشاہ بن گیا سلطان بھول
 کو دہلی کے وقت و دولت خان بودی پنجاب کا صوبہ قرار پایا شیر شہ میں عید بادشاہ مر گیا اس بادشاہ
 کے وقت سلطنت لنگاہوں کی ملتان میں علیحدہ مقرر ہو گئی اسو اسطو بادشاہ نے شیر شہ یوسف قریشی کے
 جس سے حکومت ملتان کی لنگاہوں نے چہرین لی تھی حیات کر کر بار یک اسٹیو شکر کو فوج دیکر ملتان کے ہم
 اور کیا اگر شاہی فوج نے فخر الفنا شکست کھائی بعد فوج سلطان بھول کے سلطان سکندر
 بودی سلطان بھول کا شہادت نشین ہوا اور سکھ وقت میں بھی پنجاب کا صوبہ
 و ملتان ہی مقرر رہا سکندر شاہ کے مرنے کے بعد سلطان اسیرا ہم شاہ بودی
 بادشاہت پائی مگر بادشاہ کے ساتھ دولت خان کمال بگاڑ پیدا ہوا اسو اسطو و ملتان بابر شاہ
 کو کابل سے بلا ہوا شیر شہ میں بابر شاہ لاہور آیا تو و ملتان اس وقت موجود تھا بھلا درخان بابر شاہ
 بودی و بھگت خان لوٹائی تے کچھ فوج ہم کے مقابلہ بابر کا کیا مگر شکست کھائی اور بادشاہ لاہور
 قبضہ پا کر دیپال پور کو تیار ہوا اس وقت و ملتان میں بھی ملازمت حاصل کی اور بابر کا بابر بادشاہ کے
 دیپال پور ہو سجاد خان و ملتان کے چوٹی میں ہوا اسکا دشمن تھا بابر کے چند شکستیں بادشاہ کی
 خدمت میں گئیں اسو اسطو بادشاہ نے بدظن ہو کر دولت خان کو قید کر دیا مگر چند روز کے بعد پھر

اوسکا معاف ہو کر جاگیر قدیم اوسکی بجال ہوئی مگر وہ قید سے خلاص ہونے ہی سے فارغ نہ ہوا۔ بادشاہ سے پوشیدہ تھا کہ کوہاگ گیا اور وقت بادشاہ اگر سرسبز تک گیا مگر خیال فساد دولت خان کے پیر و الیس جلا انا اور لاہور میں ہو چکا اور سنو امیر عبدالعزیز کو پنجاب کا حاکم بنا دیا اور کابل کو چلا گیا۔ جاتے ہی دولت خان نے بڑی بڑی فساد چھائی کہی دہلی کے فوج کے ساتھ مقابلہ اور کبھی امرامی باری کے ساتھ لڑائی کرتا تھا۔ میں پیر بادشاہ پنجاب میں آیا تھا تو اس نے اس کا انتظام کیا پیر دہلی فتح کی اور تخت نشین ہوا چار برس خیر ہندو اور سنو سلطنت کی پیر حنیف نصیب ہوا اور اس کے مرنے کے بعد پیر ہالون **شاہ بادشاہ** تخت نشین ہوا اور سنو کل پنجاب ملک اور صوبہ بلتان جو کہ گامی سلطنت کی اتروا بعد منبلی میں پاتھا کماران امیر بھائی کو دیدیا کماران نے پیر لاہور دارالریاست بنایا اور شہر کی آبادی میں محبت تو جہ کی بعد چند سال جب بلالون شاہ سلطنت سے رول ہو کر ایران کو چلا گیا تو کماران بھی پنجاب کو خالی ہو کر کابل میں جا بیٹھا **شیرشاہ افغان** نے تخت نشین ہو کر پنجاب کا انتظام کیا قلعہ شہر بنوایا خواص خان اپنی غلام کو نظامت پنجاب کی عطا کی جب شیرشاہ قلعہ کا آخر کے مہم پر بار دست میں آگ لگنے کے سبب جل کر مر گیا اور **اسلام شاہ** اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا تو عادل شاہ اور اسلام شاہ دونوں میں عداوت پیدا ہو کر گرائیان ہوئیں اور وقت خواص خان پنجاب کا ناظم عادل شاہ کا حامی بنا اور بادشاہ سے صریح باغی ہو گیا بادشاہ نے خواجہ اویس شہر والی کو پنجاب کا صوبہ بنایا مگر اس نے خواص خان کے ساتھ ٹکر شکست کھائی اوسکی بد کو اور فوج دہلی سے آئی حنیف آئے ہی فتح پائی اور خواص خان کشمیر کو ہٹا کر چلا گیا کشمیر کے حاکم نے بادشاہ کی تحریک کے بموجب فریب کیا اور سکرا پور پاس ملا یا مگر وہ نہ آیا آخر آئی ہو کر خواص خان مار گیا اور صرا اوسکا کٹ کر دہلی کے دربار میں حاضر ہوا خواجہ اویس کی نظامت کے بعد **افغان پنجاب** کا صوبہ بنا اور انتظام میں اس نے محبت سرگرمی کی جب اسلام شاہ مر گیا تو **شیرشاہ** **اسلام شاہ** کا بیٹا دہلی کے تخت پر بیٹھا مگر بازار خان اس کے حقیقی باپوں نے کبکال برجی اوسکو قتل کر ڈالا اور خواص خان کا خطاب **عادل شاہ** ہو کر تخت نشین ہوا اور دس سال کے بعد اس کے اتریم شیرشاہ کے چچے کے بیٹے اوسکو تخت سے اتار ڈالا اور خود **محمد شاہ** کے لقب سے ملقب ہو کر تخت نشین ہوا اور اس کی وقت میں احمد خان افغان صوبہ پنجاب کو واپس سلطنت کا پیدہ ہوا اور اس نے اپنی آپ کو **محمد شاہ** کا خطاب دیا مگر بادشاہ بنایا اور اکبر آباد کے تخت پر جا کر اجلاس کیا محمد شاہ اور سکندر شاہ کی آپس میں سخت سخت لڑائی ہوئی آخر محمد شاہ ہٹا گیا اور دہلی تو انہیں افغانوں کی یہ حالت گذر چکی اور اوپر ہالون **شاہ** کو کابل سے کوچ کیا اور ایک چارہ فوج لیکر داخل پنجاب ہوا اور ملا جنگ جہل کل پنجاب پر سکھ حملہ دخل ہو گیا اس نے اوالہ

گو پنجاب فرزند ارجمند تھا پنجاب کا صوبہ بنا کر خود دہلی کو روانہ ہوا وہاں جا کر دوبارہ حکومت کیا اور پھر
فرزند جلال الدین کو اکبر کو مدد پر مقرر کیا یہ سال ۹۵۷ھ میں ہوا کہ شاہ کے استیصال اور پنجاب کے انتظام کیو اسلئے پنجاب کو روانہ
کیا مگر اس بات کو مدد پہنچ کر نہ گئے کہ اب پنجاب کی شاہ جہت نصیب ہوا اور سلطان جلال الدین
محمد اکبر کاوشا ۹۵۷ھ میں تیرہ سال مقام کلانہ پر بجلوس شاہی اجلاس کیا اور سید الوہابی جلال الدین
کو سب سے پہلے فرزند کی وزارت شاہی جانشینا تھا مقید ہوا اور خواجہ خضر خان کو پنجاب کی حکومت عطا
ہوئی اور خواجہ محمد سیستانی بعد ہجرت ہوا اور خود بادشاہ کانگرہ و نور پور ہوتا ہوا پنجاب کے طرف آیا اور
پھر ہمدرد کے رفعت فساد کے واسطے دہلی کو چلا گیا و بریں کے بعد پھر اکبر شاہ لاہور میں آیا اور جلد ہی فرزند
محمد کو نظامت پنجاب کی سپرد کی مگر بعد ناظم کمال شاہ وزارت کو عہدہ پر ممتاز ہوا اور قطب الدین محمد
جہاں پنجاب کا ناظم بن گیا مین محمد حکیم سیرا کمال سے شری فرج علی کے لیکر لاہور پہنچا اور وقت محمد قطب الدین خان
و میر محمد خان نائبین وقت قلعہ بند ہوئے پھر خبر اکبر بادشاہ نے خود پنجاب کے طرف کوچ کیا مگر محمد کاہر بادشاہ
کے ہوشیور ہوئے جی سے لشکر جلد یا لاہور میں پہنچا مگر نظامت کا عہدہ ختمین قلی خان ترکان کو عطا کیا
بادشاہ پھر اکبر لاہور آیا اور پاک تن جا کر حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر خشتی کے فرزند کریم زار کی
شہد مین حسین قلی خان ناظم کانگرہ کے ہم یہ بھی لگا اور سکر فائے کے بعد سیرا ابراہیم حسین و مسعود حسین
مسند دن نے ٹرافا و پنجاب کے علاقوں مین بریا کیا پھر خبر اکبر حسین خان راجہ کانگرہ سے صلح کر کے فی الفور خواتین
آپہو تھانہ القابلہ مسعود حسین نو قید ہوا اور ابراہیم حسین سلطان کو بھیجا گیا اور وہاں پہنچا مگر مقتول ہوا
میں پنجاب کا صوبہ بنگال کے طرف مامور ہوا اور شاہ قلی خان کو نظامت پنجاب کی ملی ۹۵۸ھ میں شاہ قلی خان قلعہ
سوالہ کے ہم یہ بھی لگا اور مرزا یوسف خان مسند عالی فتح خان سے پھر سخاری و شیخ محمد غزنوی و سید قاسم بارہ
پنجاب کے کام پر مامور ہوئے ۹۵۸ھ میں شاہ قلی خان سوانہ کے ہم کو اسجام دیکر بدستور پنجاب مین ناظم بنا اور
چندی بھان ریکرلو حیات کے انتظام کے واسطے چلا گیا اسی سال پھر بادشاہ پنجاب مین آیا اور بعد زیارت مزار
خواجہ فرید گنج شکر کے لاہور پہنچا اور ایک بڑا جشن بنا لکڑہ کا کرکٹل اجون و جاگیر داروں و شیوخ و سیر
کا اجتماع کیا اور کئی روز تک ہنگامہ عیش و عشرت کا گرم راسخین کے بعد بادشاہ پھر ایک ملک گیا اور
چندی و ان میر و شکار مین مصروف رہا اور بعد سیرا کراہ کو سعادت فرما سی اسی سال مین محمد حکیم سیرا
کمال سے بارادہ تھیں پنجاب بہت بھاری لشکر لیکر لاہور آ پہنچا اور راستہ مین بادشاہی حکیم کوئی اوسکا مزار
پہنچا کہ سب کے نام تاکید ہی احکام جاری ہو چکے تھے اگر حکیم سیرا اور بایں سندھو اور تریو کوئی شخص اوسکا مزار
تھو اسو اسلئے وہ بہت دلیر ہو کر لاہور آ پہنچا راجہ بھگوان داس و کٹورا ننگہ صوبہ داران لاہور قلعہ مین

محصور ہوئی اتنی میں بادشاہ کے آنے کی خبر شہر پہنچی اور محمد حکیم میرزا محاصرہ چھوڑ کر کابل کو چلا گیا جس بادشاہ
 لاہور آیا تو تھوڑی روز مقام کے شاہ کو کوچ فرمایا اور قلعہ ایک دریا میں بندہ کے کنارے پر اسے بندھوا دیا
 اور فوج شاہی کابل کے ہمراہ لاہور پہنچ کر خجیاب ہوئی اور سلطنت کابل و قندھار و افغانستان اکبری تسلط میں
 آگئی اس میں سر فراغت پاکر بادشاہ لاہور پہنچا اور شہزادہ سلیم کی شادی راجہ بیگواند اس کے بیٹی کے
 ساتھ شہزادی دہوم و نامہ کی شادی میں شہزادہ سلیم کے گھر راجہ بیگواند اس کی بیٹی کے بطن سے پیدا
 ہوا اور بیگواند اس کا نام خسرو رکھا گیا ۹۹۷ء میں تمام سال بادشاہ لاہور میں ۹۹۸ء کے آغاز میں
 ہی بادشاہ کشمیر کے سیر کو کیا وہاں سے واپس آکر لاہور میں پھر شہزادہ حسن منعقد ہوا اور تمام شہر میں اسے مندی
 ہو کر روشنی ہوئی اور قلعہ لاہور کے تعمیر کے واسطے جو وہ بے کے نام تاکید می حکم جاری ہوا کہ پھر جو قلعہ کو بہار کر
 بڑا قلعہ بنجہ تعمیر کرے اور قلعہ کے اندر دیوان عام و محل شاہی تعمیر ہو ۹۹۹ء میں بھی بادشاہ بمقام لاہور
 افروز رہا اور شہزادہ سلیم کے گھر راجہ موٹہ کے لڑکی کے بطن سے بیگواند اس کا نام شہزادہ خورم قرار پایا
 شہزادہ میں بادشاہ پھر کشمیر کے سیر کو گیا اور فضل بہار وہاں رہ کر واپس آیا شہزادہ میں پھر حسن سا لگا
 لاہور میں ہوا اور شہزادہ خورم کا اتالیق راجہ مانگہ مقرر ہوا کہ ولایت اور سب کی شہزادہ کے جاگہ میں عطا
 ہوئی اسی سال علی نام ایک حکیم نے ایک طلسم کا حوض لاہور میں بنایا حوض کے پیچھے کے درجہ میں ایک مکان
 تھا جس میں طرح طرح کے ہول اور دشاہیں اور کتابیں رکھی تھیں اور فرش فروش ہو کر آستہ تھا حوض کے
 کنارے ایک تہ بند طلسم کار کہا جاتا تھا جب کوئی شوقین چاہتا کہ اس مکان کی سیر کرے تو وہ اپنے کپڑے اتار کر
 اس تہ بند کو کمر میں باندھ لیتا اور حوض میں کود کر غوطہ کاتا غوطہ لگاتے ہی جب وہ اٹکھ کر ہوتا تو اس پر ایک
 اوس مکان کے اندر یا تالیس تہ بند کو اتار دیتا اور مکان کے اندر کے پوشا کون میں سے ایک پوشاک
 پہن کر مکان کی سیر کرتا کہ ابون کو دیکھتا تھا کہ اوس مکان سے باہر آوی تو وہاں کے پوشاک اور تار کو
 اگلا تہ بند باندھ لیتا اور آٹکھ میں بند کر کے مٹھ جاتا تھا جب کہ ہوتا تو اس پر ایک حوض کے اندر کھڑی ہو کر پانی
 اس عجیب طلسم کی سیر خود بھی بادشاہ نے کی اور پڑا حصار علی الغام حکیم کو سخت شہزادہ بکن کی شہزادی
 کو بمقام لاہور پہنچی اور شہزادہ حسن منعقد ہوا جشن کے بعد کوچ کی تیاری ہوئی خواجہ شمس الدین خوافی کو دیوان
 سیر اور دکنی کو تختی خیر اللہ کو کوثر ال ہدیہ کر کے اکبر آباد کو کوچ کیا اگر پھر لاہور تک آئے گا اتفاق ہوا
 اور شہزادہ میں عالم نانی کو کوچ کیا اکبر بادشاہ کے مرنے کے بعد شہزادہ سلیم الملک شہزادہ
 محمد جاگیر شاہ بادشاہ ہوا اور سکونت میں محمد علی بیگ ناظم پنجاب کی تبدیلی ہوئی
 ہوئی اور دلاور خان افغان صوبہ پنجاب قرار پایا تہ اسی سال جلوس میں شہزادہ خسرو بادشاہ کو حقیق

پیشوئے سلطنت کے طمع سے بغاوت اختیار کی اور دار الحکومت سے باج کے بلا اجازت اٹھ کر چلا آیا کچھ خبر کر فوج بادشاہ
 با فوج کینہ خواہ شہزادہ کے تعاقب پر آیا دلاور خان صوبہ لاہور نے شہزادہ کے پہونچنے سے پہلے ہی لاہور پر ہونے لگا
 شہر کے حصار پر توپیں بھرا دیں اور قلعہ کو مستحکم کر دیا لاہور پہونچ کر شہزادہ کو خبر ہوئی کہ امیر الامرا سے فوج
 باج کے کنارے متصل تھانہ لاہور پہونچا ہے اس واسطے فی الفور اس طرف کوچ کیا اور فریقین میں سخت لڑائی
 ہوئی اگرچہ شہزادہ کی فوج ہمت اور بادشاہی فوج کم تھی تو بھی شہزادہ کی کم نصیبی سے اس کو شکست ہوئی
 اور اتر حالت کے ساتھ دہلی بھیجا گا اس فتح کے بعد بادشاہ لاہور آیا اور شہزادہ کے گرفتاری کے شہزادہ
 جاسجا بھی گئی اس وقت شہزادہ نے نصلام سیر احسن بیک بدخشی جاگیردار رہتاس کے جو اس کا بڑا دشمن و
 خیر خواہ تھا کامل کے سمت کو جانکا ارادہ کیا جب یہاں پہونچا تو کشتی نہ پائی وہاں
 سو درہ کے گزر کے طرف آیا وہاں ایک کشتی ملی اور ملا حون کو طم دیکر شہزادہ کشتی پر سوار ہوا اگر ملاح کو قتل
 بادشاہی انعام کے طمع کے سبب بدعتی لگئی اور کشتی کو ریتہ کے طرف لے گیا جب کشتی ریتہ میں پہنچ گئی تو ملاح دیا
 کیون ویر اور تیر کر کناری آہونچا اور سو درہ کے جو دہری کو خبر کر دی وہ اس وقت میر ابو القاسم گوات کے
 فوجدار کے پاس آیا اور شہزادہ کی گرفتاری کی خبر دی وہ فی الفور محبت سالار کو روانہ کیا جاسجا اور شہزادہ
 معہ اس کو امیر دن و شیر دن کو گرفتار کر کے بادشاہ کے حضور میں بھیج دیا بادشاہ نے شہزادہ کو سخت قید کیا اور
 حسن بیک اور عبدالرحیم دونوں کو اس کے مصاحبوں کو گامی اور گدھوں کے چمڑے میں سلوا کر مار دیا اور باقی ماند فوج کے
 مار کر کچل دیے شہر کے دروازے سے شہزادہ کا مران کے باغ تک برابر سولیاں نصب ہوئیں اور سب کے شہزادہ
 کے روبرو سولی پر چڑھائی گئی بعد اس انتظام کے بادشاہ کا بل کو چلا گیا اور دہلی کے بعد واپس آیا اسی عرصہ
 بادشاہ کو خبر ہوئی کہ شہزادہ خسرو فی قید میں ہے پھر پھر نور الدین اصف خان کے بیٹے کو جو اس کا محظوظ تھا ان سے
 ملا لیا اور اس کی معرفت چار سو سے زیادہ امرا سے بادشاہی نے شہزادہ کے ساتھ سازش کر لی اور سب کے سب
 اسات پرست ہو گئے ہیں کہ وہ بادشاہ کو قتل کر کے شہزادہ کو تخت پر بٹھلائیں بلکہ مخبر نے ادن سلا میر دن کے
 نام کی ایک فہرست خاص شہزادہ کے ماتھے کی لکھی ہوئی بادشاہ کے خدمت میں پیش کر دی کچھ خبر یا کر بادشاہ
 نے قلعہ لاہور میں دربار عام کیا اور نور الدین محمد شریف اعتماد الدولہ وایتاز خان شہزادہ کے محافظوں کو
 قتل کیا اور سب کے نسبت جہنم پویشی کر کے فہرست کی کاغذ کو سب کے روبرو چلا دیا اور شہزادہ کو شہر کے سخت تر
 قید میں رہنے کا حکم دیا اس انتظام کے بعد بادشاہ نے دار الخلافت کو کوچ کیا اور خلیفہ خان صوبہ دار اور قوام الدین
 دیوان پنجاب کو واپس لایا ان میں مرتضیٰ خان پنجاب کا صوبہ بنالندہ میں پنجاب کے ملک میں ایک عجیب طرح کی
 وہاں موجود ہے کہ یعنی اداں ایک چوٹا مکان میں مہر نکلتا اور در و دیوار سے سر کو ٹکرا کر مر جاتا اور سر

سننے کے بعد اگر کل آدمی اوس گھر کے بھل کو بھل جانے تو سچ جلتے در نہ سب کی سب ایک ہی مرتبہ مرتبہ لگتی رہی
 واکے زور ہو گا نرس کے گانہ اور بھلون کے محلے ویران ہو گئے تھے دبا دل پنجاب میں نمودار ہوئی تھی کثیر و بھار
 ہندوستان کے ملکوں میں بھی اسکا اثر پہونچا تھا مین بادشاہ نے لاہور آتے کا ارادہ کیا اور حکم ہوا کہ
 اگر وہ لاہور تک شکر کی پرد و طرفہ درخت لگا کر جاوے اور مینار و سرسبز زمین تعمیر ہوں مگر بادشاہ لاہور آتا
 اور کلاں نور کے راستے کثیر کو چلا گیا کثیر کے سیر کے بعد دایرہ دولت لاہور آتا اور مکانات شاہی جو قلعہ کے
 اندر تعمیر ہو چکے تھے اونکا معائنہ کر کے ہندوستان کو چلا گیا شاہ نے بادشاہ کا نگرہ کے پھاڑ کے سیر کو گیا اور
 دانی لاہور آتا اور اسی مقام پر شہزادہ خورم کے شور و فساد کی خبر ہوئی تھی تھہر شکر بادشاہ غضبناک ہوا
 اور شہزادہ کی جاگیر جو حصار میں تھی اوسکی ضبط کی کر شہزادہ شہر مار کے نام مقرر فرمائی اور ریشٹ کل سب
 تھے تھا کہ نور جہان بیگم بادشاہ کی مشوقہ جبکہ بادشاہ دل و جان سے چاہتا تھا شہزادہ شہر یار کو نصرت دے
 اور علاقہ دہول پور شہر یار کے جاگیر میں تھا شہزادہ خورم نے ایک دن موقع پا کر بادشاہ کے زبانی حکم
 کے ذریعے سے دہول پور کا علاقہ اپنے جاگیر میں کر لیا اور انا ناظم و مان نامور کر دیا مگر شہر یار کے قلعہ اس
 قبضہ نہ آیا اور باہم سخت لڑائی ہوئی اسات پر بادشاہ سخت غضبناک ہوا تھہر شکر شہزادہ خورم پر
 باغی ہو گیا اور دکن کے اکبر آباد کی طرف کوچ کیا بادشاہ نے لاہور سے شہزادہ پرویز کو شہزادہ خورم کے
 مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور صادق خان کو لاہور کا صوبہ مقرر کر کے کثیر کی راہ کی کثیر کے سیر کے بعد کلاں
 کے ملک کو معائنہ فرمایا شاہ نے مین بادشاہ حسب العادت جو ہر سال بھار کے موسم میں کثیر جاتا تھا کثیر گیا تو
 سب آدمی آج ہو اہنق النفس کے مرض نے زور کیا اور اوسی مرض کے صدمے سے جان بحق تسلیم کی اصف خان
 و نور جہان بیگم بادشاہ کی نفس لاہور لائی اور نور جہان کے باغ مین دفناؤں استہ مین اصف خان و زریں
 حاکم نور جہان بیگم اپنے مشیر اور مصلحت وقت کو شہزادہ شہر یار کو بادشاہ بنایا اور
 لاہور کے اندر شہزادہ و اور شخص نے مجلس شاہی اجلاس کیا جب شہر یار لاہور پہونچا تو
 شہزادہ و مین لڑائی ہوئی آخر و اور شخص کر آگیا اور شہر یار کے حکم سے اندھا کیا گیا اتنی مین شہر یار
 کہ شہزادہ خورم دکن سے اکبر آباد پہونچا اور شہزادہ شہر یار بادشاہ غازی سلطنت کے تخت پر چلے گیا
 چونکہ یہ کل معاملہ باریش و اعانت اصف خان و زریں کے ہوا تھا تھہر شکر یا کہ و زریں نے فی الفور شہر یار کو
 قید کر لیا اور سب شہزادہ و کے بحالت قید ہمراہ لیکر اکبر آباد گیا و مان نے شہزادہ و کو قلعہ
 مین پانچ تھو شاہ جہان نے قتل کر دیا و بادشاہ بنا اور شہزادہ **الدین محمد شاہ جہان** بادشاہ
 خطاب پایا اور ابو الحسن اصف خان کے سپرد نظامت پنجاب کی ہوئی اور شاہ جہانگیر کے مقبرے کے قریب

حکم حکم نفاذ یافتیں۔ سال جلوس کے محمد علی الدین طبیب وزیر خان کا خطاب پا کر صوبہ لاہور مقرر ہوا اور
 لاہور میں آکر ٹبرہ جی جی عمارتیں بنوائیں اور سکریٹریز توں میں سے مسیحہ وزیر خان اب تک یادگار ہوئی۔
 سید اللہ خان وزیر نے بھی دوحولیان ٹبرہ جی عمارتیں لاہور میں تعمیر کیں۔ ۱۲۲۴ء میں بادشاہ خود
 لاہور میں آیا اور باغ شالامار اور قلعہ کے عمارتوں کے تعمیر کے واسطے تاکید کی۔ احکام نافذ کئے اور سر
 گولیان والی وغیرہ بھی بنائے گئی۔ ۱۲۲۵ء میں نواب علی مردان خان قلعہ ارقدار خد متین حاضر ہوا
 اور عرض کی کہ قلعہ ہار کا قلعہ حلالہ شاہ حضور کے شاہی فرج کے سپرد کر دیا گیا بادشاہ اس خدمت کے
 لائق پادشہ بہت خوش ہوا اور اسکو کشمیر کا صوبہ بنایا اور حکم دیا کہ لاہور سے ایک تھکر کو دگر واسطے
 باغ شالامار کے لاہور تک لاوی۔ اسی سال نواب وزیر خان صوبہ لاہور کی تبدیلی ہو کر علیمردان خان صوبہ
 مقرر ہوا اور علی مردان خان کے کشمیر سے آکر تک صوبہ واری لاہور کی حوالے ہوئے۔ خان نائب صوبہ
 ۱۲۲۵ء میں جو تھی مرتبہ بادشاہ لاہور آیا اور اسی سال میں نور جہان بیگم فوت ہو کر لاہور میں مدفون ہو
 ۱۲۲۶ء میں کل پنجاب ملک شہزادہ داراشکوہ کے جاگیر میں عطا ہوا اور شہزادہ نے لاہور میں بہت
 شہر عمارات بنائیں۔ وزیر حضرت میا خیر و مقبرہ ملا شاہ قادری دچوک داراشکوہ وغیرہ لاگوں رہے۔
 فرج کر گیا۔ اس وقت میں لاہور کی آبادی بھت بڑھ گئی اور اعلیٰ شہر سے دو چندان شہر چھا
 سی ماہر آباد ہوئی۔ ۱۲۲۷ء میں شاہ بہمن بادشاہ چار ہوا اور داراشکوہ اپنی باپ کے تیار دار می کے واسطے
 لاہور سے اکبر آباد کو چلا گیا۔ داراشکوہ کے جاگیر میں جہانوں کی سخت لڑائیاں ہوئیں اور بادشاہ ۱۲۲۸ء میں
 قید میں گیا اور داراشکوہ عالمگیر سے شکست کھا کر لاہور پہنچا مگر اورنگ زیب نے اسکا تعاقب نہ کیا
 اور اسکو داراشکوہ کشتی کے راستہ نشان ہو گیا اور سکے جانے کے بعد عالمگیر نے مسی طاہر خان کو اپنی طرف
 لاہور کا صوبہ بنایا اور خود داراشکوہ کے تعاقب میں ملتان کی طرف چلا گیا اور ہر سو پھر دہلی پہنچا
 اور خطاب الہیہ المظفر محمد علی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ عمارت
 مخاطب ہو کر تخت نشین ہوا۔ ۱۲۲۹ء میں عالمگیر لاہور آیا اور محمد امین الدین بدخشی کو پنجاب کی ناکست
 سپرد کر کے کشمیر کو روانہ ہوا۔ ۱۲۳۰ء میں مرشد امی خان کو کہ کے نام تاکید کی جا کہ تا قلعہ ہوا کہ قلعہ کے غارت
 ایک مسجد عالیشان بھارت سنگ مرخ تعمیر کرانی چنانچہ عمارت شروع ہو کر ۱۲۳۱ء میں باقشام ہو گئی
 ۱۲۳۲ء میں محمد بادشاہ جنت نصب ہوا اور محمد مظفر شاہ عالمگیر چھا اور شاہ اد کا بیٹا
 انہی جہانوں کا فیصلہ تمام کر کے تخت نشین ہوا اور سکے وقت نظامت پنجاب کی نواب ملک کریم کے قتل
 ہوئی جو کہ مسی مذاجو کی گور و گوند سنگ کے چیلے نے اس وقت پنجاب میں سخت فساد برپا کیا ہوا تھا اسو

بادشاہ خود لاہور میں آیا اور شمالاً ماربانہ کے پاس فرار ہو گیا اور لاہور میں ہی چار سو کرسال کے لاکھوں
 سرگنانش بادشاہ کی دہلی پہنچ گئی اور دربار حکومت ممالک محروسہ کے نواب و افتخار خان سخی کے بیچ
 تجویز کی کہ درباری راوی کے دستوں کی مدد سے لکھنؤ اور کابل کے حاکم شاہزادہ رفیع الشان ہو اور اکبر آباد
 تانہ و آج کل و صوبہ پنجاب جنوب کن خانہ میں رہے اور دہلی و شہزادہ محمد حیات کے تصرف میں ہو دہلی
 و دہلی و مستقر خلافت اور نگاہ و تانہ نگاہ و دہلی و شہزادہ محمد معز الدین کے رہے اور بادشاہ
 کل ملک کی بنام معز الدین قرار پا کر خطبہ و سکے ادا کرا دیے یہ تجویز مینوں کھائیوں کی باہم قرار پائی
 اور جو تھیں بھائی محمد عظیم الدین عظیم الشان کو صاف جواب دینے کی نیت ہوئی یہ خبر پڑ کر شہزادہ عظیم الشان
 جنگ کے واسطے آمادہ ہوا اور اس میں سخت لڑائی مقام لاہور ہو کر عظیم الشان قتل ہوا اور مال و دولت
 کثیرا دسکا باہم مینوں بھائیوں کے تقسیم ہوئی لگا کر تقسیم کے وقت اتفاق نہ ہوا اور دو ایک طرف اور ایک ایک
 ہو گئی اور ایسی سرگرمی کے ساتھ جنگ کیا کہ دونوں مار گئے اور محمد معز الدین محمد شاہ
 تخت پر بیٹھا اور شاہزادہ محمد کرم محمد عظیم کے بیٹے کو قتل کر کے قصہ پاک کیا بعد اس نظام کے بادشاہ نے
 دہلی کو کوچ کیا اور نظامت پنجاب کے نواب بر دست خان کے سپرد ہوئی چونکہ صوبہ بہار میں شاہزادہ فرخ
 شہزادہ عظیم الشان کا بیٹا ناظم تھا اب کے قتل کی خبر پا کر اسنو سید عبداللہ ملک سید حسین علیخان
 و سید ناصر الدین علی و سید سیف الدین و نجم الدین سادات بارہ سہو اسنو دے کے واسطے التجا کی اور بری
 نوح لیکر دہلی پر چڑھا اور جہاندار شاہ کو شکست دے کر اور خطاب جلال الدین محمد فرخ
 بادشاہ مخاطب ہو کر تخت نشین ہوا اس کے وقت میں نواب عبد اللہ خان دکن سنگ فری ہوا
 سے بندہ جوگی گور و گوند سنگ کے حملے کو پنجاب کے ملک سے گرتا رہا کہ بادشاہ کے پاس پہنچا اور دہلی
 وہ مقبول ہوا اس خدمت کے عوض میں عبد اللہ خان کو پنجاب کی نظامت عطا ہوئی اسنو انتظام پنجاب بخوبی
 کیا پھر جب بارہ سہو سید و ن نے فرخ سیر بادشاہ کو مار ڈالا اور ابوالفتح و دہلی میں
 محمد شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی تو عبد اللہ خان ناظم لٹان اور نواب کریم خان المشہور
 خان بھادر نواب عبد اللہ خان کا بیٹا لاہور کا صوبہ ہوا اور دیوانی صوبہ کے دیوان لکھتے رہے کہ سیر
 ہوئی اس صوبہ نے سکھوں کا شور و فساد شائستہ تدبیروں کے ساتھ پنجاب پر فہم کیا اور آدینہ سنگ خان کو تانہ
 فوجدار بنا کر ملک داس کو شمالی کے انتظام کو نامور کیا اسنو وٹان بنا کر شہر آدینہ نگر آباد کیا اور جہادلی
 بنائی اس ناظم کے وقت میں ماور شاہ بادشاہ امیر الی صالطین نواب نظام الملک نے دہلی
 کے جیکے محمد شاہ بادشاہ کے ساتھ صفائی نہ تھی براہ پشاور پنجاب میں دار ہوا نواب کریم خان نے

اگرچہ نادر شاہ سیو خراب کیا مگر شکست کھائی اور قلعہ لاہور میں محصور ہوا اور بادشاہ سے امان مانگی اور شاہ
 نے ہنس لاکر روپیہ نقد اور دس ہاتھی زکریا خان کو لکھ کر آؤسکو امان دی اور خلعت دیکر اپنی طرف سے لاہور کا
 صوبہ بنایا بعد ازاں انتظام کے نادر شاہ دہلی کو گیا اور بعد قتل و غارت ملی دولت کو انتہا لیکر کامل کو
 ملا گیا بعد چند عرصہ بعد کامل سے ملتان تک گیا اور حیات اللہ خان عبداللہ خان کے بیٹے کو شاہنواز خان کا
 خطاب دیکر شاہ سیستان ایران کو روانہ ہوا اور راستہ میں مقتول ہوا اور سکر مارے جانے کے بعد اچھر شاہ
 ابدالی نے قندھار کے قلعہ میں بادشاہی عیوبس کیا اور سکر و قندھار میں آکر یا خان صوبہ لاہور مقرر کیا اور
 سیو خان اور سکابٹیا حاکم بنا اور سکر وقت میں سکھوں نے بھیرا دھجایا اور بیت رام دیوان لکھت رام
 کے بھائی گوپال میں آباد کیا فوجدار تھا اجتماع کر کر مار ڈالا اور سکر دیوان لکھت رام فرخ لکھت سکھوں کے
 سر پر جا پونجا کر دہ اور سکر جانے سے اول بھاگ کر جموں جا پونجا لکھت رام جموں گیا اور شہر کو محاصرہ
 کر کر بیت ہو سکے تو وہیں قتل کر دی اور دوسرا سکے کو مفید کر کے لاہور لے آیا اور تناس کے چوک میں سب
 گردن مار دی گئی جان اسے سخت سنگ کے وقت سکھوں نے شہید گنج بنایا پونجا اور سو وقت بعد ایک عام شہر
 ہوا کہ جو کوئی شخص کو قتل کر کے سزا دے گا حاضر لاہور انعام پانچ سو روپے کے بارے میں ہونی سزا دینا سکھ
 قتل ہوئی اور سزا دینا روپیہ قاتلوں کو انعام پانچ سو روپے عرصہ میں شاہنواز خان ملتان کا صوبہ اپنی باپ عبداللہ
 خان کے جایداد کا جو مقام لاہور تھوڑی دیر میں پر غویہ ہو کر لاہور آیا پہلے تو چند روز معرفت صدر شہر سنگھ نائب
 دیوان کے سوال جواب ہوئی رہے پھر عید کا روز آیا اور دونوں ہی مدعا علیہ مقام عید گاہ نماز پڑھنے گئے
 دیوان دونوں کا آپس میں تکرار ہو گیا اور لڑائی ہو کر پھر خان گرفتار ہوا اور شاہنواز خان اپنی اجازت کو بغیر لاہور
 صوبہ میں بٹھا اور دیوان لکھت رام بھی قید ہو کر محبس خانہ میں کہا گیا تھوڑی دیر میں بعد پھر خان مقصور میں ٹھہرا
 کے سازش سے قید ہو چکا کر دہلی کو روانہ ہوا اور سکر جانے کے بعد شاہنواز خان کو جو بلا اجازت خود
 حاکم بنایا تھا سخت اندیشہ پیدا ہوا اور اسکو اسکو اسکو نعیم خان اپنی مقصد کو قابل کسب و کار دانہ کیا اور شاہ
 ابدالی کی خدمت دروغ است شریف لائی کی اسکو لکھت سے احمد شاہ فی الفور پنجاب کو آیا اور شاہ در کے مقام
 سے پھر تو غراخان اپنی ایک مقصد کو خیر سعادت کے مقصد کے واسطے شاہنواز خان کے خدمت میں بھیجا مگر اس
 دوران میں شہر میں اپنی سخت کلامی سے شاہنواز خان کو درہم و برہم کر دیا اور بلا نصفہ سے ملات کر وائیں گیا
 اسکو یہ سنا کہ مقام احمد شاہ فی صواب شاہ اپنی سزا دہ کو روانہ لاہور کیا اور شاہنواز خان کے ساتھ
 نہایت ہی سخت کلامی کی علاوہ اسکو شاہنواز خان اس عرصہ میں بذریعہ وزیر قمر الدین خان کے شاہ دہلی کا
 معلوم ہو چکا تھا اس سے پہلے صابر شاہ وکیل کو گردن مارا گیا پھر فریاد احمد شاہ سخت غصہ ہوا اور شاہ

سوی کوچ بلوچ لاہور آ پہنچا سو زور پایا دسی سو عبور نہیں کیا تھا کہ شاہ نواز خان نے میر محمد علی بیگ بدخشی
 بخشی کو ٹری ہمارے لشکر کے ساتھ احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ کیا اور غنہ مقابلہ اگرچہ لاہور میں درانی فوج
 دس حصے زیادہ تھی مگر فادہ قہر کے قہر سے درانیوں نے فتح پائی اور لاہور میں لشکر نے شکست کھائی یہ
 فتح پاک احمد شاہ راوی سے اتر آیا اور غل پورہ محلہ جو حصار کے باہر تھا درانیوں نے لوٹ لیا اور سوقت
 شاہ نواز خان تو دہلی کو بھاگ گیا اور احمد شاہ نے داخل لاہور ہو کر میر موسیٰ خان اور قہور علی شاہ
 کو جو اہلیست بھاگ رہے تھے ان کے ساتھ دیوان لکھنوترا کے قید تھے راوی دسی دیوان لکھنوترا کے قید تھے راوی
 اور قہور علی افغان میر موسیٰ خان اور سکونائب و شہر کا رہتا رہا اس نظام کے بعد احمد شاہ دہلی کو روانہ
 ہوا چونکہ شاہزادہ احمد شاہ وزیر قمر الدین خان اور نصیر حسین الملک کو ہراہ لیکر دہلی سے لے گیا
 نظامت پنجاب کے دہلی سے پنجاب طرف چلے آئے تھے و نو لشکر و ن کا تھا یہ سرحد کے مقام پر پہنچا اور راجھا
 شروع ہوئی وزیر قمر الدین خان تو بے گورہ سے قتل ہوا مگر میر حسین الملک دسکو بٹھوئے ایسی سرگرمی کے
 ساتھ لڑا اسی کی کہ درانی فوج بھاگ نکلی اور احمد شاہ درانی کو بحالت ناچار سی بس باہر ناپڑا سرحد
 نے دریا پر تسلیم نہ کیا رانیوں کا تعاقب کیا اور اس مقام سے شہزادہ احمد شاہ و محمد شاہ باہوشاہ اینو باج
 علالت کی خبر بشکر دہلی کو واپس گیا اور میر حسین الملک معہ فوج لاہور آ پہنچا اور رانی الفوج حکومت
 پنجاب کی اس وقت مضبوطی کر لی اور سوقت سکھوں کا پنجاب میں غرار و رشوت تھا اور امیر کے پاس دہلی
 ایک کچا قلعہ بنا کر راتہ راتی نام رکھا تھا اکثر اونی مقام پر اوکا اجتماع ہوا کہ میر حسین الملک نے
 وہ قلعہ گردا دیا اور ایک شہنشاہ عام کل لایا کے نام سے مضمون سی جاری کیا کہ جو سکھ کیوں بلجاوی
 رہا دسکو کر لے اور دہلی کے اسکو نوڈ و اگر نوڈ کی خدمت میں حاضر لاوی تو انعام پادوسی اس حکم
 کے جاری ہوئی ہی ہزار دن سکھوں کے سر اور منہ پر استری چل گئی اور مشمولوں کا کوئی تعداد نہ لکھیں
 بھاگ گئے سکھوں و ن خود بخود کیس نوڈ و اگر نوڈ میں گئی ایسی سرگرمی کے ساتھ ابھی میر حسین الملک
 ان نظام پنجاب کا کر رہی رہا تھا کہ احمد شاہ ابدالی نے حیدر و باقی سیدہ سو عبور کیا یہ خبر پاکر حوتہ نے دہلی سے
 لشکر منگوا کر نہ آیا تو بحالت ناچار سی بدین بھانہ پنجاب کو غارت ہو گیا یا کہ احمد شاہ کی خدمت میں
 کہہ دیا کہ میں آگے تاعداد ہوں اب جو جا میں سو کرین اور جو بھی معہ فوج لاہور سے روانہ ہو کر تھا
 سیدہ پور اور بانی ضیاء کے کنارے جا کر احمد شاہ نے جو میر حسین الملک کے بھادریوں سے واقف تھا کہ
 اطاعت کو غنہ نہ مانا اور لکھا کہ آدنی قلعہ تباہ لکھو و گجرات و تیر در و غیرہ جو نا در شاہ تباہ تھا سکھوں
 دینا قبول کہ تو ہم راہیں اینی ملک کو چلی جائیگر اس بات کو حسب موقع وقت سپرینوفی قبول کیا اور احمد

واپس اپنے ملک کو چلا گیا اور اس وقت خیرین پنجاب کے انتظام کے جب دہلی میں پہنچے تو اراکین دربار کو حیرت
 ہوا اور شاہنشاہ نے اس وقت لاہور کو صوبہ بلتان کا بنا کر دہلی سے روانہ کیا اور پتوئی کی کہ میرمنو کا داخل
 بلتان سے اور شاہنشاہ نے میرمنو کے ساتھ بات نہ کر فوراً دیوان کو راجا اہل اس دیوان کو فوج دکر بلتان
 پہنچا اور شاہنشاہ نے دیوان جب بلتان پہنچا اور شاہنشاہ نے خان کے داخل کا فخر ہوا تو فریقین میں لڑائی ہوئی
 شاہنشاہ نے خان پر اگلا اس خدمت کو انجام کے بعد دیوان کو راجا اہل بلتان کا ناظم بنا اور راجہ کو راجا اہل خطاب
 پایا اور اس وقت دن کے سب سے جب میرمنو نے ملک کے حساب لا قرار دیا کہ بلتان نہ پہنچا تو پتوئی مرتبہ
 احمد شاہ درباری پنجاب پر آجودہوا اور دیوان کتیری اپنے مقبرہ کو روپیہ مانگنے کے واسطے لاہور کی طرف
 روانہ کیا میرمنو نے جواب دیا کہ اگر کل فوج درانی کا بل کو چلی جادے تو میں روپیہ دیتا ہوں جو بل کتیری
 کے روانہ ہونے کے بعد خود بھی میرمنو فوج اوسکی بھیجے جلد یا در دیوان کو راجا اہل بلتان اور اوزبک
 خان و ابوالہر سے معہ فوج کے ملائی گئی لاہور کی فوج جب پنجاب پہنچی تو احمد شاہ کے فوج دربار
 کنار ہوئی اور شہر کے طرف جا اور شہر اتفاقاً در فوج کا اپنی خفت سا مقابلہ ہو گیا مگر میرمنو
 ومان جنگ کرنا مناسب سمجھا اور لاہور کو واپس ہوا احمد شاہ بھی مجھے چھوڑ کر گیا جب قریب لاہور کے ہو کر
 تو میرمنو اپنی مورچوں میں جو ہتھیار کر رکھے تھے گھس گیا اور چار ہفتے تک ٹکڑا فریقین کے فوج میں اپنی اپنی
 مورچوں میں ایک دوسرے کے تھما مقرر رہے جب غلہ کی تنگی اور کہ انی سجد نہایت ہوئی تو میرمنو
 اپنی فوج مورچہ سے باہر نکالی اور لڑائی شروع کی اخیر اسیدان میں درانیوں کو فتح ہوئی دیوان کو راجا اہل
 مارا گیا میرمنو نے شکست کھائی اور داخل لاہور ہوا درانی فوج شالامار میں جا اور شہر میرمنو نے جب دیکھا
 کہ اسوای اطاعت کی کوئی چارہ نہیں ہے تو خود جا کر احمد شاہ کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے اوسکی رخصت
 کی اور خانبھان اپنی ایک لڑکی کو شادی کے واسطے بھیجا فریقین میں بڑی تباہی سے ملاقات ہوئی یہاں تک کہ
 روپیہ نقد لیکر دوبارہ نظامت کا خلعت میرمنو کو عطا ہوا عبداللہ خان سپہ سالار بڑی فوج کے ساتھ
 کشمیر کے فتح کو روانہ ہوا جب احمد شاہ اور میرمنو کا مقدمہ براتھا تو سکھوں کی خوب بن آئی تھی گانو کو
 گانو اور نہون نے لوٹ کر اوچاڑ و بوجھ احمد شاہ کے جانے کے بعد میرمنو بھی سکھوں کے انتظام میں
 ہوا اور شاہ کے براجماع سکھوں کا اب موضع اوان میں جو لاہور سے چھ کوس کے فاصلہ پر ہے وہاں ہی اسوای
 میرمنو اپنی فوج لیکر شالامار میں جا ہوا اور سکھ شہزاد قتل کیے اور پھر میرمنو نے ملک شکار کیا
 گانو بڑے شہر اور اوسے حد میں سے خست نصیب ہوا اگرچہ سیرامین الدین چار سالہ بیٹا اوسکا باقی رہا مگر
 وہ بھی دس ہفتہ بعد چھک نکلا اور مراد بیگم میرمنو کی عورت نے پنجاب کی حکومت اپنے قبضہ میں کی

دہلی اور کابل کے طرف عرضیاں بھیج کر اپنی تقریری کی سند میں منگو الدین مراد بیگم کے دربار کے پڑھو امراء
 نواب میر بہکھاری خان بانی مسجد طلایی دسیر موسیٰ خان آدینہ بیگ خان تھوگر تھوگر موسیٰ ہی دونوں بعد ازاں
 مراد بیگم کا اون پر نرلا اور کابل سے ایک اسیر خاں بہان نام اسنو بھیج کر احمد شاہ منگو اکرم خاں کل بنایا
 اسکو آگے سے بھلا اسیر کے اختیار ہو گئے آدینہ بیگ خان تو اسے علاقہ و آہ بستی میں چلا گیا دسیر موسیٰ ہی کے
 دربار کی آمد رفت ہو قوف کی نواب بہکھاری خان کو مراد بیگم نے زمانہ محل میں بلو اگر کنیز کون کے
 متحدہ سر و اڈالا اسکی شہادت کا صرف بھی باعث تھا کہ نواب میر بہکھاری خان آدمی جوان و
 سین و میل کنکڑات نصیر عابد زار تھا مراد بیگم اور کے شقیہ حسن جمال تھی طالب صال تھی مگر بہکھاری خان
 زنا کو حرام جانتا عورت کا کہنا نامناسب کوئی صورت نہ بن آئی تو عشق نے دشمنی کی صورت دکھائی مراد بیگم
 کے اسکو گھر ملا یا اور وہی سوال در میان میں آیا جب اسنو انکار کیا تاکہ خواری کا اظہار کیا تو وہ
 غضبناک محال ہوئی عرصہ سے لال ہوئی اور کنیز کون کو حکم دکر اس بیگناہ سیدہ عالیجاہ کو محلوں کے
 اندر ہی بھانسی دیدیا مراد بیگم کے وقت انتظام پنجاب کا بالکل بگڑ گیا سکھوں کے ڈاکو ٹرنے لگے گاؤں اور
 لگے لگے جرائع نہ کوئی حاکم نہ د اور عا یا بر باد ہوئے ضرب دہلی میں دربار احمد شاہی ہو سخی تو غازی
 عید در زیر پنجاب کے انتظام کیو سطر مامور ہو مراد بیگم نے جب جانا کتاب ناظم سلطنت آتا تو ملک میری
 سے جاتا ہی تو اسنو انیا وکیل بھیج کر وزیر کے ساتھ اپنی شادی کی شہزادی اور خود جا کر مقام باجی ارہ
 وزیر سے ملاقات کی اور نکاح کر لیا اور بی بی میان با اتفاق ایک دوسری کے لاہور پہونچو وزیر نے اپنی
 طرف سے ایک شخص سید جیل نام کو پنجاب کا ناظم بنایا اور مراد بیگم کو اپنی محلوں میں رہنے کا حکم دیا اس کے
 بیگم ناراض ہو گئی اور وزیر سے پوشیدہ بھال کر کابل پہونچی اسکو ترغیب سے احمد شاہ جو تھو مرتبہ پنجاب
 میں آیا اسکو آتے ہی سیدہ میل ناظم دہلی کو جلد یا احمد شاہ بھی اسکو پاشنہ کو ب دہلی پہونچا اور دہلی
 فتح کر کر احمد شاہ بادشاہ جغتائی کو بھرتاج بخشی کی اور سر منڈ تک اپنی ملک کی سرحد مقدر کر کر لاہور آیا
 اور شاہزادہ تیمور اپنی بیٹے کو اسنو پنجاب کی نظامت سپرد کی اور کابل کو چلا گیا شہزادہ کی دربار میں
 خان بہان مراد خان و ڈیرہ منتظم اسیر تھے جنکے شایستہ سپردن سے پنجاب کا انتظام محبت اچھا ہو گیا اور
 شہزادہ خود بھی آدمی انا و عقل و علم الطبع و سخو تھا اسکو وقت سکھ جب چاہی گھر و زمین جا بھٹی
 یہ عہدہ انتظام آدینہ بیگ خان کی سرکشی کے سبب ٹوٹ گیا اسکا مہل حال تھو سر کر جب شہزادہ تیمور
 پنجاب کا ناظم بنا تو اسنو آدینہ بیگ خان کو د و اہرست سے اپنی سلام کے واسطی ملا یا مگر وہ نہ آیا اور چند
 مدت تک سخیہ در چند غدرات لکھتار آخرا دہلی حاضری کیو سطر فرجہ درانی مامور ہوئی یہ خبر پا کر اسنو

مرہٹوں کو جو دہلی کے گرد نواح وغیرہ ہندوستان کے ملکوں میں قابض ہو گئے تھے پنجاب میں ملا اور مرہٹوں
 سردار ملہاراد و جنگورا و معین لاکھ پوار کے تسلیم بار آپہنچا اور انکی آتے ہی آدینہ بگ خان اور نگر شالہ
 اور وہ کوچ کوچ لاہور کی طرف آئے یہ خبر باک شہزادہ تیمور نے پنجاب کی حکومت ترک کی اور کامل کو حیدر
 مرہٹوں نے پنجاب میں آکر بے جنگہ عدلی اپنا تسلط پایا راگہوچی سید سالار کے حکم اور آدینہ بگ کے تنخواز
 سے حکومت لاہور کی خواجہ سیرزا افغان کو عطا ہوئی جو تیمور شاہ کے فوج کا افسر تھے آدینہ بگ خان
 کے گرفتاری کو اسطر گیا تھا اور وہاں جا کر آدینہ بگ کے ساتھ سازش کر لی تھی شام جی ورام جی
 و مرہٹہ کل پنجاب کے حاکم قرار پائے صاحبی مرہٹہ دس ہزار فوج کے ساتھ آگے قلعہ میں داخل ہو اور
 آدینہ بگ خان دستور وادہ نسبت جانے بہر کا ناظم لاہور سے مدت کے بعد خواجہ سیرزا لاہور کے
 حکومت سے معزول ہو کر کوہ جہون کی طرف بھاگ گیا اور وہ کس مرہٹہ مالور اور دود اور اولہ لاہور کے
 حاکم ہفر ہوئے اسیر ناریسان وقت میں سکھوں کو سیردن کی خوب بن آئی تھی اور وہ بدہ بہر لوٹ مار کر
 پھر نے تھے آدینہ بگ خان نے جب سکھوں کی بھیہ حالت دیکھی تو فوراً ایک فوج لیکر اون پر چڑھ آیا مگر
 سکھہ ماتھے نہ آئے اور تھیں نو نہیں کوئی افغانوں اور آدینہ بگ کی اسٹین سخت لڑائی ہوئی اور جانانی
 کوٹہ والہ مارا گیا تھے پھر ہی میں پنجاب میں سخت فحش تمام ملک قحط کے حصہ و اور سکھوں کے غارت
 برباد ہو گیا آدینہ بگ خان مرگیا اور اسی سال احمد شاہ درانی نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا جب
 ایک پرہو شیا توکل مرہٹہ پنجاب سے نکلے جا گئے احمد شاہ درانی نے لاہور آکر کریم داد خان کو لاہور کا حاکم بنایا
 اور زرخان کے گھرانہ وغیرہ کی خودداری سیرد کی اور خود ہندوستان کی طرف چلا گیا اور وہاں کر
 مرہٹوں کے ساتھ اسیر و زرخور سے لڑائی کی کہ باوجود کثرت فوج کے مرہٹہ بھاگ نکلے اور درانی فوج کو بھول
 کر آدینہ بگ قتل کر کے ہوئے چلے گئے اسیر وقت میں کہ تمام فوج اور سردار بادشاہ کے ساتھ مرہٹوں سے لڑنے
 پنجاب میں سکھوں نے خوب غدر مچایا جیسا کہ آدینہ و جیت سنگہ کہنے دگو جرسنگہ و اہنا سنگہ نے امرتسر
 جم ہونکر لاہور کے ٹٹو کی تنخوازی اور سے با تھان اگر لاہور کا محاصرہ کر لیا اور حصار کے باہر کی عمارتوں
 کو آگ لگا دی اور جبکہ پایا لوٹ لیا سکانات کے لکڑیوں اور مار لسن لاہور کا حاکم جیت سنگہ آدینہ
 سکھوں کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور انہوں نے جواب دیا کہ اگر تم خالصہ جی کو کڑاہ ریشا دکھلاؤ تو جاتی ہیں آخر
 تیس ہزار روپہ دیکر لاہور کے سیرس اور ہونے سے بھلا نالی مگر حصار کے باہر کی آبادی میں سے کچھ باقی رہی
 جیسا کہ شاہ مرہٹوں نے پنجاب میں کر آیا تو سیرس خان کو ناظم ملتان دین خان حاکم سرسند و خواجہ عبد
 کہ حاکم لاہور بنا یا اور ولایت کو کچھ کیا مگر اسے میں سکھوں نے شہر کے ساتھ نہ اچھین کہیں

اور بخون رسی مگر چونکہ بادشاہ کو اپنی خانگی مناد کے رخ کرنا کے واسطے کامل جا نا جلد تر ضرور تھا اور قیامت
 اس گستاخی کی سزا دہ سکھوں کو زندہ لٹکا اور غصہ میں بھرا ہوا دلاستہ کو جلایا گیا کامل ہو پختہ ہی اور سنو
 نور الدین خان نام سردار کو مع فوج سکھوں کے سزا دہی کے واسطے پنجاب طرف روانہ کیا جب ہمدرد
 مع فوج حرار دریا و خیاب سے دارا تراتو چڑھت سنگھ سردار نے بڑی ہمتی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا پھر
 اٹھائی فوج کو شکست ہوئی اور نور الدین خان سیالکوٹ کے قلعہ میں پناہ گزین ہوا
 چڑھت سنگھ نے سیالکوٹ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور نور الدین خان کو ہار دینے کا ارادہ جنوں کے پاس بنا ہوا
 باپنی بھید حال سنگھ خواجہ علیہ صوبہ لاہور یا اپنی فوج لیکر سکھوں کی سزا دہی کی واسطے سواری ہوا اگر اس نے
 بھی عندالمقابلہ شکست کھائی اس وقت کے بعد پنجاب میں سکھ انارکیم الاعلیٰ کا دم بھرنے لگے اور سکھ
 لکھ گوردوارے قلعہ اس گدی نشین جڈیاں سر جو بیلیع الاسلام اور احمد شاہ بادشاہ کا ہمدرد تھا ورش کی اور
 جڈیاں کا محاصرہ کر لیا عاقلہ اس نے اس حال کی عرضی بادشاہ کو کثرت میں بھیجی عرضی کے ہوتے ہی شاہ
 بوج خاطر خواہ کبوج بلوچ پنجاب کو روانہ ہوا اور سکھ توڑی سی لڑائی لڑ کر تھاک لکھ اور شلمہ تھے اور
 کیر سہند کے جنگلوں میں جا چھوڑے خبر پاکو زین خان سرحد کا صوبہ اوکلی سرگرمی کے واسطے سواری ہوا اور
 راجپور کے قریب سکھوں سے لڑائی شروع ہوئی قریب تھا کہ زین خان کی فوج بھاگ نکلو کہ اسی میں خود
 ورنی رستم ثانی زمان جاہو پناہ سکھوں نور الدینوں کے ٹپان دیکھیں تو جاہو بھاگ جائیں مگر اوجھوت
 کون بھاگنے دیا تھا اور انہوں نے پار دن طرف سے آؤنگہ گھبراہٹ اور اس قدر قتل عام ہوئی کہ عندالشاہ پسر
 نفس سکھوں کی شمار میں آئی اس لڑائی کو سکھ آج تک گھبراہٹ کی اپنی قتل ہیاں کثرت میں اس لڑائی میں
 آلائیگی شالہ والہ بھی سمجالت قند بادشاہ کی حضور میں حاضر ہوا اور بھاریت عجز و اطاعت بیان کی بادشاہ
 نے کوئی لاکھ روپیہ نقد اس سے لیکر گدی شالہ کی اسکو بخشی اور راجگی کا خطاب پایہ اختتام اس ہم کے
 احمد شاہ لاہور آما اور نور الدین خان کو ناظم کشمیر مقرر کر کے حکم دیا کہ جوین مل کا بلی جو بھلا عوہ کشمیر کا
 باغی جو اسکو گرفتار کر کے حضور میں بھیج دیو اور راجہ جوین کی فوج اپنی ساتھ لیکر کشمیر کا دوسرا سوز پناہ
 لاہور میں ہی تھا کہ جوین باغی سمجالت قند کشمیر سے آکر پیش ہوا اور حکم بادشاہ اندھا کیا گیا اور انھیں
 ایام میں بادشاہ کو خبر ہوئی کہ تقریب پہلے دیوالی کے سکھوں کا اجتماع امرتسر میں ہوگا یہ خبر سن کر ہی
 بادشاہ شبشب امرتسر گیا لکھ سکھوں کو بادشاہ کے ہونے سے توڑی دیر پہلو خبر ہو گئی تھی اس واسطے
 سب بھاگ گئے اور مکان خالی پڑا گیا بادشاہ نے جب سکھوں کو نہ پایا تو غضب سلطانی جویش میں
 اور رائے اس کا مندر جو سکھوں نے بڑی تکلف سے ہوا یا ہوا تھا سب سے نکلوا دیا اور تالاب سیریاں

باروت دہر گرا ورا دین کل تالابون میں مٹی ڈال کر زمین کے برابر گرا دیو اور شہر کے اندر جو سب دیوار
 قتل کیا مکانات جلاد پور عایا کو لوٹ لیا سب کام جب انجام پا چکا تو بادشاہ لاہور آیا کابل میں لکھنوی کو لاہور
 کی نظامت عطا کی اور کابل کو سب کو کوچ کیا بادشاہ کے جانی ہی سکھ بھیر میدان میں نکل آئے پھر لاہور
 نے قبضہ کر لوٹا اور رومی دولت حاصل کی پھر بہت مجموعی سرسبز پر چڑھ گئی وہاں فوج لائی ہوئی بخان
 حاکم سرسبز شہادت پائی سکھوں نے شہر غارت کر کے آبادی کا نام پھر مکانات جلاد ہی مسجد میں گرا دین رعایا کو
 پورٹ لیا اور پھر انارک گور و گوند سنگہ کے وقت کا ہوا دسکری و دہلی سرسبز میں ماری گئی تھو سکھوں کے دل
 کھول کھول کر نکالا سرسبز کے ویرانی کے بعد سکھ لاہور کی طرف آئے اور محاصرہ کر لیا اور کابل میں حاکم کو
 کھلا دیا کہ اگر تو گاؤں دشمن فوجوں کو جو لاہور میں رہتی ہیں قتل کر ڈالے تو تمہیں کو ان میں کابل میں نے
 اصلاح وقت چند تھو بان گاؤں دشمن کو ناک کان کٹوا کر شہر سے باہر نکلا دیا ایسی ایسی خبریں پنجاب کے
 احمد شاہ نے سنی تو پھر پنجاب کی طرف توجہ کی مگر اوسکی آنے ہی خاصہ جی ہرن ہو گئی کسی آبادی میں کسی
 سکھ کا تپا ملنا جا رہے تھا کہا کہ محبوب کے راستہ ولایت کو چلا گیا اوسکی جانی سکھ بھیر سکھ فوج در فوج جنگجو
 نکل آئے اور انرا محنت جان جھان کسینو چاہا قبضہ کر لیا کابل میں لاہور کا ناظم جو بادشاہ کے ہمراہ جوں تک
 گیا تھا سب محنت جھوم سکھوں کے پھر لاہور تک آئے نہ پاپا لہنا سنگہ و گوند سنگہ دسویا سنگہ سکھوں نے آکر
 پر قبضہ کر لیا اور ایک شہر میں من حاکم با اختیار بن گئے اور کابل میں کے قبائل بدست نمک و کرقید میں جو
 سواری اسکی گاؤں گاؤں قبضہ قبضہ شہر سکھوں کی عکداری جم گئی شاہی عکداری بالکل اٹھ گئی پھر خبرا کہ
 احمد شاہ پھر پنجاب میں آیا اور سرانرا خان کو کشمیر سے طلب کر کے فوجداری رہتاس کی اسکو دی مگر سب
 و قوم کسی تنازع خانگی کے فی الفور و اس چلا گیا خندرز کے بعد پھر بادشاہی لشکر داخل پنجاب ہوا جا سکا
 سکھوں کی تلاش ہوئی مگر گرفتاری اونکی خاطر خواہ نہیں آئی بادشاہ خندری لاہور میں رہا پھر وادو خان
 برادر مولوی عبداللہ لاہوری کو کہ حکومت پنجاب کی دیکر سرسبز کو روانہ ہوا چونکہ اون دنوینن فیما بین شہر اور
 تیمور اور بادشاہ کی کشتہ کشی و قوم میں آئی ہوئی تھی سرسبز کے مقام سے باہر شہر اور تیمور ایک قصبہ
 بارہ ہزار سوار کا بادشاہ کے بلا اجازت اولیٰ کر کابل چلا گیا اس بات کو و قوم میں آنے سے بادشاہ کو
 سخت غم ہوا اور سرسبز کو لوٹ کر بیان کر کے رشتہ ولایت کو چلا گیا اوسکو جانی ہی سکھوں نے پھر انہی
 سکھوں میں سنبالین اور قینوں حاکم پھر لاہور میں آئے جو دہو وادو خان ناظم فی سحالت ناچاری اونکی
 طاعت قبول کی اور احمد شاہ پنجاب سے جا کر سبالت شہر بقضای زبان جہان فانی سے گذر گیا اوسکی بعد
 تیمور شاہ بن احمد شاہ ویرانی کابل کے تحت پشپا ملک اسن کوہ مثل ویرجالت اور

کوشنیر وغیرہ اللہ اوسکی وقت میں اوسکی زیر حکومت تھا مگر خاص پنجاب میں سوامی سکھوں کا تکرار و کسکی حکومت نہ تھی تیسویں شاہ کے بعد نہ مان شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی اور اوسکی کامل سیر لاہور کی طرف توجہ کی اور لاہور میں چند ماہ رہا مگر ہر چند سکھوں کو دھم دینا کہہ میں سیراغ ملانا مارا و اس کی کیا اوسکی جانب سے کہ بعد پھر وہی قانون ہر وار لاہور میں آتا ہوا ہوتا اور سکھوں نے جا بجا ان کی قدم چاہتے تھے ۱۲۱۲ء میں پھر زمان شاہ بڑا بھاری لشکر لیکر لاہور آیا اور ہر چند جا گیا کہ کس طرح انتظام پنجاب کو قائم ہیں آوی اور اسکی سلطنت پنجاب میں فوج پادشاہی آخرت کیا کہ سکھوں کے ہاتھ سے سکھ سلطنت کو بانی پنجاب اور کھڑکیوں میں چھوڑی اس دوسری درگزر اور چند چھان قیام کہہ کہ سکھوں کی بہت جستجو کرائی مگر کہ میں سیرا و کی کچھ تھوڑی تھوڑی گانوں کے گانوں والی پڑی دیکر پورے بادشاہ کوچ کر گیا کہ کامل کو چلا گیا وہاں جا کہ بہت ابی اپنے بھائی بندوں کو لے کر موزول ال ریاست ہوا شاہ زمان کے دوسری مرتبہ اسنے کے وقت بھی تھوڑا ہوا رہا مار کے اندر ہی بھی نصف سیرا و دہا اور اسی طرح گزر کے گزرا اور محلوں کے محلہ ویران تھی کیونکہ اہل شہر قحط کے صدمہ اور سکھوں کے لوٹ سیر بھاگ کر جا بجا نکل گئے تھوڑے مقام تک اہل اسلام کے سلطنت کا حال جو صد سال پنجاب میں ہی تھی ختم ہو افتاد

دوسری تقسیم سکھوں کے ظہور و عروج و حکومت کی بیان میں بابائیک کے عہد سے لیکر چار اجداد رنجیت سنگھ و ولیپ سنگھ کی انفرادی سلطنت

پنجابی زبان میں سکھ کے معنی مرید یا چلیے ہیں اول بابائیک نے اپنی مریدوں کو اس خطاب سے مخاطب کیا اور اوسکی مرید گور کے سکھ کہلائی تاکہ کے بعد نو سجادہ نشین برابر ایک دوسرے کے بعد سجادہ نشین ہوئی رہی اذکو سکھ دسویں بادشاہ کتہ ہیں او میں سیرا و جانشین تو فی الحقیقت فقیر تارک الدنیا صاحب عبادت و ریاضت تھی اور چہ باقیماذہ و سنا کی دولت و ثروت و جاہ و چشم و لشکر و فوج و مالی و خزانہ کے طرف راغب نہ ہی بھلا موجود اس مذہب کا گور و نانک تھوڑے شخص خدا پرستی و خدا شناسی سے بے تعصبی میں مشہور رہی ایہی اچھو فقیر بہت دوسلمان سیرا و فیض بابا یا اتفاق بہائی بالا و بھائی مروانہ کے استی تمام ہندوستان کی سیر کی مگر سیر کا حال جو کسی سکھ کی خیم ساکنی کے پوچھی میں تحریر کیا ہی اوسکی دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہے کہ وہاں بھی بھی لکھا ہے کہ گور و نانک آسمان گیا اور پہلو ان سیر گون میں جا کر ملا او میں کل سیر زمین کی سیر کا حال تحریر ہی اور مندرج ہے کہ بابائیک نے ارہین گور اور سیر و شکر بھی الہ بن عبدالقادر جیلانی کے ساتھ طریقت کے علم میں مستاد ہوا جس میں نانک نے فقہ پائی مگر افسوس ہے کہ وہ معصوف تارک خیم کے علم سے واقف نہ تھا کیونکہ غوث الاعظم

حنی الدین عبدالقادر جیلانی تھیں پانچ سو برس بابائے نیک سے پہلے ہوئے ہیں گورو نانک کے سر کے وقت وہ کہاں موجود
 تھے اور ہمیں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ملی میں نظام الدین اولیا ملتان میں تھے خواجہ عبدالقادر جیلانی پاک پٹن میں
 خواجہ فرید علی بن القیاس سے بابائے نیک سے ملاقات میں کہیں اور فیض پایا جانا کہ جسے کل حضرات سیکھ رہے ہیں
 بابائے نیک سے پہلے فوت ہو چکے تھے غرض وہ جنم سا کہی سکھا شاہی مضافین اور بھٹیوں کے پڑھنے اور سننے کے لئے
 آئے وہ نہ کچھ اصلی مطلب و نیت سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ شخص بابائے نیک سے کاتک ساٹھ ایکڑ یا چھٹی مٹا
 شہر جوی بدھ کے دن کا کہ کھتری قوم بیدی موضع ٹوٹہ دی راہی ہولا میں جولام پور سے چھپیں کوس بہت تھوڑے
 سفر دو آبرجاس کے سر زمین میں واقع ہے بعد سلطان ہول لو دی پیدا ہوا اور وہ آخر سیمٹ ۱۵۹۱ء
 ۹۵۳ء میں شہر اسلام شاہ بادشاہ بن شیر شاہ افغان کے عہد میں تمام دیرہ مرگیا اور اس مقام پر اب بھی یہ
 تانک کا کنارہ دریا دی ٹرا عالیشان مکان بنا ہوا ہے **لکھنوی** **المشہور گورو وانگ**
دوسرا جانشین یہ شخص قوم کاٹھن کھتری اول ہو جنم پری کے مہرائی کے گھر رامون جوت
 کے شکم سے سونوار کے روز سیمٹ ۱۵۶۱ء کیا رہوں یہاں کہہ کے پیدا ہوا سیمٹ ۱۵۸۱ء میں ایک عورت ہات
 کہوئی کے ساتھ اسکی شادی ہوئی اتفاقاً ایک سال حوالا دیوی کے درشن کو چلا جاتا تھا راہ میں نانک
 اسکو مل گیا اذکی محبت میں وہ ایسا مٹھو ہوا کہ دیوی کے درشن کرنے پہول گیا اور اپنی خدمت سے گورو کو
 ایسا خوش کیا کہ ادھون سے تباہ جو وجود ہوئی اپنا اولاد کے گدی فقر کی اسی کو عطا کی سیمٹ ۱۶۰۰ء میں پچھتر
 مرگیا آدمی خلم کل وفات پرست تھیں وہ مسلمان سب اسکو پڑھتے ہیں ایک ہی تھے دیرہ اسکا بموضع گند
 بناس کے کنارے بنا ہوا جو دی گورو **دوسرا** **اس** **تیسرا جانشین** یہ شخص سیوین یہاں کہ
 سیمٹ ۱۵۶۱ء گھر منج بھان کھتری گوت جہلم ہات کہو کے شکم سے پیدا ہوا اور کیا رہوں یہاں کہہ سیمٹ ۱۵۸۸ء میں وضع گونا
 ستیا نسا دیوی کے ساتھ اسکی شادی ہوئی اور آخری عمر میں گورو وانگ دوسری جانشین کا چلیہ بنا اور
 محبت سے خدمت کر گورو کی چھ پانی ہو گئی پانی بائیں سال پانچ مٹھو گیا در دیرہ نشینی کی آخر تباہ
 کے مٹھو سیمٹ ۱۶۲۱ء میں فوت ہوا دیرہ اسکا بموضع گوند وال ہو جو دی گورو **دراہد اس** **چوتھا**
جانشین گورو دراہد اس کے باب کا نام ہر داس تھا اور قوم کھتری سے تھی تھو بھل کا تک سیمٹ ۱۵۸۸ء
 تمام لاہور ہات دھنی کے شکم سے پیدا ہوا اور اٹھارہ برس کے عمر میں گیا رہوں بھان گن سیمٹ ۱۵۹۹ء شادی
 اسکی ہات بھانی امر داس کی لڑکی کے ساتھ ہوئی اور امر داس تیسری جانشین بنے سچا طر داری مٹی تو
 یہاں کے سیوین کو محمد دم کر گدی گوی پانی کی راہ اس کو بخشی بسبب خوش خوشی و حسن لیاقت و سکندر
 شراچی کے تمام پنجاب میں زیادہ تر اسکی شہوری ہوئی اکبر بادشاہ نے محبت سے زمین اسکا و انعام میں لیا

دی اور گور کے ساتھ انسانی کرنے کا عندلیا جب بخوبی سمجھنے کی طرف سے ہو گئی تو بار بار دہرائی گئی
 ٹیڑھی اجتماع کے ساتھ پورا اوسنی چار می راہوں کے اور پوروش کی آپس میں سخت گراہیاں ہوئیں اور سب بولنے
 لگا اور پھر حکم کیا اور شمشاد عالم کے خدمت میں بھی سماعت کی اطلاع دی بادشاہ کے پیارے بیوی صاحبہ
 کے نام سے اور نوٹوں میں وزیر چار تھا اس مہم کے انجام کو اسطی تا کہ یہی فرمان جاری ہو اور جب چار دن
 فوج کا اجتماع ہوا تو گوبند سنگھ قلعہ آند پور میں محصور ہو گیا تھا صبر کے نکل ہو جانے کے ساتھ ساتھ
 بخت تنگ ہو کر اور تہہ تہہ بھاگنے لگے آخر چار تانگ نوبت ہوئی کہ سماعت گوجری گور و گوبند سنگھ کی والدہ
 بھی انہی دو پوتوں نے اور اور سنگھ و فتح سنگھ گور و گوبند سنگھ کے بیٹوں کو ساتھ لیکر بیٹھنے کی اجازت کی قلعہ
 سے بھاگی گئے سرین میں ہوئے ایک ہندو کے گھر میں رہ کر قیام پزیر ہوئے سریندھ کے ہوتے گور و گوبند سنگھ
 کے دونوں بیٹوں کو گردن مارا اور گوجری کے قید رہنے کا حکم دیا مگر چند روز کے بعد گوجری بھی انہی کے
 ہلاک ہو گئی جب گور و گوبند سنگھ کے سب بار و دوست و سکھ چلے بھاگ گئے تو وہ خود بھی پانچ آدمیوں
 کے ساتھ قلعہ سے پوشیدہ بھاگا اور نیا لفون کی فوج سے سب سے پہلے پورے نوٹھو آیا پھر نوٹھو سے ہوا
 پونجا اور قاضی میر محمد کے گھر ہوا و سکا فاری کے علم میں آوا و شہر بھر کر لباس بدلایا سر کے بال جو اور کرنا
 ہوئے تھوڑے کچھ لکھائے اور سوچوں کے بال کترا کر شہر میں پھیلے ہوئے انہی مانتھو کو دیواروں کے ساتھ لکھنا
 محراب دار بنایا ہونٹنی نمازین پر بیٹھ شروع کہیں تو بھی پوشیدہ نہ ملا ایک امیر مسلمان کے ہوا اس شہر
 رہتا تھا اوسکو پہچان لیا اور قاضی سے پوچھا کہ کچھ شخص کون ہو جو نظام مسلمان اور باطن اس مذہب کا
 دشمن جان معلوم ہوتا ہو قاضی برہنہ راضی نے قسم کھائی اور کہا کہ کچھ شخص سا فرور دیش نیک سخت
 نیک اندیش صاحب اسلام نمازی نیک انجام ہیں انکا ارادہ ہے کہ اب جم کو بادین فائدہ دینی اوٹھو اور
 میری مسجد میں پھر رہتی ہیں کہ کسی سے لیتی نہ دیتی ہیں امیر نے کہا بھت اچھا اگر مسلمان ہیں تو شام کو میرے گھر
 آئیں رات کا کانا میری عیال کھائیں قاضی نے پھر خبر گور و گوبند سنگھ کو پہونچائی تو جان کے خوف کے
 ماری اور کوئی تدبیر نہ بنائی اور عا و گور و دعوت قبول فرمائی اور شام کو انہی سکھوں کے ساتھ اس کے گھر
 گیا جب کھانا روہ آیا تو کچھ چلے بنا یا کہ ایک لوت کے دستہ کی ہوئی تھی چھٹی لکھ گور و گوبند سنگھ نے
 کھانے کے اندر پہنچی اور سکھوں کے کھانے کے گھر کے گھر کا کھانا کھانا بھی پڑھا دی تو چار
 لوت کے دستہ کی چھتری کھانے کے اندر پہنچا دی کہ اوسکو پھر سے وہ کھانا پاک و تر ہو جاتا ہے اور
 کھانا ہا اوسکو نہ سہ میں فرق نہیں آتا ہر دوسری دن علی الصباح گور و گوبند سنگھ و اسکی حکمران مقام ہوا
 پونجا اور دانیس پر ضلع گجرات تمام کیا چند آرام کیا چونکہ وہ ان اوسکو شہر بھر میں پھیلے ہوئے

گھوڑا بھی سواری کیا اور ہندوؤں کے جمعیت بھی ساتھ ہوئے وہاں تک کہ مقام ونسی کے مقام پر
 اور خیراوسکی آنے کی سبکدوشی کے باوجود اسے اس کا نشانہ دیا گیا تھا کہ بارہ ہزار آدمی کے اجتماع
 کی قوت پر فوج بھی خیراوس کے ہندوؤں کے ایک فوج کو بھی فوج گور و گوند سنگھ کے دفعہ شر کے لئے مامور کیا
 اور مقام کنٹر خیمان سابق ویرانہ بنے آب اور آب ایک پڑا تھا بنامو ایہ فریقین میں لڑائی ہوئی اور
 دونوں طرف سے جمعیت ہوئی اور وہاں سے بعد از جنگی ماہ سے گئے شراب موقع اور بے اسٹکل
 سبکدوشی کی فوج وہاں سے پس پڑی اور گور و گوند سنگھ وہاں ہی اور ہزار ہا گور و گوند سنگھ کے آئی
 سخت بلا میں گرفتار تھے بعد از جنگ دلی میں تو شاہ اور سنگھ کیسے عالمگیر نے ایک لکیر دی فرمان گور و
 گوند سنگھ کے حاضری کے واسطے لکھا اور غرض یہ تھا کہ وہاں سے ویرانہ بن گیا اور شاہی فرمان لیکر آیا تو
 گور و گوند سنگھ نے اسکو بھت ساظم دینا کر کے اپنی پاس ٹھہرایا اور ایک غرضی منظوم بیات فارسی
 بادشاہ کے نام کے حضور سے لکھی کہ مجھے فقیر و رویش کی کیا مجال کہ بادشاہی فوج سے مقابلہ کروں باری
 کا دم بھرون اس قدر فساد و جو مجھ سے وقوع میں آیا ہے صرف اپنی جان بچانے کے لئے یہ سطرے اگر حضور سے
 میری جان بخشی فرمائی جاوے اور شاہی فوج میری مارنے کو نہ آوے تو آئندہ کسی میں ایسی حرکت کا تکب
 نہ لگاؤ غرضی جب بادشاہ نے سن پائی تو التماس اسکی قبول فرمائی اور سرسند کے صوبہ کے نام فرمان
 جاری کیا کہ اگر گور و گوند سنگھ امنی حرکت کا سبب باز آوے اور اپنی زر گون کے طرح فقیرانہ وضع نہ ہو تو
 اسکا نرا ضم نہونا ہو اور اگر بھی کسی شورش اور بھڑائی تو شاہی فوج مامور ہو کر سرکوبی اسکی عمل میں
 صوبہ نے اس فرمان کی فی الفور تعمیل کی اور اپنی فوج اسکو تاقبہ ہوئی جہاں گور و گوند سنگھ نے
 محصور تھا وہاں سے پائی تو اسنے ایک کتاب بنائی اسکا نام گرنہرہ رکھا اور بیل ہو کر نکلتا ہے دکن کو چلا
 پھر عالمگیر اور گنیش کے مرنے کے بعد ایک دفعہ پنجاب میں آیا اور قائم کیا اور پھر وہی شہر تہہ رت رہے
 وکھن کو چلے نا اور مقام احمد نگر ایک فغان مسلمان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ماہ کا تک ۴۵ھ میں مر گیا اور
 چار بٹھو تھے جنہوں نے زور اور سنگ جو چار سنگھیت سنگ اور منین ہر دو دوسرے منین مار گئے اور باقی دو مسلمان
 جیت سنگ و جو چار سنگھ بھی اوہن منین و نوہن منین جب گور و گوند سنگھ قلعہ آئندہ پور منین سے منور تھا اپنی والدہ
 اور پانچ سبکدوشی کے ساتھ حقیقی قلعہ و کھن جو منین سے منور تھا پور منین سے منور تھا پور منین سے منور تھا
 اور وہ افسوس کہ اس کے بعد اس کی شخصیت کی سادہ و ان کا حلیہ تھا عبداللہ
 گور و گوند سنگھ کا ساکدہ بنام نے سو چار گور و گوند سنگھ کے اسکو سخت تاکید کی تھی کہ وہ حشی الاسکان نہ ہو
 لڑائی اور سبکدوشی کی ترقی کرتی پس گور و گوند سنگھ کے مرنے کے بعد وہ اس کام پر مستعد ہو گیا

نہراون سکھ اور سنی اپنے پاس جمع کر لئے اور پنجاب کے ملک میں اگر ملک کو لوٹنا شروع کر دیا جب سرحد کے
صوبہ وزیر خان کو خبر ہوئی تو وہ خود بھی فوج لیکر اور سسر آگیا مگر عند الحاق صوبہ نے شکست کھائی اور سکھوں
کی ایسی ہی تھی کہ انہوں نے سرحد و ساد پور اور سامانہ و گھڑام وغیرہ بری بری بستیوں کو لوٹ کر پیرا
کر دیا تھوڑے ہی عرصہ میں گراوین لوہیا نے بھی لکھنوالہ تک تمام ملک میں اپنی چھاپے پھیلادی اور مسلمانوں
کی اکثریت قتل عام ہوئی کہ صرف نقضہ سامانہ کے اندر دس ہزار زراں و مرد و بچہ مسلمان قتل ہوئے اور نقضہ
اور کئی اگ میں جلای گئیں شہر سالہ و کلاوڑ کے زمرہ و اسے ایسی تھی کہ اس کے پاس ایک قلعہ کے کھانڈ کا
گزارہ تھا اور سن مانہ میں لاہور کا صوبہ سید اسلم تھا اور سنی شخص کی بری حفاظت کی جب بندہ ایسا ہی اور
باری و دو آب میں داخل ہوا تو پنجاب کی رعایا مسلمان اپنے ایک اجتماع کیا جس کے سرگروہ محمد تقی و موسیٰ
و حاجی سید سہا عیسیٰ و حاجی باریک و سید عثمانیہ اللہ و ملا سید محمد تقی اور چھ لوگ ہر طرح مستعد ہو کر لاہور کے
بائبر علی گاہ کے پاس ہاتھ جو بند آنا تو فریقین میں سخت لڑائی ہوئی اور صبح سویرا تمام کھسٹھا بل بوتار
اور دو تو فریق لڑتے لڑتے شکست کھائی آخر بندہ اول پر اکندہ ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا اور دونوں میں ہوا و شاہ
عالمگیر کا بیٹا و گن کے ملک میں تھا و ایسی وقت وہ سید لاہور کو آتا اور فیروز خان و جہاں خان بائبر
افغان مقصوری و شمس الدین خان افغان کو بندہ کے پیچھے کے واسطو امور کیا شاہی فوج نے قلعہ غلخص لارہ
المعروف لوہ گدہ کو جہن بندہ اتھا جا کر محاصرہ کر لیا اور مدت تک محاصرہ رہا آخر بندہ اومان سوہا کے
سیھاڑ میں گھس گیا اور عند التفاق بھی ہاتھ نہ آنا تاچار فوج و اس میں اگر داخل لاہور ہوئی جب بھادڑ
مر گیا اور شہزادہ دن کی آہنیں لڑائیاں و فساد ہو کر فرخ سیر کی سلطنت قائم ہوئی تو بندہ ابھیہر مو قہ پا کر عیا
سے اتر اور محبت نقضہ اور گانوا و سنی انہی تصرف میں کر لئی و ملی سے نواب عبدالعہد خان دلی خاں
و محمد امین معہ فوج اوسکی سرکوبی کو مامور ہوئے مگر جب چھ فوج نہ دیکھ ہوئی تو بندہ ابھیہر میدان چور کر گم
ہو گیا ایک سال کے بعد ابھیہر بندہ نے میدان بھالالا اور نقضہ کلاوڑ و شہر گدہ گدہ پر تسلط کر لیا شیخ محمد امین
فوجہ اربٹالہ کا ہر خندا و سن سے لڑا مگر سب کثرت سکھوں کے اور سکھ شکست ہوئی چھ خبر پا کر بادشاہ نے
محبت فوج جمع کی اور میر احمد خان فوجہ اربٹالہ و ازاد قند خان فوجہ اربٹالہ میں آباد و نور محمد خان
فوجہ اربٹالہ آباد و برسر و دیشیخ محمد فوجہ اربٹالہ و سید حفیظ اللہ خان فوجہ اربٹالہ محبت پور تھی شہزاد
فوجہ اربٹالہ و دراجہ بیہر سنگھ کھن و شہر و یوہر و شہ و عارف سنگھ خان ناظم لاہور کو معہ اس کے
فوجوں کے جمع کیا اور شہر کے سرگرد کی فراہم عبدالعہد خان و لیہر خان کی شاہ گنج کے پاس ڈیرہ کیا اور
سے بندہ انی گود اسپورہ کے متصل ایک مستحکم مکان اور قابل جنگ میدان پاسد کی کے معہ فوج سکھوں کے

قیام کیا اور بارہ دن طرف اپنی پانی کی پھری کر دیا گویا اپنی واسطوں انہوں نے یہ ایک سنگ
 قلعہ بنا لیا بادشاہی فرج سے حبیب آباد کیا تو سکون کا ہر چار طرف سے ایسا محاصرہ کیا کہ سوائی پانی کے
 ایک آنہ غلہ کا اونکی فرج میں جاننا نہیں پاتا تھا جب کہ رسد ہو وہ کہا جی نہایت تنگ آئی اور پھر
 آستہ بند کی ہر اسی چوڑ کرے گا گز لگے مگر جو کھا گیا تھا شہر ہی فوج کے ہاتھ گزرا نہ ہو کر مارا جاتا تھا اور سکون
 اپنی گوری اور بارہ داری سے اسے اونٹ سبب نکالتا کہ کمالی وہ بھی نہیں تو نہ ہی ممنوعات کا کچھ لیا نظر نہ
 آیا یا سو مضیم کیا اسی حالت کو رہا تھا کہ ایک دفعہ بادشاہ کے خدمت میں بشرط جان بخشی کے حاضر ہوئی
 درخوست کی جب حاضر ہوا تو سچا طاعت مقبول بادشاہ کی خدمت میں پہلی پہلی گیا اور وہاں پہونچ کر فرزند بے بسا لہ انیس کے
 متصل نرا قلعہ صاحب حکم فرج سرگردن مارا گیا اس سے بعد جب سلطنت دہلی کی دن بدن ضعیف ہوتی گئی اور احمد شاہ درخت
 رستم نانی مر گیا اور کابلی سلطنت کی نالائقیوں کے سبب کوئی سلطان بادشاہ کو سکون نہ پا تو سکون کے قوم پنجاب میں
 بدھ قبیلہ شہر شہر تھیں دھاکم ہو گئے اور سوقت سکون کی بارہ شہر بہت تھیں پانی میں سکون کی
 اس میں بارہ شہر اسوار تھے جہاں سنگ نامی ایک شخص نے پانی گورگووند سنگ سے پانی لیکر سکون اختیار کی اور
 غارت گری پر کمر بستہ ہو انیس بہت ہی نشہ نگ کے لوگ اسکو ہنگی کہتے تھے اصل میں وہ ہنگی نہ تھا جات تھا
 بعد ازاں ہمان سنگ میان سنگ جگت سنگ بڑی بھاری لوٹیری اسکو شامل ہوئی اور سب کے لکڑا کے زنی شروع
 کی جہاں سنگ مر گیا تو ہمان سنگ سرگردوہ ہوا اسکو بدھ ہری سنگ نے انیسری پانی ہری سنگ نے تھوڑی دین
 ترقی تھم ہو پنا کر بھت سی سکے نوکر کہہ لے نواح امرتسر وغیرہ بھت سا لک اسکو اپنی مضمن میں کر لیا
 اسکو بعد میان سنگ اسکو بدھ سنگ اسکو گند سنگ و نوکھائیوں نے سرداری پانی جند سنگ و
 راجہ بخت دیو والی ہون سکے لڑائی میں مارا گیا اور گند سنگ شہان کوٹ میں حقیقت سنگ گند کے
 ہاتھ سے قتل ہوا بعد ازاں دیو سنگ چوٹا پناہی گند اسکو کا سر گردوہ بنا وہ مرا تو گلاب سنگ نے سرداری
 پانی وہ ہتھام ہون بخت سنگ کی لڑائی میں مارا گیا اسکو بدھ سنگ اسکا بیٹا گورد سنگ راجہ بخت سنگ
 نے امرتسر کے کالہ نا اور کل اسکو علاقہ مقبوضہ میں اپنا قبضہ کر کے تھوڑا سا گدارہ اسکو واسطوں
 متبر کیا وہ مرا تو گند سنگ مول سنگ و پٹی اسکو رہی بکری بکری جی جاگیر کے نہایت مفلسی کے ساتھ
 گدارہ کرتے رہی اب اونکی اولاد سی کوئی ایسا نامی آدمی لائی اندراج تو اسے بھین رہا
دوسری شکل اس شکل کے گردوہ میں شیرہ ہزار سو اتر اور
 اسکا جہاں سنگ ہنگ انا گانی کا بیٹا تھا جو ہمہ گیر اسکو کل لاہور سے شرق کی طرف بھاگتا ہوا پانی کے ہتھام تھا
 وہ مفلسی و ناداری سے سخت تنگ ہوا تو پانی لیکر سکون بنا اور چند بدھاشون خانہ بدوشون کو جبر کر

تزاری و غارتگری شروع کی رفتہ رفتہ مالدارین گنا اور آدینہ بگ خان ناظم و دارست کے پاس جا کر ایک
 علاقہ کی تفصیل ارمی پر مامور ہوا جب آدینہ بگ خان مرگیا تو اسی علاقہ میں وہاں دوسرا حکم بنا کر مقرر کیا گیا
 اور سرغیا لپا کر اور سکونہ بدل گیا اس واسطے کہ وہ شہر بار جا کر چند ہی گزدارہ اسان صرف زعفرانی و غارتگری
 کے اور کتار نا آخر جب ہی سنگ و مہان سنگ سخت سنگ کے باب کی اسپین نزع امر ہو گئی تو جہاں سنگ
 مہان سنگ آیا اور گور بخش سنگ ہی سنگ کے بیٹی کو قتل کر خود اپنے علاقہ سر و د بارہ قاضی ہوا جب وہ مر گیا تو
 اسکا بیٹا جو وہ سنگ سردار ہو گیا و سکر دوان سنگ سردار سنگ سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 ہر جی سخت کرار و قوم میں آیا اور سخت سنگ سخت سنگ ہو ار سخت سنگ سخت سنگ دوان ہو سخت سنگ ایسی
 شہر کی کہ تمام ملک مال و سیار نقد و جنس اور گنا انہو قیدیوں کر لیا اور اسان خشتہ فیصل کیا کہ جس
 کوئی ان کی اسپین فساد پر پانہو انہو سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 ہو قیدم کا پانہ جو لا ہو سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 دوسرا جی چند جب اور سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 کے پاس جا کر پائل لی اور سکونہ بنامی سنگ نام رکھا اور چند ماہ اوکھو پانہ تھہ تزاری و غارتگری مصروف رہا
 جب کہ جو جیت ہو گئی تو اوکھو پانہ تھہ تزاری و غارتگری مصروف رہا جب کہ جو جیت ہو گئی تو اوکھو پانہ تھہ تزاری و غارتگری مصروف رہا
 دوزخ کا گور استہ لونا اور ملک کہ غارت کرنا شروع کیا چند سال میں رفتہ رفتہ سردار جی سنگ ہو گیا جو کہ
 ادن و غزنویان میں لہو سنہار چند نے بھاڑ کے راجون پر پنجاب پر کر قلعہ کا گور سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 اور نو اس سپہ سالار علی خان قلعہ اور جو سنگ شامان جنائی مدت سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 جو ادنیہ تھہ تھہ تھہ مدت طول کہیم گئی تو راجہ سنہار چند فرجی سنگ کو اپنے سردار کو بلا یا جب سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 تو قلعہ ار مر گیا اور جہون بگ و سکر بیٹے قلعہ جی سنگ کے خواگے کر دیا قلعہ میں داخل ہو کر سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 خود مالک بن گیا اور راجہ سنہار چند کو صاف جواب دیا اور بقدر علاقہ کو سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 کے قلعہ میں پنجاب سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 کو اوکھو سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 حاصل کی تھی جی سنگ سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار سپہ سالار
 زراعی شروع ہوئی جہاں سنگ کے ساتھ راجہ سنہار چند و جہاں سنگ راجہ سنہار چند و جہاں سنگ راجہ سنہار چند و جہاں سنگ راجہ سنہار چند
 جی سنگ کا بیٹا مار گیا اس سے جہاں سنگ بھت گھبرا یا اور راجہ سنہار چند و جہاں سنگ کے ساتھ علم کا خان مانا ہوا

اس وقت راجہ سنا جہنے تو غلہ کانگرہ لیکر صلح کی اور مہاننگہ نے مہتاب کنور جی سنگہ کی پوتی کے ساتھ شہنشاہ
 اپنی بیٹی کی نسبت کر لی جب جی سنگہ مر گیا تو دھان سنگہ و مہال سنگہ بیٹی اور سکھ خور دھال دھو اور مالک باہست
 مسات سد کنور کو بخش سنگہ کی عورت جی سنگہ کی بیوی رنجیت سنگہ کی ساس بیوی وہ عقیل عورت باہست کے
 انتظام میں رہی ہوشیار تھی و سنو جی سنگہ کے مرنے کے بعد اپنی ریاست کا خوب انتظام کر کہا بلکہ رنجیت سنگہ کی
 سلطنت کو اور سنو ترائی ہی لاہور کے لینے کے وقت وہ بعد فوج رنجیت سنگہ کے ساتھ تھی مگر رنجیت سنگہ فراسکو
 بھی بھڑا جب زور پکڑا مالک و سکھانہ کر کے اور سکھ قید میں ڈال دیا کہ وہ ہینڈ پڑھال کے ساتھ میر گئی و آخر کار
 اس ریاست کا قبضہ کیران و ریاست جالندہ ہرین موجود رہی جو تھیں **مشکل بیون کی**
 اس مشکل کا تیرا زینہ اس قدر ہو رہا کہ وال کے رہنے والا تھا اور سنو سنگہ مہر سنگہ کہلا یا اور ریاست کا تیرا
 کر کے شہنشاہ اور ہم ہو سنا یا انکار وہ الگ بنایا اور وریا کی کار کو کا کہ جو تھیں میں کل اور سکھ قید میں لا کر رہا
 باکی تین کے اور پھر ترائی کی تو شہنشاہان و دیوان کے فوج کے ساتھ ہی مار گیا اور دس گنا پٹیا اور سکھ خور دھال
 رہ گیا اور اسکو نار سنگہ برادر زادہ اور سکھ جانشین ہوا وہ بھی نو مہینے بعد مر گیا جب رنجیت سنگہ کے اقبال کا
 سارا جھکا تو سنو جی کاوان سنگہ گیارہ سنگہ خزان سنگہ بیون کی ہمیشہ مہتاب کنور کے ساتھ شادی کا
 اور سکھ بیون سے کٹر سنگہ و بعد یہ امروا اور سکھ بھگوان سنگہ سہمی وزیر سنگہ کے ساتھ ہی مار گیا اور گیارہ سنگہ
 حاکم ہوا وزیر سنگہ کو دل سنگہ میر سنگہ بانی مشکل کے بیٹی نے مار ڈالا اور غور بھی وزیر سنگہ کے نوکر دن کے ساتھ ہی
 قتل ہوا وزیر سنگہ کے دو بیٹے میر سنگہ و میر سنگہ باقی رہے گیارہ سنگہ کے بعد خزان سنگہ جانشین ہوا اور کا سنگہ
 گیارہ سنگہ کا بٹا جو خور دھال رہ گیا تھا خزان سنگہ کے پاس پرورش پا کر آخر کار رنجیت سنگہ نے کل مالک کا
 ضبط کر لیا اور کچھ تھوڑی جاگیر دے کر گزرا رہا قائم رہی اب بھی اس خاندان میں کاٹھ سنگہ جالندہ کی اولاد
 و حیات موجود رہی **مشکل الو و الیون کی** اس مشکل کا مفصل حال سابقہ شہنشاہ
 اور دھانور باہست کی ذکر فیصلہ ہو چکا ہے اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل ہے **مشکل و**
والیون کی اس مشکل کی بنیاد گلابا کہتری ساکن ڈلہ والہ سے قائم ہوئی سب شہزادے وہی سکھ خاندان
 خاندان سے ہو گئے اور گردہ قائم کی وہ مر گیا تو مار سنگہ قوم گڈریہ جو ہار گانو کا مال چرایا کرتا تھا سردار شاہ
 سنگہ کی شکل کے ساتھ ملکر قصور کو مارا اور امیر کو گلابا دھنم آباد وغیرہ کا انتظام کر لیا آخر رنجیت سنگہ نے اوپر
 کل ملک میں لیا صرف وہ کانو گزرا رہا کو پورے تیرہ سال کے بعد وہ دھانور بھی کر لیا ہنگامہ جی سکھ اور سکھ
 بیون و سنو سنگہ و جہنہ سنگہ سے **مشکل نشان و الو کی**
 اس مشکل کے بانی مہتابی سنگت سنگہ و مہر سنگہ و شخص پھر دس ہزار سو ارا دھانور میں تھا انبالہ اور دھانور

شعبہ ہون و سیر و درجہ خارت کر کے لاکھار و بیہ حاصل کیا اور محبت سادگاہ گوجرانوار کے گرد و نواح کا سفر
اپنی قبضہ میں کر کے سرداری بنائی آخر شہنشاہ فیروز نے اس کو جو ان ہی مرگیا حال میں شہنشاہ
اور اس کی ترقی اور سلطنت کا بیان یہ شخص نے بیان کیا کہ شہنشاہ نے اس کو جو ان ہی مرگیا حال میں شہنشاہ
میں پیدا ہوا جس بار ہر برس کی عمر کو ہوتا تھا تو باب یکا مرگیا اور اس نظام پر ایست کا بیعت شہنشاہ نے والدہ
حوالہ ہوا اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
وینا اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
سے جو اس کی والدہ سے بیعت شہنشاہ نے اس کو ان کو بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
کا کام یہ تھا کہ اس کو اور نو دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
پر بیعت شہنشاہ نے اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
شہنشاہ نے اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
رسول لکھنؤ میں اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
چار مہینے کے بعد اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
عرق ہو گیا اس بادشاہ نے نو دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
اس کو عمر میں اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
چار تو میں کچھ مدت کے بعد نو دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
شہنشاہ نے اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
جو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
ہو اور اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
لاہور یا امرتسر لکھا ہوا تھا اور دوسری طرف شہنشاہ نے اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
ہو یا اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
منہ دار ہوئی تو اس کی دوسری طرف شہنشاہ نے اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
بہ تمام میں جو لاہور سے لیا جاتا دس میل و اقامت ہو سکے گا اجتماع ہو اور بیعت شہنشاہ نے اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
سائیکس فوج کے ساتھ اس کو اگر کسی اور نے ان کو ان سے بڑھ کر دیکھا تھا تو اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
اس فوج کے ساتھ جو لاہور سے لیا جاتا دس میل و اقامت ہو سکے گا اجتماع ہو اور بیعت شہنشاہ نے اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام
میں نظام الدین افغان حاکم قلعہ پور نے اطاعت قبول کی اور شہنشاہ نے اس کو ہر قسم سے ایست کر کے اس کو اس نظام

کے قبضہ میں لایا گیا۔ اس وقت شاہی لشکر کی شاہی مسکات چند کنویر میں
 گنت کی گئی تھیں۔ ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوئی شاہ شجاع محل کا بادشاہ وہاں سے مندرجہ بالا ہوا۔
 داخل ہوا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 دروازہ کے درمیان چھوڑی باغیچہ اور ایک بارہ دہری سنگ مرمر کی تعمیر ہوئی اور اس کی تعمیر کے واسطے
 مقبروں پر پھر اور تر وائی گئے اسی سال میں جو اس کے ان قبضہ کو دہری کا شاہ شجاع سے پھر ارتشہ دیا گیا اور
 شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 تو اس سال ہزار روپیہ نقد اور پندرہ لاکھ روپیہ کی جاگیر لائی گئی۔ اسی سال میں شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 کے خواہش مند شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 جاگیر دی بلکہ یہ بلکہ کیا کہ قاضی شہزادہ شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 کیا اور شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 قلعہ کا محاصرہ کیا اور تو شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 محل کی تلاش نہ ہو سکی۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 دہری اس بات سے متاثر ہوا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 اور شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 اپنی عورت کو بغیر لباس لودھیانہ پہنچا اور پھر شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 رنجیت کی بیوی شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 کھائی اور شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 مظفر خان شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 سرفراز خان شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 دیو دیسی کی اور شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 کے شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 ہر شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 کل غنیمت ہو گئی۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔
 ہزاروں جہادی لوگ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔ شاہ شجاع نے شاہ شجاع کے قبضہ میں لایا گیا۔

سکون نہ شکست کھائی اور دور تک بھاگے آئی مگر جب دیر فوج بدو کو پہنچی تو انھوں نے ہتھیار ڈال دیے اور
 راجہ ہنسار چند والی کو ہتھیار ڈال دیے اور اپنے گروہ والے مگر گناہ منواز خان اور سکندر کے بیٹے کے ساتھ اسماعیل خان بن گیا
 پائی اور بنوں کے ملک میں بھی سکون کا قتل ہو گیا جس وقت اس میں سید احمد و سواروں نے اسماعیل خاں دیون سے
 شاہ کے طرف سے شورش برپا کی کہ شاہ و اپنے قہقہہ میں کر لیا اور کئی قہقہہ کے واسطے فوج امور ہوئی اور وہ
 آخر شیر سنگھ کے فوج کے ہاتھ سے شہید ہوئی اسی سال راجہ انرو وہ جن ہنسار چند کے بیٹے تھے نالہ اور
 بھگت راجہ ہیر سنگھ راجہ دھیان سنگھ کے بیٹے کے واسطے طلب ہوئے اور سنی نہ پائے اور سکندر اسی سال کے واسطے فوج
 مامور ہوئی اور وہ بھاگ کر انگریزوں کے علاقہ میں چلا گیا اور سکندر جیسے کہ پہلے علاقہ اور سکندر خیل میں آیا
 اور رنجیت سنگھ نے خود دادوں جا کر راجہ ہنسار چند کے دونوں کیوں کے ساتھ جو رانی کے بیٹے تھے شہید ہوئے
 اپنی شادی کر لی اور جو وہ بیٹے ہنسار چند کے دوسرے بیٹے کو دادوں کا ملک دیکر راجہ ہنسار چند کے
 مقام دیا مگر رنجیت سنگھ کی وڈ صاحبان ہنسار چند کے بیٹے کے ساتھ ملاقات ہوئی اور انگریز پرنس صاحب
 سفیر انگریزی نے چار گھوڑوں کی تہی شاہ انگلستان کے طرف سے تحفہ گزارا اور ملاقات رنجیت سنگھ کی مقام
 راجہ نواب گورنر جنرل کشور چند کے ساتھ نہایت دھوم و نام نہ ہوئی بل میں آئی اسی سال نواب بھلاو
 راجہ رنجیت سنگھ کی اطاعت سے ٹھکرا کر انگریزی تاجدار بنا اور بعد از خوشحال سنگھ شیر کا ناظم قرار پایا و کچھ دینے کشمیر
 جا کر دکان کے رہا یا کو تباہ و برباد و علاوہ وطن کر دیا تھا سو اس طرح اس کے جگہ جرنیل مہیان سنگھ ناظم بنا اور
 لاہور بلا گیا اور ہمسوری نو خصال سنگھ کے علاقہ و شاہ و سردار سلطان محمد خان سے لیا جا کے خالصہ سرکار
 میں آئیں گورنر نو خصال سنگھ کی شادی ہری دھوم و نام سے ہو کر کل راجہ و رئیس مقامہ نواب گورنر جنرل
 و دور دوری ملا کہ شادی کی شامل کی گئی اسی سال میں دست محمد خان امیر کابل سے پشاور و پورشاہ
 اور ہری سنگھ کوہ مارا گیا اور جرنیل اوریلوہ شاہ و کاناظم مقدر ہوا جس وقت امین ملاقات لارہ گورنر
 جنرل چند کی رنجیت سنگھ کے ساتھ مقام فیروز پور ہو کر تھوڑے مہم کابل کی قرار پائی اور انگریزی فوج شاہ
 کو ساتھ لے کر کابل کو روانہ ہوئی رنجیت سنگھ باتفاق نواب گورنر جنرل بھاو در کے فیروز پور سے مقام
 آیا تو قہوہ کی ہفت انگیر ہوئی اسی شدہ کے ساتھ کہ زبان کی بولنا بھی ہو قہوہ ہو گیا جس وقت ۱۸۹۴ء میں سکندر
 میں بجات تباری و بارعام ہو کر کل امور راست کے کٹر سنگھ اپنی بیوی کے حوالے کیے اور بعد ایک مہینہ
 سخت بیمار بنا آخر چند ہوں ہا اساتذہ محقق احمد گری دن نہ ہر کے وقت رنجیت سنگھ کو جان فانی
 سفر کیا دوسری روز صبح کے دن نقش جلای گئی رانی مہتاب ہوئی دختر راجہ ہنسار چند و رانی ہر دیوی
 درانی و دیون چاہ رانیان اہر گیارہ کشمیر کین نقش کے ساتھ سنی ہوئیں کل راجہ رنجیت سنگھ کا انتقال

۱۹۹۱ء کا سال کابل پنجاب میں ہوا اولاد بخت سنگہ کے اٹھ بیٹے ہوئے پہلے بیٹے کا نام
دوسرا بیٹا سنگہ کا ہوا سال کا ہو کر گیا تیسرا بیٹا سنگہ جسے اٹھ سال پہلے کیا پھر چار سال پہلے
چوتھا بیٹا سنگہ کا ہوا تین سال پہلے آٹھواں بیٹا سنگہ جو بڑا دلیر اور بہادر تھا اس کا نام سنگہ
پڑا پھر بیٹوں میں سے اگرچہ بعض بڑے بہادری اور شجاعت کے ساتھ تھے مگر وہ بھی ان کے والدین کی
جسٹس تھی بلکہ ان کے والدین نے ان کو بہادری اور شجاعت کی تعلیم دی تھی کہ ان کو شہرہ کا
اور تہذیب کی اور کاپی بھی مانگ کر لیا کہ وہ بھی شجاعت کے ساتھ تھے اور ان کے والدین نے ان کو
کے نزدیک رکھا تھا ان کے والدین نے ان کو شجاعت کی تعلیم دی تھی کہ ان کو شہرہ کا
کہ ان کے والدین نے ان کو شجاعت کی تعلیم دی تھی کہ ان کو شہرہ کا
اور ان کے والدین نے ان کو شجاعت کی تعلیم دی تھی کہ ان کو شہرہ کا
جسٹس تھی بلکہ ان کے والدین نے ان کو بہادری اور شجاعت کی تعلیم دی تھی کہ ان کو شہرہ کا
اور تہذیب کی اور کاپی بھی مانگ کر لیا کہ وہ بھی شجاعت کے ساتھ تھے اور ان کے والدین نے ان کو
کے نزدیک رکھا تھا ان کے والدین نے ان کو شجاعت کی تعلیم دی تھی کہ ان کو شہرہ کا
کہ ان کے والدین نے ان کو شجاعت کی تعلیم دی تھی کہ ان کو شہرہ کا

چوتھی خند کورجی سنگہ ساکن چین پو ضلع امرتسر کی لڑکی پانچویں مہتاب کنور جو دہری سہان سنگہ جاٹ اتوال
 ساکن بلہا ضلع گورداسپور کی لڑکی تھی سہن کنور صوبہ سنگہ جاٹ ملوی راج پارکے رہنے والی لڑکی ساتویں کنگو
 جگہ پو دہری کی لڑکی تھی اور بھی انیان کنیر کنیر تھیں جو برائیان تھیں چھپا بچہ ہر دیوی جو دہری کام
 نامہ پیر راجپوت ساکن مال گدہ ضلع گورداسپور کی لڑکی اور راج دیوی لڑکی پیر راجپوت کی اور دیوی
 سندھ جاری تھا وجہ کی دختر خیمہ تینوں سیرالی مہتاب دیوی کے رنجیت سنگہ کے ساتھ حکمران رنجیت سنگہ
 کے مشوقہ و محبوبہ تھیں مثلاً و اگر کسی بھی بہت تھیں گریست زیادہ موران ملہ انٹ ایس رتہ کو پو بھی کہ گویا
 سلطنت حجاب کی اڈسگر گھر میں تھی وہ رنجیت سنگہ کو سردار جو چاہتی تھی و نہ کہ لیتی تھی اور راجا
 اوسگر جو چاہتی ہو کر تھی کسی ملہ دربار کا بار از تھا کہ اوسکی سبب مرضی کوئی کام کر کے رنجیت سنگہ کو موران
 کے گھر کے شادیوں اور رسوم میں جا کر شامل ہوتا اور کوئی نام نہ نہ کر کے موران میں رہت تھیں مگر تھی
 چانچر آجک ویر اور پیر موران شاہی موران دہن و گریست سنگہ کٹر سنگہ و نو خال سنگہ
و قیبت سنگہ سیران رنجیت سنگہ مشوقہ رنجیت سنگہ فوت ہوا
 کٹر سنگہ اوسکو پیش کرنے با سلاش مہار اگی جٹوں کے ناشر و نہ کیا گریست نہ مرزا جی و نہ تھی اوسکی سلطنت
 کا کام حل نہ کا سو اسطو نو خال سنگہ اسکی پیش کرنے باب کو موصف و بیکار کو کے کام سلطنت کا اپنی ماتھے میں
 لے لیا اور امرا و دربار و راجگان حوال سب کی سازش نو خال سنگہ کے ساتھ ہو گئی اور سب کی تجویزی
 سردار جیت سنگہ جسکو کٹر سنگہ وزیر بنا نا چاہتا تھا قتل کیا گیا تھہ اوسوی میں کٹر سنگہ ہمار مور اور
 بٹی کی صورت ہی اسقدر بیزار تھا کہ مرنے و نہ تھ اوسکی صورت اوسنی نہ تھی بلکہ کہتا تھا کہ نو خال سنگہ
 جو آخر گمر گیا میری سلطنت اوسکو نصیب کی اوسی سال میں کٹر سنگہ مر گیا تھہ میری حقیقی بیٹی تھی
 ہوئی کہ جب نو خال سنگہ کٹر سنگہ کی نعش کو بیکار کیا اور قلعہ کے دروازہ کے قریب پو خا کثرت ہو تو پیر
 سلامی کی صورتی لکین دروازہ کے پاس پو پختی ہی ایک بڑا پتھر دروازہ کے دیوار پر گر گیا اور اوس
 سیراجہ گلاب سنگہ اور نو خال سنگہ کے سر پر جو باہم تھے میں پانچ لکھ پو پو یا پیا وہ چلو آئی تھیں گلاب سنگہ لکھ پو
 دو نو جوان بحیرت و ارمان دیا گویا گران ہو گئے نو خال سنگہ کے مرنے کے اور امرا و حوال نے شہر سنگہ کو
 دینی کی تجویز کی مگر سرداران سندھ ہاتھ آگیا نے مانا اور چند کنور زوہ کٹر سنگہ کو حکمران پر مہلا با اور نو خال
 ہورات وزارت کو ہوئی تھہ بات دہا سنگہ وزیر کو مانگا اور گزری اور جنوں کو چلا گیا اور شہر سنگہ شری محرومی
 کے ساتھ تھا کہ کو واپس گیا تھا کہ شہر سنگہ نے خیمہ خیمہ فوج کے کال افسر و جی سماعتہ سازش کی اور سب کی
 طرف سے خاطر جمع کر کے تھوڑی سی فوج لیکر لاہور پہنچا آ یا اوسکی آتی ہی تمام فوج اوسکی ہمراہ ہو گئی اور قلعہ

تمام فرنگیوں کو ہلاک کر دے گا اگر تم بادشاہ اور وزیر کے قتل کا بدلہ نکال کر جانوں سے لو تو میں نے
 پیادہ بارہ روپیہ اور فی سوار ایک روپیہ دو لگا اور افسروں کو جاگیریں اور انعام عطا وہ عطا ہو
 یہ بات سن کر کل فوج میراننگہ کے ساتھ ہو گئی اور رات کو وقت کو چ کر کشتی تھامے جا گئے اور رات کو
 چلتے چلتے میراننگہ پہنچے اور توپ چلی آفراننگہ و اجیت سنگہ کے نالہ منہ سے گھڑاں نکلتے گئے کہ قاتلوں کو قتل
 ہو تو اور سکاوتیوں کو قتل ہو تو پانچویں سیان ڈاکٹر تمام شہر میں گھسٹا فضا و مہر گھسٹا کے گھسٹوں کے قتل
 تو اسکا عصبوتیوں کا کاش کر اسکو صدمہ پہنچا دیا ہوا تھا اسروز عطر سنگہ کے نالہ منہ سے گھڑاں نکلتے گئے کہ قاتلوں کو قتل
 ہو جا گئے اسکا مہر فرخت پاکر راجہ میراننگہ نے باجلاس اہل بیت و راکس و لیس سنگہ ہمارا اور رشتہ عطا
 ہوا و فرخت ہمارا لہذا حضرت قرار با تو لیاں و باغات سندھ نالہ الیون کے جہان جہان تھیں سارے ہوئے فقیرانہ شہر
 او جارا گیا میراننگہ کی تمام خیر خیر کی نرا عمر انجمنان حوال سے قتل گئے قاتلوں کو قتل ہو گیا اور گورنگہ
 پر بھی علی بن العباس بھی حال گد زانہ ماہ نور راجہ جویت سنگہ میراننگہ کا چیمہ فوج کی ساتش سے اسکا حصول
 وزارت حردہ طور پر لاہور آگیا اسکا اسکا قتل گئے میراننگہ کی تمام فوج سنگہ میراننگہ شامل ہو جائیگی کہ
 تمام اہل نظام خانقاہ برائیان و ترار لاکوئی اسکو بائیں لگا علی الصباح تمام فوج کی خیرانی حسب حکم میراننگہ
 کے اسکا میراننگہ اور دہندہ سردار کو لکھ کے پوجا سے اور اثر گئے مگر اس خون فضا سے بھی تلواریں ہاتھ میں
 لے کر خوب خوب چلے آفراننگہ کے گولوں سے اور گئے اسکا تمام میں راجہ میراننگہ نے فی پیادہ ایک
 طلائی کل فوج کو انعام دیا اس سے خند ماہ بعد سردار جو میراننگہ رنجیت سنگہ کے خضر پورہ اور دہندہ سنگہ کے بارون
 نے فوج سے ساتش کر لی اور گئے اگر تم سکھوں وزیر باد و زمین کی کس ایک کشتی طلائی انعام دے لگا جب میراننگہ
 راجہ میراننگہ کو پہنچی تو وہ نہایت ناراض ہوا اور راجہ اہل سنگہ و خیرہ لاکوئی اسکو سلام دے کر کہ کل علی الصباح
 لاہور میں جوں کو قتل و ہم فوج والوں کو ساتھ لیکر تم کو بڑی عزت و توقیر دے دے اور اسکو دے دے اسکو
 اور اسکو بھر کیونچون چرکی کی وقت ہوگی راجہ میراننگہ و رشتہ عطا باوجود ایسی ہوشیاری کو دشمنوں کے
 دھم میں آگے اور ۲۱ دسمبر ۱۸۵۸ء کو لاہور سے سوار ہو کر جہان کو چلے گئے اور گئے جانے کے
 سے میراننگہ دہندہ کو دہندہ لیکر فوج کے روگرد گیا اور دہندہ سنگہ کی زبانی فوج کو یہ سنا کہ ملک حرام
 پھاڑ خزانہ لوٹ کر لے کر لے کر لے کر اور مار دے گا ہوں کو خوش کنی کا فراتر اسکو ہوا تھا کل تو پچھا
 اور بلتیس آدھون پچھڑے گھن اور جاہ کوں دیا میراننگہ کے بار جا کر اسکو گھیر لیا اسوقت کہ
 اسکو دھم دے گئے میراننگہ کے زبان کہن گئے کہ راجہ میراننگہ نے عطا دے دے ہن شاہ خلف راجہ عطا
 دیاں لاہور سنگہ بندہ توں سے کو لکھوں سے میراننگہ اور سکھ اور سکھ کا کاش کہ لاہور کے راجہ میراننگہ کے

چاہیویرہ زخمی اور چپس گم ہوئے یا چکون لڑائی سبھار دن کے مقام پر پوری اسمین سبھی فوج میں
 جوان اور ارستہ لوہن چین جب لڑائی گرم ہوئی اور لڑائی سبھار دن کے مقام پر پوری اسمین سبھی فوج میں
 آخر بھاگ نکلی اور انگریزوں کے مقابلے میں ہزاروں سکھ دیوانہ دہ بکھر گئے اسمین تین سو تیس آدمی
 انگریزوں کے مقتول اور دہ ہزار ترہی ہوئے بعد اس فتح کے کوئی لڑنے والا نہ رہا اور انگریزوں
 نے سلیم پور اور تکرہ میں پیرہ کیا وہاں راجہ گلاب سنگھ حاضر ہوا اور جیہات حضور گورنر جنرل قرار کیا
 کہ سرکار انگریزی بہت بڑے سنگھ کو اپنا دست جانے کی نگرانی اور خلاف وعدہ نامہ خاک کرنے کے
 سبب ہم بار اور دوا بہت کالک صفا ہو کر انگریزی سلطنت کو شامل ہو گا اور ٹوٹے کر در و پڑے
 اس قسم کا خرچ علاوہ سرکار لاہور سے یا جاوید گارڈ نامے کو چ کر کے جب انگریزی فوج نے مقام علیانی پیرہ
 کیا تو راجہ گلاب سنگھ دل سے کہہ کر گیارہ زبانی اسکی حضور نواب گورنر جنرل بجا درمستہات بالا کا
 اقبال کر آیا مگر لاہور پہنچ کر ڈھکے کر در و پڑے سرکار لاہور سے اسکی کل بھاڑ کا ملک
 کشمیر و تبت و لداخ وغیرہ سرکار انگریزی نے ضبط کر کر راجہ گلاب سنگھ کے پاس بھوجت پیرہ لاکھ و پیرہ کر
 کر ڈالا اور اسکو ہمارا جلی کا خطاب دیکر سلطنت اور راجہ اسکا سرکار لاہور سے علیحدہ مقہور کر دیا
 انتظام کے بعد انگریزی فوج نو مہینہ کے واسطے لاہور میں رہی شجور ہوئی اور لارنس صاحب بھادور رزٹ
 قرار پامور راجہ لعل سنگھ وزیر ریاست مقرر ہوا ماہ جولائی ۱۸۴۷ء میں شیخ امام الدین ناظم کشمیر و کشمیر
 فساد پر کیا یعنی جب راجہ گلاب سنگھ کا ناظم دخل کے واسطے وہاں گیا تو شیخ امام الدین نے دخل نہ یاد و مقابلہ
 پیش آیا اسو اسکی فوج کشی تک نوبت پہنچی آخر اکتوبر ۱۸۴۷ء میں شیخ امام الدین حاضر ہو گیا اور عہدہ الاستفسار
 رزٹ بیان کیا کہ میں نے بھگت سنگھ کے حکم راجہ لعل سنگھ کے کی اور اپنی بیان کے ثبوت میں چند پردانہ
 راجہ لعل سنگھ کے محض پیش کشی اسکا کچھ افسانہ کیو واسطے اور بارہ مہینہ ہو ار راجہ لعل سنگھ نے اگرچہ عہدہ الہ آباد
 محض اٹھا کر کیا مگر پورے پورے راجہ لعل سنگھ کے حکم راجہ لعل سنگھ کے بھگت سنگھ کے پردانہ لکھو آخر پورے
 جرم راجہ لعل سنگھ وزارت سے موقوف ہو کر فرخ آباد بھیجا گیا اور نو مہینہ کے بعد ماہ دسمبر انگریزی فوج نے
 لاہور سے روانگی کا قصد کیا چونکہ مراے لاہور کو انتظام ریاست کا تبت اتفاقی باہمی کے ایک بار گران
 آتا تھا اسواسطے رزٹ کے حضور میں بہت سے لکھ و درخواست کی کہ ہمارا راج کے بالعموم نو تبت صا جان
 یہاں رہ کر ہمارا راج کی سرپرستی کریں بھگت سنگھ کے درخواست اور کی محکمہ گورنری سے منظور ہوئی و تروا
 پایا کہ ہمارا راج کے بلوغ تک انگریزی فوج لاہور میں رہی اور باہیں لاکھ و پیرہ سالینہ فوج اور افسر و فوج
 سرکار لاہور سے لیا جاوی اور اختیار و انتظام کل ریاست کا صاحب رزٹ کے حوالے ہوئے مقرر ہوئے

بدلت تک بہت مرتبہ مقابلہ و مجاہدہ ہوئی اور پھر چوتھی لڑائی اسی اکیس درہی کو مقام گجرات نہایت گہری
 کے ساتھ ہوئی اور سبکی فوج ہندوان چھوڑ کر بھاگ نکلی اور فوج انگریزی قہقباہ کر دے اس کے بعد اعتدال من
 امرکون کے حشرنگہ و شیرنگہ از خود انگریزی افسروں کے پاس حاضر ہو گئی اور کاہلی امیر نے کابل کے رستہ لہا لاسٹ
 اگر حشرنگہ و شیرنگہ و دیوان حاکم امر و غیرہ بڑی بڑی سفید تو پنجاب سے جلا وطن ہو کر سندھ و ستان کو روایہ کی
 اور چھوٹے سفید و سب کے نسبت حکم ہو کہ وہ اپنی گانہ میں رہیں بلا اجازت افسران انگریزی کے کہیں نہ جانا
 نہ یامین بعد از ان ہجرت بہار ۲۹- مارچ ۱۸۵۷ء کو مہاراجہ دیپ سنگ لاپور کی سلطنت سے مندرج ہو کر گیارہ
 چار لاکھ روپیہ مالینہ اور سبکی فوج نقد قرار پائی اور چھ ماہ کے بعد معہ ہندو سنگ خٹ ہمارا اور شیرنگہ لاپور سے
 جلا وطن کر کے سندھ و ستان کو بھیجا گیا اور کل پنجاب کے ملک میں انگریزی انتظام سبھی ہو گیا اور دیپ سنگ کی سرکار نے
 اپنا انتظام کرتے ہی کل عا یاسی ہتھیار چین لے کر اور سو اسی اجازت و حصول النہیں کیس کو ہتھیار رکھنے کی طاقت
 نری ہو سکتی تھی کہ سفید اٹھو اور رہا مانے بھی روئے کشت و خون و فارت و تاراج ہو گیا مگر

تیسری قسم انگریزی ہندوستانی فوج کے مفید ذکر میں کہ سال ۱۸۵۷ء و ۱۸۵۸ء

انگار افسر ہندو کا ضلع میرٹھ و دہلی سے وقوع میں ہوا اور وہاں ہی کے ہندوستانی فوج نے سب سے پہلے
 نو سادہ کے اور دھندہ کر کے کشتی فکھو امی پر کمر باندھی اور اپنی افسر و نوکو قتل کر کے سرکار سے مقابلہ پیش کر دیا
 سلیم پور کے ملک کے حصہ میں اقم دہلی و حصار و انبالہ دلو و سیانہ و غیرہ زبور و غیرہ اضلاع کے نوکر و سربان
 کے نیکو ام فوج کا حال بھی دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ پنجاب کے مفیدہ کا حال و سرکار ہی افسروں کے انتظام کی
 اس تقسیم میں حتی الامکان ضلع دار مندرج ہو نامناسب منظور ہو اضلع جالندہ ہر فوج کی سرکشی
 اور دہلی کے مفیدہ کے خیریت حال نہ ہوئے تو کل ہندوستانی فوج ہو انگریز دن کا اعتبار اٹھ گیا اور بارہ
 می ۱۸۵۷ء کو سٹرننگلین صاحب دہلی کشتی کے کل انگریز دن کو جمع کر کے آئینہ شورہ کیا جس میں چھ تہذیب قرار پائی
 کہ فلوور کا قلعہ فی الفور تیسرے ممبر کی ہندوستانی بلٹن ہو سچا یا جاوے اور انکو لکھنا لکھنا قلعہ قائم ہو اور
 تار برقی کا دفتر اسی جگہ مامور ہو اسی شورہ کے مطابق انکیو سچا پس ممبر کے گورہ بلٹن کے سامنے
 و اضلع قلعہ ہوئے اور سندھ و ستانوں کو دہانہ لکھنا لکھنا اور نیرد و نوین فلوور کے قلعہ ہو منگو کر اور ہالند
 کے تو جہان کے ساتھ شامل کر کے گورہ فوج کے ہوائے ہو میں تفصیل کے مکان کے قلعہ کے طور پر بہت مضبوطی عمل آئی
 شیریل پولیس بلٹن کے سپاہی مفصل ہو منگو اسی گئی خزانہ کلمہ جمع کر ضلع کے ماتحت ہو اکل انگریز دن کے
 رہنے کے واسطے ایک مکان قرار پایا راجہ کپور تھلہ کی فوج چھ تو میں اور دوسو سو ار اور ایک ہزار ایک سو پانچ

کیونکہ یہاں پہلے ہی سے ایک ایسے صاحب منظم کو کمال تقویت حاصل ہوئی خزانہ کے لئے جس سے منظم
 فوج نے کمال شور برپا کیا اور یہاں خزانہ منظم ہمارے تحویل میں آیا سو اسے گڈر بار علی صاحب کے کنٹرول
 بموجب خزانہ برار حصہ کر کے ہندوستانی بلٹون کے ماتحت کیا گیا مگر اس وقت وہی کشتی کے بعد انتظام کیا کہ خزانہ
 خزانہ تو انہوں نے قلعہ فلور میں بھی رہا اور باقی کل ریجیمینٹ بلٹون والین کے سپرد ہوا تھا اور سین سپر
 دینا تھا یا ہنگامی دیگر بانٹ دیا مفسد کے طور سے بھلے جاوینوں میں آگ کا لگنا شروع ہوا اور مدعا
 ظاہر ہونے لگیں مگر جبکہ افسروں نے ان باتوں کے طرف توجہ خیال نہ کیا اور فوج کے بے شمار کونے میں کال
 غفلت کی باتوں میں چون گیارہ بجرات کے بعد چاروں میں آگ دشمن ہوئی جس سے فوج بولس پوچھے کو گئی تو
 ہندوستانیوں نے انکو نزدیکی آنی نہ دیا بلکہ دھنیں مار کر شہا دیا اور کل ہندوستانی فوج سے ای تو ہمانہ کی مدد
 سف ہو گئی ایک بھرات کو ایک فریق ہندوستانیوں کا ہوشیار پور کو کوچ کر چلا گیا اور دوسری شری
 کر و سنے پہلی سمت کا راستہ لیا تباہ کرنے والی فوج آٹھویں بلٹون گورہ کے چہ تو میں اور کھڑکی
 فوج تھی مگر جنرل صاحب نے انکو کوچ کا حکم دیا کہ سات بج تک نہ صاحب دھوپ کی گرمی سخت ہو گئی اور
 رات کی سردی کا فائدہ جاتا رہا تو کوچ کا حکم نہ دیا اور نگین صاحب نے کشتی کے قلعہ کے فوج کا ڈیوہ سو
 آدمی ہمراہ لیکر مفسد و کانٹا تباہ کیا اور جس کے گیارہ بجے ہنگوارہ ہوئے مگر اس وقت مفسد صاحب نے
 آگے فلور کے مقام پر پہنچ چکے تھے فلور کے پہنچنے پر تیسری بلٹون ہندوستانی ماسورہ فلور انکو شال ہو گئی
 اور کشتیوں کو مگر کشتی آرام سے شام تک وہ دریا پار ہوئی اور دوسری بلٹون صاحب صاحب منظم
 نے شری استقلال کے ساتھ دن پر چلے کیا اور چند گھنٹہ صاحب مذات خود توب سر کر تو رہے اور نشین فوج
 جو سکون کی چوٹی بلٹون کے افسر تھے وہ بھی اس کام میں بہت سرگرم رہے جنرل صاحب جالبندہ ہر تاقاب
 آئے تھوڑے شام کے وقت فلور پہنچے اور لوہیا نہ کی لڑائی دوسری دیکھا گئی اور دریا سے اوٹ کر کھڑا
 صاحب منظم لوہیا نہ کی نہ کی مفسد دن سے لوہیا نہ جا کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور رات بھر وہاں ہوؤں
 دن اور خون نے جلانی نہ کہو لہذا دسویں جن کو گورہ کی فوج اور جنرل صاحب دریا سے اترے اور مفسد
 نے لوہیا نہ سے آگے کوچ کر دیا اور بجے کے وقت گورہ فوج موضع دھن کے متصل پہنچی اور شا کہ مفسد
 بارہ میل کے فاصلے پر پالیر کوٹہ کے مقام پر رہیں مگر اس وقت گورہ فوج تباہ گئی تھی اور ہر ایک سامی کے
 پاؤں میں اطمینان ہو گئے تھے فوج کی بے غمی دیکھ کر جنرل صاحب کے تاقاب چوڑ دیا اور مفسد نے ہنگامی
 پہلی چاہو پوچھ دوسرا فریق مفسد دن کا جو ہوشیار پور کی طرف گیا تھا انہوں نے صاحبان اضمحلام کے اظہار
 پیلوئی پھاڑ دین کے اندر اپنی بچاؤ کی صورت کو لی راستہ میں انہوں نے کسی سے قہر نہیں لکھا اور ایسی صورت

پہلے کہ جس کو فی فوج کا سرکار پہنچا جاتا ہے۔ اس مقدمہ کے ہونے کے بعد حکم جاری ہوا کہ تمام سپہ سالار اور عورتیں انگریزوں کے جالندہر پہنچ کر لاہور کو چلی جاویں اور گورنر فوج نکلسن صاحب کے گشتی فوج کے شامل ہو کر کام دیں۔ ۱۵۔ جون کو پلٹن نمبر ۳۳ و ۳۴ ہندوستانی کی بمقام فلور پٹنیا لے گئے اور گشتی فوج فرانس کام میں رہتے ہوئے کی ہندوستانی نازبان فوج کی جگہ فوج ہوسواروں انون کی لاہور پہنچتی ہو کر آنی اور ایک پلٹن سکھوں کی ہو کر ایک صاحب بھادو کشر فوجت جالندہر پہنچے جس کی اور ایک سوواروں لیس کا اور ڈیڑھ سو سادہ ضلع کے انتظام میں مامور ہوئے اور مہی فوج جاگیر داروں کی معرفت بھرتی کر کے لنگو ای گئی بلکہ اس ضلع سو اور بھی فوج بھرتی ہو کر پہلی کو مامور ہوئی یہی اور بہت سارے دیگر سپاہیوں کو دریا سی قرض لیا گیا۔ ۱۶۔

ضلع بہاولپور ۱۷۔ جون کو پہلی کو دریا سی کے قرض کے وقت بمقام صاحب ڈپٹی کمشنر خاتم اس ضلع کے مقرر ہوئے۔ ۱۸۔ مئی ۱۸۵۷ء کو تحصیل کے مقام کو مضبوط کیا۔ دو توپیں ہندوستانی توپخانہ سے لا کر آہیں رکھیں کہ چونکہ یہ خوف تھا کہ شاید ہم سپاہیوں کے ہندوستانی پلٹن کچھ شہادت کریں تمام انگریزوں کے سپہ سالار ہوشیار پور و بہرہ شاہ کو بھی گھیر کر حفاظت کروا دیں۔ ۱۹۔ مئی ۱۸۵۷ء کو آدمی ملازم راہ الوداعہ و راہ وادی و مہدی و توپخانہ نو ملازم فوج کے مامور ہوئے اور کچھ حصہ شیر دل پلٹن کا بھی اس کام میں مصروف رہا۔ ۲۰۔ مئی ۱۸۵۷ء کے قیدی سواروں کے قلعہ کو بھی گئے اور پولیس کے سپاہیوں نے اون کی حفاظت کی۔ ۲۱۔ جون ۱۸۵۷ء کو قیدیوں کے بلو کر کے بھاگ جانیکا ارادہ کیا اور پانچ کس ہندوستانی بلو سواروں کے اس ضلع میں اور سب طرح اس میں استعمال سرکار کا بقیہ ہوا اعدا لے کر پہلی رہی اور لوگوں نے ایک لاکھ روپے قرض چھوڑ دیئے سپاہیوں کو دریا ضلع کا ٹکڑا مقدمہ کے وقت اس ضلع میں سپاہیوں کے رہنے کے واسطے بہت میں صاحب ضلع کو ہر ایک پست کی خبر کتنی تھی یہی اس واسطے صاحب نو ملازم فوج رکھ کر دریا کے گھاٹوں پر مامور کی اور تاکہ یہ پاب چند چھو میں برگشتہ ہو کر کچھ فوج نو کر کہتا ہے اس واسطے ایک صاحب کشر جالندہر کو بھیج دیا کہ وہ ان کو پرانے طرف متوجہ الگ الگ اور ایک سلمان تھانہ دار یا ملازم و مان مامور کیا اور اس کو حکم دیا کہ پتہ پتہ خبریں لے کر پہنچا دے گا میں اس کو ہر ایک طرف کی طرف گیاں سنگھ اس کی اور تاکہ وہ مامور کی ہو کر رہے۔ ۲۲۔ جون ۱۸۵۷ء کو ایک سپاہی نام ایک سپاہی کو چھانی ملی اور سو آدمی ہم جملہ سپاہیوں کو قیدی ہو کر چھانی صاحب ڈپٹی کمشنر و ایک صاحب کشر کو قیدی کر کے کھینچ کر قلعہ نو پور کا ٹکڑا چھین ہندوستانی پلٹن توپوں اور سو خالی کر آیا جاوے گا انتظام ۱۲۔ مئی ۱۸۵۷ء کو کیا گیا اور پٹن صاحب ایک حصہ شیر دل پولیس پلٹن اور توپوں ایک قلعہ کا ٹکڑا میں داخل ہوا اور ہندوستان کو نکال کر قلعہ اپنے قبضہ میں کر لیا آخر انہ ضلع کا و مان رکھا اور مہر شاہ و بہاگسوی کو ٹھہرون پر پولیس کی فوج رہا نہ ہوئی چلنا نہ بھی اون کو حفاظت میں رکھا گیا اور کھانہ کا سخت انتظام ہوا لگاتار دو

اور یہ لہریں ہندوستانی کو بہ دو پولیس کے فوج کے بہتیار کیا گیا اور اسی رات جہن کا گڑھ کی فوج کے متہیار لہریں گئے تھے صاحب خاندان سکھوں کے سوار اور پولیس کی فوج لیکر تمام روز زمین چوٹیں مل گارہے تھے مگر کر نور پور پہنچے اور چاہا کہ باقی ماندہ بلٹن لہریں بھی بہتیار جو نور پور کے قلعہ میں ہیں لے لے جائیں ان بھارتیہ کے اورنگزیہ پور سے اول ہی شہر و لکی صاحبان و نگر کان افسر نے زبانی تسلی و دلاسا دیکر بلٹن والوں کے بہتیار لے لے گئے ہیں اور وہ بلٹن سرکار کی مطیع و فرمان بردار ہی بلکہ اخیر تک فرمان بردار رہی۔

۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

اسٹیشن کشن اور کے منتظم مقرر ہوئے گئے ایک مشورہ دہلیوں کی بچنے کی سخت ممانعت عمل میں آئی کل ہندوستان
 کو سرکسے پٹنوں کے جہان جہان حقدار ۲۹- جون کو اونکی ہتھیار لے گئے اور نوکری سی رہا بست ہوئے
 یہاں سے خارج ہوئے بلکہ اور بھی ہندوستانی غیر ملازم حقدار ضلع لاہور میں تھے حفاظت پولیس کے رہبر کی سے
 اڈا نہ گئے اور اونکی تعداد پانچویس تھی ۳۶- جولائی کو ۳۶ لمبر کے ہندوستانی بے ہتھیار پٹن نے
 میانمیر میں ہندو کیا اور پھر سینٹر صاحب اور ایک درانگر نزد اور دہند واسنوں کو مار کر بھاگ گئے
 اتفاقاً اوس دن زبیدی سخت اندھیری آگئی اور جو فوج اونکی تعاقب کو گئی اوس سو وہ سو گئی بلکہ کو رہا
 ڈیٹی کشن نے اونکو راوی کے کنارے پر قتل کیا جب اسی ایسی ہمارے داتین وقوع میں آئی لگین تو پٹن ان دن
 کی سخت مخالفت ہوئی لگی چونکہ اس وقت لاہور کے جلیانہ میں دو ہزار تین سو اوس آدمی مقید تھے سرکار
 کو یہ مناسب نظر آیا کہ جلیانہ قیدیوں سے خالی کر دیا جاوے اسلئے بہت سو قیدی باغجربانہ دھماکتا دیئے
 دہند ہمارے چوڑے ہوئے گئے اور سرکار نے جولاہور کے ساہوکاروں اور دہلیوں سے روپیہ قرض باو اع
 چھوڑ دیا چونکہ سو طلب کیا تو اڈا پٹن نے بہت کم روپیہ دیا اور اسباب میں محض بے قوصلہ لکھو سفند کے
 وقت لاہور کے ضلع کا انتظام اچار اعدالت کھلی رکھی کل بمالہ مالہ وصول ہوتا رہا ضلع افسر
 اسٹیشن میں وقت سفندہ نوچ کے قلعہ گونڈ گدہ میں ستر سپاہی ۵۹ لمبر کے ہندوستانی پٹن کے مامور تھے اگر
 اوس قدر گورہ سپاہی بھی قلعہ کے اندر تھے مگر سرکار کو تیسرے ہندوستانیوں کی طرف سے اندیشہ تھا اسلئے
 ۱۸ لمبر کی گورہ پٹن لاہور سے اگر داخل قلعہ ہوئے یہ انتظام ہندو ہوں تاہم نئی کو وقوع میں آیا ہے اور
 گورہ قلعہ میں آگئی تو ۱۸ لمبر کی پٹن بھلاہور کے طرف رہا نہ ہوئی اور ۵۹ لمبر کی پٹن ہندوستانی
 کو گڈ چنبرل نکالیں جب کہ ان افسر نوچ گورہ گشتی نے ۱۹- جولائی کو امرتسر ہوئے بلکہ بے ہتھیار کیا اور قلعہ
 گونڈ گدہ عک و غیرہ ذخیرہ وں سے پر کیا گیا اور مفرد سپاہیوں کے گرفتاری کے واسطے اشتہار جاری ہوئے
 جولائی کو ایک گروہ بے ہتھیار بھاگے ہوئے سپاہیوں کا جو لاہور سے بھاگے تھے راوی کے کنارے پر مقیم ہائے گیا
 ملاہور اور سپاہیوں کے وہاں پہنچ کر زینداروں سے پایا ہے اسلئے دریا کا دریافت کیا چند زینداروں
 وہاں تو اونکو بات نہ سن لگایا اور چند زینداروں نے تحصیل اجالہ میں ہوئے بلکہ تحصیلدار کو اونکی خبر دی
 تحصیلدار نے جمعیت ہو جو وہ وہاں جا ہوئے اور اسی شرمہ کی اور ایک سو اڑا تیس گورہ و انہ کی باز
 کے وقت کو پر صاحب ڈیٹی کشن نے اسی سوار و سردار جو وہ سنگہ اکثر اسٹیشن وہاں آئے پھر اونکو ان سے
 اول ایک سو سپاہی دہلی زینداروں اور تحصیلدار نے قتل کر دی تھے اور باقیانہ ایک جزیرہ کے اندر
 چار دنوں تک پانی تھا جا کر محفوظ ہو گئی تھوڑے دیر میں روز فجر کو وہ کل قتل ہوئے اور ۲۵ دھنیں کر سب ہوئے

اور ماندگی کی وجہ سے تھے اور باقی دو سو مفقود آدمی انگریزی فوج کے ہاتھ سواری گئے اور مالیر
 سپاہی گرفتار کر کے لاہور بھی گئے وہ مقام لاہور توپ سے اڑا کر گئے۔ کوہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے امرتسر میں کئی سال
 ہوشیارمی و دور رس کی کام کیا کیشن صاحب باہر کے نظام کیواسے مامور ہوئے میگنڈ ناٹن صاحب مسند کشن
 نے ٹپسی کوٹش کے ساتھ ہمارا جنگی فہرہ کو گرفتار کیا ایک سپاہی اور ایک نیوڈ کشن ہندوستانی بلٹن
 نے بیعت ذکر کرنے مفقود کے باتوں کے مختلف وقتوں میں چھانسی پائی امرتسر کے ساہوکار دن رشید
 روپیہ سرکار کو قرض دینی بلین بھٹ تال کیا اور اگر دیا تو بھٹ تھوڑا دیا بلکہ جو لوگ چھاپس چھاپس لاکھ پور
 کی بھیت رکھتے تھے انھوں نے ایک ایک ہزار روپیہ زیادہ دیا ضلع گورداس پورہ
 مفقودہ اوقات کے حصہ ۹۵ لبر کے ہندوستانی بلٹن کا انتظام میں تھا ان کو صاحب ڈپٹی کمشنر ہارڈی
 امرتسر گوردانہ کیا اور سات لاکھ روپیہ خرانہ کا انتظامت پولیس قلعہ گوند گڑھ کے طرف بھیجا اور پولیس
 وہ خزانہ ایک رات میں ۲۲ میل کا راستہ طے کر کے امرتسر پہنچا یا انتظامت کی وجہ سے بھٹانہ وغیرہ
 پولیس کے سپرد ہوئی اور حقیقت یہ بھی دیکھا کہ روہن ہندوستانی سپاہیوں کے ہاتھ پورکار خانہ شاہ خیرین
 سب کی تبدیلی ہو گئی دریا کے کنارے بھی لکھ پان دیو دار کی جو کشتیوں کا کام دے سکتی تھیں انھوں نے
 لیکن انھوں میں دمان خبر ہوئی کہ ہندوستانی ۲۶ لبر کی بلٹن اور ۹ لبر کا سالہ جنوں نے کیا کوٹ میں مفقود
 کیا ہے ایسی بات کو آتے ہیں یہ خبر جب لکھ پور صاحب کو پہنچی تو وہ چہ تو میں ہاتھی کپتان برصیر صاحب
 اور چہ سو آدمی ۵۲ لبر کے گوردانہ بلٹن اور کچھ نو ملازم فوج و نو ملازم سکھ سالہ لکھ پور فور و مان جاہو پور
 رابرٹ صاحب کشن لاہور و دیگر کچھ صاحب کشن بھی اور وقت ساتھ تھا اور ایسی وقت میں کہ مفقود
 بمقام ترمون کہاٹ علاقہ تحصیل شکر گڑھ دریا پر آدمی سو یا پاب و سرری تھو انگریزی فوج اور کور و بر
 جا کپٹن ہوئی تھی ۹ لبر کے سالہ سرکاری توپخانہ پر حملہ کیا اور اس قدر قریب ہوئے کہ چند گولہ اندازہ دن کو
 بھی قتل کر ڈالا بعد ازاں ۹ لبر کے مفقود بلٹن بھی آگے بڑھی اور بعد ازاں چار گولہ مارے تو میں نے لین بلکہ
 قریب تھا کہ وہ توپوں کا گریٹ شوٹ یعنی چہ ہندو کہ میں کہ اتنے میں گوردانہ فوج اپنی سنگین لکھ پور
 ٹپسی اور مفقود دن کو پس پا کر دیا بہت ہی مفقود اور وقت بھال گئی اور باقی ماندہ مفقود دن کے دریا کے ایک
 چہرہ کے اندر جا کر پناہ لی جہاں کہ انہوں نے کیا کوٹ کی لوٹ کا مال جمع کر کے مورچہ بنا رکھی تھی جب ۲۶ لبر
 جو لاکھ کا سوچ نکلا تو سرکاری فوج نے اوس چہرہ کے اوپر حملہ کیا مفقود و میں سے بھٹ ہی آدمی تو کو
 سرور اور بہت سوچا کوٹ کے وقت تاری گئی اور چہ ہندو گرفتاری میں آئے تو پورے اڑا کر گئے ہا جولا
 کو فوج خطر ہو رہا تھا اس لیے فوج نے بھی بہت ہی جاگتی ہوئی مفقود دن کو گرفتار کر کے لکھ

اور بہت سی جہون کے علاقہ میں کپڑے گئے اور سب سے موت کی سزا پائی ماہ اگست کے پہلی ہفتہ کے درمیان ایک سو
پچیس سپاہی مقصد ۲۰ لبر کے بلٹن کے جولاہو سے بھاگے ہوئے تھے اس وقت میں آئی اور انکی سزا وہی کیو اسٹیٹونار
فوج ہاشمت گارڈ صاحب کے سامنے ہوئی اور کچھ ایک بقاعدہ سوار لبر ۲ ہاشمتی حکیم صاحب ونگوہہ دیکھو
آپسین قابلہ ہو کر انگریزی فوج فتحیاب ہوئی اور مقصد سب ماری گئے گزشتہ حکیم صاحب سخت زخمی ہوئے۔ ضلع
گورہ اسپورہ میں فوج بھارتی فوج کے ساتھ بھرتی ہوئی اور رعایا نے سرکار کی مدد
میں ل اور جان سے تندی کی انتظام ضلع کا اہلکار اعدالت جاری رہی معاملہ کل وصول ہو **ضلع**
سیالکوٹ ہندوستانی فوج کے مقصد کے وقت سیالکوٹ کے ضلع میں بسب ہو ضلع سرحد کی کل
تفصیل ذیل موجود تھی اٹک صاحب کے سوار گورنری تو سچانہ کتیاں اور صاحب کا گورہ تو سچانہ ۵ لبر کی گورہ
بلٹن نو لبر کا ہندوستانی معادہ ۵ لبر کی ہندوستانی بلٹن ۱۴ لبر کی ہندوستانی بلٹن ایک مجموعہ تو لبر کا
۲ لبر کی گورہ ۱۶ لبر کی ہندوستانی بلٹن جب کہ گشتی فوج کا مجموعہ بنا گیا تو کل فوج سو اسی ہندوستانی بلٹن
لبر ۲۶ اور دھنور اور بلٹن بازو ۵ لبر کے رسالہ کے اور فوج سب دھنور شامل ہو گئی اور وقت بلڈر ہند
صاحب جو اہلکار فوج کے فسر تھے انکار کیا کہ ہم ایسی نازک وقت میں ہندوستانی فوج کے ساتھ کچھ نہیں کرتے
بلکہ او فوج کے پیچھے آ رہے ہو کی کہ اس کل فوج ہندوستانی کو بے ہتھیار کر دو مگر اسات کا موقع نکلا اور فوج کو کچھ
وقت مشرک مشرک صاحب پٹی کشتر و نیگمان صاحب ہشت کشتر و جون صاحب سید قائم علی کشتر اسٹان ہشتم
کے فسر تھے یونین جولائی ہندوستانی فوج کا مقصد سیالکوٹ میں ہوا اور ضلع کی حکومت بالکل معطل ہو گئی اور
نے لکھ بڈر صاحب پر کیا اور ایک سوار نے انکی پیٹھ پر گولی ماری اگرچہ وہ اس وقت زخمی ہوئی مگر دوسری روز
اسی زخم کے صلہ میں مر گئے اکثر گزشتہ صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب کی مین پٹھانوں کے کہ ایک بھاگے جاتی تھے انکو بھی گولی
لگی اور ماری گئے دوسری ایک اکثر وہ اسی خانہ کا داروغہ کی مین اپنی بچوں کے ساتھ سوار اچھا ماتھا وہ بھی
گولی لگ کر مارا گیا اور ایک بچہ اسکو بچوں میں قریب کا گولہ لگ کر نہیں گیا کتیاں ہشت صاحب لکھ پٹھانوں کے
سامنے گولی سے جان بحق تسلیم ہوئی اور میری فسر صاحب دیر اسکی مہم اور معصوم بچہ ایک ہندوستانی سپاہی
جانمانہ کے ملازم کے ہاتھ سے قتل ہوئی باقی انگریزوں کو چھوڑ دی وہ ضلع میں بھاگ کر ایک قلعہ میں جو رہا
تھا اس کے علاقہ کے کتا تھا جا کر پناہ لی اور جان سے بچ گئے ان فوج مقصد وچ تمام شہر اور چھاؤنی اور کچھ
میں ایک مشرک برپا کر دیا جا سجا انگریزوں کی تلاش میں مصروف ہوئے اور جو ملکا وہ قتل ہوئے چھوٹے کتیاں
تھے اور پٹھان سو سے نہ مادی قیدی جو اس میں تھے سب کو چھوڑ دیا اور کل قریب ایک سو تیرے انڈی ہشتم
دو لیا دفتر ضلع کا اور کچھ یونین کے کتا تھے جلائے ہوئے سیکھ رہے تھے اگر لگا کر اور اس میں سے دیکھ کر مقصد وچ

غارت کی بعد دیکھ کر اپنے ہندوستانی افسروں کو ساتھ لیکر اور پھر دن پر اسباب لاکر گورداسپورہ کو روانہ
 ہوئے جب شام نزدیک آئی تو اکثر شیلہ صاحبہ عیال و کتیاں ساتھ صاحب قلعہ میں داخل ہوئے
 اور وہ تمام روز ایک فادار کے گھر میں جہی رہی تھی مگر صاحب ڈپٹی کمشنر اس وقت بہار
 تھی ان لوگوں کو والوں نے اپنی ایک جوہری میں چھپا کر رکھا تھا اور کے وقت بعضی دستاویزوں اور زمینداروں
 نے بھی آکر چھائی اور سرکاری مکانات میں دست اندازی کی تھی اور جو کچھ ملاکوٹ والی گئی تھی پولیس کی
 فوج اور پولیس کے سواروں نے مسند و نکالنے کو مقابلہ کیا مگر کچھ نہ چلی خدشہ نہ ہوئی تھی اسکے قلعہ میں اس وقت
 خلیق باہن مہیار بھی درست محض تھی اور کبھی اور محض کچھ بندوٹی بھی نہیں چلائی تھی وہ مسند و زمینداروں
 ہوئے عین غدر کے وقت ٹنٹ ٹنگری نوین رسالہ کا نوکر گھوڑی پر سوار ہو کر گورداسپورہ کو بھاگ گیا اور وہاں
 ڈاک پر سوار ہو کر لاہور آیا اور رابرٹ صاحب کمشنر لاہور کو بھیجے حال کہ سنایا اور مسندوں کے مقابلہ کیوں
 فوج گورداسپورہ کو مامور کر کے اس نظام کے بعد کتیاں کر صاحب ڈپٹی کمشنر اور لارنس صاحب افسر پولیس
 سیالکوٹ کی مقرر ہوئے اور محض کچھ سیالکوٹ میں جا کر بھلوہ و ڈپٹی پولیس کے افسروں کو جنہوں نے جو فانی کی تھی بھی
 دیا جانچانہ کے دو اور سپرویزر بھی موت کی سنائی دی اور بھی ڈپٹی مفسر گرفتار ہو کر جہانگیر کی سات ہزار روپے
 جرمانہ اون زمینداروں پر جنہوں نے غدر کے وقت دست اندازی کی تھی قرار پانا اور غارت کا کل مال
 افسر والیں لیا گیا گورداسپورہ فوج بارگن میں اتاری گئی کھری مکانات کی تعمیر شروع ہوئی ٹنٹ ٹنگری مکانات
 اسٹیشن کمشنر جنہوں نے مسندہ کو وقت بڑی بھادری کی تھی تین سو آدمیوں کے ساتھ بھارت کے سرحد پر
 ہوئے اور ۱۳۹۹ کے مسندہ جو جیون کے بھارت کے طرف بھاگ گئی تھی واپس گرفتار ہو کر آئے اور تو کے ساتھ ہوا اور
 گئے بعد ازاں جب مقرر الٹ صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی مقرر ہوئے تو اور محض کچھ تین ہزار روپے کا
 شام بھلا شام غارت شدہ کو نکلا آیا اور انھیں کے وقت آکر تیس ہزار روپے نقد مسندہ کے پاس تھے
 ہو کر داخل خزانہ ہوا ضلع گوجرانوالہ مسندہ کے وقت خزانہ مسندہ کا ۲۶ لاکھ کی پٹن ہوا
 سیالکوٹ کے گارڈ کے تفویض تھا کتیاں کر صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس گارڈ کو سیالکوٹ بھیج دیا اور سات
 سو اونیسٹیس ہاؤکان پولیس کے ساتھ ضلع کا انتظام و حفاظت جانچانہ و خزانہ جہنم و لاکھ روپے تھا
 جو کہ گوجرانوالہ میں افواہ ہو گئی تھی کہ فوج مسندہ مامورہ لاہور و سیالکوٹ اس ضلع پر حملہ کرے گی اسلئے صاحب ضلع
 نے ایک فائدہ کی خفیہ چار دیواری کو قلعہ گردانہ منصوبہ کیا اور ذخیرہ سرائیک طرح کا اوس میں بھرتہ خزانہ
 لاہور کو روانہ کر دیا اور نو ملازم فوج کی بھرتی شروع کی اور وقت رعایا اس ضلع کی وفاداری اور
 انتظام بخوبی رہا اور لوگوں نے روپے بھی چھپے روپے سنگھ سو دہرے کار کو فرض دیا ضلع چھلے غدر کو

بقاعدہ سواروں اور ۵ لبر کے ہندوستانی پلٹن اور کچھ حصہ ۴ لبر کے ہندوستانی پلٹن کا اور ایک
گورکھ پلٹن اور ایک ہندوستانی ایسی توپخانہ موجود تھا اسلئے چیف کمانڈر ڈوٹی کمانڈر سخت اندیشہ ناک
تھے ساتویں جولائی کو سوار گورکھ پلٹن کے بڑی ہتھکام کے ساتھ ہندوستانی فوج کے ہتھیار لے گئے تھے ایک
گنڈے ٹک فوج نے ہتھیار نہ دیے دیکھا کہ اب خرابی درپیش ہو تو ہتھیار رکھ دیے جو وہ لبر کے پلٹن کے پاس
ہتھیار دیکھ کر بڑی گستاخانہ کرنے لگو اس واسطے کہ سب اہل جانمانہ ہو کر گورکھ پلٹن تک حلال و قربان
نکلے اور پہلی جا کر اوٹھ کر بڑی نمایاں خدمتیں وقوع میں آئیں **ضلع شام پور** ہندو کے
اس ضلع میں شریو سی صاحب ڈوٹی کمانڈر تھے انہوں نے بڑی سرگرمی سے اس ضلع کا انتظام کیا ایک سو آدمی سپاہ
انسانیت شریو صاحب فسرکار خانہ تک پہنچا دیے اور کچھ زمانہ ڈوٹی لاکھ روپیہ اس ضلع کا پچھلے ۲۴ لبر کے پلٹن کے
کار کے ماتحت تھا ان کے خزانہ لے لیا اور ۲۲ - فی کو ایک بڑی مضبوط پولیس کی فوج لیکر انسران
ضلع کے تمام خزانہ ہندوستانیوں سے لے لیا بلکہ ہندوستانی فوج کو بڑی شائستہ انداز کے ساتھ قلعہ شام پور
سے بھی باہر کر لیا اور ذخیرہ سب قسم کا قلعہ میں بھر کر قلعہ مستحکم کیا اس ضلع میں کوئی سرکشی تھی اور اس لئے
رہا صرف ۵ لبر کے بقاعدہ سواروں کے کچھ حصہ نے سرکشی کی تو ڈوٹی کمانڈر انسران کان نہکا ونگر
تنبہ کئے اور فساد دفع کیا اور ہندوستانی کلارک بریٹ کر دفتر کا جو سرکار کے برخلاف لوگوں کو فساد
آبادہ کرتا تھا چھانسی **ضلع گجرات** اس ضلع میں ہندو کے وقت ۵ لبر کے ہندوستانی
پلٹن کا کچھ حصہ موجود تھا اجون کو اوکو حکم ہوا کہ محکمہ سی کوچ کر کر یا لکوٹ کر جہاڑنی میں جہاڑ
تھاری پلٹن ہی ملے جاؤ وہ محکمہ سے نکل آئے مگر ات بھراؤ ہتھوں نے ایک دوسرے کو گالیان دینے
اور دلاست کرنے میں کافی اس انسوس پر کہ خزانہ کیون چوڑا اور محکمہ سے نکلنے کے وقت حکام کا مقابلہ
کیون کیا بعد الزام ایک دوسرے پر اور وہ سہرا تیسری پر لگا جاوے تانسی کوچ ہوا تو اوکو جرنیل
نکلس صاحب نے گشتی فوج کے شامل کیا گیا صاحب اوکو فلور کے طرف لگے اور قلعہ فلور کے پاس جا کر اسی
ہتھیار چھین لئے جب حکم کا صفہ پر پاپا ہوا تو ایک گردہ ہلم کے سفردہ ہندوستانیوں کا اس ضلع میں آیا اور
دریا میں ہلم کے ایک خزانہ میں قائم مقام ڈوٹی کمانڈر تانیا صاحب نے اوکو گورکھ کر مار دیا **ضلع**
اس ضلع میں عذر کے وقت اس میں دامن رہا صرف ایک ناد و تھنوں کو بھرم ہندو بردازی سرانہ
چونکہ لبر کے سارے سوار ان بقاعدہ ہندوستانی ماتحت کتیاں ماکن صاحب اس ضلع میں آئے تھے
انہوں نے البتہ خوف پیدا ہوا اگر وہ ہندو تھنوں سے بھرپور قوم کھول کی شروع ہوئی تو کتیاں لگا چکا
اس لئے سالہ لاکھ لوان کے مقابلہ کے واسطے لگے اور پچاس آدمی اور پچاس لکھ چور گروہ بھیج دیے تھے

اور ماس صاحب کشترا اسٹنٹ کشترا کی اونگر ساتھ جو بقیس آدمی تھے لڑائی ہوئی اور صاحب بھی قتل
 ہوئے ضلع خانگڑہ اگرچہ اسضلع کے پاس مضبوط پلٹن تھا جس کے اندر بھی دلوں کے نچلے حصے کے
 غارتگر بھی ہو جو دھتور بھی اسضلع کے رہا یا کو کچھ تاثیر مضعدہ کی تھوئی ہیڈ میں صاحب پٹی کشترا کے خوش نظام
 رکھا خزانہ دیکھری و دریا کے گھاٹوں کو مضبوط کیا نو ملازم فوج بھرتی ہو کر اور اضلاع کو جاتی رہی
 و سرہ غارت خان مضعدہ کی وقت ڈپٹی کشترا اسضلع کے کپتان پالک صاحب تھوڑے عرصے میں
 کی کپتان میں صاحبان اسیر رہا پنجابی لمبرک کو اپنے پاس بلا لیا ابھی یہ صاحب تین سو سوار کے ساتھ
 راستہ میں ہی تھے کہ اونکی مامور بھی اور جگہ ہو گئی اسلئے تین سو سوار اور تین سو سوار وہ نو ملازم رکھ کر
 جو کیوں کی حفاظت کو مامور ہوا اور نو ملازم فوج ہی چلنا نہ دھڑاندی دھڑاندی کے حفاظت پر مامور ہوئی
 چاروں طرف کے بد خبرین سکر ایک قوم نے عیان بھی شوکت کا ارادہ کیا تھا مگر اور قوموں نے اونکو روک
 لیا سوار اور اونکو طلب ہو کر ضلع میں کئی گئے بعد انتظام کامل ضمانت پر رہا ہوئے ضلع کے اندر میں جہان گور
 نے مضعدہ کی باتیں کہیں وہ سرایاب ہوئے ضلع و سرہ اسماعیل خان بنو قریظہ غزنوی
 و محکمہ کے اندر بوقت مضعدہ فوج مضعدہ ذیل تھی وہ پلٹن پنجابی بیادگان سوار ان پنجابی رہا
 پنجابی تو خانہ و سکھوں کے پلٹن ایک پلٹن کے ایک سوار پلٹن کے ایک سوار پلٹن کے ایک سوار پلٹن کے ایک سوار
 کر شاہ در جہلم وغیرہ کے طرف کوچ کر جاتے در جب تک تین لمبرک کی سبھی پلٹن نہ آدمی ہوں کر محکمہ کی
 حفاظت بخانی تو خانے اور دینی لوگوں کے متعلق رہی جب بیکلم فوج ہوں ہی ملی گئی تو ملک والوں کو اندیشہ
 پیدا ہوا مگر کوئی صاحب شہر والوں کی بھت نسل کی بھرتی ۳۹ لمبرک کی سند و شانی پلٹن جہلم و سرہ
 اسماعیل خان میں ہوئے تو لوگوں میں بھت خوف و ہراس پیدا ہوا مگر صاحب ضلع نے چپ چاپ بیکمال حکمت
 علی و دلاسا اونکو بے ہتھیار کر دیا کپتان یعنی صاحب ۳۹ لمبرک کے سبھی پلٹن کے افسر نے صاحب ضلع کو اطلاع
 دی کہ ایک سائش در میان سند و ستانہوں اور سکھوں کے ہو کر سکھ اسات پر آدہ ہیں کہ افسروں کو قتل
 کر ڈالیں چنانچہ صاحب کے اوسے روز شام کو اون سکھوں کے ہتھیار جو تیرہ آدمی باکیو تیرہ تھوڑے لٹو اور
 پیچھے سے برخاست کر دیئے اسطرح ایک اور چھتری ہوئی کہ ۳۹ لمبرک کے سند و ستانہوں کا ارادہ ہو کہ قلعہ
 اسو اسطرح قلعہ مضبوط کیا گیا اور وقت کے خبر نے قلعہ سے لیا جب لمبرک کے بقاعدہ سوار مضعدہ ہوئے تو کپتان کو کچھ
 ملتان سوار ان کی فوج لیکر دریا میں سکھوں کو ملو اور ساتھ میں شہر گنڈہ میں ٹکر کر وہاں ہوئے اور وقت کپتان
 تاکر صاحب کی فوج اور دستہ کو صاحب کشترا اسٹنٹ کشترا کے ساتھ تھوڑے گراں کے ہوئے پٹی سوار اڈل کشتی فوج نے
 دھان ہوئے سوار دن کو مضعدہ سے روک دیا تھا ضلع ملتان مضعدہ کے وقت متہر ملتان صاحب متہر

مگر او نے کھانہ کھانے کے بعد صاحب دہلی کے کشتی کے اوپر گارو کر دیا اور لاہور پہنچ کر ان کو بہا لکھو
اور مسند وں کے دو فرق ایک س نفر سپاہی ملٹن لبر ۱۴ سندھستانی و دہری و لبر کے بقاعدہ رسالہ کے سوار
۱۴ جو بھان سہرکشی کی وہ قتل کیے گئے۔ ۱۴۔ ماہ ستمبر کو جب بارکی قوموں میں سہرکشی ہوئی تو اس ضلع کے لوگ بھی
وہ و دہری و دہری ہو گئے اور آمد و رفت درمیان جنگ اور لاہور کے تھوڑی مدت بند رہی اسلئے
اور اسی صوبہ اور رسالہ بقاعدہ لبر و اناسخت کپتان مارکن صاحب کے اس ضلع میں آئے اور بعد ازاں نو فلام
فرج چلیے اور گجر نوارہ میں بھرتی ہوئے تھے جہاں بھوٹو اور جنرل کے طرف سے سپہ سالار صاحب انہی
لیکچر جنگ میں دار و دہری اور سپاہیان صاحب کپتان کشتی کشتی فرج پولیس کوٹ کمانڈر ضلع کو گجر
کو سامور ہوئی مگر کوٹ کمانڈر نے بھوٹو سے پہلی ہی مسند وں کے کوٹ لیا تھا اسلئے وہ بھوٹو کے پاس
بھلا آئے اور اسلئے پولیس صاحب شور کوٹ کے طرف مسند وں کے قبضہ کو اسلئے بھی گئے وہاں جا کر انہوں نے
شرعی جانفشانی کی مسند وں کو گرفتار کیا موشان او کی ضبط کر لیں غرض حکام کی محنت و جانفشانی سے
تھوڑی دیر میں ضلع کا انتظام بخوبی ہو گیا **ضلع کو گجر** مسند وں کے وقت اس ضلع میں انڈین
قائم مقام دہلی کشتی اور سو وقت آخر انہی ۲۴ لبر سندھستانی ملٹن کا کھیر تھا صاحب کے او کو فی الفور
کر دیا اور لاہور کو روانہ کیا اور گمار کہی کے ملٹن کے سپاہی سرکاری دفتر وں برسامور ہوئے ۲۴ مئی کو
درجہ دار کے مسند وں نے پہنچی تو دوسو سوار ماتحت انڈین سپاہی صاحب حکم انڈین انڈین
کے گزر خاصا کمانڈر تھا کو روانہ ہوئے جنہوں نے اپنی سواروں کے ساتھ بھیانہ میں بڑی شہریتیں مان
کیں اور سیریک بڑی ڈاک اس علاقہ سے سرسہ تک بھلائی گئی ۲۶۔ جون کو جب بھیری ایک بھیر کے جہانہ
کی تلاش ہوئی اور عند التلاش تاکہ دانیوں وغیرہ اشیاء جگر و اسلئے جہانہ کرانہ جاری کی مخالفت تھی
ہوئے میں اس جرم میں جہانہ کا وار دہری و غارت ہو اور دفعہ کی نسبت بھی جرم تھا کہ اسلئے قید ہو گیا
اجازت دیدی تھی کہ تم اپنی سردار احمد کھل کو مل لیا کہ اسلئے احمد کھل کو بلا کر محکمہ میں نظر بند کر دیا
۲۶۔ اگست کو قیدیوں کے جہانہ میں شورش کیا گیا رکھی ملٹن و ان کے حوالہ کی حفاظت برسامور تھی
طرف گولیان جہانہ اور ستر رکھ صاحب کپتان کشتی کشتی فرج پولیس کے ساتھ قیدیوں کا مقابلہ
کیا صاحب کی وں قیدی ماری گئے تو باقی ماندہ سپہ سالار احمد کھل بھی اس وقت نظر بندی سے بھاگ کر چلا گیا
اور پھر خدات بر طلب ہو کر لاہور اور قومیوں اور سردار بھی خدات بر لاہور ۱۴ ستمبر کے رات کو
ایک آدمی نے انڈین انڈین صاحب کو اگر خبر دی کہ تمام سردار جہانہ میں آکر تو تھوڑے سب گروں
بلا اجازت چلے گئے ہیں اس راہ پر کہ گھروں میں جا کر فساد برپا کریں اور کھلی کھلی سہرکشی ہو یہ بات سکر

الفنشن صاحب کو سخت اندیشہ ہوا اور ایک ضروری واپس کر فوج سوار و چند یادگان کے جو خیر و
 پہلی لاہور و ثناء و کور و اندہ ہوئی تھی و اندہ کی اوہین سے اکیسویادہ اور تیس سوار واپس ہوئی تھی و
 کو چلیا نہ سو کا کلر ایک سچے سرائی میں رکھا گیا تفصیل کا مکان بھی جو سرائی کے پاس تھا سفید بودا و برکلی صاحب
 اسٹنٹ کشن و اسٹی گزٹاری احمد کھل کے جو سرگروہ مفند و ن کا تھار و اندہ ہوا اور احمد کھل کو دریا کے
 کنارے ہو چکر دریا کے دوسری کنارہ پر پایا و ہوا صاحب کو یاد از بلند کہا کہ میں نے اب سرکار انگلری کے
 اطاعت ہو کر کشادہ دلی کی تابعداری مان لی ہے اسوقت ایک مولوی مسلمان مفند گزٹار ہوا اور زیندا
 کی مویشی بھت سی بکری لگی اور جہاں سے ایک نو فلا و نا گیا بھت مفندہ کی خبر سکر موجب حکم سرکار کے کٹر
 باطن صاحب اسٹنٹ کو ارٹر ماسٹر جنرل ۳۰ میل کا فاصلہ ۳۰ گنٹہ میں کاٹ کر لاہور سے گوگیرہ پہونچے
 اور نگر تحت میں تین توہین اور ایک اہلبر کی گورہ بلٹن اور کچھ حصہ سیمان خان کی پولیس بلٹن کا اور
 تھوڑی سی سی بی بھرتی کے ساتھ سوار تھوڑی سی بلٹن صاحب و سوت سی ایک گنٹہ پہلی بھو سخی تھوڑی سی جوت
 مفند دن کے گوگیرہ کے محکمہ پر چلے کیا تھا جب نزدیک پہونچ تو تھوڑی سی چھوڑی اور ناگوشاد یادہ سٹ گزٹو
 سرکاری فوج ہاتھی لٹنٹ انریل اسی جی جی صاحب اور نگر تاقب کو گزٹو اور اسپین سخت لڑائی ہوئی
 اس لڑائی میں احمد کھل اور لٹنٹ انریل اسی جی جی تھوڑی سی و نوسل ہوئی اور اس سے دوسری لڑائی میں
 مشر برکلی صاحب اسٹنٹ کشن و تھی گانو کے پاس تھیں جنگل بار میں سرکشون کے ہاتھ سے کام آیا اور حقدار
 سپاہی بھی برکلی صاحب کے ساتھ تھوڑی سی بھی اوسے پیدا نہیں جان تھوڑی سی حال دیکھ کر لٹنٹ الفنشن صاحب
 جو ڈیٹی کشنری کا کام دیتی تھی جبریں صاحب ڈیٹی کشن کو جو اوسے روز سے رابرٹ صاحب کشن کے لاہور
 سود مان گئی تھی اپنی حکمہ حاکم ضلع کا چور کر خود سرکشون کے سرکوبی کے واسطی چلے گئے اور انہوں نے سنا کہ
 تحصیل شریہ کے دشمنوں نے لی لی ہے اور پھر جبریں صاحب جو بلتان سے معہ سالہ مقاعدہ سواران انترا
 و فوج یادہ ساتھ آئی تھوڑی سی و جی و طنی کے سرائی میں گھیر گئے ہیں بھت ہی لٹنٹ الفنشن صاحب
 و کریل باطن صاحب معہ فوج اونٹنی بہ دو کچھ و طنی کو گئے اور و ان ہا کر اذ کو دشمنوں کے کھیری سے چھوڑا
 اور معلوم ہوا کہ جبریں صاحب تین روز و ان تھوڑی سی سخت اندیشہ میں رہی جی و طنی کے رہنرو الو تھوڑی سی
 کچھ دن کی اور سرائی کو جہاں جبریں صاحب اوتری ہوئی تھی مفند و ن کے ساتھ ملکر گھیر لیا و سوت
 مشریم صاحب اور شیل صاحب جو انجیر اور ڈاکھانہ کے افسر تھے دشمنوں کو ٹھہری کھا دے سی سی شالی رہی
 اور تین دنوں میں کپتان کشن و صاحب معہ سواران انگلری و کرائی فوج ہاتھی کپتان مشریم صاحب
 کے بکوج متواتر لاہور سے چلے کر گوگیرہ پہونچے اور نیز ڈنٹ صاحب کی پنجابی بلٹن و د راسپی توہین بلٹن

انگلیں تھوڑی دن بعد ایک اور فوج ہاتھی چرواہے اور ایل صاحب و کپتان تر و نسیم صاحب کی ملتان سے آگئی
 جو پہلے سے شامل ہو چکے تھے۔ دوسری لمبر کے بیقاعدہ سوار گورڈا سپورس اور تھوڑے اور
 کپتان کٹر صاحب سمیت فوج دیکھ کر کپتان صاحب سے سواران بیقاعدہ لمبر اور چاب و دو کتب میں جا کر
 مفند دن کے مقابل ہوئی اور پھر ملٹن صاحب کٹر صاحب کے جگہ ملکی انتظام میں مصروف رہی اور
 سحر مار سڈن صاحب جو بہت سی گوریہ میں تھوڑے ڈپٹی کٹر گوریہ کے ہوئی اور کپتان سڈن صاحب کے ساتھ
 خاص گوریہ کر حکم میں رہی اور لفٹنٹ الفسٹن صاحب چرلین صاحب کے چھ وطنی سے چکر براہ کوٹنگا مفند
 اجتماع کے مقام قلعہ پہلی پر حملہ کیا۔ ایک ایسا مقام بار و جنگل کے اندر تھا جس کے پار و طرف پانچ میل تھا
 اور تین میل چوڑا اگر جنگل اور چھین اور سکو ایک لہ جاری تھا جس کے مفند دن کو نصبت رشتہ بہاہ تھی
 گھاس اور زمین اس قدر بلند تھا کہ گورڈا سے سوار اور زمین دکھائی نہیں دیتا تھا۔ چاہے سوار چکر اور تک
 ہو سچو جب اپنی ہی فوج میں قدم تک جنگل کے اندر جاتی تو اپنی آنکھوں سے پوشیدہ ہو جاتی تھی۔ شہری درخت
 بلند و موٹی خاردار ہتھیر گھاس کا کٹا نصب سختی اور جلانا سبب بڑی کے دستوار تھا دشمنوں کے اوتارے
 کا مقام اور اونکی اجتماع کا اس جنگل میں بخوبی دریافت نہیں ہوتا تھا صرف اونکی ڈھولوں کی آواز
 سنا سنا ہوتا تھا کہ جہاں سرکشوں کا اجتماع ہو اس واسطے سرکاری فوج میں بھی ڈھول کا استعمال ہوا
 جب تک دشمن اس جنگل میں چھو سرکاری فوج کو اونکی مقابلہ میں سخت تکلیفیں اور ٹھانی ٹپیں اور کٹنگا
 ہنوی کر کے جدید سرکار کے اقبال نے یہ شہیدہ دکھلایا کہ دشمن خود بخود اس مقام کو چھوڑ کر ورتے
 شام کے بار ہو گئے پھر تو سرکار کو میدان ماتھے آیا اور نکالتا کہ کر نصبت سختی ہو اور اونکی ساتھ مقابلہ کیا
 جہیں کپتان سڈن صاحب تھوڑی دیر بعد دن کی گولی سے زخمی ہوئی اور دشمن شکست کھا کر بھاگ گئے اور
 نصبت سڈن صاحب نے اطلاع اختیار کر لی اور بہتوں نے اپنی آپ کو مستر رابرٹ صاحب کٹر گورڈا کے
 سپر وکر و ماہد انتظام قرار دے دی تھی کہ جو تھوڑے بہتے کو کپٹن ٹوٹا مفند دن کو ٹپری ٹپری سڑا میں ہوئے
 ہوشیار اونکی ضبط ہو کر سلام کی گئیں اہلک ضبط ہوئی آمیزہ کے واسطے ٹپری ٹپری ضامنین سرکشوں کے
 کھوٹائی گئیں ہتھیار جہاز وصول ہوئی لوٹ کا مال حقدار و مخون فی تحصیل ہرہ اور کوٹ کمالہ سرکھا
 سب اس ہوا۔ اس منہ میں بار قہوں کی زیادہ تر سرکشی اور بناوت سرکار کے ساتھ ہوئی تھی
 قوم کاٹھا اور کٹا سرور از جہان کا ہتھیار و سری قوم کھل جیسا سردار احمد خان کھل تھا اور وہ ہی
 راہی میں قتل ہو افسوس تو مہشتانہ اور کٹا سرور اچھا دل خان بیانا تھا جو تھی قوم و لوٹ انکی سردار کا نام
 سچو بی سلام نہیں ہوا افسوس راہی کے مجھ سب قومین مفاد و تا بعد از ہو گئیں کسی کے سرزمین سرکشی کا بچا

ضلع شاد و ریفندہ کے وقت شاد و ریفندہ و ستانی فوج بہت اور گورہ کم تھو اور سرکار کو یہ سب
 ضلع سرحدی امیر کابل و قوم سواتھی وغیرہ خود مختار قوموں کے طرح سے بھی سخت اندیشہ تھا کہ وہ ایسی نازل
 وقت میں کوئی بے اخلت جواو فراحت نادر و اسرکاری علاقہ میں نہ کر سکیں مگر انگریزی انسر و ریفندہ
 اور وقت بڑی جانفشانیوں میں اور ہر طرح پر ہاک کے انتظام میں سرگرمی کرتی تھی گڈریجان نکلسن صاحب
 اور وقت بڑی کشتی شاد و ریفندہ کے تھے اور کل فوج دو ہزار آٹھ سو گورہ اور آٹھ ہزار ستانی مسلح اٹھارہ
 توپیں اور ایک بڑی توپ بھاری سورجی کے ماتحت گڈریجان کاٹن صاحب کے تفصیل ذیل تھو گورہ فوج
 پلٹن نمبر ۲۰۰۲ اور ۲۰۰۳ ہر سالہ بمبارہ رسالہ نمبر ۱۰۰ اور ۱۰۱ فوج گڈریجان سرحد و ستانی پلٹن نمبر
 ۲۰۰۲ اور ۲۰۰۳ ۱۰۱ اور ۱۰۲ کلاٹ غلری فوج۔ سیاوگان گولہ انداز و سپان توپخانہ ایسی گولہ انداز
 بھاری سورجی کے توپ کے مٹی مہنی کے گیارہویں تاریخ رات کو چھ خبر تار برقی کے ذریعہ شاد و ریفندہ میں چکی کہ
 سرحد میں شاد و ستانی فوج کا مفدہ علامت ہو گیا اور دہلی سے تمام انگریزی انسر و ریفندہ قتل ہو گئے یہ بات
 سنا کر اور گورہ فوج کے چھ انتظام کیا کہ ایک گشتی فوج مشرق کی بنا کر اور انکو حکم دیا کہ وہ تمام علاقہ سرحد
 گشت کر کے لوگوں کو مفدہ ہو دیکھیں اور انکو حکم دیا کہ وہ نوشہرہ سے کوچ کر کے روانہ ہوں اور ان کے قلعہ میں چلے جائیں
 اور گڈریجان فوج قلعہ مردان سے کوچ کر کے پلٹن کے ساتھ نوشہرہ میں شامل ہو دی اور ایک سخت امتحان
 دیکھا کہ سپاہیوں کے چھپوں کا پوتا شروع ہوا اور ۱۰۱ لبر کے سرحد و ستانی پلٹن پر پوتا شروع ہوا اور پوتا شروع ہوا
 صحت و تین مقامات پر اسور کر دی اور انکو حکم دیا کہ وہ غارتگران قوم صند کو بس علاقہ میں انسر و دیکھیں یہ نظام ہوا کہ
 پلٹن کی اور پلٹن کے ساتھ خط کتابت کرنا نہ پادے اور نہ اس میں وہ تینوں حصوں میں اس طرح ہوا کہ
 جنرل ریفندہ صاحب کمان انسر و فوج شاد و ریفندہ کی کاٹن صاحب دیکھ کر نولی چرلین صاحب کے نظر
 اور صاحب کر نل نکلسن صاحب نے اس میں ۱۰۱ لبر کے ساتھ کوشش کر کے یہ تجویز کی کہ گڈریجان صاحب تو شاد و
 کی فوج کے کمان پر ہیں اور گشتی فوج متفرق ہو کر ہلکے سمت کو جادی اور دھان سے آگے ہی چلے جائیں
 مفدہ ہوا دھان کا انتظام کری اور قلعہ انک سے سرحد و ستانی شکی فوج نکال کر اعتباری فوج مامور ہوا اور
 اکیسواہی نغان باسختی فتح خان خاک کے حوالہ آدمی کی نو ملازم بھرتی ہو کر انک کے گڈریجان صاحب اور
 گڈریجان صاحب اولیہ ہی میں حضور حیف کشتی شاد و ریفندہ حاضر ہو کر ہر ایک انتظام کے واسطے شروع ہو گئے
 اسی تاریخ یعنی ۱۳ مئی کو گڈریجان پلٹن نے مردان سے کوچ کیا جب تک پہنچے تو انکو حکم ہوا کہ دہلی کو
 کوچ کر جادی نیا پتہ وہ باسختی جنرل اینس صاحب دہلی کو کوچ ہوا اور ۱۰۱ جون کو تین قلعہ کے عرصہ
 پانچواں سیل مل کر کر دہلی جا پہنچے اور پانچواں گشت کے بعد پہنچے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ اور کھانا تھو تھو

اور پھر از ان چند کشتیوں کے حکم سے دو ہزار سوار تھائی پشاوریوں نے نو طارم ہو اچو میں لاکھ ہر دسہ نقد جو
 ہوا وہی کے دستار میں کہنا تھا و انسی اوٹھا کہ قلعہ کے پاس بمقام میکہ زین گورہ کے گار دے کے حوالہ ہوا فوج
 قلعہ کی دو حصہ دن میں تقسیم ہوئی اور دو کرنیل انگریز اور دو کرائسٹنبرو اور ہر ایک حصہ کا تو بجا نہ بھی لاکھ الگ
 اور کمر شامل ہوا تو بجا نہ کے لین میں گورہ کا پھر قایم ہوا اور مای سندہ کے کل گھاٹوں کی مضبوطی ہوئی
 چونکہ پشاوری کے فارسی اخبار نویس نے یہ خبر غلط چھاپی کہ کلات زئی کے بلٹن نے اپنے افسروں کو قتل کر دیا
 ہے اس سوا ستر ایشیاس اخبار کا قلعہ ہوا اور اخبار کا جہاں سندہ دیکھا گیا اور سبب ہنوز خبر سرکشی ۵۵ لبر
 سندہ ستانی بلٹن اور کچھ حصہ والی لبر کے بقاعدہ سواروں کے بمقام کو شہرہ و مردان نامور تھی ایک ٹکڑا
 گورہ فوج کا اور بلٹن سے طلب ہوا اور میری صاحب دہلی کشتی ہزار ہے کے و بقاعدہ بلٹن نامور
 ہزارہ سوار کو بھیجا اور سندہ ستانی بلٹن والوں نے جو آپہن چھپان مضمون برپا کر کے شہر
 و فساد کے تقریریں کیں وہ پکڑی گئیں اور ان کی سددی کے واسطی افسران ضلع محبت شہرہ ہوئی
 بیسی بھیجی فوج کی پشاوری میں شروع ہو کر سبب میں صاحب ضلع کو اس سے بد و مانگو گئی اور خون نے پچاس آدمی
 بیاہتی شیرخان سزد آرنکاش کے روانہ کئے اور خون نے پشاوری اور سرکاری مکانوں کی حفاظت
 کی چند روز کے بعد سندہ ستانی فوج کے ہندہ کا شغل چکا اور ایک ٹکڑا ۵۵ لبر کے فوج کا جو ایک ٹکڑا
 پشاور تھا سرکشی ہو کر نوشہرہ کو کوچ کر گیا اسے سین ایکل و ٹکڑا ۱۲ لبر کے ہندوستانی بلٹن کا جو پشا
 کو کشتی کا گودام لہجہ جاتا تھا اور کئی شامل ہوا اچھے و دو گروہ قریب چالیس یا پچاس آدمیوں کے تھے
 یہ خبریں ہزارہ ایک سوار کی بار کے ہاکس نوشہرہ میں بھی گئیں اور منفی جانوں کے دروازہ پر
 دو سو دن لبر کے بقاعدہ سواروں کے ساتھ مقابل ہوئی اور بے ہمتیا ہو کر مجوس گئی گویا جب یہ خبر ۵۵
 لبر کے گئی کو نوشہرہ کے مقام پر ہوئی تو وہ بھی سرکشی ہو گئی اور سواروں پر ہندو قسین چلائیں اور
 ایک افسر کو جو اس حرکت میں مشغول تھا غارت کر کے نکال دیا اور چائے کے دوران تکمال کو نکال دیا جاو
 اس طرح جم ہو کر اور پراپڑ ہو اور ان کو متفق کر دیا وہ قریب سو جوان مضبوط آدمی تھے سرکشی کے
 بعد وہ میکہ زین پر گئی اور میکہ زین لیکر اپنا سر انجام بخوبی کر لیا پھر کشتیوں کے مجموعہ پر چو دریا جم
 تھیں جہاں لکھا اور چائے کے پیریاں کامل کے پار ہو کر ۵۵ لبر کے ہندوستانی بلٹن سے جو بمقام مردان تھے ملے
 ہوں اور وقت مل دیا کامر شہر صاحب انجیر نے توڑ دیا سیانی کشتیان لیکر بھت سی تو دریا سے تر
 کئے اور کچھ عرق ہو گئے اور وقت ۱۰ لبر کے بقاعدہ سوار اگر چہ ہندو کے شامل نہ تھے مگر ان کو برخلات بھی
 اور ہندو نے کچھ کاغذ کیا آدمی رات کے بعد یہ خبر پشاوریوں میں پہنچی اور پھر رادہ ہوا کہ ہندوستانی فوج

کو اگلے روز ہتھیار کیا جاوے اور ہتھیار لینے کے باب میں سخت سخت برسرین عمل میں آئیں مگر انگریزوں نے
 اس فوج کی دعویٰ کرتے تھے کہ ہتھیار فوج نافرمان تھیں یہ تو بھی اونکی مرضی کے برخلاف ۲۲ مئی کو
 فوج کے ہتھیار لینے کی تجویز قرار پائی اور ارادہ ہوا کہ چلی پانچ لاکھ سالہ اور ۲۴ د ۵۱ لاکھ کے
 بلٹن کے ہتھیار لے جائیں اور ۱۱ لاکھ کے ہندوستانی بلٹن اس سے اخذ ہو رہی تھیں کہ اوکھون نے سفید
 کے ساتھ شامل ہو کر ہتھیار کیا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ کل ضلع و محکمہ کے کام کرنے کے واسطے اس
 بلٹن کا باقی رہنا ضرور ہی اگر وہ بھی سرکشی ہوگی تو وہ اور لاکھ ۵۰ لاکھ کے ہتھیار سواروں
 ہتھیار کیا جائے گا دیکھ کر یہ کہ چلی سرکشی میں وہ سوار بھی چھاپا رہے تھے اور اونکی ابھی تک کیا
 شہادت ثابت تھیں ہوئی تھیں بائیں تا پانچ مئی کو وقت معینہ پر فوج کو ہتھیاروں کی سرپرست بر ملا
 اور گورہ بلٹن نمبر ۱۸ اور تو پانچ ہتھیاروں کے اسخام کے سامنے جسٹس کے موجود ہوئے اور حکم
 کہ وہ ہتھیار ہندوستانی فوج کی ایسی نزدیک بھی تھیں کہ ہندوستانی انکو دیکھ کر غصہ کیا ہو
 اور انکو ہتھیار ہونے کے وقت فوج کو الگ الگ کھڑا کیا گیا اور اسقہ اونکو فرصت ملی کہ وہ ہتھیار
 مشورہ کرنے یا پورے آخر کار سب فوج نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے ہتھیاروں کے لیتے ہی اونکو و اس کیا گیا اور
 انگریزوں نے بھی جو اونکی ہتھیار لینے سے ناراض تھے اپنے سرکشی و کاٹھ و غیرہ اٹار کر رکھ دیے اور
 نوکری ہو کر دی اس اجتماع کے وقت ملکی سردار و جاگیردار وغیرہ بھی حاضر تھے اور دیکھتے تھے کہ آیا آخر
 اسکا کیا ہوتا ہو اس تجویز سے کہ ہر سب کو یقین کامل ہو گیا کہ اب پھر انگریزوں کی سلطنت مضبوط و قائم ہو
 اور ملک و الان کی دلہی دلداری کی یہ اسطو نو ملازم فوج سوار دیا وہ رکھتے شروع ہوئے اور اونکی
 خاطر کیا ہی سوار پورے یا جو ان اور برا یا محلا گھوڑا ہونے والی انور نوکر رکھ لیا جاتا اور وقت ہندوستان
 کو بھی یقین کامل ہو گیا کہ اب ملک و رعایا سب انگریزوں کے ساتھ ہیں۔ نوٹشہرہ سو شاد کو خبر ہو چکی کہ ۵۵
 لاکھ کے سپاہی اور ۱۰ لاکھ کے بقائد سوار ان مردان میں بڑا شور مچا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے
 قتل کردارین کے اسو اسطو سرکار سے اونکو انتظام کی تدبیریں ہوئیں اور پھر ان صاحب کو حکم ہوا کہ ایک
 سو نوٹشہرہ کو اسطو حفاظت گورہ بلٹن کے اہل و عیال کی جو میرا اور اگر مفید رہا ہوتو اونکو مفید دے
 اتنے ہی سچا دے ۲۲ مئی کو بت گیارہ بجے رات کو ایک فوج میں سو گورہ سپاہی گان اور آدھی سو بقائد
 سوار نو ملازم و فوج پولیس اور آٹھ ضرب توپ با تھتی کرنل جیوٹ صاحب جو ۵۰ لاکھ گورہ بلٹن کے افسر تھے
 اور کرنل لکھن صاحب نے دو سو چالی سپاہی گان مردان کو مفید دے کے سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے اور
 ۲۴ مئی آفتاب نکلنے کے وقت وہاں پہنچ گئے انکو آنے کی خبر پا کر وہ لاکھ کے ہندوستانی سپاہی گان

کے مہندہ کے خیر شاہ زمین پہنچی تھی مرگیا اور سید مبارک شاہ اور سکاٹیا باب کے بعد جانشین ہوا اور سیکے
سازش سے مانوس ہوا ہی بلٹن نمبر ۵۰ قلعہ سردان سے بھاگ کر اسکے پاس چلے گئے مبارک شاہ نے اگرچہ جانتے ہی
اؤٹ کو نوکر رکھ لیا اور ایک جگہ مقابلہ پر پہنچا مگر حسب و مخون سے تنخواہ مانگی تو او انکر سکا بلکہ او مخین میں
ایک سردار سے ہزار روپیہ قرض لیکر بطور قرض اڈنگو دیا سو اتھون نے جب دیکھا کہ مبارک شاہ منہ دستانی
فوج نوکر رکھ کر بھگوانیر کیا جانتا ہی تو اخون صاحب کے کہنے سے سب دس سے بھر گئے اور مبارک شاہ کے رہنے کو
نامبارک تصور کر کے مہندہ و ستانوں کے اپنے علاقہ سے نکال دیا سو اتھون سے لڑنے لگا مگر کچھ سیاسی تو کوہ کشمیر و تبت
لداخ کو چلے گئے اور کچھ بھگوانیر کے علاقے میں رہ گئے اور مخین و ایام میں گزشتہ نصف چھ ماہ سے
پشاور کل فوج گشتی پنجاب کی بگڑی ہوئی بعض چیرمین صاحب جیٹن جنرل کے مقرر ہوئے اور شہر خیر
سکیر خیر خیر خیر کے پشاور کے ڈپٹی کمشنر ہیں اور سالہ سواران سے قاعدہ لیسز اور برسر فساد و فتنہ اور
کوٹری و ہتھیار و مال اسباب ضبط کر کے اور فی کس دو دو روپیہ خرچ دیکر ایک کور و انہ کو کل فوج مقرر شدہ
پشاور کی تنخواہ و تنہ ضبط ہو کر نصف نفرت خوراک اڈنگو تھی یعنی اڈر قرضہ اور لین اڈنگو کا حساب ہو کر شاہ
ہزار روپیہ کی رقم قرضہ کی قرار پائی اور تمام گھوڑے و مال اسباب ڈنگو قرق ہو کر اڈر ہوا سرحدی سکانتا
قلعہ بارہو میکش میں ۲۲ لبر کے ہندوستانی فوج رہتی تھی مگر جب معلوم ہوا کہ او مخون نے آفریدی قوم سے
سازش کر کے کچھ ارادہ کیا ہے کہ وہ اڈنگو اڈر سے دریا منہ کے گزروں سے پار ہو جائیں تو سرکار
نے اڈنگو چھتیار لیکر قلعہ سے نکال دیا اور ملتان فوج قلعوں میں مامور کی ۱ جولائی کو دو آفریدی ملک
سراج الدین خیر خیر خیر سردار کا خط لیکر ۱۱ لبر کے رسالہ بتیاعہ کے پاس آئی خط کا مضمون یہ تھا کہ جو سید
میری پاس وی نیاہ باد می سوار دن کے وہ خط انسرون کو دیدیا اوسکی مطابق ملک سراج الدین ملایا گیا
اوسو خط سے اقبال کر کے کہا کہ میری نیت یہ تھی کہ جو ہندوستانی میری پاس آویگا میں اوسکو گرفتار کر اؤنگا
سید مبارک جو مہندہ پشاور کے مقرر ہندوستانی سپاہیوں کے سوات سے نکالا گیا تھا پشاور کے گھاٹوں کو جو
کے علاقہ کے طرف علاقہ پشاور سے شامل ہوتی ہو گیا اور وہاں کی رہنمائی والوں و بھائی مسلمانوں سے جنگا برائے
مولوی عنایت خیر سازش کر کے چائے کہ فساد برپا کرے اسو اسطو اسنو متفرق خان خیر زائے کو اسنا حامی بنایا
متفرق خان نے تمام علاقہ کو اغوا کرنا شروع کیا اور ایک شخص میر خیر خان نام کو اسکا کام سے متفرق کر کے حکم دیا کہ
وہ انگریزی علاقہ میں جا کر دمان کے رعایا کو اغوا کرے دیا پشاور سے اسکی اغوا سے شورش پشاور ہوئی یہی بات سنکر
میر خیر خان نے انگریز فوج سردار کے اپنے چار سو سوار اور دو سو بی توپیں لیکر اڈر پر جا پڑے
میر خیر خان قتل ہوا وہ پہلے سردار گرفتار ہوا اور پھر انسی ملا دو گا فوج سرکش ہوئی پھر حلائی گئی اور

رخصت و آئینہ کے کپڑے چھپا کر ان کے اور کل علاقہ یوسف زئی سے منہ کی ان منطقی کی بکریاں
 کہ دہلی کے خیرین و مان منجھاندہ و شہریت اور جہت سے منہ و ستانی سپاہی وغیرہ جاسیاسی بھاگ کر اس علاقہ
 میں پناہ گزین ہو کر ہوئے تھے اور انھوں نے انکو بھرتی کیا اور چار سو آدمی نے جمع ہو کر محرمی چند اقامت کیا
 اجتماع کی خبر پکڑ کر گنجان چھپس صاحبہ آٹھ سو فوج سوار دیا وہ اور چار سو فوج کے جنکو افسر سپہ
 وان صاحب حضور و مان گن کر اور رخصت الہ آباد منہ دن کو شکست کی سب سے اول اور کھامو لوی بھاگ گئے
 ساتھ غازی شہید ہوئے اور پھر کا منہ و منہ ترستی کا غارت ہو گیا سرکاری فوج نے گرمی کے موسم اور تنگ
 جاننے کے سبب انکا وقت نکال کر مولوی اور کافر صحت پاکر دوبارہ بڑی اجتماع کے ساتھ سرکاری فوج
 آئے اور گرائی ہوئی پھر تھیری گشت کو گنجان چھپس صاحبہ اور میروان صاحبہ کے معہ ایک ہزار تین سو فوج
 کے آدین پر چلے گیا اور دوسرے غازی بھی بڑی جرات اور اجتماع کے ساتھ آگے بڑھے اور کئی اتوی انگریز
 فوج نے بڑی دیر سے مقابلہ کیا اور فی الفور تیرہ بجی بھاڑ پر چڑھ گئے فوج کے ہونے ہی غازی بھاگ نکلا وہ
 تیس غازی تو دھڑکتے ہوئے بھاڑ پر گر کر مر گئے اور تین گرفتار آئے جنہیں سے ایک بریلی کا مولوی منہ و ستانی
 تھا اور منی چانسی پائی اس کو شش کے ساتھ پیچہ شورش رفع ہوا چونکہ سرکار کو اس وقت روسی کی بھت
 ضرورت تھی اس واسطے شاد و کے بھت سنا ہو کار طلب کر کے صاحب شہر نے انکو حکم دیا کہ وہ پیر کا کو چہ رو
 سیکرہ پر قرض دین مگر انکو دو نہیں تھے تھا کہ اس انگریزی عملداری تھیں یہیگی ہو اسطرح عذرات خدہ
 پیش کے خب تنگ طلبی ہوئی تو اقرار کیا کہ اسہین مشورہ کر عرض کرینگے کئی روز ادھون نے مشورہ میں
 گذارنے اس واسطے صاحب شہر نے ان پر حرامی کرنے شروع کئے اور دین کے باب میں بھایت
 ہی سخت تاکید کی اور محالیت میں انھوں نے پندرہ ہزار روپیہ دینا منظور کیا صاحب شہر نے پانچ لاکھ روپیہ
 طلب کیا اور ہر دن ایک روز کی مہلت دی اور پیر سنا ہو کار و ن نے ایک فخرست اسامی وار لکھ کر شہر کی
 اور لکھا کہ بھکو کوئی روپیہ نہیں دینا سرکار خود وصول کرے سرکار سے وہ فخرست مان مل کر اپنی کے پیر
 ہوئی اور اسنو چار لاکھ روپیہ کل شہر والوں مالدار و ن سنا ہو کار و ن سے خدہ کر داخل سرکار کیا۔
 ۱۵ اگست ۱۸۵۷ء کو خیرین نے پیر کے پیر امیر نام مولوی خاندان کشمیر بادشاہ سے جو کہ وہ دینہ و قسطنطنیہ کے
 گیا ہوا تھا اور خیرین آباہی اسنو کوئی خیل ساری قوم کو اپنی پائیں بلایا اور چاہتا ہے کہ خیرا کر سرکار کو
 برضلاف سنا دے یا اگر کسی کو کی خیل و جگہ اسکے پاس آئی ہو انکا کیا ہے مگر قوم منہ نے اثر کیا ہے اس خبر
 کے پہونچنے سے وہ وقت کے پیر نے منہ یون کی گروہ اور کچھ منہ و ستانی لکھار کے شہر دیا مہون
 کے ساتھ قلعہ محبی پر چلے گیا قلعہ کے اندر کلا تیزی ملین منہ و ستانی کے سپاہی تھے اور اس وقت تک تسلیم ہوئے

دشمن اس بھروسے پر تھا کہ قلعہ کے بندہستانی میں ان کو کھلا دیا جائے گا کہ اگر تمام اسانہ سپاہ و راجان سبھا یا چاکر
 قلعہ خالی کر دے یہ خبر مار صاحب ضلع نے ایک گھنٹی آفریدی بلٹن کی قلعہ والوں کے دے دے کو اس پر کی گئی تھی وہ
 قلعہ پر آدمی بھی کافی ہوئی اور ہندوین نے اپنے خزانوں سے قلعہ کو بھرا دیا اور چاکر کے ہاتھ سے قلعہ پر
 حملہ کر کے اس وقت سرکاری فوج ضلع میں آگئی تھی کہ ان کی سزا دہی کے واسطے مانور ہو اور وقت
 ایسا تھا کہ سرکار ان کو ساتھ بلدی میں آویں اور اپنی ملک کو دشمنوں کے حملوں سے بچا دیں اس واسطے ان کو
 یہ پیغام دیا کہ اگر تمہارا ہیچہ مطلب ہے کہ تم اپنی جینے ہوئی علاقہ سرکاری سے اس میں تو اس وقت سرکاری
 کی خدمت کرو اس کے عوض میں گورنمنٹ تم پر ہر بانی کرے گی کہ اگر تم نے یہ پیغام ہو کر دشمنی پیدا کر دے
 اور ہندو کے واسطے لگاڑ لگاؤ چاہیے کہ سید امیر کو کابل کی طرف روانہ کر دے اور اپنی سرکاری ضلع میں رہے
 کہ وہ ملی کی ٹرائی ختم ہوتی تک وہ جہان رہیں جب شہر کی طرف سے کوئی صفائی و اطاعت باقی نہ رہے
 تو تمہاری علاقوں کو واپسی کے واسطے حکام ضلع گورنمنٹ میں رپورٹ کریں گے اور یہ سرکاری علاقہ چھوڑ دیا جائے
 یہ بات ہندوین نے قبول کی اور یہ خیال اپنی شہر اور فساد رفق ہو گیا یہ اسراؤ کی طرف سے
 نا اہل ہو کر کامل چلا گیا اور خضیں دنوں میں ختم ہوئے تو مہینے میں ختم ہوا یہ اسراؤ کی طرف سے
 ان کو ہندوستانی فوج کی طرف سے بھی آئیں اور سرکار کو بھی یہ بتایا کہ اب ہندوستانی سپاہ ہندوستان بھی
 شورش کریں گے اور چاہیں گے کہ کیسے خبر اپنی شہر کے اندر نہ رہیں بلکہ ہندوستانی سپاہ ہندوستان بھی
 شہر پر چڑھیں ہوئی ہیں اس واسطے جنرل کوٹن فوج بھی آفریدی میں آگئی تاکہ ہندوستانی سپاہ کو چھوڑ دیں کہ
 باہر نکال کر نکالیں لی اور محبت سے ہتھیار ان کی آئیں تاکہ ان کو اور چھوڑ کر اس واسطے ہندوستانی سپاہ
 محبت غضبناک ہوئی اور ہندوستانی سپاہ کے پنجابی بلٹن پر حملہ آور ہوئی اور غالب اگر بہت سے ہندوستانی سپاہ
 میں سے لگے اس وقت آفریدی بلٹن کے ہندوستانی سپاہ پر چڑھ گیا اور ہاتھ اندہ ہتھیار ان کو ہاتھ سے چھائی
 اور ٹوٹی دارند و قون سے ان کو ساتھ لے کر نامشروع کیا یہ لڑائی لڑا دے کے پرست ہوئے شروع ہوئی اور خبر دے
 کے قلعہ کے بلٹن ختم ہوئی جب ایسا معاملہ ظہور میں آیا تو جنرل کاٹن صاحب نے تمام فوج سوار اور پیادہ
 کو مسلح کیا اور منفر ورون سے پہنچے وہ ٹیڑھی اور در تک ٹرائی ہوئی چلی گئی کل انھوں نے آگ ہندوستانی
 سپاہیوں سے ساتھ یا شہر تو چھوڑ دیا وہ ٹیڑھی اور در تک ٹرائی ہوئی چلی گئی کل انھوں نے آگ ہندوستانی
 جو حکم کر رہے تھے تو یہ آگ لگتی تھی غلادہ اس کے اور جو کل ضلع کی سپاہ وستانی فوج سے متفرق سپاہ
 یا شہر کے سرکش ہو کر منفر ورون سے پہنچے وہ ٹیڑھی اور در تک ٹرائی ہوئی چلی گئی کل انھوں نے آگ ہندوستانی
 چار سو اونٹنہ بند و ق کی گولی سے مار دی گئی اور ساری ضلع میں ایک ہزار و تیس سو اڑھائی ہزار ایک سو چار

کل و دہزار ہین سو پوہیں آدمی نو لازم جنگی بھرتی ہوا اور اگر وہ فوج جو دیر جاٹ اور کوٹاٹ سی بھرتی
 ہو کر شاد رہیں آئی تھے اور بھین ہین شمار گویا ہین تو پانچزار ہین سو ستر ستر آدمی شمار ہین آتی ہین انہیں
 ایکزار آٹھ سو سات سیاسی تو دہلی کو باہر ہوئی اور باقی شاید دس کے ضلع کے نظام ہین رہی آخر جب اکتوبر
 ۱۸۵۷ء کو دہلی کے فوجی خدشا در ہین ہوئی تو اسن و امان ہو گیا ضلع شرارہ و منفہ کو
 ضلع شرارہ و جہاد فی ایسٹ آباد ہین فوج رخت سکھ لبرادہ اور توختا بھارتی مورچے کا جہنم جہنم
 تھان تھا سو انرا و سکر ضلع کے کانم گویا اسطر ایک سو چاس سو اور ساٹھ سیادی جو ہین زبور جی ماتحت ہوئے
 صاحب دہلی کشتر کے تھے سو اس فوج ہین سین گنپان لبرادہ سکھ کے خلیفہ گورہ مری گورو و انہوں
 ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۱ء کو ۴۰ لبر کے سکھ پٹن دہلی کو چلی گئی صرف تین سو اکتالیس سیاسی ایسٹ آباد ہین
 سو اسطر اول ڈیڈہ سو سو اور باقی سو پادون کے نوکر رکھنی کا حکم آیا اور یہ صاحب نے جنگی اختیار پانا تو کام
 سیادیون کی ہر دہزارہ کے ریسون اور سردارون قلی گئی اور بھون نے اچھو اچھو سیاسی سلم جنگی
 جنگی ہین اپنی بھارتی بھرتی اور وہ دریا و سترہ کے گزروں اور شرکون کی حفاظت پر نامور ہوئے
 اجون کو کماون کی گورکھ پٹن ہزارہ ہین آئی سرکار نے انکی اطاعت کے امتحان کیو اسطر خدیو
 و گرفتار شدہ سیاسی مردان کی پٹن کے سرائو ہی کیو اسطر گورکھ پٹن کے افسروں کا کورٹ مارشل
 مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسہین سو اسی ہندوستانی افسروں کے کوئی الگ نہ شامل ہو گورکھ افسروں نے
 بعد تجویز ادین سپاہیوں کے نسبت حکم دیا کہ توپے اور اچھو جادین ہین وہ توپے اور اچھو گئے اور گورکھ
 امتحان ہین پورنی مطلع نکل اور دہلی کے مہم پر نامور ہوئے انکی جانے کے بعد ضلع کی فوج اور انہیں
 شوون کے صاحب ضلع نے ہری پور کے قلعہ کی مرمت کرائی میگھ زمین اور علاقہ کے فیزیون سے لیا اور
 قلعہ بھی مضبوط کسکل ضلع کے سردارون و امیرون کو بلا کر سرکار کی بھرتی اور غنائت کا اسد و کیا
 اور انکو سرحدی ہمایون کے ضلع رکھنی کے واسطی تاکید کی اتنی ہین خبر آئی کہ جو ۵۰ لبر کی پٹن سیاسی
 مقام ہتی مردان سو منفہ ہو کر سوات کو چلے گئے تھو اور سوات سے بھی سو اتون کے اونکو کمال داتا
 وہ اب اس علاقہ کے راستی سے کشمیر کو جاتے ہین اور ایک چٹائی فوج ہین کی بعد ایک چٹائی سکریٹس کے ہین
 آدمی مسلم ہندوستانی سفر راس علاقہ ہین آئے ہین اور دریا و سندھ سے بدلتے ڈیون اور ڈیون اور
 سرائو کے بار ہوئے ہین اب ڈیرہ اونکا اولو کے مقام پر ہو گیا اولو کا علاقہ کونٹس کے علاقہ سے وون کا
 سفر اور سردار محمد امین خان کے جاگیر کا وہان علاقہ ہی اور یہچہین آزاد قوم ہزارہ کے جو سو اتون
 ہم جیسی ہی رہتی ہی سو اسطر تمام جنگی و بھارتی تو ہین ہو جب تھو راجون سوات کے سپاہیوں کے ساتھ

اب اگر سپاہی سید پرستی سے جانیں تو کونسل کے طرف سے ایک بار اور پرستی بھاری شکل گذار دی
اور کے دہلی جو وہی میر خیرا کریم صاحب دہلی کشن فرسٹ اور دہلی میں ان کے بعد اور سرداروں اور
خانوں کے بلایا اور بلکہ فوج کے جمع کرنے کے دہلی حکم دیا اور فرمایا کہ کس طرح بھیہ باغی فوج منہ راہ ہو اور
لٹنٹ بولدرسن صاحب سسٹنٹ کمشنر کو حکومت ضلع کی سپرد کر کے جو وہ بھی صاحب کے ساتھ فوج لے کر اسکا
فوج پولیس نوٹ لارم کے اوپر کو کچ کیا اور مقام دو دیال جو وہاں سے کہیں سبیل پر سردارہ ہی جا کر انہی سے ملے
جب بھیہ خبر ہوئی تو حیدر استیجہ ہو کر دوسرے شکل راستی کے طرف ہو گئی اور اس استیجہ کے پرستے ہی پہلی دہلی
اور کو بھیہ ہوئی کہ اونکا خیر جہاں خود گولی کہا کر گیا اور اسکی مرستے کا بھیہ سبب ہوا کہ وہ جہاں جا رہا تھا
ہم سید پرستی سے جلیں اگر صاحب ضلع ہزارہ مقابلہ کر تو لڑا اسی میں مارا جانا بہتر ہی اور اس کے بہنو کہہ او
پاس اور ماندگی سے ہلاک ہونے سے پہلے اونکا کمانہ مانا اور اسکی اسکا مر جاننا سبب ہوا اور اسکی مدد
کی خبر دہلی کشن کو ہوئی تو حیدر نظام ہوا کہ اس علاقہ کے سیدوں کو سپاہ میں تاکید لگی اور قوت ہوا کہ
کو اجتماع کے دہلی حکم پہنچا اور خود بھی اسے خبر دی جب ہندوستان کے پاس ہوئی تو اس کے ساتھ گوجر اور
صاحب ضلع نے اونپر حملہ کیا مگر وہی شہر بھاڑ کے اوپر ہی اونپر ہنگی جس سے اسکا شہر سپاہی مارے گئے اور اسکی
سردار رئیس صاحب کے طرف سے زخمی ہوا اور ایک بھاری آدمی کو گولی لگی وہ سردار مقام بھاڑ یون کے ساتھ
کے ساتھ مقام ہند گیا جس میں ہندوستانی بھت مارے گئے پانچویں جولائی کو سبب ہنگی اور خیر حال ہوئے
پاس سے نیلاب دریا کے کنارے جو ایک مددگار دریا سے ہندو کا ہی ہوئی اور جہاں آدمی اور شہر سے رہتے تھے
کے دہلی پاس کے ایک گانوں میں شہر کا نو والاں نے چار تو اون میں سے گر قتل کر لیا اور وہاں ماندہ رہا کہ
کے خبر کو ہی وہ مستند ہوئے کہ گانوں میں باکرا آدمی ہوڑا لائیں شہر میں کوہستانی فوج اور خانگانی ہندو
سردار جاہوئی اور بھاڑ کے اوپر سے اون پر ہندو قتل ارنی شروع کیں اور دہری بھی وہ بمقابلہ شہر
اور دہلی شہر دوسرے روز کے صبح تک برآبر لڑائی رہی بھت سے ہندوستانی قتل اور زخمی اور در ہا
خون ہوئی اور بہتر گر قتل میں آخر کار بعد شہر سے شمشاد اور سخت لڑائی کے بل اور گانوں کا قتل
ہندوستانیوں کے پالیا اور چند نکلے فوج اور نکلے فوج ہوئے کہ اس گانوں کے رہنے والے ایک آدمی نے
موجب تحریر اخذ سوات کی اور اسکی حمایت کی اور اسکی کاسا مان مہیا کر دیا بلکہ اسکی حمایت اور
ادھیوں کے ساتھ اونکو لاوسر کے ہسل کے پاس جو کھیر کے ملک کے سردار ہی ہوئے اور صاحب وہ وہاں پہنچے
اور حمایت لوگ اون سے الگ ہوئے تو کوہستانی اور سیدوں کی فوج پھر اون پر جا پڑی اگر جہاں وہ بھڑا
مقابلہ پیش آئے مگر اونکی ماری کا بھیہ حال تھا کہ باؤن میں چھاپے پڑے ہوئے تھے اس کے پیچھے جہاں زخمی تھے

تھو بارش ہو رہی تھی سردی کے ماری کانپ رہی تھی آخر جب اونھوں نے اپنی آب کو قابل جنگ کے نہ مانتے
 چند آدمیوں کے قتل کے بعد متاعبت اختیار کر لی اور ہتھیار رکھ دیے ۱۲-۲۰ ویں اور وقت زندہ گرفتار ہو کر
 تینا لکس سپاہی کو کھیر کے حد کے اندر ہو سچ گئے تھو دافنے گرفتار ہو کر آکر اور کل ٹرائی میں کہتے رہے
 گرفتار شدہ سپاہی کو رٹ مارشل کے سنجوڑی سے مقتول ہوئے اس طرح ۵۵ لبر کی بد نصیب پلٹن کا انجام ہوا کہ
 بھت سی خواری اور ذلت کے ساتھ ماری گئے صرف تھوڑی سی سندھون کے جو مقام سوآت ہلام قبول کیا
 اور چند سپاہی جو چلی کے مقام پر غلام بنائے گئے جان ہی سلامت رہو اور دن کا حال صلیح کہ شاید اور
 ہزارہ کے علاقہ میں تحریر ہو رہی ہو اگر اس پلٹن کے سرایا بی سے اور پلٹن الان کو سخت عبرت ہوئی
 اس انتظام کے بعد فوج ہزارہ کی چھاونی کو واپس آکر اور ملکی فوج انعام و اکرام باکر رخصت ہوئے ضلع میں
 اسن و امان ہو گیا تو بھی دہلی کے فتح ہونے تک رہا ہزارہ کی دودلی و دور جو تھے اور وقت نظام
 یہی صاحب کا باوجود قتل فوج کے قابل تحسین ہے کیونکہ فوج کی قلت بہ قدر تھی کہ جب صاحب نے کپتان
 کوہ مری کو روانہ کیا تو ہزارہ میں صرف ۵۵ سپاہی لائق قواعد آموختہ اور ۲۰ سپاہی نو ملازم باقی
 رہے تھے مگر صاحب نے اپنی نیک خلقی و حسن نیت کے ساتھ ایسا انتظام کیا کہ ہزارہ کی رہا یا ہی سی فوج کا کام
 لیا اور ثوابت بھٹھا کہ صاحب ضلع دس برس کے عرصہ میں ہزارہ کے حاکم تھو اور اپنی حسن خلق سے
 سب عایا کو راضی و خوشنودر کہا ہوا تھا ضلع کو مالٹا اس ضلع کے دہی کشنر منسہ کے وقت
 کپتان لی سندرسن صاحب اور تین ہزار پانسوا دہی فوج کی تفصیل مل تھی پنہامی رجٹ سواران
 پنہامی توپخانہ اوسمیں سے غنہ الفرورت بھت سی فوج قلعہ الگ اور ضلع شاد کو پہنچی گئی اور کل
 فوج میں سے صرف پانچواں حصہ بھان رہ گیا اوسمیں سے بھی تھوڑی تھوڑی آدمی مختلف اوقات میں چل
 نکلیں صاحب کی فوج کے مشمول کے واسطو ماسور ہو کر رہے ۵۵ آدمی ۵۵ کو دہلی کے منسہ کی خبر کو مالٹا
 پہنچی اور صاحب ضلع نظام کی طرف راغب ہوئے اور سب ضرورت افغانی نو ملازم فوج نو کر کہہ کر ضلع کی
 مخالفت برامور کی بلکہ ایک ہزار چار سو آدمی نو ملازم شاد کے صاحب ضلع کے خدمت میں پہنچا اور
 مشہور چلی کے کار توں تھو اور فوج اوکری لینے میں غدر کرتے تھو وہ سب ایس کے خزانہ اور سترے حصہ
 قلعہ کو مالٹا میں بھیجا اور دہی فوج کی حفاظت میں رکھا تو پنہامی کی حفاظت نیزہ بردار سپاہیوں کے
 ساتھ کی اور حقد رنے نظامیان سب ہو سنجوڑی خبروں دہلی کے ضلع میں ہو میں اور شریوں کے
 دونوں میں ارادہ فساد کا ہوا اوسکو رقم کر کے اسکو اچھی اچھی تدبیرین وقوع میں آئیں اور اسن و
 امان رہا صرف ایک تہہ جو ایک سو میں مفیدے جمع ہو کر ارادہ فساد کا کیا تو صاحب نے خبری ہزارت سے اور کچھ

روکا اور انکو متفرق کیا اور جب قدر قوم توڑ پھوڑ اور بوری کے غارت گریں ہو کر گرفتار آئی اور ہندوستان کے واسطے سخت مضامین کی گئیں اور قوم آفریدی جو کوٹاٹ کے سرحد کے پاس بھٹ خالاں اور شہور تھی وہ بالکل چپ چاپ رہی بلکہ اس پر آدمی اور ہندو نے سرکار کی مدد کیو واسطے بھٹ خوشی کے ساتھ ہو اور کچھ کسٹ حکام اور برائے کمال ضلع میں بعلت ہندو پر داری کوئی نہ پایا بھٹا صرف پانچواں بعلت گنگا کے ہندو کے متوجہ نہ انداز دیکھ کر ہوئے اور پھر پھر گنگا ۵۸ لبر کے بلٹن ہندوستان کے حوٹا ور سے آئی تھیں بے ہتیار کی گئیں ۔ ۔ ۔

پانچواں حصہ پنجاب کے میدان اور کوستان کے متفرق احوال میں اس میں چار نقشہ ہیں پہلے تقسیم مسلمانوں اور ہندوؤں مزارات و مساجد و پریشکھاہوں کے ذکر میں

جیسا کہ دریا میں سب تک جب قدر میدان کوستانی علاقہ کا حال اس کتاب کے حصہ میں لکھا گیا ہے وہاں مزارات مقابر و پریشکھاہوں کا بیان اور قوم پرہیزگاروں کے خاص علاقہ پنجاب و کوستان شمالی پنجاب میں جو اکثر مسلمان بزرگوں کے مقبرے اور مسجدیں اور ہندوؤں کے مندر و پریشکھاہیں ہیں انکا حال بیان نہیں ہوا اس تقسیم میں کچھ محل فرما دیا گیا ہے اندراج پاتا کچھ شکر کے عمارت میں اکثر شکر کے مالک ہندوؤں کے مقبرے ہیں انکا حال بھی برسرِ موقع اکثر تحریر ہو چکا ہے یا قیام نہ اس حصہ میں ختم ہو گا ۔

مقبرہ محمد و قم علی ہجویری کچھ شکر کے عمارت میں ہے یہ مقبرہ شکر کے لاہور میں ہے سب مقبروں سے پہلے کا ہے ہندو مسلمان انکو مقبرہ ہیں یہ حضرت علقماری شادان غرین میں غرین ہے لاہور میں آئی اور مدت تک سلسلہ تعلیم و تدریس قلعین جاری رکھا ۱۲۷۵ھ میں حضرت دعات تھی اور بھان مدھون ہجویری اور اور کاشف دین انکی تاریخ دعات ہوا ہ صفحہ میں حضرت کاوس بڑی مہم دہا میں ہوا ہجویری سلسلہ حضرت کاچندہ اور آسے مرشد کا نام ابو الفضل بن خلی عیضا تھا ہوا ہ

لال حسین حضرت لال حسین ات کوئی مسلم لاہور خاص شکر میں والی تھی انکی باب کا نام کسراو تھا جسٹ مسلمان ہو کر افندی کا کام کیا اور ہندوؤں کے خور و سالی میں بھی شکر بیلول دریائی قادیان میں ہو فیض پایا اور حضرت محمد رسول گریطین آپکا ملائیت تھا اور لال بوشاک کچھ شکر اس واسطے لال حسین مشہور ہوئے ہوا ہ ایک برہمنوں کا لڑکا خولہ پور شہر شادہ کر رہی و الا تھا حضرت کو اس پر عاشقانہ نظر ہوئی تو وہ بھی مسلمان ہو کر کمال کو ہوا ہ اور

حضرت کو وفات کر بعد وہی خلیفہ و جانشین ہو الا ان حسین شہیدین بعد سلطنت اکبر شاہ فوت ہو کر اور
شاہدہ کے متصل دفن ہو گئے اتفاقاً وہ مکان دریا کے طغیانی سے غرق ہو گیا تو بارہ برس کے بعد ان
وہ مٹی نکالی اور پھان رکھی گئی شہید ہوا وہ مٹی ایسے برس بعد لال حرم کے فوت ہو کر سو سال شہید
شاہ پھان بادشاہ کے وقت فوت ہوئی اور پھر پھلو امیر مرشد کے دفن ہوئی گئی اس مزار پر مہدی جاننا
اور نسبت بخمیر کا ہر سال و در تہہ بڑی دہرم دہرم ہوتا ہے مقبرہ میران محمد شاہ موج دریا
سجاری می احمد حضرت سید سجاری اچھی سید جمال الدین مخدوم جہانیاں جان گشت کے اولاد ہیں
آج سے لاہور میں اگر سکونت پذیر ہوئی اگر بادشاہ کو انکی نسبت شراعتاً و تھا اسو اسلو اسو ایک لاکھ
روپیہ کی جاگیر حضرت کو صلہ ثبات اور لاہور میں چکی آمدنی حضرت کے لنگر خانہ میں صرف ہوتی تھی حضرت
وہ صاحبزادہ سید صفی الدین سید شہاب الدین تھو خٹکی اولاد لاہور و ثبات میں رہتی تھی میری صاحبزاد
سجاد الدین اولاد کے سلسلہ ایک سحر دروید تھا مقبرہ حضرت کا ان کے حیات میں حکم اکبر بادشاہ بنایا
کیا جب حضرت نے سال گشت ہجرت وفات پائی تو پھان بد فون ہوئی برسوں پہلے و زبھان عرس حضرت کا
ہوتا ہے اور اعتقاد مند لوگ حاضر ہوتے ہیں خواجہ محمد شاہ حضرت کی تاریخ وفات ہی مقبرہ شاہ
حرم گیلانی لاہور کے مزارات میں یہ مقبرہ بھی مشہور مکان ہے صاحب مقبرہ سید گیلانی سید
اچھی کی اولاد میں سے ہیں بزرگی اور ولایت اور کرامت حضرت کا ورثہ موروثی تھا یہ میں حضرت
وفات پائی اور عالمگیر اور ننگ زیب بادشاہ کے حکم سے یہ مقبرہ تعمیر ہوا مقبرہ شاہ ابوسہیل
فاور می یہ مقبرہ لاہور کے باہر متصل ہو ختم مزارات کے بڑا عالیشان بنا ہوا ہے حضرت شہید و امیر
کرمانی کے خلیفہ تھو خٹکی مقبرہ شیر گڑھ میں مشہور ہے شہید میں حضرت کو وفات پائی اور پھان بد فون ہو
پانچویں محرم کو حضرت کا عرس ہوتا ہے مقبرہ کے پاس ایک مسجد بھی قدیمی بنی ہوئی موجود ہے مقبرہ شہید
موسیٰ مسعودی یہ مقبرہ لاہور کے باہر قلعہ گوجرنگ کے پاس بنگلہ بنگلہ کا
ہو جو دوسرا صاحب مقبرہ سلسلہ سہروردیہ میں قطب العالم شیخ عبد الجلیل جو پھر کے مرید تھو شہید میں حضرت
وفات پائی اور مقبرہ سلطان ابوالہیم لودی کے حکم سے تعمیر ہوا اور کچھ عمارت و خدمت کے حضرت کے چچا
بھی تعمیر ہو چکے تھے یہ حضرت اگر ذات کے اور تھی گھر بڑی بزرگی و دینی با و تار تھی مقبرہ شہید
عبد الجلیل جو پھر قلعہ شہید مسعودی یہ مقبرہ لاہور کے باہر قلعہ گوجرنگ کے پاس بنگلہ بنگلہ کا
شیخ موسیٰ تھو خانہ کے اندر ہے حضرت صاحب مقبرہ سہروردیہ خانہ ان میں پڑی بزرگی ہو کر
ہیں شیخ ابو القاسم ابنی بابہ انہوں نے ولایت حاصل کر کے قطب العالم کا خطاب پایا سلطان ہوا اور

کے دفتر کے ساتھ حضرت کی شادی ہوئی نہ کہ مین فوت ہو کر بھان مد فون ہوئی شیخ یا فضل اب کی تاریخ
وفات ہو اور اولاد آپ کی اب تک موضع رہتے ہیں جو قریشی تاشمی کہلاتے ہیں مقبرہ شاہ
الوالمعالی قادری کرمانی یہ مقبرہ لاہور کے باہر شہر کے مشہور مکان پر عمارت
بھی روضہ کی ٹبرجی عالیشان ہے صاحب قبر شیخ داؤد کرمانی شیرگاہی کے مرید و خلیفہ و ہمیشہ زاد رہتے
اونکو حکم ہے یہ لاہور میں آئے اور فرض جاری کیا اور بھان مد فون ہشتادہ مین وفات پائی سال بھر مین
میں پہلی بھان ہوتے ہیں ایک حضرت کے وفات کے دن باہر بیع الثانی اور دو نو عید دن کے روز میر
اس خاندان کے اب تک ہزاروں مین اور اولاد حضرت کی بھی لاہور میں رہتی ہے مقبرہ شاہ
محبوب غوث قادری کرمانی یہ مقبرہ لاہور کے باہر دہلی و اکبری دروازہ کو در
ایک پر فیض مکان ہے صاحب فرار سید گیلانی سید من شادری کے فرزند دلیہ تھے بہت بزرگوں سے
انفون نے فیض پایا اپنی باپ بھی لغت باطنی حاصل کی ۵۲۱ مین حضرت کے وفات پائی اور بھان
مد فون ہوئی بھان مکان اور چار دواہری وسیع و نہال سنگہ رنجت سنگہ کے پوتے نے سمار کرادیا تھا
اور کل رخت موجودہ کو ادھر تھے منور خاں مزار کا چوترا کرتے بھنیں پایا بھاکہ اوسے روز تو ہنگ
قلعہ کے دیوار کے پتھر گرنے سے مرگے اوسکے مرتے ہی پھر بھیکر مکان مسلمانوں نے دوبارہ تعمیر کرایا
اور رخت بھی جو کٹ چکے تھے دوبارہ بھوٹ کر سرسبز ہو گئے آج شہر حضرت کی تاریخ وفات ہے
مقبرہ شاہ بلافل قادری یہ مقبرہ لاہور سے شرق کسٹرف دو کوس کے فاصلہ پر
واقع ہے صاحب مقبرہ سید حسینی سید شمس الدین لاہوری کے خلیفہ تھے شاہ بھان بادشاہ انکا بڑا متفقہ تھا
۵۲۰ مین حضرت کے وفات پائی اور دریا مریادی کے کنارے مد فون ہوئی شاہ بھان بادشاہ فیوان
بڑا عالیشان مقبرہ بنایا اگر رنجت سنگہ کے وقت دریا حضرت کے روضہ تک آہو سنا تو صندوق حضرت
وہاں سے نکلا دیا گیا اور بھان ابھی وہاں مد فون ہو کر ستر ہزار ہوا گیا ہر سال ۱۲ ماہ شعبان بھان
میلہ ہوتا ہے مقبول حق سرست آپ کی تاریخ وفات ہے مقبرہ شیخ محمد طاہر لاہوری
قادری یہ فرار پرانہ موضع مزار کے پاس لاہور سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر موجود ہے ایک
عجیب پر فیض مکان ہے صاحب مقبرہ سلسلہ قادریہ میں شاہ اسکندربن شاہ کمال کوٹیلی کے مرید و خلیفہ تھے انکو
حکمر لاہور آئے اور تدریس و تلقین جاری کی ۵۱۹ مین حضرت نے وفات پائی اور بھان مد فون ہوئی
۵۱۸ مین حضرت کے وفات حاصل ہوئی یہ ان کے خاندان کی گری اشک مقبرہ بنالہ میں موجود ہے
اور پیر حسین شاہ وہاں کے گری نشین ہیں مقبرہ صاحب امیر بالا پیر قادری لاہوری

شہر ہزار دن میں ہی صاحب مزار سید عثمان جو لہ بجاری کے پوتے تھے خلی مزار قلعہ لاہور کے اندر موجود
ہو دلاست ماز زادان کو حاصل تھی اور بعد خور دسالی حضرت کو مٹی کے گہوڑوں میں ہی شری الفیت تھی جو شہر
اسل حاجت مٹی کا گہوڑا لیکر انکی خدمت میں آتا فی الفور مراد پاتا جب یہ خبر حضرت کی باب کو ہوئی تو وہ
انکشان و اظہار کرامت سے بھرتا راض ہوئی اور فرمایا کہ اگر تو ایسا ہی خداوند تعالیٰ کو ناپا کر تا ہی
لو ابھی مر جائی تو حضرت او سبقت بچہ ۵ سالہ فوت ہو گئے اوس دن ہی آج تک بچہ کرامت حضرت کی ظاہر
ہو کر جو اصل حاجت مزار پر آکر مٹی کا گہوڑا پائی اپنی مراد پائی لاکھوں گہوڑوں میں سے حضرت کے مزار پر لکھو ہیں اور
سلسلہ میں حضرت کی وفات بعد اکبر شاہ وقوع میں آئی سلسلہ آپ کا سرور دیہ اور اصلی وطن قصہ
تعداد ادا آپ کے اول آج سے لاہور کو آئی چونکہ اونکو بازو میں چولہی بٹہ کا آزار تھا اسو اسطرح جو رہ سجا
شہر چھوڑا انکی اولاد اب بھی لاہور میں موجود ہے مزار شیخ محمد اسماعیل المشہور ہے
اور ابھی مزار پر انوار لاہور کی پٹ بفاصلہ تین میل کے ہے صاحب مزار بڑی بزرگ عالم صاحب لایہ
و کر است بھور دیہ سلسلہ کے پیر تھے حضرت کے وقت سے آج تک برابر بھان قرآن کا درس دیا جاتا ہے
اب بھی دو دیہ ہندو درویش نابینا دنیا اس خانقاہ کے درس میں قرآن پڑھتے ہیں اور سب کے دستوں
دو وقت کا کھانا اور کثیر احاطہ دین سجادہ نشین دیتی ہیں بلکہ خانقاہ کے درویشوں کے سوا کسی اور
اور سکین پاس فرا جاتا ہے تو کھانا پاتا ہے حضرت بڑی میان شہنشاہی عہد عالمگیری میں فوت ہوئے اور
سید و چار دیواری بھی قدیمی ہے جسے شہر کے دیسنگ کی سلطنت اور سیر سنگ کی وزارت کی وقت جب
سویسٹ ہنگر سیر سنگ کی پوجہ حاصل وزارت لاہور آیا تو بھان اگر اترا سیر سنگ نے سبھی فوج اور تو میں
کو سبکی مارنے کو ماسور کین فوج نے اگر خانقاہ کا مکان گھیر لیا اور تو میں جلانے شروع کیں اور سوقت آئے
کی چار دیواری تو پون کے گولوں سے سہا ہو گئی اور درویش بھر بھرت ماری گئے سوچت سنگ کے قتل اور
انکشان کے بخت بہت بڑا رہی شہر سید بھان محمد حضور می ابھی مقبرہ لاہور میں اڈائی میل سمت
خیمہ مشرق اقم و محب بر فیض مکان ہی عمارت بھی سچہ دعائیان ہے صاحب مقبرہ سید حسینی قادریہ خاندان کے
پیر تھے جو ریاضا طاب مقامات میں بعد عالمگیری بادشاہ فوت ہوئے مسجد وزیر خان شہر لاہور کو حصار
اندھیرہ ایک عالیشان مسجد شاہجہانی عہد کی بنی ہوئی ہے بانی اسکا نواب عالم الدین وزیر خان صوبہ لاہور تھا جو پور
امارت کا کام کرتا تھا اور مقبرہ بارگاہ شاہجہانی ہو کر لاہور کا صوبہ بنا عمارت اس مسجد کی خشتی کاشی کاری اور
اور مینو طبعی عمارت کی بھر پور ہے ملک میں اور کوئی خشتی عمارت اس کے ثنائی نہیں ہے اور کاشی کاری بسیار و بے
تھار ہے کہ باوجود گذشتہ دور و سوا لکھن کے اس مغل مہموتابہ کی گویا آج ہی بھٹی عمارت بنی ہوئی ہے اور مینو طبعی

بہت وسیع اور پچیس جن فوارہ دار چار گوشوں پر چارینار بخت بلند و عالیشان بنوین کہ اندر دراز پرا نو اسید اسحاق کا درخت
زیار گاہ خلق ہے چھ حضرت بزرگ ولی صاحب کرامت و خوارق تھیں دوسلمان خاص عام اکثر معتقد ہیں ان بانیان
حضرت کا خلاصہ چھ شہ میں حضرت کوفات بانی اور حیان ہونہ جو شہا بہمانی عہد کیا اور نواب وزیر خان نے
اس مسجد کی بنیاد رکھی تو نزار حضرت کا مسجد کے صحن میں لگیا جوات خانہ میں موجود ہے اس مسجد کی باہر میں دروازہ ہیں اور پچیس
صحافوں اور جلد گردن کے دو قطر دو کافین بنی ہیں پچیس دروازہ شرق و دیہ کے اور پچیس بنی اس مسجد کی مسجد کا مسجد
تاریخ میں بنا چوبیسیدیم از خرد و گستاگو کہ بانی مسجد وزیر خان صاحب نواب وزیر خان اس مسجد کو تعمیر کیا تو تولیت
اوسکی سید غلام محمد کو دینی دلا گیا مولوی محمد ضیف کو حوالی کی وہ فوت ہو گیا تو حافظ محمد صدیق جو ایک شاہنشاہی
تھا امام بنی اس بزرگ و گستاگو کہ بانی مسجد وزیر خان صاحب نواب وزیر خان اس مسجد کو تعمیر کیا تو تولیت
اسکے کتاب تو حقیقہ السنہ و تفسیر الہدیت و از التہ الفادات فی مناقب السادات و تہذیب الرق و مدار السنہ
تخریر کیں جو اب تک ادنیٰ یادگار موجود ہیں ۹۳۰ھ میں فوت ہو گیا اوسکی بعد حافظ غلام محمد المشہور گاہن
امام ہوا چھ فقیر بھی تھا او شیعہ عبد اللہ شاہ بلوچ کا مرید تھا اسنی کتاب گنگم مخفی منلوں میں لکھی اور کنگم اخیر میں فوت ہوا
پھر حافظ الہ بخش اوسکا بیٹا امام بنا چھ بزرگ و اعظم صاحب کمال تھا شیعہ میں فوت ہو گیا اور حافظ محمد اسکا
بیٹا اب امامت کرتا ہے اور چار دوکان کا کار یہ مسجد کے دوکانوں میں سے کہا تا ہی تولیت مسجد میں اب
سیرا اور علی کے ہے جو نواب وزیر خان کی اولاد کہلاتا ہے مسجد کا نام ہے **مسجد طلحہ** ایک عجیب و غریب قطعہ
شہر لاہور کے اندر صوبہ کے ۶۳۰ھ میں نواب سیر کبیری خان سیر بدین الملک صوبہ لاہور کے نائب
تعمیر کیا چونکہ بڑے گنبد و چوٹی گنبد بانی اس مسجد کے طلحہ زر کار میں ہو اسلئے سنہری مسجد مشہور ہے اس مسجد
بانی تو مہم کا سید سیران ہیکہ چشتی کا مرید تھا چونکہ جو ان خوبصورت و جلیل تھا میر بدین الملک کے مرید کے
بعد اوسکی عورت مراد بیگم اس پر عاشق ہو گئی اور وصل کی آرزو کے جب اسنی نانا تو اوس عورت کے
نے اسنی نک حلال دینت دار اسیر کو قتل و شہید کر دیا **شاہی مسجد** یہ مسجد لاہور کے
قلعہ کے غریب طرف بڑی عالیشان و وسیع سرخ پتھر کی عمارت ہے حکم اور نگ زیت عالمگیر بادشاہ باہتمام
وہ اسی خان کو کہ تعمیر ہوئی تیون بڑے گنبد اور چاروں پہلو چھ گنبد اسکو سنگ مرمر کے بنائے گئے تھے سو اب
بنیادوں کے چاروں گنبد مسابہ ہو گئے اور تین گنبد مسجد کے اوپر کے بخت بلند موجود ہیں عمارت اس مسجد
کی اس سنگی کے ساتھ بنائی گئی ہے کہ ہزاروں برسوں تک جنبش نہ کھاتے مگر جب سخت سنگ کے حکم تو این
تو سچانہ و کولہ و باروت و فوج رہنمائی تو فرش او کھڑ گیا اور سنگ مرمر کے سنگ بخت اوتار کہ لوگے بنیادوں
کے گنبدوں کا سنگ مرمر سخت سنگ نے او کھڑ و الیا اور چاروں بنیادوں کو بے گنبد کر دیا اسکی عظمت

کے زوال کے بعد اس سرکار انگریزی نے پچھلے مسلمانوں کے حوالی کر دی ہو اور عیدین و جمعہ کو مسلمان
 اس میں ناز و برکت میں شریعت دروازوں کے اوپر تار سیم اختام اس عمارت کی پشت پر تھیں ہزار ہا
 عالیشان عمارت عمارت عالیات خاص لاہور میں دو مقام پر رکھی ہیں ایک تو قلعہ لاہور کے اندر
 سبھاٹ شہر کاری دوسری خاندان فقیر غریب الدین و نور الدین مرحوم و مدفون کے مقبرہ میں رکھی ہیں اصلی
 حال ان زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہو گیا کہ جب میر تیمور گورکان صاحب قرآن کے
 بسال کتبہ ہجری عربی کے ملک پرورش کی اور شہر دمشق کا محاصرہ میں لیا تو اس شہر کے علما و فضلا و دانش
 کرام محبت و مخالفت و تبرکات لیکر اس کے خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کا حاصل کی کہ وہ تبرکات اس وقت
 اس پر مشہور ہوئے اور باقی ماندہ زیارات و آثار عالیات لیکر و سبیل سلطان قسطنطنیہ کا شہر مدینہ منورہ حاضر
 ہوا اور پچھلے تمام زیارات تیموری خاندان میں آگئیں آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ ان زیارات کو سنا
 لانا اور دیکھنا اور اس پر پچھلے دہلی میں ہوا اور شاہان غنائی پشت بہشت ان پر قابض ہوئے آخر احمد شاہ محمد
 کے بڑے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے کابل سے دہلی پر فتح پائی تو
 وہ غفلانی بیگم احمد شاہ کی بھین اور محمد شاہ کی بیٹی کی شادی اپنی بیٹی تیمور کے ساتھ کر کر غفلانی بیگم کو کابل گیا
 کابل میں جا کر غفلانی بیگم بابر ہو گئی اور اس کو والدہ ملکہ زانیہ شاہ بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیار کر
 کے واسطی کابل کے سمت کر دہلی سے روانہ ہوئے اور اس وقت ملکہ کے ساتھ صحبت ال نقد و زیور اسباب تھا اور
 کل زیارات بھی دس سو روپے انگلی کے وقت اپنی ساتھ لے لیں تھیں کیونکہ اس کا ارادہ تھا کہ پھر دہلی کی طرف
 نہ آوے اور جب تک زندہ رہے اپنی بیٹی غفلانی بیگم کے پاس رہے جب ملکہ زانیہ بصد حیرت و رشتانی قلعہ مالکو
 کے متصل پہنچی تو سکھان کفن و زونے کل مال و اسوال ملکہ کا غارت کر لیا اور ان زیارات کو ناکارہ مال
 تصور کر کے چھوڑ گئے بعد اس حیرانی کے ملکہ زانیہ راجہ رنجیت دیو والی جہوں کے پاس گئی اور چاہا کہ وہاں
 سامان درست کر کے کابل کو روانہ ہو اتنی میں وہاں ملکہ کو بیٹی کے مرعانی اور نش کے سہ کے طرف روانہ
 ہونے کی خبر پہنچی اور وہ چند جہوں میں ٹھہر رہی جب نقش غفلانی بیگم کی سہ اس کو کل مال و اسوال
 دینے کے ساتھ لکھوٹ آئی تو گوجرنگ و غرہ سکھوں نے ملکہ و مردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور مردہ کے پاس اس کو
 کفن کے باقی چھوڑا جب نقش جہوں میں گئی تو ملکہ زانیہ سبب کم خرچ اوبے سامانی کے سخت حیرانی میں تھی اور
 رنجیت دیو نے بھی ہر خدا پاکہ ملکہ اسے کا خرچ مجھے سہ لیں مگر منظور ہوا آخر اس نے ان زیارات کو بوجھ اپنی
 روپیہ کے ایک سو دوا کر کے پاس کر دیا اور روپیہ لیکر سبھاٹ فوج راجہ جہوں کے بھائی اور تری جب
 مقبرہ بیٹی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا عالم حشی و چوہدری میر محمد جاکم رسول نگر سے شہر سوہند اوغلام محمد

خیر وصال اپنے کے لکڑی خدمت میں حاضر ہو کر اور در خواست کی کہ حضرت ملکہ وہ زیارات عالیات ہر کوئی شہنشاہ
ملکہ زمانی براہ مہر مانی سمجھیں ہزار روپیہ یہ سوا سو زرہین کے لیا کر کے اس بات پر راضی ہوئی اور روپیہ لیکر
عطایات بھر خود اور لکڑی لکھ دی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرہن کو دیکر زیارتین کے لین میں
شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کر کے آپس میں نصف نصف تقسیم کر لیں اور اب وہی تقسیم
ہوئی زیارتین وہ مقام پر کہیں ہیں جہاں حال علیحدہ علیحدہ تحریر ہوتا ہے اول حصہ میر محمد حاکم رسول نگر کا ہے
حال یہ کہ یہ زیارتین اور سکر حصہ کے مقام رسول نگر میر محمد کے قبضہ میں رہیں اور سکر مرنے کے بعد اسکا بیٹا
غلام محمد قابض ہوا اور سکر وقت شہدائین جب رنجیت سنگھ کے باپ مہان سنگھ نے قسم اٹھا کر غلام محمد کو
قتل کر لیا اور اسکر کل ملک پر قابض ہوا تو صرف موضع سکر اور سکر گزارہ کہو اسطرح حال کہ اتنا غلام محمد
اپنی عیال و اطفال و زیارات کو لیکر موضع سکر چلا گیا مگر مہان سنگھ نے دان بھی اسکو چین نہ دیا اور پھر
اسی مدت کے بعد سکر بھی اس سے لیکر زیارات بھی میں میں میر محمد زیارات گزارہ آنوالہ کے قلعہ میں لاکر
رکھی گئیں مہان سنگھ کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا جس کا نام زمان درانی کامل سے آیا تو رنجیت سنگھ نے خوف
کے مارے اچھا مال اسباب درجہ زیارتین گزارہ آنوالہ سی انی ساس سد اکنور کے پاس قلعہ کیران بھیج دیا
وہاں یہ تبرکات ایک بالافانہ میں رکھی گئی اتفاقاً اس قلعہ میں ایک رتبہ الگ لگ گئی اور تمام قلعہ
چل گیا مگر جس بالافانہ میں یہ تبرکات تھے اور اس کے بھی مندرجہ میں باروت بھرا ہوا تھا الگ دانا لگ گیا
خود بخود منطقی ہو گئی اس درجہ اکنور کو ان زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ
باوجود کہ خدا بار انکو لینے کے واسطے بھیج دیا مگر اس نے نہ میں جب رنجیت سنگھ نے ہوئی تو اس نے میر زیارات قلعہ
کیران سے نکلا کر قلعہ چوڑہ کو بھیج دیا اور جب کل لکڑی اکنور کا رنجیت سنگھ نے میں لیا تو اس نے میر زیارات
شیر سنگھ اپنے وہو رنجیت سنگھ کے بیٹے کو دیدین اور وہ اپنے قتل کے دن تک اپنے پاس رکھتا رہا جب مازہ
تو راجہ ہیر سنگھ وزیر نے میر زیارت اپنی حویلی میں رکھیں وہاں جو کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی تو حقد
سوی مبارک نیکو غنیمت سمجھو وہ سب گم ہو گئے اور نیکو بانی خالی رہ گئیں جب ہیر سنگھ مارا گیا تو سردار جو ہر سنگھ
وزیر نے میر زیارات ہیر سنگھ کے حویلی سے لے کر قلعہ لاہور میں رکھیں کہ اب تک قلعہ میں موجود ہیں دوسرا
حصہ ان زیارات کا جو شاہ محمد رضا حاکم عشی کے پاس تھا اسکا حصہ حال یہ کہ شاہ محمد رضا تاجدین حیات آباد
قافلہ انچیر شیم سونہ انچیر شیم فضل الہی و شیم جیون کے قبضہ میں آئیں اور انکو وقت میں حکیم رنجیت سنگھ
فقیر نور الدین مرحوم عشی کے تعمیر کیا اسطرح امور ہوا اور انھوں نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے ہمت نہ ہوا
ہوئی اور وقت میں کل زیارات فقیر صاحب مرحوم فی شیم جیون و فضل الہی سے چھ مرتبہ کر کے خرید لیں اور یہ

دست آویزی کہ بالین تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور ان زیارات عالیہ ہیں
 ائمہ متعلق حضرت سرور عالم علیہ السلام بن اہل عمامہ مقدس بزرگ معہ تاج دست مبارک
 باندھا ہوا دوم جب مبارک بزرگ سب سوم دوق مبارک بخط سفید و سرخ چارم بابا مبارک سفید و سرخ پنجم
 شریف بزرگ ہندی ششم نعل مبارک چہرے فقیر چار دہ انگشت ہفتم عصا مبارک چوبی دیرہ گز ہشتم
 پرچم علم شریف سفید رنگ آئینہ دار ایک در زیارات متعلق پنجاب علی المرتضیٰ علیہ السلام تین ہیں اول
 پہلا سیارہ قرآن شریف کا حضرت کے دستخطی خطہ کوئی لکھا ہوا سفید کاغذ پر دوسری دستار مبارک معہ تاج حضرت
 کے دستخطی بند ہی ہوئی تیسری تعویذ صد و صد خاص و دستخطی چابکا اور زیارات متعلق نفاذیہ الزہراء
 قیامت نبی علیہا السلام دو ہیں اول ایک رومال شہر حضرت بی بی صاحبہ کے ہاتھ کا چکن نکالا ہوا
 دوسری ایک جام نماز اوپر بھی کشیدہ چکن کا ہوا زیارات متعلق پنجاب امام حسن علیہ السلام دو ہیں
 ایک سورۃ یاسین و سورۃ صافات و دستخطی حضرت کے خطہ کوئی لکھی ہوئی دوسری دستار مبارک حضرت کی
 ہندی رنگ تہ کی ہوئی اور تبرکات متعلق سید الکونین امام حسین تین ہیں اول تیسرا سیارہ قرآن کا
 حضرت کے دستخطی لکھا ہوا خطہ کوئی و قطع ہاضمی و کاغذ سفید دوسری دستار مبارک ایک تہ کی ہوئی ہندی
 رنگ تیسری تاج مبارک ہندی رنگ ایک و تبرکات متعلق حضرت غوث الاعظم قطب العالم علیہ السلام
 ابو محمد القادر جیلانی احسنی احسنی رضی اللہ عنہ تین ہیں اول دستار مینی ابریشمی نمائندگی ہوئی دوسری چکا
 پارہ نقیب ہری کی ابریشمی نمائندگی چاکر نماز دوم ہری چکا ابرہ سرخ اور استر ز و رنگ بیل سبھی جو
 اور تبرک متعلق بطاویس مینی اویس قرنی صرف ایک و انتہ حضرت کا ڈبہ میں رکھا ہوا اور تبرکات تھوڑے
 سات عدد ہیں اول ایک ہند و پنجہ میں ہوئی مبارک کے نیان خالی رکھی ہیں دوسری بیت اللہ کے خلاف
 کا ٹکڑا بزرگ سیاہ تیسری غلاف روضہ مطہرہ امام حسین علیہا السلام دو عدد و دستخطی غلاف روضہ عالیہ حضرت
 غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پانچویں خاک کر بلا علی خون آلودہ ایک تین چھٹی نقش نعلین سرور کوخین علیہ السلام
 و السلام ہر کاغذ کفنہ ساتویں غلاف کسی روضہ نامعلوم الاہم کا چھہ کل اوٹیش زیارتین قلعہ لاہور میں فقیر
 سرکار انگریزی عائد مکان میں بجا طہ تمام بہ متحمل منشی علام محمد تجوید ار رکھی ہیں تفصیل زیارات
حصہ دوم جو فقیر صاحبون کے خاندان میں ہیں ان کی زیارات عالیہ
 ہیں چہ گیارہ زیارتین متعلق سرور کائنات قلاصہ موجودات علیہم السلام و الصلوٰۃ ہیں اول ہوئی مبارک
 حضرت کا بزرگ سیاہ دوم جب مبارک تیسری نقش پنجہ دست مبارک کالی پتھر پر پیر نور و سالی شوق صدہ کے
 وقت کا جو تھی تاج مبارک بزرگ سیاہ پانچویں نعل چہرے ایک پاؤں جس کا ہاتھ کا دوسرا قلعہ کے زیارات

ہے چہی قدم مبارک پہر پساتوین موسیٰ مبارک نامی رنگ آہوین شانہ مبارک نوین الفی دسویں ہواک
 گیارہویں پانی پیو کا جام اور زیارت متعلق بخلیفہ عالی جناب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ صرف ایک تسبیح شریف
 ہو اور زیارات متعلق بعلی المرتضیٰ علیہ السلام پانچویں اول موسیٰ مبارک دوسری جہ مبارک تیسری کج
 مبارک چوتھی عصا مبارک پانچویں پنجہ مبارک پہر پساتوین زیارت متعلق حضرت فاطمہ الزہرا خاتون قیامت
 علیہا السلام صرف ایک روای مبارک ہو اور تبرکات متعلق بنیاب امام حسن علیہ السلام ساتہین اول
 موسیٰ مبارک دوسری گمرند تیسری زلف شریف چوتھی اوراق قرآن شریف حضرت کے دستخطی ہون کے
 چھری پر پانچویں وہی دوزلفین حضرت کے ساتوین تمام وکمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا
 اور زیارات متعلق بنیاب امام حسین علیہ السلام چارہین اول گمرند دوم زلفین مبارک تیسری قرآن شریف
 کے اوراق ہر کچ چھری پر لکھی ہوئی چوتھی تسبیح اور زیارات متعلق با امام زین العابدین رضی اللہ عنہ دو
 ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے لکھی ہوئی دوسری ذرہ علم مبارک حضرت عباس کا اور تبرکات متعلق
 با امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک کتاب جامع جعفر حضرت کے لکھی ہوئی موجود ہو اور تبرکات متعلق بھرو امام
 حسن علیہا السلام دوزحضرات کرد و زلفین ہین جو یکجا رکھی ہین اور تبرکات متعلق بغوث الارض و السماوات
 محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پانچہین اول حضرت کا موسیٰ مبارک دوم قرآن شریف حضرت کے
 ہاتھ سے لکھا ہوا تیسری تسبیح چوتھی جاننا پانچویں پانی پیو کا کاسہ علاوہ ان کے متفرق زیارتین
 سات عدوہین اول علم مبارک فاص کر بلا کے خاک دوسری تسبیح خاک شفا کی تیسری ایک ٹہ خاک کر بلا
 سے بھرنا چوتھی ایک مشک کپڑا جس پر سورہ انعامت لکھی ہے پانچویں بیت اللہ کا علاوہ وکلا و حنہ
 عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ساتوین غلاف روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور بھیک کل بنیالسر
 زیارات ثبری ایک عالیشان علیحدہ مکان ہین جسکو دربار شریف کہتے ہین رکھی ہین اور حافظ و ظیفہ خواہ دار
 قرآن و وظائف پڑھنے کے واسطو موہین مکان عالیشان بنایا ہو اسو اور ہر ایک زیارت جاندی اور سونے
 اور پتھر قیمتی کے ٹکڑیوں ہین کمال حفاظت رکھی ہوئی ہین فقیر شمس الدین مرحوم و مغفور نے کمال محبت اور
 شوق کے محبت سار و پیہ خرچ کر کے وہ جاندی سونے کے ٹکڑیان بنوائی تھیں ہذا ٹکڑی اس سعی جملہ کا اجر ثبات
 ہین **بخشہ زیارات حضرت شاہ محمد مصطفیٰ رحمہ اللہ خاندان سادات گیلانی قادریہ سلسلہ کا**
 قدیم سے تبرک جلا آیا ہے پھر سید بجا دل شیر نادری بھجان آمو اور قیام کیا اور پھر ہین فوت
 ہو گئی بھرا فکرو تے سید محمد مصطفیٰ محمد الدین قادری صاحب الامت اہل خوارق و کرامت پیدا ہوئے
 جنہوں نے شایعہات المیرس فیض پایا اور ہشتادہین فوت ہو کر بیان نہ فون ہوئی روضہ انکو بھجان بنایا گیا

ہے ہوتی ہیں اب بھی اس خاندان کے ہزاروں مرید پنجاب میں ہیں اور سید مد علی جانشین ہی مقبرہ شیخ
 داؤد مقبرہ گڑھی بہتیر کے مقبرہ مقام شیرکٹہ ضلع منٹگری بنام ہوی برہوین روڑ میان ٹبر اسماعیل ہوتا ہے اور دور
 خلقت زیارت کو آتی ہے صاحب مقبرہ سید کرمانی سلسلہ قادریہ میں ولی اللہانی تھے سید صاحب گمانی اپنی ہی اولاد میں
 فقیر کی نعمت پائی آخر شیشہ ہرچیز فوت ہو کر بیان فون ہوئی روضہ حضرت کا الکر بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوا اب بھی اس
 خاندان کے مرید پنجاب میں شمار ہیں روضہ عالمہ خواجہ فرید الدین گنجشک حشیشی
 محبہ مقبرہ مقام اجو دہن المشور ایک تین ضلع منٹگری غنایت عالیشان بر فیض مکان ہے صاحب مقبرہ
 شری بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت ہو گئے ہیں لاکھوں اولیاء ارکان اور فیض پایا حضرت کے
 پر طریقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھے بکافزار دہلی میں ہی پانچویں مرحوم شیشہ میں حضرت کی وفات
 پائی تھی و دیانت و ارادہ سچ وفات ہو برہوین روڑ مرحوم کے پانچویں بھائی شری دھوم و دھکم سلیہ ہوتا
 اور ایک دروازہ روضہ کا جو سال بھر بند رہتا ہے اوس سے ذرا کھلتا ہے اوسکو لوگ شیشی دروازہ کہتی ہیں
 حضرت کے اوصاف ہو گئے ہیں بھری ہوتی ہیں اور تواریخ میں انکو زید دریا ضمت کا مفصل حال لکھا ہے
مقبرہ خواجہ سلیمان حشیشی محبہ مقبرہ مقام توبہ ضلع دیرہ غازیخان ایک عالیشان متبرک مکان
 ہے صاحب مقبرہ خاندان حشیشہ نظامہ سلسلہ مخزیہ میں خواجہ نور محمد حشیشی کے خلیفہ تھے شیشہ میں حضرت فوت
 ہو کر بھائی دفنانے گئے اور صاحب زادہ الہ بخش سجادہ نشین کو پچاس ہزار روپہ خرچ کر کعبہ مکان بنوایا۔
 برہوین روڑ بھیان ٹبر اسمیل ہوتا ہے اور دور دوری لوگ جو حق زیارت کو آتے ہیں غیب دین حضرت
 کی تاریخ وفات ہے **روضہ سید احمد شعی سرور سلطان** ضلع دیرہ غازیخان
 لنگاہ کے مقام پر محبہ ایک مقبرہ زیار لنگاہ خاص عام ہے صاحب مقبرہ سید حسینی سید زین العابدین کے فرزند تھے
 حضرت غوث الاعظم وغیرہ بزرگوں میں اور غوث نے فیض پایا اور دور تک میری و ہر نکل ضلع کو جہراؤ
 میں ہر حضرت کا جگہ ہے وہاں بھی برہوین روڑ سلیہ ہوتا ہے اس جگہ کے میلہ کی دھوم بھی قابل دیدی کہ لاکھوں
 آدمی ہندو مسلمان شکر دین کو سون سے قافلہ باندھ کر آتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں مفصل حال اس کے
 موصوفہ لنگاہ کے عالی میں تحریر ہو چکا ہے وفات حضرت کی شیشہ میں ہوتی اور حضرت ابو خالہ زاد بھائی
 کے ہاتھ سے سید سراج الدین ابنی صاحب زادہ کے شہید ہوئے سرور عالی اور قطب سرور حضرت کی تاریخ
 وفات ہے **مقبرہ مشیر کہ** شیخ محمد الدین نہ کر یا لٹانی قریشی سرور
 دھیرہ دھندلٹان کے قلعہ کے اندر ہی صاحب مقبرہ ذات کے قریشی سیدی عالم فاضل اپنی وقت کے قطب
 و غوث تھے شیشہ شہاب الدین سرور دی اندر ہی اور انہوں نے فیض پایا اور ملتان کو مامور ہوئے

۱۲۹۶ھ

پیر حسین حضرت فیوفات پانی عاشق صادق حضرت کی تاریخ وفات ہر شاہ رکن عالم انکو پوچھ کر دھند بھی ملتا ہے
مشہور ہے کہ ہندو اختر غلام سرور جامع اور اق بھی حضرت کی اولاد سے ہے اور شجرہ نسب ہندو کا حضرت کو صاحب
شیخ شہاب الدین سیوطی ہے مشہور ہے کہ شیخ شمس الدین شروہری بھی فقیر ملتان کے
مزارات میں سے مشہور و معروف ہے صاحب روضہ قوم کے سید سلطان محمود غزنوی کے بہنوئی تھے انکی اولاد
پنجاب میں بھی بکثرت رہتی ہے جو شمسی ہے کہلاتے ہیں مرید بھی اونکو ہندو و مسلمان جو ہے پراچی دزل نام
بہت ہے مگر وہ اور اونکو مرید سے سب شیعہ مذہب کے تھے کہیں ہندو بھی محرم کے مشرہ میں باشم کے محل پر
اگرے ہیں انکے میں حضرت فیوفات پانی اور کھان بد فون ہوئے مزارات خاندان نقشبندیہ
مشہور ہے یہ بھی مزارات فقیر ضلع لاہور میں واقع ہیں مورت اعلیٰ اس خاندان کے حضرت
حافظ حاجی قاری عبد الملک تھے جنہوں نے علامہ ظاہری و باطنی میں بڑا رتبہ پایا اور حسب التماس سکا نادر
قصور ملک ہند میں ہی رحلت کر کے حضور میں متوطن ہوئے مرنے کے بعد شیخ مر قاضی نے اس خاندان میں سوار ہوا
حاصل کیا نیز اون آدمی انکو علم ظاہری میں شاگرد اور باطنی میں مرید تھے یہ حضرت بابا یوگ بانی پشاور
کے اور دھان رکھ لوگوں کو یہ بات کی وہ سنا کہ میں فوت ہوئے بھی بزرگ حضرت حاجی قاری صاحب
پوتے اور حضرت حاجی فخر علی مشقی سیالکوٹی کے جانشین و خلیفہ تھے چاروں طریق قادری و چشتی و نقشبندیہ
و سہروردی میں اونکا اجازت حاصل تھی اونکو حضرت شیخ غلام نبی الدین بن شیخ مر قاضی بھی مرو گاہ
اتفاق ہوئے علوم دینی و دنیاوی و حسن صورت و سیرت و بدل و اشار و بدایت و ارشاد میں اونکو خالق تھے
نے بڑی مراتب بخشی تھیں انکا حنفی اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ تھا پھر اپنے ہم نگر گوارا حافظ شیخ صاحب کے
مرید ہوئے جب وہ مر گئے تو پہلی دن خداتین حضرت سید غلام علی شاہ نقشبندی مجددی کے حاضر ہو کر مکمل کیا
یہ سب حضرات قوم کے قریشی تھے اور شجرہ نسب انکا حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول و جانشین رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا یہ حضرت شیخ غلام نبی الدین کے ولادت سلسلہ میں اور وفات سلسلہ میں
واقف ہوئے اور فقیر میں بد فون ہوئے ظاہر کر کے انکے ہم نگر گوارا تک یہ ظاہر ہے کہ پورے
جو بزرگ حضرات کے مزارات کا تابستان کی دھوپ میں ہرگز گرم نہیں ہوتا ہمیشہ سرد رہتا ہے شیخ غلام نبی الدین
کے فرزند دکنہ شیخ عبد الرسول خدا کے مقبول عالم علم و فاضل و کامل اکمل جامع شرافت و سبابت
راوی شریعت و فرائض و فقہ و فقیر تھے حضرت کی ذات بابرکات ایسی زمانہ میں کہ مردان خدا اعتقاد
میں منتہیات وقت ہوئے تھے و کف کتاب بھی اونکو دیدار ہوا ایسی مستقیم ہوا ایسی سبب ان اللہ کیسے مرد خدا
بزرگ تھے جنکی بارت کر کے انسان کو خدا پایا و اتنا صاحب و غبطہ کہ مہر پر حضرت شریف فرما ہوئے تھے اور

اپنی کلام فیض الیقین سے لوگوں کو مستفیض فرماتی تھیں تمام مجلس میں ایک کلمہ کا عالم ہوتا تھا اگر بزرگاری ہوتا
 پہلی مجلس برطانیسی ہوتی تھی کہ روزی و تو لوگ بیہوش ہو جاتے تھے خود بھی حضرت کے آنسو و عطا کے وقت خشک
 نہیں ہوتے تھے اور ریش مبارک آنسو کے پانی سے شہ ہو جاتے تھے انیسویں کہ چھ بزرگ بھی اس سال میں تھے
 ہجری سال طبع کتاب اس جہان فانی سے گزر گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون مشہور سید جلال الدین
مخدوم جہانیاں اچھی یہ رودھد اچ کے مقام پر باست بھادلیو ر کے متعلق شریعت کے
 مقام پر صاحب تہذیب بخاری سہروردیہ خاندان میں میرید شیخ ابو الفتح شاہ رکن عالم قرشی بلخانی کے مرید
 تھے جو کراچی اور بھی شکر و نیرون سے انہوں نے خلافت پائی اور تمام جہان میں دوسرے تیسری اور مخدوم
 جہانیاں جہان گشت خطاب پایا انکو رادو اشیم جلال پیر سرخ بخاری پھلر بخاری اسو بلخان آمو اور بلخان
 اچ میں اگر سکونت پذیر ہوئے اس خاندان کے اور بھی مقبرے آج میں ہیں اور دوسری آج گیلانوں میں
 سادات گیلانی کے روضے میں ہوئے ہیں غرض کہ پنجاب میں اس قبیلہ کو سادات بخاری و گیلانی کامعین
 و اہل سمجھنا پائی بخاری گیلانی عبدالوہابی سید میں گیلانی تو حضرت غوث الاعظم محی الدین علیہ السلام بقادر جہانیاں کی اولاد ہیں اور
 بخاری قبیلہ میں مخدوم جہانیاں کے ساتھ اپنا شجرہ ملائے ہیں حضرت مخدوم شمس الدین غوث فاضل بانی مخدوم زمان انکی
 وفات ہر قبرہ شاہ دولادریامی عید شہر کے مقبرہ شہر گجرات میں ایک بر فیض مکان ہو صاحب مقبرہ سلسلہ
 خشتہ و سہروردیہ میں شیخ صاحب کمال تھو فقر کی نسبت اور انوک شاہ سیدن سہیا لکھوئی سو پائی لنگر آج بخاری
 تھا عمارت کا آب کو اسقدر شوق تھا کہ بھت ہر مکان اور پل اب تک ونگو نو ای ہوئی موجود ہیں وفات
 حضرت کی شہناج میں ہوئی اور مشہور ہو کہ جو کوئی بے اولاد انکی مزار پر آکر حصول اولاد کیو سطر خدا کی خات
 دعا مانگا ہر قبول ہوتی ہے اگر اسکی اولاد میں سے ایک لڑکی یا لڑکا مست و مخدوم پھوٹی سہراور بڑی کانور کا
 نسبتہ قدید اپوتا ہی جسکو شاہ دولادریامی بابا اسکو مزار پر آکر چھوڑ جاتی ہیں اور وہ وہاں ہی
 رہتا ہی مجاورد لوگ اسکو ساتھ لیکر و پس میں سیکھہ ناگتہ میرتے ہیں راقم کے نظریہ سے شاہ دولادریامی
 جو ہی بھت گزری ہیں اور عید شہر فی الحقیقت راست اور کراست ولی کی برحق ہی خواجہ عشق حضرت
 کی تاریخ وفات ہر مقبرہ شیخ مہلول در یامی قادری ہر مقبرہ بصلع کوثر
 در یامی خیا کے کنارے راقم صاحب مقبرہ بڑی بزرگ و دلی شاہ لطیف مہیما کو مرید تھے اور سال
 میں حضرت کی وفات پائی اور شیخ مہلول کے جلو سے تاریخ وفات نکلتی ہے ہر مقبرہ شاہ لطیف
 سہی قادری ہر ایک مشہور و معروف مقبرہ ضلع راولپنڈی میں ہر مقام نور پور شاہان اچھے
 ہر سال شہر ہر مہینہ ہر سات رات ساتھی ہر مخلوق کا اثر و نام رہتا ہی ہر حضرت کے شیخ

۱۶

حیات المیر حضرت غوث الاعظم کے پوتے مشہور ہیں اور فیض آپ کے فکر کا آفتاب روی زمین پر جاری ہے۔
مقبرہ شاہد رگیلا فی قلعہ درہ موضع انیسٹار ضلع ٹلہان میں ایک مقبرہ زیار لگتا ہے خلق ہر صاحب
 سید گیلانی عبدالرزاقی مشہور ہیں برہمپور میں ونداس نزار برٹری و موم و نام سے پیدا ہوئے اور دور دوری
 لوگ زیارت کرتے ہیں **مقبرہ حضرت فاضل شاہ قلعہ درہ** یہ مقبرہ فاضل
 سالہ میں شری تھریک و برقیض گنہ صاحب مقبرہ نے شیخ محمد فضل قلعہ درہ سے فیض پایا جس کا سلسلہ شیخ
 ابو محمد کے واسطے سے شیخ محمد طاہر قلعہ درہ لاہوری کو پہونچا حضرت کے وقت سے آج تک اس خانقاہ میں
 طاہری باطنی علم کا درس پڑھا جاتا ہے اور نگر جاری ہے پیر حسین شاہ سیانکی سجادہ نشین ہیں حضرت فیض
 میں وفات پائی اور عمر عام آپ کی تاریخ وفات ہے **خانقاہ رشتہ** یہ خانقاہ تمام ملک
 پنجاب بلکہ کل ہندوستان میں مشہور ہے سید امام علی گیلانی سامری نقشبندی مجددی تھان کے سجادہ نشین
 تھے سلسلہ انکا مجدد یہ تھا لاکھون آدمی پنجاب میں اور مریہ مریاب و ہشتاد فیض فوت ہو گئے اور صادق علی شاہ
 اور صاحبزادہ باکے سجادہ پر قائم ہوئے ہیں اور لوگوں کو سید ارستہ ہدایت کا دکھاتے ہیں مسافروں کو
 چھانسنے و وقتہ کنانا ملتا ہے اور فیض طاہری و باطنی جاری ہے **مقبرہ شیخ احمد قلعہ درہ**
ثانی قلعہ درہ کا بلی سر مشہور ہے یہ مقبرہ سر سبز علاقہ ریاست ٹلہان میں واقع ہے
 صاحب مقبرہ بزرگ عالم فاضل صاحب شریعت و طریقت تھے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ انہیں سے شروع ہوا ہے
 حضرت فیض سلسلہ نقشبندیہ خواجہ باقی دہلوی اور قادر شاہ اسکندریہ بٹلی سے پایا اور بہت سلسلہ
 چشتیہ دہلوی کے شیخ حضرت عبدالاحد امین و الد بزرگوار کے کی اور بارہا وین سلسلوں کے فیض کے ملکا
 سلسلہ مجددیہ نام رکھا ہے میں حضرت نے وفات پائی اور سر مندی میں یہ فوت ہوئے اس سلسلہ میں شیخ
 پیر بزرگ صاحب کمال ہوئے ہیں اور حضرت اس طریق کے امام ہیں **مقبرہ شیخ محمد**
شہری یہ موضع کشمیر میں شہر اشترک سکھان ہے اور سلسلہ سہروردیہ میں صاحب مقبرہ ہے
 بزرگ و صاحب ارشاد ہوئے ہیں مرشد انگریز سید جمال الدین پیر محمد الواب بخاری دہلی میں رہتے تھے
 میں حضرت نے وفات پائی شیخ باکان حضرت کی تاریخ وفات ہے اس سلسلہ میں اب بھی پیر احمد بزرگ کشمیر وغیرہ
 صاحب ارشاد ہیں چنانچہ ایک حضرت صاحب کمال سید منور علی شاہ نام لاہور میں بھی رہتے تھے فاکم کشن اویں پر
 ایسا انکشف تھا کہ جانشین کو اپنی حاجت کو عرض کر کے کی حاجت نہیں کرتی تھی وہ اگرچہ سلسلہ میں فوت ہوئے
 مگر اب انکا صاحبزادہ سید احمد شاہ چہارم و شرفی و عابد و خدایرست لاہور میں موجود ہے **مقبرہ مسیح**
 کشمیر میں اس مسیح کا پورا کشمیر کے مال میں شہرید ہو چکا ہے **خانقاہ شاہ** یہ مکان ٹلہان

و خاتماہ عالیہ کشمیریہ صاحبہ فقہا حضرت امیر کبیر علی ہمدانی جب کشمیر میں تشریف لائے تو سلطان بادل شاہ
بادشاہ کشمیر اورنگزید صاحبہ مکان عالی شان اور حضرت کریم کیو اسطی شرار و پیر گنگا کریمو یا اور حضرت جو
و درتہ کشمیریہ امی تو کھیاں بھی رہتی رہتی جب ہلاکت یافت ہو کر بقام خندان بد فون ہوئی تو انکو
صاحبزادہ میر محمد علی ہمدانی کھیاں شریف رکھ کر بھیجا اور سلطان سکندربت شکن اورنگزید صاحبہ
بھیہ فیض مکان ہو جو دی اور حضرت کا خاص و ضمیمہ خندان میں زیار گاہ بنا ہو اسی اور تاریخ وفات
کی نسیم اللہ الرحمن الرحیم ہی حاصل ہوئی ہو مقبرہ شیخ نور الدین ولی کشمیری مقبرہ
مشرکہ کشمیریہ اور صاحب مقبرہ بڑی بزرگ ولی سلطان کبرویہ و پیر و پیر کے مقبرہ میر محمد بن میر علی ہمدانی
ہو و فون کے فیض طریقت کا حاصل کیا گئے ہیں وفات پائی شمس العارین حضرت کی تاریخ وفات
ہو یا انصاف الدین زین الدین انکو خلفا صاحب کمال مشہور ہیں ہندوؤں کے پیر پست گاہوں
کا حال و احوال ہو کہ جناب کے ملک میں ہندوؤں کے قدیمی پست گاہوں میں محبت کم ہیں کیونکہ وہ ہندو
کے سلطان بادشاہوں کی زور و زیادتی اور سردار و غایت رہی اور حتی الامکان کسی بادشاہ نے انکی
انہدام اور بت شکنی میں فرق نہ کیا انہیں رکھا ہزاروں بت خانہ اور پست گاہوں میں ہزاروں برسوں کے
پیرانے اور حکم سے فی القور ہمارے ہو گئے ذکر اسکا سلطان محمد وغرنوی مشائخ غوریہ و شاہ اور گنگا صاحب
و سلطان سکندربت شکن کے تاریخوں میں مفصل و برج ہے ہزاروں ہندوؤں نے بھی سکون کے سلطنت کے
وقت معاوضہ ہو رکھا سیکر وں مسجد بن مقبرہ فرارین ہمارا کر کے ہندوؤں ہزاروں مقبرہ کی تہتر کر
ایسے ہمارے گاہوں کے تعمیر میں صرف کیے قدیمی ہندوؤں کے کہیں کہیں بچاؤ و نہیں جہاں شائمان اسلام
کا رعب طبع ہو جانے یا چون کے قدم نہیں ہو چکا ہو جو وہیں ہمدانی ملک میں جہاد ہمارے جہانی
سلطنت کے بعد تعمیر ہوئی ہیں اب انہیں سے بعض بعض مشہورہ کا ذکر قلم بند ہوتا ہے کہ کالی
یہ ہندو لاہور کے جنوبی طرف بفاصلہ سیل قصبہ بنایا گیا کہ اس میں بھی کئی عمارت کا ایک چوترا تھا
و پختہ سنگ کے کدقت جہاں گنبد بنا یا گیا اور پتھر کی عورت کالی دیوی کی رکھی گئی ہر سال چوتھے مہینے
میں جہاں شائمان ہوتا ہے اور ہندوؤں و مرد و زنان ہاکر و درات و دودن رہتی ہیں چھپرو کا شہر
یہ ہندو لاہور کے جنوبی طرف موضع امیر کے پاس ہے جہاں ایک گلی چوترا و زنان بنا ہو اٹھا ہے
تکیرا جیتی ہیں ایک جوگی دینی نامہ نامہ جہاں آٹھیا اور امرای دربار لاہور سے تعارف کر کے عمارت
موجود ہوئی اور تالاب ہو جو ڈھلرا اچھا طم خندان فرمایا آٹھویں روز اتوار کے دن جہاں سکھوں کا
اور ہندوؤں کا شائمان گاہ آٹھویں چوپارہ چھپرو چھپرو چھپرو چھپرو چھپرو چھپرو چھپرو چھپرو چھپرو چھپرو

واقف ہو صاحب ہند رہا گئیں و شاہ جہاں فی عہد میں اچھا آدمی تارک الدنیا و خدا پرست تھا اور سکھ مراد کی قید
راکھ کر اسکی بھان بکھی گئی رنجیت سنگھ کے وقت سے پھیل چھپا ہوا اسکا کچا مکان بنایا ہوا تھا رنجیت سنگھ نے ٹہری گھا
نچتہ رنجیتہ کی بھان بنوادی سووار اور جنگل کے روز بہر سفر تھے بھان منیلہ اور سہام ہو تاسی اور سب دنوں کی عورتیں
اور مرد جم ہو کستری میں گور و ارجن کی سما و ہ یہ مکان قلعہ لاہور کے غربت کی طرف نزدیک ہوا
موجود ہی اور گور و ارجن سکھوں کے گور و ن میں سربا پنچوان گور و تھا اور مقام لاہور چند دیوانے کے
کے ساتھ ہو قتل ہو ار اکھ اور اسکی بھان بکھی گئی اور چوہرہ خشتی بنایا گیا رنجیت سنگھ کے وقت بھان بکھی
گنبد اور عالیشان مکان بنکر گرنہ رہا گیا اور ریشٹش نہروم ہوئی رنجیت سنگھ کی سما و ہ
یہ مکان رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد شیر سنگھ وغیرہ کی نشیون میں ہوا نہروم کیا اور شوہر سوئی کہ کل عورتیں
اسکی ہنگ و مرد سنگ سرخ و رنجیتہ کی بھان بنوادی گور و اسکی انجام ہو اول ہی سداقت کو زوال آگیا اور
باقی عمارت صرف خشتی تیار ہوئی رات دن بھان کر نہتہ ٹہرا جاتا ہی بھائی لوگ اور فرزند وغیرہ نہ کا
سوشن پاڑتھن ہوا ابھی بد زبیر ہو کر تقسیم ہوتا سر کٹر سنگھ و نو خال سنگھ کی سما و ہ میں بھی اسی مکان کے
اند ر بنی ہوئی ہیں یہ اہم شہر ہے یہ پہلے سنگھ گاہ امرتسر سے پانچ کوس کو شہر شمال مغرب ہو جو ہے
اور ایک ٹہرا تالاب بنایا ہوا ہے منہ و خانی ہیں منہ و ن کا قول ہے کہ بھان راجہ راجہ جیہر سنگھ کا
بیٹا آیا اور بہت تک اور تدار آپھل چھپا تالاب کسی سندھ کی قید ہا گیا کہ بادشاہ بنوایا پھر مریت اور اسکی دو
یکست راجہ نے با جازت تالاب بنادیا اور بھان و مرد و لاہور کی گرا می رنجیت سنگھ کے وقت اس مکان کی بکری
رو نش ہوئی اور منہ و ن بنوایا گیا سندھ میں بد زبیران ٹہرا منیلہ ہو تا تو تالاب امرتسر میں
تالاب بکھر کا حال مفصل شہر مریت کے قالی میں شہر ہو چکا ہے شہر تارن تارن ایک
تالاب کو کہہ رہے ہیں ایسا ہوا مریتسری دس میل کے فاصلے پر واقع ہے یہ مکان کا اعتقاد ہے کہ جو گور و کا
بھان اگر شاہی عمارت یا ہو اسکا منہ و ن میں بد زبیران ٹہرا منیلہ ہو تا ہو اور وہ وہی سکھ
منہ و خانی کو آتے ہیں نا نا سکھ کا منہ و گور و ناگت کے منہ کے گنبد بھان سکھوں کی جو جو
ایک خشتی چوہرہ اور سادہ کا نشان بنوایا گیا تھا رنجیت سنگھ کے وقت بھان ٹہرا عالیشان گنبد منہ و
بنوایا گیا اور ٹہری سکھ عمارت بنی سکھوں کے منہ و ن میں یہ ٹہرا تکر مکان ہر سنگ گانہ صاحب
یہ ایک ٹہرا منہ و خانی شہر شرقی و ختم لاہور میں ہوا و رنجیتہ وہ مقام ہے جو تارن ناگت بھلا گور و سکھوں
کا پیدا ہوا اور بد زبیر بانی خشتی اس گانہ کو بھلا راجہ ہو لاکھ تلو ٹھہری کتھر تھو رنجیت سنگھ نے اس وقت بھان
ٹہرا منہ و بنوایا اور جاگیر مقرر کر دی ملک سر بھان ایک تالاب بکھر کا منہ و خانی و ختم بنایا ہوا

چونکہ گورگو بندہ سنگھ و سون گورد کے ساتھ وزیر ہمان جو بہ سرنند کے فوج نے حکم عالمگیر اور رنگ زیب بھار
 شک کیا اور سکھ بھت قتل ہوئے تھے اس واسطے سکھوں نے بھیان تالاب بنوایا اور بھت اس بھتی خجرات کا تالاب
 نام رکھا تھ تالاب ضلع فیروز پور کے علاقہ میں دریا گیار کے پار ہی کوٹ کا ٹکڑو دارلی
 دیوی کا مندر رکھا گنگرہ کے قلعہ کے اندر بھی بھت مشہور اور قدیمی مندر اسکا دیوی کا ہی اور گیار
 ساتھ بہرہ رچی کی صورت بھی بنی ہوئی ہے مسلمانوں نے اپنی جلوس کے وقت اس دیوی کی شریجا پر بیان
 کیں دل سلطان محمود غزنوی نے جب قلعہ کانگرہ کو فتح کیا تو سات لاکھ دینار زر سیرج اور سات سو تین
 آلات زرین دسپہن اور زیور دیوی جی کے پہنی کا اور دس سوں طلائی خالص اور دس ہزار سونے نقدہ عام اور
 سن جو اہرات جو اس مندر کے خزانہ میں جمع تھے لے گیا بلکہ دیوی کی صورت بھی غزنویں لے جا کر کسی دروازے
 کے آگے زیر زمین رکھ دی مندر کو بالکل منہدم کر دیا اور قلعہ اپنی ایک تھانہ کے سپرد کر کے ہلا گیا
 میں بھیان کے کراچی نے دیہی کے راجہ کے یہ دیہا پاک اس قلعہ پر پھر قبضہ کر کے دیوی کا مندر بنوادی اور بھت
 سی فوج جمع کر کے قلعہ کا محاصرہ کیا جب کہی مہینہ تک قلعہ فتح نہ ہوا اور راجہ نے دیکھا کہ شامان اسلام کے
 خوف سے مندر دن کی فوج لڑائی میں تن محضین تھتی تو اس نے منہ ہی جلیہ بنایا کہ پوشیدہ پوشیدہ اوسے پھلی
 دیوی کی صورت بنی دیوی کی صورت بنوادی اور اپنی باغ کے درختوں میں جھان فو داوتر ہوا تھا چاہے
 کہ وہ دئی دوسری دن علی الصباح باغبان کو اگر خبر دی کہ فلاں جگہ درختوں میں ایک دیوی جی کی ہوتی
 کہ کسی ہی راجہ خود یا پرہندہ مان گیا دیکھتے ہی سب نے بھیان لیا کہ فی الحقیقت یہ دیہی قدیمی دیوی ہے جس کا سلطان
 محمود غزنوی نے گھاتا اور سب یقین کامل ہو گیا کہ دیوی جی نزد کر امت غزنویں سے چلے بھیان گئی ہیں پھر تو
 کل فوج نے بھت مضبوط ہو کر نہ درختوں سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور قلعہ دار کوتنگ کر کے قلعہ لے لیا اور دیوی کا
 قدیمی مندر از سر نو پھر بنو کر دیوی جی کا وہاں استہاں کر دیا دوسری مرتبہ جب فیروز شاہ باریک نے
 قلعہ لیا تو اس نے بھی شری بے ادبی کی دیوی کی صورت اٹھوا کر بدینہ سنوار کو بھیجادی اور وہاں ٹوڑا
 حرم کے زمین کے آگے رکھی گئی تیسری مرتبہ جب جہانگیر شاہ بادشاہ اس قلعہ پر قابض ہوا اس نے مندر تو سما
 نہ کیا مگر ایک مسجد بنوائی کا قلعہ کے اندر حکم دیا اور قلعہ دار مسلمان ماسور کیا اس نے دوسری بار قبضہ حاصل
 کا اسلامیت کی آخر تک قلعہ بر رہا اور مندر و شری شکل سے قلعہ کے اندر پرستش کے واسطے جاتی تھی راجہ
 سینا چند و بھت سنگھ کے وقت پھر اس دیوی کی شری زور و شو سے پرستش شروع ہوئی اور دوردور کے
 ملکوں سے سال مند و قافلوں کے قافلہ داران جاتے اور پرستش کرتے تھے آخر جب انگریزی قبضہ قلعہ پر ہوا تو اور
 یہ جو یہ دیوی کہ دیوی کے واسطے مندر قلعہ سے علیحدہ بنوایا جا دی مگر پھر جان لارنس صاحب شری نے قدیمی مندر

قائم رکھا گیا۔ مندر کا دروازہ بالکل معمر ہے کیونکہ قلعہ کے اندر اکثر گورہ فوج رہتی ہے اور گادکشی وغیرہ
 کا کچھ پینر بن کر کوہ مالک اور مندر مچھامائی قلعہ کا نگڑہ کے متصل مالکیر نام ایک دہلی
 پرانی بھاڑ کے اوس شہر کے کنارے ہے جو بادون ہر کانگرہ کو انی مریس بھاڑ کے اور پستی اگر تو یہ چلو تو گورہ
 قلعہ کے اندر جا کر تاسے بلکہ شاہ جہانگیر نے لوقت محاصرہ قلعہ کا نگڑہ کے توپیں بھان نصب کیں اور
 معصور دن کو قلعہ کے اندر پھرنے سے تنگ کر دیا تھا اسی بھاڑ کے اوپر ایک ٹیامندر مچھامائی دیوی کا
 بنا ہوا ہے اسکو سری جنتی دیوی بھی کہتے ہیں اس مقام پر مندر دن کا اعتقاد ہے کہ جنتی دیوی شیب کی عورت کا
 جو زندہ آگ میں جل گئی تھی مگر سوا پرادر گلے سے پیچ کا جھمپان گر اٹھا اور قصہ اسکا اسطرح ہندوؤں کے گلابین
 دسج ہو کر پستی جی انہو جسم سے آگ نکال کر جنتی ہو گئی تو شیب جی اوسکو مرنے کی خبر پا کر بہت غم کیا اور
 جنتی کے نقش پر جا کر نقش اوسکی نیم سوختہ آگ سے نکال کر ہاتھوں پر اوٹھالی اور رادیا کرتے ہوئے کوہ
 دیس بدیس لے کر پھری جس جس مقام پر جو جو عضو جنتی جی کا گردان ہی مندر بنا گیا اور پرستش ہوئی لگی
 بھلے سراونکا تو جو الاشی کے مقام پر گر اچان سے آگ کے شعلہ نکلتے ہیں اور گلے سے پیچ اور مکرسی اور کپاٹ
 استعمال پر گر اچان مہا بائی کا مندر بنا ہوا ہے اور چرن یعنی پاؤں اور مقام پر گر مری جان جرن دیوی کا
 مندر ہے اور بنین یعنی آنکھیں بنیا دیوی کے مندر کے مقام پر گرین اسکل ہندو قلعہ کے دیوی کے عوص
 اسی جھامائی دیوی کی پرستش کرتے ہیں **بان گنگا واماٹال گنگا کا شتر حصہ** یہ دونوں
 کانگرہ شتر کے دو طرف جاری ہیں اور شتر خیرہ کے طرح در بیان ہے اور قلعہ کانگرہ کے خوجا کو تو
 ندیان آلیہ میں بھلے ہیں اس شمول کا نام مریہنوں نے سنگم رکھا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ اس سنگم میں تین
 ساتھ شتر حصہ کا پانی آتا ہے اور اس جگہ نشان کہ ناٹرا مہاتم اور سوجب سجات ہی گنگا گنگا دیویوں کا نگڑہ
 سے آدہ کوں شرق شمال کے طرف میر جھدر مہادیو کے مندر کے عقب میں بھد اک جوض بنا ہوا ہے اور
 جوض کے وسط میں چار چوکیاں پتھر کے بنی ہوئی موجو ہیں اونکو اور پشٹہ کر مندر گیا دان کرنا برابر اصل
 گیا جی دان کے سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کوئی بھان گیا دان کرے اوسکو گیا جی جانے کی کچھ حاجت نہیں
 ہے سو بوج گنگا گرم نامسا کو رہتے ہیں **چھلکوسر و آریہ** مچھدر و تو
 سوا میر جھدر مہادیو کے اور جھبہ سب پانی کے چشمہ ہیں اور پانی سرد و خوشگوار ان سے نکلتا ہے کوہ
 کانگرہ کے لوگ ان چشموں کو نہایت متبرک اور تیرتہ جانتے ہیں اور انکو پانی سے غسل کرنا موجب سجات
 تصور کرتے ہیں گردنواح ان چشموں کا نہایت پر فضا و سرسبز ہے جسکے سیر سیر دج کو تازگی حاصل
 ہوتی ہے **گنگا گنگا** کہہ کانگرہ میں اس نام کا ایک جوض اور چشمہ ہے اور میں سے پانی بکثرت بہا

لکھو دودھ کے پکانے کا عجیب لطیف ہونا ہے یعنی دودھ کو برتن میں بھرا اور سر پوش اوسکی اوپر رکھ کر چار پتھر دن
 کے بھارے سے خشک کر کے اوپر رکھ دیتے ہیں تو پوری دیر میں دودھ جلکر بالائی آجاتی ہے جتنا چاہو دودھ جلانے
 سے لطف حاصل ہو کہ دودھ میں جوش نہیں آتا اور نہ ابل کر برتن سے باہر گرتا ہے اس خشک پانی سے گندک کی
 بو آتی ہے شاید زمین کے نیچے گندک کی کان ہو مگر منہ دیکھو عبادگاہ اور بڑا تر تھ نہایت ہی دل آویز
 کار اور کانگرہ کے علاقہ کے درمیان ریاست سندھ کے متعلق یہ ایک جہل ہے جسکو ہندو بڑا اہم تر تھتھو
 کرتے ہیں اور پھر بھارتوں کے اندر جنگی بلندی سات کوں نیچے کے بھارتوں سے یہ بھارتی جو بیان ہے حلقہ
 کے درمیان جہل و اقم ہے ایک میل اسکا دور اور عمق اندازہ خیال سے بھی زیادہ ہے مانی اسکا
 سرد و شفاف کناری ہر نہر پر فضا میں اسکی اندر قدرت کا وہ حقیقی سات لکھو بھارت کے بطور کشمیر
 کے تیرے تھرتھرتاب و لکھو تو قائم ہو گئے ہیں اور پھر لکھو کشمیر کے طرح اور ہر تھرتھرتے پھرتے ہیں
 اور میں یہ ایک لکھو اتیس لکھو لکھو اور چار پتھر دن اور پھر ایک درخت جاسکے اور درخت نرسل
 کے ہیں باقی چار پتھر دن میں لکھو درخت نرسل کے اور پھر بھی لکھو ہندو دودھ تھرتھرتا ہوا اسکی
 اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دریا میں لکھو کا جھل اصل میں ہر اور بھی لکھو لکھو اس جہل کو ظاہر کیا تھا
 اور وہی اسکا بانی ہے جو الودیو کے درخت کے بعد جاتری دگ بھان یعنی اگر غسل کرتے ہیں وہ تو طوط جہل کے
 چوہا باز اچھٹ مھٹا اور پھر دن کے اندر کو بھارتی لکھو میں اس نواح میں ہوا اس مکان کے
 سری نیپاٹھی اور دیوی جنت پورنی کے منہ بھی لکھو شبرک منہ ہیں اور ہندو واکاٹھری اعتقاد کے ساتھ شتر
 کرتے ہیں **جہل** کو ہمارے کے نظارہ دن کے اندر یہ ایک میل ایک میل منی اور آدھ میل جو بھی
 عمن کے واقعہ ہندو اس جہل کو بھت بھت لکھو ہیں اور ہزاروں جاتری غسل کے اسطر آویں غسل کے بعد
 جہل کے گرد و اطراف پھر دیکھنا کرتے ہیں اور دیوی کے منہ پر جہل کے کنا دیو شری عالیشان عمارت کا بنا
 ہے ہا کر مناد دیوی کا چڑناؤہ چڑناؤ اور پرستش کرتے ہیں جو الودیو کا منہ ایک شبرک
 پرستگاہ ہندو دن کی کانگرہ ہی اٹھارہ کوس جنوبی اور شہر نادون سے نسبت شمال مغرب دریا میں اس کے
 کنا دیو بھارت کے ایک بلند ٹیلے کے اوپر واقع دور دور کے ملکوں سے ہندو بھان قافلہ نکر آتے اور درخت کرتے
 ہیں ہندو دن کا قول ہے کہ جہت ہی جی و امی آب کو آگ میں جلایا اور شب جی اوسکی طلی ہوئی بخش کو اٹھا کر
 لکھو جہت ہی جی کا سر بھان اگر گرا اور آگ بھارت کے اندر سے اسقدر بظاہر ہوئی کہ خرب تھا کہ تمام ہمارے
 وہ جلادیتی جہت جی نے جہت حالت دیکھی تو اس آگ کو روکا اور حکم دیا کہ جب تک نہیں وہ آسمان قائم ہو
 اسی بھارت کے اندر قائم رہو تب سے جہت آگ بھان ہو شعلہ زبانی ہوئی ہے ہندو اس دیوی کا بھر نہیں اور پھر

بنایا ہوا ہندو گنبد کے ادرہ طلسمی علم ہوا اور ہندو کے اندر یہاں سے شعلہ نکلتا ہی ایک ہوا سا حوض فرش
 کے اندر رہا ہوا ہر جگہ دیو کی گانڈ کنتی ہیں اور اس گنڈ سے بغیر کسی مدد کے شعلہ لگ کا نکلتا ہی اور سکر سوا ہی پانچ
 شعلہ اور جگہ جگہ سے شعلہ زن ہیں جو بعض اوقات آگ کر و نشنی سے بھی روشن کئے جاتے ہیں ہندو لوگ طرح
 طرح کے قتل اور گھبی اور مہوجات و مان لاکر جلاتے اور ہوس کرتے ہیں اس واسطے اندر سے ہندو بسبب ہوس کے
 تمام سیاہ ہو گیا ہی اور ہوس کی بھان بہت کثرت سے ہو کر ہوس کے ہوس میں جب رنجیت سنگھ لاہور میں بیمار ہوا تو
 اس کی حکمت سے ہندو ہزار روپیہ کا گھی انکھار نو سو ساٹھ من بھان لاکر ہوس کر آیا اور جلا گیا کھتو ہیں کہ
 جو کوئی چیز کوئی ہندو بھان لاکر دیو کے گنڈ کر کہتا ہی دیو ہی منظر کر کہ کہتا ہی ہیں اس طرح ہر جگہ
 چیر و بر و شعلہ کے لاکر رکھی جا دی تو شعلہ لک دسکو جلا دیتا ہی اور اگر کوئی برتن میں نہ آکر دودھ لاوے
 تو آگ کا شعلہ برتن کے اندر گھس جاتا ہی اور وہ کپتو نکلتا ہی بھان تک کہ گھبی آدھا اور کبھی تمام جلا کر نکلتا ہی
 علیٰ ہذا القیاس اور بھی ایسی ہی شعلہ ہر ان شعلوں کے ہندو بیان کرتے ہیں صاحبان انگریز و دانایان
 فرنگ کا یہ قول ہے کہ ایک قسم کی ہوا ہوتی ہے جو جگہ جگہ میں نامی اور سکا کام ہی کہ جس مقام کے اندر وہ گھر
 جاتی ہی آگ کے شعلہ و مان سے نکلتی شروع ہو جاتے ہیں بلکہ اگر وہ کسی شہر کے اندر گھسی ہوئی ہو تو پانی اور
 چشمہ کا بھی جلنا اور آبلہ ہوا نکلتا ہی اور جن بھان دن کے اندر وہ گھسی ہوئی ہوتی ہی ہمیشہ وہ بھان جلتی
 اور اگر کسی شعلہ نکلتی ہی ہیں شاہان اسلام اسکو امتحان اور دریافت حال کے طرف بھت متوجہ ہی ہو گئے
 قدرت نادر حقیقی کے کچھ دریافت ہو چکے ہیں جب سلطان فیروز شاہ بابر بک کا لنگرہ فتحپور
 ہوا تو اس مقام پر بھی آیا اور اس بھان کے گنڈ بک کی کان تصور کر کے اوسنی بھان کھدوایا پانی بھی پڑا
 مگر نہ تو کوئی کان نکلی اور نہ آگ کے شعلہ نکلتی نہ ہوئی اس واسطے بادشاہ نے بعد امتحان ہندو ہوا اس سلطان
 فیروز شاہ کے وقت میں ہندوین بڑا کت خانہ شامتری ملک کا تھا وہ سب بادشاہ اوٹھو کر لگیا بعد ازاں
 جہانگیر بادشاہ نے کانگرہ کے فتح کے بعد اس آگ کا امتحان شروع کیا مکان کھودوایا بھان چڑھی سطح
 عالمگیر اور بک زیب بھی اس امتحان کے طرف متوجہ ہوا وہ نصیرین سپاہی اگر اس جگہ اس طرح پڑتی ہی
 کہ ایک ہندو کے علاوہ کچھ اور دوسری ہندو کے باہر رہا آتش بھان کی بلندی سے اس جگہ کے ساتھ
 ہوتی ہی کہ کیفیت اسکی قابل دیدنی بھان کے اوپر اور بھی شہی بھت جاری ہیں ہندو کے پاس ایک
 اور ہندو عابدہ گو کہنا تھا کہ بنایا ہوا کنتی ہیں کہ وہ ہندو بھت قیدی ہی ہندو سب والوں کے وقت کا
 بنایا ہوا ہندو کے پاس ایک ورثہ ادا تھا بنایا ہوا جہنم جاتی لوگ جا کر اوتہ تی ہیں اور جو کوئی بنا
 جاتی ہی جاتا ہی بھان وقت کا کہنا ناہ سکو دیو ہی جی کے پوجاری دیتو ہیں اور دیو کے دونوں ہندو کی ادا

اور شام کا وقت تھا جب وہ قتل ہوا اور ستون کی اندر لیجا کر اوسکو مارا کہ نہ زمین ٹھکانہ آسمان نہ کھڑا تھا
 نہ میدان اسب و ہستادام بہان بھگوان کا ظہور ہوا تھا ملتان کے قلعہ کی اندر بنا ہوا ہی اور پہلا دھمکنا
 استخوان اوسکو کٹے ہیں بدستور و پوچی کا مندر جموں کی پہاڑ سے تیس کوس کی فاصلہ پر پہاڑ کی عین غار کی اندر
 پیدا ہوئی کی بدستور کچا بنی ہوئی ہی اوس غار کا منہ بہت چھوٹا سا ہی اوسکے اندر بیس قدم کا راستہ چل کر دیو کی درشن
 ہوتی تھی یہاں کوئی قلمویر یا مورث دیو کی بنی ہوئی نہیں ہے بطور سادہ ایک پتھر کی بندی بنی ہوئی جو چھ سے
 شش ہر کرد و کٹری ہو رہی ہے اس غار میں آفتاب کی روشنی کا دخل نہیں ہے چنانچہ ان کی روشنی سبزیارت ہوتی
 اور مشہور ہے کہ اگر کوئی پانی یعنی گنگا روہان جایا ہونے تو چیراغل گل ہو جاتی ہیں اس واسطے کہ پو جاری سبکو نکال کر
 پھر چیراغل روشنی کر دیتے ہیں اور بعضوں کا قول ہے کہ جب اوس مکان کی اندر جو بہت تنگ اور تنگ بھی اوسکا چھوٹا
 ہی جو م آدمیوں کا بہت ہو جاتا ہے تو ہوا بند ہو کر چیراغل گل ہو جاتی ہیں اوسوقت پو جاری لوگوں کو پانی پانی کھر
 نکال دیتی ہیں اسی پہاڑ کی ایک دوسرے کنگری پر حضرت امام مہدی کا چوترا بنا ہوا ہے اور ہر سال وہاں بڑا میلہ ہوتا
 اور ہندو مسلمان بڑے اعتقاد سے وہاں حاضر ہوتے ہیں سری اھرناتھ یہ عبادت کا ہندوؤں کی بڑی بلند
 برزانی پہاڑ شمال مشرقی حد ملک کشمیر کی اوپر واقع ہے وہاں ایک قدرتی غار پہاڑ کے اندر بطور ایک کوٹھہ کی بنا
 ہوئی ہے جس میں سمو ڈیڑھ سو آدمی بیٹھ سکے پہاڑ وہاں کابے سبزہ بیک سرخ اور خاکستری چلی ہوئی مٹی کی طہ
 نظر آتا ہے دس مہینے تک برابر برف اوپر پڑی رہتی ہے ہر سال ساون سدی پورنما کو جس روز کیا بندن ہوتا
 ہندو لوگ خصوصاً سنیاسی فقیر دور دور سے وہاں زیارت کیواسطے حاضر ہوتے ہیں جب استھان سے فاصلہ پانچ کوس کا
 رہ جاتا ہے تو تمام مال و اسباب اپنا جاتری اوسی جگہ چھوڑ کر تنہا جاتے ہیں استھان کی قریب چرن گنگا ہوتی وہاں
 جا کر سب نہاتی ہیں پھر وہاں سے سکے سب بریان تن برہنہ جسم اور بعض بہن جپتہ کی لنگوٹ باندھ کر آگے
 نہیں ہتے ہیں استھان کے اندر جا کر برف کی بنی ہوئی شب لنگ کے درشن ہوتی ہیں اور اوس غار کی وسط میں سے
 جو پانی قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے وہی لبتہ اور چھوٹے کر شکل شب لنگ بنتا ہے ہندوؤں کا قول ہے کہ پندرہ روز
 چاند کی طلوع میں یہ شکل بڑی شروع ہوتی ہے اور دوسری سپدرہ روز ایام تاریکی میں وہ شکل برف کی
 بنی ہوئی لنگر پانی ہو جاتی ہے اور اوس غار کی چھت سے اور چند جگہ بھی پانی ٹپکتا رہتا ہے مگر سوا می وسط کی
 اور تمام پر نہ تو برف جمتی ہے اور نہ شب لنگ بنتا ہے اور باوجود ایسی سردی اور برف کے اوس غار میں
 ایک جوڑا کیوترون کا رہتا ہے جاتری کیوترون کی درشن کو نہایت عقیدت سمجھتے ہیں اور جنکو کیوترون کے
 درشن نہیں ہوتے وہ سمجھتے ہیں کہ شب جی مہاراج ہمیشہ خوش نہیں ہیں اور اوس تمام برفانی پہاڑ میں سوا
 اوس جوڑی کیوترون کے اور کوئی جانور وحش یا طیر نہیں رہ سکتا ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ جب شب جی مہاراج

نے امرکتہا پاربتی اپنی عورت کو سنائی اور کہ تو دن سے بھی جو اس مقوسن لی اور شب جی اور پاربتی کھڑے
 زندہ جاوید ہو گئی امرکتہا اس شتر کو کہتی ہیں جسکو سنسوی آدمی چھو اور مرے نایک ہو جائے اور مرے گھر کو حد سے
 بجات باسی سو وہ امرکتہا شب جی کے اسی غار کے اندر پٹھہ کر کے اور پاربتی نے سنسوی ہو اسکو اس مقام کا نام
 امراتھہ شہور ہو گیا اور غار فرنگ لکھتے ہیں کہ یہ غار شوگر پورائیں گز بلند بانسہ گز عمیق ہے اور ایک ٹرا
 گردہ فاقہاؤن او سہین رہتا ہے جب بندہ وہ ٹان دشن کو جاتی ہیں تو وہ اونسی ڈر کر اوڑھ جاتی ہیں اور یہ بھی
 شہور ہے کہ جب اس غار کے اندر کہیں تو پیر سے موت کی آواز دینے لگتی ہے کہ کون کی آواز آتی ہے۔
 چھوٹے گنگا موہن سندھ بارہی علاقہ کشمیر میں ہے ایک موضع ہے کہ ماہ ساون اور مجاود دن میں وہ دن
 دشن کو جاتی ہیں غار اس مقام پر واقع ہے یہی کی تھہرت نما یان ہے کہ دشن کے دنوں میں وہ موضع د
 تین تین مرتبہ دن تھہر میں کہی تو بالکل پر آب اور کہی نہ ہو جائے اسکا چار بج ملک کشمیر کو تھہرت
 سیان کے اوپر ہے ایک قدیمی مندر بنا ہوا ہے مندر دشن کے واسطے دروازے آتی ہیں گنگا
 یہ مقام بھی کشمیر میں ہے سندھ کی ریستہ گاہ ہے یہاں کے پھلی تار سحر دمان ہے یہاں سے اور اس دروازے پر
 دروازے پر لکھتے ہیں اس کا حصہ اسکی قدیم حال اسباق بھی تحریر ہو چکا ہے یہاں ایک مالک
 تالاب بناوا اور وہ دروازے اور سکر شری شری غار میں بند توں کے مکانوں کے ہیں اور تالاب کے اوپر ایک مندر
 انکھائی پائی اور اسکا اسی تالاب کے اندر گر تالی بیان کے برعکس مہاتم اسکا گیا ہے جسے برابر کھنڈ میں اپنی قبر پر رکھا
 کر یا کر مہاتم یہاں پہنچا تو وہ مکت کو پر آب ہو جائے اور اسکا تین جب کوئی بندہ دروازے پر آوے اسکا کر یا کر مہاتم یہاں سے
 اور دینی میں ہے کہ یہ دروازہ اور کوہ پتر کے برعکس طرح آتی جاتی والوں کا نام اپنی قدیمی ہیون میں لکھتے ہیں شکار کا
 دیو ہے یہ مندر کشمیر کے قلعہ ہری پور کے اندر ہے یہ مندر اسکو بھت شکر کا مندر اور پرستش کرتے ہیں۔

دوسری تقریب مندر اور مسلمانوں کے قوموں کے بیان میں

دختر ہو کہ یہاں کے میدان کے جنوبی و شرقی خط میں سب قوموں سے زیادہ سکھوں کی قوم ہے اور بعض سب
 سکھوں کے اس ملک میں رہتے ہیں سکھوں کی سلطنت تری اور کی غرت و توقیر دیکھ کر اکثر ہندو سکھوں کو دیکھ کر ہنسا
 کہ ہنگی و خاک و ب بھی باطل آگے نہ بھی دیکھتی کہ یہ سکھوں کے گھر اس قوم میں ہندوؤں کے سب سے پہلے ہیں کہ
 جب باطل کی اور سکھوں نے باطل کی باطل کی اور سکھوں نے گیارہ ماہ میں سکھوں کی سرکار انگریزوں
 کی ہنگی ہندو سکھوں نے باطل کی سکھوں نے باطل کی سکھوں نے باطل کی سکھوں نے باطل کی سکھوں نے باطل کی سکھوں نے باطل کی
 کی صراط کہ ہوئی دکر اور سکھوں نے باطل کی سکھوں نے باطل کی سکھوں نے باطل کی سکھوں نے باطل کی سکھوں نے باطل کی

کوئی نہیں تھا پھر انکی اصل اسطرح ظہور میں آئی کہ جب پیرام اور تار نے پتھریوں کو بالکل قتل کر دالا اور ارا
 کیا کہ انکی نسل دنیا میں باقی نہ رہے اور وقت نامہ عورتیں پتھریوں کے برہمنوں کے گھریں جا رہیں جب پیرام
 کو خبر ہوئی اور پتھریوں نے پتھریوں کے گھریں سے پکڑا لیا اور برہمنوں سے اور کھا حال پوچھا اور پتھریوں
 جواب دیا کہ یہ ہماری عورتیں ہیں عورتوں نے بھی برہمنوں کے بیان کو تصدیق کیا پیرام نے برہمنوں کو
 کہا کہ اگر تھیں عورتیں فی الحقیقت تمہاری ہیں تو تم انکو ماتھے کا لکھا یا ہوا کہا یا کہا تو برہمنوں کے خوف جان
 اور بارے میں اپنے کے فی الفور کہا لیا پھر وہ ان عورتوں کے شکم سے اولاد ہوئی وہ کھتری کہلاتی گئی
 اور وہ برہمن کھتریوں کے پرست بنی اس قوم میں سے پھلوڑا نہ بنیں بھی اچھے راجے اور راجہ راجہ
 سپاہی ہو گئے رہی ہیں اب بھی یہ سادہ کاری و اعلیٰ نشید کرتے ہیں اس قوم کی گوت بکثرت ہیں جنکی تفصیل
 سے طوالت ہوتی ہے پیرام برہمنوں کی پیدائش قبول نہ دیا ان کے برہما کہہ رہی ہوئی ہے اور
 ہندوؤں کے چار برہمن میں انکا بڑا درجہ ہے اور آداب انکا ہندوؤں کے ذمی اندر ہو رہے ہیں شاستر کے فرض
 و واجب سے مگر کل ہندو برہمنوں اور سکھ برہمنوں سے ذلیل و ادنیٰ کام لیتی ہیں کہا نا لکھا نا خدنگاری نا
 پانی پھر نہ ہندو امیر و دولت مند برہمنوں کے حوالے کرتے ہیں اور وہ سجادہ یافتہ گریہ رہی اپنی شکم پوری
 کے واسطے ذاتی شرافت کو بالائی طاق رکھ کر ذلیل کاموں میں ذلت اٹھاتے رہتی ہیں بلکہ کئی جگہ
 صوبہ خدنگاری کے کفنش برہمنی و فرشی وغیرہ بھی برہمنوں کے متعلق ہوتی ہے یہ حال غریب
 برہمنوں کا ہے اور جو مالدار ہیں وہ مصرعی و بہاراج میں دندت جی و برہمن ورت کہلاتے ہیں اور وہ بھی
 ہندوؤں کی یہ قوم بھی کھتریوں کی قوم سے نکلی ہے اصل حال انکا یہ ہے کہ کس طرح عورت شودرانی اور
 کھتری اسپہیں سمجھتے ہوئے کھتری کے تھم اور شودرانی عورت کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا اسکا خطاب
 اڑوڑا مقرر ہوا اگر کھتری اسکو کہانے اور پتھریوں میں اپنی ساتھ نہیں لاتی تھی اور شودر قوم کے طہر
 اسکو بھی نسل تصور کرتی تھی آخر اڑوڑا سجدہ ست لایا اور اڑوڑا پور یہ کہے جا کر نالشی ہوا تو کہ وہ کھتریوں
 کے گور و تھی اور انکی کہنی سے کھتریوں کے اڑوڑی کو ساتھ ملا لیا اس قوم میں بھی سنگیروں گوت ہیں پیشہ
 محنت کشی کا کرتے ہیں اچھوت قوم پنجاب اور شمالی پنجاب میں ہندو مسلمان بکثرت رہتی ہے گوت
 انکی بیان میں اگر کل بیان ہو جاوے تو ایک علیحدہ کتاب لکھی جاوے اس واسطے خدو اتون کا احوال جنگ
 موردت اعلیٰ کا حال بخوبی دریافت ہو گیا جاتا ہے چھٹی راجپوت اس قوم کی نسل جاوڑو
 خاندان میں ہوئی کہ وہ بھی چند رہی کہلاتی ہیں اصل تواریخ انکی اسطرح ہے کہ اول کسی زمانہ میں پنجاب
 بستی و شخص شتراسی اور کھکر خصلت میں آئی سیجائی و ختری نسل سے جو یہ راجپوت ہوئے اور پتھری نسل

سے چند پشت بعد راجہ رسالو پیدا ہوا جس کے دو بیٹے دو سٹل و جیسٹل و جیسٹل سے آئندہ جیسٹل آباد کیا
 اولاد اوسکی ایک دہان مالک و قابض بنی آتی ہے اور دو سٹل کے مالک ہیں یہ رہا اوسکی اولاد
 دہان موجود ہے بھی کی نسل سے ایک شخص بھونی نام شہر پیر علاقہ سرسہ سے اوشہ کے پنجاب میں
 آیا اور علاقہ حلقہ آباد ضلع کو حیرانوالہ میں سکونت اختیار کی اوسکی اولاد پنجاب میں بہت پھیل گئی
 اب بھی قصہ پنڈی پھان و جلال پور و شیرہ میں بکثرت یہ لوگ آباد ہیں بلکہ اور مقاموں بھی ہندو و
 مسلمان بکثرت پائی جاتی ہیں بچو و پاجوہ راجپوت قوم بچو بجات کے علاقہ سکونت رکھتی ہے وہ اپنا اصل
 سہو راج بنسی راجپوتوں سے تعلق رکھتا ہے اور سلسلہ اپنا راجہ راجپوت کے ساتھ ملائے ہیں بچو و پاجوہ دونوں قوموں کا
 حال اس طرح درج تواریخ ہے کہ سلطان سکندر ہودی کے وقت شلب نام ایک راجہ بمقام آج ضلع جٹکا تھا
 و خراج گزار بادشاہ کا تھا اتفاقاً اوسکی ناراضگی ہوئی پنجاب سے ہو گئی اوسے بادشاہ کو اوس سے ناراض کر دیا اور بادشاہ فوج
 اوس کے استیصال کے واسطے نامور ہوئی آپس میں بڑی لڑائی ہوئی راجہ نے شکست کھائی اور زبرد کر گیا اوس کے
 دو بیٹے ایک گلے دوسرا لیس ہاتھوں پر باز رکھا اور بازداروں کی گروہ میں ہو کر قلعہ سیٹلی اور جٹکا کے کھنڈروں
 کے علاقہ میں ایک زمیندار جاٹ سندھو کی گھر چاچھی کے عرصہ کی بعد گلے کی ایک زمیندار جاٹ کے گھر میں
 کر لی اور لیس سے جموں جا کر راجہ کی نوکری اختیار کی اور موضع کول علاقہ جموں میں آباد ہو اشدادی بھی راجہ ہو کر
 گھر کی اجداد سے جب اولاد اوسکی کثرت سے ہوئی تو علاقہ بجات پر جو غیر آباد تھا قابض ہو گیا چونکہ اولاد اوس
 بچو راجپوت کہلاتی تھی وہ علاقہ بھی اونیہ سے نام سے بجات مشہور ہو گیا بلکہ گلے کی اولاد اور لیس کی اولاد
 اس کے گلے کی اولاد راجپوتوں کی پیٹ سے نہ تھی بالکل علیحدگی رہی مگر دونوں میں بچو و پاجوہ کہلاتی
 تھی لیس اور گلے دونوں لوگ بکثرت تھے اس واسطے کہ وہ بعد مر جانی باب کی ہاتھوں پر باز رکھا قلعہ سیٹلی سے بھی
 اور ہتھانی لوگ اکثر باز کو باج اور بازداروں کو باجوہ دیتی ہیں اس واسطے کہ وہ بھی راجہ مشہور ہوئی اس قوم میں
 اکثر ہندو و مسلمان دونوں مذہب کے آدمی ہیں بچو لوہوں راجپوت اس قوم کی لوگ اپنی آپ کو سردار
 خاندان چند بنسیوں میں سے بیان کرتے ہیں انکا مورث اعلیٰ سہی پھولرون فیروز شاہ بادشاہ کی وقت مسلمان
 ہو گیا اور بہت سی زمین ضلع چٹک میں انعام پائی اور موضع بہر دال آباد کیا پانچ پشت تک اوسکی اولاد
 قابض رہی بعد ازاں اوسکی اولاد میں سے بھی مالکانی کچھ ایسا قصور کیا کہ بادشاہ کے حکم سے کل گانوا
 کا قتل ہو گیا مگر مالکا اصل مجرم جو پہلی ہی بھاگ گیا تھا پانچ رہا اب جس قدر لوگ اس قوم کے پنجاب میں
 ہیں مالکا کی اولاد ہیں سہو راج بچو و پاجوہ یہ قوم بھی چند بنسیوں کی اولاد کہلاتی ہے
 اور موضع اپنا راجہ سٹل کے پانچواں حصہ میں اور بیان کرتے ہیں کہ یہ راجہ احمد افراسیاب پیرانی جو ایران

و توران کی طرف سے ہند پر حملہ آور ہوا تھا اس ملک میں راج کربا تھا جب افراسیاب دریا میں سنا پر پہنچا
 تو اس راجہ سے اطاعت قبول کی اور ملک مال پنا محفوظ رکھا بعد ازاں سکندر نے غنیمت چاہی میں تو اس خاندان
 کے راجہ نے پھر بھی بڑا راجہ اطاعت کے اپنا راج بچایا اور راجہ یورش راجہ لاہور کی لڑائی میں سکندر کی ساتھ
 شامل ہوا پھر جب سلطان سبکتگین غزنوی ہند پر چڑھائی کی تو اس وقت راجہ جی پال اسی خاندان میں
 سے پنجاب کے کل ملک پر قابض تھا وہ مقابلہ پیش آیا اور اس میں سخت سخت جنگ ہوئی رہی آخر
 بلاشبہ ملکہ بادشاہ غزنوی کو واپس چلا گیا بعد ازاں سلطان محمود غزنوی نے پھر یورش کی تو راجہ جی پال
 نے کل ہند کو راتوں سے مدد دی اور بڑی اجتماع کی ساتھ سلطان کو مقابلہ کو گیا اٹھارہ روز باہر لڑائی رہی آخر
 میں وہ ایک کوفت راجہ کا اتنی میدان جنگ سے خود بخود ہار گیا کہ چند قیدیوں کی کوشش کی بھی کہ وہ پھر اس وقت
 لشکر میں نہ گیت وقوع میں آئی اور تھاروں قتل ہوئے اس وقت راجہ اگرچہ جنگ کی میدان سے گھریں سلامت رہا
 مگر نہایت شکستہ خاطر اور دلنگ تھا آخر اسے اپنی بیٹی انگیا پال کو تخت نشین کیا اور خود آگ میں جھک کر گیا انگیا پال
 نے سلطان محمود کی اطاعت قبول اور دوبارہ سلطنت پائی مگر سلطان نے چار برس کو بعد پھر راجہ سی راجہ ہاراج
 اور سکاحمین لیا اور انگیا پال دکن کو بھاگ گیا اور وہاں ہی مر گیا اس کی اولاد بھی سلطنت کو زوال کو بعد پریشان حال
 ہو گئی اور بادشاہوں کی نوکری کر کے گزارن کرتی رہی پھر جب سلطان فیروز شاہ کا وقت آیا تو راجہ سکت بکیر راجہ کا
 بیٹا اس خاندان سے بادشاہ کا نوکر ہو کر سیکرہ راجہ کا افسر قرار پایا اور اس کی فوج شیخا کی رفع فساد کے
 واسطے مامور ہوئے جسے پنجاب میں سخت فساد برپا کر کے کئی مرتبہ لاہور کو لوٹ لیا تھا راجہ سکت بکیر نے پنجاب میں
 اگرچہ راجہ پنجاب پر زبرد کوہمون دیرہ کیا اور شیخا کی فساد کو روکتی بن بڑی بڑی بہادران کین تھوڑی مدت کو بعد
 بسبب بغیر بدل سلطان دہلی راجہ سکت بکیر پنجاب میں بہت سے علاقہ کا قابض ہو گیا اور اپنی ریاست اور
 علیحدہ قائم کر لی اور قصبہ سیل بھری اپنی باب سبل الخاطی بلہریہ کی نام آباد کیا اس کے بعد بھی چند پشت تاج
 اور سکا قائم رہا جب راجہ سہپال نے بھی پال کا بیٹا گدی نشین ہوا تو سلطان ہلول لودی نے افغانی فوج اور
 مامور کی اور لکھا کہ اگر تم اسلام قبول کرو تو سلطنت و ریاست تمہاری قسری سلطان سی مامون نے بھی اس کو
 معہ اپنے بیٹوں اور بیٹھوں کی مسلمان ہو گیا جب وہ مر گیا تو اولاد اس کی بہت باقی رہی اور اس میں
 ہو کر اس قدر تناواریں کہ بہت سے ماری گئے اور ریاست تباہ ہوئی ریاست کو چھ چھٹیک بعد اولاد اس کی کشمکش
 گزار کر نہ لگی اب یہ قوم لہریہ راجہ پور میں مسلمان علاقہ شکر گڑھ و نار و وال وغیرہ میں موجود ہے اور راجہ سہپال
 کا ایک بیٹا بیٹ پال سے ہندو رہا تھا اس کی اولاد ہندو چلی آتی ہے مگر بہت کم ہیں مہساس راجہ پور
 یہ قوم اپنے آپ کو راجہ راجہ کی نسل سے بیان کرتی ہیں اور سورج پشی راجہوں سے اپنا شجرہ خلاستے ہیں

اصلی حال انکا یہ ہے کہ راجہ راجہ کے وفات کے بعد بھوسل دت نام مورث اعلیٰ اس قوم کا اپنی بیویوں کے
ساتھ رنجیدہ ہو کر آج وہاں سے اول کشمیر کو آیا ہے وہاں سے واپس ہو کر جان اب بقیہ بکھڑا آباد ہے
مستقیم ہندوستان کے بعد اس کے نسل سے بھی ہمارے راجہ اقبال اللہ پیدا ہوئے ہیں انہی کی سلطنت ہمارے
کے ملک میں قائم کی اور شہر جاسون جو اب جسون کے نام سے موسوم ہے اپنی نام سے آباد کیا ہے اس کے پوتے
میں جو گ راج ایک نامی راجہ ہوئے تھے ان کے پوتے میں جسون کا راج کرتا تھا اس کے گویا ہوں راجہ
راہو ہوا جس کے تین بیٹے تھے جسے دیو نامی جو سنا دیو بھسکر کے دیو کے دو بیٹے دیو سنگ دیو سنگ دیو سنگ
کا پوتا جو دیو ہو چکے دیو سنگ دیو سنگ دیو سنگ دیو سنگ دیو سنگ دیو سنگ دیو سنگ دیو سنگ
ہو جو جو ال کے پوتے ہیں اور جھنگر دیو کی اولاد سے ہمارے راجہ ہیں اور راجہ جسون کے راجہ کے نام سے
سناس مشہور ہوئی وجہ تیس یہ ہے کہ راجہ جسون کے راجہ کے نام سے راجہ جسون کے راجہ کے نام سے
اختیار کر لیا اس واسطے کہ راجہ جسون کے راجہ کے نام سے راجہ جسون کے راجہ کے نام سے
بیمار دیو بھسکر دیو نامی دیو نامی دیو نامی دیو نامی دیو نامی دیو نامی دیو نامی دیو نامی
زمین بارہ وغیرہ کا ہون پر گہا رہ کر آئی ہے اور اسی علاقہ میں رہتی ہے اور اس علاقہ کے لوگ راجہ
میں ایک دیو کے قبیلہ بکھڑے آباد کیا ہوئے ہیں یہاں سے کہ کوئی شہر کوئی آبادی دیو نامی دیو نامی
کہلاتی ہے یہ دیو جسون کا راجہ ہوا اس کے چوتھے پوتے میں راجہ بکھڑے دیو نامی دیو نامی دیو نامی
آباد کیا اس کے اولاد سے مشہور ہے دوسرا بیٹا بھسکر دیو کا کہو دیو تھا جس کے ایک بیٹا ہوا نامی ساہنہا دیو
اس کے نسل میں راجہ جسون کے پوتے ہیں دیو نامی دیو نامی دیو نامی دیو نامی دیو نامی دیو نامی
چار بیٹے تھے راجہ رنجیت دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر
راجہ بھسکر راجہ اس کے وقت میں وہاں سنگ بکھڑے راجہ نام کے ہوں کہ جسون کے راجہ کے نام سے راجہ
راج دیو گدی نشین ہوا جو تمام مال شہر چھوڑ کر اپنے گھر میں آ گیا اور گدی راج کی تختی
کے فائدہ ان سے ہوتی ہے اسی اس کے نسل میں ہمارے راجہ ہیں راجہ بھسکر دیو کے اور بھسکر
جسون میں ہمارے راجہ ہیں اور راجہ بھسکر دیو کے چار بیٹے تھے دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر
شکستہ اور دور دور اور سنگ دیو اولاد سے ہمارے راجہ ہیں راجہ بھسکر دیو کے چار بیٹے تھے دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر
اس کے تین بیٹے تھے راجہ بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر دیو بھسکر
مستقیم یا راجہ بھسکر دیو کا بیٹا راجہ بھسکر دیو کا بیٹا راجہ بھسکر دیو کا بیٹا راجہ بھسکر دیو کا بیٹا
راجہ بھسکر دیو کا بیٹا راجہ بھسکر دیو کا بیٹا راجہ بھسکر دیو کا بیٹا راجہ بھسکر دیو کا بیٹا

قتل ہوا راجہ جواہر سنگھ لالہ مراراجہ موتی سنگھ جھون میں موجود ہی انکی خاندان میں شہنشاہی ریاست کا مالک
 ہوتا ہوا در راجہ کو ہلاک ہوا اور چوتھے ضیاع میں چھوٹا بڑی کوچی دیا اسلام کے عوض کٹیا ہی لکھنؤ کے
 یا جموں ال راجہ میں نہ ہی راجہ کوچی دیا کٹی میں اسی صوبہ میں راجہ پت بھی سب جموں کو کوچی دیا اور جموں
 شہنشاہ کے رام رام کٹیا کرتے ہیں شہنشاہ قوم ضیاع سیالکوٹ میں ہندو کثرت اور مسلمان کم رہتی ہیں۔
 انکو ان سبھ لوگ اپنی آپ کو رام رام قاسم حضرت علی کے صاحبزادہ کی اولاد کہتی ہیں بڑا اور نکاح منہی
 لقب شاہ پور ہے غزنی میں آنا اور اولاد او سکون غزنی و کابل و پشاور وغیرہ میں آباد ہوئے وہ تسمیلہ
 اور ان اسطرحہ تواریخوں میں مروج ہے کہ جب سبھ لوگ کابل و غزنی وغیرہ میں پہلے پہلے تو انکا سبھ طریق رہا
 کہ جو بادشاہ غزنی کے ملک سے چلا آئے ہوتا تھا سبھ لوگ اسطرحہ غارت و تاراج مال اور سکون
 ہولیش اور ہزار ہا کرتے تھے کہ ہم بادشاہ کی امان یعنی بدکار ہیں اسطرحہ بادشاہی فوج انکو امان یعنی بدکار کہہ کے پکارتا تھا
 اسوقت میں بدکار کہہ دیا وہ اسی فوج بادشاہ اور سبھ ساتھ ہوا اسطرحہ فوج کے ہوتے تھے وہ سبھ عوامی کہلاتے تھے اسوقت
 سبھ پنجاب میں کر جا سجا رہے اور اسی عوامی لقب سے سبھ کو کہتے تھے اسوقت میں سبھ میں جو اور کوئی بزرگ نہ تھا
 متبرہ میں جو کہ ان کے ساتھ قوم راجگان دہلی کی اولاد ہیں انکو بزرگوں کی سلطنت
 بدلت گئی تھی تین تیس سال منسل تواریخ کے کتابوں لکھا ہے یہاں شجرہ اودن راجوں کے ساتھ
 ملا تو میں پنجاب میں یہ قوم اسب کثرت مسلمان ہو چکی ہے بعض ہندو بھی ہیں کہ وہ کہتے ہیں راجہ
 یہ قوم کوئی خاص صورت اعلیٰ ایسا تھا نہیں سکتی تھی میرا ایک گوت والی ایسی آپ کو انکا ایک سورہہ اعلیٰ
 کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اور چھوٹی راجپوت کہلاتے ہیں قوم جاٹ یہ قوم پنجاب میں کثرت
 آباد ہے کوئی ایسا شخص یا قصبہ یا گاؤں نہیں ہے جس میں یہ قوم آباد نہ ہوگی بڑی زمین داری پنجاب میں جاٹوں کی
 ہے انہیں مسلمان تھوڑے سے کثرت نہ سنجیت سنگھ والی لاہور بھی سانس گوت کا جاٹ تھا اور سکون وقت میں
 جاٹوں نے بڑی ترقی پائی تھی جو سردار جنیل کر نیل رنجیت سنگھ کے دربار اور فوج میں مقرب ہوئے
 جاگیریں پائیں مگر سبھ لوگ اصلی جاٹ کے سبب نہیں ہیں بلکہ اور قوموں راجپوتوں وغیرہ سے مگر جاٹ
 بن گئے ہیں اصلی جاٹوں کا قول ہے کہ ہمارا بزرگ شب جی کے جاسویدہ اموا تھا اسد اسطرحہ شب جی نے اسکا نام
 جاٹ رکھ دیا یہاں اسکا نام میں ہے کہ اگر سنجیت سنگھ موتی میں اور زن و مرد اس کا نام کے اسکا نام پتوں
 وہاں مصروف رہتے ہیں سنجیت سنگھ کی فوج میں پانچوڑی کی کام بھی انہوں نے کی ہے اسی کٹی اب بھی
 انگریزی فوج میں جاٹ ہے کہ سبھ لوگ میں خاص لاہور کے اندر بھی مسلمان جاٹ سبھت ہیں جو خاص ملک
 اپنا پیشہ کا کام کرتے ہیں جو فانی و دعا بازی و بی رومی استقامت کا اصلی ذرا اصل ہو کر کٹی و خدو و سلیبی انکی

میں ملی ہوئی ہے وہ سنی کو پہلے مطلب کیسے ہیں جاتوں کے ہزاروں کو رشتہ ہیں جنکی تفصیل کروا سکتے
ایکے علیحدہ دفتر چاہیے اس واسطے چند قوموں کا مختصر حال تحریر ہوتا ہے یا چوسی چارٹ اس قوم کا اصلی
پھر راجپوتوں میں تحریر ہو چکا ہے اور چونکہ انکی مورثا اعلیٰ کلاس راجہ شلب کیسے شادی اپنی منہ ہو جا
کی لڑکی سی کر لی تھی اس واسطے یہ ہم جدی راجپوتوں سے ایک ہو کر جاٹ بن گیا چھوٹے چارٹ اس قوم
کا نکاس راجپوتوں سے ہی اور انکا قول ہے کہ بزرگ ہمارا راجہ پرتھی راج المشہور راجہ پرتھی راجہ پرتھی کا راجہ تریا چھوٹے
سلطان شہاب الدین و علاء الدین غوری کی لڑائی میں گرفتار ہو کر قتل ہوا تو اس کے بعد اسکی بیٹی چھوٹے مل
پھر اسکا بیٹا رانا کسک ہو اکسک کی آٹھ بیٹی تھیں جن میں سے آٹھوان رانا دھول تھا دھول چارٹ تھی جن میں
چوتھا چیمہ تھا جو اس قوم کا مورثا اعلیٰ ہے اور اس کے نام سے یہ قوم موسوم ہے راجہ پرتھی راجہ پرتھی کے بعد چھوٹے مل
اسکا بیٹا دہلی سے نکلا کہ موضع کانگر علاقہ دہلی آباد ہوا اور چار شتہیں اوسکی وہاں رہتی رہیں آخر راون بن اودھن
بن چیمہ وہاں سے چلا آیا اور بیاس کے کنارہ پر گوبند پورہ کی متصل آباد ہوا اور ایک گاؤ آباد کر کے اپنی دادا کی نام پر
نام اسکا چیمہ رکھا مدت تک اولاد اوسکی وہاں رہتی رہی پھر بعد فیروز شاہ و اورنگ زیب عالمگیر اوسکی اولاد
مسلمان ہو گئی اور سبب اس کے کہ رشتہ اونکی پنجاب میں جاتوں کی ہو گئی تھی جاٹ کہلائی لکے ناگرمی جات
یہ لوگ بھی اپنی آپکو رامی پتھور کی اولاد کہتے ہیں اور اونکی بیان ہے کہ مسمی ناگرمی مورثا اعلیٰ ہمارا اول دہلی سے
نکلا کہ پنجاب میں آیا اور موضع جالندھر میں آکر اس کے کاشنکار سی سنگھی جب اوسکی اولاد کثرت سے ہوئی تو جابجا پھیل
گئی اور سبب ہونی رشتوں کی جاتوں کی ساتھ جاٹ کہلائی لکے دیو جاٹ یہ قوم ضلع گوہر انوالہ چھوٹے مل و
سیالکوٹ میں کثرت آباد ہے انکی بیان ہے کہ پہلے مسمی مہاج بزرگ ہارلکی جنگلی سے پنجاب میں آیا اسکا بیٹا
اورک سواک کور دیول دلو سوہراک کی اولاد کا اونکی نام سے علیحدہ علیحدہ گوت ہے اور دیول
اولاد دیو جاٹ کہلاتی ہے سندھو جاٹ اس قوم کا بیان ہے کہ ہم اصل میں سورج پٹی راجپوتوں کی
ایک شاخ ہیں جو رکھ پٹی مشہور ہیں راجہ راجندر بزرگ تھا کہ جاٹ اس طرح ہوئے کہ جب شاہان اسلام
کی آمد و رفت ہند میں ہوئی تو ہماری بزرگ جنگی حکومت و سلطنت تباہ ہو چکی تھی اونکی نوکر ہو گئے سب سے پہلے
اونہوں نے نوکری سلطان محمود غزنوی کی اختیار کی اور اس کے ساتھ غزنی کو چلے گئے اور اسی جگہ سکونت
اختیار کی پھر بھی جس جس بادشاہ کا ہند پر حملہ ہوتا ہا تو اونکی فوج میں بھی ہماری بزرگ نوکر ہو کر ساتھ آیا
کر تھے اسی آمد و رفت میں بہت سے تو اونہیں پنجاب میں رہی اور بہتوں نے ہندوستان کی سکونت اختیار
کی اور بہت سی پھر ولایت کو چلے گئے اکبر شاہ بادشاہ کے وقت مسمی اگر بزرگ ہمارے نے نوکری چھوڑ کر
کاشتکاری شروع کی اور موضع جگدی کماں جولاہوری خودہ کوس پر آباد رہنے لگا اوس کے پانچ بیٹے ہوئے

پانچواں

سندھو ساسی گور ایا چہ سچ ان پانچون سو پانچ گوت شروع ہوئی پھر سندھو کا بیاسی گن ہوا اور اسکی اولاد
 سندھو کے لڑکے اور عین سو بہت سے مسلمان ہوئے اور بہت سی سکھ بنیاب پنجاب میں اس قوم کو سکھ کہتے ہیں
کاہلون جات یہ قوم اپنی آپ کو راجہ کر جات کی اولاد بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ کراہیت
 سے کئی پشت پہلے راجہ جگد یو ہوا جو دہار انگری کا راج کرتا تھا راجہ جگد یو کی ذات پورا تھی جیسا دسکی پوتھی
 پشت سے مہی کاہلون پیدا ہوا تو اسکی اولاد اضلاع شفق میں پھیل گئی اور اسکی نام سے اسکا گوت
 کاہلون اور مہون کے متعلق کیا پھر مہی سولی جو کاہلون کے بعد چوتھی پشت سے پیدا ہوا وہ دہار انگری سے پنجاب کے
 میراں یا اور قصبہ جگدوال متصل تھا علاقہ ضلع گورداسپورہ اور سندھو آباد کیا اب تمام پنجاب میں یہ قوم پھیلی
 ہے اور بہت شہرت داری جاتوں کے جات کہلاتی ہے کہ **مہی جات** جو چوتھے راجہ **چوہدر**
 لوگ اپنی آپ کو راجہ دلیپ پناہ مہلی کی اولاد بیان کرتے ہیں اور کہتی ہیں کہ راجہ دلیپ کے دوسری پشت میں
 راجہ بالکیر تھا اسکی اولاد سے ایک شخص چوہدر نام راجپوت ہوا جسکی اولاد چوہدر راجپوت میں پھیلی ہے
 پور پانچون پشت میں مہی جو وہ ہوا اسکی ہر پال سنپال میں پتھر پتھر پال دہ پال کی اولاد ہے
 چوہدر کہلاتی ہے مگر سنپال امیر آدمی تھا اور نہ بہت سے عورتیں غیر قوموں کی گھڑیوں ڈال لین اور باہر
 بی بی پیدا ہوئے اور عین ایک گھن مورث اعلیٰ گھنوں کا ہوا اسکی اولاد کو سب اسکو کہ دالہ اسکی غیر
 قوم سے تھی چوہدر ان سے علیحدہ کر دیا اسو اسطر وہ جاتوں سے مل گئے بلکہ سنپال کے بانیوں کی
 اولاد جو اب بانیس گوت میں سب جات کہلاتی ہیں پھر گھن کے چوتھی پشت میں مہی پناہ پیدا ہوا وہ کہہ
 کہیا کہ میں رہتا تھا پھل اور سندھو فیروز شاہ بادشاہ کی لڑکی کی پھر راجہ چون کا نوکر ہوا چون کے نوکر
 چوہدر اور سندھو سکونت اپنی موضع روڑیاں والا ضلع ساکھوٹ جو اب آخر اٹھراچی اختیار کی اور کاشکاری
 کرنے لگا اور اسکی بہت سی اولاد پنجاب میں موجود ہے اور گھن جات کہلاتی ہے بعضی سندھو بعضی مسلمان
 سکھ میں گورامی و ساھی جات یہ دونوں گوت سندھو جاتوں کی ایک شاخ ہے حکام
 سندھون کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے **جات** یہ قوم بھی چند رہنمی دسروید راجہ جاتوں کے گوتوں
 پڑا ابکا مہی مہی اپنی ملک سے مفلس بنا دیا اور مگر مہی اپنی سات بیٹیوں کے پنجاب میں آیا اور مدت کا
 بدوش پھر تارنا اور سکھ چوتھی پشت سے مہی پتھر پیدا ہوا اور سندھو ایک گانا قصور کے علاقہ میں آباد کیا اور
 اسکی نام پکھا اور اسکی اولاد تمام پنجاب پھیل گئی اور بہت شہرت داری جاتوں کے جات بن گئے
ورک جات یہ قوم اپنی آپ کو راجہ جگد یو کی اولاد کہتی ہیں اور مہی مہی قوم منہاں کے
 مورث اعلیٰ کے ساتھ اپنا شجرہ ملائے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولاد سے مہی ورک پیدا ہوا اور بڑا عزت دار

[illegible]

عرصہ ہو کہ یہ لوگ کشمیری پنجاب میں اگر خاص لاہور میں سکونت پذیر ہو ویدت رنگ لنگاگائی کا مقصد تھا اور یہی
 وسطی غیر معین مقام تھا اب یہ حال ہو کہ انکی ترقی کمال ہو لاہور میں ایک محلہ صرف انہیں کے نام سے مشہور ہو گیا ہے
 سابق مسکرا یہ دارتھی پریشان روزگار تھا اب بڑی بڑی عاایشان مکان میں فراغت کے سامان میں معاش لنگا
 یہ صحر کہ لوگ ہندوستان کے دور در ملکوں میں نقل جاتے ہیں اور یہیں بدل کر کوئی محذوب و غیر کوئی
 ساکس پر کوئی مفلس کوئی غریب کوئی حکیم کوئی طبیب کوئی عالم کوئی عامل کوئی تاجر کوئی ہویا پرستی سادہ کو
 سنت میں جاتا ہے اور ہر ایک روپ میں اگر روپیہ کمالا نام اکثر غریب انکا فقیری و محذوبی کے مجبور و بیچارہ ہیں
 لوگ بھٹ کھا جاتے ہیں اور بعضوں کو تو ایسا موقع نیک حاصل ہو جاتا ہے کہ کسی نہ کسی ایک شاہ یا رئیس سے
 خاطر خواہ روپیہ حاصل ہو جاتا ہے یہ روپیں میں جا کر بھی اپنی نام بھی بدل لیتی ہیں کسی کا نام شہر شاہی ہوگا
 کسی کا کاند شاہ کسی کا بھیر شاہ علی یا القیاس ہو تا ہو لی فارسی ہندوستانی پشتو کشمیری پنجابی سب طرح کی صفت
 و شہتہ بولتی ہیں جب یہ روپیہ خاطر خواہ پیدا ہو جاتا ہے تو لاہور میں اگر گھر میں سال و سال بازام تمام کھاتا ہیں
 جب ختم ہو جاتا ہے تو بھی سفر کی تیاری ہوتی ہے اس طرح سب کا گزارہ ہو گیا اب بعض سادہ ہو کتاب فروشی میں لگا
 بھی کرتے ہیں قوم بلوچ بھی قوم ترکمان قوم سنو کلی بھی سب قوم کا قیام ماور النہر کے علاقہ میں تھا وہاں
 ہزارہ کسی شاہ کے اسیان میں آئی اور قیام از کا اوس ملک میں بدت تک سادہ انسی جب شان و وقت
 انکو طرف بعلت مفیدہ پر داری بدظن ہو گئی تو یہ دانیسی بھی لنگا اور ہا سجا شہر ہو کر بطور غارتہ و دشان ہو
 گئے زبان انکی اوس وقت فارسی تھی ایک فرقہ تو چیم و کران میں آکر آباد ہوا اور ایک فرقہ ہزارسان کے
 متعلقہ جنگوں اور بھاڑوں میں پہل گیا زبان میں بھی تغیر پیدا ہو گیا جیسے اب بھی بلوچی زبان میں
 فانیسی الفاظ بہت ہیں فتح کران ہی میں ننگر گھٹانم ڈیرہ غار سجان و اسماعیل خان وغیرہ علاقہات دامان
 کہ غری میں آسے یہ لوگ اوس بھٹ رگتی میں زمینداری بھی کرتے ہیں اور اگر بلوچوں سے انکا اصل
 پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم حضرت امیر حمزہ رسول مقبول علیہ السلام کے چچ کی اولاد ہیں اور ہمارے بزرگ
 خوب سی آئی تھی بعض اپنا شجرہ بدیع الزمان سپر امیر حمزہ اور بعض عمر سپر امیر حمزہ کے ساتھ ملائی ہیں خلفاء
 نبی امیر کے وقت جب محمد قاسم نے خراسان فتح کر کے بلوچستان فتح کیا تو اسکی ماتھے پر بھی سب قوم مسلمان
 ہو گئی یہ قوم عموماً جاہل بے علم و برقان بادید نشین ہے یہ باندہ اسلام میں کچھ لیاقت انہوں نے حاصل کر اور
 بعض مقامات پر فرمان فرما بھی ہوئے جیسے غار سجان بانی ڈیرہ غار سجان بھی بلوچ تھا اور رہا است
 خطہ غلات کی ایک موجودی انکی علیحدہ علیحدہ خاندانوں کو متعلق تھی میں اور جن میں ایک خاندان ہوتا
 اس ناز میں زیادہ تر یہ قوم کھارہ سحر بند پر آباد ہے کہ نام اوسکا پوچھتاں مشہور ہے وریا یہ سندہ صحر کہ حکیم

فارس کے دکن تک اس ملک کی دستبرد ہو بلوچان کے شمالی حد پر ریگستان محبت میں اور چند بجائے بھی واقع ہیں
 جب ہمایون بادشاہ دوبارہ خراسان سے واپس ہوئے تو ان کے ساتھ میر جاگیر سردار قوم بلوچ کا معہ اپنی قوم کے بڑے
 بادشاہ پہلی تک گیا اور جنگ کے معرکوں میں خدمات شایستہ بجالایا بادشاہ نے بعض خدمت اور سکون عطا فرما
 نگاہ جاگیر میں عینت کیا اور وہ سنگھریہ میں قیام پذیر ہو کر وہاں تھی مگر اس سے اس علاقہ میں بھی
 کچھ لوگ بکثرت آباد ہیں رفتہ رفتہ مجھے قوم اتنی بڑھی کہ افغانستان تک انکی آبادیاں ہوتی چلی گئی اور تہا
 تک پہنچی ہو چکی تھی شاہ حسین بنگالہ کا حکم تھان کے وقت بھی اس قوم کی بڑی ترقی ہوئی اور سراب بلوچ منطوق
 شاہ حسین ہوا اور جاگیر دار بنا اور بلوچ بھی اس وقت جاگیر دار تھے جنکی جاگیر میں دریائے سندھ کی کنارے
 تھیں غرض کثرت قوم کی سوا علاقہ قبائلیات پر تو رہا اور شہر دن میں بھی رہا جو کہ اس قوم کے ذکر میں کر خان قلات کا
 درمیان آگیا ہر سب سے کہ اسکا ذکر مختصراً درج کتاب ہو کر رہا **قلا ت** ایک علیحدہ ریاست
 خود مختار مابین علاقہ والی کابل اور سرکار انگریزی کی قیام قوم بلوچ میں بھی کچھ ایسی ہی رہا جو تہا حال اسطرح
 ہے کہ عبداللہ خان قوم برہمہ کا سردار ایک ہوا اور دھما وراڈمی تھا اور سنو اپنا تصرف قلات کو علاقہ پر
 کر لیا چونکہ اسی علاقہ میں ہی کچھ علاقہ یا جمہور خان سرائی کے تصرف میں تھا عبداللہ خان اور یہ جمہور خان
 کی آپس میں لڑائی ہوئی عبداللہ خان لڑائی میں ہار گیا احمد شاہ بادشاہ خراسان نے محبت خان عبداللہ
 کے بیٹے کو رد کر کے علاقہ بلوچوں پر جمہور عبداللہ خان کے یار محمد خان چکو دیا چونکہ محبت خان چاہتا تھا کہ کل علاقہ
 یار محمد خان سے اپنے ہاتھ میں لے لے بادشاہی حکم سے محبت ہو کر یار محمد خان کے ساتھ مستعد جنگ ہوا بادشاہ نے اس فرما
 پر غور کیا کہ ہو کر تیر سبیل فوج محبت خان کو معہ اسکر فرزند نصیر خان کے گرفتار کر لیا محبت خان تو قتل کر دیا گیا
 اور نصیر خان چند قیدی رہا اتنی عرصہ میں علیہر و اشخان ہرات میں باغی ہو گیا بادشاہ نے نصیر خان کو رٹا
 کر کے افسر فوج بنایا اور ہرات کے محکمہ پر مامور کیا نصیر خان ہرات ہا کر فتح آباد اس خدمت کے عوض میں
 بادشاہ نے قلات کا ملک نصیر خان کو بخش دیا بعد ازاں جب بادشاہ پنجاب میں آیا تو بھی نصیر خان خدمات
 شایستہ بجالایا اور ان کے بعض علاقہ ہرند جاگیر میں باہر نصیر خان بڑا نامور بھادور ولی لائق سردار تھا تمام
 قوم بلوچ نے اسکو اپنا افسر و فرمانبردار کیا تھا ملک اسکا ہرند چوہدری ناموں تھا ہزاروں قافلوں و اگر وہ اسکو
 درہ بولن سے آکر اور لاہور و دہلی کا مال ہرات و قندھار سے لاکر منہ دستان میں فروخت کرتے تو اسکو شین پتو چھوڑ
 مسدطفی خان محمد رحیم خان محمو و خان محمد و فاق اسکو مسدطفی خان مسد نشین ہوا اسکو محمد رحیم خان اسکو
 نے ڈال دالا اور ہرند کو بھال آیا وقت محمو و خان خود رسال تھا مسات زنت اوکی والدہ نے تسلی دلائی
 دیکر محمد رحیم خان کو اپنی پس بلیا لکھو وہ راہ میں دیکر اسکو مگر کا باعث معلوم ہوا اسکو دو محمد و خان چاہی

ہوا اس سے علاقہ ہندو ہمارا جو ریخت سنگہ نے چھین لیا اور قلات کے ملک میں بے انتظامی ہو گئی محمود خان کے
 بعد میرزا خان اور سکاٹیا جانشین ہوئے ۱۳۵۰ء میں جب سرکار انگریزی بجاہت شاہ شجاع الملک کے فوج
 لکھنؤ اس سے قندھار کو گئی تو وہاں عاقبت اندیش بمقابلہ پیش آیا اور لڑائی میں مارا گیا اور ملک سرکار
 کے قبضہ میں آگیا بعد چند سال کے پھر حصہ ایک نصیر خان شیر شہاب خان کو عطا کر دیا ملک واسطی حفاظت
 دورہ بولس کے پناہ ہزار روپیہ نقد سالانہ دینا منظور کیا بعد سال انتظام احوار بنا اور آمد رفت سودا گردوں کی
 ہوتی رہی ۱۳۵۶ء میں نصیر خان مر گیا اور خداداد افغان بٹیا اور سکامند نے پٹیا اس کی وقت پھر ملک میں بے انتظامی
 ہوئی اور ان کی سلطنت بگڑ گئی کشت و خون ہوئی لگا سچا پس ہزار روپیہ لانا سرکار کو بھی دینا بند کر دیا جب ہرات
 اٹھری ہوئی تو سرکار پھر اس ماست کے انتظام کے طرف متوجہ ہوئے چنانچہ اب پھر ریاست زیر حمایت سرکار
 انگریزی کے ہو کر **پنجاب** قوم پنجاب میں کثرت رہتی ہوئی مانی اور دودھ پینا ان کا کام ہے
 اصل میں گوچر ان کا نام ہے کہ گوچر گاؤں چھاؤں کو کہتے ہیں اب گوچر کا لفظ بگڑ کر گوچر بن گیا ہے لوگ دودھ
 پینے والے بھی اکثر الدہی ہیں اصلی دودھ بخیر والا ان میں کوئی بھتہ ہی کہہ سکتا ہے اب ان کا مسلکانی ہے
 اور ان میں اس قوم کے گوت بنیاد میں نکاس اپنا جو تون اور کتھن ہیں بیان کرتے ہیں بھلا بھلا
 آج کے علاقہ میں رہتی تھی آخر ان کا ہی سلطنت کرنے والے تھے سو تنگ اگر پنجاب کی طرف آئے اور بقیہ ہندو کہ
 اب کوئی شہر و قصبہ دکانو انسی خالی نہیں ہے ان میں کاشتکار بھتہ ہیں اور بعض شہری فروشی وغیرہ کا مشور
 بھی مصروف ہیں انگریزی سلطنت میں یہ قوم فارسی و انگریزی علم بھی بہت شہرہ گئی ہے **ماہ**
 اصل میں یہ ایک شہید بانی کا ہو گیا اب یہ ایک قوم مشہور ہو گئی ہے تو میں اور گوت ان کے مختلف ہیں
 جو لامہ کہلاتے ہیں **پنجاب** قوم ایک قوم ہندوؤں کے تو میں میں سوشل اور ورون کے مشہور ہندوؤں کا
 دھرم بار ان کا کام ہے **پنجاب** قوم نکاس اپنا جو تون اور کتھن ہیں بھلا بھلا ہی بھلا بھلا ہی بھلا بھلا ہی
 کے کہتی تھی اور طرح طرح کے وریب سے معاش پیدا کرتی تھی اس واسطے کہ وہ یہ مشہور ہوئے اور یہ بھلا لوگ اکثر لوگ
 سو انک و نقل بھی کرتے ہیں **پنجاب** وارہ یہ ایک ادارہ و خانہ بدوش قوم پنجاب میں موجود ملک
 ملک اور علاقہ علاقہ پھر نے رہتی ہیں کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں **پنجاب** قوم تل انکائی کا کام کرتے ہیں
 گوت ان کے بھتہ ہیں مسلمان مذہب رکھتے ہیں **لوہا** رشتہ **کھان** یہ دو قومیں فی الحقیقت ایک ہی
 گوت ہی کو دو سمجھتی ہیں کام کرتے ہیں پنجاب میں مسلمان بھتہ ملک بے شمار ہیں بعض سکھ و ہندو بھی ہیں گوت
 ان کے بنیاد میں **پنجاب** یا **دہلی** یہ قوم کپڑے دھوئی اور رنگنی کا کام کرتے ہیں خیالی کرنا بھی ان کا کام
 ہے مسلمان بھتہ دکن میں **چھٹو** یہ قوم ہندو مسلمان دونوں قسم کی ہیں ہندو دھرم پر کھار نان پڑے

کام کرتی اور جو ولی کی سواری اٹھاتے ہیں گوت انگریز کہتے ہیں مسلمان جنہو رشک اٹھاتے ہیں اور
دیہات میں نان پڑی و خدنگاری کرتے ہیں چھ لوگ پنجاب میں اکثر توتیان پتھر میں گرنجالی موت
علیہ ہر پتھر گوت انگریز کہتے ہیں ہوجی تمام مسلمان ہیں چاروں کا کوئی مذہب نہیں ہے چھ لوگ
پکھی باس ہوتے ہیں کسی گانوا شہر میں مقیم نہیں رہتی جاؤں سکے و نوٹین شخصوں اور قبیلوں کے باہر اگر
پکھیاں لگاتی ہیں سخت مزدوری انکا کام ہے نہایت انکا اسلام یعنی انہیں سب اب شخصوں اور قبیلوں میں مقیم
یعنی ہو گئی ہیں اور مکانات بنائے ہیں انکی چھ لوگ بھی ایسی گوت کہتے ہیں موتراشی و حجامت و جوتا
خدنگاری انکا کام ہے اول چھ لوگ جو گنہ گاری ہیں کام انکا اصلی گدائی ہے بعض انہیں سے خالی ہنی
اور مالی کام کرتے ہیں اور بعض طرح خوانی کر کے مکہ مانگتی ہیں بعض مدیکیم کہہ کر گائیوٹین پھرتی ہیں گوت
انگریز ہمارے لاہور میں فاس ایک محلہ انکا آباد ہے نہایت سی چھ لوگ آوارہ گرد اور خانہ بدوش ہیں
مرد اور خوری اور خوری انکا کام ہے ہر ایک جانور کو مار کر کھالتی ہیں کئی ملک گدڑ چوہا اونٹ وغیرہ کسی جانور
کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتے گانوا گاندو مدد سے پھرتے اور خوری کرتے ہیں چھ لوگ
ہندو کمال تھو جب مسلمان ہوئی تو کوئی شخص منشی انکا مورث اعلیٰ ہوا و سکر نام سے بھیہ گلی بڑی مشہور ہو
اور زنی پتور بائین اولاد کو کہتی ہیں اگرچہ چھ لفظ افغانوں کے قوم ہیں راہم ہو گیا انہیں بھی مشہور ہوا
اب چھ لوگ شیخ بھی کہلاتے ہیں پشہ انکا غلہ کامیاب و مدنیہم فروشی و سوداگری و دوکانداری وغیرہ ہے
ایک شہر پنجاب میں چھ ایک قوم ہندو مسلمان ہے الگ ہے اگرچہ وہ اپنی آپ کو ہندو ظاہر کرتے ہیں مگر
انکی عادات اور اطوار ایسی ہیں کہ ہندو مسلمان ہر دو قوم انسی پر پیر کرتے ہے مگر چار دن اور چار دن
سایہ و شہیہ اپنی آپ کو افضل سمجھتی ہیں حرام نہیں کھاتے اب ضلع لاہور و سیالکوٹ وغیرہ میں چھ لوگ چھتا
ہیں اور کشنگاری کرتے ہیں موضع لبان والہ وغیرہ میں انکی ملکیت بھی ہے چھ لوگ
بھنگی قوم جو پڑی تھے پھر مسلمان ہوئے اور سے یعنی غازی کہلانے لگے پنجاب میں چھ قوم بہت ہی پھرائی
چھ لوگ پشہ گری خوانی و خدنگاری زمینداروں کا کام کہتے ہیں ہر ایک جہان کا گری نامہ نام بنام بنام
یاد ہوتا ہے نسبت دشا دی کے وقت مجموعہ عام میں گری نامہ پڑتی ہیں حق حقوق انگریز زمینداروں کے اور
جو مقرر ہیں اونکو انکا گزارہ می جو نیکہ چھ کام انکا قدیمی ارث ہے اس واسطی میراثی کہلاتی ہیں چھ
چھ نام اگرچہ کشمیر کے ملک کے ساتھ مشوب ہو مگر پنجاب میں اب چھ ایک قوم مقرر ہو گئی انکی گوت ہزاروں ہیں
جنہیں شریفیہ نجیب زریل وغیرہ ہر ایک طرح کے لوگ ہیں انہیں سے ایک ہندو کشمیری مذہب میں جو فارسی
خواندہ ہوتی ہیں اور اچھی اور خضر زہدوں میں مسلمان کشمیری ڈاروٹ وغیرہ اکثر پنجاب میں پھیلے ہوئے

خشت فروشی و بارکشی وغیرہ کا کام کرتے ہیں بعضی سفید بانی میں مصروف ہیں شمالی کوئی بھی انہیں کا کام ہی
 نہیں دیتے۔ یہ قوم خاص پنجاب میں رہتی ہے سداھنٹی سرور سلطان کے عہد سراج و علم بروا لکھا
 ہیں گداہی و دروزہ گری پرانکا گزراہ ہر گداہی کے وقت ایک کے ہاتھ میں علم ہوتا ہے اور دوسرا ڈھول بجاتا
 اور مندر حضرت کے تعریف کے جملے گاتے جاتے ہیں وہوکل اور لکھاہی کے میلے کے قافلوں کے ساتھ عہد سیکڑ
 ہوتے ہیں اور ڈھول بجاتا گاتا چلتی ہوئی قافلے کے ساتھ جلتے ہیں لاہور میں جو سرد کے قدیموں کا قافلہ
 ہوتا ہے اس وقت بھی عہد ہزاروں جمہور کو آتے ہیں مسہرہ سہی عہد قوم بھی خانہ بدوش قوم ہیں
 سناپ بکڑنا اور رہیں بجانا اور لوگوں کو سناپ دکھانا اور گداہی کرنا اسکا کام ہے اکثر انہیں جوگیوں کے طرح
 کا نوٹھ میں بند رہیں ہتھیار بکتی ہیں اور گور و گور کھانا تھکے چلے کہلاتے ہیں ہندو مسلمان کی انہیں کو بھی
 نہیں چھو دیتے ہاتھ کا کھانا کھاتے ہیں **قصہ** ایک مشہور قوم ہے اخراج انکا اکثر تلیوں کو
 ہے گوت انکی بٹیا رہیں گوشت کا بیچنا اور بکرون وغیرہ جانوروں کا دیکھ کرنا اسکا کام ہے **قصہ**
 وہم پنجاب میں عہد قوم مختصر دن اور رقبہ میں بکثرت ہے عہد لوگ راگ گاتے اور سازنگی و تار
 و طبلہ و ساز بجاتے ہیں بعض تو انہیں قوال ہیں جو شاہی کے سماع کے مجلو میں جاتے ہیں اور بعضی ناچنے والے
 کچھ بیویں قاصدہ کو تعلیم دیکر رقص کے وقت اونکی بھی ساز بجانے کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں اگر عہد انہیں
 اشراقوں کے ستر درگاہوں میں موقع شادی کے جا کر گاتے اور ناچتے ہیں بعضی انہیں عہد باند اور شہر
 ہیں جو راگ بھی گاتے اور تلیں اور سوانگ بھی بھرتے ہیں **منہنگی خاکروب** پنجاب میں عہد
 مشہور ہیں تعداد میں عہد بھی قوم ہے اور گوت انکی بھی بٹیا رہیں انکا قتل ہو کہ لال سنگھ فقیر نے لکھا ہے
 وقت کا انکا بزرگ تھا عہد نہ ہر باسیا دکیا اور حکوایا نیلیہ بنایا خاکسار ہمارا نام ہے خاکروبی ہمارا کام ہے
 خدا کی عام ہے نہ کچھ حلال ہے نہ حرام ہے اس واسطے ہم سب کچھ کھاتے ہیں جو ہندو مسلمان مراہو امر و اہک کھاتے ہیں
 ہمارے نزدیک اچھا ہے کہ خدا کا نام پڑھو اسی جھکو خدا کی بارادہ ہم نے کہا یا دمار کر جو کا کھانا ہمارے نزدیک گناہ
 ہے کل منہنگی اپنی محلہ میں نعل سنگ کا چوڑا بنا کر ہتھ میں جموات کے رات و دن چرخان اور شیرینی تقسیم
 کرتے ہیں تھوڑے میں انکی ملا مسلمان اگر نکاح کرے گی لکھا کا پڑہ دیتا ہے جب کوئی مر جاتا ہے تو بھی ملا کو جانا
 کے واسطے بلاتے ہیں اور کوئی نہ کوئی بیوقوف بے علم طماع ملا و مان جا کر عہد کام کر آتا ہے مرد و عورت
 و فامی جاتے ہیں قبرستان انکی مسلمان سے علیحدہ ہیں **حور** عہد قوم پنجاب میں
 سکھ قوم کے ایک شاخ ہے چلی بھی منہنگی خاکروب و ہاتھی تھوڑے گوشت و گوند سنگ سکھوں کے دوسوین کے
 انلو پائل ہی سکھ بنایا کیں کنواہی مسلم کیا پوری دغا رنگری کی یہاں کے رہیں انکی سب کھوٹا سٹا

ہیں سرکار نے وہاں کے غدر کے وقت چند پٹیلوں انکی بھرتی کی گوردھارا کی ہدایت کے بموجب یہ مسلمانوں
 سے سخت دشمنی رکھتی ہیں اسب پنجابی و چوری و غارتگری کے سرکار انکی ہر وقت نگہبان رہتی ہے و ہر ضلع
 جبکہ یہ پیدا ہوتے اور مرنے میں نصرت انکی دفتر و زمین ہدیہ ہوتی ہے **کشمیری** کہیں کہیں
 پنجاب میں اس قوم کو کچھ کہتے ہیں کل قوموں میں سے یہی سب سے زیادہ بدعشرت و بدوشت قوم ہے شہرہ انکا مادری ہر
 باپ انکا دیکھ کر گریان اور کہیں کہیں اپنی بھینس کے پیشہ پر ٹھہلا دیتی ہیں زنا کی خیرچی جھگڑ کر لیتی ہیں جتنے
 لڑکیاں انکی زیادہ تر نکاح میں آتے دن نہ ناکرین اور سیدھے انکی لاپس مندی بیان ہوتی ہے اور اگر انکی نسبت
 کسی شخص سے کسی لڑکی کی نجات ہوگئی تو وہ بہوری والی یعنی لالہ محض کہلاتی ہے بعضی شہرہ ایسی ہوتی ہیں
 کہ جب کوئی امیر غفل کا اندازہ کرے گا پورا اور دیکھ دیکھ میں آتا تو شور مچا دیتیں اور سب کوٹ کر رہا کر دیتی ہیں
 شہر میں ہوتی ہر مردوں میں سے بعض شہرہ ایسی ہوتی ہیں کہ زندگی کو سب سے زیادہ اور اچھا سمجھتے ہیں اور کچھ
 دیکھتے ہیں جیسے میں غرض کہ انکی محبت و دشمنی دونوں بلا و عظیم ہوتا ہے انکی سب سے بڑی بات یہ ہے اگر کوئی شہرہ یا کچھ
 رو بہ و آجاء تو لاجل پڑتی ہیں۔ یہ سخت سنگ کے وقت اس قوم کی شہرہ ہوتی ہے سب سے بڑی اور ان کی خیر
 کے نسبت نجات سنگ کو اس قدر عشق ہو کہ وہ کچھ دیکھ کر گھبراتا ہر طرح کی اور انکی ناز برداری اور ٹھکانا و سیر
 سکے اور سکا جاری کرایا اور سکا گھر دار الضرب بنایا کل سلطنت کو معالی کچھ دن کے گھر و زمین تحصیل ہوتی ایک
 ایک کچھ اپنے آپ کو شہرک سلطنت سمجھتا اور سب سے سکھوں کی سلطنت کو اخیر تک یہ لوگ خود مختار تھے ہزاروں
 لڑکیاں کشمیر اور بھارت سے منگو کر انہوں نے پیشہ پر ٹھہلا دین اپنی گہروں میں بیٹریاں جو لاسنے کا ٹھکانہ تیار کر رکھو
 جو کچھ نکال کر ان کی ذرا بھی انکو حکم سے سر پر ہوتی تو فوراً اوسکی پانچویں نہ بھیر سنا دیتا اور ہیری کو شہر لوں پر
 بجائے دانہ قدر دیتی ہے ہر بار کے مار دیتی کوئی پرسان حال تھو تھو تھک بھی حال نا آخو خد او نہ تھا
 کو کچھ ظلم نہ آتا سکا و دورا اور ٹھکانا سلطنت انگیزی کا وقت آیا کچھ دن کے بیڑیاں تو میں کاٹھ جلا کر
 ہزاروں کچھ کوں نے انہوں نے والی دستوں سے نکاح کر لیا ہزاروں غلیہ ہو کر بازار میں جا بیٹھیں تینہ ہزار
 و غلام خریدنے کی طاقت ہوگئی لڑکیاں کم پیدا ہوئیں اور حکم ہو گیا کہ جب عورت اٹھارہ سال کی ہو جاوے
 تو کچھ پیشہ پر لگائیں ایسی صد مات ہو بازار اس قوم کا سرد ہو گیا اگر اس بھی جو کوئی ناکر وہ گناہ انکی خد میں کرتا
 ہو جائی اور سکا خد امانت ہو **شہر** کہ یہ قوم پنجاب میں تو بنانی کا نام کرتی ہے مند و مسلمان دونوں قوم کے
 سادہ ہیں گوت انکی بنیاد میں خیانت اور چوری انکی مشہور ہے جب بگناہ مال انکی پس آتا ہے تو نیت انکی چھپاتی ہے
 اور سب غبن کیو اسطے ہزار آفریب اور دغا بازیاں کرتے ہیں کہیں ٹانگا زیادہ لگا دیتی ہیں کہیں اصلی چاند
 پاسونی میں کھوٹ ملا دیتی ہیں کہیں وزن کے وقت اور الٹی ہوتی ہیں غرض کہ انکی فریب اور دغا بازیوں کا شمار

نہیں اور جو نہ کرے وہ سنار نہیں بیگانے مال کے ہضم کرنے میں انکا پیٹ صحت فراخ ہو رہا ہے لیکر بارہ آنہ واپس
 دیتی تو بڑی دیانت داروں سناروں کا کام ہی سو اس کام کے کرنے والی جو بند سنار ہیں ذالبتہ دیانت
 ہیں سلمان بڑی عیار ہیں کل مال ہو اگر نصف بھی صاحب مال کو دیدین تو غنیمت ہی بعض تو ایسی ہوتی ہیں جو
 لوگوں کا مال ہی اسکر دھن چوڑھاتی ہیں بعض دوائے بنجاتے ہیں اور پنجاب میں یہ مشہور بات ہے کہ سنار نے
 اپنے والدہ کے منسلکی بنانے کے واسطے کی جب تک دستو او سمین سے مال چور انلیا آرا میں نہ آیا ہے **اح**
 یہ قوم بھی پنجاب کے ملک میں بکثرت رہتی ہے مذہب انکا اسلامی ہے تجارت دوکاندار ہی کام ہے انکا دعویٰ ہے
 کہ ہم اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد ہیں اول کسی بزرگ ہمارے نے کھنڈر رسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے حاضر ہو کر خلافت اسلام بھنا مورث اعلیٰ ہمارا چاہ پنجاب میں آیا اوسی نام سے ہمارا بھنا نام قرار لیا
 کہ کوٹ صحت میں کفایت شمار ہی درکم خرچی میں یہ لگ مشہور میں بنی مرد و شب روز ششم فروشی ششم ساری کام میں

تیسری تقسیم ہندو اور مسلمانوں وغیرہ مذہبوں کے عقائد کے مطابق

فی زمانہ پنجاب میں بہت طرح کے مذہب رائج ہیں جن میں سے کچھ قدیم و پرانا مذہب مند و مذہب
تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان میں اسکا رواج ہے اس واسطے کہ اعتقاد اس مذہب الون کو لکھو جاتی ہیں اول
الکافول ہے کہ برہمن ہیش سب دیوتاؤں سے بڑی دیوتی ہیں جنکے تفویض میں کل جہان کا مدار ہے اور خانو
برہما کی صورت نمبر دینا کو پیدا کرتا ہر شے کی شکل نمبر بالہ ہے ہیش یعنی شب کی صورت نمبر بارتا اور فنا کرتا
اور جہان کے پیدائش کی ابتدا اسطرح ہوتی کہ شب سے اول شے کے ناف سے کنول کا پھول نکلا اور اس میں سے برہما
پیدا ہوا اور شے اور شے میں جگہ لگ کر رہ جانے کہا میں تھو کہ پیدا کیا ہر شے کے کہا میں تھو کہ پیدا کیا میں تھو کہ
آسمان سے ایک ہوا ان ظاہر ہوا اس میں سے برہما کو خطاب ہوا کہ تو برہما ہے اور یہ شے ہر شے کی نائیت سے کنول کا
پھول نکلا اور اس سے تو نکلا ہوا تو خلقت کو پیدا کر جب برہما نے اس میں سے کھینچ کر غور سے دیکھا تو اس پر
ایک لنگ نظر آیا برہما سواری ہیش لنگ کی ہیش کے واسطے اوپر کو اڑا اور شے سواری گر کر بال
کو دوڑا اس پر برہمن تک دو نوپائش کرتے رہے مگر لنگ کا انتہا نہ پایا تب برہما نے جان لیا کہ میرا لنگ
اور پیدا کرنے والا بھی لنگ ہے دوسرے اعتقاد مند و مذہب ہیں کہ دس مرتبہ ہوں ان یعنی خانو حقیقی نے
دس مہوں میں اوتار لیکر دنیا پر ظہور کیا ہے پہلا مچھندو اوتار کہتی ہیں کہ شگاماسر وہی برہما کے چاروں مہوں
چرا کہ نکل گیا اور مہندو میں جا کر غائب ہوا یہ مہانے ناچار ہو کر مچھو ان سے عرض کیا کہ ان کو مچھلی کی صورت اختیار کر
اور مہندو کے مہوں میں جا کر شگاماسر ویت کو مارا اور مچھو مچھو لگا کر برہما کے حوالے کر دوسرا

ایک لکڑی کی فھیری ہوتی ہو چکا کہ وقت اسکو سجاتے ہیں شراب کے پیڑ اور گوشت کے کھانوں کی انگوٹھان کچھ
 مانتے تھیں ہر گوشا میں کچھ بھی ہندو فقیروں کا ایک فرقہ ہر سادہ کہلاتے ہیں مانگ کھانا انکا کام
 ہر نیاسی فرقہ کے دھرم سے انکا دھرم ملتا ہے **سراو کی توج** کچھ فرقہ بھی ہندوؤں کے فرقہ میں سے ہے
 لیکن یہ ہندوؤں اور ہندوؤں کے عقاید سے سخت متنفذ ہیں رات میں کچھ گنیش دیوی دیوتا کی کچھ پوج
 مانتے صرف بارساتہ کی پوج کرتے ہیں انکا قول ہے کہ ہمارا فرقہ موجود ہے سوائے خداوند تعالیٰ کے ہم کسی عبادت
 نہیں کرتے کسی دیوان کو بارنا اور گوشت کھانا انکو بھیانک سمجھتے گناہ و رات کو اندھیرے میں کچھ پوجتے
 کہاتے سورج کے ہوتے ہوئے کھانا کھا لیتے ہیں اکثر انھیں شام عورت پر سنگار میں وہ مہنتہ کرکٹ کرکٹ ہی طلب
 اس سے کچھ ہے کہ اونکر گرم سانس کے ہندو سے کہتی دیوان نہ سراو دیوانی بھی وہ کپڑے سے لگا لکڑی ہیں کہ اگر
 کوئی چوٹا جانور پانی کے اندر ہو تو کپڑے کے اندر سر جاوے تو ہم بھڑکے تمام و کمال ان کے حیلہ و تدبیر میں وہ
 بھی سب کے سب ایسا ہی کرتے ہیں **شہر پنجاب میں** کچھ بھی ایک ہندو فقیروں کا فرقہ ہے جو صا سکا اور
 خدا مل کہتری بھرا م پور ضلع گورداسپورہ کا رہتی و الہ آباد میں حضور گورداسپور ای مقام امرتسر جا کر خدمت
 اختیار کی اور چلا گیا جو کہ آدمی زبان دراز و پیا کی تھا اور ہر ایک بات میں گورو کو بھی صاف جواب دیتا تھا
 اس واسطے شہر اسنی صاف گو خطاب ماما اور اس سے کچھ خاندان شہر شامیوں کا ایجاد ہو اس فرقہ کے فقیر
 میں دو لکڑیاں لیکر سجاتے اور گداہی کرتے ہیں سکھوں کے وقت میں انکا اثر اور شور تھا ہر ایک شہر
 فی دوکان ایک پیسہ لے لیتا اگر دوکاندار نہ دیتا تو سارا رے نہ ہو کر دکھاتا عرصہ تناسل کے ساتھ اس میں
 لکھنا ناچار لوگ تنگ آکر دیتے اب کچھ بے شرمیاں بالکل بند ہیں مگر کچھ لوگ بدستور گداہی کرتے ہیں کچھ
 تنگ نہیں کرتے کچھ لوگ چوٹی پر رہتے ہیں کچھ گڈی کے گلے پر راون کی سیلی باندھتے ہیں پشانی کے اوپر سیاہ
 رنگ کا پتھر لگا دیتے اور تنگ عالمگیر کے وقت سے کچھ فرقہ شروع ہوا **دادویشی** اس فرقہ کے لوگ
 پنجاب میں بہت ہیں جو اس فرقہ کا اکبری عہد میں مہلی دادو رام برہمن قبیلہ تھانہ علاقہ جی پور میں ہو گئے
 اور وہ ایک گرفتہ انسا بھنا میں توحید بنایا اور اپنی جلیوں کو پٹا یا کچھ لوگ سوائے جوتی کے سر پر بال نہیں
 لگاتے تمام بچے گیارہ کتے ہیں شادی نہیں کرتے موجود ہنا انکا دھرم ہے دادو رام کی سادہ ترانہ میں جو
 ہے پنجاب میں پھر اس فرقہ کا فقیر پوتھم داس آیا اور سنو کچھ مذہب بھت پہلا یا بھت سے لوگوں کو حیلہ بنایا
 اور **اسی** کچھ فرقہ سری چندا بانا تک کے ٹیپے شروع ہوا فقیر اس فرقہ کے باجامہ یا دوتی نہیں
 کرتے تانوں کا بھیر باندھ کر لنگوت باندھتے ہیں تمام بدن پر اکھ مل رہتی ہیں سر کے جاکو ٹر یا کرکڑی کرکڑی
 پٹیاں لپٹی ہیں گرونا تک اور سری چندا اور بانیاں پٹیاں کی عبادت ہے **گلاس** وہ

یہ مذہب بھی ایک جدید مذہب ہے سرکار انگریزی کے عملداری میں یہ ایجاد ہو اہو اس مذہب کا
 اصول یہ ہے کہ اصل مذہب یا پھر دل کو راہ پر گامزن کرنا ہو اور اس کو خواستہ کو عین خواستہ خدا تصور کرنا ہو دل کے
 رضامندی کو فائق کی رضا سمجھنا چاہئے اور اس کو دل میں آنا ہی سمجھنا چاہئے کہانی میں ہلال و حرام
 کی تمیز نہیں کرنا شراب وغیرہ مسکرات کا استعمال اور سکر نہ کرنا گناہ نہیں ہے گلاب اسون کا تصور ہے کہ
 شیخالی شہر آگ بھی تو نڈر ہے اور جو جی چاہو سو کرنا چاہئے آگ اور خاک سے خوف کریں سو اسے
 اور جو جی چاہو سو کریں گلاب اس مذہب کا کوئی موضوع نہیں ہے اور واقعہ یہ ہے کہ ضلع لاہور کے رہنے والے
 جو چند سال پہلے چکائی کھاتے تھے وہ کی ان لوگوں کے زبان پر یہ ہے کہ ہمہ اوست کے مقررین اپنی بیگانی عورت
 سے پرہیز نہیں کرتے ہر ایک عورت کے ساتھ جمع ہو ناگناہ نہیں تصور کرتے لاہور کے مسلمان سادات ہر
 ایک شخص طبیب عالم و فاضل حکیم نام محمد شاہ تھا اس مذہب کا بانی ہے اور اس نے مسلمانوں کو احکام
 بکلی ترک کر دیا اور گلاب اس کے مصنفہ گرنہ کہ ہر وقت پتھر پتھر قرآن مجید پڑھا کرتا اور سکر نہ کرنا
 اور سکر خاندان کے سادات جو شیعہ مذہب تھے وہ اس سے اور وہ ان سے علیحدہ ہو گئے تھے مذہب کو
 یہ مذہب پنجاب میں تصور سے عرصہ پہلے ہی پیدا ہوا ہے جس کو سکھوں کے مذہب کی ایک شاخ کہنا چاہئے اس کی بنیاد کا حال
 اس طرح ہے کہ لاہور پر معلوم ہوا ہے کہ بالک سنگھ ولد سادو ہو سنگھ قوم ارڈوہ موضع جھروں ضلع راولپنڈی میں پیدا
 اور رات کو ایک خواب دیکھا کہ گویا اس کو کوئی ارشاد کرتا ہے کہ تو واکو رو واکو رو کے نام کا بہن کیا کرنا
 وہ اس کام پر غصہ سے بھر پور ہو کر قائم ہو گیا تھا کہ اس کی فقیری و زہد و عبادت کی مشہوری ہو گئی تھی
 مہر رام سنگھ ولد کرتار سنگھ قوم ترکمان ساکن موضع بہنی ضلع لدیانا بھی اس طرف جا پہنچا اور بالک سنگھ
 کی شہرت سکر اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ اس کی ایسی واقف ہو گئی کہ بارہ برس تک اس کی
 خدمت کرتا رہا آخر بالک سنگھ نے مرنے کے وقت اجازت اس سے کہ اس کی جو اس کو خواب میں تلقین ہوئی تھی اس
 کو دی اور جانشین کر کے اس کی خاص مالکانہ کی جہین ایک آٹھ گرهہ تھیں عنایت کی اور حکم دیا کہ بیٹو آٹھ
 بیٹے سوئے بیٹے واکو رو کا بہن کیا کر وکھ بہن بھی فرود کے واسطے بھت کار آدہ ہوگا جس کو کان میں ایک برتنہ
 کہا جائیگا وہ فی الفور اس طریق کو قبول کر لے گا اور جس کو یہ طریق دیا جائے اس کو تلقین کر دیا جائے کہ آٹھ بھین
 تیں مرتبہ غسل کریں۔ دوم چڑی کے ڈول سے پانی نہ پیو۔ تیسری ہمہ مذہب کے بغیر دوسری کے ساتھ کا لپکا یا ہوا
 کھانا نہ کھاؤ۔ چوتھی شادی بیاہ میں کچھ خرچ نہ کری اور پھر دن چڑی کا آٹھ پتھر تار جو ایک باقی گرنہ کے
 باغیون میں سے ہے۔ پانچویں برہمن سوار و سیکھا علو افینو کر اہ پریشاد واکو رو کے نام پر تقسیم
 کری۔ چھٹا وخر کو دھیر میں کچھ نہ دیو۔ ساتویں لڑکی کے سسرال سے کچھ نہ لو۔ آٹھویں گوشت نہ کھاؤ شہر

نہ تو تاکو کا استقبال نہ کری۔ نوین ہیکہ نہ مانگو کسب کر کے معاش چلائی۔ دسویں اپنی ہم منصب کے بار و حمایت
 و خبر گیری پر مشغول رہی۔ گیارہویں سر کی پکڑی میں ایک ہوٹی سی چھری لگی۔ بارہویں چھوٹے ٹوکے سے تیار
 نہانکر موم سے تھپن کر کر بالک سنگ مرگیا اور بعد کر ہارم کے رام سنگ نے اپنی وطن موضع یعنی علاقہ ضلع لوہیہ
 کو مراجعت کی اور چلے جانے شروع کئے اور تھپن عام جاری کر دی پھان تانگے چار پانچ سال میں سنگ درن بلکہ ہزار
 لوگ کثرت سکھ اور تھپن مند و بلکہ مسلمان بھی اوسکی چیلے ہو گئے چونکہ وہ باؤ از ماند و انگور و و انگور و کرتے تھے
 اور چھین جوش میں آکر مارے تھے لوگوں نے اویکھا نام کو کار کہہ دیا کیونکہ پنجابی زبان میں گو کا چلاسنے والی کو اور
 کوک چلاسنے اور چھین کو کہتے ہیں پھر تو رام سنگ کے چیلے اس خطاب کو اچھا نہیں مانتے تھے مگر جب عام مشغوری
 ہو گئی تو اپنی آپ کو وہ دھو دھوئی کو کا کہنی لگو اوسوقت رام سنگ کی غرت بھت بڑھ گئی اور حکام وقت بھی اسکا
 لحاظ کرنے لگے پھان وہ جانا اوسکی غرت کمال درجہ کی ہوئی اوسکی گھر پر ہزار دن آدھوں کا ہجوم رہتا تھا
 اور عام کھانا تقسیم ہوتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ وہ لاہور آیا تو تمام شہر و اسے مند و مسلمان زن و مرد نے اسے
 لیکر اوسکی زیارت کو گئے اور دربار اوسکا ایک شاندار دربار تھا اوسکی نائب خلیفہ حاکم خطاب جو وہ تھا جا بجا
 شہر شہر سامور ہوئے اوسکے مذہب کے دھرم سالار جاسا تھیں ہو گئے جب قریب ایک لاکھ آدمی کے چیلے ہو گئے اور
 صوبوں کی گنتی بھی ایک سو تالیس تک پہنچ گئی تو اس نے ہر ایک کو بھت گستاخ ہو گئے حکومت کی بوجھ دنگو دما
 میں مانگی اسنو آپ کو بڑی درجہ کا آدمی تصور کرنے لگی اور خفیہہ دے پے اسکا کچھ ہوئے کہ جو کام برطان ہمارے
 کے ہوتے ہیں اوانگو مند کر دیں اور مخالفوں کو ہزار دیوں چنانچہ پوشیدہ کسی مسجد کو گرا دیتی شوالہ وغیرہ کو مہا
 کر دیتی بدت تک ایسی کام وہ بھت کرتے رہے پھر تو خیالات اویکر اور بھی بڑھ گئے پھان تک کہ ایک شخص
 میانگہ کو کا ساکن تھراج علاقہ فاضل کا ضلع سرسنگ اپنی ہم منصب پر بیان کیا کہ آج رات مجھ کو خواب میں
 گورو نے ارشاد کیا کہ ہر ایک لوگ پھان سے جمع ہو کر اونکی خدمت میں جائیں اور راستہ میں جو مسجد و شوالہ و ہمارا کردہ
 وغیرہ پائیں اوسکو مہار کرتے جائیں کہ میری صاف بت پرستی لوگ کرتے ہیں اس خواب کو سچ جان کر قریب چار سو آدمی کے
 کو کا مذہب واسے موضع ہوئی والا ضلع فیروز پور پر گئے مکتہ میں جمع ہو گیا اور مسجد میں شوالے و مند و گراںے شروع
 کئے اس مجمع نا جائز کے خبر ہوئی اسیکے تھانہ نے پائی خلیفہ بل لیکر برسر موقع پہنچا کو کو چنے اوسکو دیکھتی
 کہ کہ تھانہ دار مسلمان کہ مار کو جاسے نہ پائی پھان بات نہ کر بھت سی کو کے تھانہ دار یہ کہ ڈری اور تھانہ
 خوب بڑا کر ایا اور جان بجا کر وہاں سے ہٹا گا اور ضلع میں پہنچا صاحب ضلع کو خبر کر دی وہاں صاحب ہشت
 و صاحب ہشت کس پزیرشت پونکس کس پزیر فوج لیکر موقع پر پہنچے فوج کی آمد سنکر اور توب کو کے ہال گئی صرف میانگہ
 صاحب ہشت آدمیوں کے ساتھ وہاں موجود رہا اور وہ سب ایک مکان کے اندر بٹھو ہوئے تھے دونو صاحبان انگریز

[illegible]

ہر قسم سے اس مذہب کی نشاۃ ثانیہ ہوئی ہو تھی مگر اس گندہ کی بالوکیلا میں چند نکالی پنجاب میں
 کہنا اور اسنی بیان اگر کسی حال اس مذہب کا لوگوں کو بنایا اور فائدہ اسکو بیان کرے اس پنجاب میں اس مذہب کے
 پیرو اکثر نکالی بابو اگر کسی نویں درجہ دستاوی ہندو ہیں خیالات ان مذہب الودع کے ہندو کے بالکل برخلاف
 ہیں بت کو ہرگز نہیں پوجتے لایق عبادت و بندگی کے کسی دیوی دیوتا کو سوائے خالق حقیقی کے نہیں جانتے پھر
 اس مذہب کی ایجاد و اجرام وہ ہیں یا کسی ہندو جگمگے کار سنی والا تھا اسکو جو نیر و تیز و صدادید و دیابت
 ہندو مذہب دایم ہوا اسنی اپنی کمال صدق باطن ہندو کے مذہب کو اصلاح دیا اور اس پر اچھی باتیں اور
 نکالے اب واقفہ دایم ہندو کے تعلیم کیا سید لوگ خدا تعالیٰ کو وحدہ لا شریکے کے مثل بے ہمتا لگانا نہ تصور کرتے
 ہیں خالق کل موجودات رزاق مخلوقات حاضر و ناظر عالم الغیب کے ابتدا و تے انتہا و در مطلق جانتے ہیں
 اسکی عبادت کو فرض مانتے ہیں ہندو کے معبودوں کے راہ را مچھو در کیشن مہاراج وغیرہ کو اوتار
 خدا کا تین نہیں کہتے اتنا کہتے ہیں کہ یہ لوگ نبی آدم میں سے نہایت بزرگ عابد زائد مادی خلقت کے تھے
 و سلیح نوح ایسا ہی ہو جیسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی بزرگ پارسا زانہ کے پیرو و مرشد تھے آدمیوں میں
 کوئی ایسا نہیں ہوا جسے خدا نے مشکل ہو کر بھی مشکل دیکھا کی ہو انکی بغیر یا ناک و غیرہ اولیاد ہندو
 فقیر و گویا بزرگ مشہور ہیں بزرگ جاتی ہیں انکا پھر بھی اعتقاد ہے کہ مسکے تاسخ کا بالکل جو نہ ہو آدمی ایک ہی
 پیدا ہوتا ہے اور ایک ہی دفعہ مرے کے بعد وہ اپنی نیک بر اعمال کی ترقی و تزل کے مقام میں
 قیام رکھتا ہے اور اسکی مطابق راہ میں اسکی رفتار ہے اس مذہب میں شری خود ہشتون سے کیا نیک
 کا خود ہشت مند ہونا روحانی خلوص میں ترقی کرنا خلق خدا کی رضامندی پر رضامند ہونا اصل اصول ہے انکا
 عہد بھی قدر ہے کہ انسان کا گناہ کسی مال کے دین یا غیور میں اوتارنے کے معاف نہیں ہوتا اسکا گناہ صرف
 نفس کشی اور سحر دل و تائب ہونا ہی فراموش اس مذہب کے تین ہیں اول وہ کام جو خدا سے متعلق ہے عبادت
 وہ بخلاص دل کرنا و دوسری معاملت باہمی میں صفائی رکھنا مثلاً سچ بولنا انسان بھائیوں باخلاصی اور
 پیش آنا یہ امور جو متعلق بخلق خدا ہیں دوست رکھنا تیسری ان امور سے خبردار رہنا جو متعلق اپنے جسم و
 مثلاً اپنے جسم کو ناحق نہ تکلیف دینا نہ الفاسق کا گناہ ان رہنا اسکی فکر رکھنا یہ لوگ ہر ایک انسان کو ایک
 سمجھتے ہیں خدا کی کوئی تمیز کو بیان نہیں ہے عبادت انکی روحانی بظاہر اسکی طرح کی غازیادہ عبادت کا
 نہیں کرتے اور نہ خدا کے عبادت کے وقت جسم کو کام لیتے ہیں مگر عبادت کو فرد کے حال میں جسم کو درمیان
 کے آتے ہیں مثلاً خدا کی تعریف زبان پر کرنا اور اسکی کلام کو کانوں سے سننا وغیرہ کتابیں آگیاں میں مذہب
 ظاہر و باطن کے ہر چنگ سے متعلق ہے خدا کے اسرار ظاہر و باطن میں ایک عالم ہوتا ہے اور نہ اسکی عبادت

طبعی خیالات جو قدرت ہی اور سکو دل میں ظاہر ہوتی ہیں سوامی اسکر سندھ دن کے چاروں بیدوں اور تپت
 ورجیل وقرآن کو مانتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اولیٰ کا مطالعہ بہت بہتر ہے مگر اذکر کل مضامین میں ہی جو مضامین انکو
 مذہب کے مطابق ہی اور سکو سمجھ اور باقی کو غلط تصور کرتے ہیں برہم سماج کے لوگ کہانے پتھر کا پرہیز کسی قوم کے
 ساتھ ضرورت نہیں جانتے چاہیہ وہ کسی مذہب کا ہو گا یا کسی بھی اور جانوروں کے طرح ایک جانور جانتی ہیں اس کے
 بزرگی کے قابل نہیں غرض اعتقادات انکی برہمنی مذہب کے باطل برخلاف مشہد کبھی مذہب گویا کہلی
 کی ایک شاخ ہی تھی لوگ اپنی آپ کو خاص پر وگور وگو بندہ سنگ کے اور اسکی احکام کے پوری پوری تعمیل کرنے
 والے جانتے ہیں لباس انکا بالکل سیاہ میل کمر لگا ہوا ہوتا ہے پیر کا کوئی نہ کوئی ستیہ انکی پاس ضرور ہوتا ہے
 بھاراجہ بخت سنگ کے وقت تو یہ لوگ پوری مسلم رہتی تھی اب انگریزی عمارتیں میں بھی پتھر ہی چکو ضرور رکھتے
 پکڑی نکی سر کے اور بھت ادبھی اور لمبی بندھی ہوئی ہوتی ہے ایک چکر لوسی کا پکڑی میں بربدیا ہوا ہوتا ہے
 عمارتیں میں انکی فوج انکا بھی انکی ملٹن کیا تھی گویا تھرا ہی تھا جہ ہر یہ جہانے زمینداروں کے ذرا تھیں
 بر باد ہو جاتی جس کی کشتیت اور سکی ہرگز نہ تھی کوکان کا سیوہ ترکاری اما دانہ شیرینی بازار میں جو پائے
 لوشیاں اور اور سب غارت اور سنگوں کا کچھ یعنی نذرانہ نام رکھا ہوا تھا بھاراجہ کسی اور ٹکڑے کی داد تھا
 اور کتا کہ وہ گورو کے ساتھ ہیں ایک ہر قتلہ و قتل کے چند دستانی انگریزی فوج کے ساتھ تھی یہاں تک
 اور ہانا کہ جی بھی پنجابی رعیت ہو اور کو لوٹ لٹیکر کوئی نہ چھوٹا مختصر حال اسکا کچھ ہی کہ جب بھاراجہ بخت
 کے ابتدا عمارتیں میں بستر شگف صاحب بھیرا انگریزی قیام دوستی کے لٹی لاہور آیا تو اسکی ہمراہ دو سوتیلی
 وار دیادہ فوج انگریزی تھی اور اچھی جوان تھو بھاراجہ نے انکی ہمراہ میں اقدار اور جو دھبی لڑ
 گیا اتفاقاً تھویم کا ہینہ جو ماتم کا جائی خود اسے ہوا سو میں عاشورہ کے دن فوج کے ساتھ ان کے تقریر نکالا تھی
 اہتمام اور پتھر سے نشان و شگفت شریان بھائی ہوئی تیرہ گشت میں ضرورت و مشغول ہوئی پتھر سے
 اور انکا گڈر اسطرح سے ہو گیا بھارت اکالیوں کی پلٹن اور تری ہوئی رہتی اکالیوں کے جو انکو دیکھا نہ تھی
 جوش میں آیا اور پکار کر کہے سلون یعنی مسلمانوں کو لوٹ لو اور سب اکالو مسلمانوں پر کو دشمنی علم تھی کہ جن
 نے تقریر تھوڑے یا شریان بھائی بھائی تو انگریزی سپاہی بسید بیگانہ لاکھ غم کیا تھی پھر جب اکالیوں
 نے انکی ہتھیار بھی اقدار تھوڑے ہو گئی تو وہ مشت ہو گئی اور انھیں لوی دیکر سب کو باقاعدہ کھڑا کر دیا اور
 ایک بار بندہ فوج میں ماری جستی ہتھیار گری اور زخمی ہوئی اور باقاعدہ ہواں انکا انکا کال کرتی ہوئی شہر
 کو دھڑ دھڑاتے ہوئے بھاراجہ کو دیکھا کہ وہ موقع ملا اور شہر دستانی سپاہیوں کی مثال دلا کر
 کر کے کئی ہزار روپے لے کر فوج لایا بھاراجہ و خدیو بھٹیا صاحب سپہ سالار ہیں جو انکی بختیت ہی انھوں نے کی اور

مستقیمہ انصافیت ظاہر کے فوج کا راضی نامہ داخل کیا چند افسر کالی فوج کے بحر میں ٹھہرا کر قید کر کے حبس فتنہ فروغ کیا تاکہ
چھوڑ دیا کچھ سزا دی غرض اس اکالیہ مذہب والوں نے نہایت سفاک و ظالم و بیرحم ستم گر اب سرکار انگلیشی نے انکو ایسا
سیدھا کیا کہ کان نہیں لاسے اور نہ سستی اور نہ کورسٹ کا جوشن ہر اکالیہ نامی یہ فرقہ بھی ہندو قبیلوں کی طرح قوت
اکالیہ کا نام زبان پر کھڑی ہیں مگر میں سپاہ گوری سر پر لمبی ٹوپی پتھرین مناش انکا گدائی ہر گدائی کے وقت کیسی
دروازی پر کھڑی نہیں ہوتی صرف اکالیہ نام پکارتی ہیں راستہ راستہ چل جاتے ہیں اور وقت اگر کسی نے پتھر گھر کے صحرے
اندر ہی کچھ لا دیا تو لے لیا ورنہ خیر چھوڑ دیتی پنجاب میں انکو جگہ بھی کہتے ہیں یہ فرقہ مواد یو کافیکر لانا ہی گیرا انکا
لباس ہر گھنٹہ برنجی انکی ہر وقت پاس ہر گدائی کی وقت یہ کھٹکھٹاتے اور شنب جی کے اوصاف زبان سے بولتے ہیں بارتی
و مواد کی شادی کا گیت اکثر انکو در زبان ہوتا ہے ایشیت گوت شائین یا سنیاسی اس فرقہ میں جادو و برج
آدی شال میں مواد یو کی پوجا انکا کام ہے سنیاسی سادہ انکا نام ہر گداری انکا کاری مگر بعض بعض افسر و بنیاداری ہر گداری
کا گیر و لباس ہر گھنٹہ گھڑیاں ہر ایک کی پاس ہے ہشتنگا اچار چھٹی یہ فرقہ پنجاب اور کشمیر کے ملک میں بہت ہے
سو ہندو اسکا شکر اچار چھٹی ہر گداری ہر گداری ہر گداری دور سے وہاں یہ لوگ رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندو
سواد یو کا اوتار تھا اوسکا یہ کار تھا کہ جہنم سے تاقہ دنیا پر کھڑی اور کو دور کرتا اپنا مذہب شہور کرتا اور سحر و جیت و نیرو
کو برا دیکھتا اور یہ مذہب ایجاد کیا اور ہر گھنٹہ یہ ہندو فقیر صاحب لوکل پتھر دھڑی ہر گداری میں گداری اور ہندو
نام ہے اور ہوت گوت شائین انکا نام ہے کم سہالی انکا کاری سوال کر کے ہر عار ہے اگر کوئی گناہ کرتا تو کھانا لیتا ہر
و عادی ہر گداری در کار نہیں کھتی کچھ سہو کار نہیں ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری
میں ہینٹو کی اور عادت ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری
کہ لیتے ہیں ہر ایک قسم کے دودھ میں جو گاہ کا دودھ اکو بہت غریب ہے اور ہندو اس کے شائین ہر گداری ہر گداری ہر گداری
استقامت کر کے گاؤں کا مویش اور گوبر پاک اور پاک کتہہ ہے اگر کسی روز دودھ نہیں ملتا تو گوبر اور گداری ہر گداری ہر گداری
ہیں اور اگر کسی روز انکو پینچ گت کا کالی لینی گوبر اور گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری
نہایت کہ نہیں سمجھتے بلکہ کل ہندو دن میں جو بڑی جگہ میں وہ ہر روز پینچ گت پتھرین اور اگر ہندو ہندو ہندو ہندو
کھاتے کہ اوسکا نازک ہے کہ گاتر کا مٹھکا رو کر اور اوسن و سوسا گاتر کے مویش اور گداری ہر گداری ہر گداری
اگر خند ال کے تالاب کا پانی پی لے یا اوس میں غسل کرے تو گوبر کھائے گا تو گداری کا سوت پینچ گت پتھرین اور گداری
بھول کر کے غیر قوم کے ہر دن میں گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری
سہ اگر کوئی جانور مرے ہو اکل آوی تو فی الفور اوس میں گداری کا سوت یا گوبر ڈال دیا جاویں ورنہ بھی پاک ہے جاتا ہے
علیٰ ہذا اقیاس ہندو کچھ مذہب ہیں گداری کے مویش اور گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری ہر گداری

ملا تا جب وہ بھی پاک ہو جاتی ہو اور ہر روز کہانے میں والا اسکا گناہوں سے پاک ہو کر سید عالم
 کو ملا جاتا ہو یہ سب اصل اسلام ابتدا اس مذہب کی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 ختم المرسلین محمد مصطفیٰ کی مدنی تشریح ہوتی ہے ایک بار اس کا عرصہ گزرا ہے کہ سید میں بھی یہ
 رائج ہوا اس مذہب کے پیغمبر نبی کا کلمہ توحید پھر نماز روزہ ماہ رمضان حج زکات جس سے یہ پانچ شرطیں
 ادا ہوں وہ مسلمان ہو جے زکات میں زکوٰۃ راہ دہ دلت شرط ہے باقی تین شرطوں کا ادا کرنا سبب توحید
 پر فرض ہے یہ سب اصل توحید ہی ہے اللہ کو خالق برحق و ازق مطلق و وحدہ لا شریک جاسم صفات کاملہ
 نقصان ہے پاک جانتی ہیں پیغمبروں و مشنوں مقدس کتابوں قیامت صاب کتاب بحث و دوزخ کو برحق جانتی
 ہیں سو انہوں نے کسی کی عبادت نہیں کرتے تو زنا چوری دغا بازی رشوت جسد نفیٰ کنند و کبر و دی کو کھتیا
 تصور کرتے ہیں دی انکا قرآن ہے شاید انکا ایمان ہے شیعہ انکا پیغمبر ہے نبی انکار ہے یہی اسلام ہے یہ سب اصل
 یہ بیان ہو چکی ہیں سب مسلمان متفق ہیں فروم کی سب اصل میں کل مسلمان تشریف فرما ہیں ان میں سے ہر
 مشہور اور بنیاب میں وہ ہیں انکا ذکر تو یہ ہوتا ہے سنی مسلمان مسلمانوں میں یہ عام فرقہ
 اور بحث رائج مذہب ہے لا کہوں آدمی اس مذہب کے موجود ہیں اپنی عقیدہ میں یہ حضرت پیغمبر کو رسول حق
 اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی چاروں پیغمبر کے جانشینوں کو درجہ بدرجہ جانتی ہیں بعد پیغمبر سنی آدمی کہ
 افضل ابوبکر کو جانتی ہیں امام حسن و حسین کے نواسوں اور کل حضرت کے ازواج اور اولاد کا ہر ایک
 کرتے ہیں امیر معاویہ کو سنی حضرت عثمان کے شہادت کے بعد عثمان کے خون کا دھبہ پار ہو کر رضی علیہ سنی کہ
 کے پیغمبر تھے انہیں کہتی تھیں کہ انکا کہتی ہیں کہ معاویہ نے خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا اگر وہ خطایہ امتدادی تھا
 کہیں کہ اس نے اپنا دس دعویٰ کو درست ثابت کیا نیک نبی کے ارادہ سے پیش کر کے جنگ کئی تھی اور جیت کر
 امتدادی تھا چار امام میں سے ہر ایک کو ثابت اور کو ثواب حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو جنت میں کو شہید کیا
 تراکتے ہیں فقہ اس فرقہ کے چار امام ہیں۔ پہلا امام حضرت امام احمد بن حنبلہ رحمہ اللہ تھے ان کو سنی کہتے ہیں
 شافعی۔ تیسری امام مالک جو تھے امام احمد قبل اور انھیں چاروں کے طریق کو یہ سچا طریق جانتی ہیں گویا ایک
 سنی فرقہ چار فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی پیروں اور ولیوں کے اور انکا ثبوت تھا
 ہے سب بزرگ ولی حضرت خورشید الاعظم محمد بن عبد اللہ و جلیلانی بغدادی حنبلی حنفی کو تصور کرتے ہیں
 شیعہ امام جعفر انکا اعتقاد ہے کہ بعد وفات سرور کائنات علیہ السلام و اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہما
 عمر و رسول رفیع حضرت قبول وارث امامت و مالک خلافت تھے اور انکو اسے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان
 نے درجہ بدرجہ خلافت پائی یہ ہیں پیغمبر و امعا و دین الیہ بیان کو جنت و عوید و ان عثمان ہو کر جناب علی کے

ساتھ جنگ کروا کر امام حسن بن علیؑ کے نو لاکھ غلام لے کر اپنے حیات بزرگ دینار کو واپس لے گیا۔ فرقہ
 بہت بڑا ہوا۔ تیس ہزار دیوہاویہ کے بھائی قاتل عثمان بن عقیل پر غصہ ہو گیا۔ بلکہ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے نسبت بھی
 اعتقاد تھیں کہ حضرت صدیق اکبرؑ و بادشاہ خاندان بنی امیہ و عباسیہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔ ان کے دشمن بنیں اور کہتے ہیں کہ
 ایچہ اہل بیتؑ کے سب سے بڑے گھر اتھے سے شہادت پا کر یہ بنیں لاکھوں سادات کرام کے خونریزیاں ان کے حکم سے
 ہو گئیں۔ تین صدیوں تک یہ پاک و ازاد امام کو کھد مانتے ہیں۔ اثنا عشریہ کہلاتے ہیں انکی اور پیروں کی
 درمیان سخت عداوت و اختلاف ہے۔ تاہم کے کتابتیں ہزاروں تصنیف ہو چکی ہیں۔ **نقشبندیہ**
 یہ فرقہ سنی اور شیعہ کے درمیان ہے۔ اگرچہ یہ ثلاثہ اصحاب کبار کو مانتے ہیں مگر سب سے بزرگ حضرت علی
 کو جانتے ہیں۔ باقی عقاید انکی بعض توشیعہ اور بعض اہل سنت کے مطابق ہیں۔ **صوفی** یہ فرقہ لوگ فقیرانہ زندگی
 مشغول ہوتے ہیں اللہ کی محبت سے انکو کام ہے۔ صوفی اصناف الگ الگ نام سے سنی شیعہ کے جگہ و نام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔
 انہیں بہت فرقہ ہیں جو اپنے درشد اعلیٰ اور برتر سے کہ نام سے موسوم ہیں چنانچہ فرقہ قادریہ حضرت عثمان غنیؓ
 علی الدین عبدالقادر جیلانی کا خاندان کہلاتا ہے حقیقتہً خواجہ معین الدین چمنی بخاری اجمیری سے علاقہ کرتا ہے۔
 نقشبندی حضرت خواجہ بھاکر الدین شاہ نقشبند بخاری سے تعلق ہے جو دور دوری خواجہ شہاب الدین گھمڑی سے
 و شیخ بھاکر الدین زکریا ملتانی کا حضرت محمد علی امام ربانی شیخ احمد محمد صالح ثانی سے تعلق ہے۔
 ہزاروں شاہ مہدیم الدین قطب الدین گورکانی سے تعلق ہے۔ حاجی محمد نوشاہ گنیم بخش سے نسبت رکھتا ہے۔ علی بن ابی القاسم
 بن خاندان کا کوئی عہد ہے۔ وہی اور سکا اہل حقہ کہ شغل و عبادت کا طریق انہیں الگ الگ ہے۔ بعض سست و
 بعض سہل الگ الگ کوئی طلب کوئی خوش کوئی ابدال کوئی اوتا و سوتا ہے۔ یہاں دست کم و اسلے موصوفے ہیں۔
 بہت ہیں مگر دین ماننے والے ہیں۔ ہالی کم اور قاتی بکثرت۔ سلسلہ عالیہ حقیقہ و نوشاہیہ کے فقیر ہمارے سنتی اور وہ کہتے ہیں کہ
 انشاہیہ نو درجہ ہیں۔ اسی پر ہوش و بیدار ہو جاتے ہیں کہ انکی پانچویں ہی باندہ کر سیر نیچے پادریں اور پرنگا دیں۔
 زردہ اور سی حال شاہ رشوق فرقہ ہیں۔ ہر دو ہوتا ہے کچھ عرصہ کے بعد جب کچھ اوس حالت سے خفتا ہو جاتا
 ہے تو اوتا رہتا ہے۔ بعض اوس حالت بخیر ہیں۔ انہوں نے اندر گر گئی ہیں جب تک ہوش میں نہ آئے
 انکا نہیں اسے فرقہ کہتے ہیں۔ ہر دو ہوتا ہے اس فرقہ اور تکریم کا ایک شخص علاقہ سندھ ملک عربستان
 میں کہے۔ القیاس نام ہے۔ اسی سے عشق اور نفاذ کے علماء سے اوس فرقہ نام حاصل کیا اور سکودل میں چشمہ فقہ
 کی خواہش ہوئی اور جانا کہ طرح انہا نام روشن اور دولت و مال حاصل کر دیں اس پر اوہ پراپنے
 چھوڑ دیں۔ یہ سب کو سب سے کمزور اور شہر لزل ہو کر سبب بنت روم کے علاقہ نجد و عراق
 پایا اور انکی کتاب لکھا۔ اسی پر مال کی تیار کر کے نام اسکا خیر لکھا۔ یہ کہہ کر گیا تو بعد از مرگ اسکا بیٹا چاہا

اور او بنی مذہب کی شرفی اور سلطنت کو ٹہرانے میں محبت کو شش کی کل سجد و عراق پر قابض ہو گیا پھر طائف
 ہو گیا اور قبل عام کی پھر کہ دینیہ گیا وہاں بھی ٹہری سب اوی سی پیش آیا پھر ٹہری بزرگوں کے مقبروں کا گولہ
 کرتے تھے گرا دی دینیہ سی ہو کر پھر کہ گرا گیا اگر وہ میں مر گیا بعد اسکو اور سکا بٹیا مسعود و جانشین ہوا اور مسعود
 اور اس میں سب کا انکار کے سبب سی قتل گرا دی اور سکر وقت میں سلطان محمد علی شاہ دوم نے پھر دوم کے تحت
 پر تسلط پایا جمعیت ہم سب کو نجاتی سلطان کے حکم سے ایک فرمان مقرر کے باوجود ابراہیم کے نام سجد یون کے
 ہیتمالی اور سزا دی گئی واسطی جاری ہوا اسو اسکو ابراہیم پاشا صوفی دیار موج دریا کے راستی قادی
 پھر نجاتی اور محبت ہو جنگ کو کر دہ بارہ کہ معظومہ و نجد و عراق پر قابض ہوا مسعود و اور اسکا بٹیا مسعود اللہ
 ٹہانی میں گرفتار ہو اور سجات گرفتاری سلطان کے ویر و ہاگر گردن داری گئے خندونین کہ صوفی
 ٹہری عروج میں تھی پیدا مسعود مولوی ہمایوں ہندوستانی بھی اسکو مسعود ہوا میں تھی بعد انتہری کارخانہ
 مسعود کے وہ ہندوستان آئے اور خاص دہلی میں بھی لکھنؤ کے پڑاؤ اور مشہور کہ اگر پھر صلی اللہ علیہ وسلم
 ہمارے خواب میں آئے اور دعا کرنے کے واسطی حکم دی گئی میں اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسعود ہمارے دربار میں
 معاملی میں ہر تہ میں جو کوئی جاری پاس آدمی تو اب پادری کہ بات نہ کر سیکر دن آدمی اور کو پاس ہم ہو
 اور کل ہندوستان کے رئیسوں نے زرتقدسکی مدد دی بھی دینے کیلئے سب کوئی انتظام ہو گیا تو انہوں نے نجات
 کے طرف رخ کیا اور اور اس کے راستی ہزارہ و شاہ کے علاقہ میں ہو پھر وہاں بھی محبت ہو افتان پھر
 پاس آئے اور دین کا سبب چند اقام ہو ایا محمد خان ناظم پشاور ای میں مارا گیا اور سید احمد شاہ کے علاقہ
 پر داخل ہوئے لاہور میں رنجیت سنگھ نے انہیں پھر شیرنگہ کو سبھی فوج دیکر اور ہر کور و انہ کیا اور علاقہ ہزارہ
 ہوئی مولوی ہمایوں سید احمد و دھونے اپنے عزیز دن اور دوستوں کے ساتھ جام شہادت پیا یا قیام نہ ہندو
 پھا آگیا اب یہ مذہب پنجاب میں بھی راسخ ہو گیا لاہور و امرتسر و ٹیکہ و غیرہ شہروں میں اس مذہب کے
 مولوی محبت میں کتابیں اپنے عقائد کے استوائ سے محبت یقیناً کہیں اور چھوٹی ہیں اور کو جواب میں اس
 نے بھی داد و جواب لکھ میں یہ لوگ سینوں کے بارون امام اور انکی احکام کے باندھ نہیں اس قیو
 کے کیسا ہی بزرگ ہو یا ولی تعظیم نہیں کرتے اور کہتی ہیں کہ موتہ کا بعد مرگ کچھ تصرف باقی نہیں رہتا جو کوئی
 مسلمان کسی بزرگ کی قبر کی تعظیم کرے یا اسکو وسیلہ پھر کر دے یا انکی تو اسکو برا کہتی ہیں پھر صلی اللہ علیہ وسلم
 کے شہادت سے منکر ہیں اور جو مسلمان یا رسول اللہ یا غوث یا پیر کہہ دیو یا اسکو کافر کہتی ہیں غلام محمد
 غلام رسول غلام بھی الدین خدا بخش محمد بخش پیران بخش الہی نام کہتی و الون کو کفر کا الزام دیتی ہیں
 ناز کے اور کرنے میں بھی اور کاسینوں کے ساتھ پڑا اختلاف ہے

جو تھیں تقسیم پنجاب کی تجارت در آمد و بر آمد و سداوار و چٹائی و شکر بیان

پنجاب کے ملک میں ہر ایک قسم کا سودا اگر سی مال و در و در کے ملکوں سے اگر فروخت ہو یا سی اور مال بھان کا یا
 بے تعداد و ہتھیار اور ملکوں میں ہو و اگر لیجاتے ہیں جسکی تعداد و در از حد قیاس ہو و اگر بیان ہو تو ایک
 طوائف انسان ہو اسو اسطو طوائف کو جوڑ کر اختصار کی طرف میل کی گئی کل پیداوار پنجاب میں سی اعلیٰ قسم کا مال
 کپڑے کھنڈے سی جو کشمیر و لاہور و امرتسر و نور پور وغیرہ شہروں میں تیار ہو کر و در و در کے ملکوں میں جاتا ہے
 انہیں سی اعلیٰ قسم کے کشمیر کا ہے کہ اس میں ہتھیار و ہتھیار میں تیار ہو کر و در و در کے ملکوں میں جاتا ہے
 ہوتی ہو سکتا اول کشمیر میں جسکو کشمیریہ کہتے ہیں اور مال و در و در کے ملکوں میں تیار ہو کر و در و در کے ملکوں میں جاتا ہے
 کے وقت اسکام میں کچھ اور افزائش ہوتی اور کام تیار ہوتا ہے کہ شاہ و شاہان و شاہان و شاہان و شاہان
 عالمگیر کی سلطنت کرتے تھے میں اسکام میں بہت سی روٹی پائی اور چٹائی کے تالین اور رمال اسکا دوسرے
 و دوسرے بھی بہت اعلیٰ اعلیٰ قسم کے تیار ہونے لگے رنجیت سنگھ کی عمارت میں جب دیوان کر پارام کشمیر کا مال ہوا
 تو اسکو بہت ہی عمدہ عمدہ قسم کے دیشالون کا ایجاد کیا اب بھی کر پارامی دوشالے مشہور ہیں اور انکی
 ہاتھ در و در و حاشیہ نہایت ایک گرہ کا ہوتا ہے ایک سو پچاس سو پچاس شیش پانچ سو اور ایک سو
 و دیشالے انگریزوں نے جو اس زمانہ میں بسبب خریداری انگریزوں کے ایجاد ہوا ہے اسکی قیمت تین ہزار روپیہ
 ہوتی ہے اسکا عوض نہایت درجہ آدہ گز یا بارہ گز چوڑے کے باقی چاروں طرف اسکی نگارہی ہوتی ہے عمدہ و در
 اڈوای گز کی قیمت بھی چھ سو پچاس ہے اس قسم کا مال ادنیٰ و اعلیٰ و متوسط لائق تجارت تمام ہے بہت قسم کا
 تیار ہوتا ہے اور قیمت بھی مختلف ہوتی ہے مگر صورت اور وضع میں فرق نہیں ہوتا صرف رنگت کی تفریق ہو
 تقسیم علیحدہ علیحدہ شمار ہوتے ہیں دیوان کر پارام نے کشمیر کے ڈیری اور چٹائی اور قنائین اور دی اور دیگر
 اور قنائین ہر کار لاہور کو اسطو بنوانی ایجاد کئے حال کی عمارت میں انگریزی و اسکاٹ ٹائون کشمیر کا ہر
 انگریزی پوشش کے کپڑے کشمیر میں بنی ایجاد ہوئے خاص کشمیر سی سی اور ترک رنگ سبزی وغیرہ میں اعلیٰ قسم
 نور پور رنگ کا تھو و اسلام آباد کا شمار ہوتا ہے لاہور و امرتسر میں بھی اگرچہ دی کار کشمیر کا کام کرتی ہیں
 اب دیو اسکے سب سے وہ رنگت اور معنای نہیں ہوتی البتہ امرتسر میں سفید سا و کشمیر چھاننا جاتا ہے کشمیر
 کشمیر میں سے دوشالے وغیرہ بنتا ہے کہ ہر فانی کے کہی کے بال میں اسکو بھاری بولی اور قیمتی زبان میں
 چند دھتھر میں صورت اسکی قبول اور گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہے چیم پر اسکو بالشت بالشت پس بال میں
 اور بالون کے چرم میں شیم ایک طرح کا باریکہ و دھتھر تھو تھو لاسیم یا رقدہ وغیرہ ملکوں میں

جنگلے حد و تار چین کے ملک کے ساتھ ملحق ہیں شہری بکے بھت ہوتے ہیں اس شہر کی تجارت اور خرید و فروخت
 میں پنجاہ ہزار روپیہ اور ہندوستان میں ایک لاکھ روپیہ سال کے ہوا رو سو و اگر خریدنے کو اسطرح ہر برس لداخ
 میں جاتے ہیں لداخ کی منڈی میں بھی شہر چار روپیہ شہری فی سیر قیمت پانی میں خاص کشمیر میں چھ روپیہ
 سیر کتنی ہی اسطرح جوین ہندوستان کے طرف چلے آتے راستی کا خرچ جس کے اوپر پڑتا چلا جاتا ہے
 کشمیر شہر کے سوا کسی ایک و قیمت کی شہر کا بل وغیرہ اطراف سے آتی ہے شہر میں ہفتہ کم اور خود رنگت
 سے قیمت بھی اوسکی کم ہے۔ کارگر شہر بانی بھلو اس شہر میں سے سخت بال نکال کر صاف کرتے ہیں چھ
 چوڑیا جانو ان کا اٹا کر دہوتے ہیں بعد کمال صفائی کے اسکا سوت کا جاتا ہے سمیت سوت کشمیر میں قیمت اول
 فی روپیہ کشمیری روٹولہ قیمت دوم اٹا ہئی ٹولہ قیمت سوم تین ٹولہ قیمت چارم ساٹھ تین ٹولہ قیمت پنجم چار ٹولہ
 لکھا ہے قیمت اول اور دوم سے تحفہ دوشالے گران قیمت تین تین باقی اقسام سے جامہ وار وغیرہ تیار ہوتے ہیں
 اجرت شہر بانی کی بھت اڑان ہو الوان یا اور کٹیر شہر بانی کا جسکی بناوٹ سیدی یک رنگ ہونی درجہ پانچ
 کے حساب سے بنایا جاتا ہے اور گلداز رنگ لینی رو شالہ یا جامہ وار وغیرہ ٹری حساب اور سخت کو ساتھ بنایا جاتا ہے
 مردوری اوسکی تیلیوں کے شمار پڑے اگر ایک آدمی تین ہزار تیلی نکالے تو ایک آٹھ اجرت پانچ شہر بانیوں کا
 اوس نقش ہو کیا جاتا ہے جو قبل چلنے پڑنے کے کاغذ پر لکھا جاتا ہے اس کام کا مزدور اگر جالاک جاکہ است
 ہو تو ایک روز میں تین آنہ یا چار آنہ سے زیادہ مزدوری نہیں کر سکتا سادہ شہر بانی یا دہ کشمیری کے طبع سادہ
 اس زمانہ میں قریب چھ ہزار کے دوکان شہر بانی کشمیر میں جاری ہے اور ہندو ہزار آدمی شہر بانی کرنا
 معمول شہر بانی کا بھت سخت ہو ایک عامہ کے اور بھت مرتبہ معمول لیا جاتا ہے اور بلا معمول شالہ ان کے وہ کہہ
 کہیں شہر بانی یا معمول شالہ ان کا بھی ہے کہ مثلاً ایک جامہ دوسو روپیہ قیمت کا شالہ ان کے محکمہ میں آیا تو اسکو
 اور چالیس روپیہ فیصدی کے حساب سے اور قیمت پڑائی گئی اور دوسو اسی روپیہ کا مالی قرار پایا پھر
 فی روپیہ کے حساب سے معمول شالہ ان اور تین روپیہ فی جامہ حق چاہیہ دیکھو کہ لیکر سرکاری محضر شالہ ان
 کی اوسپر بھت ہوئی اور وہ مال قابل فروخت کے ہو گیا لیکن ہمارا جوین فریب ان رسومات میں سے
 کچھ تخفیف بھی کی ہے۔ سابق سوا کشمیر کے پنجاب و پٹیوٹ و غیرہ کہیں شہر بانی نہیں جاتا تھا اگرچہ جمہور پنجاہ
 کو بخت سنگھ کے کشمیر کا ناظم بنایا اور اوسنوہ نان جاکر کشمیر کو لوٹا تو ہزاروں کشمیری دھن چوڑ کر جا سکا تھا
 گئے اوس روزی روزی پور و لوگ نہایت دامترو لو و بیانیہ وغیرہ میں بھی بھگتے چلے جا رہے ہوئے گو ماہیلا و امیر
 کارخانہ کا تمام پنجاب میں جمہور خوشحال سنگھ کے ظلم سے ہوا اگر وہ اپنی نظامت میں کشمیر کی غارت گاہا تھا
 مگر تا تو اس کام کا فیصلہ اس وقت رکھیں کہ یوں جاری ہوتا اب خطہ پنجاب کے ہندو اس کے بھی کشمیریوں کے شاکر و لشکر ہیں

بکثرت کرتے ہیں اور شمالی بھار اور کشمیر اور پنجاب کے میدانی ملک میں اور ان کی بڑی تجارت اور خرچ
ہے کشمیر کے اور ان سب ملکوں سے اعلیٰ اور سفید اور ہوتی ہوئی زرعی زمین اور ان سے بڑھ کے ہر اس جنس سے
ایک ٹی اور دو ٹی لوسیان ادنیٰ و اعلیٰ قسم کے تیار ہو کر ملکوں میں جاتے ہیں کشمیر کے لومی کا جوڑہ بعض
توا سار ایک اور عمدہ و سفید بنا ہوا ہوتا ہے کہ جس پر پیچہ پیرہ روپیہ دس روپیہ جوڑہ تک اس کی قیمت
ہوتی ہے کنگڑہ و کلو وغیرہ اطراف لوسیان بھی آتے ہیں دس روپیہ جوڑہ تک قیمت پاتی ہیں خاص پنجاب کی
اچھی بھین ہوتی ہے اس کی قیمت کم اور ہوتی ہے اور اکثر دو ٹی ہوتی ہیں کشمیر اور بھارت میں اور انی ٹی
ایسی اعلیٰ و عمدہ ہوتی جاتے ہیں کہ ہزاروں روپیہ کے اور ان کی سوداگری ہوتی ہے جاڑوں کے دنوں میں
اور ان کی زیادہ قدر ہے مصنوعی اور زرعی اور ان کی قابلِ تفریہ ہے کہ نادان دیکھنے والا اس کو پتہ نہ دیتا ہے
پنجاب کے اور انی جراب و ستانہ بنکر اور ملکوں میں بھرت جاتی ہیں اس جنس سے کسبل و نہ بھی خاص پنجاب و کشمیر
تیار ہو کر سندھ وغیرہ کو بھی جاتے ہیں **روسی کا کپڑا** جب انگریزی کپڑا اللہ خاصہ نمل وغیرہ
پنجاب میں نہ آیا تھا تو اس کپڑے کی پنجاب میں بھرت درختی اور اچھا چھ عمدہ تھان گھائی وغیرہ کے امیر
سرواروں کے واسطے تیار ہوتے تھے اب اس کپڑے کی قدر ہلک ہوئی ہے جنھیں بھی صرف غریب لوگ اپنے گھر کے
عورتوں سے سوت کتوا کر اور کپڑا بنوا کر پہنتے ہیں دولت مند امیر اس کو نہ پہنتے کرتے اس واسطے اعلیٰ قسم کا کپڑا
اب پنجاب میں بنا نہیں جاتا البتہ عورت کے پہننے کے واسطے رنگین سوئی ریشم آئینہ قصہ ثمالہ میں بھرت
بتوین خرچ بھی اس کا پنجاب میں بھرت ہے دس اور دس چوتھی ہے سو اور اس کو اور جو کہ ریشم ہوتا کپڑا کہانی اور
سوئی سوئی ونگی وغیرہ اس ملک میں منبر جاتے ہیں وہ خراسان کے ملک اور افغانستان کے طرف سوداگر
لیجاتے ہیں اور وہ ان کے لوگ بڑی خواہش سے اس کو مضبوط جاکر خرید کرتے ہیں شاد کے طرف کی سلی رنگ
نگی البتہ خاص پنجاب میں بھی قدر رکھتی ہے اور بلتان کے ساخت کا کپڑا بھی بجا و پور کے راستہ سندھ کو
جاتا ہے اور خراسان میں قدر بڑا ہے ریشم کی جنس قابل و شرعی و غربی و شمالی ملکوں سے پنجاب میں آتی ہے لاکھوں
روپیہ کا اس کا پورا ہر پنجاب کا ریشم شمال کے ریشم سے اعلیٰ ہوتا ہے کہ او میں زرعی و مصنوعی بہت ہی نکال وغیرہ
ملکوں کے ریشم میں البتہ کہ ختمی ہے اس کی رنگوں کے کارخانے اس سے بہت ہیں لاہور میں رنگا جاتا ہے کہ رنگہ لوگ
سب ایک طرح کے رنگ کے اس کو رنگ لیتے ہیں سب رنگوں سے اعلیٰ رنگ اور پختہ قسم کا ہے جس کا قیام کپڑے
کے ہتھو تک رہتا ہے اس رنگ میں بقیہ شیشے کا رنگ بھی ریشم کو دیتی ہیں مگر وہ رنگ بالکل کھا اور ناکا
ہوتا ہے چار دن کی گزرا ہے پھر فاسکی خاری ریشم کپڑے کے بنو گویا اس کو رنگوں کا رخا نہ لاہور و امرتسر
و ملتان وغیرہ میں موجود ہیں لاہور و امرتسر میں ہر چہ گلابی و دارانی رنگوں کی بڑی سیالیا اعلیٰ بنا جاتا

کہ پانچ روپیہ گز تک و سکی قیمت ہوتی تھی اب بیس اسکو کہ حکام وقت کو ایسے کپڑوں کے پہننے کا شوق نہیں
 آتا اور وہ پانچ روپیہ گز تک کا گلبدن و داریائی تیار ہوتی ہو عرض بھی محبت کم ہو گیا ہو لیکن میں
 کہیں ریشمی و کلاہوتی و سادہ و لنگیان و مشر و عم ایسا عمدہ و قیمتی تیار ہوتی تھیں کہ کہیں اور رنگی
 و دان کی دود و سور و سہ قیمت پاٹی تھی اب بس بگر جانے سلطنت لاہور و سیران سند کے و بالنگا
 کا رخانہ بھی سست ہو رہا یا کی پہننے کے کم قیمت کپڑے تیار ہوتے ہیں نہ داد و ستاد کے ریشمی لنگیان بھی
 میں لاہور میں از ارشد ریشمی محبت شمعہ اور قیمتی بنی جلتے ہیں اور تجارت ان کی و سادہ رہیں ہوتی تھی
 غرض کہ ریشمی کپڑے پنجاب کے کارگر ایسا تیار کر سکتے ہیں کہ اور ملکوں میں خصوصاً شمل بھی اعلیٰ عین بھی خاص
 پنجاب کی پیداوار ہو خاص پنجاب میں خرچ اسکا سکا ہونے کے عملہ اری میں محبت تھا اور سکہ اس رنگ کا
 پہننا عین ثواب سمجھتے تھے اب بھی اگر یہ خرچ محبت ہو کر استفادہ نہیں ہو تا ہر اسکو بکثرت خرید کر خراسان
 کو لے جاتے ہیں کچھ عرصہ ہو اگر اسکی خراسان کے طرف کم ہو گئی تھی کیونکہ دریائے عمان کے راستہ
 سندھ وستان کا نیکل خراسان میں پہنچ جاتا تھا لیکن تو بھی تجارت کم نہ ہوئی کہ وہ سیامان و فیروزہ ہزارہ
 وغیرہ بھارتوں اور افغانستان کے رہنے والوں نے پنجاب کے نیکل کو پسند کیا اور خرید جاری رہی کہیں افغانستان
 کے ملک میں نیلی رنگ کے پہننے کا محبت و رواج ہو اور پنجاب میں کم پہننا جاتا ہو چھٹھ در آمد و خرچ اس
 جیسے کہ پنجاب میں محبت ہو سولہ ہزار من فی سال تھیں خراسان کے طرف سو دریا ہو قابل سندھ کی راستہ فیروز
 پنجاب میں آتی اور صرف ہوتی ہو تجارت تمام کی ہزار و اسالو وغیرہ کپڑے و عورتوں کے پہننے کے اس کے جوش
 و کیرنگ جاتے ہیں پیداوار اری اسکی خراسان و ٹیٹہ و شکار پور وغیرہ سند کے علاقوں میں محبت ہو قیمت
 اسکی اس ملک میں سولہ روپیہ من یا کم و زیادہ ہوتی ہو کس و ہم جیسے سندھ وستان میں محبت آتی ہو اور جو
 بھارت میں پیدا ہوتا ہو وہ بھارتی کسوم کھلاتا ہو پنجاب میں اسکا خرچ کپڑے رنگین کے کام میں محبت ہو
 ہاں چھ پورہ فی اس کپڑے کی بڑی اعلیٰ سوداگری اور در آمد پنجاب میں ہو کلکتہ وغیرہ ہو کھد مال قسم
 قسم اور طرح طرح اور رنگ رنگ کا آتا ہو غریب خراب امیر و لکن بیس اس کپڑے کے پہننے کے شائق ہیں اس
 کی بڑی ہندو امرتسر میں جو وہاں اگر تمام پنجاب میں پہننا ہو تجارت اسکی دن بدن ترقی ہو رہی ہو
 جیسے جس خاص پنجاب کی پیداوار ہو و الیبت حالند ہر و سندھ اگر و شکار وغیرہ میں بکثرت پیدا ہوتا ہو
 سو امر فروخت خاص پنجاب کے ہر سال سچا ہر من کے قریب خراسان و افغانستان و دیرجات کو جاتا
 سندھ میں بھی اسکی خریداری ہو شکار کا گوشت ہو اعلیٰ و لذیذ ہو جانند ہر و آب کا گوشت بھی عمدہ و سفید ہوتا ہو
 شکر سرخ بھی خاص پنجاب کی عمدہ اور لائق تعریف ہو کھانا

اور دو ابہ نسبت سے اگر فروخت ہوتی ہے خرچ اسکا بڑے شہروں میں بھرت ہی مصری تباہی شہر میں ہوتا
قسم کی اس سے بنائی جاتی ہے **صوفی حاش** سادگی پستہ بادام انگوڑا ناشپاتی خانی سیب کشمش انار وغیرہ
میں سے بنی ہوئی ہے یہ انھیں ہوتی کشمیر و کابل و کوہستان سے اگر فروخت ہوتی ہیں ہلال سود اگرچہ مالی نیکو اثر ہیں
فائدہ خاطر خواہ اٹھاتے ہیں کشمیر کا سیب بہت لذیذ و خوشبود شیرین ہوتا ہے لاہور میں بھی اگرچہ انار پیدا ہوتا ہے
مگر شیرین و بیدار نہ ہوتا ملتان کا انار لاہور کے انار سے القہہ سرخ و لذیذ زیادہ ہوتا ہے آسم کی درآمد لاہور
دارالمنیر وغیرہ میں دو ابہ نسبت جانہ سر کے طرف سے بھرت ہو ملتان میں بھی آتب و کھجور عمدہ پیدا ہوتی
ہو اور تجارت کو اسطی اور ملکوں میں بھی ہو اگر لیماتے ہیں لاہور کا شامہوت بیدار نہ بہت لذیذ و شیرین ہے
آتب بھی لاہور کے زمین کا اگرچہ چھوٹا ہے مگر لذیذ ہے لاہور میں میر کی قسم کا با فراط پیدا ہو کر بکنا ہی کیلا
با فراط پیدا ہوتا ہے کٹھا میٹھا سنترہ پنجاب خصوصاً ملتان کا سنترہ مشہور ہے چکے دار آٹھ و لاہور کا ایسا
لطیف ہوتا ہے کہ لوں کی گھائے سے اس کا کو فروخت حاصل ہوتی ہے تیر بوز و خر بوزہ و آکوچہ میوہ گل گل امر و شیر
شامہوت سنترہ میٹھا کٹھا بھی پنجاب کی عمدہ پیداوار ہیں داخل ہیں اور جو باری انکی ہوا سے نفع لیتی ہیں
غلام صرب قسم کے چھوٹے غلام پنجاب میں پیدا ہوتا تھا اسی ملک کے خرچ کے واسطے کفایت کرتا تھا اب
ریل کے ذریعے سے و در و در چلا جاتا ہے اور گرانی کی صورت ہمیشہ ظاہر رہتی ہے علاوہ اسکو غلام فروخت پنجاب کے
سرخ کے باب میں خود مختار ہیں ہر کار کی مداخلت و مہین نہیں ہوتی چاہے وہ گران یا از زان فروخت کریں
غلام کے ذریعے جمع کر کے رہتے ہیں اور چاہتی ہیں کہ اگر ذرا بھی بارش کی کشش ہو جاوے تو ایک کے چار کر لیں کہ سال
سے پنجاب کے لوگ اس غلام میں گرفتار ہیں۔ خاص پیداوار غلام کی پنجاب میں اس قدر ہے کہ اور ملکوں میں کم ہے
گندم جو ماش موٹھہ سور کی موآر باجو اسو اٹک چنایاہ و سفید چڑال سرسون تل کثرت پیدا ہوتا ہے
شمالی قسم قسم کے شاہ نضر اور سیراب مقاموں پر بوی جاتی ہے لاکھوں روپہ کی اسکی تجارت ہے سرسون و تل و
تار سیر کا تیل نکال کر فروخت ہوتا ہے نباتات میں سے کھیر گھری موتی کا جڑ شلغم و بنیان مریح گرم پاکت مٹی
خرنہ آکو کوئی شکر قند ہی اور ک سنا زلسن کر بلہ توری کہ و ٹینڈی کی بھرت پیدا ہوتی ہے اور شہر شہر میں
ہر روز اس اجناس کی منڈی لگتی ہے سولف آجو اس خرنہ کا سنی وغیرہ کی جھنڈ پیداوار ہے وہ ادویات
کے کام آتی ہیں بھول بنجاکے جہنہ موٹا گلاب بھرت خوشبود آہو مین الکافور و عطر کثرت فروخت ہوتا ہے
اور جھنڈ اور پھل گندہ اکنول صبر برگ برتبان گل و دھیری پتلی گل عباسی عشق پیچ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں
وہ گلہ رش بازار دن میں بھرتی ہیں شہر میں اعلیٰ قسم کا بھول بھیان بید شکر ہے جسکا عطر و عرق بہار دن کے
اسطی جان تازہ دیتا ہے چنیدا اور موتیا کا پتل شکر سر کے لگانے کے واسطے فروخت ہوتا ہے **سجارت**

کہ وہ نمک کا حال سابق تحریر ہو چکا ہے ان سے یہ نمک سرکار کے حکم سے نکالا جاتا اور فروخت ہوتا ہے آئندہ فی سبکی
داخل سرکار ہوتی ہے رنجیت سنگھ کے وقت نمک بھت ارزن تھا اب گر ان ہو گیا ہے۔ **وٹھن** زرد
بھت خاص پنجاب کی پیداوار پنجاب میں خرچ ہوتی ہے ساڈر بار وغیرہ سیراب علاقوں سے لگتی اگر شہر دن میں
کھانا ہو سکھوں کے وقت لاہور سے دن میں سیرابی روپیہ لگتی کھانا تھا اب اگر تیری وزن فی روپیہ سو اسیر
سوج اس گرائی کا تقریبی محصول چونکہ ایک مہدا اور **لکڑی** پنجاب میں لکڑی کا بڑا ہوتا ہے
جو دو قسم کی ہے ایک تو ہمیشہ سوختی یعنی جلانے کی لکڑی ہے لکڑی جلد کر پڑ پلوں وغیرہ اقسام کی بھت کثرت
کے ساتھ ساڈر بار وغیرہ جنگلوں اور دیرانون سے کٹ کر آتی اور جا بجا فروخت ہوتی ہے چھوٹے بھاد اس لکڑی
نے روپیہ سات من تھا اب جس روپیہ ریل گاڑی جاری ہوئی اور خرچ اسکا بھت بڑھ گیا ہے دو من باڈو
من روپیہ کی بنتی ہے بھت سا خرچ اسکا بڑی شہروں میں ہو چھاتی زمیندار اور پلوں پر گزارہ کرتے ہیں۔ **دوسرے**
قسم کی لکڑی عمارتی عمارت کے خرچ کے واسطے ہے اس میں بھی دو قسم ہیں ایک روکھیل یعنی شیشم الیکٹرک یا تیرا لکڑی
یا ہر ایک یا شامبوت کی لکڑی خاص پنجاب کی پیداوار ہے اعلیٰ اور خاص کام میں صرف ہوتی ہے یہ لکڑی
بھت سخت و بارکش ہے پانی میں بھی اسکا کچھ نقصان نہیں ہوتا دوسری چوب دیو دار و چیر و کیل و سبل وغیرہ
بھاڑ کی پیداوار ہے دریاؤں کے رہتی کوہ جنون و منڈی و چنبہ وغیرہ سے پنجاب میں آتی ہے جسکی کثرت کا کچھ
حد حساب نہیں سیکھو پنجابی مندوستانی انگریزوں پر سود اگر یہ لکڑی بھاڑ سے منگوا کر فروخت کرتے ہیں
شہر اور سرکاری عمارتوں میں اسکا بھت خرچ ہر ان اقسام میں سے دیو دار لکڑی بڑی عمدہ اور اعلیٰ قسم
ہے چیر وغیرہ پانی میں گل جاتے ہیں سکھوں کے وقت تین سو روپیہ کر دیو دار بکتی تھی اب ایک یا ڈیہ تھوڑے
کی ہے **اینٹ** اس قسم کی تجارت و خرید و فروخت پنجاب میں بھت ہے امرتسر میں نئی اینٹ پکائی
جاتی ہے اور شہروں میں بھی بھی مال سے خاص لاہور میں بادشاہوں کے وقت نئی اینٹ کٹی تھی جب ہو سکھوں نے
حصار کے باہر کی آبادی اور چار دیو اینٹیں بھان بھت ہو گئیں اس واسطے نئی اینٹ کا پکنا سو قوت ہو گیا
اور وہی پرائی اینٹیں کھود کھود کر شہر کے عمارت میں صرف ہوتی رہیں رنجیت سنگھ کے وقت بھی حال رہا
مگر خشت فروشوں نے بڑی بڑی عالی سعید میں اور بھری خود مختار ہو کر مساکر کر لین سرکار سے کوئی اور نفاذ
ہو اب جو حکم سرکار سے باقی ماندہ ہے ان کے مقصد سے بدل میں راج ہو گئے خشت فروشوں کے رزق کا دروازہ
بند ہو گیا اور سرکار سے سخت و طاقت ہوئی کہ باہر سے کوئی اینٹ نہ کھود بکیر اتنی گندرات کھدے سے موقوف ہو کر شہر کا
کر و نواح ہوا و صاف ہو گیا اس واسطے خشت فروش شہر کے چیلان میں ہو جو دیان خرید کر اور انکو مساکر کر
انہیں فروخت کرتے ہیں انگریزوں نے عمارت کے واسطے ایک قسم کی بڑی اینٹ بنی بھی پکائی جاتی ہے یہ انٹی

قطعات تاریخ اہتمام طبع مخزن پنجاب

از شایع طبع شاعر نازک خیال رای بہادر کنیہ لال صاحب ایگزیکٹو انجمن لاہور و وزیر

عجب محبوب و مرغوب بہت مطبوع خدا کرد است در پنجاب جاری نظیرش نشو اندر کشور ہند دل اہل بصیرت بہ قہر است بشمارہ لکھنؤ مطبوع گردید سہ ماہی تاریخ طبعش گفت ہندی	کتاب مخزن پنجاب نایاب لفصل عام خود این چشمہ آب ندیدہ دیدہ بہیدار و خواب براسہ دیدنش مانند سیلاب شاد از فیض ہر روئے جان ہایاب سب از گشتن تاریخ پنجاب
---	--

از سید علی عبدالقادر شمس القادری عرف مرشد علی صاحب تخلص عاصمی فی پوری

راہ چون سہ دور طبع این کتاب طرفہ تر عاصمی بسال نباتہ	مخزن دولت خاص و عام ہفت کچ سہ دور مخزن پنجاب گشت ۱۲۹۲
---	---

از سید عبدالرسول صاحب خانہ سی از ندوے

سویتون کا یہ خزانہ آج کل کر رسم تاریخ طبع عبدالرسول	سب کو ہو کر وانہ دانہ بیٹ گیا طرفہ سہ دور کا خزانہ بیٹ گیا ۱۸۴۴
--	---

از سید علی شاہ صاحب اکبر التخلص بالفت لاہوری

چونکہ این نادر کتاب لا جواب گفت الفت سہ سال اہتمام	خوش خط و خوش رنگ و بیبا طبع مخزن پنجاب بر عنا طبع گشت ۱۲۴۴
---	--

از مفتی چراغ دین صاحب تخلص روشن لاہوری

چو اندر لکھنؤ باطہ سہ زر نگین	شد این گنجینہ نایاب مطبوع
-------------------------------	---------------------------

رقسم زد روشن اندر سال طبعش	۱۲۹۷ھ	کہ تازہ مخزن پنجاب مطبوع
از مفتی غلام حیدر صاحب تخلص حیدر لاہوری		
مخزن پنجاب کیا تاریخ ہے		میں سے سب سے سارا زمانہ پھر باب
تھیں سال طبع کر حیدر رقم		مخزن پنجاب سے نامی کتاب
از مفتی غلام صفدر صاحب تخلص فوقانی لاہوری		
یہ کتاب تاریخ ہے تاریخ مطبوع		عمامہ بعد احوال پنجاب
بسال طبع فوقانی نے لکھا		کہ مخزن پنجاب احوال پنجاب
از مفتی غلام اکبر صاحب تخلص لئیق لاہوری		
چہ گنج است این عجیب گنج فیض		کتاب نادر و مطبوع و کیا
لئیق از دل ندامت باش		کہ تازہ مخزن پنجاب
از مفتی محمد انور صاحب تخلص دانش لاہوری		
خوش کتاب ہے است مخزن پنجاب		لئیق و لپیرو نایاب است
سبب فصل بہار ہر فصلش		بلکہ باب جنت باب است
ابستابے باوج محبوبے		شعبہ روشن بنرم احباب است
بہت تاریخ خاتمہ دوبارہ		گفت دلچسپ گنج پنجاب است
خاتمہ الطبع		
بعد حمد خدا سے عجیب دان ولعت رسول آخر زمان کے اوپر راہی زمین تجربہ کاران روزگار و انہی کے ادوار کی پیشیدہ تہی کہ قلم تاریخ ایسا اسلے درجہ کا علم نادر و عمدہ ہے کہ صبحا دریافت کرنا احوال انہی و کہ شدہ گما جان حال و استقبال کے لیے ایک وسیلہ لیاقت مندی اور ہنود سی سچ اور دستور العمل و الکتاب فرست و فرزانگی کے قرار دیا گیا ہو کہ جسکی سیر و مطالعہ سے بالعمیل بنیاد و نظام سلسلہ عالم کو منور و		

خاتمہ الطبع مخزن پنجاب

ہوتی ہے اور اس اس اعانت و نافرمانی کی بقلم اندام پائی ہے اس نظر سے ہر عاقل و فہم
 دانش پر وہ پختہ حاصل علم تاریخ کا واجب لازم ہے کہ ہر حال میں بقیاس رویداد ماضی اس
 سبق پر کارروائی حال و مستقبل کی مرعی رکھے تا بتعمیل و کار بندی اول و وجوہات کشائش حال
 اور فلاح مالک کرسی نشین مراد ہو۔ ہر گاہ علم تاریخ و حقیقت عمدہ فن ہے اور اشاعت ایسی نادر ہے
 کی نفع عام کے لیے سود مند لہذا اندون ایک کتاب الاجاب فن تاریخ میں انتخاب جسکا نام مخزن پنجاب
 ہے یہ کتاب میں کل الوجود جامع اور جامع بیانات احوال شہان و راجہ گان و رئیسان شہر و علاقہ
 متعلقہ حدود ملک پنجاب ہے اس صفت کی کتاب آج تک نہیں ہوئی مولف و مدون اسکے بڑے صاحب
 علم و کمالات ہندوستانی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری ہیں کہ جنکی تصنیفات سے عمدہ
 کتابیں چھپیں اور پندیدہ فلاقی ہوئیں مصنف غلام نے اس کتاب میں بیڑی مٹی کو شش
 صحیح حالات ملک سرحد پنجاب کی از جزو ماکل بہت مفصل لکھی قابل دید ہے نہ تنید اور اس کتاب کو
 پانچ حصے اور پچاس قسموں پر منقسم کیا ہے۔ حصہ اول میں دریائے ستلج پارسی مہاتک جو فی الحال گورنمنٹ
 پنجاب سے متعلق ہے۔ پانچ قسم ہیں حالات شہان و راجہ گان و جاگیر داران کے خوب لکے ہیں
 ۱۔ دوسرے حصہ میں دریائے ستلج کو واسطے کناری سے لیکر کل پنجاب کی میدانی پہاڑی ملک کا حال آٹھ
 قسموں میں لکھا ہے۔ ۲۔ تیسری حصہ میں پنجاب کو شمالی اور وسطی علاقوں کا احوال پانچ قسم میں شطیر کیا ہے
 ۳۔ چوتھے حصہ میں پنجاب کے حاکموں اور ناظموں کا ذکر ہے منقسم تین قسم پر ہے۔ پانچویں حصہ میں پنجاب کو
 گورنمنٹ اور میدان کا احوال سبقت تفریق چار قسم میں طور پر ہے۔ فی حقیقت اس وضاحت اور تفصیل کے
 ایسی تاریخ کی کتاب کم ہوئی ہوگی اس لیے کہ جب یہ کتاب شائقین علم تاریخ اور ناظرین اس فن گزین کی نظر سے گذرے
 گی نہ کہ پسند فرما کر خریدیں گے احوال کتاب نادر البیان اور شوق شائقین جب مرضی مصنف غلام

کا نذر تقطیع مناسب پر بصحت حضرت مصنف بمقامت اصل بیدل توجہ فرماتے ہوئے

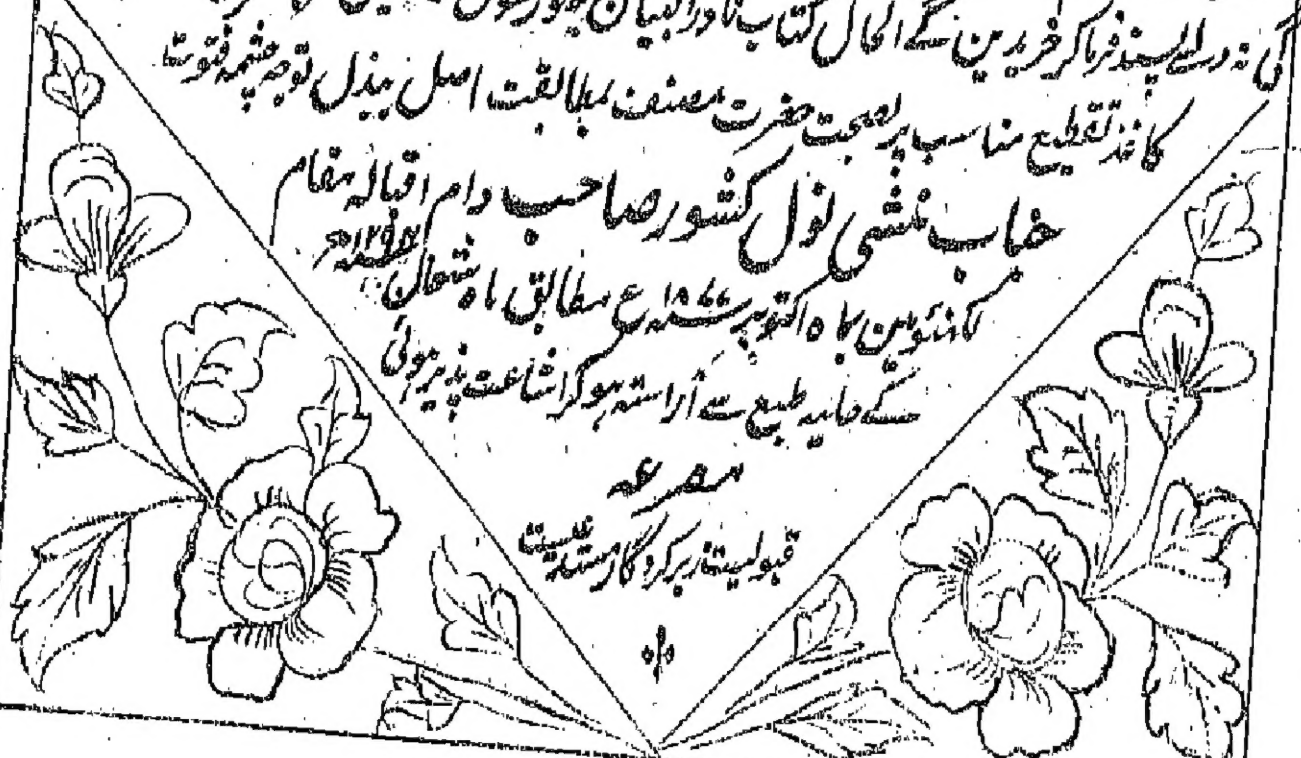
خواب نشی نول کشور صاحب دام اقبالہ مقام

کائناتوں میں باہر کتب پر مشتمل مع مطابق ماہ اشوال

کے حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوئی

مصرعہ

قبولیت بر کردگار شہادت



LYTTON LIBRARY, ALIGARH.

غ ۳۹ ت

DATE SLIP

This book may be kept

۹/۱۵/۶۱

FOURTEEN DAYS

A fine of one anna will be charged for
each day the book is kept over time.

to Oct 7/61

SEP 15/61

LIBRARY

MAHLAND

2110

MS. AZAF

9103A

400

12/11/1952

W. J. H. J.

[illegible]